لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

جَآءَنَا مِنَ اللّٰهِ الْحَسِيْب

بے مثل حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حصہ اوّل

مصنف
محمد یار شاہ نقشبندی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا

جَآءَنَا مِنَ اللّٰہِ الْحَسِیْبُ

بے مثل حبیب ﷺ

حصہ اوّل

مصنّف
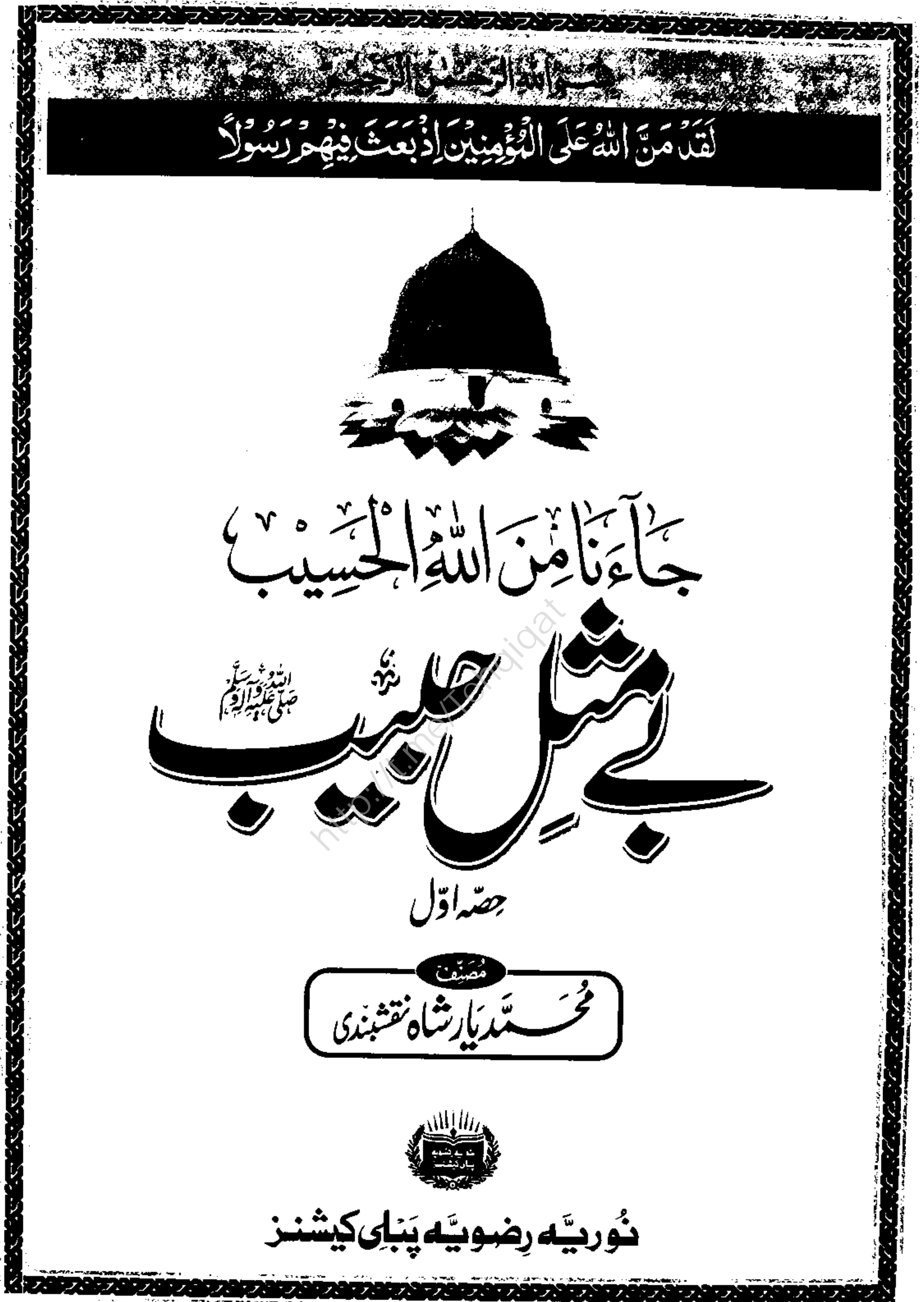
محمد یار شاہ نقشبندی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

نام کتاب	....	جاء نا من اللہ الحسیب بے مثل حبیب ﷺ
مصنف	....	محمد یار شاہ نقشبندی
طبع اوّل	....	نومبر 2017ء
تعداد	....	1000
کمپوزنگ	....	محمد ندیم
پروف ریڈنگ	....	محمد شہباز ملہی
طابع	....	سید محمد شجاعت رسول قادری
ناشر	....	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	....	INO171
قیمت	....	روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

فون 042-37313885-0300-4429721

Email:nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون: 041-2626046

انتساب

بحضور سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین
امام الاولین والآخرین حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم

بفیضان کرم

قطب الاقطاب غوث الاغیاث شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرقپور شریف

و

قطب الاقطاب غوث الاغیاث سیدی مرشدی حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کرمانوالا شریف

عرضِ مصنف

حقیقت یہ ہے کہ کئی دفعہ دِل میں یہ تڑپ اٹھتی کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ فضائل ومحاسن قلم بند کروں مگر جب اپنی کم علمی وکم ہمتی و بے بضاعتی پر نظر پڑتی تو دِل سے آواز اٹھتی ارے نادان تو کہاں وہ کہاں چہ نسبت خاک را با عالم پاک دل میں یہ بھی خیال پڑتا کہ اس مائی کے پاس اَور نہیں تو کم از کم دھاگے کی اٹی تو تھی ارے بندہ ناچیز تیرے پاس تو اٹی بھی نہیں کس برتے پر تو اس میدان میں قدم رکھے گا لہٰذا ہمت جواب دے جاتی ہے۔

مگر پھر تڑپ آسرا دیتی کہ وہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو مجبور بے بس لاچار کا آسرا ہیں بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْم کی شان والے ہیں اور رب کریم بھی انتہائی فضل وکرم فرمانے والا ہے وہی دستگیری فرمائیں گے اور اس میدان میں کامیابی کی نعمت سے سرفراز فرمائیں گے قطب الاقطاب سیدی مرشدی حضرت صاحب کرمانوالے حضرتِ بابا سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور غوث الاغیاث حضور میاں صاحب، میاں شیر محمد صاحب کے توسل سے اس کتاب کو بندہ کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائی کا سبب بنائیں گے۔ بندہ ناچیز نے اس کتاب کا نام رکھا ہے جَآءَ نَامِنَ اللّٰہِ الْحَسِیْب بے مثل حبیب۔

اس گلی کا گداہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

خادم العلماء والاولیا
محمد یار نقشبندی

فہرست مضامین

Marfat.com

بے مثل دست اقدس

حمد بارتعالیٰ

اوّل حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہرادا
اس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہردا

جو جو رزق کسے دا کیتوس لکھیا کدی نہ ٹالے
لکھ کروڑ تکے برپایاں پھر بھی اونویں پالے

واہ واہ صاحب بخشنہارا تک تک ایڈ گناہاں
عزت رزق نہ کھسے ساڈا دیندا پھیر پناہاں

ہر عاجز پر رحمت کردا کرے قبول دعائیں
بن منگے لکھ دان دوائے محرم دِل دا سائیں

حکم اوہدے بن ککھ نہ ہلدا واہ قدرت دا والی
جیاجون نگاہ اوہدی وچہ ہر پتر ہر ڈالی

کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت دھریاں
رحموں سکے ساوے کردا قہروں ساڑے ہریاں

آپ مکانوں خالی اس تھیں کوئی مکان نہ خالی
ہر ویلے ہر چیز محمد رکھدانت سنبھالی

کنہ اوہدی نوں کوئی نہ پہتا عاقل بالغ دانا
در جس دے سر سجدے سٹے لوح قلم انساناں

آپے دانا آپے بینا ہر کم کردا آپے
واحد لاشریک الٰہی صفتاں نال سیاپے

سدا سلامت راج اوسیدا اس در سب سلامی

آدم جن ملائک ہر شے جیاجون تمامی
عیب میرے پرپلا دیندا ہنر کریندا ظاہر
جدوں کرم دا واڑا کردا کوئی نہ رھندا باہر
ہر کوئی محتاج اوسیدا منگن ہارا دردا
ہر گز کیتی اوسدی اتے انگل کوئی نہ دھردا
جے اوہ قہر کماون لگے کون کوئی جو چھٹدا
رحمت اس دی جگ وساوے ہر کوئی نعمت لٹ دا
لطف کریندا کرم کریندا ہر دے کم سنوارے
سب خلقت دارکھا اوہو بھید پچھانے سارے

☆☆☆☆☆

نعت

دنیا فدا ہے حبیب خدا توں
اوہ افضل تے اعلیٰ ہے خلق خدا توں
شمس وقمر اور حورو ملائک
ایہہ سب نور پایا ہے نور خدا توں
حکم ہو یا موسیٰ نوں جوڑے اتارو
ایتھے عرش قرباں میرے مصطفیٰ توں
عیباں دے بھریاں نوں دی چین آیا
آ قا دی شفقت بھری اک نگاہ توں
آیا در تے بنیا امام زمانہ
کیا شان پائی ہے نور الہدی توں
گیا خالی کوئی نہ اج تیک ایتھوں
کیا کجھ نہ پایا شہ دوسرا توں
محمد یار چاہندا رضائے حبیب ہے
خدا بھی ہے راضی اوہدی رضاتوں

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

نحمدہ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بے مثل و بے مثال ہے اور اسکی جمیع صفات بھی بے مثل ہیں اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں اس قادر مطلق نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مخلوق میں بے مثل و بے مثال بنایا لہٰذا تمام مخلوق میں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مثل و بے مثال ہیں۔ تمام مخلوق میں نہ آپ کی ذات کی کوئی مثل ہے نہ صفات میں نہ صورت میں نہ سیرت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت بھی بے مثل و بے مثال اور بشریت بھی بے مثل و بے مثال ہے۔

آپ نبیوں میں نبی ایسے کہ سید الانبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

رب کائنات رب العلمین نے فرمایا وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند فرما دیا ہے رب العلمین نے یہاں بلندی کی حد بیان نہیں فرمائی کہ کتنا بلند فرمایا کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کی بلندی کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں جہاں تک کسی کے علم فہم وادراک کی پرواز ہے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے کہیں زیادہ ارفع واعلیٰ ہے آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے۔

لَا يُمۡكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بے مثل فرمایا ارشاد خداوندی ہے۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۔(پ22ع1)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

اس سے ہر مومن ذی شعور و صاحب عقل پر واضح ہوگیا کہ جب ازواج مطہرات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے بے مثل ہوگئیں تو پھر محبوب پیغمبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی کیسے ہوسکتا ہے۔

سیدنا حضرت علی کا فرمان:

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی آپ کے بعد۔ (ترمذی جزء ثانی ص 204، مسند امام احمد جلد نمبر 1، ص202-189) دلائل النبوۃ جلد نمبر 1 ص 205، مستدرک جلد نمبر 3 ص 207)

سیدنا حضرت انس کا فرمان:

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں دس سال رہنے والے خادم خاص سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلــہ وســلــم یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ ہی آپ کے بعد۔ (بخاری شریف جلد 2، ص 876)

حضرت ابوھریرہ کا فرمان:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ یعنی میں نے آپ کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2، ص 876، مسند امام احمد جلد نمبر 2، ص 630 اور دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 1، ص 223 میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی الفاظ ہیں لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

حضرت حسان کا فرمان:

ثنا خوان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ ۔ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے پیدا ہی نہیں کیا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا جیسے آپ چاہتے تھے ویسے ہی آپ پیدا کئے گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں تم میں سے کون میری مثل ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تم میں سے کون میری مثل ہے میں تمہاری مثل نہیں ہوں ارشاد محبوب خدا محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَیُّکُمْ مِثْلِیْ یعنی تم میں سے کون میری مثل ہے لَسْتُ مِثْلَکُمْ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔ (بخاری شریف جلد اول، ص 263) مسلم شریف جلد اوّل، ص 371، مسند امام احمد جلد نمبر 2، ص 344)

فرمان خدا عزوجل فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سیدنا حضرت انس اور سیدنا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسان رضی اللہ تعالےٰ عنھم کے ارشادات سے ہر مومن پر واضح ہوگیا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مخلوق میں بے مثل و بے مثال ہیں۔

اگر ذہن میں یہ خیال آئے کہ شاید یہ عام لوگوں یا اولیاء کرام یا صحابہ کرام کی بابت ہوسکتا ہے انبیاء کرام علیھم السلام آپ کی مثل ہوں تو قرآن مجید مومن کے لئے حتمی فیصلہ ہے آؤ دیکھیں قرآن مجید میں کیا ارشاد ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انبیاء (کرام) سے عہد لیا جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا تمام (انبیاء کرام) نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی فاسق ہے۔

میثاق اور اصر:

اس آیت مبارکہ میں اس وعدہ کا ذکر ہے جو رب العلمین نے تمام پیغمبروں سے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لیا اس وعدہ کے متعلق دو لفظ میثاق اور اصر قابل غور ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے لفظ میثاق فرمایا وعدہ یا عہد نہیں فرمایا کیونکہ عام طور پر معمولی زبانی وعدہ کرلیا جائے تو اسے وعدہ کہا جاتا ہے جس کے بھولنے کا بھی امکان ہے زبانی

وعدہ کرنے والا بعد میں کہہ سکتا ہے مجھے یاد نہیں رہا یا سرے سے انکار کرسکتا ہے کہ میں نے کیا ہی نہیں ہاں اگر وعدہ کو تحریری شکل دے دی جائے اور اس پر کچھ پختگی کرلی جائے تو اسے عہد کہتے ہیں۔ مگر اس میں بھی گنجائش ہوتی ہے کہ وعدہ کرنے والا انکار ہی نہ کردے مگر میثاق اس وعدہ کو کہتے ہیں جس کو گواہوں کی گواہی اور رجسٹری وغیرہ سے اتنا زیادہ پختہ کردیا جائے کہ اس کا انکار ممکن ہی نہ رہے اور نہ ہی بھولنے کا بہانہ ہوسکے پھر اگر ایسے وعدہ کی خلاف ورزی پر سزا بھی مقرر کردی جائے تو اسے اصر کہا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں وعدہ اور عہد کا لفظ ذکر نہیں فرمایا بلکہ میثاق اور اصر کا ذکر کیا اور ارشا فرمایا فَاشْهَدُوْ وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ کہ اے انبیاء تم سب وعدہ پر ایک دوسرے کے گواہ ہوجاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں ہو نیز اس کی خلاف ورزی پر سزا بھی مقرر فرمادی کہ ارشاد فرمایا فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اس آیۃ مبارک سے ہی واضح ہوگیا کہ جب محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے ایسا وعدہ لیا جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی کے لئے ایسا وعدہ نہیں لیا تو آپ کی مثل کوئی بھی نہیں آپ سب میں بے مثال ہیں۔

رہی یہ بات کہ یہ تو شان کے لحاظ سے ہے جب کہ معاملہ ذات وبشریت میں مثل کا ہے کہ ذات وبشرت میں آپ کی مثل کوئی ہے یا نہیں تو واضح ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بشریت میں بھی بے مثل و بے مثال ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب میں محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس اور آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر بچپن، جوانی، شادی وصال اور جسم اقدس کے متعلق ذکر ہوگا کہ اس میں بھی کوئی بھی اور آپ کی مثل نہیں۔

بشریت کی ابتدا سے پہلے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ

آپ کو نبوت کب عطا ہوئی ارشاد فرمایا آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یعنی ان کے جسم میں ابھی روح نہ آئی تھی۔

(ترمذی شریف حصہ دوم ص 201، مشکوٰۃ شریف ص 513، دلائل النبوۃ ابونعیم ص 22، دلائل النبوت بیہقی جلد نمبر 1 ص 86، مسند احمد جلد نمبر 3 ص 789، مستدرک جلد نمبر 3 ص 210، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 20 ص 353، السنۃ ابن

ابی عاصم جلد نمبر 1 ص 179، التدوین للقزدینی جلد نمبر 2 ص 244، طبقات کبریٰ ابن سعد جلد نمبر 7 ص 60، کنز العمال جلد نمبر 2 ص 192، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 79)

جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 11 میں ہے اِنَّهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم اَوَّلُ النَّبِیّٖنَ خَلْقًا وَمِنْهَا اَنَّهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم کَانَ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ اور جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 4 میں ہے اَعْلَمَهٗ تَعَالٰی بِنَبُوَّتِهٖ وَبَشَّرَهٗ بِرِسَالَتِهٖ وَآدَمُ لَمْ یَکُنْ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے آگاہ فرمایا اور رسالت کی خوشخبری دی جب کہ آدم علیہ اسلام اس وقت تھے ہی نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں سے پہلے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فرمان عالیشان ہے کہ میں تو اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ شفا شریف قاضی عیاض ص 48 اور خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 7 میں ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کُنْتُ اَوَّلُ الْاَنْبِیَآءِ فِی الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِی الْبَعْثِ۔

یعنی میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے تھا مگر ان تمام سے آخر میں بھیجا گیا ہوں۔

الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 33، مستدرک جلد نمبر 3 ص 210 اور خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 7 میں حضرت میسرہ سے ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالجَسَدِ۔ آپ کب سے نبی تھے تو ارشاد فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے ص 14 میں اس حدیث کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی ان کا پتلا بھی ابھی تیار نہیں ہوا تھا روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔

تیسری روایت حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا جس وقت میں کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسم کے درمیان میں تھے یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی روایت کیا اس کو ترمذی نے اور حدیث کو حسن کہا ہے۔

فائدہ۔ اور ایسے الفاظ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ اور ابونعیم نے

حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

(نشر الطیب ص 15-14)

بندہ نے نشر الطیب سے حرف بحرف تحریر کیا ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔

تفسیر در منثور جلد نمبر 5 ص 184 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ آپ کب سے نبی ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد میں تھے یعنی ان کے بدن میں ابھی روح نہیں تھی) واضح ہو کہ ان احادیث مبارکہ میں لفظ کَانَ اور کُنْتُ ماضی بعید کی خبر دیتے ہیں یعنی آدم علیہ السلام کے تو ابھی جسم اقدس میں روح مبارک بھی نہ تھی کہ اس سے کہیں پہلے ماضی بعید سے میں نبی تھا۔

یاد رکھیں نبوت صفت ہے ذات پہلے ہوتی ہے تو صفت ہوتی ہے ذات نہ ہو تو صفت بھی نہیں مثلاً عالم، انجینئر، ڈاکٹر ہونا صفت ہے بندہ موجود ہے تو وہ اگر ڈاکٹر ہے تو اسے ڈاکٹر کہیں گے اگر وہ عالم ہے تو اسے عالم کہیں گے کسی کے پیدا ہونے سے پہلے کوئی کسی کو عالم ڈاکٹر نہیں کہتا اور نہ ہی اس کے فوت ہو جانے پر ہاں فوت ہو جانے پر یہ کہتے ہیں وہ اچھا ڈاکٹر تھا یا وہ بڑا عالم تھا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے بھی نبی تھا ظاہر کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات وصفات کے ساتھ آدم علیہ السلام سے پہلے بھی موجود تھے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو کوئی نہیں پا سکتا

اگر یہ کہا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تخلیق آدم سے پہلے بھی ذات وصفات کے ساتھ موجود تھے تو پھر آپ کس صورت میں اور کہاں تھے تو پورے برصغیر کے استاد و شیخ، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مدارج النبوت سے علم حاصل کرنا ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد اول کے صفحہ نمبر 7 پر لکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت فہم وادراک سے وراء ہے کوئی بھی دور ونزدیک سے ادراک نہیں کر سکتا کہ آپ سورج کی طرح ہیں جو دوری کے باوجود بھی آنکھیں خیرہ کر دیتا ہے اسی طرح جملہ مخلوقات آپ کی معرفت حقیقت سے عاجز ہے یہ تشبیہ حال کے مطابق ہے لیکن حسی اور عینی مشاہدہ میں چاند سے تشبیہ زیادہ مناسب ہے اور مدارج النبوت

جلد اول ص9 میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اعضاء کے احوال اسی طرح ہیں کہ ان کی حقیقت کی کنہ تک کسی کو رسائی نہیں اور ان کی کنہ جاننے کا دعویٰ ایسا ہے جیسے متشابہات کی تاویل وتفسیر۔

اور مدارج النبوت جلد اول ص49 میں ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ کسی کا ادراک وفہم اور نہ ہی کسی کا قیاس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت اور آپ کے حال کی عظیم کنہ تک پہنچ سکتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر آپ کو کوئی نہیں پہچان سکتا اس طرح جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کوئی بھی خدا کو نہیں پہچان سکتا۔

حجۃ اللہ علی العلمین ص50 میں ہے اَمَّا حَقِیْقَتُہٗ فَلَا یَعْلَمُھَا اِلَّا اللّٰہ تعالیٰ کَمَاقَالَ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لِسَیِّدِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وَالَّذِی بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میری حقیقت میرے رب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

علامہ شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اَعْیَ الجوَریٰ فَھْمِ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُریٰ ۔ لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِمِنْہُ غَیْر مُنْعَجِم

مخلوقات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے عاجز ہوگئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک وبعید کوئی ایسا نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگے عاجز والا جواب نہ ہوگیا۔

کَاالشَّمْسِ تَظْھَرُ لِلْعَیْنِ مِنْ بُعُدٍ ۔ صَغِیْرَۃً وَّ تُکِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اُمَمِ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثال سورج کی سی ہے کہ بظاہر دور اور چھوٹا نظر آتا ہے اور جب آنکھیں کھول کر دیکھو تو قرب وبعد دونوں نظر خیرہ کر دیتے ہیں۔ (قصیدہ بردہ)

سورج سے تشبیہ درحقیقت علی سبیل تقریب وتمثیل ہے ورنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اس سے کہیں اعلیٰ وامجد ہے اسی وجہ سے عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ وباطنیہ کے باعث علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورج سے تشبیہ دی کہ وہ دور سے ایک قرص نظر آتا ہے اور دیکھنے والا سبب نہایت بعد اس کی واقعی مقدار معلوم نہیں کر سکتا اور اگر اسے پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت چشم بینا عاجز اور خیرہ ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے ساری مخلوق عاجز ہوگئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات ظاہری و باطنی اور حقیقت محمدی کو سمجھنا کسی کے بس میں نہیں خواہ وہ صحابہ کرام ہوں جنہیں بظاہر قرب نصیب ہوا یا عامرامت ہو جو بعد میں ہوئے دونوں ہی ساکت و عاجز ہیں کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ حضور کی حقیقت کیا ہے۔

ان اشعار کی شرح مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے قلم سے:

علمائے دیو بند کے شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے صفحہ نمبر 251 پر ان اشعار کی شرح میں یوں رقمطراز ہیں۔ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہے اشخاص قریب المنزلہ یعنی خواص میں یا بعید المنزلہ یعنی عوام میں درباب دریافت کمالات حضرت کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپ کے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر نظر میں بعضے شبہات پڑ سکتے ہیں جن کے حل کرنے کے لئے قواعد شرعیہ کافی ہیں۔ آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہر یہ و باطنیہ میں مثل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قرص یا آئینہ کے معلوم ہوتا ہے اور ناظر سبب نہایت بعد کے اسکی واقعی مقدار معلوم نہیں کرسکتا اور اگر اس کو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہو جاتی ہے اور اسکی پوری حقیقت دریافت نہیں کرسکتی۔

حضرت اویس قرنی کا فرمان:

مَارَأی اَصْحَابُ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِلَّا ظِلَّہٗ فَقِیْلَ وَلَا اِبْنُ اَبِیْ قُحافَۃَ قَالَ وَلَا اِبْنُ اَبِیْ قُحافَۃَ ۔ لِاَنَّہٗ مِرْاٰۃٌ لِتَجَلِّیَ اِسْرَارُ الذَّاتِ الْعَلِیَّۃِ وَاَنْوَارُ الصِّفَاتِ السَّنِیَّۃِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صرف عکس ہی دیکھا ہے اصل حقیقت نہیں ان سے کہا گیا کیا ابوبکر صدیق نے بھی صرف عکس ہی دیکھا ہے اصل حقیقت نہیں تو حضرت اویس قرنی نے فرمایا ہاں ابوبکر صدیق نے بھی صرف عکس ہی دیکھا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسرار الذات العلیۃ اور انوار الصفات السنیۃ کی تجلی کے لئے آئینہ ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص50)

کوئی نبی آپ کی مثل نہیں

جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 16 میں ہے

مِنْ ذٰلِكَ اِنْشِقَاقَةٗ الْقَمَرِ ، وَتَسْلِيْمُ الْحَجَرِ وَحَنِيْنُ الْجِذْعِ وَنَبْعُ الْمَاءِ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم وَلَمْ يَثْبُتْ لِوَاحِدٍ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سے چاند کے ٹکڑے کرنا اور آپ کو پتھروں کا سلام کرنا اور آپ کی جدائی میں کھجور کے تنے کا چیخیں مار کر رونا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں مبارک سے پانی کے چشمے کا جاری ہونا یہ سب وہ ہیں کہ کسی بھی نبی سے اس کی مثل بالکل ثابت نہیں۔

آپ کے جسم اقدس کے کوئی مشابہ نہیں

علماء دیو بند کے شیخ الحدیث اور مرشد مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے صفحہ نمبر 188 میں الروض الانف کے حوالہ سے شعر لکھتے ہیں اور ترجمہ بھی خود کرتے ہیں شعر اور ان کا کیا ہوا ترجمہ یہ ہے۔

مُكَمَّلُ الْخَلْقِ لَاخَلْقٌ يُشَابِهُهٗ ۔ لَهٗ اِعْتَدَالٌ فَلَا طُوْلٌ وَلَا قِصَرٌ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی۔

جسم مبارک کا سایہ نہ تھا:

جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 13 میں ہے لَمْ يَقَعْ لَهٗ ظِلٌّ عَلَى الْاَرْضِ وَلَا رُئِيَ لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَّلَافِيْ قَمَرٍ ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ کا سایہ نہ دن کو دکھائی دیتا تھا نہ چاندنی رات میں۔

حجۃ اللہ علی العلمین کے ص 49 میں ہے۔ قَالَ سَيِّدُنَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه لَمَّانَظَرْتُ اِلٰى اَنْوَارِهٖ صلى اللّٰه تعالىٰ عليه و آله وسلم وَضَعْتُ كَفِّيْ عَلٰى عَيْنِيْ خَوْفًا مِنْ ذِهَابِ بَصَرِيْ وَمِنْ ثَمَّ لِلِطَافَتِهٖ وَنُوْرَانِيَّتِهٖ صلى اللّٰه تعالىٰ عليه و آله وسلم لَمْ يَكُنْ لَهٗ ظِلٌّ ۔

سیدنا حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کو دیکھتا تو آنکھوں کے ضائع ہوجانے کے خوف سے اپنی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ لیتا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لطافت

ونورانیت کے باعث آپ کا سایہ نہیں تھا۔

زرقانی جلد نمبر 4 ص 220 میں ہے لَمْ یَکُنْ لَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَاقَمَرٍ لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا کَمَا قَالَ اِبْنُ سَبُعٍ وَقَالَ رَزِیْنٌ لِغَلْبَةِ اَنْوَارِہٖ قِیْلَ وَحِکْمَةُ ذٰلِكَ صِیَا نَتُہٗ عَنْ یَّطَاءَ کَافِرٌ عَلٰی ظِلِّہٖ۔

سورج اور چاند کی روشنی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ آپ نور تھے جیسا کہ ابن سبع نے کہا ہے اور رزین نے فرمایا کہ آپ کے انوار کے غلبہ کی وجہ سے سایہ نہ تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سایہ نہ ہونے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے سایہ کو کفار کے پاؤں تلے روندنے سے بچانا تھا۔

خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 216 میں ہے عَنْ ذَکْوَانَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَمْ یَکُنْ یُرىٰ لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ اَنْ ظِلُّہٗ کَانَ لَایَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ کَانَ نُوْرًا فَکَانَ اِذا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَایَنْظُرُ لَہٗ ظِلٌّ ۔

حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ کبھی نہ دیکھا گیا نہ سورج کی روشنی میں اور نہ چاند کی روشنی میں ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا آپ بیشک نور تھے آپ جب بھی سورج کی روشنی یا چاند کی روشنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔

تفسیر عزیزی پارہ نمبر 30 زیر آیۃ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی میں ہے، سایہ ایشاں برزمین نمے افتاد یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

شرح شفا ملا علی قاری ص 505 میں ہے کَانَ مِنْ خَصَائِصِہٖ اَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا وَکَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِلْقَمَرِ لَایَظْھِرُ لَہٗ ظِلٌّ ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ نور تھے اور جب سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

شرح ھمزیہ ابن حجر ہیثمی ص 12 پر ہے اَنَّہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم صَارَنُوْرًا اَنَّہٗ کَانَ اِذَا مَشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَا یُظْھِرُ لَہٗ ظِلٌّ لِاَنَّہٗ لَایُظْھِرُ اِلَّا لِکَثِیْفٍ وَھُوَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَدْ خَلَصَہُ اللّٰہُ مِنْ سَائِرِا الْکَثَائِفِ الْجِسْمَا نِیَّةِ وَصَیَّرَہٗ نُوْرًا صَرْفًا لَایُظْھِرُ لَہٗ ظِلٌّ اَصْلاً ۔

بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا اس لئے کہ سایہ کثیف چیز کا ہوتا ہے جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام کثائف جسمانیہ سے پاک رکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نور بنایا اس لئے آپ کا سایہ بالکل ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عثمان غنی کا فرمان

تفسیر نسفی جلد نمبر 3 ص 103 میں ہے وَقَالَ عُثْمَانُ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اَنَّ اللّٰہَ مَااَوقَعَ ذٰلِکٌ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلاَّ یَضَعُ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ظِلّکَ الظِّلّ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا تا کہ کسی انسان کے قدم آپ کے سایہ پر نہ پڑیں۔

برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فرمان

مکتوبات شریف امام ربانی دفتر نمبر 3 حصہ نمبر 9 معرفت الحقائق ص 75 میں ہے چوں وجود آں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درعالم ممکنات نباشد بلکہ فوق ایں عالم باشدنا چار اورا سایہ نبود نیز درعالم شہادت سایہ شخص از شخص لطیف تراست وچوں لطیف رازوے درعالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ممکنات میں نہ تھے بلکہ آپ اس عالم سے وراء تھے تو لازماً آپ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ عالم شہادت میں بندے کا سایہ بندے سے بہت زیادہ لطیف ہوتا ہے تو جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ دنیا میں کوئی بھی چیز لطیف ہے ہی نہیں تو پھر آپ کا سایہ کیسے ہوسکتا ہے۔

اہلحدیث حضرات کے جید عالم ومفسر جناب حافظ محمد صاحب لکھوی کا فرمان

تفسیر محمدی منزل نمبر 7 ص 429 میں ہے

جاں گرمی سخت ہوندی تاں سر پر بدل سایہ کردا
تا اوپر زمیں نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر دا

نہ جُوّاں جاے وچ نبی دے مکھی مول نہ بہندی
نہ گوبر بول حیوان کرے اسواری جد لگ رہندی

علماء دیوبند کے مرشد وشیخ الحدیث جناب رشید احمد گنگوھی صاحب کا فرمان

امداد السلوک ص 86 تصنیف رشید احمد گنگوہی میں ہے بتواتر شد کہ آں حضرت عالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارد۔

حدیث متواتر سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے جب کہ یہ ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

معارج النبوت

جلد نمبر 3 ص 561 میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس طرح سورج کی روشنی میں چلتے پھرتے تھے اسی طرح چاند کی روشنی میں آتے لیکن کسی بھی حالت میں آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم لطیف کا سایہ ہی نہ تھا اس سلسلے میں علماء نے بڑے لطیف نکتے پیش کئے ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ چونکہ آپ نور سے تخلیق تھے نور مجسم تھے تمام نورانیت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے نور سے مستنیر ہوتی تھیں سورج کی روشنی چاند کی چاندنی اور کائنات ارضی وسماوی کی صوری اور معنوی ضیائیں آپ کے نور کی مرہون منت تھیں اور سایہ تو ظلمت کی دلیل ہے اس لئے آپ آفتاب ملک سروری اور خورشید پیغمبری ہوتے ہوئے ظلمت سے منزہ تھے اور آپ کے جسم کا سایہ نہیں تھا۔

آسمان کا سورج تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عالی صفات کے نور کی ایک شعاع ہے لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور سورج کی روشنی پر ہمیشہ غالب رہتا سورج تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور جمیل کا عکس ہے لہٰذا آپ کا سایہ کس طرح ہوسکتا تھا۔

ایک یہ بھی ہے کہ زمین مختلف آلائشوں سے خالی نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ یہ چاہتا ہی نہیں کہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ ایسی زمین پر پڑے اور ان آلائشوں سے ملوث ہو لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ کو بھی محفوظ ومصئون رکھنے کے لئے آپ کو بے سایہ کردیا۔

اور یہ بھی ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑتا اور کفار و منافقین و مشرکین کے ناپاک قدم اس سایہ پر پڑتے تو اس طرح اس سایہ کی توہین ہوتی اور یہ بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان ومنزلت کے منافی ہوتی اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہ تھا لہٰذا اس مالک کائنات نے اپنے فضل وکرم سے اس سے مبرّا رکھنے کے لئے آپ کے سایہ کو زمین پر پڑنے ہی نہ دیا۔

شفا قاضی عیاض

حصہ اوّل ص322 میں ہے اِنَّہٗ کَانَ لَاظِلَّ لِشَخْصِہٖ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِاَنَّہٗ کَانَ نورًا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا چاند اور سورج کے وقت سایہ نہ پڑتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور تھے۔

تمام کائنات سے پہلے حضور کا نور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَہُ اللّٰہُ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ قَالَ یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ فَجَعَلَ ذٰلِکَ النُّوْرَ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّۃٌ وَّلَانَارٌ وَّلَا مَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ۔

مجھے ارشاد فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا تو یہ نور (نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کے ساتھ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا پھرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند اور نہ جن نہ انسان۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 47-46، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 1، فتوحات احمدیہ ص 5، مدح خیر البریہ ابن حجر ص 15، زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد نمبر 1 ص 37، دلائل النبوۃ ابو نعیم ص19، شرح بدء الامالی ملا علی قاری ص 35، نشر الطیب اشرف علی تھانوی ص13)

اگر آپ کو پیدا نہ فرمانا ہوتا تو کسی کو بھی پیدا نہ فرماتا:

ان کی ذات کی مثل مخلوق میں سے کون ہوسکتا ہے جن کے متعلق خالق کائنات کا ارشاد ہے اگر میں نے اپنے محبوب

پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ فرمانا ہوتا تو کسی چیز کو بھی پیدا نہ فرماتا۔

خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَمَّا اِقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ یَارَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللّٰہُ یَا آدَمُ وَکَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدً وَلَمْ اَخْلُقْہُ قَالَ یَارَبِّ لِاَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِكَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَمْ تَضِفْ اِلٰی اِسْمِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْكَ فَقَالَ اللّٰہُ صَدَقْتَ یَاآدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ وَاِذَا سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔

جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو عرض کی اے میرے رب محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے تو ابھی تک انہیں پیدا ہی نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف ساری مخلوق سے زیادہ محبوب کو منسوب فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے جب اس کے طفیل تو نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے تمہیں بخش دیا اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا ہی نہ کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت ہے اس میں ہے وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لاالٰہ الا اللّٰہ فَسَکَنَ۔

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم (علیہ السلام) کو پیدا نہ کرتا اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت ودوزخ بھی نہ بناتا اور میں نے پانی پر عرش کی تخلیق فرمائی اسے اضطراب ہوا تو میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تو وہ سکون کر گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 27، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 72، الشفا ص 153، مستدرک جلد نمبر 3 ص 215، خصائص

کبریٰ جلد نمبر 1، ص14-12، وفا ابن جوزی حصہ اول ص 33، زرقانی جلد نمبر 1 ص 63، ابن عساکر جلد نمبر 2 ص 357، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 1، نشر الطیب اشرف علی اتھانوی ص 20، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 35)

وَفِیْ رِوَایَاتِ آخَرَ لَوْلَاهُ مَاخَلَقْتُ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَلَا الطُّوْلَ وَلَا الْعَرْضَ وَلَا ضَعْتُ ثَوَابًا وَلَا عِقَابًا وَلَا خَلَقْتُ جَنَّةً وَلَا نَارًا وَلَا شَمْسًا وَّلَا قَمَراً۔

اور روایات میں ہے کہ (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) اگر وہ (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا فرماتا اور نہ زمین کو نہ طول کو نہ عرض کو اور نہ ثواب وضع فرماتا نہ عذاب نہ جنت کو پیدا فرماتا نہ جہنم کو اور نہ سورج کو نہ چاند کو۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 27)

سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 317 میں ہے عَنْ عَلِیٍّ (کرم اللہ وجھہ) عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَامُحَمَّدُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلَا رَفَعْتُ هٰذِهِ الْخَضْرَاءَ وَلَا بَسَطْتُّ هٰذِهِ الْغَبْرَاءَ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا وَلَا طُوْلاً وَلَاعَرْضًا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ زمین کو پیدا فرماتا نہ آسمان کو نہ اس سبزہ کو اگاتا نہ زمین کو بچھاتا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نہ زمین آسمان کو پیدا کرتا نہ طول وعرض کو۔

خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 14 اور مستدرک جلد نمبر 3 ص 215 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں اَوْصَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰے اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ مَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْ اُمَّتِكَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُ آدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرش عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَكَتَبْتُ عَلَیْهِ لَااِلٰه الا اللّٰہ محمد رسول اللہ فَسَكَنَ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ (میرے محبوب پیغمبر) محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آو اور اپنی امت کو بھی حکم دیں کہ جو بھی میرے محبوب کو پائیں وہ ان پر ایمان لائیں اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم (علیہ السلام) کو بھی پیدا نہ کرتا اور نہ ہی جنت ودوزخ کو میں نے پانی پر عرش کی تخلیق فرمائی تو اسے اضطراب ہوا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تو اسے سکون ہو گیا۔

معارج النبوت جلد نمبر 1 ص309 میں ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے رب محمد کون ہیں جن پر درود شریف بھیجے بغیر مجھے تیری قربت حاصل نہیں ہو سکتی اور جس کے وسیلہ کے بغیر تیرے نزدیک نہیں آیا جا سکتا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اگر میرے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کی امت نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا فرماتا نہ دوزخ نہ آفتاب روشن ہوتا نہ چاند نہ دن پیدا کرتا نہ رات نہ کوئی مقرب فرشتہ ہوتا نہ کوئی نبی مرسل اے موسیٰ نہ تم ہوتے۔

معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 351 میں ہے کہ، رب کریم نے فرمایا **لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْكَوْنَيْنِ** اے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں دونوں جہاں ہی پیدا نہ کرتا۔

محبوب کائنات محبوب خدا ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس اور آپ کے لباس مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی:

اَنَّ الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلٰى جَسَدِهٖ وَلَا ثِيَابِهٖ۔

مکھی نہ آپ کے جسم اقدس پر بیٹھتی تھی اور نہ ہی کپڑوں پر۔

(جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 13، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 117، الشفا قاضی عیاض جلد نمبر 1 ص 322، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 564، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 189)

اہل حدیث حضرات کے جید عالم ومفسر حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب تفسیر محمدی میں لکھتے ہیں۔

نہ جُواں جامے وچ نبی دے مکھی مول نہ بہندی
نہ گوبر بول حیوان کرے اسواری جد لنگھ رہندی

(تفسیر محمدی منزل نمبر 7 ص 429)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں حضور جیسا کوئی بھی نہیں

تمام فرشتوں کے سردار اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام کی خدمت میں آنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو عرض کیا وہ پڑھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت میں اپنے ایمان کو مزید مسرور کریں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ لِیْ جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلاً اَفْضَلُ مِنْ مُحَمَّدٍ وَقَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبِھَا فَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلُ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں زمین کے تمام مشرق ومغرب میں پھرا میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے افضل کسی شخص کو نہیں دیکھا اور نہ ہی بنی ھاشم سے افضل کوئی خاندان دیکھا۔

(دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 145، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 42، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 66، الذریۃ الطاہرہ لدولابی جلد نمبر 1 ص 121، السنۃ ابن ابی عاصم جلد نمبر 4 ص 1، جواھرالبحار جلد نمبر 3 ص 97، کنزالعمال جلد نمبر 11 ص 184، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 236، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 35، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 27، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 148، حجۃ اللہ علی العلمین ص 29، نشر الطیب اشرف علی تھانوی ص 26

علماء دیو بند کے مرشد وشیخ الحدیث مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے ص 26 پر یہ حدیث شریف لکھ کر نیچے فائدہ کے تحت لکھتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر میں گویا ترجمہ کیا گیا ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگرے

تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بھی ذکر کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ آثار صحت اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایاں ہیں کذافی المواھب۔

اس حدیث شریف کا ایک شاعر نے پنجابی زبان میں یوں ترجمہ کیا ہے۔

جبریل کہے میں لہندے چڑھدے ڈھٹا جگت رسیلا۔ محمد جیہا نبی نہ کوئی نہ ہاشم جیہا قبیلہ

ولادت باسعادت بے مثال:

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے بتایا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں جب ان پر ولادت کا وقت شروع ہوا

قَالَتْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدَلّٰی حَتّٰی قُلْتُ لَتَقَعَنَّ عَلَیَّ فَلَمَّا وَضَعَتْ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهُ الْبَیْتُ وَالدَّارُ حَتّٰی جَعَلْتُ لَااَرٰی اِلاَّ نُوْراً۔ فرماتی ہیں میں ستاروں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دیکھ رہی تھی کہ ستارے جھکنے لگے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آ گریں گے جب (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی) ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت آمنہ سے وہ نور نکلا جس نے درودیوار کو جگمگا دیا اور مجھے ہر طرف نور ہی نور نظر آنے لگا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص 76، خصائص کبریٰ جلداول ص 78، مجمع الزوائد جلد نمبر 8، ص230، شفا جزاوّل، ص 321، الوفا امام ابن جوزی ص94، شواہد النبوۃ، ص 56، دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 1، ص 101، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص 85، حجۃ اللہ علی العلمین ص228، معارج النبوت جلد نمبر2 ص 99، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص20، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر1 ص341)

وقت ولادت مبارکہ سارا جہاں بقعہ نور بن گیا:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ حضرت شفا بنت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیں بتلاتی تھیں کہ جب حضرت آمنہ کے ہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاتھوں پر تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر گریہ کیا تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتوں کی برسات کرے فرماتی ہیں فَاَضَآءَ لِیْ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی بَعْضِ قُصُوْرِ الشَّامِ۔

ترجمہ: اس وقت مجھ پر مشرق سے مغرب تک سارا جہان روشن ہوگیا اور میں نے شام کے بعض محلات دیکھ لئے پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لباس پہنایا اور بستر پر لٹا دیا کچھ ہی لمحوں کے بعد مجھ پر تاریکی اور رعب وخوف طاری ہوا پھر میرے دائیں طرف روشنی ہوئی میں نے سنا کوئی پوچھ رہا تھا تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ جواب دینے والے نے کہا مغرب میں لے گیا تھا فرماتی ہیں پھر مجھ پر بائیں طرف سے تاریکی ہوئی اور رعب طاری ہوا پھر روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی کہ تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ کہا مشرق میں لے گیا تھا اب ان کا ذکر وہاں سے کبھی ختم نہیں ہوگا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص 76، الشفا حصہ اوّل، ص 321، خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 80، مدارج النبوت جلد نمبر2، ص 20، معارج النبوۃ جلد نمبر2، ص100، الوفا ابن جوزی ص95، حجۃ اللہ علی العلمین، ص227)

سیدہ حضرت آمنہ نے وقت ولادت نور کی روشنی میں شام کے محلات دیکھے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رَأَتْ اُمِّی اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ تْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشامِ اور دوسری روایت میں ہے خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ اَضَاءَ تْ لَهٗ بُصْرىٰ مِنْ اَرضِ الشَّام یعنی سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت مجھ سے نور نکلا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اٹھے ایک روایت میں ہے رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نورٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ۔ (مشکوۃ شریف، ص513، مسند امام احمد جلد نمبر 4 ص 61، دلائل النبوۃ بیہقی، جلد نمبر 1 ص 84، المستدرک، جلد نمبر 3 ص 202، ص 194 دلائل النبوہ ابونعیم ص 76، الشفا، ص 321، جواہر البحار، جلد نمبر 2 ص 12، خصائص کبریٰ، جلد نمبر 1، ص79 سیرۃ حلبیہ جلد نمبر 1، ص83 میں ہے اِنَّهَا قَالَتْ لَمَّا وَضَعْتُهٗ خَرَجَ مِعَهٗ نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَاَضَاءَ تْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ وَاَسْوَقُهَا حَتّٰی رَاَیْتُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ۔ یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت اس سے ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز جگمگا اٹھی شام کے محلات اور اس کی گلیاں بھی روشن ہوگئیں یہاں تک کہ میں نے اونٹوں کی گردنیں بھی دیکھیں۔

الوفا علامہ ابن جوزی ص 94 میں ہے فَلَمَّا وَضَعْتُهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهُ الْبَیْتَ وَالدَّارَ حَتّٰی جُعِلَتْ لَاتَرَیٰ اِلَّا نُوْرًا یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا اس سے گھر کے درودیوار روشن ہوگئے اور ہر طرف نور ہی نور تھا۔

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ کا آپ کی ولادت کے وقت کا مشاہدہ

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی سیدہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت میں حضرت آمنہ کی قابلہ ومعاونہ تھی میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کررہا تھا نیز میں نے اس رات چھ چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ (1) جب حضور پیدا ہوئے تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے۔ (2) سجدے سے سر اٹھایا تو فصیح بلیغ زبان میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہا۔ (3) میں نے سارے گھر کو آپ کے نور سے منور دیکھا۔ (4) میں نے

چاہا کہ آپ کو نہلاؤں لیکن ہاتف نے آواز دی اے صفیہ! اپنے آپ کو زحمت نہ دے کیونکہ ہم نے اپنے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو پاک وصاف پیدا کیا ہے۔ (5) پھر جب میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو میں نے دیکھا کہ آپ مختون (ختنہ شدہ) اور ناف بریدہ پیدا ہوئے ہیں۔ (6) جب میں نے چاہا کہ آپ کو کپڑے میں لپیٹ دوں تو میں نے آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی اور آپ کے کندھوں کے درمیان دیکھا تو وہاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ (معارج النبوت جلد نمبر 2، ص98)

ولادت کے بعد سجدہ فرمایا

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں فَوَلَدْتُ مُحَمَّدًا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِیْ نَظَرْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ بِهٖ سَاجِدًا قَدْرَفَعَ اِصْبَعَیْهِ كَا الْمُتَضَرِّعِ الْـمُبْتَهِـلُ یعنی جب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے انہیں دیکھا کہ آپ سربسجود ہو گئے اور اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بعجز انکساری دعا مانگ رہے ہوں (سیرۃ حلبیہ جلد نمبر 1، ص80، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1، ص82، الوفا ابن جوزی ص95 حجۃ اللہ علی العلمین ص 224، معارج النبوۃ جلد نمبر 2، ص93، شواہد النبوۃ ص 55)

بوقت ولادت تین جھنڈے گاڑے گئے:

محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِیْ وَاَبْصَرْتُ تِلْكَ السَّاعَةِ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا وَرَاَیْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا فِی الْمَشْرِقِ وَعَلَمًا فِی الْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ ۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے ہٹا دیئے میں نے اس گھڑی سارے مشرق ومغرب کو دیکھا اور میں نے تین جھنڈے گاڑے ہوئے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ شریف کی چھت پر گاڑا ہوا تھا۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 82، حجۃ اللہ علی العلمین ص 224، مدارج النبوت ص22، معارج النبوت ص 93، شواہد النبوۃ، ص55، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص98)

جھنڈیاں لگانا اور چراغاں کرنا:

اوپر ہم پڑھ آئے ہیں کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ، حضرت عبداللہ بن عوف کی والدہ حضرت شفا، حضرت عثمان بن ابوالعاص کی والدہ ماجدہ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنھن فرماتی ہیں کہ وقت ولادت ہم نے ایسا نور دیکھا جس سے سارا جہاں جگمگا اٹھا ہم اہلسنت بھی اپنی اپنی طاقت مطابق میلاد شریف کی خوشی میں چراغاں کرتے ہیں اور جھنڈیاں لگاتے ہیں یہ سنت الٰہی ہے لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے۔

کیا ہم حضور کی مثل ہیں:

اوپر ہم پڑھ آئے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ یعنی تم میں کون ہے جو میری مثل ہے اور فرمایا لَسْتُ مِثْلَکُمْ یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں چہ نسبت خاک را با عالم پاک مگر پھر بھی کسی کو ہم مثل ہونے کا خبط سوار ہو تو وہ اپنی والدہ سے پوچھ لے کہ امی حضور پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ کو تو ایسا نور ظاہر ہوا کہ انہیں مکہ مکرمہ میں ہوتے ہوئے شام کے محلات نظر آ گئے اور وقت ولادت ان کی آنکھوں سے پردے اٹھ گئے اور انہوں نے اس نور کی روشنی میں مشرق ومغرب میں سارے جہان کو ملاحظہ فرمایا جب میں پیدا ہوا تھا تو تجھے بھی کچھ نظر آیا تھا تو شاید وہ کہے بیٹا تیری پیدائش کے وقت تو میں دردزہ کی اتنی تکلیف میں تھی کہ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا جس سے جو پہلے نظر آتا تھا وہ بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو کہنا پڑے گا ہم اور ہیں وہ اور چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کے گر گیا:

محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر تمام روئے زمین میں جہاں کہیں بھی بت تھا منہ کے بل گر پڑا اور اوندھا ہو گیا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کی جماعت کا بت خانہ میں ایک بت تھا وہ ہر سال ایک رات اس بت کا طواف کرتے تھے اور اس دن کو اپنی عید شمار کرتے تھے اس روز اونٹ ذبح کرتے اور دعوت عام کرتے تھے اور شراب پیتے تھے اتفاقاً عید کی راتوں میں سے ایک رات اس بت کے پاس گئے دیکھا کہ وہ بت منہ کے بل گرا پڑا ہے اور اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے انہیں یہ حالت بہت بری معلوم ہوئی چنانچہ انہوں نے اس بت کو اٹھا کر پھر اس کی جگہ پر رکھ دیا لمحہ بعد وہ پھر سرنگوں ہو گیا انہوں نے پھر اسے اس جگہ پر رکھ دیا وہ پھر سرنگوں ہو گیا

جب تیسری دفعہ بھی سرنگوں ہوگیا تو وہ لوگ بہت غمگین ہوئے بت میں سے ایک آواز آئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے بت سرنگوں ہوگئے ہیں بت پرستوں کے عیش وعشرت ختم ہوجائیں گے۔ (معارج النبوت جلد نمبر 2، ص104، حجۃ اللہ علی العلمین ص23) پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت میں طواف کعبہ میں مصروف تھا جب آدھی رات گذر گئی تو میں نے کعبہ کو مقام ابراہیم کی طرف سجدہ اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرتے دیکھا اور کہتے سنا کہ اب مجھے مشرکوں کی نجاستوں اور زمانہ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک وصاف کردیا گیا ہے پھر اس میں تمام بت جھک گئے میں نے ہبل کی طرف دیکھا جو سب سے بڑا بت تھا تو وہ بھی اوندھے منہ ایک پتھر پر پڑا ہوا تھا اور منادی نے یہ صدادی کہ حضرت آمنہ کے بطن سے محمد پیدا ہوچکے ہیں۔ (شواہد النبوۃ ص 57)

وَفِيْ سِيرةِ النَّبَوِيَّةِ اِنَّ الْاَصْنَامَ تَنْكَسَتْ عِنْدَ وِلَادَتِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَعِنْدَ الْحَمَلِ بِهٖ قَالَ وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ كُنْتُ فِي الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ الْاَصْنَامَ سَقَطَتْ مِنْ اَمَاكِنِهَا وَخَرَّتْ سُجَّدًا وَسَمِعْتُ مِنْ جِدَارِ الْكَعْبَةِ قَائِلاً يَقُوْلُ وُلِدَا لْمُصْطَفَى الْمُخْتَارُ الَّذِیْ تَهْلِكُ بِيَدِهِ الْكُفَّارُ وَيَطْهُرُ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَيَاْمُرُ بِعِبَادَةِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ۔

سیرۃ نبویہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور حمل باسعادت کے وقت بت اوندھے جاگرے سرنگوں ہوگئے حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں اس رات کعبہ شریف میں موجود تھا میں نے بتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے گرے پڑے ہیں اور اوندھے منہ گرے ہوئے ہیں اور میں نے کعبہ کی دیوار سے یہ آواز سنی کہ محمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوچکے ہیں کفار ان کے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے اور بتوں کی عبادت سے پاک کریں گے اور رب کریم کی عبادت کا حکم دیں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص232، جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 7، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص103، مدارج النبوۃ جلد نمبر 2 ص22)

شہنشاہ ایران کے محل کے چودہ کنگرے زمین بوس ہوگئے اور آتش کدہ بجھ گیا

محبوب کائنات محبوب خدا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر شہنشاہ ایران کے محل میں زلزلہ آگیا جس سے اس کے شاندار محل میں جس کا روئے زمین میں کوئی ثانی نہیں تھا شگاف پڑ گیا اور اس کے چودہ کنگرے

گر پڑے اور آتش کدہ فارس جو ہزار سال سے دہک رہا تھا کبھی بجھا نہ تھا بجھ گیا اور ٹھنڈا ہوگیا دریائے سادہ خشک ہوگیا بادشاہ ایران نے سطیح نامی کاہن کے پاس آدمی بھیجا تاکہ اس کی حقیقت واضح ہو سطیح نے بتایا کہ چودہ کنگرے گرنے کا مطلب ان کے خاندان میں چودہ ہی مرد اور عورتیں تخت کے مالک بنیں گے۔ پھر ان میں معاملہ ختم بادشاہ یہ سن کر خوش ہوگیا اور کہا ہم میں سے چودہ بادشاہ ہونے تک معاملہ کچھ کا کچھ ہو چکا ہوگا۔ اس لئے فکر والی کوئی بات نہیں یعنی اس کی سوچ تھی کہ چودہ بادشاہ گزرنے تک کئی صدیاں بیت جائیں گی مگر یہ اس کی سوچ صحیح نہ رہی کیونکہ صرف چار سالوں میں ان کے دس بادشاہوں کی حکومت ختم ہوگئی جبکہ باقی چار کی حکومت بھی حضرت عثمان غنی کے دور حکومت میں 30 ہجری تک ختم ہوگئی ان کا آخری بادشاہ یزدجر لشکر اسلام کے ہاتھوں شکست کھا کر بھاگ گیا اور یوں ایران پر ہمیشہ کیلئے اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔
(دلائل النبوۃ ابونعیم ص 78، دلائل النبوت الاصبھانی جلد نمبر 1 ص 134، تاریخ طبری جلد نمبر 9 ص 459، تاریخ اسلام اللذھبی جلد نمبر 1 ص 6، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 33، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 44، دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 1، ص 113، الوفا ابن جوزی ص 97، خصاص کبریٰ جلد نمبر 1، ص 87، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص 105، حجۃ اللہ علی العلمین ص 233، جواہر البحار جلد نمبر 2، ص 7، مدارج النبوت جلد نمبر 2، ص 23، معارج النبوۃ جلد نمبر 2، ص 105، شواہد النبوۃ ص 58)

حضور کی ولادت پر شیطان چیخیں مار کر رویا:

ولادت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابدی اور سچی خوشیاں لے کر آئی کائنات کی ہر چیز خوشیوں میں ڈوبی ہوئی تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں جانور ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے فرشتے رب کریم کا شکر بجا رہے تھے الغرض عرش تا فرش خوشی کا سماں تھا پوری کائنات بقعہ نور بنی ہوئی تھی جھنڈے گاڑے جاچکے تھے مگر اس کے باوجود ایک ایسا بھی تھا جو سر میں خاک ڈالے چیخیں مار کر رو رہا تھا کائنات ساری خوش تھی مگر اس سے یہ ساری خوشیاں دیکھی نہیں جارہی تھیں وہ غم واندوہ میں صرف ڈوبا ہی نہیں ہوا تھا بلکہ دھاڑیں مار کر اور چیخیں مار کر رو رہا تھا وہ ملعون ابلیس تھا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

علامہ ابوالقاسم سہیلی لکھتے ہیں اِنَّ اِبْلِیْسَ لَعَنَهُ اللّٰهُ رَنَّ اَرْبَعَ رَنَّاتٍ رَنَّةٌ حِیْنَ لُعِنَ رَنَّةٌ حِیْنَ اُهْبِطَ وَرَنَّةٌ حِیْنَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَرَنَّةٌ حِیْنَ اُنْزِلَتْ فَاتِحَةُ الْکِتَابِ۔

ترجمہ: ابلیس شیطان زندگی میں چار دفعہ چیخیں اور دھاڑیں مار کر رویا پہلی دفعہ جب اسے معلون قرار دیا گیا دوسری دفعہ جب اسے پستی میں دھکا دیا گیا تیسری دفعہ جب سرکار دوعالم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور چوتھی دفعہ جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ سیرۃ نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 1، ص212، روض الانف جلد نمبر 1 ص181، عیون الاثر جلد نمبر 1 ص27، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص99، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص42، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص350)

دوسری روایت:

عَنْ عِکْرَمَةَ اَنَّ اِبْلِیْسَ لَمَّا وُلِدَ رَسُوْلُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَرَأَی تَسَاقُةَ النُّجُوْمِ قَالَ لِجُنُوْدِهٖ قَدْوُلِدَ اللَّیْلَةَ وَلَدٌ یُفْسِدُ اَمْرَنَا فَقَالَ لَهٗ جُنُوْدُهٗ لَوْ ذَهَبْتَ فَخَبَلْتَهٗ فَلَمَّا دَنَامِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بَعَثَ اللّٰهُ جِبْرَائِیْلَ فَرَکَضَهٗ بِرِجْلِهٖ رَکْضَةً وَقَعَ بِعَدَنْ۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس ملعون نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں اس نے اپنے لشکریوں کو کہا آج رات وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو تہ وبالا کردے گا اس کے لشکریوں نے اسے کہا تم اس کے نزدیک جاؤ اسے مس کرکے جنون میں مبتلا کردو پس جب ابلیس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہونے لگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جبرائیل علیہ السلام نے ابلیس کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر دور عدن میں پھینک دیا۔

(سیرۃ النبویہ زینی دحلان جلد نمبر 1، ص48-47، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص100، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1، ص86، ضیاء النبی جلد نمبر 2، ص56، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص350)

تیسری روایت:

جب نور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بذریعہ حضرت عبداللہ سیدہ حضرت آمنہ کے رحم میں منتقل ہوا تو

روئے زمین کے تمام بتوں نے اپنے سر جھکا لئے اور تمام شیاطین اپنے کام سے دستکش ہو گئے ملائکہ نے تخت ابلیس کو سرنگوں کر کے سمندر میں پھینک دیا چالیس دِن تک ابلیس کو سزائیں دیتے رہے آخر کار ابلیس وہاں سے بھاگ کر کوہ ابوقبیس پر آ کر اس طرح شور شیں اور واویلا کرنے لگا کہ اس کی تمام ذریت اس کے اردگرد جمع ہو گئی اس نے انہیں کہا تم پر افسوس ہے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گئے ہیں یاد رکھو اس کے بعد لات وعزیٰ اور تمام بتوں کی عبادت باطل ہو جائے گی اور دنیا نورِ توحید سے معمور ہو جائے گی۔ (شواہد النبوہ ص50، نزہۃ المجالس جلد نمبر 2، ص294)

یہودی غش کھا کر گر گیا:

جس صبح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا وہ قریش کی مجلس میں آ کر پوچھنے لگا کہ تمہارے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا ہمیں پتہ نہیں اس نے کہا اگر تم میں ہو گیا ہے تو پرواہ نہیں وہ اس امت کا پیغمبر پیدا ہوا ہے اس کے کندھوں کے درمیان چند بال ہوں گے متواتر دورات تک دودھ نہیں پیئے گا قریش اس مجلس سے ادھر ادھر ہوتے ہی حیرانی کی حالت میں اپنے اپنے گھروں کو گئے انہیں پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیٹا عطا کیا ہے قریش نے یہ بات اس یہودی کو بتلائی تو وہ آپ کو دیکھنے کے لئے آیا اس نے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے درمیان وہ علامات دیکھیں تو بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو کہا خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو کر قریش کی طرف آ گئی ہے پھر کیا تمہیں اس کی ولادت سے خوشی ہو رہی ہے بخدا یہ تم پر ایسا غلبہ اور سختی کرے گا کہ مشرق ومغرب کے لوگ جان لیں گے۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1، ص84، الوفا ص95، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص101، المستدرک جلد نمبر 3، ص203، دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 1، ص100، طبقات کبریٰ ابن سعد جلد نمبر 1 ص162، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 3 ص417، سیرت نبویہ ابن کثیر ص38، البدایۃ والنہایہ جلد نمبر 3 ص42، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص339، معارج النبوۃ جلد نمبر 2، ص102، شواہد النبوۃ ص60، مدارج النبوۃ جلد نمبر 2، ص20)

مدینہ شریف کے یہودی کا واویلا:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سات یا آٹھ سال کا تھا کہ ایک یہودی نے مدینہ شریف میں شور مچایا اور پکارا اے یہود! لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اسے کہا تجھ پر افسوس ہے تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے

کہا کل وہ ستارہ احمدی طلوع ہوگیا ہے لہٰذا آخری پیغمبر اس رات میں پیدا ہوگئے ہیں۔ (دلائل النبوہ امام بیہقی جلد نمبر 1، ص 101، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1، ص 78، دلائل النبوت ابونعیم، ص 38 سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص 101، سیرت نبویہ ابن اسحٰق جلد نمبر 1 ص 22، تہذیب الکمال جلد نمبر 6 ص 68، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 339، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 43، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 38، مدارج النبوۃ جلد نمبر 2، ص 100، معارج النبوت جلد نمبر 2، ص 100)

معارج النبوت کی دوسری روایت:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے آپ فرماتے ہیں میں ایک صبح ایک ٹیلے پر تھا کہ ایک ایسی بلند آواز میں نے سنی کہ اس سے بلند آواز آج تک میں نے نہیں سنی تھی جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو مجھے دوسرے ٹیلہ پر ایک یہودی دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک ٹکڑا تھا لوگ اس کے پاس جمع تھے اس کی فریاد کو ناپسند کرتے تھے اور اسے کہتے تھے کہ آخر تجھے ہوا کیا ہے اس نے کہا کہ ستارہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع کیا اس نے کہا یہ وہ ستارہ ہے کہ اس کے طلوع کا سبب کوئی پیغمبر ہی ہوا کرتا ہے اور اب آخری نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی پیغمبر نہیں ہے حضرت حسان فرماتے ہیں کہ لوگ اسے ٹھٹھا مذاق کرتے اور اس پر ہنستے تھے جب یہ خبر قیس بن عدی کے پاس پہنچی کہ اس نے بھی بت پرستی چھوڑ دی تھی اور سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اور عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا اس نے کہا سچ کہتا ہے کیونکہ پیغمبر کے پیدا ہونے کا یہ وقت ہے مجھے اس لباس میں تم دیکھتے ہو تو یہ اسی کی خاطر ہے ہوسکتا ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پالوں اور ان پر ایمان لے آؤں جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت فرمایا قیس نے مدینہ شریف میں سنا اس نے تصدیق کی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف لائے قیس بہت بوڑھا ہو چکا تھا وہ آپ پر ایمان سے مشرف ہوا۔ (معارج النبوت جلد نمبر 2، ص 100، دلائل النبوہ ابونعیم ص 38)

میلاد شریف کی رات لیلۃ القدر سے بھی افضل:

محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور سیدہ حضرت آمنہ کے شکم میں جمعہ کی رات منتقل ہوا اس لئے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جمعہ کی رات کو لیلۃ القدر سے افضل جانتے ہیں کیونکہ جو خیرات و برکات وسعادات اس رات کو عوام

الناس اور مومنوں پر ہوئیں قیامت تک کسی رات میں نہ ہوئیں اور تا ابد نہ ہوں گی اور اسی وجہ سے میلاد شریف کی رات کو بھی لیلۃ القدر سے افضل کہتے ہیں اور یہی سزاوار ہے۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2، ص 17)

سیدہ حضرت آمنہ کے بطن میں نور محمدی کی تشریف آوری:

قربان جائیں اس مبارک نور کی سیدہ حضرت آمنہ کے شکم مبارک میں بھی شان نرالی تھی سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔

مَاشَعُرْتُ اِنِّیْ حَمَلْتُ بِہٖ وَلَاوَجَدْتُّ لَہٗ ثِقْلاً کَمَا تَجِدُ النِّسَآءُ اِلَّا اِنِّیْ اَنْکَرْتُ رَفْعَ حَیْضَتِیْ وَاَتَانِیْ اٰتٍ وَاَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ وَقَالَ ھَلْ شَعُرْتِ اَنَّکِ حَمَلْتِ؟ فَکَاَنِّیْ اَقُوْلُ مَااَدْرِیْ وَقَالَ اِنَّکِ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَنَبِیِّھَا فَذٰلِکَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ۔

مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں نہ مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوا جو ان حالات میں دوسری عورتوں کو محسوس ہوتا ہے۔ مجھے صرف اتنا محسوس ہوا کہ میرے ایام ماہواری بند ہوگئے ہیں ایک روز میں خواب اور بیداری کے بین بین تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے پوچھا آمنہ! تجھے علم ہوا ہے کہ تو حاملہ ہے میں نے جواب دیا نہیں پھر اس نے بتایا تم حاملہ ہو اور تیرے بطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے اور جس دِن یہ واقعہ پیش آیا وہ سوموار کا دِن تھا۔

فرماتی ہیں کہ ایام حمل بڑے سکون سے گزرے جب عرصہ حمل پورا ہوگیا تو وہی فرشتہ جس نے مجھے پہلے خوشخبری دی تھی وہ آیا اس نے آ کر کہا قُوْلِیْ اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ یعنی تو کہہ کہ میں اللہ واحد سے اس کے لئے ہر حاسد کے شر سے پناہ مانگتی ہوں۔ (الوفا ابن جوزی جلد نمبر 1، ص 88، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 69، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 81، سیرت نبویہ ابن ھشام ص 106، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 328، حجۃ اللہ علی العلمین ص 227، مدارج النبوت جلد نمبر 2، ص 18، ضیاء النبی جلد نمبر 2، ص 28)

ملائکہ کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کے دروازے کھول دو:

احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اس رات کو ملکوت میں ندا کی گئی کہ عالم ملکوت کو انوار قدس سے منور کر دیں اور ملائکہ اور زمین و آسمان اور بہشت کے خازن کو حکم دیا گیا کہ فردوس اعلیٰ کے دروازے کھولے جائیں اور تمام عالم کو معطر ہواؤں کے ساتھ خوشبودار کر دیا جائے اور تمام طبقات آسمان و زمین میں بشارت دی گئی کہ آج نور محمدی بطن آمنہ میں قرار پذیر ہوا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تمام خیرات و برکات اور کرامات و انوار اور اسرار کا مصدر اور تخلیق عالم کا مبداء اور آدم کا اصل

اصول عالم ظہور کے قریب ہو گیا تھا تا کہ تمام جہانوں کو منور و مشرف اور مسرور کرے۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 18، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 743)

اس رات کو تمام روئے زمین پر موجود بت زمین پر اوندھے گر پڑے شیاطین آپ کی ولادت کے وقت آسمان کی جانب چڑھنے سے ممنوع کر دیئے گئے اور دنیا کے بادشاہوں کے تمام تخت شاہی سرنگوں ہو گئے اور کوئی سرائے دنیا میں ایسی نہ تھی جو روشن نہ ہو گئی ہو اور کوئی مکان نہ تھا جس میں نور داخل نہ ہو گیا ہو۔ اور کوئی چوپایہ ایسا نہ تھا جس نے کلام نہ کیا ہو اور مشرق کے جانوروں نے مغرب کے وحوش کو خوشخبری دی قریش اس وقت سخت قحط میں مبتلا تھے اور سخت تنگی تھی تمام درخت سوکھ چکے تھے اور سب جانور لاغر و نحیف ہو چکے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمت کی بارش نازل فرمائی جس سے تمام درخت سر سبز و شاداب ہو گئے اور ہر طرف ذوق وسرور اور نعمت حضور ظاہر ہو گئے۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2، ص 17، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 743)

ولادت کے وقت مناظر:

سیدہ حضرت آمنہ سے منقول ہے کہ میں نے وضع حمل کے وقت ایک بہت بڑی باعظمت آواز سنی جس سے میں خوف زدہ ہوگئی میں نے یوں دیکھا کہ سفید پرندے کے پر میرے شکم پر ملے گئے اس سے وہ خوف جو مجھے لاحق ہو گیا تھا ختم ہو گیا میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک سفید شربت کا بھرا ہوا پیالہ سامنے موجود تھا میں نے سمجھا دودھ ہے مجھ پر پیاس کا غلبہ تھا میں نے اسے پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا اس کے بعد مجھ سے نور عظیم ظاہر ہوا میری حویلی اور گھر اس طرح نورانی ہو گیا کہ مجھے نور کے سوا کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی تھی وہاں میں نے بلند کھجور کی طرح بلند و بالا اور سورج کی طرح چمک دار خوبصورت چہروں والی عورتیں دیکھیں جو دختران عبد مناف کی طرح تھیں میرے گرد پھرتیں اور میری دیکھ بھال کرتیں درد زہ کے وقت میں ان پر تکیہ کرتی مجھے حیرت تھی کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں۔

میں گھر میں حرکت کی آواز سنتی تھی لیکن کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا تھا میں نے ریشم کا ایک لمبا کپڑا انتہائی سفید دیکھا جو آسمان سے زمین پر پہنچا اور میں نے آواز سنی کہتے تھے اس فرزند کو لوگوں کی نگاہ سے محفوظ رکھو۔ پرندوں کی ایک جماعت دیکھی جو میرے سامنے آتے تھے اور ان کی چونچیں زمرد کی تھیں اور پر یاقوت کے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی جو کھڑے تھے ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے میرا پسینہ ٹپک رہا تھا جو قطرہ بھی ٹپکتا اس سے کستوری کی خوشبو آتی اس حالت میں میری

آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے گئے مجھ پر مشرق ومغرب کے کنارے ظاہر ہوگئے میں نے تین علم (جھنڈے) بلند دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ معظمہ کی چھت پر میرے اِردگرد بہت سی عورتیں جمع ہوگئی تھیں۔

محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ نے سر سجدہ میں رکھا ہوا ہے اس طرح جیسے کوئی شخص انتہائی عاجزی وزاری سے دعا کرتا ہے اور اپنے رحیم وکریم رب تعالیٰ سے سوال کرتا ہے میں نے انہیں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دیکھا۔

پھر میں نے دیکھا کہ سفید بادل کا ٹکڑا آسمان سے اترا اور اسے لے کر غائب ہوگیا ہے اس کے بعد میں نے آواز سنی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کے مشارق ومغارب تمام جہان کے گرد گھماؤ تا کہ تمام مخلوقات انہیں صورت وسیرت سے پہچان لے پھر پلک جھپکتے ہی بادل چھٹ گیا اور میں نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سفید صوف میں لپٹا ہوا دیکھا جو دودھ سے زیادہ صاف اور ریشم سے زیادہ نرم تھا پھر پہلے سے زیادہ بادل آیا جس میں سے لوگوں کی باتیں کرنے کی آوازیں آتی تھیں اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کا احساس ہوتا تھا۔

اور منادی ندا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جن وانس کے گرد پھراؤ اور اسے صفوت آدم علیہ السلام رقت نوح علیہ السلام خلعت ابراہیم علیہ السلام، لسان اسماعیل علیہ السلام، جمال یوسف علیہ السلام، بشرائے یعقوب علیہ السلام، صوت داؤد علیہ السلام، صبر ایوب علیہ السلام، زہد یحییٰ علیہ السلام اور کرم عیسےٰ علیہ السلام عطا کرو پھر پلک جھپکتے وہ بادل بھی چھٹ گیا۔ (معارج النبوت جلد نمبر 2، ص 93-94، شواہد النبوۃ ص 55-56، حجۃ اللہ علی العلمین ص 224، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص 96)

بشریت کی پہلی چیز ولادت جو بے مثل تھی کا اجمالی ذکر

1- اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کی حدیث شریف سے واضح ہوگیا کہ تمام مخلوق سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پھر آپ کے نور سے سب کا ظہور۔

2- اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد وفرمان ہے اگر میں نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ فرمانا ہوتا تو کسی کو بھی پیدا نہ فرماتا۔

3- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور سیدہ حضرت آمنہ کے شکم میں جمعہ کی رات کو منتقل ہوا امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے اس لئے اس رات کو لیلۃ القدر سے افضل جانا ہے اور اسی لحاظ سے شب میلاد کو بھی لیلۃ القدر سے افضل جانا ہے شیخ محقق مدارج النبوت میں فرماتے ہیں یہی لائق ہے۔

4- اس رات کو ملکوت میں ندا دی گئی کہ عالم ملکوت کو انوار قدس سے منور کردیں۔

5- ملائکہ اور زمین و آسمان اور بہشت کے خازن کو حکم دیا گیا کہ فردوس اعلیٰ کے دروازے کھولے جائیں۔

6- تمام عالم کو معطر ہواؤں کے ساتھ خوشبودار کردیا جائے۔

7- تمام طبقات آسمانی اور زمین میں بشارت دی گئی کہ آج نور محمدی بطن آمنہ میں قرار پذیر ہوا ہے۔

8- اس رات کو تمام روئے زمین پر موجود بت زمین پر اوندھے گر پڑے۔

9- اس رات کوئی سرائے دنیا میں ایسی نہ تھی جو روشن نہ ہوگئی ہو۔

10- اس رات کوئی مکان ایسا نہ تھا جس میں نور داخل نہ ہوگیا ہو۔

11- اس رات کوئی چوپایہ ایسا نہ تھا جس نے کلام نہ کیا ہو۔

12- اس رات مغرب کے جانوروں نے مشرق کے جانوروں کو خوشخبری دی۔

13- اس وقت قریش سخت قحط میں مبتلا تھے اور سخت تنگی تھی تمام درخت سوکھ چکے تھے سب چوپائے لاغر اور نحیف ہوچکے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس برکت سے باران رحمت بھیجی جس سے درخت سرسبز وشاداب ہوگئے۔

14- ہر طرف ذوق وسرور اور نعمت ظاہر ہوگئے۔

15- اس رات قریش کے ہر جانور نے کلام کیا اور کہا آمنہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول سے حاملہ ہوگئی ہیں قسم ہے پروردگار کعبہ وہ تمام دنیا کا امام ہے اور اہل دنیا کا چراغ ہے۔

16- حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مجھے آواز آئی جبکہ میں اونگھ اور نیند کے درمیان تھی آواز کہتی تھی کہ تو حاملہ ہے گویا کہ میں نہ جانتی تھی کہ میں حاملہ ہوں آواز دینے والے نے کہا تم اس امت کی بہترین شخصیت سے حاملہ ہو۔

17- حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کے عرصہ کے ہر ماہ مجھے زمین وآسمان سے آواز آیا کرتی تھی کہ تمہیں بشارت ہو کہ وقت آ پہنچا ہے کہ ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوں۔

وقت ولادت کے واقعات:

1- سیدہ حضرت آمنہ کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت نور کا دیکھنا اور شام کے محلات دیکھنا۔

2- پیدا ہوتے ہی سر سجدے میں رکھنا اور بارگاہ الٰہی میں عاجزی وانکساری سے دعا کرنا۔

3- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سفید ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر سارے جہانوں میں دیدار کے لئے لے جانا۔

4- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت شفا کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کے وقت نور کا دیکھنا مشرق ومغرب کا روشن ہونا دیکھنا نیز شام کے محلات دیکھنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا ہوتے ملائکہ کا لے جانا اور تمام جہانوں مشرق ومغرب کی سیر کرانا۔

5- حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا آپ کی ولادت باسعادت کے وقت نور دیکھنا جس سے سارا جہاں روشن ہو گیا۔ ستاروں کا جھکنا دیکھنا۔

6- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔

7- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ فرمایا اور دعا مانگی۔

8- وقت ولادت باسعادت بتوں کا سرنگوں ہونا۔

9- کسریٰ کے کنگروں کا گرنا۔

10- ایران کے آتش کدہ کا بجھ جانا جو ہزار سال سے دہک رہا تھا۔

11- شیاطین کا آسمانوں کی طرف جانا روک دیا جانا۔

12- مکہ مکرمہ کے یہودی کا آپ کو دیکھ کر غش کھا کر گرنا۔

13- مدینہ منورہ کے یہودی کا آپ کی ولادت کے وقت ستارے کے طلوع ہونے پر واویلا کرنا۔

14- آپ کی ولادت پر تین جھنڈے کا گڑا جانا۔

15- کعبہ معظّمہ کا جھک جانا۔

یہ ہے ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت یہ ایسی بے مثال و بے مثل ہے کوئی بشر تو کیا تمام مخلوق میں اس کی مثال نہیں جس کے کج ذہن میں بشریت میں مثل ہونے کی بات ہو وہ بشریت کی پہلی چیز ولادت

پر غور کر لے ان تمام واقعات کی تفصیل اوپر حوالہ جات کے ساتھ مذکور ہے مطالعہ کریں۔

ولادت باسعادت سے پہلے آپ کے تذکرے

یمن کے بادشاہ نے آپ کا ذکر کیا:

محبوب کائنات محبوب خدا ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کو دو سال ہو چکے تھے کہ سیف بن یزن جو سلاطین یمن کے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے مگر گردش زمانہ کے تحت جلاوطن تھے نے شہنشاہ ایران کے تعاون سے حبشیوں کو بھگا کر جب یمن پر قبضہ کرلیا تو جہاں دیگر عرب قبائل کے سردار اور شعراء اسے مبارک دینے کے لئے اس کے پاس گئے وہاں مکہ مکرمہ سے سرداران قریش بھی اسے مبارک دینے کے لئے تشریف لے گئے ان میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب بھی شامل تھے۔ جب یہ سیف بن یزن کے دربار میں پہنچے تو اس کے دائیں بائیں مختلف ممالک کے بادشاہ، شاہزادوں اور روسا کا جمگھٹا تھا حضرت عبدالمطلب کی متاثر کن گفتگو سے وہ انتہائی متاثر ہوا اور تعارف طلب کیا تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میں مکہ مکرمہ سے سردار قریش ہاشم کا بیٹا عبدالمطلب ہوں تو سیف بن یزن نے کہا پھر تو تم ہمارے بھانجے ہو آپ نے فرمایا بے شک واضح ہو بادشاہ سیف بن یزن کی والدہ بھی قبیلہ بنی نجار کے شرفاء میں سے تھی اور حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ سلمٰی بھی بنی نجار کے سردار عمرو بن لبید خزرجی کی بیٹی تھیں بادشاہ نے اس رشتہ کی بنا پر کہا آپ میری ہمشیرہ کے بیٹے ہیں۔ بادشاہ نے انہیں کہا آپ میرے انتہائی معزز مہمان ہیں میں نے آپ کی دل آویز گفتگو سنی آپ سے میری جو قریبی رشتہ داری ہے وہ بھی ملحوظ ہے آپ کو یہاں ٹھہرنے تک ہر طرح سے شاہی سہولت حاصل ہوگی جب آپ یہاں سے واپس جانے لگیں گے تو آپ کو بہترین انعامات سے نوازا جائے گا فی الحال آپ شاہی مہمان خانہ میں تشریف لے چلیں اور وہاں ٹھہریں۔

بادشاہ نے ایک ماہ تک انہیں وہاں ٹھہرایا نہ تو انہیں واپس جانے کی اجازت دیتا اور نہ ہی ملاقات کا وقت اس نے اچانک ایک دن اکیلے حضرت عبدالمطلب کو تنہائی میں بلایا اور کہا اے عبدالمطلب! میں اپنا ایک راز آپ پر افشاء کرنا چاہتا ہوں میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اسے راز ہی رکھیں گے کسی پر ظاہر نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ظاہر کرنے کی اجازت دے۔

بادشاہ نے کہا میرے پاس ایک کتاب ہے جسے میں سب سے مخفی رکھتا ہوں میں نے اسے اپنے لئے مخصوص کیا ہوا

ہے کسی کو بھی اس سے آگاہ نہیں کیا اس کتاب میں آپ کے لئے ایک فضیلت لکھی ہوئی ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ! اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں خوش رکھے اور نیکی کی توفیق دے وہ فضیلت کیا ہے۔

بادشاہ نے کہا جب تہامہ میں بچہ پیدا ہوگا اس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہوگا وہ سارے عرب کا سردار ہوگا اس کی وجہ سے آپ کو بھی قیامت تک تمام عرب کی سیادت وقیادت حاصل ہوگی حضرت عبدالمطلب نے کہا اگر بادشاہ سے اجازت ہوتو میں عرض کروں گا کہ اس خوشخبری کی وضاحت ہوجائے کہ اس سے میری خوشی میں زیادتی ہوگی۔

بادشاہ نے کہا اس بچے کی پیدائش کا وقت آچکا ہے وہ پیدا ہو چکا ہے اس کا نام نامی اسم گرامی محمد ہے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان ہے اس کی والدہ اور والد دونوں اس دنیا فانی سے وصال کر چکے ہوں گے اس بچے کی کفالت اس کا چچا اور دادا کریں گے وہ بتوں کی پرستش سے منع کریں گے خدا وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیں گے بتوں کو توڑ دیں گے آگ کو بجھا دیں گے وہ سراپا انصاف ہوں گے ان کا ہر فرمان فیصلہ کن ہوگا۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اے بادشاہ آپ کی سعادت مندی ہمیشہ رہے آپ کی حکومت قائم ودائم رہے آپ عمر طویل پائیں آپ ذرا مزید وضاحت فرمادیں۔

بادشاہ سیف بن یزن نے کہا اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں مجھے کعبہ کی قسم تو اس کا دادا ہے یہ سنتے ہی حضرت عبدالمطلب سجدہ ریز ہوگئے۔

بادشاہ نے کہا عبدالمطلب سر اٹھائیں اللہ تعالیٰ آپ کا دِل خوش رکھے جس چیز کا میں نے ذکر کیا ہے کیا آپ نے بھی اسے محسوس کیا ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا بے شک میں نے بھی محسوس کیا ہے اے بادشاہ میرا ایک بیٹا تھا وہ مجھے بہت ہی پیارا تھا میں نے اس کی شادی ایک انتہائی پاک دامن لڑکی آمنہ بنت وھب سے کی ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا چونکہ ولادت سے پہلے ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا لہٰذا میں نے اس کا نام محمد رکھا میں اور اس کا چچا اب اس کی کفالت کرتے ہیں اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان ہے اس میں وہ تمام علامتیں موجود ہیں جو آپ نے ذکر کی ہیں۔

بادشاہ سیف بن یزن نے کہا اے عبدالمطلب! اس بچے کی حفاظت کرو یہودیوں سے محتاط اور چوکنا رہنا وہ اس کے دشمن ہیں اگرچہ وہ بدبخت ان پر غالب نہیں آسکیں گے اور جو باتیں میں نے آپ سے کی ہیں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ

بھی نہ کرنا کہ کہیں وہ حسد نہ کرنے لگ جائیں اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ میں ان کی بعثت سے پہلے ہی اس دارفانی سے کوچ کر جاؤں گا تو میں اپنے گھوڑ سوار دستوں اور پیدل فوج کے ساتھ یہاں سے سکونت چھوڑ کر یثرب کو اپنا دارالحکومت بناتا کیونکہ میری کتاب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ان کا دین یثرب میں ہی پھلے پھولے گا اور یثرب میں ہی آپ کی قبر انور ہوگی اس شہر کے رہنے والے آپ کے انصار ہوں گے۔

اس روایت سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سیف بن یزن بادشاہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت، بعثت، ہجرت اور مقام وصال سے پوری طرح باخبر تھا۔ (البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص142، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص126، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 1، ص335، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص128-125، الروض الانف ص 161، حجۃ اللہ علی العلمین ص 142، دلائل النبوت ابونعیم ص 51، خصائص کبری جلد نمبر 1، ص139، معارج النبوت جلد نمبر 2، ص55، ضیاء النبی جلد نمبر 1، ص515، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص10، اخبار مکہ للازرقی جلد نمبر 1 ص192، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 3 ص445)

ابن الھیبان کا حضور کی آمد کا تذکرہ کرنا:

ابن الھیبان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے دور کے ولی اللہ تھے وہ ظہور اسلام سے چند سال پہلے ملک شام کو چھوڑ کر مدینہ شریف آ کر رہنے لگ گئے عاصم بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے پوچھا جانتے ہو ثعلب بن سعنہ، اسید بن سعنہ اور اسد بن عبید دین یہودیت چھوڑ کر مسلمان کیوں ہوئے میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا شام کا ایک یہودی ابن الھیبان ظہور اسلام سے پہلے ملک شام چھوڑ کر یہاں ہمارے ہاں مدینہ شریف رہنے لگ گیا ہم نے کسی اور کو اس سے بہتر نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا جب قحط پڑھتا تو ہم اسے دعا کے لئے کہتے وہ کہتا پہلے ہر شخص ایک صاع کھجور اور ایک مد جو صدقہ کرے جب ہم صدقہ دے دیتے تو پھر وہ ہمارے ساتھ میدان میں نکلتا دعا مانگ کر ابھی وہ اٹھتا نہیں تھا کہ بادل گھر آتے اور بارش ہو جاتی ایسا کئی دفعہ ہوا۔

جب اس کا وقت وصال ہوا تو اس نے کہا اے گروہ یہود! تم جانتے ہو کہ میں سرسبز وشاداب امیر ترین علاقہ ملک شام چھوڑ کر یہاں کیوں آباد ہوا ہم نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جانتا ہے اس نے کہا میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ اس نبی

کا انتظار کروں جس کا ظہور اب قریب ہے وہ اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا میری خواہش تھی کہ میں اس کا دیدار کروں اب تمہیں وہ دور ملنے والا ہے اے یہود! اس رسول پر ایمان لانے میں کوئی قوم تم سے پہل نہ کر جائے اسے اجازت ہوگی کہ اپنے مخالفوں کا خون بہادے بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرلے اس لئے ایمان لانے میں دیر نہ کرنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لائے اور بنی قریظہ کا محاصرہ ہوا تو ان نوجوانوں (ثعلبہ بن سعنہ وغیرہ) نے چیخ کر کہا اے بنوقریظہ یہ وہی رسول ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے پیشگوئی کی تھی یہودیوں نے کہا یہ وہ نہیں ہے تو ان نوجوانوں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی ہیں چنانچہ اپنے قلعہ سے اتر کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہو کر مسلمان ہوگئے اور اپنے مال واولاد و جان کو محفوظ کرلیا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص 42، طبقات ابن سعد جلد نمبر 1، ص160، سیرت ابن ہشام جلد نمبر 1 ص213، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص267، حجۃ اللہ علی العلمین ص 137، ضیاء النبی جلد نمبر 1، ص497، ہدایۃ الحیاری ابن قیم ص 17، الوفا ابن جوزی ص55، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 27)

یوشع یہودی نے آپ کا تذکرہ کیا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دِن میں بنی عبدالاشہل کے پاس ان سے گفتگو کرنے کے لئے آیا یہ ایک یہودی قبیلہ تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمارے اور عبدالاشہل کے درمیان عارضی جنگ بندی کا معاہدہ طے پاچکا تھا۔ میں نے اس وقت یہودی یوشع سے سنا کہ ایک نبی کی تشریف آوری کا زمانہ بالکل قریب آچکا ہے۔ ان کا اسم گرامی احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا وہ حرم سے نکلیں گے۔

خلیفہ بن ثعلبہ الاشہلی نے مذاق کے ساتھ اسے کہا اس کا حلیہ بھی بتادے تو یوشع یہودی نے حلیہ بتاتے ہوئے کہا نہ وہ چھوٹے پستہ قد کے ہوں گے نہ بہت طویل قد ہوں گے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی وہ سر پر دستار باندھا کریں گے اونٹ پر سواری کیا کریں گے ان کی گردن میں تلوار حمائل ہوا کرے گی یہ شہر یثرب ان کی ہجرت گاہ ہے۔

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یوشع یہودی سے یہ بات سن کر حیرت میں گم اپنی قوم بنی خدرہ کے پاس گیا انہیں یہ بات سنائی تو ہماری قوم سے ہی ایک آدمی نے کہا یہ بات اکیلا یوشع ہی نہیں کہتا بلکہ یہ تو یثرب کا ہر

یہودی کہتا ہے حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے یہودیوں کے قبیلہ بنی قریظہ کے پاس آیا وہاں اس قبیلہ کے چند آدمی جمع تھے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا شروع کردیا۔

ان میں سے زبیر بن باطانے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو چکا ہے جو صرف اس وقت طلوع ہوتا ہے جب کسی نبی کا ظہور ہو اور اب صرف آخری نبی احمد مجتبےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور باقی تھا یہ ہمارا شہر یثرب ان کی ہجرت گاہ ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو میرے والد حضرت مالک نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سارا قصہ سنایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ زبیر (یہودی) اور اس جیسے دیگر سرداران یہود ایمان لے آئیں تو سب یہودی ان کی پیروی کریں گے۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 46، دلائل النبوت ابونعیم ص 40، ضیاء النبی جلد نمبر 1، ص 498، الوفا ابن جوزی ص 42 مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 172)

آپ کی آمد کے متعلق ایک یہودی عالم کا وعظ

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بنی عبدالاشہل سے ایک یہودی مدینہ منورہ میں ہمارا پڑوسی تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ایک دفعہ وہ اپنے گھر سے ہمارے پاس آیا اور بنی اشہل کی مجلس میں آکر کھڑا ہو گیا ان دنوں میں بہت چھوٹا تھا اپنے گھر سے باہر چادر میں لپٹا بیٹھا تھا اس یہودی نے اپنے وعظ میں قیامت، حساب، حشر، میزان اور جنت ودوزخ کا ذکر کیا جس مجمع کو وہ یہ باتیں بتا رہا تھا وہ سب کے سب مشرک بت پرست تھے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے متعلق ان کا عقیدہ ہی نہیں تھا انہوں نے اس یہودی عالم کو کہا کوئی عقل والی بات کریں ایسے کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا جہان ہو جہاں جنت بھی ہو اور دوزخ بھی لوگ وہاں اپنے کئے کی سزا وجزاء پائیں۔

یہودی عالم نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کی قسم ساری دنیا اٹھاتی ہے اس آگ کا عالم یہ ہے کہ اگر تم اپنے گاؤں کے سب سے بڑے تنور میں آگ بھڑکا کر مجھے اس میں پھینک کر اوپر سے تنور کا منہ بند کرکے دوسرے دِن مجھے وہاں سے نکالو تو میں جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے ایسی آگ بھی برداشت کرنے کو تیار ہوں مجمع کے لوگوں نے کہا تیرا

بھلا ہو تیری اس بات کی کوئی دلیل بھی ہے۔

اس یہودی عالم نے مکہ مکرمہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس طرف سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک نبی مبعوث ہوں گے لوگوں نے کہا ہم انہیں کب دیکھیں گے۔ اس نے مجھے اپنے گھر سے باہر چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا تو میری طرف اشارہ کر کے کہا اگر اس بچے کی عمر نے وفا کی تو یہ اسے دیکھ سکے گا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے ذہن میں اس کی یہ بات راسخ ہوگئی کہ یہ بچہ اسے پالے گا وقت گذرتا رہا یہاں تک حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوگئے اب وہ ہمارے درمیان موجود ہیں ہم ان پر ایمان لائے مگر وہ یہودی بغض وحسد کی آگ میں جلتا رہ گیا اسے ایمان نصیب نہ ہوا ہم نے اسے ایک دن کہا اے یہودی تو نے ہی تو فلاں وقت ہمیں ان کی تشریف آوری کی خبر دی تھی مگر اب تو خود ایمان نہیں لا رہا کہنے لگا ہاں مگر یہ وہ نبی نہیں ہیں۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم ص 37، حجۃ اللہ علی العلمین ص 137، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، ص 266، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 40، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 47)

عیسائی راہب کا حضرت مغیرہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں بنی مالک کے ساتھ جب مصر کے بادشاہ مقوقس کے پاس گیا تو واپسی پر راستے میں اسکندریہ میں ٹھہرنا ہوا تو میں وہاں ہر گرجا میں گیا تا کہ عیسائی علماء پادریوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق معلومات حاصل کروں کیونکہ مصر کے بادشاہ مقوقس کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق گفتگو سے میں کافی حدتک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گرویدہ ہو چکا تھا۔

میں نے اسکندریہ کے ایک قبطی عالم ابوغثیم سے جو عیسائیوں کا بہت بڑا پوپ تھا سے ملاقات کی میں نے اس سے بہتر کسی پادری وعیسائی عالم کو نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کیا اب کسی نبی کی آمد باقی رہ گئی ہے اس نے کہا ہاں ایک نبی کی تشریف آوری باقی ہے وَهُوَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اَحَدٌ وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْاَمَرَنَا عِيْسٰے بِاِتِّبَاعِهٖ وَهُوَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ ......

وہ آخری نبی ہیں ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور نبی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں

ان کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے وہ نبی امی عربی ہیں ان کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ان کا قد نہ زیادہ لمبا ہوگا نہ چھوٹا آنکھوں میں سرخی ہوگی رنگت نہ زیادہ سفید ہوگی نہ گندمی (رنگت سفید بہ سرخی مائل ہوگی) زلفیں دراز ہوں گی اور سادہ لباس وہ روکھی سوکھی کھالیا کریں گے تلوار ان کے کندھے پر ہوا کرے گی وہ جہاد میں بہ نفس نفیس خود شریک ہوں گے ان کے ساتھی ان پر جان چھڑکتے ہوں گے اپنی اولاد اور ماں باپ سے زیادہ انہیں چاہتے ہوں گے۔ ان کا ظہور پتھریلے علاقے میں ہوگا وہ حرم سے حرم کی طرف ہجرت فرمائیں گے ان کا دین ابراہیمی دین کا حاصل ہوگا۔

قَالَ مُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ زِدْنِيْ مِنْ صِفَتِهٖ قَالَ يَاتَزِرُ عَلٰى اَوْسَطِهٖ وَيَغْسِلُ اَطْرَافَهٗ وَيُخَصُّ بِمَالَمْ يُخَصَّ بِهِ الْاَنْبِيَآءُ قَبْلَهٗ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ وَيُبْعَثُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَّجُعِلَتْ لَهُ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا اَيْنَمَا اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى۔

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا اس نبی کی کچھ اور صفات ذکر کریں اس نے کہا وہ کمر پر تہبند باندھیں گے اعضاء دھویا کریں گے (وضو کیا کریں گے) اور انہیں ان عظمتوں سے نوازا جائے گا جو پہلے انبیاء کرام علیھم السلام کو عطا نہیں ہوئیں ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا مگر وہ تمام کائنات انسانی کے رسول ہوں گے ان کے لئے تمام روئے زمین پاکیزہ اور مسجد بنادی جائے گی کہ وہ جہاں وقت نماز ہوا (اگر وضو کے لئے پانی نہ ہوا) تو تیمم کر کے نماز ادا فرمالیں گے۔

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پادری کی ساری باتیں یاد رکھیں اور واپسی پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگیا میں نے مصر کے بادشاہ مقوقس اور عیسائی علماء کی باتیں جو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق میرے ساتھ کی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سنائیں آپ کو بہت پسند آئیں اور انہوں نے یہ صحابہ کرام کو سنائیں میں خود بھی تین دن تک صحابہ کرام کو یہ باتیں سناتا رہا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص 46، الوفاص 45 حصہ اوّل مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 172)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے علاوہ کسی کی عمر کی قسم نہیں کھائی

رب کائنات رب العلمین نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کی قسم کھائی آپ کے علاوہ کسی اور

کی عمر کی قسم نہیں کھائی حدیث شریف میں ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَاخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ مُّحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَمَا سَمِعْتُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَقْسَمَ بِحَیَاۃِ اَحَدٍ اِلَّابِحَیَاتِہٖ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر پیارا کسی کو پیدا نہیں فرمایا اور اللہ تبارک نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں مَاخَلَقَ اللّٰہُ نَفْسًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنْ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَمَا اَقْسَمَ بِحَیَاۃِ اَحَدٍ اِلَّا بِحَیَاتِہٖ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو بھی معزز ومکرم پیدا نہیں فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ۔ (سورۃ حجر پ 14)

(تفسیر کبیر جزء 19 ص 203 زیر آیۃ، روح البیان جلد نمبر 4 ص 478 زیر آیۃ، ابن کثیر جلد نمبر 2 ص 570 زیر آیۃ، تفسیر مظہری جلد نمبر 5، ص 310 زیر آیۃ، روح المعانی جلد نمبر 8 ص 72 زیر آیۃ، الشفا ص 37، دلائل النبوۃ ابونعیم ص 31، دلائل النبوہ بیہقی جلد نمبر 5 ص 373، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 358، حجۃ اللہ علی العٰلمین ص 36، مدارج النبوت جلد نمبر 1، ص 104)

رفع حاجت کے بعد فضلات زمین نگل لیتی تھی اور وہاں سے خوشبو آتی تھی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اِنَّکَ تَاْتِی الْخَلَاءَ فَلَا نَریٰ مِنْکَ مِنَ الْاَذیٰ فَقَالَ یَاعَائِشَۃُ اَوَعَلِمْتَ اَنَّ الْاَرْضَ تَبْتَلِعُ مَایَخْرُجُ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَلَا یُریٰ مِنْہُ شَیْئٌ۔ یارسول اللہ آپ بیت الخلا میں آتے ہیں مگر ہم وہاں رفع حاجت کی کوئی چیز وہاں نہیں دیکھتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا تو نہیں جانتی کہ انبیا سے جو بھی خارج ہو وہ زمین نگل لیتی ہے اس لئے وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

دوسری روایت:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسری روایت میں ہے فرماتی ہیں کَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِذَا دَخَلَ الغَائِطَ دَخَلْتُ فِیْ اَثْرِہٖ فَلَااَرٰی شیئًا اِلَّا کُنْتُ اَشَمُّ رَائِحَۃَ الطِّیْبِ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب (رفع حاجت کے لیے) بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو بعدازاں میں وہاں جاتی تو وہاں بہترین خوشبو کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔

تیسری روایت:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاِذَا خَرَجْتَ دَخَلْتُ اَثْرَکَ فَمَا اَرٰی شَیْئًا اِلَّا اِنِّیْ اَجِدُ رَائِحَۃَ الْمِسْکِ۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیشک آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں جب آپ وہاں سے آجاتے ہیں تو آپ کے بعد میں وہاں جاتی ہوں تو میں وہاں کستوری کی خوشبو کے علاوہ کچھ بھی نہیں پاتی (وہاں صرف کستوری کی خوشبو ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔)

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 120، کنز العمال جلد نمبر 6 ص 308، حجۃ اللہ علی العلمین ص 688، شفا قاضی عیاض جزءاول ص 65)

آپ کے حسن کو دیکھنے کی طاقت کسی کو نہیں

اَنَّہٗ قَالَ لَمْ یُظْھَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لِاَنَّہٗ لَوْ ظَھَرَ لَنَا تَمَامَ حُسْنِہٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

علامہ قرطبی نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل حسن ہم پر بالکل ظاہر نہیں کیا گیا کیونکہ اگر ظاہر کیا جاتا تو ہم میں سے کوئی بھی دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا۔ (جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 6، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 8)

جو میرے ستر کو دیکھے گا وہ نابینا ہو جائے گا

عَنْ عَلِیٍّ کرم اللّٰہ وجھہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَوْصَانِیْ اَنْ اَلَّا

يَغْسِلُهُ اَحَدٌ غَيْرِیْ وَقَالَ لَايَرىٰ اَحَدٌ عَوْرَتِیْ اِلَّا طَمَسَتْ عَيْنَاهُ غَيْرُكَ ۔

ترجمہ: سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ تیرے بغیر مجھے کوئی غسل نہ دے کیونکہ تیرے بغیر جس نے بھی میرا استر دیکھ لیا وہ آنکھوں سے نابینا ہو جائے گا۔

(سیرۃ حلبیہ جلد نمبر 3 ص 501، دلائل النبوت بیہقی جلد نمبر 7 ص 187، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 5 ص 369، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 482، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 595، کنز العمال جلد نمبر 7 ص 100، العلل دارقطنی جلد نمبر 3 ص 219، مسند بزار جلد نمبر 2 ص 153)

دنیا پر تشریف لائے تو ہر طرح سے پاک وصاف تھے:

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ولادت کے وقت بچوں کی طرح آلائش شدہ نہ تھے بلکہ ناف بریدہ مختون اور ہر طرح کی آلائش سے پاک وصاف تھے حتیٰ کہ غسل کی بھی ضرورت نہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک میری جملہ عزت وکرامت سے یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میری شرمگاہ کو کسی نے نہیں دیکھا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 79، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 90، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 20، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 97)

معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 98 میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کا ذکر ہے کہ آپ فرماتی ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ کے پاس تھی میں نے آپ کی ولادت کے وقت دیکھا کہ ایک نور ظاہر ہوا جو چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بعد از ولادت نہلانا چاہا تو غیبی آواز آئی اے صفیہ! تو اسے نہلانے کی زحمت نہ اٹھا ہم نے اسے نہلا کر بھیجا ہے آپ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔

تمام زندگی حتی کہ وقت وصال بھی پاک وصاف ومنزہ تھے

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا آپ فرماتے ہیں کہ نہلاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی جیسے کہ دیگر لوگوں کے پیٹوں سے کچھ نہ کچھ خارج ہوتا ہے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی

حیات میں بھی اور بعداز وصال بھی کس قدر صفائی، پاکیزگی اور خوشبو ہے۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 595، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 501، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 186، مستدرک جلد نمبر 1 ص 472، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 482، الوفا ص 794، کنز العمال جلد نمبر 7 ص 100، شفا قاضی عیاض حصہ اول ص 66، مسند بزار جلد نمبر 2 ص 153، العلل دارقطنی جلد نمبر 3 ص 219)

پیشاب پاک وطاہر بابرکت اور شفایاب تھا:

محبوب کائنات محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت جہاں نیند کے لئے آرام فرماتے وہاں نیچے ایک برتن رکھا کرتے تھے جس میں آپ پیشاب فرماتے تھے ایک رات پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں پیشاب فرمایا اور اسے رکھ دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لونڈی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں رات کو اٹھی مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے اسے پانی سمجھ کر پی لیا صبح ہوئی تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ام ایمن! اس برتن میں جو ہے اسے انڈیل دے۔ قُلْتُ قَدْوَ اللّٰہِ شَرِبْتُ مَافِیْھَا قَالَتْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی بَدَتْ نَوَا جِذُہٗ ثُمَّ قَالَ لَا تَتَّجِعِیْنَ بَطْنُكِ اَبَداً وَفِیْ لَفْظٍ لَاتَلِجُ النَّارَ بَطْنُكِ۔

میں نے عرض کیا اللہ کی قسم وہ تو میں نے پی لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ مسکراہٹ سے آپ کی داڑھ مبارک ظاہر ہوگئی سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 318 میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو انہیں منہ دھونے کو فرمایا اور نہ ہی دوبارہ اسے پینے سے منع فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا اب تیرے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اب تیرا پیٹ جہنم میں نہیں جائے گا۔

(خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 122، شفا قاضی عیاض حصہ اول ص 67، دلائل النبوت ابونعیم ص 265، نسیم الریاض جلد نمبر 1 ص 361 مستدرک جلد نمبر 4 ص 431، زرقانی جلد نمبر 4 ص 231، مواہب لدنیہ جلد نمبر 2 ص 317، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 37 سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 319، حجۃ اللہ علی العلمین ص 688)

مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 37 اور شفا قاضی عیاض حصہ اول ص 66 اور سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 319 میں روایت ہے کہ ایک اور عورت جس کا نام برکت تھا اور وہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھی اس نے

بھی آپ کا پیشاب مبارک پی لیا اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام یوسف اب تو کبھی بیمار نہ ہوگی وہ عورت اس کے بعد کبھی بیمار نہ ہوئی صرف اس دِن بیمار ہوئی جس دن فوت ہوگئی۔

مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 37 میں ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا تو اس سے خوشبو آیا کرتی تھی اس کی اولاد سے بھی چند پشتوں تک خوشبو آتی رہی۔

چہرہ انور کو زخمی کرنے والے کا انجام:

غزوہ احد جو 3ھ میں کفار مکہ سے ہوا اس میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر چار پتھر پھینکے جن میں سے ایک پتھر لگنے سے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے دو اوپر کے اور دو نیچے کے دانت مبارک شہید ہوگئے بالکل جڑ سے نہیں اکھڑے ان کا اوپر کا حصہ ہی صرف الگ ہوا اور نیچے والا ہونٹ مبارک زخمی ہوا حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سے اس کافر پر حملہ کیا اور اس کا سر کاٹ کر پرے دور پھینک دیا اس طرح وہ کافر جہنم رسید ہوا سبل الہدیٰ جلد نمبر 4 ص 294 میں ہے کہ عتبہ کی اولاد سے ہر بچہ کے سامنے والے چار دانت ٹوٹے ہوتے تھے۔

عبداللہ بن شہاب زہری کی ضرب سے پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہوگیا داڑھی مبارک خون سے تر ہوگئی۔ یہ بعد میں مسلمان ہوگیا بنو ہذیل قبیلہ کے عبداللہ بن قمہ نے تیر مار کر رخسار مبارک زخمی کردیا جس سے خود کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں گڑ گئیں اسے ایک جنگلی مینڈھے نے اپنے تیز نوکیلے سینگوں سے چھلنی کر کے پہاڑ کے اوپر سے نیچے گرادیا جس سے اس کا گوشت ذرہ ذرہ ہوگیا اور ہڈیاں چور چور ہوگئیں اس طرح وہ واصل جہنم ہوگیا۔

طیب وطاہر خون مبارک کی لاثانی وبے بہا برکت

غزوہ احد کے موقعہ پر جب محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس سے خود کی کڑیاں نکالی گئیں تو آپ کے چہرہ انور سے خون بہنے لگ گیا حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی سے زخم پر اپنا منہ رکھ دیا اور خون چوسنا شروع کردیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کیا تم خون چوس رہے ہو عرض کیا ہاں یارسول اللہ تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ مَسَّ دَمِیْ دَمَہٗ لَمْ تُصِبْہُ النَّار یعنی جس کے خون کو میرا خون چھو جائے گا اسے آگ نہیں چھو سکے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت

مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون مبارک چوس رہے تھے تو انہیں لوگوں نے کہا اپنے منہ سے اس خون کو نکال کر پھینک دو تو حضرت مالک نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم ہرگز نہیں پھینکوں گا اور انہوں نے اسے پھینکنے کی بجائے پی لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مالک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا وَاَشَارَ اِلَیْہِ۔

جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے اور ایک روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَنْ لَّاتَمَسَّہُ النَّارُ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَالِكَ بْنِ سَنَانٍ۔ جو ایسے شخص کو دیکھنے میں خوش ہو جسے جہنم کی آگ مس نہیں کرے گی تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

(دلائل النبوت بیہقی جلد نمبر 3 ص 210، خصاص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 117، مستدرک جلد نمبر 4 ص 284، شفا قاضی عیاض حصہ اول ص 66، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 37، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2، ص 319، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 168، سنن سعید بن منصور جلد نمبر 2 ص 261، تلخیص الحبیر ابن حجر جلد نمبر 1 ص 31)

علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا زکریا نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب حکایات صحابہ ص 168 میں نقل کیا ہے۔

پچھنے لگنے سے نکلا ہوا خون پی لیا اور بیماریوں سے محفوظ ہو گیا

مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 37 میں ہے کہ حجام حضرت ابوطیبہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حجامت بنایا کرتے تھے اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پچھنے لگائے اس سے خون نکلا تو وہ پی گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تو نے اس خون (جو پچھنے لگانے سے نکلا ہے) کا کیا کیا ہے اس نے عرض کیا میں باہر لے گیا تھا تاکہ اسے کہیں چھپا دوں مگر میرے دل نے اسے زمین پر گرانا گوارا نہ کیا لہٰذا میں نے اسے پی کر اپنے پیٹ میں چھپا لیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا بیشک تو نے بہانہ سے اپنے نفس کی حفاظت کر لی ہے یعنی بیماریوں اور بلا سے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خون کی برکت سے شجاعت و بہادری نصیب ہو گئی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دِن میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا آپ پچھنے لگوا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو پچھنے لگنے سے جو خون برتن میں جمع

تھا وہ مجھے دیا اور فرمایا اس خون کو کسی ایسی جگہ چھپاؤ جہاں کوئی دیکھ نہ سکے میں نے وہاں سے باہر جا کر اسے پی لیا کیونکہ اس سے پوشیدہ جگہ مجھے کوئی اور معلوم نہ ہوئی جب میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عبداللہ! تو نے وہ خون کہاں چھپایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے وہاں محفوظ کیا ہے جہاں اسے کوئی بھی نہ دیکھ سکے۔ پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّكَ شَرِبْتَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنْكَ وَوَيْلٌ لَّكَ مِنَ النَّاسِ وَكَانَ بِسَبَبِ ذٰلِكَ عَلٰى غَايَةٍ مِّنَ الشُّجَاعَةِ۔

شاید تو نے اسے پی لیا ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو تجھ سے ہلاکت ہے اور تجھے لوگوں سے ہلاکت ہے۔

صاحب سیرت حلبیہ ابوالفرج نورالدین علی حلبی شافعی فرماتے ہیں یہ اس خون کی برکت ہی تھی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت زیادہ شجاعت و دلیری تھی۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 319، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 117، مستدرک جلد نمبر 4 ص 275، شفا قاضی عیاض حصہ اول ص 66، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 37، حجۃ اللہ علی العلمین ص 686، علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا زکریا نے بھی اسے حکایت صحابہ میں ذکر کیا ہے (حکایت صحابہ ص 168)

ضیاء النبی جلد نمبر 5 ص 498 میں حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم کے حوالہ سے یہ روایت یوں لکھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے جب فارغ ہوئے تو مجھے اپنا خون عطا فرمایا ارشاد فرمایا اِذْهَبْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ وَغَيِّبْهُ اے عبداللہ اسے لے جاؤ اور اس کو چھپا دو۔

دوسری روایت میں ہے اے عبداللہ اس خون کو لے جاؤ اور چھپا دو تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ میں لے گیا اور اسے پی لیا پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس خون کا تو نے کیا کیا۔ میں نے عرض کی میں نے اسے پوشیدہ کر دیا۔

ایک حدیث میں ہے جَعَلْتُهٗ فِيْ اَخْفٰى مَكَانٍ ظَنَنْتُ اَنَّهٗ خَافٍ مِّنَ النَّاسِ۔

میں نے اسے ایک ایسے پوشیدہ مکان میں رکھ دیا ہے جو تمام لوگوں سے مخفی ہے پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاید تو نے اسے پی لیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں نے اسے پی لیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسے کیوں کیا ہے؟

میں نے عرض کیا میں یہ جانتا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خون کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی اس لئے میں نے اسے پی لیا کہ اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے جہنم کی آگ سے بچائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَمَسُّكَ النَّارُ تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ اور میرے سر پر دست شفقت پھیرا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک نوش کیا اس دن سے لے کر یوم شہادت تک ان کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی رہی۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ تو فرمائیں کہ اس خون کا ذائقہ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا اَمَّا الطَّعْمُ فَطَعْمُ الْعَسَلِ وَاَمَّا الرَّآئِحَةُ فَرَآئِحَةُ الْمِسْكِ۔ خون کا ذائقہ شہد کی طرح تھا خوشبو مشک کی طرح تھی۔ (السیرۃ النبویہ زینی دحلان جلد نمبر 3 ص 28-227)

<u>فضلات مبارکہ خون و پیشاب پاک وطاہر تھے</u>

سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 319 میں ہے وَاَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ بَعْضُ اَئِمَّتِنَا طَهَارَةَ فُضَلَاتِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حَيْثُ لَمْ يَاْمُرْهُ بِغَسْلِ فَمِهٖ وَلَمْ يَغْسِلْ هُوَفَمَهٗ وَاَنّٰى شُرْبُهٗ جَائِزٌ۔

ہمارے بعض آئمہ نے اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کو پاک وطاہر کہا ہے اس لئے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (خون اور پیشاب پینے والوں کو) منہ دھونے کا حکم نہیں فرمایا اور نہ ہی انہوں نے اپنے منہ کو دھویا (لہٰذا ثابت ہوا) وہ پاک وطاہر تھا۔

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد اول ص 38 میں فرماتے ہیں کہ ان روایات سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بول شریف اور خون مبارک کی طہارت وپاکیزگی پر دلالت ہوئی ہے اور اسی طرح تمام فضلات مبارکہ کے متعلق ہے اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو بخاری شریف کے شارع ہیں مسلک حنفی رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل تھے شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری نے

فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت پر کثیر اور بین دلائل ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں یہ چیز بھی آئمہ نے شمار کی ہے۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 38، مواہب، لدنیہ جلد نمبر 2 ص 318، زرقانی جلد نمبر 4 ص 233 الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 66 میں ہے فَقَدْ قَالَ قَوْمٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِطَهَارَةِ الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

علما کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز کو پاک وطاہر فرمایا ہے۔ شارح مسلم شریف امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شُرْبُ الْبَوْلِ صَحِيْحٌ حَسَنٌ وَذٰلِكَ كَافٍ فِي الْاِحْتِجَاجِ اِذْلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهَا وَلَا اَمَرَهَا بِغَسْلِ فَمِهَا وَلَا نَهَاهَا عَنِ الْعَوْدِ لِمِثْلِهٖ قَالَ الْقَاضِيْ حُسَيْنُ الْاَصَحُّ الْقَوْلُ بِطَهَارَةِ الْجَمِيْعِ۔

پیشاب مبارک پینے والی حدیث حسن ہے صحیح ہے اور دلیل میں یہ کافی ہے اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو اس کو برامحسوس فرمایا اور نہ ہی (حضرت ام ایمن) کو منہ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ ہی انہیں دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا قاضی حسین فرماتے ہیں کہ قول زیادہ صحیح یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام فضلات مبارکہ پاک وطاہر ہیں۔

(نسیم الریاض جلد نمبر 1 ص 354)

زرقانی علی المواھب میں ہے وَهُوَالطَّهَارَةُ عَلَى الرَّاجِحِ وَمَجْمُوْعٌ مَنْ قِيْلَ اِنَّهٗ شَرِبَ دَمَهٗ لَافِيْ خُصُوْصِ هٰذَا الْيَوْمِ مَالِكُ ابْنُ سَنَانٍ هٰذَا وَعَلِيٌّ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوْ طَيْبَةَ الْحَجَّامُ وَسَالِمُ ابْنُ اَبِي الْحَجَّاجِ وَسَفِيْنَةُ مَوْلَى الْمُصْطَفٰى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ قول راجح کی بنا پر پاک ہیں۔ جن صحابہ کرم نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پیا ہے وہ یہ ہیں حضرت مالک بن سنان، سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوطیبہ حجام، سالم بن ابوالحجاج اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (زرقانی جلد نمبر 2 ص 39)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں صَحَّحَ بَعْضُ آئمة الشَّافِعِيَّةِ طَهَارَةَ بَوْلِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَسَائِرَ فُضَلَاتِهٖ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَمَا نَقَلَهٗ فِي الْمَوَاهِبِ اللَّدُنْيَا عَنْ شَرْحِ الْبُخَارِيْ لِلْعَيْنِيْ وَصَرَّحَ بِهِ الْبِيْرِيْ فِيْ شَرْحِ

اَلْاِشْبَاہِ وَقَالَ حَافِظُ ابْنُ حَجْرِ تَظَافَرَتِ الْاَدِلَّۃُ عَلٰی ذٰلِکَ وَعَدَّ الْاَئِمَّۃُ ذٰلِکَ مِنْ خَصَائِصِہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وَنَقَلَ بَعْضُھُمْ عَنْ شَرْحِ الْمِشْکٰوۃِ لِمُلَّا عَلِیْ قَارِیْ اَنَّہٗ قَالَ اَخْتَارَہٗ کَثِیْرٌ مِّنْ اَصْحَابِنَاوَاَطَالَ فِیْ تَحْقِیْقِہٖ فِیْ شَرْحِہٖ عَلَی الشَّمَائِلِ فِیْ بَابِ مَاجَآءَ فِیْ تَعَطُّرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

بعض آئمہ شافعیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیشاب مبارکہ اور دیگر تمام فضلات مبارک کے پاک وطاہر ہونے کی تصحیح فرمائی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول بھی یہی ہے جیسے کہ مواہب لدنیہ میں بخاری شریف کی شرح عینی سے نقل کیا گیا ہے اور علامہ بیری نے شرح اشباہ میں بھی اس کی تصریح فرمائی ہے اور علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت پر کثرت سے دلائل موجود ہیں اور آئمہ کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے شمار فرمایا اور بعض آئمہ کرام نے مرقات شرح مشکوۃ سے نقل فرمایا ہے کہ فضلات مبارکہ کی طہارت کو ہمارے بہت سے فقہاء حنفیہ نے اختیار کیا ہے اور ملاعلی قاری نے شرح شمائل میں بابِ مَاجَآءَ فِیْ تَعَطُّرِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں طویل تحقیق فرمائی ہے۔ (ردالمحتار جلد نمبر 1 ص 233)

اس مسئلہ میں علماء دیوبند کا فتویٰ

علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا زکریا حکایات صحابہ میں پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون پینے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سنگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں وہ گئے اور آ کر عرض کیا کہ دبا دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہاں عرض کیا میں نے پی لیا حضور نے فرمایا جسکے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی مگر تیرے لئے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے۔

یہ واقعہ لکھنے کے بعد ساتھ ہی فائدہ کی ف کے تحت لکھتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لئے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب کہ ہلاکت ہے علماء نے لکھا کہ سلطنت اور امارت کی طرف اشارہ یہ کہ امارت ہوگی اور لوگ اس میں مزاحمت کریں گے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیدا ہوئے تھے اس وقت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ ایک مینڈھا ہے بھیڑیوں کے درمیان ایسے بھیڑیئے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے چنانچہ یزید اور عبدالملک دونوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور لڑائی ہوئی اور آخر شہید ہوئے۔

(حکایات صحابہ مصنف محمد زکریا شیخ، الحدیث علمائے دیو بند ص 188)

علمائے دیو بند کے دوسرے شیخ الحدیث اشرف علی تھانوی صاحب کا فتویٰ

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

سوال: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جنگ احد میں بعض صحابہ کرام کا خون زخم چوسنا اور ذائقہ حاصل کرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب مبارک پی جانا روایت معتبرہ سے ثابت ہے درحالیکہ یہ دونوں چیزیں نجس العین ہیں پس اس واقعہ کی تاویل کیا ہے ارشاد فرمایئے۔

جواب: روایت کی تو میں نے تنقید نہیں کی لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو تو علماء نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان رطوبات کو طاہر کہا ہے علامہ شامی نے اس کی تحقیق کی ہے پس کچھ بھی اشکال نہیں اور اس کی کوئی دلیل میں نے کسی کے کلام میں منقول نہیں دیکھی لیکن اسی وقت میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان شارحین پر نکیر نہیں فرمایا اور آپ کا نکیر نہ فرمانا حجۃ شرعیہ بالاجماع ہے۔ واللہ تعالیٰ علم۔ (امداد الفتاویٰ جلد نمبر 1 ص 80)

پسینہ مبارک موتیوں کی طرح تھا:

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہٗ اللُّؤْ لُؤُ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک نہایت صاف اور چمکدار تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک ایسے تھا جیسے موتی ہوتے ہیں۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 265، حجۃ اللہ علی العلمین ص 92-691، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 295، مشکوۃ ص 516، الوفا حصہ اول ص 407، دلائل النبوت بیہقی جلد نمبر 1 ص 208، مدارج النبوت جلد اوّل ص 36، المقدمہ للدارمی جلد نمبر 1 ص 45، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 87)

پسینہ مبارک کو خوشبو کے لئے استعمال کرنا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَأْتِیْهَا فَیَقِیْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نَطْعًا فَیَقِیْلُ عَلَیْهِ وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ فَکَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجْعَلُهٗ فِی الطِّیْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَاهٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْ بَرَکَتَهٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لاتے تھے اور قیلولہ (دوپہر کا آرام) ہمارے ہاں فرماتے تھے میں ان کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی وہ اس پر آرام فرماتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ بہت آتا تھا (واضح ہو شرم وحیا زیادہ والے کو پسینہ بہت آتا ہے) میں آپ کا پسینہ مبارک جمع کرتی رہتی اور اسے خوشبو میں ڈال لیتی (ایک دن) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے اسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ سب خوشبوؤں سے زیادہ بہترین خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم اس پسینے سے اپنے بچوں کے لئے برکت کی امید رکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 265، مشکوٰۃ ص 517، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 210، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 407، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 34، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 65 دلائل النبوت ابونعیم ص 264، حجۃ اللہ علی العلمین ص 685، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 560، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 293، مسند عبد بن حمید جلد نمبر 1 ص 378، صحیح ابن خزیمہ جلد نمبر 1 ص 142، صحیح ابن حبان جلد نمبر 1 ص 387، الکبیر للطبرانی جلد نمبر 25 ص 122، النھایہ ابن اثیر جلد نمبر 2 ص 140، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 6 ص 35)

حضرت ام سلیم کا آقائے دو جہاں سے رشتہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کو قیلولہ کے لیے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی رضاعی خالہ تھیں اس لئے وہ غیر محرم نہ تھیں اور آپ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے حضرت

عبدالمطلب نے کئی شادیاں کیں ان میں سے ایک شادی اپنے ننھال مدینہ شریف کے قبیلہ بنی نجار میں کی ان سے حضرت عبداللہ پیدا ہوئے اوران کا شیر خوارگی کا زمانہ اپنے ننھال میں ہی مدینہ شریف میں گذرا انہوں نے اس عرصہ میں ملحان کی بیٹی حضرت ام سلیم اورام حرام کا دودھ پیا جس وجہ سے یہ حضرت عبداللہ کی رضاعی خالہ ہوگئیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے ہاں جانا اور آرام فرمانا بالکل درست تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان دو کے علاوہ کسی اور کے ہاں آرام فرمانے کی غرض سے تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 11 ص 79)

پسینہ مبارک سے دلہن کو خوشبو:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اورعرض کی کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں آپ میری مدد فرمائیں اور مجھے خوشبو عنائت فرمادیں اس وقت وہاں کوئی خوشبو نہ تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شیشی طلب فرمائی تاکہ اس میں خوشبو ڈال کردی جائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جسم اقدس کا پسینہ اس شیشی میں ڈال دیا وہ شیشی اس شخص کو دے کر فرمایا جاؤ اسے اپنی بیٹی کے جسم پر لگا دو جب وہ پسینہ اس کی بیٹی کے جسم پر لگایا گیا تو تمام مدینہ شریف میں خوشبو کی مہک آنے لگی اوران کے گھر کا نام بیت الطیبین رکھ دیا گیا۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 35، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 560، حجۃ اللہ علی العلمین ص 685، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 115، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 36)

دلہن نے پسینہ مبارک استعمال کیا اس کی کئی نسل تک وہ خوشبو رہی:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے تھے آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آیا میں نے وہ تھوڑا سا ایک شیشی میں بھر لیا اتفاقاً میری ایک سہیلی کی لڑکی کی شادی تھی میں نے اس کی شادی کے دِن اس پسینہ مبارک سے کچھ اس دلہن کو لگا دیا تو اس دلہن کے جسم سے ساری عمر خوشبو آتی رہی وہ غسل کرتی یا اپنے جسم کے کسی حصہ کو دھوتی تو اس کا استعمال شدہ پانی بھی خوشبودار ہوجاتا کہتے ہیں اس دلہن کے ایک بیٹی پیدا ہوئی تو اس بیٹی کے جسم سے بھی خوشبو آتی تھی حتی کہ کئی نسلوں تک یہ سلسلہ جاری رہا مدینہ شریف میں لوگ اس خاندان کو اسی وجہ سے بیت العطارین کہہ کر پکارتے تھے۔ (معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 561)

عرض مولف

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور، جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار لامتناہی کا مظہر تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے کمالات صفات جمالی اور جلال میں اتنے اعلیٰ، اشرف، اتم، اکمل، احسن، اجمل ہیں کہ حدوعدد اور احاطہ ضبط سے باہر ہیں کمالات کے لحاظ سے جو کچھ قدرت کے خزانہ اور مرتبہ امکان میں خیال کیا جاسکتا ہے وہ سب کے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کمالات کے آفتاب ہیں۔ انبیاء کرام علیھم السلام اس آفتاب کے چاند ہیں اور آپ کے انوار حسن کے مظہر ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فضل کے آفتاب ہیں سب انبیاء ستارے ہیں۔

آخر مجبوراً یہی کہنا پڑتا ہے لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ۔

قصیدہ بردہ شریف میں ہے فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ کَوَاکِبُهَا یُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ۔

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکمال کے آفتاب ہیں تمام انبیاء کرام علیھم السلام ان سے فیض حاصل کرنے والے ستارے ہیں جو لوگوں کے لئے کفروشرک کے اندھیروں میں ہدایت کی روشنی ظاہر کرتے ہیں۔

حضور پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء اور فرمایا۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

جس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی سواری کی قسم خود مالک کائنات کھائے (وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا یعنی سورہ العدیت گواہی دے رہی ہے اس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال وفضائل وکمالات کی تعریف و توصیف صحیح معنوں میں کس سے ہوسکتی ہے۔

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوت میں فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی صفات عالیہ شاعروں کی طرح بیان کرنا شعری مزاج وعادت کی وجہ سے ہے ورنہ اس دنیا کی کوئی چیز آپ کی اخلاقی خوبیوں اور تخلیقی صفتوں کی مثل نہیں ہوسکتی اور نہ ہم پلہ ہوسکتی ہے۔

تاہم ہر دور میں محدثین ومفسرین علماء اصفیاو اتقیانے قرآن وحدیث سے آپ کے وفضائل ومحاسن کو تحریر وتقریر کے ذریعے ذکر کرکے اسے اپنے ایمان کی جلا کا سبب اور رضائے الٰہی کے حصول کے ذریعے آخرت کا توشہ بنایا ہے۔

علامہ شرف الدین محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ

حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کی کوئی حد نہیں جو بالفظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے بندہ ناچیز مَاإِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّداً بَمَقَالَتِيْ۔ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ کے تحت فضائل بے مثل محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ہمت کے مطابق بیان کرنے کی سعی کررہا ہے حقیقت یہ ہے کہ کئی دفعہ دِل میں یہ تڑپ اٹھتی کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ فضائل ومحاسن قلم بند کروں مگر جب اپنی کم علمی وکم ہمتی و بے بضاعتی پر نظر پڑتی تو دِل سے آواز اٹھتی ارے نادان تو کہاں وہ کہاں چہ نسبت خاک را با عالم پاک دل میں یہ بھی خیال پڑتا کہ اس مائی کے پاس اور نہیں تو کم از کم دھاگے کی اٹی تو تھی ارے بندہ ناچیز تیرے پاس تو اٹی بھی نہیں کس برتے پر تو اس میدان میں قدم رکھے گا لہٰذا ہمت جواب دے جاتی ہے۔

مگر پھر تڑپ آسرا دیتی کہ وہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو مجبور بے بس لاچار کا آسرا ہیں بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ الرَّحِيْم کی شان والے ہیں اور رب کریم بھی انتہائی فضل وکرم فرمانے والا ہے وہی دستگیری فرمائیں گے اور اس میدان میں کامیابی کی نعمت سے سرفراز فرمائیں گے قطب الاقطاب سیدی مرشدی حضرت صاحب کرمانوالے حضرتِ بابا سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور غوث الاغیاث حضور میاں صاحب، میاں شیر محمد صاحب کے توسل سے اس کتاب کو بندہ کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائی کا سبب بنائیں گے۔ بندہ ناچیز نے اس کتاب کا نام رکھا ہے جَآءَ نَامِنَ اللّٰهِ الْحَبِيْب بے مثل حبیب۔

جسم اقدس اور پسینہ مبارک کی خوشبو سے راستے مہک جاتے

ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے ہر وقت ایسی خوشبو مہکتی کہ سارے بازار معطر ہوجاتے حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَمْ یَسْلُكْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلاَّ عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِیْبِ عَرَقِهٖ مِنْ رِّیْحِ عَرَقِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس راستے سے تشریف لے جاتے پیچھے آنے والا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے کی خوشبو یا آپ کے جسم اقدس کے پسینے کی خوشبو دار ہوا سے معلوم کر لیتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ادھر تشریف لے گئے ہیں۔

ایک روایت میں یوں ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خِصَالٌ لَمْ یَكُنْ فِیْ طَرِیْقٍ فَیَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلاَّ عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِیْبِ عَرَقِهٖ اَوْرِیْحِ عَرَقِهٖ وَلَمْ یَكُنْ یَمُرُّ بِحَجْرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلاَّ سَجَدَلَهٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال خصلتیں تھیں (ان میں سے یہ بھی ہے) کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس راستے سے بھی گذر جاتے تو پیچھے آنے والے کو آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو یا آپ کے (جسم اقدس) کے پسینہ مبارک کی معطر ہواؤں سے پتہ چل جاتا (کہ حضور ادھر تشریف لے گئے ہیں) کیونکہ راستے آپ کی خوشبو سے مہک جاتے تھے اور جس بھی پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سربسجود ہوجاتا تھا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِذَا مَرَّ فِیْ طَرِیْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَجَدُوْا مِنْهُ رَائِحَةَ الطِّیْبِ وَقَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنْ هٰذَا الطَّرِیْقِ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف کے جس راستے سے گذر جاتے وہ خوشبو دار ہواؤں سے مہک جاتا لوگ کہتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے۔ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

يُعْرَفُ بِاللَّيْلِ بِرِيحِ الطِّيْبِ ۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خوشبو سے معطر ہواؤں کی وجہ سے رات کو بھی پتہ چل جاتا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف ص517، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر6 ص 61، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 87، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 6 ص36، دلائل النبوت ابونعیم ص264، مدارج النبوت جلد نمبر1 ص 35-34، حجۃ اللہ علی العلمین ص 685، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 115، الشفاء حصہ اول ص 65، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص560، شواہد النبوۃ ص235)

جسم اقدس سے بڑھ کر دنیا کی کوئی خوشبو نہ تھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ وارفع صفات میں سے ایک صفت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس اور پسینہ مبارک کی وہ پاکیزہ خوشبو ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو نہیں کرسکتی تھی اور یہ خوشبو کوئی بیرونی خوشبو لگانے سے نہ تھی بلکہ یہ رب کریم کی طرف سے عطا کردہ ذاتی جسمانی نورانی خوشبو تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دنیا کی ہر خوشبو کو سونگھا ہے خواہ مشک ہو یا عنبر لیکن کوئی خوشبو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس اور پسینہ مبارک سے بڑھ کر نہ تھی (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کی خوشبو ہی سب سے اعلیٰ وافضل تھی۔)

(سبل الھدی والرشاد جلد نمبر2 ص86، مدارج النبوۃ جلد نمبر1 ص 34 معارج النبوت جلد نمبر3 ص 560 میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے زندگی بھر ایسی خوشبو نہیں سونگھی جیسی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے آتی تھی اور مجھے ایسی مہک میسر نہیں آئی جیسی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رائحہ جاں افزا تھی۔)

سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر2 ص86 اور الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص408 میں ہے عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْ لُؤُ وَرِيْحُ عَرَقِهِ كَاالْمِسْكِ

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح

تھا اور آپ کے پسینہ کی خوشبو کستوری کی خوشبو کی طرح تھی۔

جسم اقدس صاف چمکدار اور پسینہ مبارک جیسے موتی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْ لُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّا وَمَا مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرًا اَطْيَبُ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے آپ کا پسینہ گویا موتی تھا جب چلتے تھے تو پوری قوت سے چلتے تھے اور میں نے کبھی کوئی موٹا یا باریک ریشم ایسا نہیں دیکھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے نرم وگداز ہو اور میں نے کبھی کوئی (زندگی بھر) کستوری یا عنبر ایسا نہیں دیکھا جو ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی (ذاتی جسمانی) خوشبو سے زیادہ خوشبو دار ہو۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 265 بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 264، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 32، مشکوۃ شریف ص 516-517، الشفا حصہ اول ص 65، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 469، دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 207، حجۃ اللہ علی العلمین ص 691)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا فَقَالَ اُدْنُ مِنِّيْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَمَا شَمَمْتُ مَسْكًا وَلَا عَنْبَرًا اَطْيَبَ مِنْ رِّيْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے قریب ہو تو میں آپ کے قریب ہوا تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کے جسم اقدس) سے جو خوشبو سونگھی میں نے ایسی خوشبو کستوری اور عنبر میں بھی نہیں پائی۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 116، حجۃ اللہ العلمین ص 685-86، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 87)

دست اقدس سے خوشبو حضرت عتبہ کے جسم سے

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ كُنَّا عِنْدَ عُتْبَةَ

اَرْبَعُ نِسْوَةٍ مَامِنَّا اِمْرَاَةٌ اِلاَّ وَهِيَ تَجْتَهِدُ فِي الطِّيْبِ لِتَكُوْنَ اَطْيَبَ مِنْ صَاحِبَتِهَا وَ مَايَمُسُّ عُتْبَةُ الطِّيْبَ وَهُوَ اَطْيَبُ رِيْحاً مِّنَّا وَكَانَ اِذَاخَرَجَ اِلَى النَّاسِ قَالُوْا مَاشَمَمْنَا رِيْحاً اَطْيَبُ مِنْ رِّيْحِ عُتْبَةَ فَقُلْنَا لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ اَخَذَنِيْ الشَّرِیٰ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَتَجَرَّدُ فَتَجَرَّدْتُ وَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَلْقَيْتُ ثَوْبِيْ عَلٰى فَرْجِيْ فَنَفَثَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى ظَهْرِيْ وَبَطْنِيْ فَعَبَقَ بِيْ هٰذَا الطِّيْبُ مِنْ يَّوْ مَئِذٍ ـ

عتبہ کی ہم چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر بیوی کی یہ کوشش تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ اچھی خوشبو لگا کر اپنے خاوند سے اچھی خوشبو میں ہو اور عتبہ خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی وہ ہم سے زیادہ خوشبو والے ہوتے تھے اور جب وہ باہر لوگوں کے پاس جاتے تو لوگ بھی یہ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے زیادہ کوئی خوشبو نہیں سونگھی ہم بیویوں نے اس کے متعلق عتبہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مجھے جسم پر گرمی دانے نکل آئے تھے میں نے اس تکلیف کا ذکر بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے کپڑے اتار دیئے (کرتہ اتار دیا) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس پر پھونک لگائی پھر اس دست اقدس کو میری پیٹھ اور میرے پیٹ پر لگایا اس دن سے (میرے جسم سے) یہ خوشبو مہک رہی ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 396، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 141، مدارج النبوت جلد نمبر ا ص 34-35 زرقانی علی المواھب جلد نمبر 4 ص 224، مواہب لدنیہ جلد نمبر 2 ص 11-310، حجۃ اللہ علی العلمین ص 438)

ایسے محسوس ہوا جیسے دست اقدس عطار کی صندوقچی سے نکالا ہو

حدیث شریف میں ہے عَنْ جَابِرِبْنِ سُمْرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالیٰ علیه و آله وسلم صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّىْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَوَجَدْتُّ لِيَدِهٖ بَرْداً اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ ـ

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کی طرف چلے میں بھی آپ کے ساتھ چلا

آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی اور خوشبو ایسی تھی گویا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے دست اقدس ابھی عطار کی صندوقچی سے نکالا ہے۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2، ص 265، مشکوٰۃ شریف ص 517، حجۃ اللہ علی العلمین ص 691، شفا قاضی عیاض حصہ اول ص 65، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 28)

مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 28 میں بیہقی اور طبرانی کے حوالے سے ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو میں اپنے ہاتھ سے تین دن تک آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے مس ہونے کی وجہ سے مشک کی خوشبو سے بہتر خوشبو پاتا تھا۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے ہاتھوں میں دیا میں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس برف سے زیادہ سرد اور مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار پایا۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 28)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ میری عیادت کو تشریف لائے تو انہوں نے اپنا دست اقدس میری پیشانی پر رکھا اس کے بعد میرے چہرے، پیشانی میرے سینہ اور پیٹ پر اپنا دست اقدس پھیرا اس دن سے آج تک میں دست اقدس کی ٹھنڈک اپنے جگر تک محسوس کرتا ہوں۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 28)

ایک روایت میں ہے کہ جو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کرتا وہ ایک عرصہ تک اپنے ہاتھ سے خوشبو محسوس کرتا رہتا۔ (معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 560)

پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا:

مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 36 میں ہے جان تو کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا ہے۔ نیز روایت میں آیا ہے کہ معراج شریف سے واپسی پر میرے پسینہ کا ایک قطرہ زمین پر گر پڑا اس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا جو کوئی چاہتا ہو کہ میری خوشبو سونگھے وہ گلاب کے پھول کو

سونگھ لے۔

وقت ولادت بھی جسم اقدس سے خوشبو مہک رہی تھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کا حسن و جمال چودھویں کے چاند جیسا تھا اور آپ کے جسم اقدس سے بہترین کستوری جیسی خوشبو آ رہی تھی۔ (مواہب لدنیہ جلد نمبر 1 ص 126، زرقانی جلد نمبر 1 ص 115، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 22، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 96)

وقت وصال بھی خوشبو مہک رہی تھی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان

حدیث شریف میں ہے عَنْ عَائَشَةَ قَالَتْ قُبِضَ رُسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَرَاْسُہٗ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحِرْیْ فَلَمَّا خَرَجَتْ نَفْسُہٗ لَمْ اَجِدْرِیْحًا قَطُّ اَطْیَبَ مِنْھَا ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں جب محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے جسم اقدس سے جب روح مبارک نے رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز فرمائی تو ایسی خوشبو مہکی کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 479، الوفا حصہ دوم ص 788، سیرۃ نبویہ ابن کثیر ص 684، دلائل النبوۃ امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 160، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 585، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 506، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 5 ص 338، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص 37)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا بیان

عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ قَالَتْ وَضَعْتُ یَدِیْ عَلٰی صَدْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَوْمَ مَاتَ فَمَرَّبِیْ جُمْعٌ اٰکُلُ وَاَتَوَضَّاءُ مَایَذْھَبُ رِیْحَ الْمِسْكِ مِنْ یَدِیْ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں جس دن محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال

شریف ہوا میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا اس کے بعد کئی ہفتے گذر گئے کہ میں روٹی کھاتی تھی وضو بھی کرتی تھی مگر میرے ہاتھوں سے خوشبو ختم نہیں ہوتی تھی۔

(البدایہ والنھایہ جلد نمبر 5 ص 338، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 4 ص 684، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 585، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 480، شواہد النبوت ص 187، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 166)

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا بیان:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَلِيًّا غَسَلَ النَّبِيَّ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فَجَعَلَ يَقُوْلُ بِاَبِيْ اَنْتَ طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتًا قَالَ وَسَطَعَتْ رِيْحٌ طَيِّبَةٌ لَمْ يَجِدُوْا مِثْلَهَا۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیتے وقت عرض کر رہے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی زندگی مبارکہ بھی پاک ومنزہ طیب وطاہر تھی اور آپ کا وصال مبارک بھی طیب وطاہر ہے اور سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیتے وقت ایسی پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی کہ اس جیسی خوشبو کسی نے بھی آج تک نہیں پائی۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 483، الشفا حصہ اول ص 66، کنز العمال جلد نمبر 7 ص 103، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 295)

بے مثال بشریت:

ولادت، وصال اور رفع حاجت تینوں چیزوں کا تعلق بشریت سے ہے اگر کسی اور شخص میں ولادت وصال اور رفع حاجت میں کوئی ایسی مثال موجود ہے جو محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ثابت ہے تو وہ مثل ہونے کا دعویٰ کرے ورنہ یہ سوچنا ہی پرلے درجے کی حماقت وگمراہی ہوگی اور یہ حق ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت بھی بے مثل و بے مثال ہے اور نورانیت بھی بے مثل و بے مثال ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے داخلے کیلئے اجازت طلب کی:

سیدنا حضرت امام حسن بن علی سیدنا حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

وَاسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ لَهُ جِبْرَائِيْلُ يَا اَحْمَدُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ عَلٰى آدِمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلٰى آدِمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ اِئْذَنْ لَهُ يَاجِبْرَائِيْلُ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَحْمَدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُطِيْعَكَ فِيْمَا اَمَرْتَنِيْ اِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَقْبِضَ نَفْسَكَ قَبَضْتُهَا وَاِنْ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَتْرُكَهَا تَرَكْتُهَا قَالَ اَوَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ يَامَلَكَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ قَالَ جِبْرَائِيْلُ يَا اَحْمَدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰى لِقَائِكَ قَالَ يَامَلَكَ الْمَوْتِ اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ۔

ملک الموت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دراقدس پر کھڑے ہو کر داخل ہونے کی اجازت طلب کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملک الموت دروازے پر کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) نے آج تک کسی سے بھی داخل ہونے کے لئے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) کو اندر آنے کی اجازت ہے۔

ملک الموت نے اندر داخل ہو کر (پہلے ادب سے) سلام عرض کیا پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کی فرماں برداری کروں اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت مرحمت فرمائیں گے تو میں آپ کی روح قبض کروں گا اور اگر آپ حکم فرمائیں گے کہ ابھی ایسے ہی چھوڑ جاؤ تو میں اسے چھوڑ جاؤں گا (روح قبض نہیں کروں گا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اے ملک الموت! کیا تو ایسے ہی کرے گا؟ اس نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا کیونکہ مجھے یہی حکم کیا گیا ہے (کہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں) جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا بہت مشتاق ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اجازت عطا فرمادی فرمایا اے عزرائیل جو تجھے حکم دیا گیا ہے وہ پورا کرلے۔

(تاریخ الخمیس جلد نمبر 1 ص 165، الوفا حصہ دوم ص 787، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 158، سیرت

حلبیہ جلد نمبر 3 ص 498 خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 478، کنز العمال حصہ نمبر 7 ص 100، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 583، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 497، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 3 ص 129، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص 35)

معارج النبوت اور شواہد النبوت میں بھی ایک روایت ہے یوں کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر حاضر ہوئے اور حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں سیدۃ النساء نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے حال میں مشغول ہیں لہٰذا اس وقت ان سے ملاقات نہیں ہوسکتی عزرائیل علیہ السلام نے دوسری دفعہ اجازت طلب کی تو سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے پھر وہی جواب دیا عزرائیل علیہ السلام نے تیسری دفعہ زیادہ زور سے بول کر اجازت طلب کی۔

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت غشی کی کیفیت سے باہر آ گئے اور پوچھا فاطمہ! کیا بات ہے سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا ایک اعرابی دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے ہماری معذرت قبول ہی نہیں کرتا محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ! تم جانتی ہو کس کے ساتھ بات کر رہی ہو۔ سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں ارشاد فرمایا فاطمہ! یہ لذتوں کو توڑنے والا ہے، جماعتوں کو متفرق کرنے والا ہے، آرزوں کو ختم کرنے والا ہے عورتوں کو بیوہ اور اولادوں کو یتیم کرنے والا ہے فاطمہ! یہ انسان یا دیہاتی نہیں بلکہ یہ تو ملک الموت ہے اس نے تو کبھی کسی سے بھی اندر آنے کی اجازت طلب نہیں کی رب کریم نے اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ شان بنائی ہے کہ عزرائیل بھی اجازت لئے بغیر اندر داخل نہیں ہوسکتے۔

آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عزرائیل علیہ السلام کو اندر آنے کی اجازت دی عزرائیل علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اس نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر آپ کی روح قبض نہ کروں۔

(معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 497، شواہد النبوت ص 187)

مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 583 میں یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے منقول ہے کہ حضور نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب مکرم کے پاس جاؤ ان کا نام محمد ہے ان کے پاس اجازت کے بغیر اندر جانے سے ڈرنا اور ان کی اجازت کے بغیر ان کی روح قبض کرنے سے بھی ڈرنا لہٰذا ملک الموت ایک اعرابی کی شکل وصورت میں گھر سے باہر دروازے پر اجازت کے لیے کھڑے رہے اور کہا السلام علیکم اے اہل بیت نبوت ومعدن رسالت مجھے فرمائیں کہ میں آپ کے پاس اندر آ جاؤں اندر آنے کی اجازت عطا فرمائیں آپ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہو اس وقت محبوب خدا محبوب کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تشریف فرما تھیں انہوں نے جواب دیا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ٹھیک حال پر نہیں ہیں یہ ملاقات کا وقت نہیں ہے۔

ملک الموت نے دوبارہ اجازت طلب کی سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا نے دوبارہ وہی جواب دیا ملک الموت نے تیسری دفعہ ذرا بلند آواز سے اجازت طلب کی اس آواز میں ہیبت بھی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غشی سے افاقہ ہو گیا آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کیا ہوا ہے آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا فاطمہ! جانتی ہو یہ اجازت مانگنے والا کون ہے یہ لذتوں اور شہوتوں کو توڑنے والا ہے جماعتوں کو منتشر کرنے والا ہے عورتوں کو بیوہ کرنے والا اور اولادوں کو یتیم کرنے والا ہے سیدۃ النساء نے یہ سنا تو رونے لگ گئیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی! مت رو کیونکہ تمہارے رونے کی وجہ سے حاملان عرش بھی رونے لگے ہیں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے سیدۃ النساء کے چہرہ مبارک سے آنسو صاف فرمائے ان کی دلداری کی اور ان کو خوشخبریاں عطا فرمائیں۔

غیب سے ندا آئی وقت غسل جسم اقدس سے قمیض نہ اتارو

عَنْ عَبَادِبْنِ عَبْدِاللّٰه بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالُوْا وَاللّٰهِ مَانَدْرِی اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَامِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَايَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اَنِ اغْسِلُوْا النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ ۔

عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم فرماتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے سنا وہ فرماتی تھیں جب اہل بیت اطہار نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غسل مبارک کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم ہمیں نہیں معلوم کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیں یا اپنے فوت شدگان کی طرح جسم اقدس سے کپڑے اتار کر غسل دیں۔ جب ان میں اس بات پر اختلاف ہوا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر نیند طاری فرما دی یہاں تک کہ نیند میں ان سب کی ٹھوڈیاں سینوں سے لگ گئیں پھر گھر کے ایک کونے سے آواز دینے والے نے آواز دی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ آواز دینے والا کون ہے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اٹھے اور آپ کو قمیض سمیت غسل دیا۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے جو روایت کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں نَادَاھُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخِلِ لَاتَنْزَعُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَمِیْصَهٗ ۔

اندر سے ہی غیبی آواز آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قمیض مبارک نہ اتارو۔

(ابوداؤد جلد نمبر 2 ص 95، ابن ماجہ ص 107، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 594، حجۃ اللہ علی العلمین ص 710، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 501، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 185، مستدرک جلد نمبر 3 ص 276، الوفا حصہ دوم ص 796، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 482، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 510، شواہد النبوت ص 187)

غسل کے بعد جسم اقدس سے پانی چوسنے کی برکت سے حضرت علی فیض کا منبع بن گئے:

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے علم وفضل کے کمال اور زبردست قوت حافظہ کی وجہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا میں نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا تو تھوڑا سا پانی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گوشہ چشمان مبارک اور ناف کی نشیبی جگہ پر رک گیا میں نے اس پانی کو زمین پر گرانا گوارا نہ کیا میں نے اسے چوس لیا میرے علم وفضل اور قوت حافظہ اس قدر ہونے کا یہی سبب ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 502، شواہد النبوت ص 187، الوفا ابن جوزی ص 794، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص

596، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 511)

ف: سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ اس کی برکت سے علوم لدنیہ شریعت وطریقت کے ایسے منبع بن گئے کہ علماء اولیا قطب، غوث، ابدال سب کے فیض کے چشمے وہیں سے جاری ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے یہ فیض ختم ہونے والا ہی نہیں کیونکہ اس کا مرکز محبوب خدا محبوب کائنات سید الانبیاء والمرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

وقت وصال جبرائیل علیہ السلام نے خوشخبری دی

وقت وصال محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ آپ کے لیے ایک چیز لایا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کے داروغہ مالک کو فرمایا ہے میرے حبیب کی روح مبارکہ آسمان پر لائی جائے گی تو آتش دوزخ کو بجھا دے اور حوروں کو حکم فرمایا کہ اپنے کو مزین کر لو فرشتوں کو فرمایا اٹھو اور صف بستہ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ روح محمدی آنے والی ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ زمین پر جاؤ اور میرے حبیب کو خبر دے دو کہ تمام انبیاء کرام کی امتیں اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔ جب تک آپ اور آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائیں اور کل قیامت کے دن آپ کی امت اس قدر بخش دی جائے گی کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 285، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 501)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلام بھیجا اور حال پوچھا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ جِبْرَائِیلَ اَتَی النَّبِیَّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهِ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ لَكَ: كَیْفَ تَجِدُكَ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مرض الوصال میں جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ کو فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسے پاتے ہیں؟

(الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص 786، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 498، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 3 ص 129، مجمع

الزوائد جلد نمبر 9 ص 35، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 157، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 582، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 496)

جبرائیل نے کہا زمین پر یہ میرا آخری آنا ہے:

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ...... فَقَالَ لَهٗ جِبْرَائِيْلُ هٰذَا آخِرُ وَطْئِى الْاَرْضِ اِنَّمَا كُنْتَ حَاجَتِىْ فِى الدُّنْيَا۔

عبدالمطلب بن عبداللہ بن حطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو (بوقت وصال) جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ زمین پر آنا آخری ہے دنیا میں آپ ہی میرے مطلوب ومقصود تھے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ جَآءَ جِبْرَائِيْلُ عليه السلام قَالَ هٰذَا آخِرُ وَطْئِى بِالْاَرْضِ وَفِى لَفْظِ آخَرَ عَهْدِىْ بِالْاَرْضِ بَعْدَكَ وَلَنْ اَهْبَطَ اِلَى الْاَرْضِ لِاَحَدٍ بَعْدَكَ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام (بارگاہ رسالت) میں حاضر ہوئے اور عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرا یہ زمین پر آنا آخری آنا ہے آپ کے بعد کسی کے لئے بھی میں زمین پر نازل نہیں ہوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وداع کرتے ہوئے عرض کیا اے احمد علیک السلام اس کے بعد وحی پہنچانے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اوامر ونواہی پہنچانے کے لئے زمین میں نہیں آؤں گا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی میرے مطلوب ومقصود تھے۔

(کنزالعمال جلد نمبر 7 ص 107، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 478، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 498، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 582، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 497)

خضر علیہ السلام تعزیت کے لئے آئے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم اَحْدَقَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَبَكَوْا حَوْلَهٗ وَاجْتَمَعُوْا فَدَخَلَ رَجُلٌ اَشْهَبُ اللِّحْيَةِ جَسِيْمٌ صَبِيْحٌ فَتَخَطّٰى رِقَابَهُمْ فَبَكٰى ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فَقَالَ اِنَّ فِى اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَعِوَضًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ فَاِلَى اللّٰهِ فَاَنِيْبُوْا وَاِلَيْهِ

فَارْغَبُوْا وَنَظَرَهٗ اِلَیْکُمْ فِی الْبَلَآءِ فَانْظُرُوْا فَاِنَّ الْمُصَابَ مَنْ لَّمْ یَجْبُرَہٗ: فَانْصَرفَ۔

وَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ تَعْرِفُوْنَ الرَّجُلَ؟ قَالوا اَبُوْبَکرٍ وَعَلِیٌّ نَعَمْ ھٰذَا اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَلْخِضَرُ علیہ السلام۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام آپ کے اِردگرد جمع ہوگئے اور رونے لگ گئے ایک شخص سفید داڑھی، جسیم وصبیح اندر داخل ہوا آگے گذر کر مردوں کے پاس جا کر رونے لگ گیا پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مصیبت کے عوض ایک درجہ ہے اور ہر فائت کا بدلہ ہے اور ہر جانے والے کے پیچھے رہنے والا ہے پس تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرو اسی کی طرف رغبت رکھو وہ ہر مصیبت میں تمہاری طرف نظر کرم فرمائے گا یاد رکھو ہر مصیبت میں صرف وہ مصیبت زدہ ہے جسے صبر کا یارانہ نہ ہو پس اتنا کہا اور وہ شخص وہاں سے چلا گیا (اس کے جانے کے بعد) لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کیا جانتے ہو کہ یہ شخص کون تھا تو سیدنا حضرت حیدر کرار اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے (تعزیت کے لئے آئے تھے۔)

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 211، مستدرک جلد نمبر 3 ص 275، دلائل النبوت ابونعیم ص 337 کنز العمال جلد نمبر 7 ص 101، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 487، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 500، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 586، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 510، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 3 ص 128، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص 35، تاریخ جرجان جلد نمبر 1 ص 362، سنن الناقوس للشافعی جلد نمبر 1 ص 334)

فرشتے تعزیت کے لئے آئے

عَنْ جَابِرٍ قَال لَمَّا تَوَفّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم عَزَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ یَسْمَعُوْنَ الْحِسَّ وَلَا یَرَوْنَ الشَّخْصَ فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءٌ مِنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَخَلَفًا مِنْ کُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابِ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو

فرشتوں نے تعزیت کی آدمی (بولنے والا) نظر نہیں آتا تھا مگر آوازیں ہلکی سنتے تھے پس فرشتوں نے کہا اے اہل بیت نبی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مصیبت پر درجہ ہے اور ہر جانے والے کے پیچھے آنے والا ہے پس تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر یقین رکھو اور اسی سے رحمت کی امید رکھو مرحوم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 211، خصائص کبری جلد نمبر 2 ص 487، الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص 809، حجۃ اللہ علی العلمین ص 708، مستدرک جلد نمبر 3 ص 274)

مدارج النبوت میں یہ روایت یوں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے یہ آواز بھی سنائی دی جبکہ کہنے والا نظر نہ آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اے اہل بیت اطہار نبی تمہیں سلام ہو اور تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اور برکت ہو ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور بیشک قیامت کے دن تمہیں تمہارے نیک اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کامل یقین رکھو وہ تمہیں اسکی جانب لوٹائے گا تم آہ وبکا بلند نہ کرو اصل میں مصیبت زدہ وہ ہوتا ہے جو اس کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ آواز تعزیت کے لئے آئے ہوئے وہاں موجود فرشتوں کی تھی جو بول رہے تھے۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 586، شواہد النبوت ص 189، حجۃ اللہ علی العلمین 708)

وقت وصال مبارک صحابہ کرام کی کیفیت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر صحابہ کرام انتہائی سراسیمہ ہو گئے حد سے زیادہ پریشانی میں ڈوب گئے اس طرح کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی عقلیں سلب ہو گئیں اور وہ حواس باختہ ہو گئے ہیں کچھ کی تو جیسے زبانیں بند ہو گئیں ہوں ہوش وحواس اور قوت سلب ہو گئے ایسے لوگوں میں حضرت عثمان غنی بھی شامل تھے روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرے انہیں السلام علیکم کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام سنا بھی مگر جواب دینے کی سکت نہ تھی۔

کچھ لوگ وہ تھے جو جہاں بیٹھے تھے وہاں سے حس وحرکت نہ کر سکتے تھے بے حس ہو کر رہ گئے ایسے لوگوں میں حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ بھی تھے تمام صحابہ کرام میں اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حوصلے کے ثابت

رہے مگر اس کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے بھی اشکوں کا سیلاب اُمڈ رہا تھا۔

کچھ صحابہ کرام اس عظیم صدمہ کی وجہ سے بیمار پڑھ گئے کمزور ہوئے اور آخر کار اس عظیم صدمہ کو نہ برداشت کرتے ہوئے وصال کر گئے۔ بعض صحابہ کرام یہ دعائیں مانگتے تھے اے اللہ! ہمیں نابینا کر دے کیونکہ ہم کسی اور کو اب دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور بعض فریادیں کرتے تھے اور قسمیں اٹھاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال نہیں ہوا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاعقہ واقع ہوا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وعدہ دیدار پر روانہ ہوئے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے نیز فرماتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اتنے دن ضرور قیام فرمائیں گے کہ منافقین کی زبانیں اور ان کے ہاتھوں کو کاٹ دیں۔

کچھ منافقوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر وہ واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہوتے تو ان کا وصال کیوں ہو جاتا جب یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے تلوار کھینچ لی اور مسجد کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جس نے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اسے اس تلوار سے دو ٹکڑے کر دوں گا حضرت عمر فاروق سے یہ سن کر لوگ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے متعلق شک میں پڑ گئے۔

(الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص 791، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 587، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 519-507، حجۃ اللہ علی العلمین 709)

مدینہ منورہ میں اندھیرا چھا گیا روشن دن تاریک ہو گیا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَظْلَمَتِ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى لَمْ يَنْظُرْ بَعْضُنَا اِلٰى بَعْضٍ وَكَانَ اَحَدُ نَا يَبْسُطُ يَدَهٗ فَلَا يُبْصِرُهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ شریف میں تاریکی چھا گئی اتنی تاریکی چھائی کہ بعض بعض کو دیکھنے نہ پائے اگر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کھولتے تو وہ بھی نظر نہ آتی۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 207، الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص 791، مستدرک جلد نمبر 3 ص 274، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 514 شواہد النبوت ص 189)

حضور آئے تو مدینہ روشن ہوگیا وصال پر اندھیرا ہوگیا:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِی قَدَمَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم الْمَدِیْنَۃَ اَضَآءَ مِنْھَا کُلَّ شَیْءٍ وَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِصلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَظْلَمَ مِنْھَا کُلَّ شَیْءٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ شریف قدم مبارک رکھا تو اس سے مدینہ شریف کی ہر شے روشن ومنور ہوگئی اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو ہر شے تاریک ہوگئی ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 207، ترمذی شریف جلد نمبر 2 ص 202، ابن ماجہ ص 119، مسند ابویعلی جلد نمبر 6 ص 51، مستدرک جلد نمبر 2 ص 274، الوفا ابن جوزی حصہ نمبر 2 ص 791، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 514)

اسم گرامی کی برکت:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر نام رکھنا بڑا ہی مبارک ہے بے بہا برکت والا ہے دین ودنیا میں اس کے فوائد حد وحساب سے باہر ہیں بطور برکت کچھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

محمد اور احمد نام والا جہنم میں نہیں جائے گا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ یُوْقِفُ عَبْدَانِ بَیْنَ یَدِی اللّٰہِ تعالیٰ فَیُؤْمَرُ بِھِمَا اِلَی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلَانِ رَبَّنَا بِمَا اسْتَاھلنَا الْجَنَّۃَ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلاً تَجَازَبَنَا بِہِ الْجَنَّۃَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تعالیٰ اُدْخُلَا الْجَنَّۃَ فَاِنِّیْ آلَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ اَنْ لَّا یَدْخُلَ النَّارَ مَنْ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بندے بارگاہ الٰہی میں کھڑے کئے جائیں گے انہیں جنت میں لے جانے کا فرمان ہوگا وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمیں یہ جنت کی خوشخبری کس وجہ سے عطا ہورہی ہے ہمیں تو اپنے کسی عمل پر تکیہ نہیں اور ہم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو ہمیں

جنت کا حق دار بنائے ارشاد باری تعالیٰ ہوگا جاؤ دونوں جنت میں داخل ہو جاؤ بیشک میں نے اپنی ذات پر قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا اسے جہنم میں داخل نہیں کروں گا۔

(جواھرالبحار جلد نمبر 2 ص 18، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 122، الشفا حصہ اول ص 154، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 209، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 83، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 419)

دوسری روایت:

رُوِیَ عَنْ جَعْفِربْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ نَادیٰ مُنَادٍ اَلَالِیَقُمْ مَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ فَلْیَدْ خُلِ الْجَنَّةَ لِکَرَامَةِ اِسْمِهٖ عَلَیْهِ السَّلام۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا پکارے گا کہ جس کا نام محمد ہے وہ کھڑا ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے شرف کی وجہ سے ہے۔ (الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 154)

تیسری روایت:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اللّٰهُ تَعالیٰ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا تُسَمّٰی بِاِسْمِكَ فِی النَّارِ اَیْ بِاِسْمِكَ الْمَشْهُوْرُ وَهُوَ مُحَمَّدٌ اَوْ اَحْمَدٌ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، مجھے میری عزت وجلال کی قسم اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس کا نام آپ کے نام محمد یا احمد پر نام رکھا جائے گا میں اسے دوزخ کا عذاب نہیں دوں گا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 120، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 209، زرقانی علی المواھب جلد نمبر 5، ص 302)

حضور کے نام کی برکت سے بیٹا پیدا ہوگا:

سیدالشھد اشہزادہ سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں مَنْ کَانَ لَهٗ حَمَلٌ فَنَویٰ اَنْ یُّسَمِّیْهِ مُحَمَّدًا حَوَّلَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ ذَکَرًا وَاِنْ کَانَ اُنْثیٰ۔

جسے حمل ہو وہ دِل میں پختہ ارادہ کرلے کہ جو بچہ پیدا ہوگا میں اس کا نام محمد رکھوں گا اگر بیٹی بھی ہو تو اللہ تبارک

وتعالیٰ (عورت کے شکم میں ہی) تبدیل کر کے اسے بیٹا بنا دے گا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 122، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 15)

گھر میں محتاجی نہیں آئے گی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس گھر میں ان تین ناموں (1) احمد (2) محمد (3) عبداللہ میں سے کسی نام والا شخص ہوگا اس گھر میں محتاجی نہیں آئے گی۔

(معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 83)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ جنت میں داخل ہوں گے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ وُّلِدَلَہٗ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاہُ مُحَمَّدًا حُبًّالِّیْ وَتَبَرُّکًا بِاِسْمِیْ کَانَ ھُوَ وَمَوْلُوْدُہٗ فِی الْجَنَّۃِ جو بندہ مومن میرے ساتھ محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھتا ہے وہ اور اس کا بیٹا میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ (معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 83، زرقانی علی المواھب جلد نمبر 2 ص 310، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 121، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 414)

اسم گرامی کی برکت سے نسل میں برکت:

عبداللہ بن عمر و رشدہ بن سعید سے وہ ام کلثوم بنت عتبہ سے اور وہ اپنی والدہ بنت جلیل سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا میں نے ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں بیٹا پیدا ہوتا ہے مگر بچپن میں ہی فوت ہو جاتا ہے مجھے کچھ ارشاد فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا جب اس دفعہ تجھے حمل ہو تو دِل میں پختہ ارادہ کر لینا کہ میں اپنے بیٹے کا نام محمد رکھوں گی مجھے امید ہے کہ وہ لڑکا لمبی عمر پائے گا اور اس کی نسل میں برکت ہوگی وہ فرماتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا میرا وہ بچہ زندہ رہا اور بحرین میں ایک جگہ ہے وہاں اس کی اولاد سے زیادہ کسی قبیلہ کے افراد نہیں ہیں۔

(معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 83، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 122)

جس گھر کے دستر خوان پر محمد یا احمد نام کا آدمی ہو:

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت ہے کہ کوئی دستر خوان ایسا نہیں ہے کہ جس پر کوئی شخص محمد یا احمد نام والا حاضر ہو مگر اس دستر خوان والے گھر کو اللہ تبارک وتعالےٰ دو دفعہ روزانہ پاک کرتا ہے۔

(مدارج النبوت جلد اول ص209، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص414، الکامل جلد نمبر 1 ص172، لسان المیزان جلد نمبر 1 ص775، الالی لسیوطی جلد نمبر 1 ص52)

جس گھر میں محمد نام کا آدمی ہو:

روایت میں ہے کہ وہ گھر جس میں محمد نام کے آدمی ہوں اللہ تبارک تعالیٰ ایسے گھر میں برکت عطا فرماتا ہے۔

(مدارج النبوت جلد اول ص209)

جس مشورہ میں محمد نام والا آدمی ہو:

حدیث شریف میں ہے جو قوم کسی امر میں مشورہ کے لئے جمع ہو اور ان میں ایسا شخص بھی ہو جس کا نام محمد ہو تو بالیقین اللہ تبارک وتعالیٰ اس مشورہ کے کام میں برکت عطا فرمائے گا۔ (مدارج النبوت جلد اول ص209)

جس گھر میں محمد نام کا آدمی ہو اسے کسی قسم کا اندیشہ نہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں محمد نام کے ایک یا دو یا تین شخص ہوں ان کو کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔

(الشفا حصہ اول ص154، مناہل الصفا للسیوطی ص95)

چار ہزار آدمیوں کی قوت حضور کو:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قُوَّةُ بِضْعٌ وَّاَرْ بَعِيْنَ رَجُلاً كُلُّ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سے اوپر جنتی آدمیوں کی قوت عطا فرمائی گئی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قَالَ اُعْطِيْتُ قُوَّةَ اَرْ بَعِيْنَ رَجُلاً فِي الْبَطْشِ وَالنِّكَاحِ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نکاح اور

کسی کو گرفت میں لینے کے لئے چالیس مردوں کی طاقت عطا فرمائی گئی۔

عَنْ مُجَاهِدٍ وَطَاؤسٍ قَدْ اُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَرْبَعِيْنَ رَجُلاً فِي الْجِمَاعِ۔ مجاہد اور طاؤس دونوں سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جماع میں چالیس آدمیوں کی قوت عطا فرمائی گئی۔

رَوَى الْاِسْمَاعِيْلِيُّ اِنَّهٗ اُعْطِيَ قُوَّةُ اَرْبَعِيْنَ رَجُلاً عَنْ مَجَاهِدٍ كُلُّهُمْ مِنْ رِّجَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالرَّجُلُ فِي الْجَنَّةِ يُعْطٰى قُوَّةُ مِائَةٍ۔

اسماعیلی سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس آدمیوں کی طاقت عطا فرمائی گئی مجاہد سے ... چالیس جنتی آدمیوں کی طاقت عطا فرمائی گئی اور جنتی آدمی کو ایک سو مردوں کے برابر طاقت عطا کی جائے گی۔

(جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 89، خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 120، حجۃ اللہ علی العلمین ص 687)

سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 425 میں ہے اُوْتِيَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قُوَّةُ اَرْبَعِيْنَ رَجُلاً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجِمَاعِ وَقُوَّةُ الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ كَمِائَةٍ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا فَيَكُوْنُ اُعْطِيَ قُوَّةُ اَرْبَعَةِ آلافِ رَجُلٍ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جماع میں چالیس جنتی آدمیوں کی طاقت عطا فرمائی گئی اور جنتی آدمی کو دنیا کے سو (کڑیل جوان) آدمیوں جتنی طاقت عطا فرمائی جائے گی تو اس لحاظ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار ہزار مردوں کی طاقت عطا تھی۔

مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 39 میں ہے کہ حدیث شریف میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس جنتی آدمیوں کی طاقت عطا فرمائی گئی اور ہر جنتی آدمی کی طاقت سو مردوں کے برابر ہوتی ہے۔

وہ جاہل ہے:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ وُلِدَلَهٗ ثَلٰثَةُ اَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ اَحَدًا مِّنْهُمْ مُحَمَّداً فَقَدْ جَهِلَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَهُوَ مِنَ الْجَفَاءِ وَفِيْ اُخْرٰى فَقَدْ جَفَانِيْ۔

جسے تین بیٹے عطا کئے گئے اس نے ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھا اس نے ضرور جہالت کی اور ایک روایت میں

ہے کہ یہ ظلم ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے میرے ساتھ جفا کی۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 122، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 415)

جس گھر میں محمد نام والا شخص ہو اس کی حفاظت فرشتے کرتے ہیں۔

عَنْ سُرَیْجِ بْنِ یُوْنُسَ اِنَّہٗ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ عِبَادَ تُھَا کُلُّ دَارٍ فِیْھَا اِسْمُ مُحَمَّدٍ اَوْ اَحْمَدَ حِرَاسَتَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِکْرَامًا مِنْھُمْ لِمُحَمَّدٍ۔

حضرت سریج بن یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں جس گھر میں محمد نام والا آدمی ہو اس کی حفاظت ان کی ذمہ داری ہے۔

(الشفا حصہ اول ص 153، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 122)

جس دستر خوان پر محمد یا احمد نام والا آدمی ہو اس کی برکت دوگنا ہو جاتی ہے

رُوِیَ مَاقَعَدَ قَوْمٌ قَطٌّ عَلٰی طَعَامٍ حَلَالٍ فِیْھِمْ رَجُلٌ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ اِلَّا تَضَاعَفَتْ فِیْھِمُ الْبَرْکَۃُ اَیْ اِسْمُہُ الْمَشْھُوْرُ وَھُوَ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ۔

روایت کیا گیا ہے کہ جس حلال کھانے پر کھانے کے لئے لوگ بیٹھیں اور اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی محمد یا احمد نام والا آدمی ہو تو اس میں دگنی برکت ہو جاتی ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 122)

اسم محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احترام پر سو سال کے گناہ بخش دیئے گئے

عَنْ وَّھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ کَانَ رُجُلٌ عَصَی اللّٰہَ مِائَۃَ سَنَۃٍ اَیْ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ثُمَّ مَاتَ فَاَخَذُوْہُ وَاَلْقَوْہُ فِیْ مَزْبَلَۃٍ فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنْ اَخْرِجْہُ فَصَلِّ عَلَیْہِ فَقَالَ یَارَبِّ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ شَھِدُوْا اَنَّہٗ عَصَاکَ مِائَۃَ سَنَۃٍ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ ھٰکَذَا اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ کُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاۃَ وَنَظَرَ اِلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ قَبَّلَہٗ وَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ فَشَکَرْتُ لَہٗ

ذٰلِكَ فَغَفَرْتُ لَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حُوْرَاءَ۔

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے زندگی کے سو سال اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں گذار دیئے اور فوت ہوگیا لوگوں نے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا اللہ تبارک نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے اس بندے کو اس گندگی سے نکالو اور اس کا جنازہ پڑھو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب سب بنی اسرائیل گواہی دے رہے ہیں کہ اس شخص نے سو سال تیری نافرمانی کرتے ہوئے گناہوں میں زندگی گذار دی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میرے پیغمبر حقیقت یہی ہے مگر بات یہ ہے کہ اس نے جب بھی تورات شریف کو کھولا اور اس میں میرے محبوب پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا اسم گرامی محمد دیکھا تو اس نے اسے [illegible] اور آنکھوں سے لگایا میں نے اسے (اپنا) مان لیا اور اسے بخش دیا اب ستر حوریں اس کی بیویاں ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 23-122، القول البدیع ص 118، حلیۃ الاولیاء جلد نمبر 4 ص 42، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 29، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 412)

سب نسب منقطع ہوجائیں گے سوائے نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الخطاب قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کے علاوہ تمام سبب اور نسب منقطع ہوجائیں گے اور ایک روایت میں ہے قَالَ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ بِالْوِلَادَةِ وَالسَّبَبِ بِالزَّوَاجِ ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے سبب اور نسب کے علاوہ تمام سبب اور نسب منقطع ہوجائیں گے نسب سے اولاد اور سبب سے ازواج مراد ہے۔

(جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 18، حجۃ اللہ علی العلمین ص 32، مدارج النبوت جلد اول ص 202)

مدارج النبوت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ خصائص میں یہ ہے کہ ہر شخص کا سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہوجائے گا یعنی قیامت کے دن یہ سودمند نہ ہوں گے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب اور نسب منقطع نہیں ہوں گے نسب سے آپ کی اولاد مراد ہے اور سبب سے آپ کی ازواج مطہرات مراد

ہیں۔ (مدارج النبوت جلد اول ص202)

ازواج مطہرات کسی اور کے نکاح میں نہیں آ سکتیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں:

اصل میں ازواج مطہرات کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اسی وجہ سے علماء کرام کہتے ہیں کہ ازواج مطہرات پر عدت وفات نہیں۔ (مدارج النبوت جلد اول ص200)

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے قرآن مجید کی آیت مبارکہ (جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم فرمایا کہ اللہ کے رسول کو ایذا نہ دو اور ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح نہ کرو نیز فرمایا ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں) لکھ کر فرماتے ہیں کہ چونکہ اصل میں حضور زندہ ہیں اور زندہ کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہوسکتا کہ کسی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئے اور وہ چاہے کہ میں کسی زوجہ مطہرہ سے نکاح کروں تو رب کائنات رب العلمین نے یہ پابندی لگا دی تا کہ ہر کسی کو معلوم ہو جائے کہ یہ پابندی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان سے نکاح اس لئے جائز نہیں کہ حضور زندہ ہیں اور اسی وجہ سے ازواج مطہرات پر عدت وفات بھی نہیں ہے۔

جواھر البحار جلد نمبر 2 ص18 پر ہے اِنَّمَا حُرِّ مْنَ لِاَنَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حَیٌّ فِی قَبْرِہٖ۔ ازواج مطہرات سے نکاح اس لئے حرام ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر ہوگا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کہ اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کر دیا ہے کیسے بلند فرمایا یہ حدیث شریف میں ہے۔ لہٰذا حدیث شریف پڑھیں اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان پڑھ کر اپنے ایمان کو مزید منور کریں اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اضافہ کریں۔

حدیث شریف یہ ہے عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّكَ یَقُوْلُ کَیْفَ رُفِعَتْ ذِکْرُكَ قَالَ اَللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا

ہے میں نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے فرمایا اے محبوب جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔ (ابن کثیر جلد نمبر 4 ص 524 زیر آیۃ ورفعنالَكَ ذِكْرَكَ تفسیر مظہری جلد نمبر 10 ص 292 زیر آیۃ ورفعنا لک ذکرک، تفسیر خازن جزء نمبر 7 ص 263 زیر آیۃ ورفعنا لک ذکرک، الشفا حصہ اول ص 27، حجۃ اللہ علی العلمین ص 30، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 337، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 31، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 31، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 374)

تفسیر مظہری جلد نمبر 10 ص 292 میں ہے روی البخاری عن ابی سعیدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّہٗ سَأَلَ جِبْرَائِیْلَ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ ھٰذِہٖ الْاٰیَۃُ وَالْحَدِیْثُ یَقْتَضِیْ اِنَّ الْمَلَأَ الْاَعْلٰی اِذَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرُوْنَ مَعَہٗ مُحَمَّدًا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم [illegible] سَبَقَ اِنَّہٗ مَکْتُوْبٌ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ وَقَدْ مَرَّفِیْ سُوْرَۃِ الْبُرُوْجِ مَارَوَی الْبَغْوِی بِسَنَدِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یُرِیْدُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَۃَ وَالتَّشَھُّدَ وَالْخُطْبَۃَ عَلَی الْمَنَابِرِ۔

امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے آیۃ ورفعنا لک ذکرک کے متعلق پوچھا تو جبرائیل (علیہ السلام) نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں میرے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔ (قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ آیت اور حدیث متقاضی ہیں کہ ملأ اعلیٰ جب ذکر الٰہی کرتے ہیں تو ساتھ ہی ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی کرتے ہیں اور یہ پہلے گذر چکا ہے کہ ساق عرش پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے اور سورۃ بروج میں بھی یہ گذر چکا ہے جو بغوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اذان، تکبیر، تشھد اور منبروں پر جو خطبے پڑھے جاتے ہیں (ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی ضرور ہوگا) مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 103 میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ کس چیز سے آپ کا ذکر بلند کیا گیا ہے میں نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے تو کہا اس سے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں ساتھ ہی تیرا بھی ذکر کیا جائے گا اور میں نے اپنے ذکر کے ساتھ تمہارے ذکر میں ایمان کو رکھا ہے (یعنی

صرف لا الہ الا اللہ پڑھنے سے مومن نہیں ہوگا مومن اس وقت ہوگا جب ساتھ محمد رسول اللہ بھی پڑے گا) میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر بنا دیا اور تمہاری اطاعت میں اپنی اطاعت جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا اور آپ کی اتباع کو اپنی محبت سے لازم کر دیا فاتبعونی یحببکم اللہ کا فرمان واضح ہے۔

الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 27 میں ہے رَوٰی اَبُوْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّکَ یَقُوْلُ تَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ۔

قَالَ ابْنُ عَطَا: جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِیْ مَعَکَ۔

''ابن عطاء نے کہا کہ رب کریم نے ایمان کی تکمیل ہی اپنے ذکر کے ساتھ آپ کے ذکر سے کر دی ہے۔''

وَقَالَ اَیْضًا: جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِّنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ۔

''نیز فرمایا آپ کے ذکر کو ہی میں نے اپنا ذکر قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ ذَکَرکَ ذَکَرَنِیْ یعنی جس نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔''

وَقَالَ جَعْفَرُبْنُ مُحَمَّدِ الصَّادِقِ: لَا یَذْکُرُکَ اَحَدٌ بِالرِّسَالَۃِ اِلَّا ذَکَرَنِیْ بِالرَّبُوْبِیَّۃِ۔

''حضرت جعفر بن محمد صادق فرماتے ہیں (کہ رب تعالیٰ نے فرمایا) جو شخص آپ کی رسالت کا اقرار کرے گا اس نے میری ربوبیت کا اقرار کیا۔''

وَمِنْ ذِکْرِہٖ مَعَہٗ تَعَالٰی اَنْ قَرَنَ طَاعَتَہٗ بِطَاعَتِہٖ وَاسْمُہٗ بِاِسْمِہٖ فَقَالَ تَعَالٰی (اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْل) وَآمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ملا کر بیان کرنا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔''

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ۔ اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو۔

(پ 4 ع 5 سورۃ آل عمران)

اٰمِنُوْا بِااللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر۔

(پ 17 ع سورۃ النساء)

وَفَجَمَعَ بَیْنَهُمَا بِوَاوِ الْعَطْفِ الْمُشْتَرِكَةِ ۔

''ان دونوں کو واوَ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کلام میں جمع کرنا جائز نہیں۔''

وَلَا یَجُوْزُ جَمْعُ هٰذَالْکَلَامِ فِیْ غَیْرِ حَقِّهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِنَّهٗ قَالَ مِنْ فَضِیْلَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ جَعَلَ طَاعَتَكَ طَاعَتَهٗ فَقَالَ تَعَالٰی

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔

''امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبہ کی ایک شان یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی پس ضرور اس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی اطاعت کی۔''

وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی (اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْم ۔

وَقَالَ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور مجھے کہا میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا ہے میں نے کہا اللہ اعلم (اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جانتا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تبارک فرماتا ہے) اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جہاں میں ذکر کیا جاؤں گا وہاں میرے ساتھ ہی تیرا ذکر بھی کیا جائے گا۔''

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (پ 5 ع 8 سورۃ النساء)

ایک اور جگہ فرمایا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ۔ اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دو اے لوگو اگر تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں دوست رکھے گا۔ (پ 3 ع 12 سورہ آل عمران)

نمازی نماز میں رب کریم کے علاوہ صرف حضور کو مخاطب کرتا ہے:

جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 19 میں ہے اِنَّ الْمُصَلِّی یُخَاطِبُهٗ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم بقولِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَلَا یُخَاطِبُ غَیْرَهٗ۔

نمازی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہی مخاطب ہوتا ہے کسی اور سے نہیں۔

اور یہ صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خاصہ ہے کسی اور کو نماز میں مخاطب نہیں کیا جاسکتا نماز عبادت الٰہی ہے نمازی نماز میں اپنے خالق ومالک رحیم وکریم رب تعالیٰ سے ہی عرض ومعروض کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے یا پھر اپنے رؤف ورحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سلام عرض کرنے کے لئے مخاطب ہوتا ہے۔

حضور کے خیال سے ہی نمازی کی نماز مکمل ہوتی ہے:

جب نمازی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہتا ہے یا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی محمدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کہتا ہے تو یقینی بات ہے کہ ذہن میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ضرور آئے گا یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک یا ذکر مبارک زبان پر آئے مگر ذہن میں حضور کا خیال نہ آئے ہاں ایک ہی صورت ہے کہ نماز میں خیال، سوچ وبچار، قیاس دنیاوی ہوں نماز میں خیال ہی نہ ہو غیر خیالوں میں نماز گذار دے تو تب ہی ممکن ہے کہ حضور کا خیال نہ آئے ورنہ یہ محال ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنے سے نماز فاسد ہوتی یا نمازی کے لئے نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا گناہ ہوتا تو پھر نماز میں نہ درود شریف ہوتا اور

نہ ہی السلام عَلَیْکَ اَیُّھَا النبی ہوتا جبکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہی نماز میں نہیں بلکہ آپ کے ساتھ تو آپ کی آل کا ذکر بھی ہے اور ہر نمازی پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ اور دوبارہ پھر پڑھتا ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ زبان سے تو کہہ رہا ہو الھم صلی علیٰ محمد۔ مگر قصداً دِل اور دماغ ساتھ نہ دے رہا ہو وہ کسی اور بلا میں پھنسا ہوا ہو یہ تو کھلی منافقت ہے کہ زبان اور ہے دِل دماغ اور ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

نبی کی تعظیم رب کی عبادت ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز میں درودشریف اور سلام سے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار فرمایا ہے کہ نماز جو خاص عبادت الٰہی ہے اس میں بھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجو تا کہ معلوم ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے بغیر عبادت کی تکمیل بھی نہیں ہوتی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے بغیر تو ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا کہ صرف لاالٰہ الا اللہ پڑھنے سے بندہ مومن نہیں ہوتا مومن تب ہوگا جب ساتھ محمد رسول اللہ بھی دِل سے پڑے گا اور نہ ہی اذان مکمل ہوتی ہے نہ تکبیر مکمل ہوتی ہے اور نہ ہی نماز مکمل ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر بھی عبادت الٰہی ہے۔

اور یہ بھی لازم ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر تعظیم سے کرے گا تو مومن رہے گا تعظیم سے نہیں کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رب کریم نے ولایت ہی اپنی عبادت اور تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رکھی ہے ارشاد فرمایا ہے مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْب یعنی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے وہ دِل متقی ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْن کہ میرے ولی صرف متقی لوگ ہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم سے بندہ متقی بن جاتا ہے اور متقی ہو جائے تو ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

اور ارشاد فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ کہ صفا اور مروہ میری نشانیوں سے ہیں تو جب صفا اور مروہ کی تعظیم سے بندہ ولی اللہ بن جاتا ہے تو محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سے بندہ کس درجہ ومقام کو حاصل کرے گا جن کی رفعت شان کا ڈنکا خود رب کریم نے بجایا ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ظاہر ہے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ فرمان الٰہی واضح ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو اپنی محبت و مغفرت سے لازم فرمادیا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ کے ارشاد سے سب کچھ آشکارا فرمادیا۔

اور اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ اطاعت اور اتباع تعظیم کے بغیر ممکن ہی نہیں جب کہ تُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ حکم بھی موجود ہے۔

دنیا صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان ظاہر کرنے کیلئے بنائی گئی ہے:

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ هَبَطَ جِبْرَائِیْلُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ یَقُوْلُ اِنْ کُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلاً فَقَدْ اتَّخَذْتُكَ حَبِیْبًا وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْكَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ کَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ الدُّنْیَا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ اگرچہ میں نے ابراھیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا ہے پس ضرور آپ کو حبیب بنایا ہے اور آپ سے بڑھ کر مکرم و معظم میں نے کسی کو پیدا نہیں کیا اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ انہیں پہچان کراؤں کہ میرے نزدیک آپ کی منزلت و مرتبہ کیا ہے اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص29، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص3)

ایجاد عالم کا اصل مقصود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے:

اوپر ہم پڑھ آئے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اگر محبوب پیغمبر احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں کائنات کی کوئی بھی چیز پیدا نہ فرماتا یا فرمایا اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کی کوئی بھی چیز پیدا نہ کرتا تو معلوم ہوا کہ تمام کائنات کا اصل مقصود ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

مدارج النبوت جلد اول ص186 میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ خصائص میں سے یہ

بھی خصوصیت ہے کہ آدم علیہ السلام اور تمام جہان کو آپ ہی کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا اور ایجاد عالم کا اصل مقصود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہے ان کا نام شریف عرش پر لکھا ہوا تھا اور جنت کے دروازوں پر بھی اور جو کچھ جنت کے اندر ہے اس پر بھی۔

جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 11 میں ہے اِنَّ آدَمَ وَجَمِیْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ خُلِقُوْ لِاَجْلِہٖ ۔

حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب ہی تخلیق کی گئیں۔

تفسیر روح البیان جلد نمبر 5 ص 199 میں ہے وَالْاَرْوَاحُ کُلُّھَا خُلِقَتْ مِنْ رُّوْحِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَاِنَّ رُوْحَھَا اَصْلُ الْاَرْوَاحِ۔

تمام روحیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارکہ سے ہی تخلیق کی گئی ہیں اور بے شک آپ کی روح تمام روحوں کی اصل ہے۔

سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 47 میں پہلے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نوری الخ حدیث ہے بعد میں ہے وَفِیْہِ اَنَّہٗ اَصْلٌ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ ۔

یعنی سیرت حلبیہ میں حدیث اول ماخلق اللہ نوری لکھی ہے اور بعد میں لکھتے ہیں کہ اس سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر موجود شے کی اصل ہیں۔

معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 360 میں ہے اس موضوع پر مختلف راویوں نے نفس مضمون کو مختلف الفاظ میں تحریر کیا ہے بعض نے تفصیل کے ساتھ اور بعض نے اجمال کو مدنظر رکھا ہے لیکن ان تمام روایتوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ عالم موجودات میں باعث تخلیق عالم اصل الاصول ذات جناب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جس کا تفصیلی تذکرہ آسان بات نہیں ہے لیکن اگر ان امور پر تحقیقی اور تدقیقی نظر ڈالی جائے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم اور بنی نوع انسان کی تخلیق کا مقصد مدنی تاجدار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منصب ومرتبہ وشان کا اظہار تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ حضور کے نور کی وجہ سے تھا:

جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 11 اور حجۃ اللہ علی العلمین ص 15 میں ہے اَمَّا سُجُوْدُ الْمَلٰئِکَۃِ لِاٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ الْفَخْرُ الرَّازِیْ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ اُمِرُوْبِا السَّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

و آلہ وسلم كَانَ فِيْ جَبْهَتِهٖ۔

بہر حال فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لئے اس لئے حکم کیا گیا تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں حضور نبی کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔

مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 3 میں ہے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی پشت میں رکھا اور آپ کا نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے تمام اجزائے جسم میں سرایت کر گیا اور آدم علیہ السلام کو اس نور کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمیع مخلوقات کے اسماء کی تعلیم دی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

<u>حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آسمانوں پر عرش پر جنت کے دروازے پر اور جنت کے ہر پتے پر:</u>

عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ قَالَ اِنَّ آدَمَ اَقْبَلَ عَلٰى اِبْنِهٖ شِيْثَ فَقَالَ اَىْ بُنَىَّ اَنْتَ خَلِيْفَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَخُذْهَا بِعِمَارَةِ التَّقْوٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى فَكُلَّمَا ذَكَرْتَ اللّٰهَ فَاذْكُرْ اِلٰى جَنْبِهٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فَاِنِّيْ رَأَيْتُ اِسْمَهٗ مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ ثُمَّ اِنِّيْ طُفْتُ السَّمٰوٰتَ فَلَمْ اَرَ فِي السَّمٰوٰتِ مَوْضِعًا اِلاَّ رَأَيْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلٰى نُحُوْرِ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَعَلٰى وَرَقِ آجَامِ الْجَنَّةِ وَعَلٰى وَرَقِ شَجَرَةِ طُوْبٰى وَعَلٰى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَعَلٰى اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَيْنَ اَعْيُنِ الْمَلٰئِكَةِ فَاَكْثِرْ ذِكْرَهٗ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَذْكُرُهٗ فِيْ كُلِّ سَاعَاتِهَا ۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام اپنے صاحبزادے سیدنا حضرت شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے میرے بیٹے میرے بعد آپ میرے نائب ہیں تقویٰ اور مضبوط رسی (اسلام) کو تھامے رکھنا جب بھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کے ساتھ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر بھی کرنا کیونکہ میں نے پیدا ہوتے ہی ساق عرش پر ان کا نام لکھا ہوا دیکھا پھر جب میں آسمانوں میں پھرا تو

میں نے آسمانوں میں بھی ہر جگہ ان کا نام لکھا ہوا دیکھا اور جب رب کریم نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں جنت کے ہر محل اور اس کے دروازوں پر بھی اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا دیکھا اور میں نے حوروں کی گردنوں پر بھی آپ ہی کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھا اور میں نے جنت کے سب درختوں کے پتوں پر بھی ان کا ہی نام مبارک لکھا ہوا دیکھا اور طوبیٰ کے درخت کے پتوں پر بھی اور سدرۃ المنتھیٰ کے پتوں پر بھی ان کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھا جنت کے دربانوں کے اطراف پر بھی اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھا پس اے بیٹے ان کا ذکر کثرت سے کرنا بیشک فرشتے بھی ہر گھڑی ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 12، حجۃ اللہ علی العلمین ص 210، جواہر البحار جلد نمبر 2 ص 59، مدارج النبوت جلد اول ص 390)

دوسری روایت:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا عُرِجَ بِیْ رَأَیْتُ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔

(خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 13، الشفا حصہ اول ص 154، حجۃ اللہ علیٰ العلمین ص 210)

تیسری روایت:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُسْرِیَ بِیْ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ مَامَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِیْ فِیْھَا مَکْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات جب میں آسمانوں پر گیا تو ہر آسمان پر میں نے اپنا نام پایا محمد رسول اللہ۔ (خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 13، حجۃ اللہ علی العلمین ص 210)

چوتھی روایت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَمَّا عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّماءِ مَامَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلاَّ وَجَدْتُ اِسْمِیْ فِیْھَا مَکْتُوْبًا محمد رسول اللّٰہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (معراج کی رات) جب میں آسمانوں پر گیا تو ہر آسمان پر میں نے اپنا نام پایا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 13، حجۃ اللہ علی العلمین ص 211)

پانچویں روایت:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 13، حجۃ اللہ علی العلمین ص 211)

چھٹی روایت:

عَن ابن عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَافِی الْجَنَّۃِ شَجَرَۃٌ عَلَیْھَا وَرَقَۃٌ اِلاَّ مَکْتُوْبٌ عَلَیْھَا لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کے ہر درخت کے ہر پتے پر لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 13 حجۃ اللہ علی العلمین ص 211)

ساتویں روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبٌ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآاِلٰہَ اِلاَّ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لَآاُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے بیشک میں اللہ ہوں میرے

بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں جو یہ کہے گا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔

(الشفاء قاضی عیاض حصہ اول ص 154)

آٹھویں روایت:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَ كَتِفَيْ آدَم مَكْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 211، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 14)

نویں روایت:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كَانَ نَقْشُ خَاتِمِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاؤدَ علیهما السلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینے پر کندہ تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 14، حجۃ اللہ علی العلمین ص 211)

دسویں روایت:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ فَصَّ خَاتِمِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاؤدَ علیهما السلام كَانَ سَمَا وِيَا اُلْقِيَ فَوَضَعَهُ فِيْ خَاتِمِهٖ وَكَانَ بِهٖ اِنْتِظَامُ مُلْكِهٖ وَكَانَ نَقْشُهٗ اَنَا اللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت سلیمان بن سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف ایک ڈھانچہ اتارا گیا آپ نے اسے اپنی انگوٹھی میں لگا لیا اس کے ذریعے آپ ملک کا انتظام وانصرام کرتے تھے اس کا نقش تھا اَنَا اللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنَامُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 211، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1، ص 14)

روضہ اقدس پر ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو حاضری دیتے ہیں:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ہر روز صبح سویرے طلوع آفتاب سے پہلے آسمان سے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کا طواف کرتے ہوئے اپنے بازوؤں کو حرکت دیتے ہوئے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں پھر شام کو واپس آسمان پر چلے جاتے ہیں اس کے بعد ستر ہزار اور فرشتے نازل ہوتے ہیں اسی طرح قیامت تک ہر روز ہوتا رہے گا حتیٰ کہ جس روز زمین کو کھولا جائے گا اور میں زمین سے باہر نکلوں گا تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گا فرشتے اس شان وانداز سے مجھے بارگاہ الٰہی میں لے جائیں گے جس طرح بارات والے دلہن کو لے کر دلہا کے گھر جاتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 423، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 409)

جبرائیل علیہ السلام کو رحمت سے حصہ

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ لِجِبْرَائِیْلَ علیہ السلام هَلْ اَصَابَكَ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ شَیْءٌ؟ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَخْشَى الْعَاقِبَةَ فَاٰمَنْتُ بِكَ لِثَنَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَیَّ فِی الْقُرْآنِ بِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ (ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ० مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ०

حضرت جبرائیل علیہ السلام جب آیت وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ لے کر آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا اے جبرائیل کیا تجھے بھی اس رحمت سے حصہ عطا ہوا ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی عاقبت کے متعلق متفکر و خوف زدہ رہتا تھا لیکن اب میں آپ کے صدقے اس وجہ سے بے خوف وامن میں ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید میں میری ان الفاظ (ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ० مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ०) سے تعریف فرمائی ہے۔

ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے طاقت والا جو عرش کے قریب مکین ہے اطاعت گذار ہے اور امانت دار۔

(روح البیان جلد نمبر 5 ص 527، روح المعانی جلد نمبر 9، ص 105 زیر آیۃ وما ارسلنك الا رحمة اللعلمین، الشفاء حصہ اول ص 25، مدارج النبوت جلد اول ص 100، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 218 سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 330)

سب کو ناموں سے پکارا مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو القاب سے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو ناموں سے پکارا مثلاً فرمایا

وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔ اور ہم نے کہا اے آدم علیہ السلام آپ اور آپ کی بیوی جنت میں ٹھہریں۔ (پ1ع4)

یٰنُوْحُ اهْبِطْ ۔ اے نوح اتر جاؤ (کشتی سے) (پ12ع4)

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ ۔ اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا۔ (پ12ع7)

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ۔ اور جب ابراھیم (علیہ السلام) کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے۔ (پ1ع15)

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ۔ اس کو موسےٰ (علیہ السلام) نے مکہ مارا تو وہ مرگیا۔ (پ20ع5)

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ۔ اے عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم جو آپ پر میری نعمتیں ہیں ان کا ذکر کرو۔ (پ28ع9)

یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ ۔ (کافروں نے کہا) اے ہود (علیہ السلام) آپ ہماری طرف کوئی دلیل نہیں لائے۔ (پ12ع5)

یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ۔ (کفار نے کہا) اے صالح (علیہ السلام) ہم پر اللہ (تعالیٰ) کا عذاب لے آ۔ (پ ع)

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ ۔ اے داود (علیہ السلام) ہم نے آپ کو زمین میں نائب بنادیا۔ (پ23ع11)

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ۔ اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو آزمایا۔ (پ23ع12)

یٰزَكَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی۔ (اے زکریا (علیہ السلام) ہم آپ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں ان کا نام یحیٰی علیہ السلام) ہے (پ16ع4) یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ۔ اے یحیٰی (علیہ السلام) اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ (پ16ع4)

مگر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رفعت، فضیلت وعظمت کے ساتھ پکارا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاۙ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔ (پ22ع3)

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ۔ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کافی ہے۔ (پ10 ع4)

یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ۔ اے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو کفر میں جلدی کرنے والوں کی وجہ سے غمزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ (پ6ع10)

یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ ۔ اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہنچا دیجئے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ (پ6ع13)

یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۔ اے چادر اوڑھنے والے (پ29ع13)

یٰۤاَیُّھَاالْمُدَّثِّرُ ۔ اے چادر اوڑھنے والے (پ29ع15)

اعضائے مبارکہ کا ذکر قرآن مجید میں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر عضو کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

قلب مبارک کا ذکر:

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ اس (جبرائیل) نے تمہارے دِل پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے قرآن مجید نازل فرمایا۔ (پ1 ع12)

سینہ مبارک کا ذکر:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پ30ع19)

آنکھ مبارک کا ذکر

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰى۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (پ27ع5)

زبان مبارک کا ذکر:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۔ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔

(پ29ع17)

ہاتھ مبارک اور گردن مبارک کا ذکر:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ ۔ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (پ15ع3)

چہرہ انور:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ۔ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (پ3ع1)

پشت مبارک:

اَلَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۔ جس نے آپ کی پشت (مبارک) کو بوجھل کر دیا تھا۔ (پ30ع19)

اسم مبارک محمد کا معنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسم مبارک محمود سے اخذ ہوتا ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان رفعت وجلالت کا کون اندازہ کرسکتا ہے کوئی بھی بڑے سے بڑا عاقل منطقی فلسفی بھی آپ کی کہنہ کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی آپ کی حقیقت کو پاسکتا ہے آپ کے اسم مبارک کا معنی بھی مالک کائنات کے اسم مبارک محمود سے اخذ ہوتا ہے بزرگ فرماتے ہیں کہ لفظ محمود میں بھی دو میم ہیں اور لفظ محمد میں بھی دو میم ہیں اور لفظ محمود میں ایک حا ہے لفظ محمد میں بھی ایک حا اور لفظ محمود میں بھی ایک دال ہے لفظ محمد میں بھی ایک دال ہاں لفظ محمود میں حرف واؤ زیادہ ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کی اس سلسلہ میں یوں تعریف کی ہے۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ۔ فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت افزائی کے لیے ان کا نام اپنے نام سے نکالا ہے پس عرش والے کا نام محمود ہے اور یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

اَعَزُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِنَ اللّٰهِ   مِنْ نُّوْرٍ يَّلُوْحُ وَيَشْهَدُ

آپ معزز ہیں آپ کی پشت مبارک پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے مہر نبوت ہے جو چمکتی ہے اور شہادت دیتی ہے۔

وَسَمَّى الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ ۔

اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی کا نام ملا رکھا ہے جب موذن پانچوں نمازوں پر اشہد کہتا ہے۔

اکثر محدثین نے تو اسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام کہا ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ صغیر میں علی بن زید کی سند کے ساتھ حضرت ابو طالب سے منسوب کیا ہے مگر حالات وواقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے کیونکہ یہ جملہ کہ موذن اشہد کہتا ہے اس کا تعلق بعد ہجرت ہے کہ اذان مدینہ شریف میں ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی جبکہ حضرت ابو طالب کا وصال تو ہجرت سے تین سال پہلے ہو چکا تھا تو آپ اپنے کلام میں پانچ اذانوں کا ذکر کیسے کر سکتے تھے تو اس سے تو یہی واضح ہے کہ یہ کلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر چل کر آتے تھے جب کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے براق:

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لئے اور ہمکلامی کا شرف حاصل کرنے طور پر تشریف لے جاتے تھے تو خود ہی چل کر جاتے تھے بارگاہ الٰہی سے کوئی سواری نہیں بھیجی جاتی تھی قرآن مجید میں آپ کے طور پر جانے کا ایک دفعہ کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔ فَلَمَّا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰیo اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًیo پھر جب وہ آئے تو آواز دی گئی کہ اے موسیٰ بیشک میں آپ کا رب ہوں اپنے جوتے اتار دو بیشک آپ مقدس وادی طویٰ میں ہیں۔ (پ16 ع10)

نہ رَبِّ اَرِنِیْ کی صدا نہ لَنْ تَرَانِیْ کا جواب:

سید الانبیاء والمرسلین محبوب کائنات محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور ہمکلامی سے مشرف ہونے کے لئے تشریف لے گئے مگر اس کا انداز ہی نرالا اور جداگانہ تھا کیونکہ یہ محبّ ومحبوب کی ملاقات تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا جائیں اور براق لے کر جائیں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آج ملاقات ودیدار کے لئے لانا ہے۔ اس ملاقات کا انداز بھی منفرد وبے مثال تھا کہ پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء کرام علیہم السلام بیت المقدس میں آپ کی آمد کا انتظار فرمائیں جب محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں تو سب انبیاء کرام علیہم السلام ان کا والہانہ استقبال کریں اور ان کو امام ہونے کے سبب مصلے پر جگہ دے کر خود ان کے پیچھے مقتدی بن کر کھڑے ہو جائیں۔ جبرائیل علیہ السلام موذن بن کر اذان دیں اس نماز

وجماعت کی کیا شان ہوگی جس کے موذن جبرائیل علیہ السلامقتدی ایک لاکھ کئی ہزار نبی تھے اور امام سیدالانبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ پھر جب محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے عرش علیٰ ولا مکان کی طرف روانہ ہوں تو انہیں روانہ کر کے پھر آسمانوں میں ان کا استقبال کرنے کے لئے آسمانوں پر پہنچ جائیں۔

آسمانوں پر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آمد پر مرحبا کہیں اور آپ کو وہاں سے لامکان کی طرف روانہ کرتے وقت دیکھیں کہ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دیدار کے لئے تشریف لے جارہے ہیں جس دیدار کے متعلق رَبِّ اَرِنِیْ (اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا) کی التجا تھی تو جواب ملا تھا لَنْ تَرَانِیْ مگر انہیں تو دیدار کے لئے خود بلایا جارہا ہے اب یہاں نہ رَبِّ اَرِنِیْ کی التجا ہے نہ لَنْ تَرَانِیْ کا جواب ہے۔

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت ام ہانی کے گھر آرام سے بےفکر سو رہے ہیں مگر جبرائیل علیہ السلام اِنَّ للّٰہَ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہہ کر انہیں انتہائی اعزاز واکرام سے ملاقات ودیدار کے لئے تشریف لے جانے پر آمادہ کررہے ہیں مگر یہ کیا؟ یہی عجیب ہوگیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جو ملاقات کے لئے لانے والے تھے مکہ مکرمہ سے لے کر بیت المقدس اور بیت المقدس سے لے کر سدرۃ المنتھیٰ تک اتنے بڑے طویل سفر کے ساتھی تھے سدرۃ المنتھیٰ پہنچ کر اپنی بےبسی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

اگر یکسر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

اے محبوبوں کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنا پیارا محبت بھرا ساتھ چھوڑنے کو جی تو نہیں چاہتا مگر میری مجبوری یہ ہے کہ اگر یہاں سے بال برابر بھی اوپر پرواز کروں تو تجلی میرے پروں کو جلا کر رکھ دے گی۔

ہاں ہاں یہ عجیب نہیں ایسا تو ہونا ہی تھا یہ محبّ ومحبوب کی ملاقات تھی اس میں تیسری کسی ذات کا دخل کیسے ہوسکتا تھا۔

یہاں تو یہ عالم تھا کہ کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی کا فرق رہ جانے پر بھی اُدْنُ مِنِّیْ کا فرمان تھا۔

یہ وہ مقام ہے جو ساری مخلوق کی سمجھ سے بالاتر ہے یہاں ہی آ کر مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے۔

ایہہ تھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

یہاں شان محبوبیت سب پر آشکارا کرنے کے لئے پانچ نمازوں کی بجائے پچاس نمازوں کا فرمان عالی شان جاری ہوتا ہے کہ آؤ دیکھو پچاس سے پانچ کرانے کے لئے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس بےتکلفی اور اداوناز سے آتے ہیں

اورکس طرح جاتے ہیں علیم وخبیر قادر مطلق جانتا تھا کہ اس امت پر نمازیں تو پانچ ہی فرض ہونی ہیں مگر پچاس کے فرمان سے یہ چاہت تھی کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بار بار آتے رہیں میں اپنے لطف وکرم سے نوازتا رہوں۔

یہاں تو شان محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ کعبہ معظمہ کی تبدیلی پر یہ فرمان وارشاد ہوتا ہے قَدْ نَرىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ محبوب ہم آپ کا چہرہ (انور) آسمان کی طرف بار بار اٹھتا دیکھ رہے ہیں کعبہ معظمہ کی تبدیلی کا حکم تو ویسے بھی ہوسکتا تھا چہرا انور کا ذکر فرما کر دنیا پر محبوب سے تعلق واضح فرما دیا۔

جسے خواب میں دیدار ہوا اسے بیداری میں بھی ضرور دیدار نصیب ہوگا:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِیْ فِی الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِیْ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 1035، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 250، مشکوٰۃ شریف ص 394، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص 18، مسند امام احمد جلد نمبر 5، ص 252، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 33)

شیطان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شکل نہیں بن سکتا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 1035، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 250، ترمذی شریف حصہ دوم ص 52، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 7 ص 33، مصنف ابن شیبہ جلد نمبر 7 ص 232

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فَاِنِّیْ اَنَا هُوَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ اَنْ يَّتَمَثَّلَ بِیْ ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا پس بیشک وہ میں ہی ہوں کیونکہ شیطان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ میری شکل بن سکے۔

(ترمذی شریف حصہ دوم ص52)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقْ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 1035، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 250، مسند امام احمد جلد نمبر 2 ص 356)

سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلند شان شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر رات کو سویا (واضح ہو کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سگی خالہ تھیں اس لئے وہ کبھی کبھی اپنی خالہ کے ہاں سوجایا کرتے تھے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے پاس باری باری قیام فرماتے تھے اس رات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قیام تھا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (تہجد کی نماز کے لئے) وضو فرمایا پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنی شروع فرمائی میں بھی وضو کرکے آپ کے بائیں جانب نماز میں کھڑا ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پکڑا اور گھما کر اپنے دائیں جانب کرلیا اس رات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعت نماز ادا فرمائی (یعنی آٹھ رکعت نفل تہجد تین رکعت وتر اور دو رکعت نفلِ بعد وتر) فرماتے ہیں۔

ثُمَّ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حَتّٰی نَفَخَ وَکَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ اَتَاہُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سو گئے حتیٰ کہ سونے کے باعث کچھ بلند آواز سے سانس لینے لگے (واضح ہو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نیند میں ہوتے

تھے تو بلند آواز سے خراٹے نہیں لیتے تھے تھوڑی سی بلند آواز سے سانسیں لیتے تھے جو نیند کامل کی نشانی تھی) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بھی سوتے تھے تو تھوڑی سی بلند آواز سے سانسیں لیتے تھے پھر موذن آ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نیند سے اٹھے) نکلے اور نماز پڑھائی حالانکہ آپ نے وضو نہیں کیا۔

(بخاری شریف جلد اول ص119، مسلم شریف جلد اول ص280، ابن ماجہ ص37 الشفا قاضی عیاض 67، مدارج النبوت جلد نمبر1 ص189)

(۱) مدارج النبوت جلد اول ص189 میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوجانے سے ان کے وضو میں کوئی نقص نہ آتا تھا یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

(۲) علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مسلم میں اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں هٰذَا مِنْ خَصَائِصِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ نَوْمَهٗ مُضْطَجِعًا لَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ لِاَنَّ عَيْنَيْهِ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ۔

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ لیٹ کر سوجانے والی نیند بھی آپ کے وضو کو نہیں توڑتی (لیٹ کر سوجانے سے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وضو نہیں ٹوٹتا) کیونکہ (نیند کی حالت میں) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں دِل جاگتا ہے۔

(۳) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر3 ص124 باب صلوٰۃ الیل میں اس حدیث شریف کے تحت ہے کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الیل میں اسی حدیث شریف کے تحت ہے واضح ہو کہ احادیث صحیح میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد دائیں پہلو پر سوجاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی اس کے بعد اٹھتے اور تازہ وضو کئے بغیر نماز کے لئے تشریف لے جاتے نیند سے وضو کا نہ ٹوٹنا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جمائی نہ لی نہ ہی کبھی انگڑائی لی

عَنْ مَّسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ مَاتَثَائَبَ نَبِيٌّ قَطُّ۔ حضرت مسلمہ بن عبدالملک بن مروان سے

ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جمائی نہیں لی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص684، جواہر البحار جلد نمبر 2 ص13، مدارج النبوت جلد اول ص189)

جبرائیل علیہ السلام حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لپٹ گئے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار حراء میں تھے۔ فَجَآءَ تْهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَءْ فَقَالَ مَااَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدُ کہ وہاں (جبرائیل علیہ السلام) فرشتہ آ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس نے مجھے کہا پڑھیں میں نے کہا میں نہیں پڑھتا تو فرشتہ نے مجھے پکڑا اور زور سے گلے لگایا یہاں تک اسے مجھ سے مشقت پہنچی۔

(بخاری شریف جلد اول ص2، مسلم شریف جلد اول ص108 مشکوٰۃ شریف ص22-521، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص341)

حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں لپٹے:

حضرت جبرائیل علیہ السلام سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی کے پاس آتے رہے مگر کسی نبی کے ساتھ نہیں لپٹے کسی کو گلے نہیں لگایا یہ بے مثل حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جنہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام بہانے سے گلے ملتے رہے اور وہ بھی پورے زور سے اور بار بار حتیٰ کہ تین دفعہ گلے لگایا جیسے بچھڑا ہوا پیارا ملے تو محبت سے زور سے ملتے ہیں اتنا زور سے ملے کہ پورا ملکی زور لگالیا اور مشقت میں طاقت کی انتہا کو پہنچے۔

کیا زور لگا کر ملنے سے جبرائیل طاقت کی انتہا کو پہنچے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

بعض مترجمین نے حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجُهْدُ کا ترجمہ کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اتنا زور سے گلے لگا کر دبایا کہ میں اپنی طاقت کی انتہا کو پہنچ گیا یا ترجمہ کیا کہ مجھے مشقت پہنچی یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو پھر لفظ منی الجہد نہ ہوتا بلکہ پھر عبارت یوں ہوتی بَلَغَنِیَ الْجُهْدَ لفظ مِنِّیْ ظاہر کر رہا ہے کہ مجھے نہیں بلکہ میری طرف سے جبرائیل علیہ السلام کو مشقت پہنچی یا جبرائیل علیہ السلام اتنا زور سے گلے ملے کہ اپنا ملکی زور سارا لگالیا وہ اپنی طاقت کی انتہا کو پہنچ گئے۔

جبرائیل علیہ السلام کی طاقت ملکی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اگر کوئی یہاں یہ خیال کرے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تو وہ فرشتہ ہیں جنہوں نے اپنے ایک پر کے اوپر سیدنا حضرت لوط علیہ السلام کے سارے شہر کو اٹھا لیا تھا تو ان کا ملکی زور کیسے برداشت کیا جاسکتا تھا تو اسے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان وقوت عطائے ربی کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے مومن کا اس پر کامل ایمان لازم ہے کہ ہر ایک کو قوت وطاقت وشان عطا فرمانے والی رب کریم کی ذات اقدس ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے جو چاہے عطا فرمادے۔ فرشتوں کو بھی طاقت اسی کی عطا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اسی کی عطا ہے جس نے فرشتوں کو قوت وطاقت عطا فرمائی کیا وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اس جیسی یا اس سے بھی زیادہ طاقت وقوت نہیں عطا فرماسکتا۔

وہ ہر شیء پر قادر ہے عطا فرما سکتا ہے اور اس نے اپنے فضل وکرم سے انبیاء کرام علیہم السلام کو بے مثال قوت وطاقت وشان عطا فرمائی۔

قرآن مجید سے ولی اللہ کی قوت وطاقت کا بیان:

قرآن مجید میں فرشتے کی طاقت کا ذکر ہے کہ پورے شہر کو اوپر اٹھا لیا تو نبی کے غلام ایک ولی اللہ کی طاقت کا بھی ذکر ہے قرآن مجید پارہ انیس سورہ النمل میں ہے قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ٥ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ٥ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ۔

(حضرت سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا اے درباریوتم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے حضور مطیع ہوکر حاضر ہو ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا اس سے پہلے کہ حضور اجلاس برخواست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی کہ میں اسے آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے حضور کی خدمت میں حاضر کروں گا۔

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں جنوں اور انسانوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ملکہ بلقیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس کون لائے گا تو سب سے طاقتور جن نے کہا آپ کی مجلس برخواست ہونے سے پہلے میں لے آؤں گا میں بڑا طاقت والا اور امانت دار ہوں پھر جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی کہ میں

آنکھ چھپکنے سے پہلے اسے لاسکتا ہوں۔

یہ آنکھ چھپکنے سے پہلے تخت لانے والا کون تھا:

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے رأس المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وَھُوَ آصِفُ کَاتِبُ سُلَیْمَانَ وہ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب حضرت آصف تھے اسی طرح حضرت محمد اسحاق یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ اِنَّہٗ آصِفُ بَرْخَیَا وَکَانَ صِدِّیْقًا یَعْلَمُ الْاِسْمَ الْاَعْظَمِ۔ کہ بیشک وہ آصف برخیا تھے (سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے) صدیق تھے اسم اعظم کا علم رکھتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کَانَ مُؤْمِنًا مِنَ الْاِنْسِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَاِسمہ اٰصِفٌ۔ وہ انسانوں میں سے ہی مومن تھے ان کا نام آصف تھا اسی طرح حضرت ابوصالح حضرت ضحاک اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم فرماتے ہیں اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الْاِنْس زَادَ قَتَادَۃُ مِنْ بَنِی اِسْرَائِیلَ۔ کہ بیشک وہ انسانوں سے ہی تھا قتادہ نے اتنا زیادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل سے تھا اور حضرت زھیر بن محمد نے فرمایا ھُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْاِنْسِ۔ کہ وہ انسانوں سے ہی ایک شخص تھا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 3 ص 376، تفسیر کبیر حصہ نمبر 24 ص 197، تفسیر روح البیان حصہ نمبر 6 ص 349، تفسیر خازن حصہ نمبر 5 ص 149، تفسیر معالم التنزیل حصہ نمبر 5 ص 149، تفسیر روح المعانی جلد نمبر 10 ص 203، تفسیر مظہری جلد نمبر 7 ص 117)۔

قرآن مجید کے الفاظ مبارکہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ تخت بلقیس لانے والے نہ تو جن تھے اور نہ ہی فرشتے بلکہ وہ انسان تھے کہ جن کے ذکر کے بعد فرمایا قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ کہ پھر تخت لانے کی پیشکش اس نے کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا اگر فرشتہ لے آتا تو اس کے لئے کتاب کے علم کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں تھی جیسے کہ جن کی پیشکش پر کتاب کے علم کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ عفریت جن نے کہا۔

وہ تخت کتنا بڑا تھا اور کہاں تھا اور ولی اللہ کی شان قوت:

پارہ انیس سورۃ النمل میں وَلَہَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ کے تحت تقریباً سب مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ وہ تخت اسی (80) گز لمبا چالیس (40) گز چوڑا اور تیس (30) گز اونچا تھا، ہیرے لعل جواہرات اور سونے چاندی سے جڑا ہوا تھا شاہی محل

کے اندر پہرے میں محفوظ تھا اور وہاں سے دو ماہ کی مسافت پر تھا جس کے متعلق اس امت کے ولی اللہ نے فرمایا کہ میں آنکھ جھپکنے میں اسے لاسکتا ہوں اور وہ لے بھی آئے یہ ہے اس امت کے ولی کی طاقت قرآن مجید میں اسے بیان کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ جب ولی اللہ کی شان یہ ہے تو نبی کی شان کیا ہوگی اور انبیاء کرام علیھم السلام کے سردار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کیا ہوگی واضح رہے انسان اشرف المخلوقات ہے اگر یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بن کر رہے ورنہ یہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام ملائکہ سے افضل ہیں مگر سدرۃ المنتہی پر پہنچ کر ان کی ہمت وحوصلہ بھی جواب دے دیتا ہے جہاں جانے سے جبرائیل علیہ السلام کے پر جلتے ہیں ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں نعلین مبارک سمیت تشریف لے جاتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ جنات کی طاقت کو بلاچون وچرا تسلیم کرلیا جائے فرشتوں کی طاقت کو بھی مان لیا جائے مگر جب اشرف المخلوقات کا ذکر آئے تو اسے بے بس لاچار اور کم ہمت سمجھا جائے۔

واقعی انسان بے بس لاچار اور کم ہمت ہے مگر کب جب یہ مقام انسانیت سے گر جائے ورنہ اس کی شان وقوت تو یہ ہے کہ جو مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ ص 197 میں ہے کہ مالک کائنات رب العلمین فرماتا ہے اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

جس کے ہاتھ پاؤں آنکھ کان کے متعلق رب کائنات فرماتے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اس سے وہ پکڑتا میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں اس سے وہ چلتا ہے۔ اس کی شان قوت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی وہ قوت جس سے آپ نے خیبر کی جنگ میں قلعہ قموص کے دروازے کا ایک پٹ جو لوہے کا تھا اور معارج النبوت اور مدارج النبوت کے مطابق اس کا وزن آٹھ سو من تھا اکھاڑ کر ایک ہاتھ سے اٹھا کر اسے بطور ڈھال استعمال فرمایا استعمال فرمانے کے بعد اسے دور پھینک دیا جسے بعد میں دو سو آدمی بھی ہلا نہ سکے وہ کون سی قوت تھی وہ یقیناً وہی قوت تھی کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اس سے پکڑتا ہے اسی سے ہم انبیاء کرام علیھم السلام اور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوت وشجاعت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 337 میں ہے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے جب خیبر کے قلعہ کا دروازہ اکھاڑنے کے لئے زور لگایا تو پورا

قلعہ ہی ہلنے اور لرزنے لگ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت بے مثل و بے مثال ہے کسی کے بھی احاطہ میں نہیں آسکتی جہاں تک کسی کی بھی عقل و علم فہم وادراک وسوچ کی پرواز ہے خواہ وہ انسان ہو یا جن ہو یا فرشتہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت وشان اس سے کہیں بلند وبالا وارفع واعلیٰ ہے۔

مَا اَنَا بِقَارِئٍ کا معنی ومفہوم کیا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پہلی وحی کے وقت غار حراء میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہا اِقْرَأْ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔

بعض حضرات نے مَا اَنَا بِقَارِئٍ کا معنی کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں یہ معنی حالات وواقعات کے لحاظ سے بھی صریحاً غلط ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہاشمی خاندان کے فرد تھے جن کی مادری زبان عربی تھی اور وہ پورے خطہ عرب میں اپنی عربی زبان کی فصاحت وبلاعت کے شاہکار تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سعد قبیلے کا دودھ پیا بنی سعد قبیلہ کی زبان بھی عربی تھی اور وہ بھی فصاحت وبلاغت کا مسلمہ قبیلہ تھا جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی مادری زبان میں کہا اقراء اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کو کہیں کہ چونکہ میں پڑھا ہوا نہیں لہٰذا میں اپنی مادری زبان کا لفظ بھی زبان سے نہیں ادا کرسکتا اور نہیں پڑھ سکتا تو یہ بات عقل کے خلاف ہے نیز اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ کے الفاظ تو زبان اقدس نکلے ہوں مگر اقراء کا لفظ ادا نہ ہوسکتا ہو۔

اس کا ترجمہ ہے میں نہیں پڑھتا اور یہ ترجمہ انسب وارجح ہے اس لئے کہ غار حراء میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشاہدہ ذات وصفات الٰہی میں اتنے مشغول تھے کہ وہاں کسی اور بات کی ذرا بھر بھی گنجائش نہیں تھی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسْعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا خصوصی وقت ہوتا ہے جس میں کسی مقرب فرشتے اور نبی رسول کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ شاید یہ ایسا ہی وقت تھا جب جبرائیل علیہ السلام کہہ رہے تھے اقراء اور تین دفعہ گلے سے لپٹنے کی وجہ سے وہ مشغولیت نہ رہی۔ اور پھر محاورہ عرب کے مطابق بھی یہی ترجمہ (میں نہیں پڑھتا) بالکل صحیح ہے کہ عرب لوگ یہ ترکیب حال یا مستقبل کے لئے استعمال کرتے ہیں قرآن وحدیث سے بھی اس طرح کا ترجمہ ثابت ہے چنانچہ قرآن مجید پارہ

بارہ (12) سورہ یوسف میں ہے وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ۔ یعنی اگر چہ ہم سچے بھی ہوں تو بھی آپ ہمارا یقین نہیں کریں گے۔

بخاری شریف جلد اول ص 4 میں ہے بادشاہ روم ھرقل نے ابوسفیان سے پوچھا تمہارے ہاں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا ان سے کبھی وعدہ خلافی سرزد ہوئی ہے تو ابوسفیان جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور ایمان سے مشرف نہیں ہوئے تھے کہتے ہیں قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ لَا نَدْرِيْ مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا ۔ حدیث کے ان الفاظ کا ترجمہ میں یہاں فضل الباری شرح بخاری جو علمائے دیو بند کے بلند پایہ عالم دین شبیر احمد عثمانی صاحب کی طرف منسوب ہے اور جس کی ترتیب وتدوین قاضی عبدالرحمٰن فاضل دارالعلوم دیو بند نے کی ہے پیش کرتا ہوں وہ ان الفاظ کا ترجمہ یہ کرتے ہیں (میں نے کہا نہیں اب ہم سے اس سے (صلح کی) ایک مدت ٹھہری ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرتا ہے) (فضل الباری شرح بخاری جلد اول ص 205) دیکھیں مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا کا ترجمہ یہ کیا ہے اس میں وہ کیا کرتا ہے یعنی حال کا ترجمہ کیا ہے۔

جب قرآن وحدیث سے حال و مستقبل کا معنی ثابت ہے تو پھر مَا اَنَا بِقَارِئٍ پر حال کا معنی کرنے سے کون سا امر مانع ہے تو یہاں بھی معنی یہ ہوگا کہ میں نہیں پڑھتا۔

یہ معنی کرنا کہ میں پڑھا ہوا نہیں حقیقت کے بالکل خلاف ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری صفت امی کا معنی ان پڑھ کرنا بھی غلط اور خلاف حقیقت ہے اُمّی ام سے ہے ام کا معنی ہے اصل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کی اصل ہیں اس لئے آپ کی صفت امی ہے اس کی پوری بحث بندہ کی کتاب صراط القریب الی الحبیب میں دیکھیں۔

یاد رکھیں ہم سب دنیا میں آتے ہیں بننے کے لیے سیکھنے کے لئے مگر نبی تشریف لاتے ہیں سکھانے کے لئے ہمیں صحیح معنوں میں رب کا بندہ بنانے کے لیے سکول وکالج میں طالبعلم پڑھنے اور سیکھنے کے لئے جاتے ہیں مگر اساتذہ جاتے ہیں پڑھانے اور سکھانے کے لئے بعینہ ہم یہاں دنیا میں آکر ہی بنتے ہیں جو بھی بننا ہو عالم بننا ہو حافظ بننا ہو یا ڈاکٹر انجینئر بننا ہو مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی دنیا میں تشریف لا کر کسی استاذ کے سامنے سیکھنے کے لئے نہیں بیٹھتے وہ تو دنیا میں آتے ہی ہیں رب کریم سے سب کچھ بن کر اور سیکھ کر قرآن مجید سورہ مریم میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی قوم سے خطاب موجود ہے جب آپ نے قوم سے خطاب فرمایا ایک روایت مطابق اس وقت آپ کو دنیا میں اپنی والدہ کی گود میں

آ ئے ہوئے آدھا دِن ہوا تھا اور ایک روایت مطابق اس وقت آپ چالیس دِن کے ہوگئے تھے اور تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی میں ہے کہ آپ نے قوم سے خطاب کے وقت باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر انگلی سبابہ سے اشارہ کر کے خطاب فرمایا۔

دیکھیں آپ نے قوم سے کیا خطاب فرمایا پ 16 ع 5 سورہ مریم میں ہے کہ جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھائے اپنی قوم کے پاس آئیں تو انہوں نے کہا اے مریم یہ کیا؟ تو نے بہت بری بات کی اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔ اس پر حضرت مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا اے مریم ہم اس بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں یہ تو ابھی تیری گود میں ہے تو قوم کی اس بات پر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ابھی آدھے دن کے تھے یا بروایت دیگر چالیس دن کے تھے نے آپ باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر انگلی کے اشارہ سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ط اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَیًّاo وَ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا o وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّاo

بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت کیا ہے اور اس نے مجھے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور مجھے اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے جابر (اور) بدبخت نہیں بنایا اور سلامتی ہو مجھ پر جس دِن میں پیدا ہوا اور جس دِن میں فوت ہوں گا اور جس دِن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس خطاب سے واضح ہوگیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی پیدا ہوتے ہی عارف باللہ ہوتے ہیں۔

نبوت کا جھوٹا دعویدار مرزا قادیانی:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی نبوت کے جھوٹے دعوے دار کذاب دجال مرزا قادیانی کی طرح نہیں ہوتے کہ یہ جھوٹا قادیانی دجال کئی سال تو اساتذہ سے تھپڑ اور جوتے کھاتا رہا پھر مولوی بن کر تقریریں کرتا رہا اور تقریروں کے بہانے لوگوں سے پیسے

بٹورتا رہا پھر انگریزوں کا چمچہ بن کر جھوٹا دعویٰ نبوت کردیا اس کا انگریزوں کا چمچہ ہونے کا بہت بڑا ثبوت آج بھی انگریزوں کا قادیانیوں کی حمایت وہمدردی ہے ورنہ ان کی ان کے ساتھ کون سی رشتہ داری ہے کہ وہ ان کے ہمدرد بنے ہوئے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نبوت کے جھوٹے دعوے دار:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو بعض بدبخت جاہل لوگوں کو نبوت کے دعویدار ہونے کا خبط سوار ہوا جنہیں یہ خبط سوار ہوا وہ یہ تھے (1) مسیلمہ بن ثمامہ کذاب یہ نجد کے علاقہ کا نجدی تھا۔ (2) اسود بن کعب عنسی یہ یمن سے تھا۔ (3) سجاح بنت حارث یہ عورت تھی اس کا تعلق بھی نجد سے تھا۔ طلحہ بن خویلد نے بھی دعویٰ نبوت کیا مگر یہ دور خلافت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان دو کذابوں کے متعلق خواب:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ وَاُتِیْتُ بِخَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوَضَعَ فِیْ کَفِّیْ سَوَارَیْنِ مِنْ ذَهَبٍ وَکَبُرَ اَعَلَیَّ وَاُوْحِیُ اِلَیَّ اَنْ اَنْفَخَهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْکَذَّابِیْنَ الَّذِیْنَ اَنَا بَیْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاوَصَاحِبُ الْیَمَامَةِ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ اس دوران میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنائے گئے مجھے یہ گراں گذرا تو مجھے وحی کی گئی کہ ان دونوں کنگن کو پھونک ماردیں میں نے ان دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں غائب ہوگئے میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں گا ان دونوں میں سے ایک صنعا کا رہنے والا ہوگا اور دوسرا یمامہ کا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 1042، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 252، ترمذی شریف حصہ دوم ص 64، ابن ماجہ ص 289)

مسیلمہ کذاب:

ان جھوٹے مدعیان نبوت میں سب سے زیادہ مشہور مسیلمہ کذاب تھا یہ قبیلہ بنوحنیفہ کا فرد تھا جو نجد کے علاقہ یمامہ میں رہائش پزیر تھا۔

قبیلہ بنوحنیفہ کا ایک وفد جو سترہ افراد پر مشتمل تھا۔ ۹ھ میں مدینہ شریف آیا اس وفد میں یہ مسیلمہ کذاب بھی تھا وفد کے دوسرے لوگ تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے مگر یہ بدبخت مسیلمہ حاضر نہ ہوا یہ اپنے خیمہ میں ہی رہا اور اس نے مسلمان ہونے کے لئے یہ شرط لگا دی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر اپنے بعد مجھے خلیفہ بنا دیں تو پھر مسلمان ہو جاؤں گا ورنہ نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود اس کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اس نے پھر وہی مطالبہ دہرایا کہ اگر آپ مجھے اپنا نائب بنا دیں تو میں مسلمان ہو جاتا ہوں ورنہ نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں اس وقت کھجور کی ایک شاخ تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس لعین کو فرمایا کہ نائب بنانا تو بڑی بات ہے اگر کھجور کی یہ شاخ تو طلب کرے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا۔

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدر امر تجھ میں عنقریب ظاہر ہوگا اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا۔ لہٰذا خلافت حضرت صدیق اکبر میں حضرت وحشی کے ہاتھوں یہ ہلاک ہوا اس کا تفصیلی ذکر آ رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ مسلمان ہوگیا تھا مگر واپس جا کر یہ مرتد ہوگیا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اس نے کہا میری شریعت میں نمازیں معاف ہیں کوئی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں زنا بھی جائز ہے اور شراب بھی جائز ہے کوئی ممانعت نہیں جیسے چاہیں زنا کریں اور شراب پئیں بدکار شہوت پرست فسادی لوگ اس کے حامی ہوگئے اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رقعہ لکھا اور دو قاصدوں کے ہاتھ اس رقعہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں بھیجا رقعہ کا متن یہ تھا۔

مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّىْ اَشْرَكْتُ فِى الْاَمْرِ مَعَكَ وَاِنَّ لَنَا نِصْفَ الْاَمْرِ وَلَيْسَ قُرَيْشٌ قَوْمًا يَعْدِلُوْنَ۔

ترجمہ: یہ خط اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف ہے اما بعد مجھے امر نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے آدھی چیز ہمارے لئے ہوگی قبیلہ قریش کے لوگ انصاف سے کام نہیں لیتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بدبخت کے دونوں قاصدوں کو فرمایا اگر قاصدوں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کرا دیتا پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رقعہ کے جواب میں یہ

گرامی نامہ تحریر فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلَمَۃِ الْکَذَّابِ ۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ اَمَّابَعْدُفَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔

یہ گرامی نامہ اللہ تبارک کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف ہے جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے اس پر سلامتی ہو۔ امابعد! زمین کا مالک اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور بہترین انجام متقین کے لئے ہی ہے۔

مسیلمہ کے نامعقول خوارق عادات وہذیانات:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والا نامہ کے باوجود اس بدبخت کا کفر پر ہی اصرار رہا یہ قرآن مجید کے مقابلہ میں ہذیانات وبکواسات بکتا جو عام عقلمندوں کے لئے مضحکہ خیز ہی ہوتا یہ عجیب وغریب شعبدے دکھاتا جو لائق توجہ ہی نہ ہوتے۔

(1) اس بدبخت کذاب کی دعاؤں اور مضحکہ خیز خوارق عادات کا اثر بھی الٹ ہی ہوتا مثلاً اگر کسی کو درازی عمر کی دعا دیتا تو وہ جلدی مرجاتا۔

(2) اگر کسی کو دکھتی آنکھوں بارے شفا کی دعا دیتا تو وہ نابینا ہوجاتا۔ اس کے خوراق عادات بھی اس کے لئے ذلت کا باعث ہی لئے ہوتے۔

(3) اس بدبخت کو خبر پہنچی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس کنوئیں میں کلی کرکے پانی ڈالتے ہیں تو اس کنوئیں کا پانی زیادہ بھی ہوجاتا ہے اور میٹھا بھی اس نے بھی ایسا ہی کیا کہ کنوئیں میں کلی کرکے پانی ڈالا تو کنوئیں کا پانی زیادہ کڑوا ہوگیا اور پھر خشک بھی ہوگیا زمین کے اندر ہی جذب ہوگیا۔

(4) اس کے پاس ایک دفعہ ایک چھوٹے بچے کو لایا گیا اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ سر سے گنجا ہوگیا اس طرح ایک دفعہ اس نے ایک بچے کے منہ میں انگلی ڈالی تو اس کی زبان پھٹ گئی اور وہ گونگا ہوگیا۔

(5) ایک دفعہ اس بدبخت نے ایک باغ میں ہاتھ منہ دھوئے اور وہ پانی اس باغ میں چھڑک دیا اس کے بعد اس باغ میں کبھی نہ گھاس اگی نہ ہریالی ہوئی۔

(6) ایک دفعہ ایک آدمی نے اسے کہا کہ میرے دو بیٹے ہیں ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کریں اس نے ہاتھ اٹھا کر ان کے حق میں دعا کی وہ آدمی اس ملعون سے دعا کرا کے جب گھر گیا تو اسے معلوم ہوا کہ میرے ایک بیٹے کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے جبکہ دوسرا کنوئیں میں گر کر مر چکا ہے۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص 53-552)

عجیب تر بات یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات دیکھ کر بھی لوگ اس کے ساتھ وابستہ تھے دراصل اس نے قبائلی عصبیت کو بھڑکا یا ہوا تھا اور اپنے قبیلے کے شرپسند ناسمجھ نامعقول نوجوانوں کو لالچ دے کر ساتھ ملایا ہوا تھا لالچی اور خودغرض لوگ اپنی اپنی اغراض ولالچ کے تحت اس کے ساتھ لگنے ہوئے تھے وہ اور لوگوں کو بھی جھوٹے افسانوں سے اس کے ساتھ ملا رہے تھے۔

کذاب کا انجام:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد اس بدبخت کا دجل وفریب وسعت پذیر ہوگیا۔ یہاں تک کہ ایک لاکھ کے قریب لوگ اس کے ساتھی بن گئے اور اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھ ہزار کا لشکر دے کر اس کا قلع قمع کرنے کے لئے بھیجا یہ چالیس ہزار جنگی آدمیوں کے ساتھ مقابلے میں آیا دونوں طرف سے خوب مقاتلہ برپا ہوا مگر آخر حق باطل پر غالب آ گیا اس کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی یہ بدبخت کذاب جو اپنے آپ کو رسول کہتا تھا میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا مسلمانوں کی ایک جماعت نے اس کا تعاقب کیا وحشی جس نے میدان احد میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا اس نے اس بدبخت کو نیزہ مار کر واصل جہنم کیا اس طرح یہ فتنہ اختتام پذیر ہوا۔ وحشی نے کہا جب میں حالت کفر میں تھا تو میں نے خیر الناس کو شہید کیا اور اسلام میں آ کر میں نے شر الناس کو قتل کیا۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 53-252، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 474)

نبوت کی جھوٹی دعویدار سجاح بنت الحارث:

سجاح بنت الحارث بر بوع قبیلہ کی ایک عورت تھی اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا کافی لوگ اس کے بھی گرویدہ ہو گئے یہ مسیلمہ کذاب کے علاقہ میں ہی قریب رہائش پذیر تھی مسیلمہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے خائف تھا اسے یہ خوف لاحق تھا کہ سجاح کے حامی جنگ کی صورت میں کہیں اس کے پورے علاقہ یمامہ پر قبضہ ہی نہ کرلیں اور اس کے لئے پریشانی

کا باعث ہی نہ بن جائیں لہٰذا مسیلمہ کذاب نے کچھ تحفے تحائف اس سجاح نامی عورت کی خدمت میں بھیجے اور ساتھ ہی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ کچھ خفیہ باتیں ایسی ہیں جو صرف اور صرف ایک دوسرے سے روبرو ہی کی جاسکتی ہیں سجاح نے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا لہٰذا خیمہ نصب کیا گیا اور وہ خیمہ مختلف قسم کی اعلیٰ خوشبو جات وعطریات سے معطر کیا گیا اور کئی قسم کی چیزوں سے مزین کیا گیا پھر اس خیمہ میں یہ صرف دونوں مسیلمہ کذاب اور سجاح داخل ہوئے اور تین دن تک وہاں اکٹھے ہی رہے نامعلوم تین دن تک یہ دونوں اکیلے اس خیمہ میں کیا گل کھلاتے رہے۔

تین دن کے بعد مسیلمہ کذاب اپنے لوگوں کے پاس چلا گیا اور یہ اپنے لوگوں میں چلی گئی سجاح کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ طے پایا تین دن تک اکٹھے رہ کر تم نے کیا طے کیا ہے سجاح نے کہا مسیلمہ کی نبوت میں نے تسلیم کرلی ہے اور میں نے اس سے نکاح کرلیا ہے حامیوں نے پوچھا تو پھر اس نکاح کا حق مہر کیا طے ہوا کہنے لگی اُف اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب ہوئی کہ حق مہر کا تو خیال ہی نہیں رہا حامیوں نے کہا حق مہر کے بغیر نکاح کا ہونا محال ہے لہٰذا اس کے پاس دوبارہ جا اور حق مہر طے کر کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

لہٰذا سجاح دوبارہ پھر مسیلمہ کے پاس آئی اور اسے حق مہر کے متعلق کہا مسیلمہ نے کہا جا حق مہر میں تمہارے لوگوں کو فجر اور عشاء کی دو نمازیں معاف کی جاتی ہیں اور یمامہ کا نصف غلہ بھی تیرے سپرد کیا کروں گا مذکورہ غلہ حاصل کرنے کا کام ایک جماعت کے زیر انتظام کردیا ابھی یہ لوگ ان معاملات میں ہی لگے ہوئے تھے کہ خبر آ پہنچی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر لے کر پہنچ گئے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آتے ہی سجاح کے عاملین کو ان کے عمل سے علیحدہ کردیا۔

مسیلمہ کذاب کا انجام تو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سجاح کا کیا بنا اس کے متعلق دو روایتیں ہیں ایک روایت تو یہ ہے کہ امیر معاویہ کے زمانہ میں عورت اور اس کا سارا قبیلہ مسلمان ہوگئے تھے اور ان کا اسلام نیک اور مقبول ہوا جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ جس جزیرہ میں مسیلمہ کی رہائش تھی یہ اس میں روپوش ہوگئی اور اسی میں مرگئی اس کے بعد کسی نے اس کا نام نہ سنا۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص 56-555، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 76-475)

نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی ملعون:

بادشاہ ایران کی طرف سے باذان یمن کا حاکم تھا وہ مسلمان ہوگیا (اگلے صفحات میں اس کے مسلمان ہونے کا ایمان

افروز واقعہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا) باذان کے مسلمان ہونے پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بدستور یمن کا حاکم برقرار رکھا جب یہ فوت ہوگیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کو تین حصوں میں تقسیم فرمادیا ایک حصہ پر باذان کے بیٹے شہر بن باذان کو حاکم مقرر فرمایا ایک حصہ پر حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔

اسود عنسی بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کردیا یہ ایک کاہن تھا شعبدہ باز بھی تھا کئی امور عجیبہ اس سے ظاہر بھی ہوئے تھے یہ جادو کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف راغب بھی کرتا تھا اس کے پاس دو شیطان جن تھے جو اسے حوادثات زمانہ سے آگاہ کرتے رہتے تھے کئی لوگ نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کے گرد بھی جمع ہوگئے تو اس نے ایک لشکر تیار کرلیا اور اس لشکر کے ذریعے حملہ کرکے اہل صنعا پر غلبہ پایا اور صنعا کی مملکت کو اپنے قبضہ میں لے لیا اس نے باذان کے بیٹے شہر بن باذان کو قتل کردیا اور اس کی بیوی مرزبانہ کو اپنی بیوی بنالیا۔

فروہ بن مسک جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قبیلہ مراد پر عامل تھے نے یہ تمام واقعہ تفصیل سے لکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ارسال کیا حضرت ابوموسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپس میں مشورہ کرکے حضرت موت چلے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ان حالات سے مطلع ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لکھا کہ تم اکٹھے ہوکر جیسے بھی ممکن ہو اسود عنسی کے اس فتنے کو ختم کرو اور اسے جڑ سے اکھاڑ دو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانبردار لوگ اکٹھے ہوئے اور مشورہ سے مقتول شہر بن باذان کی بیوی مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ اسود عنسی تیرے باپ کا بھی قاتل ہے اور تیرے خاوند کا بھی لہٰذا تو اس کے ساتھ کیسے نبھا کرسکتی ہے اس کے ساتھ کیسے زندگی بسر کرو گی اس نے جواباً پیغام بھیجا کہ میں تو اس ملعون کو سب سے بڑا دشمن سمجھتی ہوں اسے کہا گیا اگر ایسا ہے تو پھر اس ملعون کو ختم کرنے کی جیسے بھی ہوسکے کوشش کرو مرزبان نے اپنے چچا کے بیٹے فروز دیلمی اور ایک دوسرے شخص دادویہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس ملعون کو رات کے وقت جہنم رسید کرنا ہے فیروز دیلمی مرزبان کے چچا کا بیٹا تھا اور شاہ حبشہ نجاشی کا بھانجہ تھا یہ 10ھ کو مدینہ شریف حاضر ہوکر مشرف بااسلام ہوگیا تھا اس نے رات کے وقت کچھ آدمیوں کے ہمراہ دیوان خانہ میں نقب لگائی اور اندر داخل ہوگیا اس مقررہ رات میں مرزبانہ نے اس ملعون کو خالص شراب زیادہ مقدار میں پلادی ہوئی تھی جس سے وہ سرمست ہوکر سو گیا تھا

فیروز دیلمی نے ایسی حالت میں تلوار سے اس کا سر جسم سے علیحدہ کر دیا اس ملعون کے منہ سے اس وقت ایسی آواز نکلی جیسے گائے ڈکراتی ہے اس نے اپنے دروازہ پر ایک ہزار پہرے دار مقرر کئے ہوئے تھے اس کی یہ ڈکراتی ہوئی آواز سن کر پہرے دار اس کی طرف لپکے کہ معلوم کریں۔ کیا ہوا مگر مرزبانہ نے آگے ہو کر ان کا راستہ روک لیا اور انہیں کہا خبردار آگے مت آئیں تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے چنانچہ پہریدار واپس مڑ گئے۔

اسی رات فجر کی اذان کے وقت موذن کو حالات سے باخبر کر دیا گیا تو اس نے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه کہنے کے بعد کہا اَشْهَدُ اَنَّ عَلَيْهِ كَذَّابِ۔

اس ملعون اسود عنسی کے قتل کی خبر مدینہ شریف اس وقت پہنچی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا مگر محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمانے سے ایک دن پہلے صحابہ کرام کو اس ملعون کے قتل کی خبر ارشاد فرما دی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دیتے ہوئے وضاحت سے فرما دیا کہ آج رات اسود عنسی قتل ہو گیا ہے اسے اس کے گھر میں سے ایک مبارک آدمی فیروز نام والے نے قتل کیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فیروز کامیاب ہو گیا۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 554، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 477)

یمن کے حاکم باذان کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ:

کفار مکہ نے یہودیوں کی انگیخت پر پورے خطہ عرب سے مختلف مشرکین قبائل کے جنگجو اکٹھے کر کے بارہ ہزار کا لشکر لے کر اپنی اس احمقانہ دانست میں کہ اس جنگ کے ذریعے ہم اسلام کی بیخ کنی کر دیں گے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے مدینہ منورہ پہنچے مگر ان کے عزائم میں خندق حائل ہو گئی کئی دن خندق کے باہر ڈیرہ لگانے کے بعد بالآخر رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بے نیل ومرام واپس ہو گئے۔ کفار عرب کے اس لشکر جرار کی زبردست رسوا کن پسپائی سے ان کی غرور ونخوت سے اکڑی ہوئی گردنیں جھک گئیں اور اسلام کے خلاف جنگ کرنے کی ان میں ہمت ہی نہ رہی ہمیشہ کے لئے ان کے حوصلے پست ہو گئے رہی سہی کسر معاہدہ حدیبیہ نے نکال دی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہمراہ چودہ سو صحابہ کرام کو لے کر عمرہ ادا فرمانے کی غرض سے حرم مکہ کی حدود میں مقام حدیبیہ پہنچے ان جان نثاروں کے پاس کوئی جنگی اسلحہ نہ تھا کفار مکہ کے گھروں کے پاس یہ اسلحہ سے نہتے جاں نثار موجود تھے مگر کفار مکہ کے دلوں میں ان کا خوف ورعب اتنا طاری تھا کہ وہ ان سے جنگ کی سکت نہ رکھ سکے آخر گفت وشنید کے بعد ایک معاہدہ طے پایا جسے صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا

جاتا ہے اس معاہدہ میں یہ تھا کہ دس سال تک ہم ایک دوسرے کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔

اس معاہدہ حدیبیہ کے بعد ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کئی دیگر حضرات کے دل میں خیال آیا کہ اب قریش مکہ میں کوئی قوت وشوکت نہیں رہی اب عزت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرلیں۔

کفار مکہ سے صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے صحراؤں میں آباد قبائل کو بھی دعوت اسلام کے پیغامات بھیجے اور کئی بادشاہوں کی طرف بھی قاصدوں کے ذریعے اسلام کے دعوت نامے بھیجے۔

شہنشاہ ایران کو دعوت اسلام:

حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اسلام کے دعوت نامے پر مشتمل گرامی نامہ شہنشاہ ایران خسرو پرویز کی طرف بھیجا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى كِسْرٰى عَظِيْمِ فَارِسْ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَاٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَشَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنِّيْ اَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَى النَّاسِ كَاۤفَّةً لِاُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اَسْلِمْ تَسْلِمْ فَاِنْ اَبَيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْمَجُوْسِ۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

یہ خط اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ایران کے بادشاہ کسریٰ کے نام ہے ہر اس شخص پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس نے یہ گواہی دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے بغیر عبادت کے لائق کوئی بھی نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے شاہ ایران! میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں پس بیشک میں تمام لوگوں کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں تا کہ جو زندہ ہیں انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ (کے عذاب) سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت تمام ہو اسلام قبول کرلے تو سلامتی میں رہے گا اور اگر اسلام قبول نہیں کرے گا اسلام قبول کرنے سے انکاری ہوگا تو تمام مجوسیوں

کے گناہ کا وبال بھی تجھ پر ہوگا۔

بادشاہ ایران خسرو پرویز انتہائی بدتمیز متکبر وفرعون صفت آدمی تھا اسے یہ بھی گھمنڈ تھا کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میری سلطنت کا حصہ ہیں متکبر اور فرعون صفت ہونے کے باعث اس کی برداشت سے باہر تھا کہ میری رعایا سے ایک شخص مجھے یوں رقعہ لکھے گمراہی کی وجہ سے شان نبوت سے بالکل لابلد تھا لہٰذا اس نے غصے میں آ کر گرامی نامہ پھاڑ دیا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بکواسات بھی کرتا رہا کہ میرے ایک غلام نے مجھے اس قسم کا رقعہ لکھنے کی جسارت کیسے کی بدبخت کو معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ گرامی نامہ لکھنے والے تو سارے جہانوں کے سردار ہیں اور جس سلطنت وحکومت کی وجہ سے اتنی اکڑ وغرور کر رہا ہے ایک دن یہ ان کے غلاموں کے قدموں کے تحت ہوگی اور پھر تا قیامت وہاں ان کے نام کا ذکر ہی ہوگا اور اشھد ان محمد رسول اللہ کی صدائیں ہر جگہ بلند ہوں گی۔ پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی اس گستاخی کے متعلق عرض کیا گیا کہ اس بدبخت نے متکبرانہ طور سے آپ کا گرامی نامہ پھاڑ دیا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَزَّقَ کِتَابِیْ مَزَّقَ اللّٰہُ مُلْکَہٗ ۔ اس نے میرے خط کو پھاڑا ہے اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

ایران کے بادشاہ نے یمن کے حاکم باذان کو حکم نامہ بھیجا:

شاہ ایران نے اپنے گورنر حاکم یمن باذان کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ خطہ عرب کے تیرے علاقہ میں حجاز کے اندر ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اپنے ہاں سے دو عقلمند آدمی وہاں بھیج جو انہیں گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کریں۔ یمن کے گورنر باذان کو جونہی بادشاہ کا حکم نامہ موصول ہوا اس نے ایک وزیر بانو یہ نامی کو جو فارسی النسل تھا اور اس کا شمار بڑے بہادروں اور عقلمندوں میں ہوتا تھا کو ایک اور فارسی النسل شخص جس کا نام خرخسرہ تھا کے ساتھ اس کام کے لئے مدینہ منورہ بھیجا اور ساتھ ایک رقعہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام لکھ کر ان کے حوالے کیا جس میں لکھا تھا کہ آپ ان دو آدمیوں کے ساتھ فوراً شاہ ایران کی خدمت میں پہنچیں وہ آپ کو بلا رہا ہے۔

ابوسفیان خوشی سے سرشار ہو گیا:

یہ دونوں افراد مدینہ منورہ جاتے ہوئے جب طائف پہنچے تو اس وقت قریش مکہ کے کچھ سردار طائف آئے ہوئے تھے جیسے ہمارے یہاں پنجاب کے متمول لوگ سیر کے لئے یا گرمیوں کے دن گذارنے کے لئے مری چلے جاتے ہیں ایسے

ہی اہل مکہ بھی طائف چلے جاتے تھے ان دونوں کی وہاں ابوسفیان اور صفوان بن امیہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کفار مکہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں انہیں یہ بھی بتایا کہ ہم کس غرض سے مدینہ منورہ ان کے ہاں جارہے ہیں اور وہ رقعہ بھی انہیں دکھایا ابوسفیان اور صفوان بن امیہ نے جونہی یہ رقعہ پڑھا اور صورت حال سے آگاہ ہوئے تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے کہنے لگے کہ اب ہماری بات بنی ہے اب ان کی ٹکر شاہ ایران سے ہوئی ہے اب ان کا خاتمہ زیادہ دور نہیں۔

گورنر یمن کے آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں:

گورنر یمن باذان کے دونوں آدمی مدینہ شریف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں پہنچے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نہایت اعزاز واکرام سے ٹھہرایا مگر انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں گفتگو جاہلانہ متکبرانہ انداز میں کی ان کی گفتگو سے ہی یہ ٹپک رہا تھا کہ تہذیب نام کی کوئی چیز ان کے ہاں نہیں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کیا کہ شاہ ایران نے گورنر یمن باذان کو حکمنامہ میں کہا ہے کہ آپ کو دو معتمد آدمیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس بھیجیں لہٰذا ہم اسی غرض سے آئے ہیں آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تاکہ ہم آپ کو اپنے بادشاہ کسریٰ کے سامنے پیش کریں اگر آپ برضا ورغبت ہمارے ساتھ چلیں گے تو گورنر باذان شاہ ایران کی خدمت میں آپ کی سفارش کردے گا تاکہ آپ کو بادشاہ کے ہاں سے معافی مل جائے اگر آپ ہمارے ساتھ جانے سے انکار کریں گے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ پھر اس کا انجام کیا ہوگا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ کسریٰ کیسا بادشاہ ہے وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک وتباہ کردے گا آپ کے شہر اور ملک کو برباد کر کے رکھ دے گا انہوں نے باذان کا خط بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس یاوہ گوئی کو کوئی وقعت نہ دی بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی دھمکیوں پر مسکرائے ان دونوں کی داڑھیاں مونڈھی ہوئی تھیں اور مونچھیں بہت بڑی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس طرح مونچھیں بڑھانے اور داڑھی منڈانے سے منع کیا تو انہوں نے کہا یہ ہمارے بادشاہ کا حکم ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی ثواب وعذاب کے ذکر سے ترغیب وترہیب دی انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) چھوڑیں ان باتوں کو اٹھیں اور ہمارے ساتھ چلیں راہ سفر اختیار کریں یہ بد بخت بظاہر تو گستاخانہ انداز سے دھمکی آمیز لہجے میں گفتگو کر رہے تھے مگر اندر سے کانپ رہے

تھے عظمت وشان نبوت اور ہیبت سے پگھل جانے کے قریب تھے رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر پھر بھی رحم فرماتے ہوئے انہیں فرمایا کہ آج تم یہیں قیام گاہ میں ٹھہرو تمہارے پیغام کا جواب کل تمہیں دوں گا۔

یہ دونوں جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ سے اٹھے تو ایک دوسرے کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت وجلالت کا ذکر کیا ایک نے دوسرے سے کہا اگر آپ کی مجلس میں کچھ دیر ہم اور ٹھہرتے تو مجھے تو آپ کے رعب وجلال وہیبت سے ہلاک ہونے کا ڈر تھا دوسرے نے کہا حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی ہیبت مجھ پر ساری زندگی طاری نہیں ہوئی۔

رات ٹھہر کر اگلے دِن جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں یہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اَبْلِغَاصَا حِبَکُمَا اِنَّ رَبِّی قَدْقَتَلَ رَبَّہٗ کِسْرٰیٰ فِیْ ھٰذِہِ الَّیْلَۃِ لِسَبْعِ سَاعَاتٍ مَضَتْ مِنْھَا۔

جاؤ جا کر اپنے صاحب کو یہ خبر پہنچا دو کہ میرے رب نے اس کے بادشاہ کسریٰ کو آج رات قتل کر دیا ہے جب کہ رات کی سات ساعتیں گذر چکی تھیں کہ اس کے اپنے بیٹے نے ہی اس کے سینے پر چڑھ کر اس کا پیٹ پھاڑ کر اس کا کام تمام کر دیا ہے۔

جاؤ باذان حاکم یمن کو کسریٰ کی ہلاکت کی خبر سے آگاہ کر دو۔ یہ منگل کی رات تھی جمادی الاخری کی دس تاریخ۔ اور ہجرت کا ساتواں سال تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خبر سن کر یہ دونوں (بانویہ اور خرخسرہ) پہلے تو سخت تعجب وحیرت میں گم سم بیٹھے رہے جیسے سکتہ ہو گیا ہو پھر سنبھل کر بولے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے لگے یہ جو آپ کہہ رہے ہیں آپ اس کا انجام جانتے ہیں اس کے نتیجے پر غور کر لیں ہمارا بادشاہ آپ کو اور آپ کی قوم کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دے گا اس سرزمین کی خاک تک بھی نہیں ملے گی۔

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تم اس خیال وفکر میں نہ پڑو جاؤ یمن کے گورنر باذان کو اس خبر سے مطلع کرو اور میری طرف سے اسے یہ بھی کہہ دینا کہ میری حکومت اور میرا دین تمام دنیا میں پھیلنے والا ہے جہاں تک کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے میرا غلبہ وہاں تک پہنچ جائے گا اگر حاکم یمن باذان اسلام قبول کر لے گا تو جس علاقہ پر اس کا قبضہ ہے وہ اسی کے ہی تصرف میں کر دیا جائے گا اور ہم اسے فارسیوں پر حاکم بنا دیں گے۔

خرخسرہ اور بانویہ یہ پیغام لے کر مدینہ منورہ سے یمن باذان کے پاس پہنچے اور اسے ہو بہو وہ سب کچھ بتا دیا جو محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا اور جو مجلس نبوی میں مشاہدہ کیا تھا باذان نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کے لئے کوئی پہریدار اور نگران محافظ مقرر ہے ان دونوں قاصدوں نے اسے بتایا کہ ان کے لئے کوئی محافظ پہریدار نہیں وہ بے دھڑک بازاروں اور گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں۔ باذان نے انہیں کہا جو کچھ تم نے بتایا ہے یہ طور طریقے بادشاہوں والے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ باتیں بادشاہوں کے کلام میں ہوتی ہیں میرے خیال میں وہ واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تاہم دیکھتے ہیں اگر ان کی یہ بتائی ہوئی غیب کی خبر سچی نکلی تو تمام بادشاہوں سے پہلے میں ان پر ایمان لے آؤں گا۔

اس بات کو چند ہی روز گذرے تھے کہ شیرویہ کا خط باذان کو موصول ہوا جس میں اس نے اپنے باپ خسرو پرویز کو قتل کرنے کی اطلاع دی اور ساتھ ہی یہ لکھا کہ اب آپ مجھے بادشاہ تسلیم کریں یہ خط پڑھنے کے بعد باذان کو یقین کامل ہو گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں چنانچہ باذان نے بھی اور کئی فارسی النسل لوگوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا نیز اپنی اور اپنے ساتھیوں کے اسلام لانے کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں بھیج دی۔

(تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص 20-119، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 13-312، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 346، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 297 خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 17 ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص 5-204، تاریخ الخمیس جلد نمبر 2 ص 37-36-35-34، الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد نمبر 1 ص 260)

قیصر روم کی زبان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ:

6ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ دعوت اسلام کا گرامی نامہ روم کے بادشاہ ھرقل کی طرف بھیجا دحیہ کلبی وہ صحابی ہیں جن کی شکل میں اکثر جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دیا کرتے تھے یہ بڑے ہی حسین وجمیل صحابی تھے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم تھا کہ وہ یہ خط لے کر پہلے بصریٰ کے حاکم کے پاس جائیں وہ کسی شخص کو تمہارے ساتھ ملائیں گے جو تمہیں روم کے بادشاہ ھرقل کے پاس پہنچائے گا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد مبارک کے مطابق روانہ ہو کر

بصریٰ کے مقام پر ملک شام پہنچے وہاں اس جگہ کے رئیس حارث بن شمر نے عدی بن حاتم کو ان کے ساتھ ملایا وہ انہیں لے کر ھرقل بادشاہ کے دارالحکومت گیا اتفاقاً ھرقل ان دنوں بیت المقدس گیا ہوا تھا۔

ھرقل نے منت مانی ہوئی تھی کہ روم کا وہ علاقہ جو ایرانیوں کے قبضے میں گیا ہوا تھا واپس مل جائے رومی ایرانیوں پر فاتح ہو جائیں تو وہ قسطنطنیہ روم سے پیدل ننگے پاؤں بیت المقدس جائے گا وہاں نماز پڑھے گا اور عبادت کرے گا اس کی منت پوری ہوگئی رومی فاتح ہوئے ایرانیوں سے اپنا علاقہ چھین لیا تو شاہ ھرقل نے حکم دیا کہ راستہ میں فرش بچھایا جائے نیز اس پر پھول اور خوشبو بھی ڈالی جائے لہٰذا ایسا ہی کیا گیا جس پر شہنشاہ ھرقل ننگے پاؤں پیدل چل کر بیت المقدس پہنچا۔ فاتح ہونے کی صورت میں اس کی شان وشوکت ورعب ودبدبے کے ڈنکے ہر سو بج رہے تھے۔ اس نے ایک رات ستاروں کی روش پر نظر کی تو اسے اس میں ایک ایسی چیز نظر آئی جس نے اس کی طبیعت میں ہلچل پیدا کردی ھرقل نجومی وکاہن بھی تھا اور انجیل کا علم بھی رکھتا تھا اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے اس کے ایک پادری نے کہا شہنشاہ عالم کیا وجہ ہے آج آپ کی طبیعت ناساز ہے پریشانی چہرے سے ٹپک رہی ہے۔ ھرقل نے کہا میں نے آج رات دیکھا ہے کہ وہ ستارہ طلوع ہوگیا ہے جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس قوم کا بادشاہ ظاہر ہوگیا ہے جس قوم میں ختنے کرانے کا رواج ہے وہ ایسی قوم کا بادشاہ ہے جس میں ختنہ کرنا سنت ہے اور بہت قریب ہے کہ ان کا قبضہ ان کا تسلط میرے ملک تک ہو جائے۔

بادشاہ نے اپنے وزیروں اور درباریوں سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے نزدیک ختنہ کرانا سنت ہے تو اسے بتایا گیا کہ یہودیوں میں ختنہ کرنے کا رواج ہے ہرقل بادشاہ نے حکم جاری کر دیا کہ جہاں یہودی ملے اسے قتل کر دیا جائے۔

اسی اثناء میں غسان کے بادشاہ کا قاصد آیا اور اس نے ھرقل کو بتایا کہ مدینہ منورہ سے ایک شخص آیا ہے جو اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالےٰ کے نبی کا صحابی بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بادشاہ ھرقل کے نام اپنے نبی کا گرامی نامہ لے کر آیا ہوں بادشاہ نے کہا معلوم کرو کہ کیا یہ شخص ختنہ شدہ ہے اسے بتایا گیا کہ یہ ختنہ شدہ ہے بادشاہ نے کہا کہ مجھے ستاروں کے ذریعے جو معلوم ہوا تھا وہ اسی جماعت کے بادشاہ کا ظہور ہے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گرامی نامی بادشاہ ھرقل کو دیا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ ۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيْسِيِّيْنَ وَيَاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ دعوت نامہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے روم کے بادشاہ ھرقل کے پاس بھیجا جاتا ہے جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس پر سلامتی ہو اس کے بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے اسلام قبول کر اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے دگنا اجر عطا فرمائے گا اگر تو نے اسلام سے منہ پھیرا تو تجھ پر رعایا کا گناہ بھی ہوگا اے اہل کتاب ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ کلمہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا۔ اس کے بعد اگر وہ نہ مانیں تو تم لوگ کہہ دو (اے اہل کتاب) گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

شاہ روم ھرقل نے درباریوں سے کہا معلوم کرو جس علاقہ میں نبوت کا دعویٰ دار ہے اس علاقہ سے کوئی شخص یہاں ہمارے ہاں آیا ہوا ہے اگر ہے تو اسے میرے ہاں لاؤ تاکہ میں اس سے صحیح صورت حال معلوم کرسکوں اتفاقاً ان دنوں قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ تجارت کی غرض سے گیا ہوا تھا ان میں ابوسفیان بھی تھا جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا قریش مکہ کے یہ لوگ بادشاہ کے آدمیوں کو غزہ کے علاقے میں مل گئے انہوں نے ان کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا بادشاہ روم ھرقل اور ابوسفیان کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ بخاری شریف جلد اول ص 4 میں یوں ہے۔

پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندار جمند سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان بن حرب نے خبردی کہ ہم تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے کہ روم کے بادشاہ ھرقل نے اپنے قاصد بھیج کر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنے ہاں بلایا یہ صلح حدیبیہ سے

بعد کا زمانہ تھا ھرقل بیت المقدس میں تھا اور اس کے پاس عمائدین سلطنت روم بیٹھے ہوئے تھے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ترجمان کو بلایا۔

ترجمان نے ہم سے پوچھا تمہارے ہاں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم میں سے اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نسب میں ان سے زیادہ قریب ہوں بادشاہ نے کہا جو کہتا ہے میں ان سے زیادہ قریب ہوں اسے میرے قریب کردو اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے اس کے قریب ہی بٹھا دو بادشاہ نے ترجمان سے کہا اس کے ساتھیوں سے کہو میں اس شخص (ابوسفیان) سے نبوت کے دعویٰ کرنے والے کے متعلق کچھ باتیں پوچھوں گا جہاں یہ جھوٹ بولے تم نے مجھے بتا دینا ہوگا کہ یہ یہاں جھوٹ بول رہا ہے ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم اگر مجھے اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی واپس (مکہ مکرمہ) جا کر میرے جھوٹ کو نقل کریں گے (وہاں مجھے جھوٹا مشہور کریں گے اور میرے جھوٹ کی نقلیں کیا کریں گے) تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ضرور جھوٹ بولتا۔

بادشاہ نے مجھ سے پوچھا۔

كَيْفَ نَسَبُهٗ فِيْكُمْ ۔ (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے) تمہارے ہاں اسکا نسب کیسا ہے؟

قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْنَسَبٍ ۔ میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔

قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ اَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهٗ؟ بادشاہ نے کہا کیا یہ بات (نبوت کا دعویٰ) ان سے پہلے تم میں سے کسی نے کی ہے؟ (ان سے پہلے تم میں سے کسی نے کبھی دعوت نبوت کیا تھا؟)

قُلْتُ لَا۔ میں نے کہا نہیں۔

قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَّلَكٍ ؟ بادشاہ نے کہا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟

قُلْتُ لَا۔ میں نے کہا نہیں۔

قَالَ فَاَشْرَافُ النَّاسِ اِتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَاءُ هُمْ؟ بادشاہ نے کہا ان کی اتباع اونچے طبقے کے لوگوں نے کی ہے یا کمزوروں نے؟

قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاءُ هُمْ۔ میں نے کہا غریبوں کمزوروں نے۔

قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ بادشاہ نے کہا وہ بڑھتے جارہے ہیں یا کم ہورہے ہیں؟

قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ ۔ میں نے کہا وہ تو بڑھتے جا رہے ہیں۔

قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَاَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ ؟ بادشاہ نے کہا کیا ان میں سے کوئی ان کے دین کو ناپسند کر کے اس میں داخل ہونے کے بعد مرتد بھی ہوا ہے؟

قُلْتُ لَا۔ میں نے کہا نہیں۔

قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِاالْكَذِبِ اَنْ يَّقُوْلَ مَاقَالَ۔ بادشاہ نے کہا کیا ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے تم انہیں جھوٹ کی تہمت سے متہم کرتے تھے؟

قُلْتُ لَا۔ میں نے کہا نہیں۔

قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ؟ بادشاہ نے کہا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟

قُلْتُ لَاوَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ لَانَدْرِىْ مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا۔ میں نے کہا نہیں لیکن ہم زمانہ مصالحت میں ہیں معلوم نہیں اب وہ اس میں کیا کرتے ہیں۔

قَالَ وَلَمْ تُمَكِّنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ۔ ابوسفیان نے کہا مجھے اس کے سوا کسی ایسی بات کے ملانے پر قدرت نہیں ہوئی جس میں تنقیص کا پہلو ہو۔

قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ ؟ بادشاہ نے کہا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے؟

قُلْتُ نَعَمْ۔ میں نے کہا ہاں۔

قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ ؟ بادشاہ نے کہا اس سے جنگ کا کیا نتیجہ نکلا؟

قُلْتُ اَلْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالٌ يَّنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ۔ میں نے کہا جنگ ہمارے ان کے درمیان ڈول کی طرح رہی کبھی ان کے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں (کبھی انہیں فتح حاصل ہوتی کبھی ہمیں)

قَالَ مَاذَايَاْمُرُكُمْ؟ بادشاہ نے کہا وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟

قُلْتُ يَقُوْلُ اُعْبُدُوْااللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا تُشْرِكُوْابِهٖ شَيْئًا وَاتْرُكُوْا مَايَقُوْلُ آبَاءُكُمْ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ۔ میں نے کہا وہ فرماتے ہیں صرف ایک اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ

رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

فَقَالَ لِتَّرْ جَمَانِ قُلْ لَهٗ سَأَلْتُكَ عَنْ نَّسَبِهٖ فَذَكَرْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْنَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا۔ بادشاہ نے ترجمان سے کہا اسے (ابوسفیان کو) کہو میں نے تجھ سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا تو نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہیں اور رسول اسی طرح قوم میں عالی نسب بھیجے جاتے ہیں۔

وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا قُلْتُ لَوْكَانَ اَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهٗ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَّأْ تَسِيْ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ۔ میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا تم میں سے ان سے پہلے بھی کسی نے یہ بات کہی تھی (نبوت کا دعویٰ کیا تھا) تو نے کہا نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے پہلے بھی یہ بات کہی ہوتی (نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا) تو میں کہہ دیتا کہ یہ پہلے سے کہی ہوئی بات کے پیچھے پڑے ہیں (پہلے لوگوں کی نقل کر رہے ہیں۔)

وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهٖ مِنْ مَّلَكٍ فَذَكَرْتَ اَنْ لَا فَلَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلَكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اَبِيْهِ۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے تو نے کہا نہیں میں کہتا ہوں اگر ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ شخص (اس دعویٰ نبوت کے ذریعے) اپنی آبائی بادشاہت چاہتے ہیں۔

وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَاقَالَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا فَقَدْ اَعْرِفُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَزَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے (نبوت کے دعویٰ سے پہلے) کیا تم ان کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے تو نے کہا نہیں میں اتنی بات یقینی طور پر جانتا ہوں کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر بالکل جھوٹ نہیں بولیں گے۔

وَسَأَلْتُكَ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَاءُ هُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّ ضُعَفَاءَ هُمْ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ۔ میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کی پیروی اونچے طبقہ کے لوگوں نے کی یا کمزوروں غریبوں نے تو نے کہا کمزوروں غریبوں نے (حقیقت یہی ہے) کہ شروع میں ایسے لوگ ہی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَسَأَلْتُكَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَذَكَرْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ اَمْرُ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يُتِمَّ۔ میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا وہ کم ہو رہے ہیں تو نے کہا وہ بڑھتے جاتے ہیں اور یہی ایمان کا حال ہے یہاں تک کہ کامل ہو جائے۔ وَسَأَلْتُكَ اَيَرْتَدُّ (مِنْهُمْ) اَحَدٌ سُخْطَةً لِّدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ

حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ۔ میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد دین کو ناپسند سمجھ کر کوئی ان میں سے مرتد ہوا ہے تو نے کہا نہیں ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی تازگی دلوں میں رچ بس جائے (پھر وہ دل سے نکلتا نہیں)۔

وَسَئَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا ۔ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ۔ میں نے تجھ سے پوچھا تھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں تو نے کہا نہیں اور رسولوں کی یہی شان ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔

وَسَئَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّهٗ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْأً وَّيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَيَاْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَاِنْ كَانَ مَاتَقُوْلُ حَقًّا (فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ) فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْكُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُنْ اَظُنُّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ فَلَوْ اَنِّي اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ ۔

اور میں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں تو تو نے کہا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور وہ تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں نماز پڑھنے سچ بولنے اور پاکدامنی کا حکم فرماتے ہیں اگر تمہاری یہ باتیں سچی ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہیں بہت جلد وہ میرے پاؤں تلے کی زمین (بیت المقدس) کے مالک ہوجائیں گے اور مجھے یقین تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ کاش مجھے یقین ہوتا کہ ان تک پہنچ سکوں تو سفر کی تکالیف برداشت کرکے ان سے ملاقات کرتا کاش میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کے پاؤں دھوتا۔ (بخاری شریف جلد اول ص 5-4، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 340، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 5-4، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 9-308 اور بخاری شریف میں اسی جگہ یہ بھی ہے بادشاہ ھرقل نے رومیہ کے ایک اپنے دوست کے پاس جو علم میں ھرقل کا ہم پلہ تھا اس بارے لکھا اور اس کی رائے لینا چاہی اس نے بھی جواباً بادشاہ کو یہی بتایا کہ آخری نبی کا ظہور ہو چکا ہے اور بلاشبہ یہ وہی نبی ہیں۔

بیت المقدس کے خادم کا معراج کی گواہی دینا:

ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے کہا جب میں نے دیکھا کہ شاہ ھرقل بھی ان کا عقیدت مند ہو رہا ہے تو میرے دل میں آیا کہ میں بادشاہ کو ان کے متعلق متزلزل کروں اس پر ظاہر کروں کہ وہ جھوٹ بھی بنا لیتے ہیں تو میں نے بادشاہ سے

کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی ایک محال انہونی بات بتاتا ہوں جس سے ان کا جھوٹ بولنا بادشاہ پر ظاہر ہو جائے گا بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں رات ہی رات میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گیا جب میں نے بادشاہ کو یہ بات بتائی تو بیت المقدس کا ایک خادم جو وہاں موجود تھا جھٹ سے بول اٹھا کہنے لگا اے بادشاہ یہ سچ ہے ہاں میں اس رات کو جانتا ہوں اور وہ بات جو اس رات ہمارے مشاہدے میں آئی یہ تھی کہ ہماری عادت تھی کہ رات کو ہم بیت المقدس کے دروازے بند کر دیتے تھے مگر اس رات ہم نے دروازہ کو بند کرنے کی از حد کوشش کی مگر بسیار کوشش کے باوجود وہ ہم سے بند نہ ہوسکا ہم نے وہاں کئی لوگوں کو جمع کر کے بھی اسے بند کرنے کے لئے پورا زور لگایا مگر کامیابی نہ ہوسکی دروازہ حرکت کرنے میں بھی نہیں آتا تھا آخرکار تھک کر ہم نے دروازے کے دو کاریگر بلائے انہوں نے بھی کوشش کی مگر دروازہ نہ بند ہوسکا انہوں نے کہا اسے اسی طرح رہنے دو صبح اسے دیکھیں گے جب صبح آ کر دیکھا تو دروازہ بالکل ٹھیک تھا آسانی سے حسب معمول بند ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 343، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 294، حجۃ اللہ علی العلمین ص 153)

ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ ھرقل نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں بلایا اور انہیں کہا خدا کی قسم میں پختہ یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی رسول مرسل برحق ہیں اور جس آخری پیغمبر کی صفات ہم نے آسمانی کتب میں پڑھی ہیں یہ وہی پیغمبر ہیں مگر میں اس کا اظہار سرعام اس لئے نہیں کرسکتا کہ ایسی صورت میں یہ رومی مجھے قتل کر دیں گے اب مصلحت اس میں ہے کہ آپ رومیہ چلے جائیں صنغا طر نام کا آدمی ہے جو فن کہانت اور علم نجوم میں بہت بڑا ماہر ہے اور عیسائیوں کا رہبر و پیشوا ہے عیسائی اس کے انتہائی عقیدتمند ہیں اگر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ایمان لے آئے تو پھر تمام عیسائی دین اسلام کو قبول کرلیں گے اور پھر میں بھی علی الاعلان اسلام قبول کرلوں گا بادشاہ ہرقل نے ضغاطر کے نام خط بھی لکھا جس میں تمام کیفیات کو بیان کیا اور وہ خط حضرت دحیہ کلبی کے حوالے کر دیا اور انہیں ضغا کی طرف رومیہ روانہ کر دیا۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ ھرقل کا خط ضغاطر کو دیا اور ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ وصفات حمیدہ بھی بیان فرمائے تو ضغاطر نے کہا واللہ وہ حق نبی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہم نے انہیں ان ہی صفات حمیدہ کے ساتھ اپنی کتاب میں پڑھ کر پہچانا ہے۔

چنانچہ ضغاطر اپنے گھر گیا جو سیاہ لباس اس نے پہن رکھا تھا وہ اتار کر اس نے نہایت عمدہ سفید لباس زیب تن کیا ہاتھ میں عصا لیا اور کنیسہ میں آیا کنیسہ میں ان کے تمام اشراف عیسائی جمع تھے اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا اے رومی حضرات تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عربی کی طرف سے ہمارے پاس ایک مکتوب آیا ہے اس میں ہمیں دین حق دین اسلام کی دعوت دی گئی ہے ان کی نبوت ورسالت کی حقیقت مجھ پر روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

نصاریٰ نے ضغاطر سے جب یہ ذکر سنا تو انہوں نے ضغاطر پر یکبارگی حملہ کر دیا اور انہیں مار مار کر شہید کر دیا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارا منظر دیکھ کر واپس ھرقل کے پاس آئے اور انہیں یہ ساری حقیقت حال سنائی۔

ھرقل نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا جناب میں نے اسی ڈر کا اس وقت آپ کو ذکر کیا تھا کہ میں اسلام لانے کا برملا اعلان تو کر دیتا مگر ان عیسائیوں نے مجھے قتل کر دینا تھا خدا کی قسم ضغاطر ان عیسائیوں کو مجھ سے محترم ومکرم تھا یہ ان کا بہت بڑا بزرگ تھا یہ ان کے بہت عقیدتمند تھے جب انہوں نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا تو اندازہ لگا لیں کہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 154، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 295، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 311)

پادری نے حضرت سلمان فارسی کو حضور کے متعلق بتایا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایران کے مشہور شہر اصفہان کے رہنے والے تھے آپ کا والد اپنے شہر کا سردار تھا اسے اپنے بیٹے سلمان سے والہانہ محبت تھی وہ چاہتا تھا کہ یہ ہر وقت اُس کی نظروں کے سامنے رہے کسی دم بھی نظروں سے اوجھل نہ ہو اس لئے وہ ہر وقت اسے گھر میں ہی محبوس رکھتا تھا اس کا باپ مجوسی تھا اس نے اپنے اس بیٹے کو بھی مجوسی دین کا ماہر بنا دیا وہ چاہتا تھا کہ بیٹا بھی اسی دین سے وابستہ رہے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا قدرت حضرت سلمان فارسی پر پوری طرح مہربان تھی لہٰذا جو قدرت نے چاہا وہی ہوا کہ باپ نے ایک دن اپنے اس پیارے بیٹے کو اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے بھیجا یہ جا رہے تھے راستے میں عیسائیوں کا گرجا تھا سلمان جب وہاں سے گذرنے لگے تو دِل میں خیال آیا کہ دیکھوں تو سہی عیسائی اپنے عبادت خانے میں کیا کرتے ہیں جب گرجا کے اندر گئے دیکھا تو انہیں عیسائیوں کی عبادت ان کی بارگاہ الٰہی میں دعاؤں کا مانگنا بہت پسند آیا اس میں ایسے مگن ہوئے کہ شام وہیں پڑھ گئی ادھر باپ پریشان تھا

کہ سلمان واپس کیوں نہیں لوٹا اس نے کئی آدمی آپ کی طرف آپ کو لانے کے لئے بھیجے مگر وہ ناکام واپس آئے کہ معلوم نہیں سلمان کہاں ہے سلمان شام کو جب واپس گھر آئے تو باپ نے پوچھا سارا دن کہاں رہے کہاں گذارا آپ کے دِل میں چونکہ دین عیسائیت گھر کر چکا تھا اس لئے آپ نے انتہائی محبت وچاہت سے اس کا تذکرہ باپ کو کیا باپ سٹپٹا اٹھا کہ بیٹا تو ہاتھ سے جارہا ہے یہ تو باپ دادا کا دین چھوڑ رہا ہے لہٰذا اس نے اس کے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دیں کہ اس طرح اسے اپنے دین مجوسی سے منحرف ہونے سے اسے بچا سکوں گا مگر قدرت کی تدابیر کے آگے کون بندھ باندھ سکتا ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی طرح خفیہ طور پر ایک شخص کو ان نصرانیوں کے پاس بھیجا اور انہیں اپنے حالات سے آگاہ کیا نیز انہیں پیغام بھیجا کہ جب کوئی قافلہ ملک شام جائے تو مجھے مطلع کرنا اتفاقاً ان دنوں ایک قافلہ شام سے آیا ہوا تھا وہ واپس جارہا تھا۔

عیسائیوں نے مجھے اس کی اطلاع کردی میں نے کسی طرح اپنے آپ کو زنجیروں سے آزاد کیا اور اس قافلہ سے جاملا اوران کے ساتھ چل کر ملک شام پہنچ گیا وہاں ایک پادری کے پاس رہنے لگ گیا تاکہ اس سے دین عیسائیت کی پوری طرح تعلیم حاصل کرسکوں یہ شخص بظاہر بہت نیک وپارسا عبادت گذار بنا ہوا تھا مگر اندر سے پورا نفس کا پجاری تھا لوگ عقیدت ومحبت سے جو مال اسے راہ خدا میں خرچ کرنے کے لئے دیتے یہ اس میں سے ایک روپیہ بھی راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا تھا بلکہ انہیں اپنے ہاں ہی جمع رکھ لیتا اس طرح اس نے کئی مٹکے درہم ودینار کے بھر لئے اس کے اس رویہ کو دیکھ کر میں اس سے شدید متنفر ہوگیا جب وہ فوت ہوا تو میں نے اس کی اصلیت لوگوں پر ظاہر کردی اور وہ مال ودولت سے بھرے ہوئے مٹکے ان کے سامنے رکھ دیئے اور انہیں بتایا کہ اس شخص کا تعلق محض دولت وزر سے تھا دین محض بہانہ تھا اس نے آپ لوگوں کو بیوقوف بنایا ہوا تھا لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اسے دفن کرنے کی بجائے اس کی لاش کو سولی پر لٹکایا جائے اور سنگسار کیا جائے چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اس کی جگہ اس گرجا کا جو پادری مقرر ہوا وہ واقعی نیک وپارسا تھا مجھے اس کے ساتھ اس کی خدمت میں رہ کر دلی سکون میسر ہوا میں نے چاہا کہ ساری زندگی اس کے قدموں میں ہی گذاردوں مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

لہٰذا ان کا وقت وصال آپہنچا جب میں نے دیکھا کہ یہ تو اس دنیا فانی سے کوچ کررہے ہیں تو میں نے ان سے التجا کی کہ آپ مجھے کسی اور نیک وپارسا اللہ والے کو سپرد کردیں تو انہوں نے مجھے موصل میں رہنے والے ایک پادری کا ذکر کیا

کہ وہ واقعی راہ خدا کا بندہ ہے لہٰذا ان کے فوت ہونے کے بعد میں موصل آ گیا ان کے بتائے ہوئے پادری کے پاس پہنچا اور ان کی خدمت میں رہنے لگ گیا یہ بھی واقعی بہت نیک پارسا تھے حقیقتاً ولی اللہ تھے مگر ہوا یہ کہ ان کا بھی دار فانی سے کوچ کا وقت آ گیا میں بہت مضطرب ہوا کہ اب کہاں جاؤں گا میں نے ان سے درخواست کی کہ حضرت جاتے جاتے مجھے کسی بزرگ شخصیت کے سپرد کرتے جائیں تاکہ میں کہیں بھٹک نہ جاؤں انہوں نے نصیبین میں رہنے والے ایک شخص کے متعلق راہ نمائی فرمائی اور فرمایا وہ اس وقت واقعتاً راہ خدا میں زندگی گذارنے والے شخص ہیں ان کے علاوہ میری نظر میں کوئی اور ایسا شخص نہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے فوت ہونے کے بعد میں نے نصیبین شہر کی راہ لی وہاں پہنچ کر اس پادری سے ملا انہیں اپنی سرگذشت سنائی اور ان سے خدمت میں رکھنے کی درخواست کی جو انہوں نے قبول فرمائی یہ مرد درویش بھی واقعی مرد درویش تھے اللہ والے تھے مجھے ان کے ہاں رہ کر بھی قلبی اطمینان نصیب رہا مگر اس دارفانی سے ان کا بھی کوچ کا وقت ہو گیا میں نے ان کی خدمت میں بھی عرض کی کہ حضور میرے لئے کوئی راہ متعین فرمائیں مجھے کسی کے حوالے فرمائیں جن سے مجھے آخرت کے حصہ کے لئے فیض ملتا رہے انہوں نے مملکت روم کے ہی شہر عموریہ میں ایک پادری کا بتایا کہ وہ بہت نیک و پارسا اللہ والے ہیں آپ اب ان کے پاس چلے جائیں چنانچہ ان کے فوت ہو جانے کے بعد میں وہاں چلا گیا اس پادری کو صورت حال سے آگاہ کیا اور خدمت میں رہنے کی درخواست کی جو انہوں نے منظور کر لی ایک مدت تک میں ان کی صحبت میں رہا بالآخر ان کا بھی آخری وقت آن پہنچا تو میں نے ان سے التجا کی کہ حضرت مجھے کسی کے سپرد فرمائیں جو میرے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہوں۔

انہوں نے فرمایا میری نظر میں ایسا کوئی شخص نہیں جس کے متعلق مجھے معلوم ہو کہ واقعی یہ درویش صفت آدمی ہے اب میں آپ کو ایک بہت ہی اعلیٰ رہنمائی کرتا ہوں وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری رسول و آخری نبی کی بعثت کا زمانہ قریب ہے وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ملت کے احیاء کے لئے مبعوث ہوں گے ملک عرب میں پیدا ہوں گے اور اپنے شہر سے نخلستان کی طرف ہجرت فرمائیں گے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اگر تو وہاں جا سکتا ہے تو وہاں چلا جا ان کی علامات میں سے ایک علامت تو یہ ہے کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے لیکن ہدیہ قبول فرمالیں گے اور دوسری علامت یہ ہے کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عموریہ رہائش کے دوران کاروبار کے ذریعے میرے پاس چند گائیں اور بکریاں تھیں پادری کی وفات کے بعد بنی کلب کے ایک قافلہ والوں سے میری ملاقات ہوئی میں نے انہیں کہا مجھ سے یہ گائیں اور بکریاں لے لیں اس کے عوض مجھے سرزمین عرب پہنچا دیں انہوں نے منظور کرلیا میں اس قافلہ کے ہمراہ چل پڑا وادی ام القریٰ میں پہنچ کر انہوں نے دھوکے سے مجھے عثمان اشہلی یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا وہاں کھجوروں کا باغ تھا مجھے خیال ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری رسول کی ہجرت گاہ شاید یہی جگہ ہو لیکن دلی طور پر میں مطمئن بالکل نہیں تھا بہرحال میں اس کی خدمت میں مصروف رہتا کہ ایک دن اس کا چچازاد بھائی جو مدینہ منورہ رہتا تھا اس کے پاس آیا اور مجھے اس سے خرید کر مدینہ شریف لے گیا مدینہ شریف پہنچ کر مجھے یوں لگا جیسے اس جگہ کو میں نے پہلے دیکھا ہوا ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا درحقیقت پادری کی بتائی ہوئی نشانیوں کے مطابق میں نے اس جگہ کو پہچان لیا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میری منزل مقصود یہی جگہ ہے لہٰذا میں وہاں اس یہودی کے غلام کی حیثیت سے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرنے لگ گیا۔

ایک دِن مجھے خبر ملی کہ مکہ مکرمہ میں نبی مبعوث ہو گئے ہیں میں چونکہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس لئے وہاں نہیں جاسکتا تھا ایک دِن میں اپنے مالک کے باغ میں کھجور کے درختوں کے کاموں میں مصروف تھا کہ میرے مالک کا چچازاد بھائی باغ میں آیا اور میرے مالک سے کہنے لگ گیا کہ اوس وخزرج کا ستیاناس ہو یہ مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے اس شخص پر فدا ہو گئے ہیں جو کہتا ہے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں اس کی زبان سے یہ بات سنتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں خوشی سے نہال ہو گیا میں اس وقت کھجور کے ایک درخت پر چڑھا ہوا تھا میرے جسم میں اس خبر سے اتنا خوشی کا ابال آیا ہوا تھا کہ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ کہیں میں درخت سے گر ہی نہ جاؤں لہٰذا میں درخت سے نیچے اتر آیا اور مالک سے پوچھا آپ کیا بات کررہے تھے مالک نے غصہ سے بے قابو ہو کر مجھے زوردار تھپڑ رسید کر دیا اور کہا تجھے ان باتوں سے کیا تعلق جا تو اپنا کام کر سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دِل سے اس وقت آواز نکل رہی ہو گی۔

آ سے آ سے عمر گذاری جھلے خار ہزاراں
اج مالی باغ نہیں ویکھن دیندا آیاں جدوں بہاراں
باغ بہاراں تے گلزاراں بن یاراں کس کاری
یار ملن دکھ جان ہزاراں شکر کراں لکھ واری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے یہودی مالک سے کہا مجھے آپ کی باتوں سے کوئی سروکار نہیں مگر میں نے آپ لوگوں کی زبان سے ایک خبر سنی تھی صرف اس کی تصدیق کی خاطر آپ سے پوچھ لیا میں نے چاہا کہ تصدیق کرلوں۔

فرماتے ہیں جب سورج غروب ہوگیا اندھیرا چھا گیا میں نے کچھ کھجوریں حاصل کیں اور قبا میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں حاضر ہوا عرض کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک شخص ہیں لوگوں کی اصلاح کے لئے تشریف لائے ہیں آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی ہیں میں یہ کھجوریں بطور صدقہ لایا ہوں قبول فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں ساتھیوں کو دے دیں فرمایا تم کھاؤ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا میں نے دِل میں کہا ایک نشانی تو پوری ہوگئی کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ دوسرے دِن سورج غروب ہونے کے بعد میں کچھ اور کھجوریں حاصل کرکے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

کھجوریں پچیس سے ایک ہزار ہوگئیں:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ کھجوریں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیں اور عرض کیا حضور یہ صدقہ نہیں ہے یہ ہدیہ ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملکر تناول فرمائیں میں نے دِل میں کہا یہ دوسری نشانی بھی پوری ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں گن کر پچیس کھجوریں لایا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ تناول فرمائیں جب تناول فرما چکے تو میں نے چپکے سے ان کی گٹھلیاں جمع کیں ان گٹھلیوں کو شمار کیا تو وہ ایک ہزار تھیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کئی دن گذر گئے میں ایک غلام کی سی زندگی گذار رہا تھا اور اس سوچ بچار میں تھا کہ راھب نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق جو نشانیاں بتائی تھیں کیا وہ تمام ان میں پائی جاتی ہیں ایک دِن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ

ایک جنازے کے ساتھ جنت البقیع میں تشریف فرما تھے میں آپ کی پشت مبارک کی طرف ہوا تا کہ ہو سکے تو مہر نبوت کا دیدار کرلوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب مجھے پیچھے سے گھوم کر آتا دیکھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر پر میرا ارادہ منکشف ہوگیا لہٰذا انہوں نے اپنی پشت مبارک سے چادر اٹھالی جس سے میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کا دیدار کرلیا میں نے اسے راہب کی بتائی ہوئی نشانی کے مطابق پایا۔

میں فرط جذبات سے بے قابو ہو کر گر پڑا میرے آنسو بھی بہہ رہے تھے اور وارفتگی کے عالم میں دو جہانوں کے سردار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بوسے دے رہا تھا اپنی قسمت پر نازاں تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آگے بلایا میں اٹھ کر محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اول سے لے کر آخر تک اپنی ساری سرگذشت آپ کی خدمت اقدس میں بیان کردی۔ آپ نے حیرت وتعجب کا اظہار فرمایا اور چاہا کہ میرے حالات صحابہ کرام بھی سنیں لہٰذا میں اپنے حالات سناتا رہا اور صحابہ کرام سنتے رہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہودی کی غلامی کے باعث میں جنگ بدر واحد میں شمولیت کی سعادت حاصل نہ کرسکا ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سلمان مکاتبت کے ذریعے آزادی حاصل کرو۔ میں نے اپنے یہودی مالک سے کہا مجھے مکاتب کردے۔ وہ بڑے اصرار کے بعد اس پر راضی ہوا کہ میں اس کے لئے کھجور کے تین سو پودے لگاؤں سارے پودے ہرے بھرے ہوجائیں پھل دینے لگ جائیں اور ان کے پھل دینے تک ان کی پرورش کروں اور ساتھ چالیس اوقیہ سونا بھی ادا کروں تو پھر اس کی غلامی سے آزاد ہو جاؤں گا میں نے یہ صورت حال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی تو حضور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو۔ فرمان سنتے ہی صحابہ کرام نے میری مدد فرمادی کوئی صحابی کھجور کے بیس پودے لارہا ہے تو کوئی تیس کوئی دس پودے لارہا ہے کوئی پندرہ اس طرح پوری تعداد تین سو ہوگئی۔

جب پودوں کی تعداد تین سو ہوگئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا سلمان جاؤ ان کے لئے گڑھے کھودو جب گڑھے کھودلو تو مجھے اطلاع کرنا میں ان پودوں کو خود اپنے ہاتھوں سے لگاؤں گا میں ان پودوں کے لئے گڑھے کھودنے چلا گیا صحابہ کرام نے بھی اس معاملہ میں میرے ساتھ تعاون کیا جب گڑھے کھودے گئے تو میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بتا دیا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود وہاں تشریف لائے ہم پودے اٹھا کر آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست اقدس سے انہیں لگا دیتے تھے اس طرح تین سو پودے لگ گئے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان تین سو پودوں میں سے ایک بھی ضائع نہیں ہوا سب کے سب ہرے بھرے رہے اور بارآور ہوئے۔

لیکن ابھی میرے ذمہ چالیس اوقیہ سونا کی ادائیگی باقی تھی اس کی ادائیگی کے بعد ہی مجھے اس یہودی سے آزادی نصیب ہونا تھی ایک دِن محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں مرغی کے انڈے کے برابر سونا نذرانہ عقیدت کیا گیا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مجھے عنائت فرما کر ارشاد فرمایا سلمان! اس سے اپنی بقایا زرمکاتبت ادا کردے میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ تو چالیس اوقیہ سونا مکاتبت میں ادا کرنا ہے اس انڈے [illegible] سونے سے مکاتبت کیسے ادا ہوگی (واضح ہو ایک اوقیہ سوا تولہ کے برابر ہوتا ہے چالیس اوقیہ کا مطلب آدھا کلو اور دس گرام ہوا) تو رب کریم کے تمام خزانوں کے مالک ہر شے پر قادر مالک کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خُذْھَا فَاِنَّ اللّٰہَ سَیُؤَدِّیْ بِھَاعَنْکَ سلمان اسے لے جاؤ یہ تیری ساری مکاتبت ادا کردے گا (اسے تھوڑا مت سمجھو) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں وہ لے کر اپنے یہودی مالک کے پاس گیا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اسی انڈہ برابر سونے سے چالیس اوقیہ ادا ہوگیا اور یوں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ اس یہودی سے آزادی نصیب ہوگئی۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 270، حجۃ اللہ علی العلمین ص 145، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 31، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 41، دلائل النبوت ابونعیم ص 152، سیرۃ نبویہ لابن ھشام حصہ اول ص 142، مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص 421، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 67، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 6 ص 222، مسند بزار جلد نمبر 6 ص 462، طبقات کبریٰ ابن سعد جلد نمبر 4 ص 75، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص 336)

بندہ ناچیز عرض گذار ہے کہ اگرچہ بہت بڑا گنہگار ہوں زندگی غفلت میں گذر گئی کوئی قابل ذکر نیکی بھی نہیں کرسکا مگر رؤف ورحیم ورحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے رحمت خداوندی کے تحت پر امید ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں سرخروئی ہی حاصل ہوگی۔

اگر ساری عمر دن رات اپنے اس رحمٰن ورحم وکریم مالک رب العلمین کا شکر ادا کروں تو میں اس کے اس لطف وکرم کا حق ادا نہیں کرسکتا کہ اس نے فضل وکرم سے بندہ ناچیز کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا شرف عطا فرمایا

جن کی شان ہی یہ ہے عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحیم اور جنہیں وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی کا وعدہ ہے۔ الحمدللہ رب العلمین۔

شاہ یمن تبع نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار سال پہلے آپ کے نام عریضہ لکھا:

شہنشاہِ یمن تبع حمیری پرشکوہ لشکر کے ساتھ ایک دفعہ مکہ مکرمہ سے گذرا اہل مکہ نے اس کی طرف ذرا بھر بھی توجہ نہ کی بادشاہ کو بہت غصہ آیا کہ انہوں نے میری کوئی تعظیم وتکریم نہیں کی بادشاہ نے متکبرانہ سوچ کے تحت دِل میں فیصلہ کیا کہ کعبہ معظّمہ کو مسمار کردیا جائے اور اہل مکہ کا قتل عام کیا جائے سارے شہر کو تباہ و برباد کردیا جائے بادشاہ کے دِل میں جونہی یہ خیال آیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے سر میں شدید درد پیدا فرمادیا کسی حکیم وطبیب کا علاج کارگر نہ ہوا بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق ہوگیا کہ ناک منہ سے خون بھی آنے لگ گیا آخر ایک نیک صاحب بصیرت شخص نے بادشاہ سے کہا معلوم ہوتا ہے تیرے دِل ودماغ میں کوئی غلط خیال سمایا ہے اس بیماری کا سبب وہی ہے اس کا علاج اس خیال سے توبہ ہے بادشاہ نے اس ناپاک خیال سے توبہ کی کعبہ معظّمہ اور اہل مکہ کے لئے نیک ارادے کا خیال کیا تو تکلیف فوراً دور ہوگئی بادشاہ شفایاب ہوگیا اس کے بعد بادشاہ اپنے دین سے تائب ہوکر دینِ ابراھیمی کی آغوش میں آ گیا کعبہ معظّمہ اور اہل مکہ کی تعظیم کرنے لگ گیا۔

بادشاہ اپنے لاؤلشکر سمیت علما وحکما کے ہمراہ مکہ مکرمہ حاضری کے لئے آیا اہل مکہ کی شاندار رضیافت کی کعبہ معظّمہ پر قیمتی غلاف چڑھایا اور حکم دیا کہ اسے بتوں سے پاک کردیا جائے ناپاک عورتوں کا داخلہ بند کردیا جائے۔ (معارج النبوت جلدنمبر 2 ص 41) شہنشاہ تبع کعبہ شریف کی حاضری کے بعد اپنے لشکر اور علماء وحکماء کے ہمراہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوا اس وقت وہاں صرف پانی کا ایک چشمہ تھا جس کا نام یثرب تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے مدینہ طیبہ ہوا ورنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اس کا نام یثرب ہی تھا یثرب کا لفظ اگر لفظ ثرب کی وجہ سے ہے تو معنی فساد وہلاکت ہیں اور اگر لفظ تثریب سے ہے تو معنی مواخذہ وعذاب کے ہیں محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ طیبہ اور طابہ ہوا آپ کی تشریف آوری سے پہلے اس کی آب وہوا بڑی مضر صحت تھی پانی کا تو ذائقہ ہی اچھا نہ تھا اس میں بیماریاں وبا کی صورت میں پھوٹتی تھیں رب کریم نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے صدقے نہ صرف اس جگہ کا نام تبدیل فرما دیا بلکہ اس کی فضاؤں کو بھی چار چاند لگا دیئے اس کا پانی بابرکت وخوش ذائقہ ہوگیا اب اسے یثرب کہنا یا لکھنا گناہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ اس کا ذکر آگے مدینہ شریف کے فضائل میں آئے گا۔ ہاں اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کے حالات کا تاریخی طور پر ذکر ہوگا تو چونکہ اس وقت اس کا نام یثرب تھا لہٰذا اس وقت کو بیان کرتے ہوئے مجبوراً یثرب لکھنا پڑتا ہے۔

بادشاہ جب یثرب کے مقام پر اپنے پرشکوہ لشکر اور بلند پایہ علماء وحکماء کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا تو ایک دن چار سو 400 یہودی علماء بادشاہ کے پاس آئے اور بادشاہ کو کہا شہنشاہ سلامت ہم کافی عرصہ سے آپ کے ساتھ ہیں مگر اب ہم چاہتے ہیں کہ مرتے دم تک اسی جگہ رہیں اس جگہ کو چھوڑ کر ہمیں آگے جانا منظور نہیں لہٰذا اب ہم آپ کے ساتھ جانے سے معذرت خواہ ہیں بادشاہ تبع علماء سے محبت کرنے والا شخص تھا اسی وجہ سے اس نے مختلف علاقوں سے چن چن کر صاحب کمال علماء کو اکٹھا کیا تھا اور انہیں سفر میں بھی ساتھ رکھتا تھا ہر طرح سے ان کی خاطر مدارت کرتا تھا مگر جب اس نے اتنی کثیر تعداد علماء سے یہ بات سنی تو وہ پریشان ہوگیا کہ وہ کون سی وجہ ہے کہ یہ حضرات میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں میں نے تو ان کی ہر طرح خاطر مدارت کی ہے۔

لہٰذا اس نے اپنے ایک وزیر سے کہا ان حضرات سے وجہ معلوم کریں کہ یہ میرا کیوں ساتھ چھوڑ رہے ہیں وزیر نے جب ان سب حضرات سے پوچھا تو انہوں نے وزیر کو بتایا کہ جناب کعبہ معظمہ کی عظمت اور مکہ مکرمہ کی فضیلت جس ذات کی وجہ سے ہے ان کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا وہ حق کے امام ہوں گے صاحب قرآن ہوں گے صاحب قبلتین ہوں گے صاحب لواء ومنبر ہوں گے وہ لا الہ الا اللہ کا پیغام دیں گے مکہ مکرمہ ان کی جائے ولادت باسعادت ہوگی اور جس جگہ آج ہم یہاں بیٹھے ہیں یہ ان کی ہجرت گاہ ہوگی جو ان کو پائے اور ان پر ایمان لائے اس کے لئے خوشخبری ہے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم یہاں ہی ٹھہریں اگر ہمارے جیتے جی ان کی تشریف آوری ہوگئی تو ہم جیسا کوئی خوش نصیب نہ ہوگا اگر ہمارے بعد ان کی تشریف آوری ہوئی تو کم از کم ہماری نسلوں کو یہ خوش نصیبی حاصل ہو جائے گی یہ سن کر وزیر کے دِل میں بھی یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ میں بھی یہیں ان کے ساتھ ہی سکونت اختیار کرلوں اس نے یہ سب کچھ بادشاہ کو ذکر کیا بادشاہ علماء کی یہ بات سن کر بہت محظوظ ہوا اور اس نے یہ ٹھان لی کہ ایک سال تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انتظار

میں میں بھی یہیں ٹھہروں گا بادشاہ نے ان چار سو علماء کے لئے وہاں چار سو مکان رہائشی بنوائے اس نے چار سو حسین وجمیل لونڈیاں خریدیں انہیں آزاد کیا اور ہر عالم کے ساتھ ایک ایک کا نکاح کر دیا ہر عالم کو بہت سی دولت دی تا کہ انہیں رہائش کے دوران اخراجات کی پریشانی لاحق نہ ہو۔

بادشاہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام ایک خط لکھا اس پر سونے کی مہر ثبت کر دی اور ان علماء میں سے جو بہت بڑے عالم تھے جن کا نام شامول تھا وہ خط ان کے سپرد کیا اور انہیں اس کی حفاظت کی تاکید کی اور کہا اگر تمہیں ان کی زیارت کی شرف یابی نصیب ہو جائے تو اس مخلصانہ خط کو ان کے سپرد کر دینا ورنہ اسے اپنی اولاد کے سپرد کریں اور انہیں اس کی حفاظت کی تاکید بھی کریں نسل بہ نسل اسی طرح کرتے رہیں یہاں تک کہ یہ خط محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ جائے۔ (واضح ہو انصار مدینہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور انہوں نے ہر طرح سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت و مدد کی یہ ان علماء کی اولاد سے تھے اور وہ خط نسل بہ نسل منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ خط حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامول کی نسل میں اکیسویں بیٹے تھے۔

بادشاہ تبع کی وفات کے ایک ہزار سال بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر جب مدینہ شریف کی طرف تشریف لا رہے تھے اور اہل مدینہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کی خبر ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی طرح بادشاہ تبع کے خط کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ شریف پہنچنے سے پہلے ہی پہنچا دیا جائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف آ چکے تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ کسی با اعتماد شخص کے ہاتھ یہ رقعہ بھیجا جائے جس کے متعلق یقین ہو کہ واقعی اس کے ذریعے پہنچ جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک با اعتماد دانا شخص حضرت ابولیلیٰ کے ہاتھ وہ رقعہ بھیجا اسے تاکید کی کہ با حفاظت اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوران سفر قبیلہ سلیم کے ایک شخص کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے جب ابولیلیٰ آپ کے پاس پہنچے بظاہر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابولیلیٰ کو دیکھا ہوا نہیں تھا اور نہ ہی ابولیلیٰ نے حضور کو مگر جونہی ابولیلیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا

اَنْتَ اَبُوْ لَيْلٰی یعنی تو ابولیلیٰ ہے اس نے کہا ہاں میں ابولیلیٰ ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تیرے پاس شاہ یمن تبع کا خط ہے وہ دے دے ابولیلیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ سن کر حیران وششدر رہ گیا شان نبوت سے واقف نہیں تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو ہر غائب وحاضر کا علم رکھتے ہیں ہر ایک کے دلوں کی نیت سے بھی واقف ہیں آپ سے کچھ پوشیدہ نہیں آپ کے علم کی وہ شان ہے کہ مالک کائنات رب العلمین نے اس علم کی عطا کو فضل عظیم فرمایا ہے۔

ابولیلیٰ نے حیرت میں گم عرض کیا آپ کون ہیں آپ جادوگر تو نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں میں جادوگر نہیں میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوں لاؤ وہ خط دے دو ابولیلیٰ نے وہ خط آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط پڑھ کر سنایا خط کا مضمون یہ تھا۔

اِلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ و آلہ وسلم بْنِ عَبْدِاللّٰہ خَاتِمِ النَّبِیّٖنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مِنْ تُبَّعِ بن حُمَیْرِ بْنِ دَرْدَعْ اَمَّا بَعْدُ یَامُحَمَّدُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاِنِّیْ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَعَلٰی دِیْنِكَ وَسُنَّتِكَ وَاٰمَنْتُ بِرَبِّكَ وَرَبِّ كُلِّ شَیْءٍ مَاجَآءَ مِنْ رَّبِّكَ مِنْ شَرَایِعِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَاَنَا قَبِلْتُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَدْرَكْتُكَ فِیْهَا وَنَعِمْتُ وَاِنْ لَّمْ اَدْرَكْتُكَ فَاشْفَعْ لِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا تَنْسٰنِیْ فَاِنِّیْ مِنْ اُمَّتِكَ الْاَوَّلِیْنَ وَتَابِعَتُكَ قَبْلُ مُجِیْئَكَ وَقَبْلُ اِرْسَالِیْ اللّٰهُ تَعَالٰے اِیَّاكَ وَاَنَا عَلٰی مِلَّتِكَ وَمِلَّتِ اَبِیْكَ اِبْرَاهِیْمَ خلیل اللّٰہ علیہ السلام

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ جو رب العلمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں کی طرف تبع بن حمیر بن دردع کی طرف سے اما بعد: اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کی اس کتاب پر بھی ایمان لایا جو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر نازل فرمائے گا اور آپ کے دین پر بھی ایمان لایا آپ کے طریقے پر بھی آپ کے رب پر بھی ایمان لایا جو ہر چیز کا رب ہے اور آپ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو ایمان واسلام کے شرعی احکام ہوں گے میرا ان سب پر کامل یقین ہے میں انہیں قبول کرتا ہوں اگر مجھے آپ کی زیارت کا شرف نصیب ہوگیا تو یہ مجھ پر رب کریم کا خاص

انعام ہوگا اگر میں آپ کو نہ پاسکوں تو آپ مجھے بھلائیں نہیں قیامت کو میری شفاعت فرمائیں میں آپ کی اولین امت سے ہوں اور آپ کے دنیا سے تشریف لانے اور آپ کی بعثت سے پہلے ہی آپ کے تابع ہوں میں آپ کی اور آپ کے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہ کا خط سن کر تین دفعہ فرمایا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ یعنی میں اپنے نیک بھائی کو مرحبا کہتا ہوں۔ بادشاہ تبع کے فوت ہونے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت تک پورے ایک ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابولیلیٰ کو حکم فرمایا کہ واپس مدینہ شریف چلا جا میری آمد کی انہیں خبر دے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 113، حجۃ اللہ علی العلمین ص 139، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 42-41، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص 128-127 سیرت نبوی زینی دحلان جلد نمبر 1 ص 326-27، تاریخ دمشق کبیر ابن عساکر جلد نمبر 3 ص 333 تا 335، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 174)

مدارج النبوت میں ہے کہ بادشاہ تبع نے ایک مکان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی بنوایا اور وہ مکان بھی ان میں سے بڑے عالم کے حوالے کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں تو یہ مکان بھی ان کے سپرد کر دینا جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے اس وقت وہ مکان حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے۔

بحیرہ راھب نے کہا یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری عمر مبارک بارہ سال تھی کہ آپ کے چچا حضرت ابوطالب تجارتی قافلہ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے قریش مکہ کے سرداران بھی اس تجارتی قافلہ میں شامل تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا کے ہمراہ اس قافلے میں شامل تھے آپ برضا ورغبت اپنی خوشی سے چچا حضرت ابوطالب کو کہہ کر اس قافلہ میں شامل ہوئے تھے۔ اس تجارتی قافلہ نے ملک شام کے شہر بصریٰ میں ایک گرجا کے پاس پڑاؤ کیا اہل مکہ کے تجارتی قافلے آتے جاتے وہیں قیام کیا کرتے تھے۔ اس گرجا میں ایک راھب بحیرہ نامی رہتے تھے جو بڑے زاہد عابد نیک پارسا تھے دین عیسائیت تھا اس دین کے ولی اللہ تھے۔ تجارتی قافلے ان کے گرجا کے پاس آتے جاتے ٹھہرتے رہتے تھے بحیرہ راھب نے کبھی کسی قافلہ کی طرف توجہ نہ کی وہ اپنی عبادت میں ہی مشغول رہتے تھے مگر جب

یہ قافلہ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل تھے یہاں آ ٹھہرا تو بحیرہ راہب فوراً گرجا سے باہر آئے قافلے کے لوگوں میں گھس گئے قافلے کے کسی شخص سے کچھ نہیں کہا نہ کوئی معاملہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس پکڑ کر کہا هٰذَا سَيِّدُ الْعٰلَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العلمین کے رسول ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قریش مکہ کے سردار جو قافلے میں شامل تھے راہب کی ان باتوں سے بڑے متعجب ہوئے کہ بارہ سال کے بچے کے متعلق یہ راہب کیا کہہ رہا ہے کہ یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں رب کے رسول ہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں انہوں نے راہب سے پوچھا تجھے ان کے یہ اوصاف حمیدہ کیسے معلوم ہوئے یہ تو ابھی بارہ سال کے بچے ہیں تو نے ان کا کیا دیکھا کہ ان کی اتنی بڑی شان ذکر کر دی راہب نے کہا قافلے والو سنو جب تم اس گھاٹی سے سامنے آئے تو میں اپنے گرجے سے تمہیں آتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو بھی درخت یا پتھر سامنے آتا تھا وہ انہیں دیکھتے ہی ان کے آگے سجدہ ریز ہوجاتا تھا اور یاد رکھو یہ مخلوق (درخت اور پتھر) اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کے بغیر کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور میں انہیں مہر نبوت سے بھی پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے۔

پھر وہ راہب اپنے گرجے میں لوٹ گئے ان قافلے والوں کے لئے کھانا تیار کیا اور کھانا ان لوگوں کے لئے لائے مگر دیکھا کہ قافلے کے سب لوگ تو موجود ہیں مگر وہ موجود نہیں جن کی خاطر ان سب کو کھانا مل رہا ہے قافلے والوں سے کہا کہاں ہیں حضور انہیں بلاؤ انہیں کی طفیل تو سب کو کھانا ملنا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اونٹ چرانے میں مشغول تھے انہیں بلایا گیا۔ آپ تشریف لائے تو آپ کے سر پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا (واضح رہے کہ صرف گرمیوں کے موسم میں گرمی کی وجہ سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بادل سایہ کرتا تھا تاکہ گرمی سے محفوظ رہیں نہ سردیوں کے موسم میں اور نہ ہی رات کو بادل کا سایہ ہوتا تھا قافلے والے سب لوگ ایک درخت کے سایہ تلے بیٹھے ہوئے تھے وہیں کھانا کھلانے کا انتظام تھا مگر سائے کی جگہ پر ہو چکی تھی ایک آدمی کے بیٹھنے کے لئے بھی سایہ نہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے پاس پہنچے اور ایک کنارے پر بیٹھے (جہاں درخت کا سایہ نہ تھا) تو درخت کا سایہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جھک گیا راہب نے انہیں کہا ذرا درخت کے سایہ کی طرف تو دیکھو وہ آپ پر جھک

گیا ہے (رب کریم نے اپنے فضل وکرم سے راھب اور قافلے والوں کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان دکھانا تھی لہٰذا جونہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درخت کے سایہ تلے ان بیٹھے ہوئے قافلے والوں کے پاس پہنچے تو بادل ہٹ گیا درخت نے جھک کر آپ پر سایہ کر دیا اور جو پہلے درخت کے سایہ تلے تھے وہ دھوپ میں ہو گئے لہٰذا سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کیا شان نرالی ہے) راھب نے قافلے والوں سے کہا میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم دیتا ہوں یہ بتاؤ ان کا ولی کون ہے ان لوگوں نے بتایا ابوطالب ہیں بحیرہ راھب حضرت ابوطالب کو قسمیں دیتا رہا حتی کہ ابوطالب نے حضور کو لوٹا دیا۔

یعنی بحیرہ راھب نے حضرت ابوطالب کو بتایا کہ ان کی شہرت دنیا بھر میں ہو چکی ہے رومی کفار ان کے درپے آزار ہیں کہیں انہیں کوئی گزند نہ پہنچا دے ان کی حفاظت کرو انہیں واپس مکہ مکرمہ پہنچا دو۔

(ترمذی شریف حصہ دوم ص202، مشکوٰۃ شریف ص540، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص20، دلائل النبوت ابونعیم ص98، الوفا ابن جوزی ص134، حجۃ اللہ علی العلمین ص158، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 142-141، مستدرک جلد نمبر 3 ص216، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص153، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 75-174)

مستدرک میں اس جگہ ہے کہ بحیرہ راھب کو سات رومی ملے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی غرض سے ادھر آئے تھے انہیں کاہنوں نے بتایا تھا کہ آخری نبی اس مہینے اس طرف آئیں گے بحیرہ راھب نے انہیں سمجھایا کہ یہ بتاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کام کو پورا کرنے کا ارادہ فرما لے کسی کی کوئی طاقت ہے جو اس میں آڑے آجائے یا اس میں رخنہ ڈالے انہوں نے کہا نہیں راھب نے کہا بیوقوف نہ بنو جاؤ واپس لوٹ جاؤ یہ امر الٰہی ہے اس میں کوئی کچھ نہیں کرسکتا راھب نے اس طرح سمجھا بجھا کر انہیں واپس کر دیا۔

ولی کی نگاہ اور عام آدمی کی نگاہ میں فرق

مکہ مکرمہ سے بصریٰ تک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قافلے والوں کے ہمراہ تھے مگر قافلے والوں کو نظر نہ آئے کہ درخت اور پتھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کر رہے ہیں مگر بحیرہ راھب جو اس امت کے ولی تھے ان کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ راستے میں جو درخت اور پتھر بھی آ رہا ہے وہ آپ کو سجدہ کر رہے ہیں یہ ہے عام نظر اور ولی اللہ کی نظر میں فرق رہی یہ بات کہ درخت اور پتھر کیسے سجدہ کرتے تھے ان کے سجدے کی کیفیت کیا تھی یہ دیکھنے والے ہی جانیں۔

حضرت دانیال علیہ السلام نے بخت نصر کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بتایا:

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بخت نصر بادشاہ نے بنی اسرائیل کے قتل وغارت کے بعد ایک بہت ہی ڈراؤنا خواب دیکھا لیکن جب بیدار ہوا تو بھول گیا کہ میں نے خواب میں کیا کچھ دیکھا مگر خواب کی ہیبت طبیعت پر طاری تھی چنانچہ اس نے بے شمار کاہنوں اور ساحروں کو بلایا کہ میں نے جو خواب دیکھا ہے وہ بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر بھی بتاؤ انہوں نے کہا بادشاہ سلامت خواب آپ بتائیں گے تو ہم اس کی تعبیر بتا دیں گے یہ ہمارے بس میں نہیں کہ ہم یہ بھی بتائیں کہ آپ کو خواب کیسا آیا ہے بادشاہ غصہ میں آ گیا اور انہیں تین دن کی مہلت دی کہ تین دن کے اندر تمہیں خواب اور تعبیر دونوں بتانا ہوں گی ورنہ میں تمہیں تہہ تیغ کر دوں گا کسی کو نہیں چھوڑوں گا یہ خبر عام ہر جگہ مشہور ہوگئی ان دنوں سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام بخت نصر کی قید میں تھے آپ کو قید میں ہی اس بات سے آگاہی ہوئی تو آپ نے کسی ذریعہ سے بادشاہ تک یہ پیغام پہنچایا کہ میں بادشاہ کا خواب بھی اور اس کی تعبیر بھی جانتا ہوں۔

بادشاہ نے سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام کو اپنے ہاں بلایا سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں آئے مگر بادشاہ کو سجدہ نہ کیا جب کہ یہ معمول تھا کہ جو بھی آتا تھا۔ بادشاہ کو سجدہ کرتا تھا بادشاہ نے اپنے دربار سے حضرت دانیال علیہ السلام کے علاوہ سب کو باہر نکال دیا جب بادشاہ کے پاس سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام اکیلے رہ گئے تو بادشاہ نے آپ سے کہا پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا میرے خدا نے اس شرط پر مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا ہے۔ کہ میں اس کے بغیر کسی کو سجدہ نہیں کروں گا لہٰذا میں نے اپنے رب سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ میں اس کے بغیر کسی کو بھی سجدہ نہیں کروں گا مجھے ڈر تھا کہ اگر میں اس وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپ کو سجدہ کر دوں تو کہیں وہ مجھ سے خوابوں کی تعبیروں کا علم چھین نہ لے اگر ایسا ہو جاتا تو میں اور آپ دونوں خواب اور اس کی تعبیر سے محروم رہ جاتے تو میں نے اپنی اور آپ کی بھلائی کے لئے آپ کو سجدہ نہیں کیا اب میں آپ کو آپ کا خواب بھی اور اس کی تعبیر بتلا سکتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میرے نزدیک آپ بہت اچھے انسان ہیں جو ایفاء عہد کی پاسداری کرتے ہیں وعدہ وفائی بہت اچھی خصلت ہے اب آپ مجھے میرا خواب اور اس کی تعبیر بتائیں۔

سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا بادشاہ تو نے خواب میں ایک بہت بڑا بت دیکھا ہے جس کی آنکھ سونے کی تھی کمر چاندی کی چوتڑ تانبے کا پنڈلیاں لوہے کی اور دونوں سرین کے درمیان پیٹھ کی ہڈی مٹی کی بنی ہوئی تھی جب تو نے

اسے غور سے دیکھا تو اُس کی ساخت کی خوبی نے تجھے حیران کر دیا اچانک اس کے سر کے درمیانی حصہ پر آسمان سے ایک پتھر گرا جس سے وہ چور چور ہو گیا یہاں تک کہ وہ پس کر آٹا ہو گیا سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور مٹی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح پیوست ہو گئے کہ آپ کے خیال میں اگر سارے انسان اور جنات ملکر بھی انہیں علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اگر ہوا چلتی تو وہ بکھر جاتے پھر آپ نے دیکھا کہ اس پتھر نے اوپر اٹھنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی بڑا بھی ہوتا گیا یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا پھر ایسا ہوا کہ تجھے زمین وآسمان اور اس پتھر کے علاوہ کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی تھی۔

بخت نصر نے کہا بالکل ٹھیک ہے بالکل یہی خواب تھا اب اس کی تعبیر بتائیں۔ سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا اس بت سے مختلف اقوام مراد ہیں سونا وہ قوم ہے جسے آپ جانتے ہیں چاندی وہ قوم ہے جس قوم کا بادشاہ تیرے بعد تیرا بیٹا ہوگا تانبے کا اطلاق اہل روم پر ہوتا ہے لوہے سے مراد ملک فارس ہے مٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو روم اور فارس کی ملکہ بنیں گی اور وہ پتھر جس نے سب کو پاش پاش کر دیا وہ دین ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے عرب کی سرزمین سے ایک پیغمبر مبعوث فرمائے گا جو تمام ادیان کو منسوخ کر دیں گے اور تمام زمین ان کے قبضہ میں ہوگی۔

(خصائص کبریٰ جلد اول ص 41، دلائل النبوت ابونعیم ص 43، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 65، شواہد النبوت ص 42)۔

حی بن اخطب یہودی نے کہا تورات میں ذکر کی گئی نشانیوں کے مطابق یہ نبی برحق ہیں:

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا یہودی سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں ان کے چچا کا نام ابویاسر بن اخطب تھا آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد اور میرے چچا ابویاسر اپنے تمام بچوں سے بڑھ کر میرے ساتھ پیار کرتے تھے میں جب بھی ان کے پاس جاتی وہ محبت سے مجھے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیتے اور بہت پیار کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں تشریف فرما تھے تو ایک دن میرے والد اور چچا صبح سویرے منہ اندھیرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے لئے گئے سورج غروب ہونے کے بعد واپس آئے۔

مگر واپس آئے تو بہت افسردہ خاطر تھے بہت تھکے ماندے ہوئے بڑی مشکل سے قدم اٹھاتے آہستہ آہستہ چل رہے تھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے غم سے بہت زیادہ نڈھال ہیں میں نے ہمیشہ کی طرح پیار بھرے لہجہ میں انہیں مرحبا کہا

لیکن وہ تو اتنے پریشان تھے اور سوچوں فکروں میں اتنے گم سم تھے کہ انہوں نے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا جیسے انہوں نے مجھے دیکھا تک نہ ہو۔

میرے چچا ابو یاسر نے میرے باپ سے کہا کیا یہ وہی ہیں اس نے کہا خدا کی قسم یہ وہی ہیں اس میں کوئی شک نہیں چچا نے پھر پوچھا تورات میں آخری نبی کی جونشانیاں ذکر ہیں کیا تو نے ان صفات کے مطابق انہیں پہچان لیا ہے میرے باپ نے پھر خدا کی قسم اٹھا کر کہا بالکل پہچان لیا ہے چچا نے کہا پھر اب ان کے متعلق ارادہ کیا ہے تو میرے باپ نے جواب دیا اللہ کی قسم جب تک زندہ ہوں ان سے دشمنی کرتا رہوں گا۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص 39، الوفا ابن جوزی ص 57، حجۃ اللہ علی العلمین ص 136، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 37، مدارج النبوت جلد اول ص 176، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 292، سیرۃ نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص 309، عیون الاثر جلد نمبر 1 ص 335)

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے کا خواب:

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا پہلے نام زینب تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کر آپ کا نام صفیہ رکھا آپ یہودیوں کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی اور یہودیوں کے حکمران کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں غزوہ خیبر میں یہودیوں کے جو مرد اور عورتیں قیدی بنے ان میں یہ بھی شامل تھیں اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی اس جنگ میں ان کا باپ حی بن اخطب، خاوند کنانہ اور چچا مجاہدین اسلام کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لئے طلب کر لیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرما لیا مگر صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ یہودیوں کے سردار کی بیٹی ہیں مناسب یہ ہے کہ حضور انہیں اپنے لئے منتخب فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی رائے کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا دحیہ! تم صفیہ کی بجائے کسی اور لونڈی کا انتخاب کر لو حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرخم تسلیم کرتے ہوئے کنانہ کی بہن کو اپنے لئے پسند کر لیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو فرمایا آپ آزاد ہیں اور آپ کو اختیار ہے اگر اپنے رشتہ داروں کے پاس جانے کا ارادہ ہو تو جا سکتی ہیں ہم تجھے وہاں پہنچا دیں گے یا اسلام قبول کر لیں اور

میری زوجیت میں آ جائیں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنھا نے عرض کی میں اللہ تبارک وتعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو پسند کرتی ہوں مجھے اپنے رشتہ داروں کے پاس جانا منظور نہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 63، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 177، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 243 تاریخ الخمیس جلد نمبر 2 ص 57)

اس سے پہلے اللہ تبارک وتعالٰی نے اپنے فضل وکرم سے ام المومنین کو خواب میں ہی یہ ظاہر فرما دیا تھا آپ نے وہ خواب اپنے خاوند کنانہ کو سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آ گرا ہے۔ کنانہ یہ خواب سنتے ہی بھڑک اٹھا غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا اور آپ کے چہرہ پر تھپڑ مار کر کہا اس کا مطلب ہے کہ تیری دِلی خواہش ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کی بیوی بن جائے اس تھپڑ کی وجہ سے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنھا کی آنکھ کے قریب سبز رنگ کا داغ پڑ گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس داغ کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ نے یہ واقعہ سنایا۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 63-64، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 177، سیرۃ نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 3 ص 374، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص 415)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ساری رات پہرہ دیتے رہے:

مقام خیبر میں جس رات ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیمہ میں تھیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ساری رات خیمہ کے باہر پہرہ دیتے رہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس پہرہ دینے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اس جنگ میں صفیہ کے باپ، چچا اور خاوند کو مجاہدین اسلام نے قتل کر کے فی النار کیا ہے میرے دِل میں یہ خدشہ تھا کہ اگر چہ اس نے اپنی رضا وخوشی سے اسلام قبول کر کے جناب کی زوجیت میں آنا پسند کیا ہے مگر کہیں اس غم کے باعث کوئی ناشائستہ حرکت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچا دے اس لئے میں جاگ کر رات بھر پہرہ دیتا رہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس محبت بھری جاں نثاری پر خوش ہو کر انہیں دعا سے نوازا اے اللہ جس طرح ابوایوب نے ساری رات جاگ کر میری حفاظت کی تو بھی اس کی حفاظت فرما۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 63-64، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 177،

معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 324، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص 246، تاریخ الخمیس جلد نمبر 2 ص 57)

شاہ مصر مقوقس نے کہا میرے علم میں تھا کہ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں:

صلح حدیبیہ کے بعد سات ہجری ماہ محرم میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ شاہ مصر مقوقس کی طرف والا نامہ لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ والا نامہ لے کر اسکندریہ پہنچے وہاں مقوقس سے ملاقات کرنے کی غرض سے اس کے محل میں گئے تو بادشاہ کے دربان سے ملاقات ہوئی دربان کے پوچھنے پر حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے آنے اور بادشاہ سے ملنے کی غرض بیان فرمائی دربان انتہائی عزت واحترام سے پیش آیا اور اس نے بادشاہ سے فوراً ملاقات کرادی حالانکہ پہلے سے آنے والے کئی لوگ ابھی بادشاہ سے ملاقات کے منتظر تھے بادشاہ نے بھی حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی عزت وتکریم کی اور والا نامہ بھی بڑے ادب واحترام سے وصول کیا والا نامہ کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى مَقُوْقَسَ عَظِيْمِ الْقِبْطِ

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُعْطِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْقِبْطِ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں مقوقس کی طرف جو قبطیوں کا سردار ہے۔

ہر اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی اتباع کرنے والا ہے۔

اما بعد! میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کرلو سلامتی میں رہو گے اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے دو گنا اجر عطا فرمائے گا اگر تو نے (اسلام سے) منہ پھیرا تو تمام قبطیوں کا گناہ تجھ پر ہوگا اے اہل کتاب اس کلمے کی طرف آؤ

جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ (کلمہ) یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر ہم کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب نہیں بنائیں گے پس اگر یہ (اس بات سے) منہ پھیرلیں تو کہہ دو کہ تم گواہ ہو جاؤ بیشک ہم مسلماں ہیں۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ مقوقس کو یہ بھی باور کرایا کہ اے بادشاہ اس ملک میں آپ سے پہلے ایک ایسا بادشاہ ہو گذرا ہے جس کا اعلان تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہ میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں پھر اس کا جو انجام ہوا وہ سب کے لئے عبرت آموز ہے بادشاہ سلامت آپ اوروں کے انجام سے عبرت حاصل کریں ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ آپ کے انجام سے عبرت حاصل کریں مقوقس نے کہا ہم اپنے دین کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک ہمیں اس سے اعلیٰ وارفع دین حاصل نہ ہو حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ کو دین اسلام کی دعوت دی جارہی ہے اگر آپ اسے اپنالیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو دوسرے تمام ادیان سے بے نیاز کردے گا بلاشک ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی مگر قریش شدید ترین لوگ تھے سب سے زیادہ دشمن یہودی ہیں ان کے بعد نصاریٰ۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جیسی بشارت آخری پیغمبر کے متعلق دی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی بشارت نہیں دی تھی جس طرح آپ لوگ تورات والوں کو انجیل کی دعوت دیتے ہیں ہم اسی طرح آپ کو قرآن مجید کی دعوت دے رہے ہیں جس نبی کو جو قوم ملی وہ اس کی امت بنی لہٰذا اس قوم پر نبی کی اطاعت واجب ہوئی اے بادشاہ! آپ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا ہے لہٰذا آپ پر بھی ان پر ایمان لانا واجب ہے آپ ان پر ایمان لے آئیں اور ان کی امت میں شامل ہو جائیں ہم آپ کو دین عیسائیت سے متنفر نہیں کر رہے بلکہ ہم تو آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل کرنے کا کہہ رہے ہیں جس میں انہوں نے اپنی قوم کو آخری نبی پر ایمان لانے کا حکم فرمایا تھا۔

بادشاہ نے ہاتھی دانت کی بنی ہوئی ایک خوبصورت سی ڈبیہ منگوائی بڑے ادب واحترام سے اس والا نامہ کو اس میں رکھا اسے سربمہر کردیا اس ڈبیہ کو اپنی ایک خاص لونڈی کو دے کر اسے حکم کیا کہ اسے خوب حفاظت سے رکھے پھر اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے ایک عریضہ لکھوایا جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مِنَ الْمَقُوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ

سَلَامٌ عَلَيْكَ۔ اَمَّا بَعْدُ! قَدْ قَرَأْتُ كِتَابَكَ وَفَهِمْتُ مَاذَكَرْتَ فِيْهِ وَمَاتَدْعُوْا اِلَيْهِ وَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ نَبِيًّا بَقِيَ وَكُنْتُ اَظُنُّ اَنَّهٗ يَخْرُجُ بِالشَّامِ وَقَدْاَكْرَمْتُ رَسُوْلَكَ وَبَعَثْتُ اِلَيْكَ بِجَارِيَتَيْنِ لَهُمَا مَكَانٌ فِي الْقِبْطِ عَظِيْمٌ وَبِكِسْوَةٍ وَاَهْدَيْتُ اِلَيْكَ بَغْلَةً لِتَرْكَبَهَا۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور مقوقس عظیم قبط کی طرف سے آپ پر سلام ہو۔

امابعد! میں نے آپ کے والا نامہ کو پڑھا اس میں آپ نے جو ذکر فرمایا ہے اور جس (دین) کی طرف آپ نے دعوت دی ہے اسے سمجھ گیا ہوں یہ میں جانتا تھا کہ (اللہ تبارک وتعالیٰ کے) ایک نبی کی تشریف آوری باقی ہے اور مجھے کامل یقین تھا کہ ان کا ظہور ملک شام سے ہوگا میں نے آپ کے قاصد کا عزت واحترام کیا ہے میں جناب کی خدمت اقدس میں دو کنیزیں بھیج رہا ہوں اہل قبط کی نظروں میں ان کی بڑی قدر ومنزلت ہے ساتھ ایک خلعت بھی اور سواری کے لئے ایک خچر بھی بھیج رہا ہوں۔

آپ پر سلام ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ مقوقس نے ایک رات حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں اپنے پاس بلایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حمیدہ کے متعلق چند سوال کئے پھر کہا ہم آخری نبی کے تشریف لانے کے منتظر تھے مگر ہمیں معلوم نہ تھا کہ ان کا ظہور خطہ عرب سے ہوگا ہمیں تو مکمل یقین تھا کہ وہ ملک شام سے ہوں گے عرب ایسا علاقہ ہے جہاں بھوک وافلاس قحط سالی وتنگدستی ڈیرے ڈالے رہتی ہے لہٰذا ایسے خطہ سے مبعوث ہونے والے نبی کے دین کو میری قوم کبھی قبول نہیں کرے گی مجھے معلوم ہے کہ وہ برحق نبی ہیں لیکن اگر میں اسلام قبول کرلوں تو مجھے بادشاہت سے دستبردار ہونا پڑے گا اور یہ مجھے قبول نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی

بات سنائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس خبیث نے اپنی بادشاہی کی وجہ سے بخیلی کی ہے حالانکہ اس کی یہ بادشاہت رہے گی نہیں۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مصر فتح ہو کر مسلمانوں کے زیرنگیں ہوگیا اور مقوقس بھی فوت ہوگیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ مقوقس کے بھیجے ہوئے تحفے قبول فرمالئے دونوں کنیزوں میں ایک حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں انہوں نے اسلام قبول کرلیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انہیں سے پیدا ہوئے جو اٹھارہ ماہ کی عمر میں وصال پاگئے دوسری کنیز کا نام سیرین تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادی ان سے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

بادشاہ مقوقس نے جو خچر بھیجا تھا اس کا رنگ سفید تھا وہ دلدل کے نام سے مشہور ہوا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 349، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 19، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 305، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 299، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 315، تاریخ الخمیس جلد نمبر 2 ص 37-36، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص 198 تا 201، نصب الرایۃ جلد نمبر 4 ص 28، الاستیعاب جلد نمبر 1 ص 315)

حارث کے دربان نے کہا آخری نبی کی جو نشانیاں انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب ان میں پائی جاتی ہیں:

سات ہجری ماہ محرم میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرب عیسائیوں کے سردار حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف دعوت اسلام کا والا نامہ دے کر بھیجا یہ حارث غسانی ان عربی نسل عیسائیوں کا سردار تھا جو ملک شام کے سرحدی علاقوں میں رہائش پذیر تھے والا نامہ کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى الْحَارِثِ بْنِ اَبِىْ شَمَّر

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَاٰمَنَ بِهٖ وَصَدَّقَ وَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ يَبْقٰى لَكَ مُلْكُكَ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام ہر اس شخص پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی اور اس پر ایمان لے آیا اور اس کی تصدیق کی۔

میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ تمہارا ملک باقی رہے گا۔

حضرت شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کی سرحد پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ حارث شامی شاہ روم ھرقل کو تحفے بھیجنے کے لئے غواط دمشق گیا ہوا ہے شہنشاہ ھرقل ان دنوں بیت المقدس آیا ہوا تھا حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غواط چلے گئے آپ وہاں کئی دِن تک ٹھہرے رہے مگر حارث سے ملاقات نہ ہو سکی آخر ایک دن آپ نے حارث کے دربان سے رابطہ فرمایا اس کا دربان میری نام کا رومی شخص تھا اور اسے بتایا کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں حارث کے نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کا والا نامہ لایا ہوں مگر ابھی تک میری اس سے ملاقات ہی نہیں ہو سکی۔

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دربان نے مجھے بتایا کہ حارث فلاں دن باہر آئے گا لہٰذا اس دِن ملاقات ہو گی اس سے پہلے ممکن نہیں فرماتے ہیں اس دن کے انتظار میں مجھے وہاں رکنا پڑا اس دوران میں اس دربان کو اس رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان افروز واقعات سناتا کئی دفعہ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دل موہ لینے والی پیاری صفات وخصائص کا ذکر سن کر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے وہ کہتا میں نے انجیل میں آخری پیغمبر کی جو علامتیں پڑھی ہیں وہ تمام کی تمام ان میں پائی جاتی ہیں ان پر ایمان لاتا ہوں ان کی نبوت ورسالت کی تصدیق کرتا ہوں اگر مجھے حارث سے جان کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان پر اپنے ایمان لانے کا اعلان کر دیتا مگر مجھے یقین ہے کہ اگر اسے میرے اسلام قبول کرنے کا معلوم ہو گیا تو وہ مجھے قتل کرا دے گا۔

اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ اس حارث سے ایمان لانے کی قطعاً امید نہ رکھو کیونکہ یہ بادشاہ روم سے بہت ڈرتا ہے بہرحال اس دربان نے میری بہت تکریم کی میری سہولیات کا ہر طرح سے خیال رکھا میری خاطر مدارت میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔

آخر وہ دن بھی آ گیا کہ حارث باہر نکلا سر پر تاج سجائے تخت پر براجمان تھا کہ میں نے والا نامہ اس کے حوالے کیا وہ والا نامہ کو پڑھتے ہی غصے سے آپے سے باہر ہو گیا والا نامہ کو بے ادبی وگستاخی سے زمین پر دے مارا اور متکبرانہ انداز میں خرافات بکتے ہوئے کہا کون ہے جو میری حکومت مجھ سے چھیننا چاہتا ہے میں اس سے جنگ کروں گا اس پر حملہ آور ہوں گا

اس نے لشکر کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دے دیا اور شہنشاہ روم ھرقل کو بھی اپنے اس ارادہ سے باخبر کیا شاہِ رُوم نے اسے فوراً جواب لکھا کہ اس غلط خیال کو دِل سے نکال دے خبردار ان پر حملہ آور ہونے کا قطعاً دِل میں خیال بھی نہیں لانا اور فوراً جلد از جلد میرے پاس پہنچ۔

شاہ روم کا خط موصول ہوتے ہی حارث کی ساری اکڑفوں جھاگ کی طرح بیٹھ گئی اس کا دماغ ٹھکانے آ گیا لٰہذا حارث نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا واپس جانے کا کب ارادہ ہے میں نے اسے بتایا کہ کل ہی واپس مدینہ شریف روانہ ہو جاؤں گا اس نے مجھے ایک سو مثقال سونا بطور ہدیہ پیش کیا۔ ایک مثقال تقریباً ڈیڑھ دینار کے قریب ہوتا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 357، حجۃ اللہ علی العلمین ص 522، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 18، تاریخ الخمیس جلد نمبر 2 ص 39، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 317، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 300)

عیص نام کے راھب نے حضور کی آمد کی خبر دی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ظہران نامی ایک گاؤں جو عوام میں وادی فاطمہ کے نام سے مشہور تھا میں بہت بڑے علم والا عیص نامی راھب رہتا تھا وہ اہل شام سے تھا وہ اہل مکہ کو کہا کرتا تھا اے اہل مکہ تم میں ایک بچہ پیدا ہوگا تمام اہل عرب اس کی اطاعت کریں گے اور وہ عجمیوں کے ملک کا بھی مالک ہو جائے گا اور وہ عنقریب پیدا ہونے والا ہے کیونکہ ان کی تشریف آوری کا یہی زمانہ ہے وہ بہت جلد مبعوث ہوں گے مکہ مکرمہ میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا وہ راھب اس بچہ کے متعلق معلومات حاصل کرتا محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت والے دن کی صبح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب اس راھب کے پاس گئے اور اسے آپ کی ولادت باسعادت سے مطلع کیا تو عیص راھب نے کہا یہ وہی بچہ ہے جس کا میں تمہیں ذکر کیا کرتا تھا آپ یہ بتائیں آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے حضرت عبدالمطلب نے کہا اس کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے۔ عیص راھب نے کہا قسم بخدا میں تم میں اس مولود کا منتظر تھا ہم انہیں تین مخصوص علامات سے پہچانتے ہیں ایک علامت تو یہ ہے کہ ان کا ستارہ بوقت شب طلوع ہوا دوسری علامت یہ ہے کہ ان کی ولادت باسعادت بروز پیر ہوئی اور تیسری علامت یہ ہے کہ ان کا نام نامی اسم گرامی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 102، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 85، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 19 معارج

النبوت جلد نمبر 2 ص 103)

دوسری روایت:

حجۃ اللہ علی العلمین ص160 میں ہے کہ ابو نعیم اور ابن عسا کر رحمہما اللہ تعالیٰ نے سبب بن شریک کی سند سے محمد بن شریک سے روایت کیا ہے کہ ورک شام کا رہنے والا ایک عیصی نامی راھب مقام ظہران پر رہتا تھا اللہ تبارک نے اسے بہت بڑے علم سے نوازا ہوا تھا وہ تمام وقت اپنے گرجا میں ہی سکونت پذیر رہتا کبھی کبھی مکہ مکرمہ آتا اور اہل مکہ سے کہتا اے اہل مکہ! عنقریب تم میں سے ایک بڑی عظمت وشان وشوکت والا بچہ پیدا ہوگا تمام عرب وعجم اس کے زیر نگیں ہوں گے وہ ان تمام کا مالک بن جائے گا اس کی ولادت کا یہی زمانہ ہے جس نے اسے پالیا اور اس کی اتباع کی وہ کامیاب وکامران ہوجائے گا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ دونوں جہانوں میں خائب وخاسر ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اس نے شراب وخمر اور امن والی سرزمین کو محض انہیں کی خاطر چھوڑ رکھا ہے اور بھوک وافلاس والی سرزمین پر ڈیرہ بھی انہیں کی خاطر لگا رکھا ہے مکہ مکرمہ میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اس کے متعلق استفسار کرتا پھر کہتا یہ بچہ وہ نہیں ہے اس مولود مسعود کی ابھی تک ولادت باسعادت نہیں ہوئی جس کا میں منتظر ہوں رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جب ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے جدامجد عبدالمطلب نے گھر سے نکل کر اس کے گرجا کے پاس جا کر اسے آواز دی اس نے کہا آپ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا میں عبدالمطلب ہوں راھب نے گرجا سے سر باہر نکال کر دیکھا تو فوراً بول اٹھا اس سعادت مند بچے کے آپ ہی دادا ہیں اور جس کے متعلق میں تمہیں بتایا کرتا تھا وہ بلند قسمت بچہ آج پیدا ہوگیا ہے بروز پیران کی ولادت باسعادت ہوئی ہے بروز پیر ہی ان کی بعثت ہوگی اور وصال بھی بروز پیر ہی ہوگا ان کا ستارہ آج طلوع ہوگیا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ ابھی انہیں درد ہوگا اور تین دن تک درد کی شکایت رہے گی پھر صحت یابی ہوجائے گی اے عبدالمطلب! آپ اپنی زبان کی حفاظت کریں (کسی پر یہ بات ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ کسی اور شخص سے اتنا حسد نہیں کیا جائے گا جتنا ان سے ہوگا اور نہ ہی کسی کے خلاف اتنی عداوت ہوگی جتنی عداوت ان سے لوگ کریں گے۔ عبدالمطلب نے اس راھب سے پوچھا کیا آپ کے علم میں ہے کہ میرے اس بلند عظمت پوتے کی عمر کیا ہوگی؟ راھب نے کہا ان کی عمر لمبی ہوگی یا چھوٹی یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ ستر سال کی عمر تک نہیں پہنچ پائیں گے ہوسکتا ہے کہ ان کی عمر اکسٹھ سال ہو یا تریسٹھ سال اور ان کی اُمت کے اکثر لوگوں کی عمریں بھی یہی ہوں گی۔

یہودی عالم مخریق کا اسلام قبول کرنا

محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودی قبیلہ بنونضیر سے ایک بہت بڑے عالم جن کا نام مخریق تھا بڑے حسین وجمیل تھے اور بہت مالدار بھی تھے۔ ان کا ایک کھجوروں کا باغ بھی تھا انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حمیدہ کا اچھی طرح علم تھا اور دین اسلام سے محبت بھی تھی مگر اس کے باوجود جنگ احد سے پہلے تک شرف ایمان سے مشرف نہ ہوسکے۔ جنگ احد کے دن انہوں نے اپنی قوم یہود سے کہا اے قوم یہود! اللہ کی قسم تم سب اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رسول برحق ہیں اور ان کی مدد کرنا ہم سب پر فرض ہے ہم سب پر لازم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وامداد کر کے سعادت مندی سے بہرہ ور ہوں یہودیوں نے کہا آج یوم سبت ہے (ہفتہ کا دن ہے) ہم اس مقدس دن میں کچھ بھی نہیں کر سکتے حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اب ہمارے لئے ہفتہ کا دن کوئی اہمیت نہیں رکھتا چنانچہ حضرت مخریق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہتھیار بند ہو کر باہر نکل آئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے اسلام قبول فرمانے کے بعد انہوں نے وصیت فرمائی کہ اگر میں آج اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر قربان ہو جاؤں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہو جاؤں تو میرا تمام مال ومتاع میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف ہوگا وہ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں بڑی ہی جوانمردی سے انہوں نے جنگ لڑی کئی کفار کو واصل جہنم کیا آخر کار شہید ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَخْرِیْقُ خَیْرُ یَھُوْدٍ یعنی تمام یہودیوں سے بہتر مخریق ہے۔ (الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 57، دلائل النبوت ابونعیم ص 39، سبل الھدیٰ جلد نمبر 4 ص 317، سیرت ابن ہشام جلد نمبر 3 ص 38، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 177)

حضرت عبداللہ بن سلام نے دیکھتے ہی کہا یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے اپنے قبیلے کے سردار تھے سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے آپ کا پہلے نام الحصین تھا جب مشرف با اسلام ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص نے اعلان

نبوت فرمایا ہے میں نے ان کے اسم گرامی اور صورت و سیرت سے آ گاہی حاصل کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حمیدہ سن کر مجھے از حد مسرت ہوئی مجھے یقین کامل ہوگیا کہ یہ وہی محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے دیدار کے انتظار میں ہمارے آباؤ اجداد عمریں گذار کر راہی عدم ہوئے اور ہم بھی ان کی آمد کے لئے چشم براہ تھے لیکن میں نے مصلحت کے تحت اس کا اظہار کسی سے نہ کیا خاموشی کو ہی کامیابی کا زینہ تصور کیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبا میں ابھی رونق افروز تھے کہ وہاں سے ایک شخص ہمارے ہاں آیا اور اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ذکر کیا میں اس وقت کھجوروں کے باغ میں کام کاج میں مشغول تھا میں اس شخص کی زبان سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر سن کر جذبات سے بے قابو ہو کر مسرت سے بھرپور لہجے میں بے اختیار بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا میری پھوپھی خالدہ بنت حارث کھجور کے درخت نیچے بیٹھی ہوئی تھی اس نے مجھے کہا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر تجھے دی جاتی تو کیا پھر بھی تو اتنی ہی خوشی سے نعرہ لگاتا میں نے کہا پھوپھی جان جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر تھے یہ بھی ویسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور جیسے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات و دین لائے تھے یہ بھی ویسے ہی لائے ہیں پھوپھی جان نے کہا کیا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کے متعلق ہمیں بتایا جاتا تھا کہ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں میں نے کہا بے شک یہ وہی ہیں پھوپھی نے خوشی سے کہا بہت ہی مبارک خبر ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے باغ سے رخ انور زیبا کی زیارت کے لئے قبا پہنچا جونہی میری پہلی نظر چہرہ انور پر پڑی تو میرے دل سے آواز آئی اِنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ عبداللہ! یہ حسین وجمیل بے مثل چہرہ انور جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حاضرین مجلس عالیہ کو ارشاد فرما رہے تھے۔

يَآ اَيُّهَاالنَّاسُ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِالَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِالسَّلَامِ۔

اے لوگو کھانا کھلایا کرو (فقراء سے محبت وغمخواری کے تحت اور درویشوں محتاجوں کو بھی محبت کے تحت کھانا کھلایا کرو)

اور سلام عام کرو (اپنے بیگانے سب کو السلام علیکم کہو اسے صرف اپنے رشتہ داروں یا دوست احباب تک مخصوص نہ کرو) صلہ رحمی اختیار کرو اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (المستدرک جلد نمبر 3 ص 236، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 314، ترمذی شریف جلد نمبر 2 ص 72، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 2 ص 297، الوفا ابن جوزی ص 253، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 391، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 98، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 32، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص 212، ابن ماجہ ص 95، مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص 433، سنن داری جلد نمبر 1 ص 369)

حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پہلی ملاقات کے بعد میں واپس گھر آ گیا جب دوسری دفعہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تین سوال پوچھے ان سوالوں کے جواب اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کے بغیر کوئی نہیں جانتا (یا پھر وہ جانتا ہے جسے نبی مکرم سے تعلیم ہو) پہلا سوال یہ تھا علامات قیامت میں سے پہلی علامت کیا ہے دوسرا سوال یہ تھا کہ جنت میں جنتیوں کی پہلی خوراک کیا ہوگی تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا وجہ ہے کہ بیٹا کبھی باپ سے مشابہت رکھتا ہے اور کبھی ماں سے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی وحی کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے تینوں سوالوں کے جواب عنائت فرما دیئے پہلے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا قیامت کی پہلی نشانی یہ ہوگی کہ مشرق کی طرف سے آگ نکلے گی جو مغرب کی طرف ایسے ہانک کر لے جائے گی جیسے چرواہا بکریوں کو ہانک کر لے جاتا ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا جنتیوں کی پہلی خوراک اس مچھلی کا جگر ہوگا جس مچھلی پر زمین قائم ہے تیسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا والد اور والدہ میں سے جس کا نطفہ پہلے رحم میں گرتا ہے یا زیادہ گرتا ہے بچہ اس کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام اپنے تینوں سوالوں کے جوابات سن کر پکار اٹھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اسلام قبول فرمانے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو

دین آپ لے کر آئے ہیں وہ بھی برحق ہے یہودی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں میرا باپ بھی ان کا سردار تھا میں یہودیوں کے تمام علماء سے دین کا زیادہ علم رکھنے والا ہوں میرے والد بھی سب سے بڑے عالم تھے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی یہودی میرے اسلام قبول کرنے سے لاعلم ہیں اگر انہیں علم ہوگیا تو وہ مجھ پر ایسی ایسی تہمتیں لگائیں گے ایسے ایسے الزام لگائیں گے جن کا مجھ سے دور کا بھی تعلق نہ ہوگا حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ یہودیوں کو بلائیں جب کہ انہیں ابھی میرے اسلام قبول کرنے کا علم نہیں ان سے میرے متعلق پوچھیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نے میری عرض کو قبول فرماتے ہوئے یہودیوں کو بلایا اور مجھے ایک اور کمرے میں علیحدہ چھپا دیا یہودی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رشد و ہدایت فرماتے ہوئے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں اے جماعت یہود! تم جانتے ہو اور تورات میں میرے متعلق پڑھ بھی چکے ہو کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے تم مجھ پر ایمان لے آؤ اسلام قبول کرلو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ فَاَیُّ رَجُلٍ فِیْکُمْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ؟ عبداللہ بن سلام تم میں کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا ذَاكَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا۔ وہ ہمارا سردار ہے ہمارے سردار کا بیٹا ہے وہ ہمارا سب سے بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اَفَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اس دین سے بچائے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوں گے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تین دفعہ یہی فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو تمہارا کیا خیال ہے یہودیوں نے ہر دفعہ یہی جواب دیا کہ اللہ انہیں اس دین سے بچائے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوں گے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ سن کر آواز دی اے ابن سلام باہر نکل کر ان کے سامنے آ جا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے باہر نکل کر یہودیوں سے کہا اے یہودیو! اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی الٰہ نہیں تم جانتے ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور جو دین لے کر آئے ہیں وہ دین بھی برحق ہے یہودیوں نے نہ صرف یہ کہ حضرت عبداللہ بن سلام کو جھٹلایا بلکہ

انہیں کہا یہ سراپا شر ہیں ان کا باپ بھی سراپا شر تھا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے ان کے متعلق یہی فکر تھی انہوں نے اپنی اصلیت ظاہر کر دی ہے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 556، دلائل النبوت ابونعیم ص 195، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 314، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 390، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 98، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 324، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 2 ص 297، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص 212)

شہنشاہ روم ھرقل نے صحابہ کرام کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سمیت انبیاء کرام کی تصویریں دکھائیں:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہشام بن عاص اور نعیم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ہمیں شہنشاہ روم کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تا کہ اسے دعوت اسلام دیں ہم دمشق میں عیسائی سردار جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس پہنچے اس نے سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اس کے آس پاس کی ہر چیز بھی سیاہ رنگ کی تھی ہم میں سے ایک ساتھی نے اس سے سلسلہ کلام شروع کیا اسے دعوت اسلام دی اور ساتھ ہی یہ بھی پوچھ لیا کہ آپ نے سیاہ کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں اس نے کہا میں نے یہ لباس بطور منت پہن رکھا ہے کہ جب تک تم مسلمانوں کو سارے ملک شام سے نکال نہ لوں سیاہ لباس ہی پہنتا رہوں گا ہم نے اسے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم ہم تجھ سے اور تیرے بادشاہ سے یہ ملک فتح کر لیں گے اور تمہاری بادشاہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے انشاء اللہ ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ہمیں خوشخبری دی ہوئی ہے اس نے کہا تمہاری بات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تم سامری قوم ہو مگر تم سامری نہیں ہو سکتے ہم نے کہا سامری کون ہوتے ہیں اس نے کہا سامری وہ قوم ہے جو دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو عبادت کرتی ہے ہم نے کہا اللہ کی قسم ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں اس نے ہم سے ہماری نماز اور روزہ کے متعلق پوچھا کہ تم نماز کیسے پڑھتے ہو اور روزہ کیسے رکھتے ہو ہم نے اسے اپنی نماز اور روزے کی تفصیل بتائی تو پریشانی سے اس کا رنگ فق ہو گیا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگ گئیں اس نے ہمیں کہا آپ بادشاہ کو ملنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا آپ بادشاہ کے پاس چلے جائیں اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ انہیں شاہ روم ھرقل کے پاس پہنچائیں ہم اونٹوں پر سوار تھے جب بادشاہ کے ہاں جانے کے لئے اس کے شہر کے دروازہ کے پاس

پہنچے تو ہمیں کہا گیا آپ ان پر سوار ہو کر آگے نہیں جا سکتے ہم تمہارے لئے خچر یا گھوڑے لے آتے ہیں ان پر سوار ہو کر بادشاہ کے ہاں جائیں ہم نے انکار کر دیا اور کہا ہم انہیں سواریوں پر سوار جائیں گے جن پر آئے ہیں بادشاہ نے اجازت دے دی کہ انہیں انہی سواریوں پر ہی آنے دو۔

ہم عمامے باندھے ہوئے تھے تلواریں حمائل کئے ہوئے تھے اسی حالت میں اونٹوں پر سوار شاہ روم کے دروازے پر پہنچے شاہ روم ھرقل بلند بالکونی میں بیٹھا ہوا ہمیں دیکھ رہا تھا ہم نے اپنے سروں کو اوپر اٹھا کر کہا لا الہ الا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کیا تھا کہ جب ہم نے سروں کو اوپر اٹھا کر لا الہ الا اللہ کہا تو جس بالکونی میں وہ بیٹھا ہوا تھا وہ یوں تھر تھرا اٹھی جیسے تیز ہوا میں کھجور کا درخت لہراتا ہے اس نے ہمیں پیغام بھیجا کہ تمہیں اس طرح مجھ پر اپنے دین کو ظاہر کرنے کا حق نہیں۔

پھر بادشاہ نے ہمیں اندر بلایا ہم اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ بادشاہ ایک بلند تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے سرخ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اس کے اردگرد کی ہر چیز بھی سرخ رنگ کی تھی سرداران روم بھی اس کے پاس موجود تھے اس کی خواہش تھی کہ ہم براہ راست اس کے ساتھ بات کرنے کی بجائے اس کے نمائندے سے بات کرلیں ہم نے دوٹوک بتا دیا کہ ہم کسی نمائندے کے ساتھ بات نہیں کریں گے اگر بادشاہ خود ہم سے بات کرنا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو ہم بات کئے بغیر واپس چلے جاتے ہیں کیونکہ ہمیں شاہ روم سے بات کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے نہ کہ اس کے نمائندے سے بادشاہ نے ہمیں بالکل اپنے قریب بلا لیا ہم نے محسوس کرلیا کہ بادشاہ بہت اچھی طرح سے عربی بول لیتا ہے ہم نے پھر دوبارہ اس کے قریب بلند آواز سے کہا لا الہ الا اللہ جس سے اس کا تخت لرز اٹھا سرداران روم جو اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے گھبرا کر اپنے سر اوپر اٹھائے بادشاہ نے ہمیں کہا تمہارے پاس بڑا طاقتور کلام ہے ہم نے کہا یہ کلمہ ہے اس نے کہا کیا اس سے پہلے بھی تم نے یہی کلمہ ہی پڑھا تھا؟ ہم نے کہا بے شک یہی کلمہ ہی پڑھا تھا۔

اس نے پوچھا جب تم کسی دشمن ملک میں پڑھتے ہو تو کیا ان کی عمارتیں بھی لرز جاتی ہیں؟ ہم نے کہا نہیں اور نہ ہی ہم نے پہلے عمارتیں لرزتی دیکھی ہیں یہ تو صرف تمہارے لئے ایسا ہوا ہے بادشاہ نے کہا تم بہت سچ بولتے ہو پھر بادشاہ نے پوچھا تم شہر فتح کرتے وقت کیا کہتے ہو ہم نے کہا ہم لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے ہیں بادشاہ نے کہا تم آپس میں جیسے ایک دوسرے کو سلام کہتے ہو ویسا سلام میرے ساتھ آپ نے کیوں نہیں کہا؟ ہم نے کہا ہمارا سلام آپ کے لئے جائز نہیں اور

آپ کا سلام ہمارے لئے جائز نہیں اس نے پوچھا تمہارا سلام کیسا ہے؟ ہم نے کہا جنتی لوگ جو ایک دوسرے کے ساتھ سلام کہیں گے وہ ہمارا سلام ہے بادشاہ نے کہا کیا اپنے نبی کے ساتھ بھی یہی سلام کہتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں یہی سلام کہتے ہیں بادشاہ نے پوچھا تم میں سے جو فوت ہو جائے اس کا وارث کون ہوتا ہے ہم نے کہا جو اس کا قریبی رشتہ دار ہو وہ وارث ہوتا ہے اس نے کہا کیا تمہارے فرمانرواؤں کے بھی ایسے ہی اس کے قریبی رشتہ دار وارث بنتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں وہی بنتے ہیں۔

اس گفتگو کے بعد ہمیں ایک بہت ہی خوبصورت اور وسیع مکان میں ٹھہرایا گیا وہاں تین دن تک ہم ٹھہرے رہے پھر ایک رات بادشاہ نے ہمیں اپنے پاس بلایا ہم گئے تو بادشاہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا کوئی اور دوسرا شخص اس کے پاس نہیں تھا اس نے پھر ہم سے وہی پہلے والے سوال کئے اور ہم نے وہی جواب دیئے اس کے پاس ایک مربع شکل سنہری رنگ کا خوبصورت نقش ونگار والا صندوق رکھا ہوا تھا جس کے اندر چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے ہر خانے کا علیحدہ علیحدہ چھوٹا سا دروازہ تھا۔

اس نے ہمارے سامنے صندوق کھولا اور اس کے ایک خانے سے سیاہ رنگ کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا نکالا جس پر سفید رنگ کی تصویر بنی ہوئی تھی تصویر بڑے ہی خوبصورت آدمی کی تھی دراز قد گھنے سیاہ بال خوبصورت بڑی آنکھیں بادشاہ نے ہمیں کہا جانتے ہو یہ تصویر کس کی ہے ہم نے کہا ہمیں نہیں معلوم اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے پھر اس نے وہ تصویر واپس وہیں رکھ دی جہاں سے اٹھائی تھی اس کے بعد اس نے صندوق کے دوسرے خانے کا دروازہ کھولا اس میں سے بھی سیاہ رنگ کے ریشمی کپڑے پر بنی ہوئی سفید رنگ کی تصویر نکالی یہ بھی بڑے خوبصورت آدمی کی تصویر تھی خوبصورت بڑی سرخ آنکھیں سفید رنگت جسم حسین وجمیل داڑھی ہمیں کہا کیا جانتے ہو یہ کن کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا نہیں ہم نہیں جانتے اس نے کہا یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تصویر ہے پھر اس تصویر کو بھی اپنی جگہ پر رکھ کر ایک اور خانے سے ایک اور ریشمی پارچہ تصویر والا نکالا یہ بھی انتہائی حسین وجمیل آدمی کی تصویر تھی کشادہ پیشانی ستواں ناک سر اور داڑھی سفید تھی مسکراتا ہوا چہرہ تھا بادشاہ نے ہمیں کہا جانتے ہو یہ کون ہیں ہم نے کہا نہیں اس نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے۔

پھر بادشاہ نے صندوق کے ایک اور خانے سے ایک اور ریشمی پارچہ نکالا جس پر حسن وجمال کی مرقع تصویر تھی اس تصویر کی تعظیم میں بادشاہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا ہم نے اس تصویر کو دیکھتے ہی کہا بخدا یہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی تصویر ہے بادشاہ نے ہمیں کہا تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور تمہارے دین کی قسم کیا واقعی یہ تمہارے نبی کی تصویر ہے ہم نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے گویا بعینہ آپ ہی ہیں ہم انہیں یوں دیکھ رہے ہیں جیسے ہم آپ کی ظاہر حیات طیبہ میں آپ کو دیکھتے تھے بادشاہ نے کہا میں نے اس تصویر کو آخری خانے میں رکھا ہوا تھا مگر نکالنے میں جلدی اس لئے کی ہے تا کہ تم سے ان کے متعلق معلوم کرسکوں اور تمہارا امتحان بھی مقصود تھا۔

پھر بادشاہ نے ایک اور خانے سے ایک اور تصویر والا سیاہ رنگ کا ریشمی پارچہ نکالا اس پر بھی بڑے خوبصورت حسین وجمیل مرد کی تصویر تھی گندمی رنگت سیاہ بال تیز چشم عمدہ نگاہ غضبناک شخص کی تصویر تھی بادشاہ نے ہم سے پوچھا جانتے ہو یہ کن کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا ہمیں معلوم نہیں بادشاہ نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ اس تصویر کے پہلو ایک اور حسین وجمیل شخص کی تصویر تھی بال سیاہ کشادہ پیشانی خوبصورت مرد کی تصویر نکالی اور بتایا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر بادشاہ نے ایک اور خوبصورت مرد کی تصویر نکالی جسم سفید سرخی بہ مائل تھا متواضع لوگوں کی طرح گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی بادشاہ نے بتایا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر بادشاہ نے ایک اور تصویر نکالی جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی تصویر سے مشابہ تھی مگر ان کے نچلے ہونٹ پر تل تھا بادشاہ نے بتایا یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر بادشاہ نے ایک اور حسین وجمیل مرد کی تصویر نکالی جسم کی رنگت سفید سرخی مائل تھی پیشانی بہت زیادہ چمکدار چہرہ تواضع کا اثر لئے ہوئے تھا قامت معتدل خوبصورت ستواں ناک بادشاہ نے بتایا یہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے جداعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویر دکھائی جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح تھی۔ پھر بادشاہ نے ایک اور ریشم کے کپڑے کا ٹکڑا نکالا اس پر بھی ایک خوبصورت مرد کی تصویر تھی سرخ رنگ تھا باریک ساق تھی میانہ قد تھا تلوار حمائل کی ہوئی تھی بادشاہ نے بتایا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تصویر ہے پھر ایک اور خوبصورت تصویر والا کپڑا نکالا تصویر بہت ہی خوبصورت تھی سیاہ ریش، گھنے بال اور نیلگو چشم بادشاہ نے بتایا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔

ہم نے شاہ روم ہرقل سے پوچھا آپ کو یہ تصویریں کہاں سے حاصل ہوئیں بادشاہ نے بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے رب کائنات میری اولاد سے جو انبیاء کرام ہیں وہ مجھے دکھائے جائیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ تصویریں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھیجیں یہ تصویریں بلاد مغرب میں حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ

میں محفوظ تھیں۔ ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر حضرت دانیال علیہ السلام کو دے دیں حضرت دانیال علیہ السلام نے ان تصویروں کو ریشمی کپڑوں کے ٹکڑوں پر منتقل کیا پھر یہ بادشاہوں کے خزانوں میں پہنچیں اور ہم تک پہنچیں یہ تصاویر بالکل وہی ہیں جو حضرت دانیال علیہ السلام کے پاس پہنچی تھیں۔ پھر بادشاہ نے ہمیں کہا کاش اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ سلطنت سے دست تصرف کو تاہ کروں اور آپ کے غلاموں کی غلامی میں کمربستہ ہو جاؤں یہاں تک کہ موت کی آغوش میں چلا جاؤں اور زندگی کا چراغ موت کی تندوتیز ہوا سے گل ہو جائے۔

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم واپس جانے لگے تو بادشاہ نے ہمیں انواع واقسام شاہانہ الطاف اور خسروانہ عنایات سے نوازا ہم نے واپس آ کر تمام سرگذشت سے خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آ گاہ کیا حضرت ابوبکر صدیق سن کر رو پڑے اور فرمایا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوتا تو دولت ایمان سے مشرف ہوتا پھر فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل کتاب نے تورات وانجیل میں میری صفات پڑھی ہوئی ہیں اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نبی برحق ہوں رب العلمین کا ارشاد ہے یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ اس نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (پ9 ع9)

(دلائل النبوت ابونعیم ص 24 تا 27، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 305، حجۃ اللہ علی العلمین ص 153، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 166، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 74، شواہد النبوت ص 34)

یہودی علماء کے پاس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کی تصویریں تھیں:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد میں ملک شام گیا جب میں بصریٰ پہنچا تو وہاں کے کچھ عیسائی لوگ میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تم اہل حرم (مکہ مکرمہ) سے ہو؟ میں نے کہا ہاں اہل حرم سے ہوں انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں وہ مجھے اپنے کلیسا میں لے گئے وہاں تصاویر تھیں انہوں نے ان تصاویر کی طرف اشارہ کر کے کہا کیا ان تصاویر میں آپ کے ہاں اعلان نبوت کرنیوالے کی تصویر ہے؟ میں نے ان تمام تصاویر کو غور سے دیکھا مجھے ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر نظر نہ آئی لہٰذا میں

نے کہا نہیں ان میں ان کی تصویر نہیں ہے اسکے بعد وہ مجھے اس سے بڑے کلیسا میں لے گئے اس میں اس سے زیادہ تصاویر تھیں انہوں نے کہا ان تصاویر کو غور سے دیکھو کیا ان میں ان کی تصویر ہے؟

میں نے دیکھا ان تصاویر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر موجود تھی ان تصاویر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر بھی تھی جو اپنے نبی کے دامن کو تھامے ہوئے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا ان تصاویر میں ان کی تصویر ہے جنہوں نے آپ کے ہاں دعوے نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر کی طرف اشارہ کرکے کہا کیا یہی ہیں جنہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بالکل انہیں کی تصویر ہے انہوں نے کہا ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ یہ وہی ہیں اور ساتھ ہی جوان کے دامن کو تھامے ہوئے ہیں یہ ان کے خلیفہ ہیں انہوں نے مجھے کہا کیا آپ کے دل میں خوف ہے کہ کہیں اہل مکہ انہیں شہید ہی نہ کردیں میں نے کہا میرا گمان تو یہ ہے کہ اہل مکہ ان کو قتل کرکے فارغ ہو چکے ہوں گے انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا اہل مکہ انہیں کبھی قتل نہیں کرسکتے بلکہ جوان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کے ہاتھوں وہ قتل ہوں گے۔ ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص152، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص 269، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر1 ص 304، دلائل النبوت ابونعیم ص23، ریاض النضرہ طبری جلد نمبر2 ص 18، تاریخ اسلام ذھبی جلد نمبر1 ص144، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 56، مدارج النبوت جلد نمبر1 ص 176، معارج النبوت جلد نمبر2 ص 74، شواہد النبوت ص 33، خصائص کبری جلد نمبر1 ص242)

مصر کے عیسائی بادشاہ شاہ مقوقس نے کہا وہ تمام نسل انسانیت کے رسول ہیں:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بنی مالک کے ساتھ میں مکہ مکرمہ سے مصر وسکندریہ کے حکمران مقوقس کے پاس گیا اس نے تعجب سے ہمیں کہا کہ تم مکہ مکرمہ سے یہاں امن وامان وخیریت سے کیسے پہنچ گئے جب کہ ادھر آنے کے لئے راستے میں مدینہ شریف ہے جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی اور ان کے صحابہ تشریف فرما ہیں (اور تمہاری ان کے ساتھ جنگیں بھی ہو چکی ہیں اور ان سے تمہاری دشمنی ہے) میں نے کہا ہم براستہ سمندر آئے ہیں مگر اس راستہ سے بھی ان سے خوف زدہ ہی آئے ہیں۔

مقوقس حاکم مصر نے ہمیں کہا تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت پر کیا ردعمل ظاہر کیا؟ میں نے کہا ہم میں سے کوئی بھی ان پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں اس نے کہا تم ان پر کیوں ایمان نہیں لاتے؟ ہم نے کہا وہ ایسا نیا دین لائے ہیں جو ہمارے باپ دادا نے بھی نہیں سنا اور نہ ہی وہ شاہ مصر مقوقس کا دین ہے اس نے کہا ان کی قوم نے ان کی اس دعوت (اسلام) پر کیا ردعمل ظاہر کیا ہے؟ ہم نے کہا چند نوجوانوں نے ان کی پیروی کی ہے ان کی اپنی قوم اور عرب قبائل کے کچھ لوگوں سے جنگ بھی ہوئی ہے جس میں کبھی اہل مکہ کو ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اور کبھی ان کو۔

مقوقس نے ہمیں کہا سچ بتانا وہ تمہیں کس چیز کی دعوت دیتے ہیں ہم نے کہا وہ دعوت دیتے ہیں کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کریں (صرف اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ، لاشریک کی عبادت کریں اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں) ہم اور ہمارے باپ دادا جن بتوں کی اب تک پرستش کرتے آئے ہیں انہیں ترک کردیں نیز وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا نماز زکوٰۃ کیا ہوتی ہے کیا ان کا کوئی وقت یا تعداد مقرر ہے ہم نے کہا ہر روز دن اور رات میں پانچ نمازیں ہوتی ہیں ان کے اوقات مقرر ہیں ہر نماز خاص مقرر وقت میں ادا کرتے ہیں اسی طرح مال سے زکوٰۃ کی تعداد ومقدار بھی معین ہے زکوٰۃ کے علاوہ بھی ان کے صدقات وخیرات ہیں مقوقس نے کہا کیا جانتے ہو کہ وہ زکوٰۃ خرچ کہاں کرتے ہیں ہم نے کہا وہ غریب اور نادار لوگوں میں اسے تقسیم کردیتے ہیں وہ صلہ رحمی اور ایفاء عہد کا حکم دیتے ہیں سود، زنا اور شراب سے منع کرتے ہیں غیر خدا کے نام پر ذبیحہ کو حرام سمجھتے ہیں اس کے گوشت کو بالکل نہیں کھاتے۔ مقوقس نے یہ سن کر کہا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور تمام نسل انسانی کے رسول ہیں اگر قبط اور اہل روم ان کی دعوت سن لیں تو فوراً ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کے پیروکار بن جائیں گے کیونکہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انہیں یہی حکم ہے آپ لوگوں نے ان کی جو صفات بیان کی ہیں پہلے انبیاء کرام بھی انہیں صفات سے متصف تھے یاد رکھیں انجام کار وہی سب پر غالب آئیں گے۔ کسی کو بھی ان سے مقابلہ کی تاب نہیں ہوگی ان کا دین سمندروں کو چاک کرتا ہوا ہر طرف پھیل جائے گا ان کی مخالف قوم ہی اپنے نیزوں سے ان کا دفاع کرے گی۔

مغیرہ کہتے ہیں ہم نے کہا اگر تمام دنیا ان پر ایمان لے آئے تو ہم پھر بھی ان کے ساتھی نہیں بنیں گے نہ ہی ان پر ایمان لائیں گے مقوقس نے ہم سے یہ سن کر حیرانی واستعجاب سے ہماری طرف دیکھا اور کہا تم ابھی تک اسے کھیل سمجھ رہے

ہو یہ بتاؤ ان کا نسب کیسا ہے ہم نے کہا وہ سب سے افضل نسب والے ہیں مقوقس نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہی افضل نسب والے ہی تھے۔ مقوقس نے کہا یہ بتاؤ ان کی گفتگو میں صداقت کا کیا عالم ہے ہم نے کہا صداقت کی وجہ سے ہم نے انہیں صادق وامین کا لقب دے رکھا ہے بادشاہ مقوقس نے کہا ذرا سوچ وسمجھ سے کام لو اور غور کرو جو تم سے جھوٹ نہیں بولتے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں کیسے جھوٹ بولیں گے بادشاہ نے کہا جوان پر ایمان لائے ہیں وہ کیسے ہیں ہم نے کہا وہ نوجوان طبقہ ہے بادشاہ نے کہا مجھے عیسیٰ علیہ السلام کی قسم انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکار ایسے ہی رہے ہیں۔

بادشاہ نے ہم سے پوچھا مدینہ منورہ کے یہودیوں نے ان کے متعلق کیا رویہ رکھا ہے وہ اہل کتاب ہیں ہم نے کہا انہوں نے زبردست ان کی مخالفت کی ہے ان کی جنگیں بھی ہوئی ہیں مسلمانوں نے یہودیوں کو قتل بھی کیا ہے اور گرفتار بھی یہودی اب وہاں سے تتر بتر ہو گئے ہیں بادشاہ نے کہا یہودی صرف حسد میں مر رہے ہیں حالانکہ ہماری طرح وہ انہیں خوب پہچانتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے واپس لوٹے تو بادشاہ کی گفتگو سے ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرویدہ ہو چکے تھے ہمیں دل میں بار بار سوچ وخیال آتے تھے کہ ایک وہ ہیں جو سینکڑوں میل دور عجم میں شاہانہ شان وشوکت کے باوجود ان سے ڈر بھی رہے ہیں اور ان کی تصدیق بھی کر رہے ہیں جب کہ ہم ان کے رشتہ دار اور پڑوسی ہو کر بھی سعادت ایمان سے محروم ہیں جب کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں پر رشد وہدایت کا پیغام دے رہے ہیں۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص45، خصائص کبریٰ جلد نمبر2 ص19 الوفا ابن جوزی باالاختصار ص45)

اسکندریہ کے عیسائی راہبوں کی زبان سے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف وتعریف:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم واپس وطن کو لوٹتے ہوئے اسکندریہ شہر ٹھہرے میں وہاں سب گرجوں میں گیا وہاں عیسائیوں کے قبطی اور وصی علماء سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا ان میں سے ایک قبطی عالم ابوغیثم نامی جوان کا سب سے بڑا پادری پوپ تھا سے ملاقات ہوئی میں نے اس سے بہتر کسی کو پانچ نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کیا اب کسی نبی کی آمد باقی رہ گئی ہے؟

اس نے کہا ہاں وَهُوَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اَحَدٌ وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ اَمَرَنَا عِيْسٰے بِاِتِّبَاعِهٖ

وَهُوَالنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ فِیْ عَیْنَیْهِ حَمْرَةٌ الخ وہ آخرالانبیاء ہیں ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں ان کی اتباع کا حکم دیا ہے وہ نبی امی عربی ہیں ان کا نام نامی اسم گرامی احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے نہ طویل قامت ہوں گے نہ کوتاہ قد ان کی دونوں آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے ان کا رنگ نہ بالکل سفید نہ گندمی ہوگا وہ صاحب دراز زلف ہوں گے سادہ لباس ان کی پہچان ہے روکھی سوکھی کھالیا کریں گے تلوار کندھے پر رکھیں گے جہاد میں بذات خود شرکت فرمایا کریں گے ان کے ساتھی ان پر جان چھڑکتے ہوں گے ان کے صحابہ اپنے والدین اور اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت کریں گے وہ پتھروں والے علاقے سے ظاہر ہوں گے حرم سے حرم کی طرف ہجرت کریں گے وہ دین ابرھیمی کے حامل ہوں گے۔

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے اسے کہا اس نبی کی کچھ اور صفات کا تذکرہ کریں اس نے کہا وہ کمر پر تہبند باندھیں گے اعضاء دھویا کریں گے (وضو کیا کریں گے) وہ ان عظمتوں اور شانوں سے آئیں گے جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو حاصل نہیں ہوئیں ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے مگر وہ تمام نسل انسانیت کے لئے رسول ہوں گے ان کے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاکیزہ بنا دی جائے گی جہاں چاہیں گے تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا کریں گے جب کہ ان سے پہلے انبیاء کرام پر پابندیاں تھیں وہ صرف عبادت گاہوں میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے یہ ساری باتیں ذہن نشین کرلیں جب واپس آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص 46-45، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 20-19، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 45، شواہد النبوت ص 93)

شاہ حبشہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گئے اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اپنے ملک حبشہ میں ہمیں اپنی پناہ میں رہنے کی اجازت دے دی (واضح ہو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس وقت حضرت ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور انہیں کے ساتھ ہی ہجرت حبشہ کی تھی اور وہاں سے انہیں کے ساتھ ہی مدینہ شریف آئی تھیں حضرت ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شوال ۴ھ میں انہیں اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمایا اور ام المومنین کے شرف سے مشرف ہوئیں) حبشہ میں ہمیں مکمل امن وامان نصیب ہوگیا ہمیں مکمل مذہبی

آزادی حاصل تھی عبادت الٰہی مکمل اسلامی طریقہ سے کھل کر کرتے تھے کوئی روک ٹوک نہ تھی وہاں کوئی بھی ہمارے درپئے آزار نہ تھا اذیت کا تو شائبہ تک نہ تھا۔

کفار مکہ کو ہماری یہ آزادی وتسکین اور ہمارے خوش کن حالات ایک آنکھ نہ بھائے نیز اس اندیشہ نے بھی ان کا سکون وچین غارت کر رکھا تھا کہ یہ لوگ وہاں اپنی قوت وطاقت کو مجتمع کر کے ہم پر دھاوا ہی نہ بول دیں اور ہمیں تہس نہس ہی نہ کر دیں انہوں نے صلاح ومشورہ سے یہ طے کیا کہ ہم شاہ حبشہ کے پاس وفد بھیجیں جو شاہ حبشہ کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ ان مسلمان مہاجرین کو اپنے ملک سے نکال دے چنانچہ انہوں نے انتہائی زیرک سیاسی رموز اور سفارتکاری کے ماہر دو افراد کا انتخاب کیا ایک عمرو بن عاص دوسرے عبداللہ بن ابی ربیعہ انہیں اپنا سفیر بنا کر شاہ حبشہ کی طرف روانہ کیا ان کے ہاتھ شاہ حبشہ کے لئے قیمتی تحائف بھی بھیجے دیگر گراں قیمت تحائف کے علاوہ ایک انتہائی قیمتی عربی گھوڑا اور انتہائی قیمتی جبہ بھی تھا جو صرف شاہ حبشہ کے لئے تھے ان کے علاوہ بادشاہ کے درباریوں امراء اور پادریوں کیلئے بھی بے بہا تحفہ جات تھے انہیں کہا گیا کہ بادشاہ کو ملنے سے پہلے اس کے درباریوں امراء اور مذہبی رہنماؤں پادریوں وغیرہ کو تحائف دے کر پہلے انہیں اپنا ہمنوا بنایا جائے تاکہ جب بادشاہ سے بات ہو تو ان سب کی ہماری حمایت میں آوازیں بلند ہوں جس سے بادشاہ بھی ہمارا مطالبہ ماننے پر مجبور ہو جائے۔

طے شدہ پروگرام کے تحت یہ دونوں سفیر حبشہ پہنچے اور انہوں نے تحفے تحائف دے کر پادریوں اور امرء وزراء کو اپنا ہمنوا بنالیا انہوں نے ان سے وعدہ کرلیا کہ جب آپ بادشاہ کے دربار میں اپنی عرضداشت پیش کریں گے تو ہم وہاں موجود بھی ہوں گے اور اتنی پرزور حمایت کریں گے کہ بادشاہ کو ماننے کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔

سفیران مکہ کا شاہ حبشہ کو سجدہ:

پادریوں اور امراء سے وعدہ لینے کے بعد حسب منصوبہ یہ دونوں سفیر (عمرو بن عاص وعبداللہ بن ابی ربیعہ) شاہ حبشہ کے دربار حاضر ہوئے سب سے پہلے بادشاہ کو سجدہ کیا پھر اس کے حضور بڑے ہی مودبانہ انداز میں دست بستہ کھڑے ہو گئے شاہ حبشہ بھی ان سے احترام سے پیش آیا انہیں عزت وتکریم دی اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا انہوں نے بادشاہ کے حضور تحفے تحائف پیش کئے اور اپنے حاضر ہونے کی غرض وغائت بیان کرنے کی اجازت طلب کی بادشاہ نے کہا ہاں بیان کریں اجازت ملنے پر عمرو بن عاص نے گفتگو شروع کی۔

عمرو بن عاص نے کہا بادشاہ سلامت! ہمارے قریبی رشتہ داروں میں سے کچھ لوگ ہم سے قطع تعلق کر کے یہاں آپ کے ملک میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے مگر آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک نیا ہی دین گھڑ لیا ہے ہمیں برا بھلا کہتے ہیں ہمارے آباؤ اجداد کو جہنمی کہتے ہیں۔ ہمارے معبودوں کا مذاق اڑاتے ہیں ایک ایسا دین اختیار کر رکھا ہے جس سے ہم بھی بے بہرہ ہیں اور آپ بھی ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں یہاں بھی وہ اپنے عقیدے کی تبلیغ کر کے آپ کے ملک کے امن وامان کو تہ وبالا نہ کر دیں جیسے کہ مکہ میں انہوں نے گھر گھر میں دشمنیاں پیدا کر دی ہیں اور فتنہ وفساد برپا کر رکھا ہے۔

بادشاہ سلامت! ہمیں قریش کے سرداروں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیں اور انہیں حکم کریں کہ وہ اپنے وطن اپنے اہل وعیال کے پاس چلے جائیں۔ بادشاہ نے ان کی باتیں توجہ اور غور سے سنیں درباریوں سے کہا وہ لوگ کہاں ہیں بادشاہ کو بتایا گیا کہ وہ یہیں آپ کے ملک میں ہی رہتے ہیں بادشاہ نے کہا انہیں میرے ہاں دربار میں بلاؤ ان سے پوچھیں وہ کیا کہتے ہیں ان کی بھی سننی چاہیے۔

عدل وانصاف کے پیکر بادشاہ نے یکطرفہ فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا:

بادشاہ نے جب کہا ان مسلمانوں کو یہاں دربار میں بلایا جائے تو پادریوں اور امراء نے کہا بادشاہ سلامت انہیں یہاں طلب کرنے اور ان کی سننے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ لوگ ان کے ہم وطن بھی ہیں اور ان کے رشتہ دار بھی یہ ان کے ہر معاملے سے بخوبی واقف ہیں ان کی حماقتوں عیوب اور نازیبا حرکات سے اچھی طرح آگاہ ہیں جو انہوں نے ہمیں بتایا ہے وہی کافی ہے آپ شاہی فرمان جاری کر دیں کہ وہ لوگ ہمارے ملک سے نکل جائیں یہاں مت رہیں اپنے ملک چلے جائیں بلکہ آپ انہیں ان دونوں کے حوالے کر دیں تا کہ یہ انہیں اپنے ملک لے جائیں۔

پادریوں اور امراء کی یہ باتیں سن کر شاہ نجاشی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اس نے کہا خدا کی قسم میں جب تک ان کی بات نہ سن لوں میں صرف ان کی بات سن کر یکطرفہ فیصلہ ہرگز نہیں کروں گا نہ ایسے انہیں ان کے حوالے کروں گا ان مسلمانوں نے پناہ کے لئے میرے ملک کو پسند کیا ہے انہوں نے دوسرے بادشاہوں کو چھوڑ کر مجھ پر اعتماد کیا ہے میرے سہارے کو پسند کیا ہے میں انہیں بلا کر ان کی بات بھی ضرور سنوں گا اگر ان کے متعلق ان دونوں کے الزامات میں صداقت ہوئی تو ضرور انہیں ان کے ساتھ بھیجوں گا اگر ان کے الزامات جھوٹ پر مبنی ہوئے تو ان کی حفاظت بھی کروں گا اور جب تک

وہ میری پناہ میں رہنا پسند کریں گے ان سے حسن سلوک کروں گا ان سے مروت سے پیش آؤں گا۔

عمرو بن عاص نے بادشاہ کو ان مسلمانوں سے متنفر کرنے کیلئے ایک اور حربہ اختیار کرتے ہوئے کہا بادشاہ سلامت! آپ انہیں بلا رہے ہیں تو دیکھ لینا وہ بڑے متکبر لوگ ہیں وہ آپ کے شاہی دربار کی قدر بھی نہیں کریں گے نہ دربار کے آداب بجا لائیں گے اور نہ ہی آپ کو سجدہ کریں گے جب وہ شاہی دربار آئیں گے تو ان کا تکبر و غرور سے پر طرز عمل خود بخود ہماری بات کی تصدیق کر دے گا اور آپ جان جائیں گے کہ وہ کتنے خود پسند لوگ ہیں۔

شاہِ حبشہ نے صحابہ کرام کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا قاصد سے پیغام سن کر صحابہ کرام نے آپس میں مشورہ کیا کہ بادشاہ کے پوچھنے پر دین کے متعلق ہم کیا بتائیں گے آخر فیصلہ یہ ہوا کہ نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو مگر وہی بتائیں گے جو ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے بادشاہ کے بلانے پر یہ جاں نثار بادشاہ کے دربار میں پہنچے بادشاہ نے ان کے پہنچنے سے پہلے اپنے پادریوں کو بھی دربار میں بلا لیا تھا پادری شاہی دربار میں اپنی اپنی کتابیں کھول کر بیٹھے تھے کہ بادشاہ نے صحابہ کرام سے پوچھا جس دین کی خاطر آپ لوگوں نے اپنے آبائی مذہب کو بھی چھوڑ دیا ہے اور ہمارا دین بھی اختیار نہیں کیا وہ کون سا دین ہے اس وقت صحابہ کرام میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے فرزند سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے بھائی سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ موجود تھے بادشاہ کے سوال کا جواب دینے کے لئے صحابہ کرام نے اپنے میں سے انہیں منتخب فرمایا سبحان اللہ سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کے سامنے جو دین اسلام کی خوبیوں کفر و شرک کی خرابیوں اور محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حمیدہ کا ذکر فرمایا یہ انہیں کا حصہ تھا آپ پڑھیں اور ایمان کو مزید منور کریں۔

سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا ولولہ انگیز خطاب:

سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے شاہ حبشہ کے دربار میں جہاں امراء سلطنت بھی موجود تھے اور پادری بھی اپنی کتابیں کھولے بیٹھے تھے سفیران قریش بھی ہمہ تن گوش تھے کہ دیکھیں یہ کیا بیان کرتے ہیں اور بادشاہ کا ردعمل کیا ہوتا ہے شاہ حبشہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے بادشاہ! ہم بالکل جاہل قوم تھے بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے بدکاریاں کرتے تھے رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے بے رحمانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ برے اور قبیح اعمال پر اصرار کرتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا ہم میں سے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا جن کے حسب ونسب کے کمال اور عمدگی کو ہم جانتے

ہیں ان کی امانت وصداقت عفت و پاکدامنی اظہر من الشمس ہے انہوں نے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کا حکم دیا اور بتوں کی پرستش کرنے سے ہمیں روک دیا جب کہ ہمارے آباؤ اجداد بتوں کی پرستش کرتے تھے انہوں نے ہمیں سچ بولنے کا حکم فرمایا نیز فرمایا کہ ہم امانت میں خیانت نہ کریں۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم فرمایا فواحش ومنکرات سے منع فرمایا انہوں نے ہمیں فسق وفجور، قتل وغارت، جھوٹ بولنے یتیموں کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع فرمایا نماز پڑھنے روزہ رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا جوئے، شراب، سود اور تمام معاصی سے منع فرمایا ہمارے لئے ایسی شریعت لائے کہ کسی بھی انسان کی بات چیت اس جیسی نہیں ہمیں واضح اور یقینی دلائل کے ساتھ ان کی صداقت معلوم ہوگئی ہم نے ان کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے آئے۔

بادشاہ سلامت! بس ہمارا یہی جرم ہے کہ ہم بتوں کی پرستش نہیں کرتے ہم صرف وحدہ لاشریک اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس کے بغیر کسی کی نہیں جو چیزیں ہمارے لئے حلال کی گئی ہیں انہیں حلال سمجھتے ہیں اور جو چیزیں حرام کی گئی ہیں انہیں حرام سمجھتے ہیں ان وجوہات کی بناء پر ہماری قوم نے ہم پر زیادتیاں شروع کردیں طرح طرح کی بے بہا اذیتوں میں ہمیں مبتلا کردیا یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس پاکیزہ دین کو چھوڑ کر پھر بتوں کی پرستش شروع کردیں وحدہٗ لاشریک کی عبادت کو چھوڑ دیں۔

بادشاہ سلامت! جب انہوں نے ہم پر ظلم وستم اور جبر وقہر کی انتہا کردی انہوں نے ہمارا جینا ہی محال کردیا زندگی کا ایک ایک لمحہ ہم پر دشوار ہوگیا تو ہم وہاں سے ترک سکونت کرکے آپ کے ملک میں آگئے ہم نے دیگر بادشاہوں کی بجائے آپ کی پناہ کو پسند کیا آپ کے ہاں ہم سکون وآرام سے رہ رہے ہیں اور آپ کی وجہ سے ہم پرامید ہیں کہ ہمیں پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

بادشاہ نے ناراضگی سے کہا آپ یہ بتائیں کہ آپ لوگوں نے شاہی دربار کے آداب کے مطابق مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا تم لوگوں نے سر اٹھائے ہوئے ہی کہا ہے السلام علیکم اس طرح تم شاہی آداب کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہو تم نے ایسے کیوں کیا؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم سجدہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو کرتے ہیں اس کے بغیر کسی کو سجدہ نہیں کرتے ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ جنتی لوگ جب آپس میں ایک دوسرے کو

ملتے ہیں تو اسی طرح السلام علیکم کہتے ہیں لہٰذا ہم نے آپ سے وہ سلام کہا ہے جو جنتی ایک دوسرے کو کہتے ہیں ہم آپس میں بھی ایک دوسرے سے ایسے ہی سلام کہتے ہیں بادشاہ نے کہا تمہارے پیغمبر پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کتاب نازل کی ہے کیا اس میں سے تمہیں کچھ یاد بھی ہے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں یاد ہے بادشاہ نے کہا ذرا وہ سناؤ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام اہل بیت اطہار کی زبان اور جادو اثر انجام:

ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ہے تو بادشاہ نے کہا وہ سناؤ اور ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ نے پوچھا کیا آپ کی اس کتاب میں جو آپ کے رسول پر اتاری گئی ہے میں حضرت مریم کا ذکر بھی ہے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہے تو بادشاہ نے کہا وہ سناؤ تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے سورہ مریم سے ایک رکوع وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ سے ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ تک پڑھا پھر شروع سورۃ سے هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى تک پڑھا اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہو رسول معظم حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار کی زبان ہو اس تلاوت کی تاثیر اللہ کیا ہی نرالا منظر ہوگا جب اجنبی ماحول بادشاہ کا دربار جس میں بادشاہ بھی موجود اس کے وزراء امراء بھی موجود دین عیسائیت کے جید علماء پادری بھی انجیل کھول کر بیٹھے ہوئے موجود قریش مکہ کے بھیجے ہوئے دو شخص (عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ) بھی موجود کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت ابوطالب کے بیٹے حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی تلاوت شروع فرمائی بس پھر کیا تھا بادشاہ اس کے درباریوں پادریوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں سب نے زار وقطار رونا شروع کردیا بادشاہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے رخساروں پر سیلاب رواں کی طرح بہے جا رہے تھے حتیٰ کہ بادشاہ کی داڑھی اور اس کا دامن آنسوؤں کے پانی سے تر ہو گئے ان کے پادری بھی اتنے بے خود ہو کر ایسے رو رہے تھے کہ انہیں یہ بھی ہوش نہ رہا کہ ان کے اپنے آنسوؤں سے اپنی کتابیں بھی بھیگ کر تر ہو چکی ہیں جب تلاوت ختم ہوئی تو بادشاہ نے رقت پر قابو پاتے ہوئے کہا خدا کی قسم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلام لے کر آئے وہ کلام اور یہ کلام ایک ہی شمع کے نور ہیں۔ قریش مکہ کے دونوں سفیر اپنی آنکھوں اور کانوں سے یہ سارا منظر دیکھ اور سن رہے تھے دل میں سوچتے ہوں گے کہ ہم کس لئے آئے تھے اور یہ کیا ہو گیا ہے جنہوں نے ہماری حمایت کرنا تھی وہ بے سدھ روئے جا رہے ہیں۔

بادشاہ نے دونوں سفیروں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ میں انہیں کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور نہ ہی انہیں اپنے ملک سے بیدخل کروں گا۔

قریش مکہ کے دونوں سفیر جب وہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکلے تو عمرو بن عاص نے اپنے ساتھی عبداللہ بن ابی ربیعہ سے کہا کل ان کے بارے میں بادشاہ کے ہاں میں ایسی بات کروں گا جس سے بادشاہ غصہ میں آ کر ان کی جڑیں اکھاڑ دے گا عبداللہ بن ابی ربیعہ نے عمرو کو کہا ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے ان کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں کیونکہ اگرچہ ہمارا ان سے اختلاف بہت زیادہ شدید ہے مگر پھر بھی آخر یہ ہمارے قریبی رشتہ دار ہیں لہٰذا رشتہ داری کا خیال رکھنا مگر عمرو بن عاص دل میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ایسا ضرور کروں گا لہٰذا دوسرے دن اس نے بادشاہ کے دربار میں پہنچ کر بادشاہ سے کہا بادشاہ سلامت! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق بہت ہی غلط عقیدہ رکھتے ہیں بیشک آپ انہیں بلا کر پوچھ لیں۔

شاہ حبشہ نے عمرو بن عاص سے یہ سن کر صحابہ کرام کو دوبارہ اپنے دربار میں طلب کیا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب دوبارہ طلبی کا ہمیں پیغام ملا تو ہم بہت زیادہ متفکر ہوئے آپس میں سوچ بچار شروع ہوا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پوچھنے پر ہمیں کیا بتانا چاہیے آخر فیصلہ یہی ہوا کہ نتیجہ جو بھی ہو صرف وہی بتانا چاہیے جو ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے۔

صحابہ کرام جب بادشاہ کے دربار میں پہنچے تو شاہ حبشہ نے کہا عیسیٰ بن مریم کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

بادشاہ کے سوال پر پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا بادشاہ سلامت! نَقُوْلُ فِيْهِ الَّذِيْ جَاءَ نَا بِهٖ نَبِيُّنَا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ۔ ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی روح اور اس کے کلمے ہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کنواری اور عبادت گذار مریم میں القا کیا ہے۔

شاہ حبشہ نے یہ سن کر زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا خدا کی قسم تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو بیان کیا ہے وہ اس تنکا کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔

بادشاہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا میں تمہیں بھی اور جس مبارک و برگزیدہ ہستی کے پاس سے تم آئے ہو مرحبا کہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں یہ وہی رسول مکرم و معظم ہیں جن کا انجیل میں ذکر ہے اور جن کی تشریف آوری کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اے مسلمانوں! میرے ملک میں جہاں تمہارا جی چاہے رہ سکتے ہو میرے ملک میں تمہیں کوئی پریشانی نہ ہوگی جو تمہیں پریشان کرے گا یا تم سے بدکلامی کرے گا میں اسے سزا دوں گا تم میں سے کسی ایک کے بدلے میں اگر قریش مکہ مجھے سونے کا پہاڑ بھی دیں تو میں اسے بھی ٹھکرادوں گا خدا کی قسم! اگر مجھے حکومت کی مجبوریاں نہ ہوتیں تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ان کا کفش برادر بنتا اور انہیں وضو کرانے کی سعادت حاصل کرتا۔

بادشاہ نے اپنے درباری سے کہا اہل مکہ کے تحائف انہیں واپس کردو میں ان کی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ قریش مکہ کے دونوں نمائندے بے نیل ومرام اپنے وطن واپس لوٹ گئے۔ (مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 311 سیرت نبویہ ابن ہشام جلد نمبر 1 ص 356، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 2 ص 10، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 480، الوفا ص 196، دلائل النبوت ابونعیم ص 145، حجۃ اللہ علی العلمین ص 154، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 220، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 247، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 275، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 359، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 3 ص 287، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 391)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ راہب کے بتانے پر مسلمان ہوئے:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تجارت کی غرض سے بصریٰ کے بازار میں تھا وہاں ایک راہب نے اپنے آدمیوں سے کہا معلوم کرو کہ بیرونی تاجروں میں سے کوئی تاجر خطہ عرب کے مکہ مکرمہ سے بھی آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں آیا ہوں میں اہل حرم سے ہوں اس نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کے شہر مکہ مکرمہ میں احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے نام سے کوئی شخص ظاہر ہوئے ہیں؟ میں نے انہیں کہا آپ کس احمد کا پوچھتے ہیں کون احمد! اس نے کہا احمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کیونکہ یہی وہ دن ہیں جن میں ان کا ظہور ہونا ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں ان کے ظہور کا مقام مکہ مکرمہ ہے اور ان کی ہجرت گاہ یثرب ہے جو نخلستان سنگستان اور شورہ زمین کی جگہ ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں راہب کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی لہٰذا جب میں واپس مکہ مکرمہ

پہنچا لوگوں سے پوچھا میرے بعد کوئی نیا معاملہ تو رونما نہیں ہوا؟ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ نئی بات یہ رونما ہوئی ہے کہ عبدالمطلب کے پوتے محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر نے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کی پیروی بھی اختیار کر لی ہے چنانچہ ان کے بتانے پر میں سیدھا ابوبکر کے پاس پہنچا اور انہیں راھب سے ہونے والی ساری روئیداد سنائی اور پوچھا کیا آپ نے ان کے دست حق پرست پر ایمان قبول کر لیا ہے ابوبکر نے کہا ہاں! پھر ابوبکر صدیق مجھے اپنے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں لے کر گئے میں نے بھی آپ پر ایمان لا کر اس نعمت عظمی سے شرف یابی پائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کی۔ واضح ہو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولین مہاجرین سے بھی ہوئے اور عشرہ مبشرہ میں ہونے کی سعادت بھی پائی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو طلحۃ الخیر اور طلحۃ الجود کے لقب سے ملقب فرمایا بدر کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے شرکت فرمائی۔ بصریٰ میں آپ کا مزار شریف زیارت گاہ ہر خاص وعام ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 268، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 176، حجۃ اللہ علی العلمین ص 159، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 166، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 117، الوفا ابن جوزی ص 56، مستدرک جلد نمبر 3 ص 416 دلائل النبوت اصبہانی جلد نمبر 1 ص 50، طبقات ابن سعد جلد نمبر 3 ص 214، تاریخ دمشق جلد نمبر 25 ص 64، الاصابہ ابن حجر جلد نمبر 2 ص 69)

نسطورا راھب نے کہا یہ وہی آخری پیغمبر ہیں جن کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب ظاہری طور پر پچیس سال تھی اور ابھی ام المومنین سیدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شرف زوجیت عطا نہیں فرمایا تھا تو ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام کے شہر بصریٰ پہنچے اس تجارتی قافلے میں جتنی تعداد مال دار اونٹوں کی دیگر لوگوں کی تھی اتنی ہی تعداد اکیلے ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال کی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال کے ساتھ تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اخلاق، امانت ودیانت، شرافت و پاکدامنی کی شہرت سے متاثر ہو کر سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں یہ خواہش تو پہلے سے تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے تجارتی قافلے میں شامل ہوں مگر اس چاہت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچانے کا حوصلہ نہ تھا مگر جب

معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے چچا حضرت ابوطالب بھی یہی خواہش رکھتے ہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاں بلایا اور عرض کی کہ میں اپنے تجارتی قافلے کی ذمہ داری آپ کے سپرد کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ آپ انتہائی امانت ودیانت کے پیکر اور کریم النفس انسان ہیں اگر آپ میری اس پیشکش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں تو میں دیگر لوگوں کو جو معاوضہ دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا دوں گی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیشکش کا ذکر اپنے چچا حضرت ابوطالب سے کیا وہ تو پہلے ہی یہی چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے بصد خوشی قبول کرلیا۔

ام المومنین نے اپنے اس تجارتی قافلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے غلام میسرہ اور اپنے قریبی رشتہ دار خزیمہ کو بھیجا اور انہیں تاکید کی کہ میسرہ! خبردار اس تمام سفر ومعاملات میں نہ تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی رائے سے اختلاف کرنا اور نہ ہی ان کی نافرمانی کرنا۔

یہ تجارتی قافلہ 16 ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا صاحبان اور پھوپھیوں نے محبت بھرے لہجہ میں آپ کو رخصت کیا حقیقت میں اس قافلے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عنایات کریمانہ نے اپنے آغوش رحمت میں لیا ہوا تھا کہ حقیقت میں اس سارے قافلے کے روح رواں اس کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

مرحوم ومغفور ابوالاثر حفیظ جالندھری نے جنگ بدر میں لشکر کا نقشہ کھینچتے ہوئے عشق ومحبت سے معمور انداز میں لکھا

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا سالار کالی کملی والا تھا

یہاں یوں کہنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ قافلہ ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا۔ کہ اس میں شامل کالی کملی والا تھا۔

جب یہ قافلہ شام کے شہر بصریٰ پہنچا تو ایک گرجا کے پڑوس میں یہ قافلہ ٹھہرا اس سے تیرہ سال پہلے بھی ایک قافلہ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی یہاں ٹھہرا تھا مگر اس وقت اس گرجا میں بحیرہ راھب تھا یہ ذکر پہلے پڑھ آئے ہیں مگر اب اس گرجا میں وہ نہیں تھا معلوم نہیں اس کا وصال ہوگیا یا کہیں اور چلا گیا اب اس

میں نسطورا راھب تھا اس گرجا کے نزدیک ایک درخت تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے تو نسطورا راھب نے گرجا سے باہر آ کر میسرہ سے پوچھا آپ کے ساتھ آنے والے یہ شخص جو اس درخت کے سایہ میں بیٹھے ہیں کون ہیں میسرہ نے کہا یہ اہل حرم میں سے ہیں قریش خاندان سے ہیں نسطورا راھب نے میسرہ سے کہا اس درخت کے نیچے کوئی نبی ہی آ کر بیٹھتا ہے یہ آپ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں اور یہ آخرالانبیاء ہیں اس نے میسرہ سے پوچھا کیا ان کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا ہاں ہے اور یہ ہمشیر رہتی ہے۔

نسطورا راھب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین اور سر مبارک کو بوسہ دیا اور آپ سے عرض کی۔

آمَنْتُ بِكَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ الَّذِیْ ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی التَّوْرٰةِ فَلَمَّا رَاَی الْخَاتِمَ قَبَّلَهٗ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الَّذِیْ بَشَّرَبِكَ عِیْسٰی۔

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے پھر جب اس نے مہر نبوت کو دیکھا تو اسے بھی بوسہ دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جس رسول کے تشریف لانے کی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہی رسول نبی امی ہیں۔

مدارج النبوت اور معارج النبوت میں ہے کہ بصریٰ میں گرجا کے پاس جس درخت کے پاس محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے وہ بالکل سوکھ چکا تھا اس پر کوئی پتہ تک نہ تھا بالکل بے برگ وبار تھا بلکہ اس کی تو لکڑی بھی بوسیدہ ہو چکی تھی مگر جونہی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس بیٹھے تو وہ نہ صرف فوراً سرسبز وشاداب ہو گیا بلکہ اسے پھل بھی لگ گئے اور وہ بارآور ہو گیا۔

اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ نسطورا راھب نے کہا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا لَا یَنْزِلُ بَعْدِیْ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْهَاشِمِیُّ الْعَرَبِیُّ الْمَكِّیُّ صَاحِبُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ وَصَاحِبُ لِوَاءِ الْحَمْدِ۔ میرے بعد اس درخت کے نیچے صرف وہی بیٹھیں گے جو نبی امی ہاشمی عربی مکی ہیں وہ صاحب حوض وشفاعت بھی ہوں گے اور صاحب لواء الحمد بھی ان کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بصریٰ کی منڈی میں سامان فروخت فرمایا اور کچھ خریدا کسی سامان کے

متعلق ایک یہودی سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اختلاف ہوگیا یہودی نے کہا آپ لات وعزیٰ کی قسم کھالیں میں معاملہ ختم کردوں گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا میں کبھی ان جھوٹے خداؤں کی قسم نہیں کھاؤں گا مجھے ان سے شدید نفرت ہے ان سے زیادہ میں کسی چیز کو زیادہ برا نہیں سمجھتا یہودی نے کہا کیا آپ اہل حرم سے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں اہل حرم سے ہوں وہ یہودی میسرہ کو ایک طرف تنہائی میں لے گیا اور کہا یَامَیْسَرَۃُ ھٰذَا نَبِیٌّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنَّہٗ لَھُوَ ھُوَ وَیَجِدُہٗ اَحْبَارُنَا مَنْعُوْتًا فِیْ کُتُبِھِمْ فَوَعٰی ذٰلِکَ مَیْسَرَۃٌ ۔

اے میسرہ یہ (جو تیرے ساتھ ہیں) اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی وپیغمبر ہیں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہمارے علماء (علماء یہود) اپنی کتابوں میں جس آخری نبی کی تعریفیں پاتے ہیں بالکل یہ وہی ہیں میسرہ نے (اپنے دِل میں) یہ بات بھی محفوظ کرلی۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 94، خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 154، الوفا ابن جوزی ص 267، دلائل النبوت ابونعیم ص 100، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 49، خاتم النبین امام ابوزھرہ جلد نمبر 1 ص 159، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 177، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 38، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 129، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 159، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 86، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 51، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص 125، تاریخ طبری جلد نمبر 2 ص 34، اسد الغابہ جلد نمبر 3 ص 338)

سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا خواب اور راھب کی تعبیر کہ آپ کا نکاح پیغمبر خدا سے ہوگا:

ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح ابوہالہ بن زرارہ سے ہوا اس سے دو بیٹے ہوئے اس کے فوت ہونے پر دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا اس سے ایک روایت مطابق ایک لڑکی اور ایک روایت مطابق ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی عتیق بھی فوت ہوگیا تو آپ کو بڑے امراء، روسا اور سرداران قریش کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا مگر آپ نے کسی کی طرف بھی التفات نہ فرمایا اور کسی کی درخواست کو شرف قبولیت نہ بخشا آپ بہت بڑی عاقلہ، فاضلہ اور فرزانہ عورت تھیں ایام جاہلیت میں آپ طاہرہ کے لقب سے پکاری جاتی تھیں آپ نسب میں بھی اعلیٰ تھیں آپ نہ صرف قریش مکہ بلکہ خطہ عرب کی مالدار عورت تھیں آپ کا نسب شریف یہ ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسعد بن

عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ قصی پر حضرت سیدہ کا نسب شریف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف سے مل جاتا ہے آپ کی کنیت ام ہند تھی والدہ کا نام فاطمہ تھا جو بن عامر بن لوی سے تھیں۔

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی وجہ:

ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرب کے بڑے بڑے رؤسا وامراء کی طرف سے نکاح کے پیغام کو تو ٹھکرادیا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کیلئے خود پیشرفت فرمائی اور اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش معلوم کرنے کیلئے اپنی ہمراز سہیلی نفیسہ بنت منبہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا اور شادی کے اخراجات بھی خود ہی ادا کرنے کی پیشکش کی اس کی چند وجوہات تھیں جو یہ ہیں۔

ام المومنین کا خواب اور اس کی تعبیر:

معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 171 میں ہے کہ ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دوسرے خاوند کی وفات کے بعد عبادت الٰہی اور تورات ودوسری آسمانی کتابوں کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں اسی اثنا میں اس نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند آسمان سے اتر کر اس کی آغوش میں آ گیا ہے اور اس چاند کی روشنی اس کی بغلوں سے نکل رہی ہے جس سے دنیا روشن ہوگئی جب خواب سے بیدار ہوئیں اپنے خواب کی تعبیر کے لئے ایک قاصد بحیرا کے پاس بھیجا بحیرا نے کہا اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر پیدا ہو چکے ہیں ان سے تیرا نکاح ہوگا تیرے ساتھ وصال واتصال کے وقت ان پر نزول وحی ہوگا ان کے ملت کے فروغ سے دنیا روشن ومنور ہوجائے گی عورتوں میں سب سے پہلے تو ان پر ایمان لائے گی وہ پیغمبر تیرے اقارب میں سے ہوں گے قریش بنی ہاشم سے ہوں گے سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہ تعبیر سن کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا اس دن سے وہ لامتناہی رحمت کے ظہور کے لئے منتظر رہتی تھیں کہ اتفاقاً حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت عاتکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تجارتی قافلہ کے ساتھ جانے کے متعلق ازراہ مشورہ سیدہ حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائیں ام المومنین نے ان کی تشریف آوری کو اپنی انتہائی خوش قسمتی سمجھا ان کی عزت واحترام وضیافت وخدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا کیونکہ وہ قبیلہ بنی ہاشم سے عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں خواب کی تعبیر آنکھوں کے سامنے تھی اور دل پر ہجر کی ایک ایک گھڑی شاق گذر رہی تھی۔

سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جس تجارتی قافلے کے ساتھ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اس میں پہلے سے دوگنا نفع حاصل ہوا جو توقع سے کہیں بڑھ کر تھا اور یہ نفع حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ودیانت اور کاروباری مہارت کے ساتھ ساتھ آپ کی ذات ستودہ صفات کی بے بہا خیروبرکات کا ثمر بھی تھا اور اس فیض سے حصہ ام المومنین کے تجارتی مال کے علاوہ اس قافلے میں شامل دیگر تاجروں کو بھی کچھ نصیب ہوا کہ ان کو بھی پہلے سے کچھ زیادہ نفع حاصل ہوا واپسی پر یہ تجارتی قافلہ جب مقام مرالظہر ان پر پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میسرہ کو فرمایا کہ تو قافلے سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنی مالکہ خدیجۃ الکبریٰ کو حالات سے آگاہ کر اور اس تجارتی کامیابی کی خبر سے اسے مسرور کر جب یہ تجارتی قافلہ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تھے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو دوپہر سخت دھوپ تھی سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر اس قافلے کا نظارہ کیا تو دیکھا کہ سخت دھوپ ہے مگر دو فرشتوں نے پرندوں کی شکل میں اپنے پروں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کر رکھا ہے سیدہ نے یہ منظر تو خود اپنی چشم دید آنکھوں سے دیکھا میسرہ نے بھی سیدہ کو اس سفر میں پیش آمدہ حالات سے آگاہی دیتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے ساتھیوں سے حسن سلوک، کاروباری ودیگر معاملات میں معاملہ فہمی ومہارت، عفت ودیانت، سیرت وکردار کی پختگی وبلندی کے ذکر کے ساتھ ساتھ جو دوران سفر روح پرور مناظر دیکھے تھے ان کا تذکرہ کیا۔ نیز نسطورا راہب اور یہودی نے میسرہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی جو پیشگوئی کی تھی وہ بھی بیان کی سیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارفع واعلیٰ حسب ونسب سے تو پہلے ہی واقف تھیں اور آپ کے ذاتی خصائل حمیدہ بھی جو پورے اہل مکہ میں اظہر من الشمس تھے سے بھی پوری طرح آگاہ تھیں میسرہ کی زبان سے مزید یہ سب کچھ سن کر دل میں یہ بات جاں گزیں کر لی کہ اس حسن وجمال کے شاہکار فضل وکمال کے پیکر نبوت وفتوت کے زیور سے آراستہ کو کسی اور کا نہ بننے دوں گی جس طرح بھی بن پڑے اس شہباز نبوت کو اپنے دِل کا آشیانہ پیش کروں اور دولت رسالت کا مبارک ہما صرف اسی پر سایہ فگن ہو دل میں یہ خیال بھی موجزن ہوگا کہ شاید انہی کی خاطر میں نے بڑے بڑے روساء وامراء کے پیغامات نکاح پائے حقارت سے ٹھکرا دیئے تھے۔

چنانچہ سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس سلسلہ میں اپنی ہم راز سہیلی نفیسہ بنت منبہ کو بااعتماد

سمجھتے ہوئے اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا نفیسہ انتہائی زیرک ودانا عورت تھی اس نے یہ کام اپنے ذمہ لیتے ہوئے رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رابطہ کیا اور حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو اپنا گھر آباد کرنے میں کون سی چیز مانع ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سرمایہ نہیں لہٰذا میں شادی کے اخراجات کا متحمل نہیں اس لئے یہ فریضہ ادا نہیں کرسکتا نفیسہ نے کہا آپ اس کی فکر نہ کریں اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے آپ یہ فرمائیں کہ اگر آپ کو ایسی عورت مل جائے جو حسن وجمال کے ساتھ مال ودولت سے بھی بہرہ ور ہو اور آپ کے گھریلو اخراجات کی کفالت بھی کرے تو کیا آپ ایسی عورت سے رشتہ ازدواج استوار کرنا پسند کریں گے آپ نے اسے فرمایا ایسی عورت کون ہوسکتی ہے نفیسہ نے کہا وہ خدیجہ بنت خویلد ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کیسے ممکن ہے نفیسہ نے کہا یہ مجھ پر چھوڑیں یہ کام میں سرانجام دوں گی۔

نفیسہ خوشی خوشی اسی وقت سیدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس گئی اور اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے رضا مندی کی بشارت عظمیٰ پہنچائی سیدہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دعوت پر سیدہ کے پاس تشریف لے گئے ام المومنین کو بات چیت سے کامل یقین ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے وہ بھی رضامند ہیں تو عرض کی اے چچا زاد! میں آپ سے رشتہ ازدواج وابستہ کرنے میں اس لئے رغبت رکھتی ہوں کہ رشتہ میں بھی آپ مجھ سے قریب ہیں اور آپ اپنی صفات حمیدہ حسن خلق، صدق مقال، امانت ودیانت کے باعث اپنی قوم میں آپ ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں اور اس سلسلہ میں آپ کی شان ارفع واعلیٰ ہے سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بڑے ادب واحترام سے نکاح کی خواہش کا اظہار فرمایا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا سیدہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اس سلسلہ میں آپ اپنے چچا حضرت ابوطالب کو کل ہمارے ہاں بھیجیں۔ اگلے دن حضرت ابوطالب سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئے تو سیدہ نے انہیں کہا آپ میرے چچا کے ہاں جاکر اپنے بھتیجے کے لئے میرا رشتہ طلب کریں (سیدہ کے والد خویلد حرب فجار سے بھی کئی سال پہلے فوت ہوچکے تھے اس لئے یہ فریضہ سیدہ کے

چچا عمرو بن سعد نے سرانجام دیا) حضرت ابوطالب نے اسے قدرت الٰہی کا کرشمہ سمجھ کر خوشی کا اظہار فرمایا پھر دونوں خاندانوں کے بزرگوں کے مشورہ سے نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی مقررہ تاریخ پر قبیلہ مضر کے رؤساء اور مکہ مکرمہ کے شرفاء اور امراء اکٹھے ہوئے سیدہ کی جانب سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت ابوطالب نے وکالت کا فریضہ سرانجام دیا حضرت ابوطالب نے نہایت ہی فصاحت وبلاغت سے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا آپ کے خطبہ کے بعد حضرت ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے جو سیدہ کے چچا زاد بھائی تھے انہوں نے جوابی خطبہ ارشاد فرمایا سیدالانبیاء والمرسلین محبوب خدا محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پہلی شادی ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس طرح بصد شان وشوکت سرانجام پائی جو قیامت تک امت کے لئے بے بہا خیر وبرکت کا سرچشمہ ہوئی پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری عمر مبارک اس وقت پچیس سال تھی جب کہ ام المومنین کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 200، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 144، حجۃ اللہ علی العلمین ص 268، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 184، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 38، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 135)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کے اسباب

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کے اسباب میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

بعثت سے پہلے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان پیار ومحبت سے معمور گہرے دوستانہ مراسم تھے ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا بیٹھنا اٹھنا اور باہم صلاح مشورہ روزمرہ کا معمول تھا تجارتی سفر میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور اس دوران بے بہا خوارق عادات جو صادر ہوئے ان سے بھی بخوبی آگاہ تھے طبائع میں کمال یکسانیت بھی باہمی انس ومحبت درجہ کمال کو پہنچنے کا باعث بنی ہوئی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محامد ومحاسن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قلب وذہن کو گرویدہ بنا رکھا تھا تاہم اس کے علاوہ بھی کچھ ایسے مشاہدے ہوئے جو فوری طور پر آپ کے ایمان لانے کا باعث بنے دراصل جب رحمت الٰہی سایہ فگن ہو تو اسباب تو بن ہی جاتے ہیں کہ مسبب الاسباب ذات باری تعالیٰ ہی ہے۔

ان مشاہدات میں سے کچھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوابوں کے ذریعے بھی اور علماء یہود ونصاریٰ کے ذریعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے تذکروں کے سننے سے بھی ذہنی طور پر تیار کرلیا گیا کہ ادھر اعلان نبوت ہو اور ادھر ابوبکر اس پر لبیک کہنے کو تیار ہوں چنانچہ آپ نے بعثت سے کئی سال پہلے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے مکہ معظّمہ میں اتر آیا ہے مکہ مکرمہ کے ہر گھر میں چاند کے ٹکڑے بکھر کر گرے ہوئے ہیں پھر یہ تمام ٹکڑے یکجا ہو کر مکمل چاند کی شکل میں ان کی گود میں آ گئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے ایک یہودی راھب کے پاس گئے اس راھب نے کہا یہ خواب اضغاث واحلام میں سے ہے لہٰذا اس کی کوئی تعبیر نہیں اور ایسے خوابوں کی تعبیر لائق اعتبار بھی نہیں ہوتی جب آپ بغرض تجارت ملک شام کی طرف گئے تو آپ نے اسی خواب کی تعبیر ایک اور راھب سے پوچھی راھب نے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے بتایا میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا خاندان قریش کا فرد ہوں راھب نے کہا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے شہر مکہ مکرمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوں گے ان کا نور ھدایت مکہ مکرمہ کے ہر گھر میں پہنچے گا آپ ان کی زندگی میں ہی ان کے وزیر ہوں گے اور ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ تعبیر جاں گزیں ہوگئی اور آپ اس گھڑی کے شدت سے منتظر رہنے لگ گئے کہ اس خوش قسمت سر بلند گھڑی کا ظہور کب ہوتا ہے یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جونہی اس سے مطلع ہوئے فوراً بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے عرض کی ہر پیغمبر کی نبوت پر دلیل ہوتی تھی آپ کی دلیل کیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر! میری نبوت کی دلیل تیرا وہ خواب ہے جس کی تعبیر میں ایک یہودی عالم نے اسے اضغاث واحلام کہا جب کہ دوسرے راھب نے تجھے اس کی تعبیر بتادی تھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی مجھے اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل نہیں چاہئے میں دل وجان سے کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 50، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 389، حجۃ اللہ علی العلمین ص 140، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 229، شواہد النبوت ص 257)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کے اسباب کی دوسری روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعثت سے پہلے بغرض تجارت میں ملک یمن کی طرف گیا ہوا تھا میں وہاں قبیلہ ازد کے ایک بوڑھے شخص کے پاس ٹھہرا اس کی عمر چار سو سال کے قریب تھی وہ آسمانی کتابوں تورات وانجیل کا عالم تھا اس جہاندیدہ بوڑھے نے مجھے دیکھتے ہی کہا معلوم ہوتا ہے تم حرم کعبہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا وہاں کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا قبیلہ بنی تمیم سے اس نے کہا اب ایک نشانی باقی رہ گئی ہے میں نے اس سے پوچھا وہ کون سی نشانی ہے جو باقی رہ گئی ہے اور آپ کس تجسس میں ہیں اس نے کہا آپ پیٹ سے کپڑا ہٹائیں تاکہ میں وہ بقیہ نشانی بھی ملاحظہ کرلوں۔

میں نے اسے کہا جب تک آپ اپنا مقصد واضح نہیں کرتے میں اپنے پیٹ سے کپڑا نہیں ہٹاؤں گا آخر مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں اس نے کہا میں نے آسمانی کتابوں میں یہ پڑھ رکھا ہے کہ حرم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوں گے ان کے دو معاون ہوں گے جو ایک تو جوان عمر ہوں گے جبکہ دوسرے ذرا جوانی سے ڈھلتی عمر ہوں گے جو جوان ہوں گے ان کے ذریعے مستقبل میں بہت سی دشواریوں اور مصیبتوں کو رفع کیا جائے گا اور جو ڈھلتی عمر ہوں گے وہ روشن چمکتے چہرے والے ہوں گے مگر نحیف لاغر جسم ہوگا ان کے پیٹ پر سیاہ داغ بائیں ران کی طرف نشانی ہے میرا علم مجھے بتا رہا ہے کہ وہ آپ ہی ہیں لہٰذا میں آپ کے پیٹ پر وہ داغ دیکھنا چاہتا ہوں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو میں نے خود دیکھا کہ میری ناف سے اوپر میرے پیٹ پر سیاہ داغ ہے جس کا میں نے اس سے پہلے کبھی خیال نہیں کیا تھا مگر جونہی اس جہاندیدہ عمر رسیدہ بوڑھے نے اس داغ کو دیکھا تو بول اٹھا مجھے رب کعبہ کی قسم آپ بالکل وہی ہیں۔

پھر اس نے مجھے کچھ پندونصائح کیں اور دعائیہ کلمات سے نوازتے ہوئے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے محفوظ مامون رکھے تو رشد وہدایت کی طرف مائل ہوجا اور بے مثل طریقہ پر گامزن ہوجا اللہ تبارک وتعالیٰ جو چیز تجھے عطا فرمائے اسے تجھ پر آسان بھی فرمائے۔

جب میں یمن میں اپنے تمام معاملات سے فارغ ہوگیا تو وطن واپسی سے پہلے اس سے الوداعی ملاقات کے لئے گیا تو اس نے مجھے کہا میں نے کچھ اشعار اس نبی کی شان کے متعلق کہے ہیں وہ لیتے جائیں اور میری طرف سے ان کی خدمت

اقدس میں پیش کردینا میں نے وہ اشعار اس سے لے لئے اور واپس مکہ مکرمہ پہنچ گیا جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوچکے تھے میرا مکہ مکرمہ میں پہنچا سن کر روسائے قریش عقبة بن ابی معیط، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل اور ابوالبختری وغیرہ مجھے ملنے کے لئے آئے میں نے ان سے پوچھا کیا کوئی نئی خبر ہے انہوں نے کہا اس سے زیادہ نئی اور عجیب خبر اور کیا ہوگی کہ ابوطالب کے یتیم بھتیجے نے پیغمبری کا دعویٰ کردیا ہے اور ہمیں کہتا ہے کہ تم باطل دین پر ہو تمہارے آباؤ اجداد بھی باطل دین پر تھے اے ابوبکر! وہ تمہارے بہت گہرے دوست ہیں تمہاری امداد واعانت بھی اسے حاصل ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اب تک کبھی بھی اسے امن وچین سے نہ رہنے دیتے اب آپ آگئے ہیں لہٰذا آپ خود ہی اسے صحیح طور پر سرانجام دیں میں نے ان سے پوچھا محمد اس وقت کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا وہ خدیجة کے گھر میں ہیں میں نے انہیں اپنے گھر سے رخصت کردیا اور خود چپکے سے اٹھ کر ام المومنین سیدہ حضرت خدیجة الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچ گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے متعلق لوگوں سے میں جو باتیں سن رہا ہوں ان کی حقیقت کیا ہے؟ حبیب خدا محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر! میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں آپ مجھ پر ایمان لا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی ورضا حاصل کریں اور ہمیشہ کے لئے جہنم سے چھٹکارہ حاصل کرلیں میں نے عرض کی آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل وبرہان کیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دلیل وبرہان وہ بوڑھا ہے جسے تو یمن میں ملا ہے میں نے عرض کی میں تو یمن میں بہت بوڑھوں سے ملا ہوں ان سے خرید وفروخت کی ہے معلوم نہیں آپ کس بوڑھے کی بات کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس بوڑھے کی بات کررہا ہوں جس نے میرے لئے اشعار بطور امانت تمہیں دیئے ہیں میں نے عرض کی آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس مقرب فرشتہ نے بتایا جو پہلے رسولوں کی بارگاہ میں بھی آتا رہا ہے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کو تھام کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور میں خوشی خوشی گھر لوٹ آیا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 391، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 52، حجة اللہ علی العلمین ص 141، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 232، شواہد النبوت ص 260)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی تیسری وجہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ایک دن میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس درخت کی ایک شاخ میری طرف اس قدر جھکی کہ میرے سر کے ساتھ لگ گئی میں اسے دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ یہ ایسا کیوں ہے کہ اس درخت سے آواز آئی جو میں نے اپنے کانوں سے سنی اس آواز میں مجھے کہا گیا کہ فلاں وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوں گے لوگ ان پر ایمان لائیں گے اے ابوبکر! تجھے چاہیے کہ تو ان سب میں سے زیادہ نیک بخت بنے میں نے یہ سن کر جواباً کہا مہربانی ہو تو وضاحت سے مجھے بتا دیں کہ وہ پیغمبر کون ہیں ان کا نام کیا ہوگا تو پھر آواز آئی کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے میں نے کہا وہ تو میرے گہرے دوست وحبیب و میرے ساتھی ہیں میں نے اس درخت سے وعدہ لیا کہ وہ جب بھی مبعوث ہوں مجھے نوید و خوشخبری ضرور دینا تاکہ میں جلد از جلد ان پر ایمان لا کر ان کی اطاعت سے سعادت مندی حاصل کرسکوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس درخت سے آواز آئی اے ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر)! مستعد ہو جا اور کوشش کر کیونکہ وہ مبعوث ہو چکے ہیں ان پر وحی نازل ہو چکی ہے۔ مجھے رب موسےٰ کی قسم کوئی شخص تجھ سے سبقت حاصل نہیں کر سکے گا چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں میں نے عرض کیا اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالْحَقِّ بَعَثَکَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا پس میں آپ پر ایمان لایا۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 51، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 230، شواہد النبوت ص 258)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کی چوتھی وجہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعثت سے قبل بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثل کمالات ومحامد کا آنکھوں سے کئی بار مشاہدہ کرر کھا تھا اور دوران سفر بھی ایسی بے مثال علامات کا مشاہدہ کیا ہوا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان اور درخشان مستقبل کی نشان دہی کر رہی تھیں اس سلسلہ میں کئی خواب بھی ایسے دیکھے جن کے باعث آپ کا قلب وذہن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت ومحبت کا گہوارہ بن چکا تھا نیز حضرت ورقہ بن نوفل اور دیگر یہود ونصاریٰ کے راہبوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے

بارے میں بے بہا پیش گوئیاں سن رکھی تھیں جس سے آپ کو کامل واکمل یقین تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے برحق نبی ورسول ہیں اس لئے بعثت کی مبارک گھڑی کے شدت سے منتظر تھے کہ حضور اعلان نبوت فرمائیں اور میں سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہہ کر سب پر سبقت حاصل کروں دراصل رحمت خداوندی نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمالیا تھا اور انہیں ذہنی طور پر اس قدر تیار کرلیا تھا کہ ادھر نور نبوت چمکے اور ادھر ابوبکر اس نور کو لوگوں کے قلوب واذہان تک رسائی کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں کہ ادھر دعوت حق کا اعلان ہو اور ادھر لبیک اللھم لبیک کی صدائیں اس کے استقبال کے لئے دل کی گہرائیوں سے بلند ہونے لگیں۔

چنانچہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے تھے کہ حکیم بن حزام کی لونڈی نے آ کر حکیم بن حزام کو خبر سنائی کہ آپ کی پھوپھی خدیجہ آج کہہ رہی ہیں کہ ان کے خاوند محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے چپکے سے کھسک گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں پہنچ کر فوراً اسلام قبول کرلیا۔

(سبل الھدی والرشاد جلد نمبر 2 ص 406، محمد رسول از محمد صادق عرجون جلد اوّل ص 522، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 226)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی وجہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب دس صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں دنیا میں ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری عطا فرمادی تھی یعنی آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ صاحب ہجرتین ہیں یعنی پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف فرمائی آپ تمام غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل رہے غزوہ احد میں انہیں اکیس زخم آئے اور اگلے دو دانت ٹوٹ گئے آپ بڑے دولتمند اور بہت بڑے سخی تھے راہ خدا میں پیسہ پانی کی طرح بہایا کرتے تھے بہت بڑے کامیاب تاجر تھے دنیا وآخرت دونوں جہانوں کے لئے کامیاب تاجر تھے آپ اپنے اسلام لانے کا یوں تذکرہ کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں محبوب خدا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں بغرض تجارت یمن گیا ہوا تھا میں جب بھی یمن جاتا تھا تو وہاں عسکلان بن عواکف حمیری کے ہاں ٹھہرتا تھا وہ بہت عمر رسیدہ آدمی تھے اس دفعہ بھی میں

ان کے ہاں ہی ٹھہرا میں جب بھی ان کے پاس جاتا تو وہ ہر دفعہ مجھ سے پوچھتے کیا تم میں کوئی ایسے شخص پیدا ہوئے ہیں جن کی بزرگی اور شہرت کے ڈنکے ہر طرف بج رہے ہوں اور وہ تمہارے دین کی مخالفت کرر ہا ہو میں کہتا نہیں اس دفعہ جب میں اس کے ہاں گیا تو وہ بہت ہی زیادہ بوڑھا اور نحیف وکمزور ہو چکا تھا ان کے بیٹوں نے اسے سہارا دے کر بٹھایا اس نے مجھے کہا آپ کا نسب کیا ہے اپنا نسب بیان کریں میں نے بتایا میرا نسب یہ ہے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد یغوث بن حارث بن زھرہ اس نے کہا بس اتنا کافی ہے اے عبدالرحمٰن! سن میں تجھے ایسی پیاری خوشخبری سناتا ہوں جو تیرے لئے یمن کی تجارت سے بھی زیادہ قیمتی اور بہتر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے گذشتہ ماہ تیری قوم میں ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا ہے اسے اپنی تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ بنایا ہے اس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے وہ لوگوں کو بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں باطل دین سے روکتے ہیں میں نے پوچھا ان کا کس قبیلے سے تعلق ہے؟ اس نے کہا بنی ہاشم سے تم اس کے بھائی ہو اے عبدالرحمٰن! اپنے تجارتی معاملات سے فارغ ہو کر فوراً واپس جا ان پر ایمان لا ان کی اطاعت اختیار کر اور ان کی نصرت واعانت سے اپنی عاقبت سنوار اور میری طرف سے یہ اشعار بھی ان کی خدمت اقدس میں پیش کرنا اس بوڑھے حمیری نے جو اشعار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت خدمت اقدس حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجے ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

اَشْهَدُ بِااللّٰهِ ذِی الْمَعَالِیْ ۔ وَفَالِقِ الَّیْلِ وَالصَّبَاح

ترجمہ: میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں والا ہے اور جو صبح سے رات کو پیدا کرنے والا ہے۔

اَشْهَدُ بِااللّٰهِ رَبِّ مُوْسٰی ۔ اِنَّكَ اُرْسِلْتَ بِاالْبِكَاح

ترجمہ: میں رب موسیٰ کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ بطحا والوں کی طرف رسول بھیجے گئے ہیں۔

اُرْسِلْتَ تَدْعُوْ اِلٰی یَقِیْنٍ ۔ تُرْشِدُ لِلْحَقِّ وَالْفَلَاح

ترجمہ: آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے آپ حق ویقین اور فلاح کی طرف بلاتے ہیں اور اس کی ہدایت دیتے ہیں۔

فَكُنْ شَفِیْعِیْ اِلٰی مَلِیْكٍ ۔ یَدْعُو الْبَرَ ایَا اِلَی الْفَلَاح

ترجمہ: آپ اس مالک کی بارگاہ میں میرے شفیع بن جائیں جو مخلوق کو فلاح کی طرف دعوت دیتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس قدر ممکن ہو سکا میں نے اپنے کام سے فراغت میں جلدی کی اور

واپس مکہ مکرمہ اپنے گھر پہنچ گیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں اس بوڑھے حمیری کی باتیں سنائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کے متعلق میرے ذہن کو اس قدر مشتاق بنا دیا کہ لمحہ بھر کی تاخیر بھی میری برداشت سے باہر تھی لہٰذا میں فوراً ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے در اقدس پر حاضر ہوا اجازت ملنے پر آپ کے گھر میں داخل ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں جس سے مجھے بھلائی کی اور خیر کی امید ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے عرض کیا آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل کیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دلیل بوڑھے حمیری کی وہ نصیحت ہے جو اس نے تجھے کی اور اس کے وہ اشعار ہیں جو مجھے دینے کے لئے اس نے تجھے دیئے ہیں وہ اشعار جو میرے لئے تیرے پاس بطور امانت ہیں وہ لاؤ مجھے دے دو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بوڑھے حمیری کے ایمان کی گواہی دی فرمایا وہ خواص مومنین سے ہے میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا بوڑھے حمیری کی نصیحت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مساعی جمیلہ سے مجھے ایمان کی دولت نصیب ہوگئی۔

(خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 169، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 394، حجۃ اللہ علی العلمین ص 140، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 237، شواہد النبوت ص 89)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مساعی جمیلہ سے مشرف با ایمان ہونے والے صحابہ کرام:

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت وعشق تھا اور اس کے تحت آپ کے کارہائے نمایاں کے ذکر سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اجمالی طور پر کچھ عشق کا بیان ہوجائے۔

عشق دو قسم ہے۔ (1) عشق مجازی (2) عشق حقیقی

(1) عشق مجازی:

عشق مجازی ناپائیدار وفانی ہے عشق مجازی عقل ودانش کو ڈھانپ کر اس کی صلاحیتوں کو زنگ آلود کر دیتا ہے بسا اوقات اس کا تعلق نفس امارہ سے ہوجاتا ہے مجازی عشق کا عاشق یہ چاہتا ہے کہ جس سے مجھے عشق ومحبت ہے اس کا اور کوئی

چاہنے والا نہ ہو اس کا تعلق صرف میری ذات تک ہو کسی دوسرے چاہنے والے کو وہ اپنا رقیب سمجھتا ہے۔

(2) عشق حقیقی:

عشق حقیقی کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ سے محبت اور اس کے پیاروں سے محبت سے ہے اس لئے اسے فنا نہیں اسے بقاو دوام حاصل ہے میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

جس دل اندر عشق سمانا پھر نہیں اس جانا

بھانویں سوہنے ملن ہزاراں اساں نہیں یار وٹاونا

عشق حقیقی عقل کو عقل تام بناتا ہے عقل ودانش کو بلندیوں کی معراج بخشتے ہوئے نور بصیرت سے نواز دیتا ہے عشق حقیقی محبوب کی ہر ادا اور اس کے ہر ارشاد وفرمان کو حرف آخر گردانتے ہوئے اس کے آگے سر کو خم کر دیتا ہے اور اطاعت پذیر ہو جاتا ہے دنیا کا بڑے سے بڑا فلسفی ودانشور اسے اس راہ سے ہٹا نہیں سکتا مشکلات ومصائب کی شدت وحدت تمام دنیا کی تحریص وترغیب وترھیب اس کے پائے استقلال کو لغزش نہیں دے سکتی انبیاء کرام، صحابہ کرام، تابعین، اولیاء کرام اور مخلص مومنین کے حالات اس پر شاہد ہیں۔ دنیا کے تمام مناصب اور ان کی چکا چوند اسے متاثر نہیں کر سکتے یہ سب اس کی نظر میں ہیچ ہیں۔

عشق حقیقی کا عاشق دل سے یہ چاہتا ہے کہ جس محبوب سے میرا تعلق ہے ساری کائنات اس کی چاہنے والی ہو بلکہ وہ ان چاہنے والوں سے بھی وہی محبت رکھتا ہے کہ یہ میرے محبوب کے چاہنے والے ہیں مرید صادق یہ چاہتا ہے کہ میرے شیخ کا فیض عام ہو اور ان کے بے بہا طالب ہوں کیونکہ مرید کا اپنے شیخ سے محبت کا تعلق روحانیت سے ہے نہ کہ نفسانیت سے اسی طرح ہر مومن یہ چاہتا ہے کہ میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تمام کافر ایمان لے آئیں یہ بھی آپ کے عاشق ہو جائیں ہر جگہ ان کے نام کے ڈنکے بجیں۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدرجہ اتم اس کے مصداق تھے آپ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اہل بیت اطہار سے باہر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں مگر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے علاوہ باقی تینوں افراد گھر کے افراد ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے گھر سے باہر واحد فرد صرف سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ خود ایمان لائے بلکہ اس کے بعد اس کوشش میں مگن ہو گئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اطاعت پذیر ہوں لہٰذا آپ کی مساعی جمیلہ سے کافی لوگ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے ان میں سے چھ تو وہ ہیں جو عشرہ مبشرہ سے ہیں اور وہ یہ ہیں (1) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (2) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (3) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ (4) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (5) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (6) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، ان کے علاوہ حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ، حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان صدق دلانہ کاوشوں کی بدولت شروع اسلام میں ہی اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے محبوب پیغمبر حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت سے فیضیاب ہوئے خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی یہ کاوشیں یہیں پر ختم نہیں ہوئیں بلکہ ان کاوشوں کو آپ نے زندگی کے آخری لمحے تک اپنے ایمان کا حصہ بنائے رکھا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص396، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 1 ص439، تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص 42، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص235، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص54، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص233)

اس کی زندگی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں ہی گذر گئی:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکرمہ مکرمہ سے باہر زید بن عمرو بن نفیل سے میری ملاقات ہو گئی وہ اس وقت عبادت کرنے غار حراء میں جا رہے تھے اس وقت ان کی اپنی قوم قریش سے دینی و مذہبی معاملات میں کھل کر مخالفت سامنے آ چکی تھی کیونکہ یہ بتوں کی پرستش کے سخت مخالف تھے جبکہ قوم نے بت پرستی کو حرز جان بنایا ہوا تھا (واضح ہو کہ زید بن عمرو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ سے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے کے والد ماجد تھے توحید پرست تھے بت پرستی سے سخت نفرت تھی) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ملاقات میں زید بن عمرو نے مجھے کہا اے عامر! مجھے اپنی قوم کی سخت مخالفت کا سامنا ہے کیونکہ میں سیدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام اور ان کے لخت جگر سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین پر کاربند ہوں انہیں کی

طرح اس قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہوں۔

میں اس نبی کا منتظر ہوں جن کا ظہور سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد بنی عبدالمطلب سے ہوگا ان کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ اے عامر! مجھے ان کا زمانہ تو شاید نصیب نہ ہو مگر میں ان کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے ہوئے ان پر ایمان لاتا ہوں میں ان کی نبوت و رسالت کی گواہی دیتا ہوں اگر ان کی بعثت تک تیری زندگی وفا کرے اور تو انہیں پالے تو ان کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کر دینا۔

اے عامر! میں چاہتا ہوں کہ تجھ پر کوئی بات خفیہ نہ رہے لہٰذا میں تجھے ان کا حلیہ بتا دیتا ہوں۔ میں نے کہا فرمائیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ نہ تو پست قامت ہوں گے اور نہ ہی زیادہ دراز قد ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخی رہا کرے گی دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی ان کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوگا یہی شہر مکہ مکرمہ ان کی جائے ولادت ہے اور ان کی جائے بعثت بھی یہی ہے ان کی ہجرت گاہ یثرب ہوگی یہاں کی بجائے وہاں ان کا دین بہت پھیلے گا یہاں کے لوگ تو ان کے جانی دشمن بن جائیں گے۔ اے عامر! ان سے دھوکہ مت کرنا میں دین ابراھیمی کی تلاش میں کئی ممالک میں گیا ہوں بے شمار یہودی وعیسائی علماء وراھبوں سے اس معاملہ میں استفسار کیا ہے سب نے مجھے اس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی ہے سب نے کہا ہے اب یہی آخری نبی ہیں جو تشریف لانے والے ہیں ان کی بعثت کا وقت قریب ہے ان کے علاوہ اب کسی اور نبی نے نہیں آنا کیونکہ ان کے علاوہ اب کوئی نبی باقی نہیں رہا۔

حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس دن سے میرے دل میں اسلام کی عظمت بیٹھ گئی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اس وقت میں اپنی قوم میں ذمہ دار شخص سمجھا جاتا تھا ہماری قوم قوم قریش سے تعداد میں کہیں کم تھی قوم قریش سے ہمیں مقابلے کی سکت نہ تھی لہٰذا اس وقت میں دل سے تو مسلمان ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا مگر کھل کر واضح طور پر علی الاعلان آپ کا ساتھ نہ دے سکا بعد ازاں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں زید بن عمرو بن نفیل کا پیغام پہنچایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعائے رحمت فرمائی اور فرمایا میں نے اسے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق یہ بھی ارشاد ہے کہ قیامت کے دن زید بن عمرو ایک مستقل امتی کی حیثیت میں اٹھائے جائیں گے۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص55، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2، ص84، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص42، حجۃ اللہ علی العلمین ص160، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص195، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص173، شواہد النبوت ص80)

امیہ بن ابی الصلت نے ابوسفیان کو ایمان لانے پر حقیقت سے آشکارہ کردیا:

ابوسفیان کہتے ہیں کہ امیہ بن ابی الصلت عتبہ بن ربیعہ کے اخلاق وخصائل کے متعلق مجھ سے استفسار کیا کرتا تھا۔ میرے بتانے پر وہ اسے بنظر تحسین بہت مبارک خیال کرتا ایک دن اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ عمر کے کس حصہ میں ہے میں نے اسے بتایا کہ وہ عمر رسیدہ ہے اس نے مجھے کہا سن میں تجھے اس کے متعلق پوچھنے کا راز افشاء کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ میں نے کتابوں میں پڑھ رکھا تھا کہ ہماری سرزمین سے ایک پیغمبر مبعوث ہوں گے مجھے اپنے متعلق خوش فہمی سے کامل یقین تھا کہ وہ آخری پیغمبر میں ہی ہوں گا مگر میں نے جب اہل علم حضرات سے اس کے متعلق گفتگو کی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اہل مکہ سے ہوں گے اور عبدمناف سے ہوں گے میں نے جب عبدمناف میں نظر دوڑائی تو مجھے عتبہ بن ربیعہ سے بڑھ کر کوئی اس کا اہل نظر نہ آیا مگر جب تو نے بتایا کہ وہ عمر رسیدہ ہے تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ بھی نہیں ہے کیونکہ جب وہ چالیس سال کی عمر سے متجاوز ہو چکا ہے اور مبعوث نہیں ہوا تو وہ پیغمبر نہیں ہوسکتا۔

امیہ کی یہ بات جب زبان زدخاص وعام ہوگئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوگئے ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں بغرض تجارت یمن جایا کرتا تھا بعثت نبوی کے بعد جب میں یمن گیا تو میں نے امیہ بن ابی الصلت سے ملاقات کی اور بطور استھزاء اسے کہا جس پیغمبر کا تو منتظر تھا وہ مبعوث ہوگیا ہے اس نے کہا ابوسفیان! وہ نبی برحق ہیں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں ان کی مخالفت مت کرنا ان کی اطاعت اختیار کر۔ میں نے اسے کہا آپ ان کی اطاعت کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا ابوسفیان! مجھے اپنے قبیلہ سے شرم آتی ہے کیوں کہ میں نے ان سے یہ بات پھیلا رکھی تھی کہ وہ آخری پیغمبر میں ہی ہوں گا مگر اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدمناف کے ایک نوجوان کی مجھے اطاعت کرنا پڑے گی۔

اور اے ابوسفیان! غور سے سن مجھے یہ بھی نظر آرہا ہے کہ اگر تو ان کی مخالفت کرے گا تو تیری گردن میں بکری کی طرح رسی ڈال کر ان کے سامنے لے آئیں گے اور پھر وہ تمہارے خلاف جو چاہے فیصلہ کریں گے اور جو چاہیں گے حکم دیں گے۔ (الوفا ابن جوزی ص51، حجۃ اللہ علی العلمین ص127، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص82، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص41، شواہد النبوت ص87)

شواہد النبوت میں ہے کہ امیہ بن ابی الصلت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ایک قصیدہ پڑھا اس میں سب سے پہلے زمین وآسمان کے اوصاف بیان کئے پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات بیان کئے اور قصیدہ کے اختتام پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت سرائی کی جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی جب اس نے قصیدہ سنا لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سورۃ طٰہٰ پڑھ کر سنائی اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں مگر بات یہ ہے کہ میں اپنی برادری اور دوست احباب کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کیا کرتا اس لئے ان کے مشورہ کے بغیر میں آپ پر ایمان بھی نہیں لاؤں گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایمان لانے اور صراط مستقیم اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اس نے عرض کی جناب میں اپنے علاقہ اور اپنے گھر جا کر جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا اور پھر ایمان لاؤں گا پھر وہ شام چلا گیا وہاں ایک گرجے میں بہت سے راہب مشغول عبادت تھے اس نے ان سے تمام حقیقت حال بیان کی ان میں سے ایک نے کہا جن کے متعلق تو نے ہمیں بتایا ہے اگر تجھے تصاویر دکھائی جائیں تو کیا ان میں سے تو انہیں پہچان لے گا؟ امیہ نے کہا ہاں پہچان لوں گا وہ راہب اسے اپنے گھر لے گیا اس کے گھر کی دیواروں پر انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر بنی ہوئی تھیں اس نے امیہ کو ایک ایک تصویر دکھائی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر پر امیہ کی نظر پڑی تو فوراً بول پڑا یہ ہیں وہ آخری نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس راہب نے امیہ کو سمجھایا اے امیہ! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائے جلدی کر ان کے ہاں پہنچ اور ان پر ایمان لے آ کیونکہ یہی خاتم النبیین پیغمبر ہیں مگر امیہ وعدہ مطابق جلدی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں نہ پہنچا بلکہ وہ حجاز مقدس اس وقت گیا جب غزوہ بدر واقع ہو چکا تھا اور اس میں قریش مکہ کے بڑے بڑے کافر سردار واصل جہنم ہو چکے تھے شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈال دیا کہ اگر حضور پیغمبر ہوتے تو اپنی قوم کے اشراف کو قتل نہ کرتے پھر اس نے ان مقتولین کفار کے حق میں مرثیہ لکھا اور طائف چلا گیا کچھ عرصہ طائف میں رہا ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی بہن اس کے سامنے ہے اور گھر کی چھت میں شگاف پڑ گیا ہے اس شگاف سے دو سفید پرندے اندر آ گئے ہیں ان میں سے ایک پرندہ نے اس کے پیٹ پر بیٹھ کر اس کے پیٹ سے کپڑا اٹھا دیا اور دوسرے سے کہنے لگا کیا تو نے کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا نہیں وہ بولا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دور کرے پھر اس کے پیٹ کا کپڑا درست کر کے دونوں پرندے چلے گئے اور گھر کی چھت کا شگاف بھی پر ہو گیا۔

وہ محوخواب ہی تھا کہ اس کی بہن نے اسے جگادیا اس نے اپنی بہن کو پورا خواب سنا کر کہا وہ میری بھلائی کے لئے آئے تھے مجھ سے روگردانی کر گئے اس واقعہ کے بعد امیہ آل جفنۃ کے ہاں چلا گیا اوران کی مدحت وستائش میں لگ گیا ایک دن آل جفنۃ کے ساتھ شراب نوشی میں مگن تھا کہ وہاں ایک کوا آ کر کائیں کائیں کرنے لگ گیا امیہ پرندوں کی بولی سمجھتا تھا کوے کی آواز سن کر امیہ کا رنگ فق ہوگیا ساتھیوں نے کہا امیہ تجھے کیا ہوگیا ہے تیرا رنگ کیوں فق ہوگیا ہے؟ امیہ نے کہا جو کچھ کوے نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو میں شراب اپنے منہ تک پہنچانے سے پہلے مرجاؤں گا انہوں نے اسے دلاسہ دینے اور کوے کی بات کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اسے جلدی سے شراب حوالے کردی جونہی شراب اس کے ساتھ والے آدمی کے پاس پہنچی امیہ گر کر زمین پر آ پڑا اور موت کی آغوش میں چلا گیا۔ (شواہد النبوت ص88)

<u>ابرہہ کا ہاتھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا:</u>

پیارے آقا حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کے مطیع ومنقاد تمام اہل مکہ تھے سب اہل مکہ دل وجان سے آپ کا ادب واحترام کرتے تھے آپ کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نوران کی پیشانی میں منور وتاباں تھا ان کے چہرہ اقدس سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں آپ کے خدوخال سے خیر وبرکت کے آثار نمایاں ہوتے تھے قریش مکہ کو جب قحط کی پریشانی لاحق ہوتی یا کوئی اور مصیبت ومشکل درپیش ہوتی تو وہ حضرت عبدالمطلب کی طرف ہی رجوع کرتے اور آپ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے تو نور محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اس نور کے صدقے جو عبدالمطلب کی پیشانی میں دمکتا تھا مصائب رفع ہوجاتے موسلا دھار بارش سے علاقہ سے قحط کی مصیبت بھی دور ہوجاتی آپ بڑے فیاض وسخی تھے آپ غریبوں، فقیروں، محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتے بلکہ آپ کے دستر خوان سے تو انسان کیا پرندوں اور وحشی درندوں کو بھی خوراک میسر ہوجاتی تھی۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 7 میں روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب کے ہاں منتقل ہوا اور آپ اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تو ایک دن کعبہ معظمہ میں مقام حجر میں سوئے ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو آنکھوں میں قدرتی سرمہ لگا ہوا تھا بیش بہا قیمت لباس زیب تن تھا حسن وجمال وجلال ایسا کہ آپ خود دنگ رہ گئے کہ یہ سب کچھ کہاں سے اور کیسے ہوگیا اور یہ کس نے ایسا کردیا ہے اس وقت کے معاشرے کے رواج مطابق کاہنوں سے رابطہ کیا گیا کہ وہ ہی بتا دیں کہ ایسا

کیونکر ممکن ہوا کاہنوں نے بتایا کہ آسمانوں کے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ اس لڑکے کی شادی کردی جائے۔

آپ کے دور میں ابرہہ کافر نے جو مجوسی دین کا حامل تھا یمن سے بہت بڑا لشکر لے کر کعبہ معظمہ کو منہدم کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا اس کے ساتھ گھوڑوں اونٹوں کے علاوہ تیرہ ہاتھی بھی تھے ان میں سے ایک بہت بڑا سفید رنگ کا ہاتھی بھی ابرہہ کے پاس تھا وہ خاص کر اسے کعبہ معظّمہ کے انہدام کے لئے لایا تھا۔

ابرہہ کے آنے کی خبر جب عبدالمطلب کو پہنچی تو انہوں نے قوم قریش کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا اے قوم قریش! ابرہہ کے عظیم لشکر اس کے جنگی ساز وسامان اور عظائم سے خوف زدہ بالکل نہ ہو اس بیت اللہ کا مالک بلند عظمتوں شانوں والا ہر شے پر قادر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہے وہی اس کی نگہداشت کرے گا ہم اس گھر کے رکھوالے نہیں ہیں بلکہ اس کی حفاظت میں ہم رہتے ہیں۔

ابرہہ نے ایک حبشی فوجی افسر جس کا نام اسود بن مقصود تھا جو اس کے گھوڑ سوار دستے کا افسر تھا کو مکہ مکرمہ کی طرف بھیجا تہامہ کی چراگاہوں میں قوم قریش اور دیگر قبائل کے جو اونٹ چر رہے تھے وہ انہیں ہانک کر اس کے پاس لے گیا ان میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے حضرت عبدالمطلب قبائل قریش کو لے کر کوہ ثبیر پر آگئے جونہی کوہ ثبیر پر آئے تو عبدالمطلب کی پیشانی پر حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور دائرہ کی شکل میں گردش کرنے لگ گیا اور ہلال کی مانند ہوگیا اس کی نورانی شعائیں کعبہ معظّمہ پر پڑنے لگ گئیں حضرت عبدالمطلب کی نظر جب اس نور پر پڑی تو انہوں نے قوم قریش کو فرمایا اے خاندان قریش اطمینان سے تم سب چلے جاؤ مہم ہم سب کے حق میں سر ہوگئی رب کائنات کی قسم یہ نور مجھ سے اس وقت حرکت میں آتا ہے جب کسی بھی مہم میں فتح ہماری ہو حضرت عبدالمطلب کی اس بات پر تمام قبائل قریش واپس چلے گئے اور متفق ہوگئے ابرہہ نے اپنے لشکر سے ایک آدمی کو اہل مکہ کے ساتھ گفتگو کے لئے بھیجا جب وہ مکہ مکرمہ آیا اور اس نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا جب ہوش میں آیا تو اس نے عبدالمطلب کو سجدہ کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فی الحقیقت اہل مکہ کے سردار ہیں۔

حضرت عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تو ابرہہ نے وہ سفید ہاتھی جسے وہ انہدام کعبہ کے لئے لایا تھا منگوایا اس ہاتھی کی نظر جونہی حضرت عبدالمطلب پر پڑی تو وہ ان کے آگے سجدہ ریز ہوگیا حالانکہ اس نے اپنے مالک ابرہہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا جبکہ دوسرے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے اور ہاتھی نے بول کر کہا اے عبدالمطلب! میرا اس نور کو سلام جو تیری پشت میں ہے اور جو تیری پیشانی سے ہویدا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 88، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 8)

ابرہہ کافر حضرت عبدالمطلب کی شخصیت آپ کے حسن و جمال چہرے پر وجاہت وشرافت کے آثار جو نمایاں تھے سے بہت متاثر ہوا اس نے آپ کی بڑی تعظیم کی بڑے آداب بجالایا اس نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ خود تخت پر براجمان ہو اور حضرت عبدالمطلب کو نیچے بٹھائے اور یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ انہیں اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے کہ کہیں لشکر کے لوگ اس چیز کو برا نہ منائیں لہٰذا ابرہہ تخت سے نیچے اتر کر خود بھی قالین پر بیٹھا اور اپنے ساتھ اپنے پہلو میں حضرت عبدالمطلب کو بھی بٹھایا اور حبشی زبان میں ترجمان کو کہا ان سے پوچھ یہ کس لئے تشریف لائے ہیں حضرت عبدالمطلب نے فرمایا بادشاہ کو کہہ اس کے سپاہی میرے اونٹ پکڑ کر لے آئے ہیں مجھے وہ واپس چاہیں میں وہ لینے آیا ہوں ابرہہ نے ترجمان سے کہا انہیں کہو جب میں نے انہیں دیکھا تھا تو ان کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا مگر اب ان کی گفتگو سے ان کی قدر ومنزلت میرے دل میں نہیں رہی کیونکہ یہ اپنے چند اونٹوں کی بات تو کرتے ہیں مگر انہیں معلوم ہے کہ میں کعبہ (معظّمہ) کو منہدم کرنے آیا ہوں اس کے متعلق انہوں نے کچھ نہیں کہا حالانکہ یہ ان کے اور ان کے آباؤ اجداد کے دین ومذہب سے متعلق ہے۔

حضرت عبدالمطلب کا رب پر یقین کامل سے بھرپور جواب:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اے بادشاہ! میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے تیرے ساتھ صرف اونٹوں کی بات کی ہے رہا کعبہ معظّمہ کا معاملہ تو یاد رکھ اس کا بھی ایک مالک ہے وہ اس کی حفاظت کرنی خوب جانتا ہے وہ خود ہی تیرے ساتھ نپٹ لے گا۔

ابرہہ کافر نے انتہائی غرور وتکبر سے کہا آج کعبہ (معظّمہ) کو میری زد سے کوئی نہیں بچا سکتا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا تو جان اور کعبہ معظّمہ کا مالک جانے پھر حضرت عبدالمطلب واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور اہل مکہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا اور انہیں حکم فرمایا کہ شہر مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی غاروں اور چوٹیوں میں پناہ گزیں ہو جائیں مبادا ابرہہ کافر کا لشکر شہر میں داخل ہو کر تمہیں ہدف ستم بنائے۔ حضرت عبدالمطلب چند ساتھیوں کے ہمراہ خانہ کعبہ حاضر ہوئے اس کے حلقہ کو تھام کر بارگاہ الٰہی میں یوں فریاد کناں ہوئے۔

یَارَبِّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ حِلَّهٗ ۔ فَامْنَعْ حِلَالَكْ

اے رب کائنات ہر آدمی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ ۔ وَمَحَالُھُمْ غَدْوًا مَحَالَكَ

ان کی صلیب غالب نہ آ جائے اور نہ ہی کل کو ان کی قوت تیری قوت پر غالب آئے۔

اِنْ کُنْتَ تَارِکُھُمْ وَکَعْبَتَنَا ۔ فَاَمْرٌ مَابَدَالَكَ

اگر تو انہیں اور ہمارے کعبہ کو چھوڑنے والا ہے تو پھر امر تو وہی ہے جو تیری طرف سے ظاہر ہو۔

اِسْمَعْ بِاَرْجَسِ مَنْ اَرَادُوْا ۔ اَلْغَزْوَا وَانْتَھَکُوْا حِلَالَكَ

(اے اللہ تبارک وتعالیٰ) جو لوگ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں اور تیرے گھر کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ان کے چلنے کی آواز کو سن

فَلَئِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّهٗ ۔ اَمْرٌ تَتِمُّ بِهٖ فِعَالَكَ

اگر تو نے یہ کام کر دیا تو یہ ایسا امر ہوگا جس سے تیرے افعال مکمل ہوں گے۔

جَرُّوْا جَمِیْعَ بِلَادِھِمْ ۔ وَالْفِیْلَ کَیْ یَسْبُوْا عِیَالَكَ

وہ اپنے تمام شہروں سے آئے ہیں ان کے ساتھ ان کے ہاتھی بھی ہیں تا کہ وہ تیرے بندوں کو قیدی بنائیں۔

اِنَّ آیَاتِ رَبِّنَا سَاطِعَاتٌ ۔ مَایُمَارِیْ بِھِنَّ اِلَّا الْکَفُوْر

ہمارے رب کی نشانیاں بہت وسیع ہیں کافروں کے علاوہ ان میں کوئی شک کرنے والا نہیں۔

یَارَبِّ لَانَرْجُوْالَھُمْ سِوَاکَا ۔ یَارَبِّ فَامْنَعْ مِنْھُمْ حِمَاکَا

اے ہمارے رب ہم ان کے لئے تیرے بغیر کسی اور سے امید نہیں رکھتے اے ہمارے رب اپنے گھر کو ان سے بچالے۔

اِنَّ عَدُوَّالْبَیْتِ مَنْ عَادَاکَا ۔ اِمْنَعْھُمْ اَنْ یُّخَرِّبُوْا قُرَاكَ

جس نے تیرے گھر سے دشمنی کی وہ تیرا دشمن ہے انہیں روک دے کہ وہ تیری بستیوں کو تباہ کریں۔

قریش مکہ نے حرم سے نکل کر اپنی اپنی جائے پناہ تلاش کرلی مگر جد امجد خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حرم شریف کو نہیں چھوڑا اور کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میں حرم سے ہرگز نہیں نکلوں گا تا کہ اس کے علاوہ میں کسی اور کے پاس عزت تلاش کروں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے بدلے میں کسی اور چیز کا متمنی نہیں ہوں۔

ابرہہ کافر کا انجام:

ابرہہ نے کعبہ معظمہ کو منہدم کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تھا وہ کافر اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بالکل بے بہرہ

تھا ذلت ورسوائی اور جہنم اس کا مقدر ہو چکا تھا چند روزہ دنیا کی بادشاہت وجاہ وجلالت نے اسے انسان سے شیطان بنادیا تھا لہٰذا اگلے دن صبح اس نے اپنے سفید ہاتھی کو جس کا نام محمود تھا کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کیا تو نفیل بن حبیب خثعمی جو بظاہر ماتحت ہو کر ابرہہ کے ساتھ تھا اُس نے آہستہ سے ہاتھی کے کان میں کہہ دیا۔

اُبْرِكْ مَحْمُوْدُ اَوْارْجِعْ رَاشِدًا مِنْ حَيْثُ جِئْتَ فَاِنَّكَ فِيْ بَلَدِاللّٰهِ الْحَرَامِ ۔

اے محمود ہاتھی چاہے بیٹھ جایا تو جدھر سے آیا ہے ادھر ہی لوٹ جا کیونکہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حرمت والے شہر میں ہے۔

یہ سنناتھا کہ ہاتھی فوراً بیٹھ گیا ہاتھی کو کھڑا کرنے کے لئے بہت مارا گیا وہ مار کھا کر لہولہان ہو گیا مگر اس نے کھڑا ہونے کا نام تک نہ لیا جب اس کا رخ یمن یا شام کی طرف کرتے تو وہ بھاگنے لگ جاتا مشرق کی طرف کرتے تو بھی بھاگنے لگ جاتا مگر جب مکہ مکرمہ کی طرف کرتے تو بیٹھ جاتا اگر سیاہ بختی مقدر میں نہ ہوتی تو ابرہہ اسی سے حقیقت جان لیتا اور توبہ کی طرف آجاتا جیسا کہ تبع حمیری نے کیا مگر جب ازل سے جہنم وذلت مقدر ہوتو عبرت حاصل نہیں ہوتی۔

اسی اثنا میں سمندر کی طرف سے ابابیل پرندوں کا ایک غول آیا ہر پرندے کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ ایک ایک چونچ میں اور دو دو دونوں پنجوں میں اللہ اللہ کیا شان ہے اس کی قدرت کاملہ کے قربان جائیں اس کی قدرت کاملہ پر ابابیل پرندوں کی چونچ میں وہ سنگریزہ تھا یا بم تھا وہ سنگریزہ چنے اور مسور کے دانے کے برابر تھا مگر جس کے سر پر گرتا اس کے فولادی خود کو چیرتا ہوا اس کے جسم کے پار ہو جاتا پورے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ابرہہ کافر کے لشکر میں تیرہ ہاتھی تھے محمود نامی اس سفید ہاتھی کے علاوہ باقی تمام ہاتھی ہلاک ہو گئے وہ اس لئے بچ گیا کہ اس نے مار کھا کر لہولہاں ہونا قبول کر لیا مگر حرم شریف کی طرف جانے سے انکار کر دیا تھا ابرہہ کی حالت انتہائی قابل رحم تھی اسے اس کے لشکری وہاں سے لے کر بھاگے لیکن اس کا ایک ایک عضو گل گل کر راستے میں گرنے لگ گیا پیپ اور گندا خون اس کے تمام جسم میں سرایت کر گیا جس سے سخت قسم کی گندی بدبو آتی تھی اس بدبخت کا سینہ پھٹ گیا اور صنعا کے قریب واصل جہنم ہو گیا۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی سال اس واقعہ کے پچاس یا پچپن دن بعد ہوئی۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 87، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 8، حجۃ اللہ علی العلمین ص 230)

کعب بن لوی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیا کرتے تھے:

ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک جمعہ کے دن لوگوں کو خطاب کیا کرتے تھے وہ اپنے خطاب میں سیدالانبیاء والمرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر کرتے اور آپ کی تشریف آوری کی لوگوں کو بشارت دیتے تھے ان خطابات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ لوگوں کو کہتے لوگو! غور سے سنو خوب جان لو اور سمجھ لو رات کی ظلمت کا فور ہونے والی ہے دن کا اجالا پھیلنے والا ہے زمین ایک گھوارہ ہے آسمان عمارت ہے پہاڑ میخیں ہیں ستارے علامات ہیں پہلے بعد میں آنے والوں کی طرح ہیں مذکر مؤنث کی طرح ہے ہر چیز نے بوسیدہ ہو جانا ہے تم صلہ رحمی کرو اپنی قرابت کی حفاظت کرو اپنے اموال کو بڑھاؤ کیا تم نے کسی فوت ہونے والے کو واپس آتے دیکھا ہے یا کسی ایسی میت کا مشاہدہ کیا ہے جس نے ہمارے سامنے گھر کو وسیع وکشادہ کیا ہو اپنے حرم کی عزت وتکریم میں اضافہ کرو عنقریب ایک خبر آئے گی اور اسی زمین حرم سے ایک نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہوگا پھر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

نَهَارٌ وَلَيْلٌ كُلَّ يَوْمٍ بِحَادِثٍ ۔ سَوَاءٌ عَلَيْنَا لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا

ہر روز دن اور رات ہمارے پاس ایک نئی بات لے کر آتے ہیں اب اس کے دن اور رات ہمارے لئے برابر ہو چکے ہیں۔

يُؤَوِّبَانِ بِاالْاَحْدَاثِ حِيْنَ تَاَوَّيَا

وَبِاالنِّعَمِ الضَّافِيْ عَلَيْنَا سَتُوْرُهَا

جب دن اور رات ہمارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں تو نئے نئے حادثات کو بھی ساتھ لئے ہوتے ہیں۔ مگر زمانے نے عظیم الشان نعمتوں کے پردے ہم پر ڈال رکھے ہیں۔

عَلٰى غَفْلَةٍ يَّاْتِيْ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ

فَيُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقٌ خَبِيْرُهَا

زمانہ غفلت میں حضور نبی کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے۔ اور ایک نہایت سچے مخبر کی طرح ہمیں خبریں پہنچائیں گے۔

يَالَيْتَنِیْ شَاهِدُ فَحْوَاءِ دَعْوَتِهٖ

حِیْنَ الْعَشِیْرَةُ تَبْتَغِی الْحَقَّ خُزْلَانَا

کاش آپ کی دعوت کے وقت میں موجود ہوتا جس وقت قبیلہ (قریش) حق کو رسوا کرنے کی کوشش کرے گا۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کعب بن لوی کی وفات اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے درمیان 650 سال کا عرصہ ہے۔

واضح ہو کعب بن لوئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک میں آٹھویں پشت میں جدامجد ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف یوں ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن فزار بن معد بن عدنان۔ عدنان آگے چند واسطوں سے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جاملتے ہیں۔ (الوفا ابن جوزی ص73 حصہ اوّل، حجۃ اللہ علی العلمین ص200، دلائل النبوت ابونعیم ص47، خصائص کبری جلدنمبر1 ص48، شواہد النبوت ص44)

راهب کے بتانے پر کہ آخری نبی کا نام محمد ہوگا کئی لوگوں نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھ لئے:

خلیفہ بن عبدۃ المنکری فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا کہ تیرے باپ نے تیرا نام محمد کیوں رکھا؟ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے یہی بات پوچھی تھی اس نے بتایا کہ ہم چار اشخاص میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم، یزید بن عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک بن جندب ابن جفنہ غسانی کے پاس گئے جب ہم قریب پہنچے تو وہاں ایک کنواں دکھائی دیا جس کے آس پاس درخت بھی تھے ہم نے ارادہ کیا کہ یہاں غسل بھی کرتے ہیں اور کپڑوں سے گردوغبار بھی رفع کرتے ہیں پھر ہی آگے جائیں گے وہاں قریب ہی ایک گرجا بھی تھا ہم وہاں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اس گرجا سے راهب ہمارے پاس آ گیا اس نے ہمیں کہا میں نے آپ کی باتیں سنی ہیں تم ایسی زبان میں باتیں کر رہے تھے جو ہمارے علاقہ سے تعلق نہیں رکھتی اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ معلوم کروں آپ کس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

ہم نے کہا ہم مضر سے تعلق رکھتے ہیں اس نے پوچھا مضر کے کس قبیلے سے ہو؟ ہم نے کہا خندف سے اس نے کہا سنو! کچھ ہی عرصہ بعد تم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی مبعوث ہونے والے ہیں اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو فلاح پاؤ گے تم بہت جلد ان سے رجوع کرنا اور ان سے اپنا بہرہَ سعادت حاصل کرنا تا کہ تمہیں رشد و ہدایت نصیب ہو وہ خاتم النبین اور سید المرسلین ہوں گے ان کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ راھب سے یہ سن کر ہم واپس وطن لوٹے رب کریم نے ہمیں بیٹے عطا فرمائے راھب کی بات ہمارے ذہنوں میں راسخ ہوچکی تھی لہٰذا ہم سب نے اس طمع میں اپنے بیٹوں کے نام نے محمد رکھ لئے کہ شاید قسمت یا وری کر جائے زہے نصیب۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 119، خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 40، دلائل النبوت ابو نعیم ص 50، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 81، الوفا ابن جوزی ص 46، شواھد النبوت ص 44)

جد امجد حضرت عبدالمطلب کا خواب سن کر کاہنہ کا رنگ فق ہوگیا:

حضرت ابو طالب فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میں ایک دفعہ حرم کعبہ میں الحجر میں سویا ہوا تھا کہ ایک پریشان کن خواب نے مجھ پر گھبراہٹ طاری کر دی پریشانی کے عالم میں اس خواب کی تعبیر کے لئے میں قریش کی ایک کاہنہ کے پاس گیا کاہنہ نے میرے چہرے سے پریشانی کو بھانپ لیا اور میری افسردگی محسوس کر لی ان دنوں میں اپنی قوم کا سردار تھا اس نے مجھے دیکھ کر کہا ہمارے سردار کا یہ کیا حال ہوگیا ہے چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے کیا کوئی پریشانی لاحق ہوگئی ہے میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

ان دنوں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر آنے والا شخص کاہنہ سے سوال کرنے سے پہلے اس کے دائیں ہاتھ کو بوسہ دیتا تھا پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنا مدعا بیان کرتا تھا میں نے اپنے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا نہ کیا اور سیدھا بیٹھ گیا میں نے اسے بتایا کہ آج حرم کعبہ میں سوتے ہوئے میں نے ایک خواب دیکھا ہے جو بڑا ہی پریشان کن ہے اس خواب کی وحشتنا کی کے باعث ہی یہ میرا حال ہے میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ ایک ایسا درخت زمین سے نمودار ہوا ہے جس کی بلندی آسمان تک تھی اس کی شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی تھیں سورج کے نور سے اس کا نور ستر گنا زیادہ درخشاں تھا اور ہر لمحہ اس درخت کے نور اس کی عظمت و رفعت میں اضافہ ہو رہا تھا میں نے دیکھا کہ سب عرب و عجم کے لوگ اس کے آگے سجدہ ریز ہیں کبھی تو وہ درخت میری نظروں سے اوجھل ہو جاتا اور کبھی بالکل میرے سامنے ہوتا میں نے دیکھا کہ قریش

کے کچھ لوگ تو اس کی ٹہنیوں سے لٹک گئے ہیں اور قریش ہی کے کچھ لوگ اس درخت کو کاٹنے کے درپے ہیں جب وہ لوگ اس درخت کو کاٹنے کے لئے اس کے قریب ہوتے ہیں تو ایک انتہائی حسین وجمیل نوجوان انہیں اس شنیع حرکت سے نہ صرف روک دیتا ہے بلکہ مار مار کران کی پسلیاں توڑ دیتا ہے اور ان کی آنکھیں نکال باہر کر دیتا ہے وہ نوجوان حسن و جمال کا ایسا پیکر تھا کہ میں نے آج تک اس جیسا حسین وجمیل نہیں دیکھا اور اس کے پیکر دلنواز سے اتنی عمدہ دلکش خوشبو آ رہی تھی کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو کہیں نہیں پائی میں نے چاہا کہ میں بھی دوسروں کی طرح اس درخت سے لٹک جاؤں مگر اس نوجوان نے مجھے روک دیا میں نے اسے کہا اس درخت سے کسے حصہ ملے گا اس نے بتایا جو خوش نصیب اس سے لٹک گئے ہیں وہی اس سے بہرہ ورہوں گے اور وہ آپ سے سبقت لے گئے ہیں اضطرابی کیفیت میں میری آنکھ کھل گئی اور میں نیند سے بیدار ہوگیا۔

کاہنہ نے مجھ سے جب یہ خواب سنا تو اس کا رنگ فق ہوگیا اور اس نے بیساختہ کہا۔

لَئِنْ صَدَقْتَ لَيُخْرِجَنَّ مِنْ صُلْبِكَ رَجُلٌ يَّمْلِكُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ وَيَدِيْنُ لَهُ النَّاسُ ۔

اگر آپ خواب میں سچے ہیں تو آپ کی پشت سے ایسے شخص کا ظہور ہوگا جو مشرق ومغرب کا مالک ہوگا اور لوگ اس کے دین کو اختیار کریں گے۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا تو حضرت ابوطالب کہا کرتے تھے اللہ کی قسم وہ بابرکت درخت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 117، الوفا ابن جوزی ص 79 حصہ اوّل، دلائل النبوت ابونعیم ص 54، حجۃ اللہ علی العلمین ص 200، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 716، شواہد النبوت ص 46)

تورات مطابق علامات دیکھ کر زید بن سعنہ کے ایمان لانے کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام لانے سے پہلے جب میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کا دیدار کیا تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی علامات جو تورات میں پڑھی تھیں ان میں سے دو کے علاوہ سب پالیں اور پہچان لیں جو دو علامات ابھی باقی تھیں ان میں سے ایک علامت تو یہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کا حلم آپ کے غضب پر غالب ہوگا اور دوسری علامت یہ تھی کہ ان سے جتنا بھی جاہلانہ رویہ اختیار کیا جائے وہ اتنے ہی حلیم ہوں گے میں کسی حیلے بہانے کی تلاش میں تھا کہ کسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان دوعلامات یعنی حلم اور عفوودرگزر کے متعلق معلوم کروں اور مجھے ان علامات سے بھی آشنائی حاصل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے یہ موقعہ بھی فراہم کردیا وہ موقعہ یوں حاصل ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس شرط پر کھجوروں کی رقم ادا کردی کہ آپ مجھے مقررہ وقت پر کھجوریں دے دیں گے۔ مگر میں وقت مقررہ سے ہی دو تین دن پہلے جا دھمکا ہوا یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے اور صحابہ کرام بھی ساتھ تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنازہ پڑھنے کے بعد جب بیٹھنے لگے تو میں پہنچ گیا میں نے فوراً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں ہاتھ ڈال کر آپ کی قمیص اور تہبند کو پکڑلیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف شدت غضب سے دیکھتے ہوئے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرا حق کب ادا کرو گے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میں تمہیں بنی عبدالمطلب کو پہلے سے ہی جانتا ہوں تم بروقت ایفاء عہد نہیں کرتے ٹال مٹول سے کام لیتے ہو مجھے ایسی حالت میں دیکھ کر عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے انتہائی شدت غضب سے میری طرف دیکھا اور غضبناک ہو کر مجھے کہا اوئے دشمن خدا! ہمارے ہوتے ہوئے تیری یہ جرأت اس خدا کی قسم جس نے ایسے عظمتوں شانوں والے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب مانع نہ ہوتا تو اب تک تیرا وجود سر سے بے نیاز ہو چکا ہوتا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے وقار وطمانیت سے عمر فاروق کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اے عمر! مجھے اور اس یہودی کو تمہارے اس انداز گفتگو کی ضرورت نہ تھی تجھے چاہیے تھا کہ مجھے حسن ادائیگی کا کہتا اور اسے بطریقہ عمدہ تقاضا کرنے کا کہتا اے عمر! اسے لے جا اسے اس کا حق ادا کر اور اس پر تو نے جو عتاب کیا ہے اس کے عوض بیس صاع اسے مزید دے دے (واضح ہو ایک صاع تقریباً چار کلو کا ہوتا تھا بیس صاع کا مطلب اسی کلو یعنی دومن) ۔

زید کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے ساتھ لے گئے مجھے میرا حق بھی دیا اور بیس صاع زیادہ بھی دیئے اور کہا یہ بیس صاع حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مطابق ہیں تاکہ میں نے تجھ سے جو عتاب کے ساتھ چند الفاظ کہے ہیں اس کا معاوضہ ہو جائے۔ زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ

عنہ) سے پوچھا کیا آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ عمر فاروق نے کہا نہیں میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں عمر فاروق نے کہا کیا وہ زید جو یہودی عالم ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں میں وہی ہوں تو عمر فاروق نے کہا عالم ہوتے ہوئے تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیوں کیا؟

میں نے کہا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتے ہی دو علامتوں کے علاوہ تمام علامات نبوت پہچان لی تھیں صرف دو علامتوں کی پہچان باقی تھی جاہلوں کی ایذا رسانی پر حلم میں مزید اضافہ اور جہالت کی جگہ علم میں نے یہ صورت حال صرف ان دو علامتوں کے معلوم کرنے کے لئے کی ہے مجھے اب کامل یقین ہو گیا ہے کہ یہ وہی آخری پیغمبر ہیں جن کا ذکر ہم تورات وانجیل میں پڑھ چکے ہیں لہٰذا اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں خداوند تعالیٰ کی ربوبیت دین اسلام کی حقانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ کو گواہ بنا کر یہ بھی کہتا ہوں کہ میرے تمام مال کا نصف امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف ہے الحمدللہ میرے پاس کافی مال ہے اس کے بعد ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور میں نے کہا اَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ واضح ہو راوی نے بیان کیا کہ ایمان سے شرف یابی کے بعد حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی غزوات میں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص48، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص26، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص308، حجۃ اللہ علی العلمین ص123، مدارج النبوت جلد نمبر1، ص57، دلائل النبوت امام بیہقی، جلد نمبر6 ص237)

حضور کو دیکھتے ہی نجران کے پادری نے ان کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کو کہا یہ اللہ تبارک کے نبی ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب ایک دن حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے نجران کا ایک پادری بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آپ کا گہرا دوست تھا وہ حضرت عبدالمطلب کو بتا رہا تھا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں یہ پڑھ رکھا ہے کہ اس شہر مکہ میں سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے آخری نبی مبعوث ہوں گے جو اس شکل وصورت کے ہوں گے پادری ابھی اپنی بات مکمل نہ کر پایا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے جدامجد کے پاس آ گئے پادری نے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو غور سے دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں مبارک، پشت مبارک اور قدمین مبارک کو دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا ہذا ھُوَ یعنی یہ وہی نبی ہیں۔

پادری نے حضرت عبدالمطلب سے پوچھا اس بچے کے ساتھ آپ کا کیا رشتہ ہے انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے پادری نے کہا ہماری کتابوں تورات وانجیل کے مطابق تو اس کے باپ اس وقت دنیا میں زندہ نہیں ہو سکتے تو حضرت عبدالمطلب نے بتایا کہ یہ میرا حقیقی پوتا ہے اس لئے میں نے بیٹا کہا ہے یہ ابھی والدہ کے شکم میں تھا جب اس کا باپ اس دنیا فانی سے رحلت کر گیا تھا پادری نے کہا اب آپ نے ٹھیک بتایا ہے ہماری کتابوں میں ان کے متعلق ایسا ہی ذکر ہے۔

پھر حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں سے کہا اپنے بھتیجے کی حفاظت کا خیال رکھو اور اسے بھی ذہن میں رکھو جو ان کے متعلق ہمیں بتایا جا رہا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 161، دلائل النبوت ابونعیم ص 94 حجۃ اللہ علی العلمین ص 163، شواہد النبوت ص 72)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی اور اسلامی لشکر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قادسیہ میں تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ فوج دے کر عراقی شہر حلوان کے گردونواح کی فتح کے لئے بھیجا جائے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے چار سو گھوڑے سوار کے ساتھ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مہم کے لئے روانہ کر دیا انہوں نے حلوان پہنچ کر آس پاس کے علاقہ پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر لیا۔ اس جہاد میں کفار کے بہت سے لوگ قیدی بھی ہوئے اور مال غنیمت بھی بہت حاصل ہوا۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھیوں کے ہمراہ جہاد سے قیدیوں اور مال غنیمت سمیت واپس آرہے تھے کہ راستہ میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا بلکہ قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیدیوں اور مال غنیمت کو ایک پہاڑ کے دامن میں جمع کیا اور خود اذان دینے لگ گئے اذان دیتے ہوئے جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑ میں سے ایک شخص کی آواز آئی اے نضلہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو نے عظیم الشان تکبیر کہی ہے اپنے رب کی خوب بڑائی بیان کی ہے جب انہوں نے اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو پھر وہی آواز آئی کہ اے نضلہ! ساری کائنات ارضی وسماوی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ اخلاص کا کلمہ یہی ہے جب انہوں نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو پھر اسی شخص کی آواز آئی کہ یہی آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں کی بشارت ہمیں

دی ہے انہیں کی امت پر قیامت قائم ہوگی حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی آواز بلند کی تو پھر اس شخص کی آواز آئی کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے نماز ادا کی اور اس پر مداومت اختیار کی حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہا تو پھر آواز آئی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر سر تسلیم خم کرنے والا کامیاب وکامران ہوگیا کیونکہ جس نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر دل وجان سے لبیک کہا کامیابی وکامرانی اس کا مقدر ہوگیا اور اس امت کی بقا کا راز بھی اسی میں مضمر ہے۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں جب اذان سے فارغ ہوا تو ہم سب کھڑے ہوگئے ہم نے اس آواز کی طرف مخاطب ہوکر کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے تو فرشتہ ہے یا تیرا تعلق جنات سے ہے یا تو کوئی انسان ہے تو کیا ہے؟ ہم نے تیری آواز تو سن لی ہے مگر تجھے دیکھا نہیں ہم تجھے دیکھنا چاہتے ہیں ہم اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معظم ومکرم اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ہیں ہم نے جب اتنا کہا تو پہاڑ سے ایک شخص نمودار ہوا اس کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید تھے اونی چادر اوڑھے ہوئے تھا اس نے آتے ہی کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم نے بھی اسے جواباً کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں اس نے کہا میں رزیب بن برتملہ ہوں میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی (ان کے پیغام کا حامل) ہوں انہوں نے ہی مجھے اس پہاڑ میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس وقت تک میرے لئے زندگی کی لمبی دعا فرمائی تھی جس وقت وہ آسمان سے نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور نصاریٰ نے ان کے متعلق جو غلط عقائد گھڑ لئے ہیں اور ان سے بہت غلط باتیں منسوب کررکھی ہیں وہ ان سے اپنی برأت کا اظہار فرمائیں گے اس نے ہم سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کے متعلق استفسار کیا تو ہم نے اسے بتایا کہ ان کا وصال ہو چکا ہے وہ یہ سن کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا یہاں تک کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اس نے ہم سے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بار خلافت کس کے کندھوں پر آپڑا ہم نے بتایا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا تو ہم نے بتایا کہ ان کا بھی وصال ہو چکا ہے اس نے کہا پھر ان کے بعد خلیفہ کون ہے؟ ہم نے بتایا کہ اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے خلیفہ ہیں اس نے نہایت تأسف سے کہا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکا حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو میرا اسلام کہنا اور بعدازاں میری طرف سے یہ کہنا کہ وہ کہتا تھا اے عمر! صراط مستقیم اور میانہ روی اختیار کرنا لوگوں کو راہ حق پر گامزن رکھنا قیامت قریب ہے جب امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں یہ امور ظاہر ہو جائیں تو بھاگ جانا بہتر ہوگا یہ امور آثار قیامت ہیں اور وہ یہ ہیں کہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کریں گے لوگ اپنا نسب بدل لیں گے، یعنی اپنے آپ کو دوسروں کے نسب سے منسوب کریں گے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ تعلق بنائیں گے۔ بڑے چھوٹوں پر شفقت نہیں کریں گے اور چھوٹے بڑوں کا ادب نہیں کریں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام ختم ہو جائے گا علماء محض درہم و دینار جمع کرنے کے لئے علم پڑھائیں گے، بارش ہوگی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا نہ ہی وہ فائدہ مند ہوگی، اولاد ماں باپ پر غالب آ جائے گی، مسجدوں کے مینار بہت بلند کئے جائیں گے، مسجدیں بہت خوبصورت ہوں گی مساجد کو خوب آراستہ کیا جائے گا، رشوت عام ہوگی، لوگ اپنے گھروں کی عمارات کو خوب پختہ وخوبصورت کریں گے، حکمت ودانائی کو فروخت کیا جائے گا، لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے، سود عام ہوگا، غلبہ تسلط کو فخر ومباحات سمجھا جائے گا، قتل وغارت عام ہوگی قتل وغارت کو عزت تصور کیا جائے گا، زنا عام ہوگا عورتیں زینوں پر سوار ہوں گی، مصاحف پر چاندی کی ملمع سازی کی جائے گی، قطع رحمی ہوگی رشتے کٹ جائیں گے، آدمی اپنے گھر سے نکلے گا تو اس سے بہتر نیک لوگ اس کے دنیاوی مقام ومرتبہ کی وجہ سے اسے کھڑے ہو کر سلام کریں گے یعنی دولت ومرتبہ کو سلام ہوگا ایسے امور قریب قیامت ہوں گے یہ کہہ کر وہ شخص پھر غائب ہوگیا۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تمام واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ بھیجا انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر اس سے مطلع کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ کہ آپ تمام مہاجرین وانصار کو لے کر اسی پہاڑ پر جائیں اور اس بزرگ شخص سے ملاقات کریں انہیں میرا اسلام بھی کہنا ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ وصی عراق کے گردونواح میں اس پہاڑ میں اقامت گزیں ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہمراہ چالیس ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر اس پہاڑ کے پاس تشریف لے گئے چالیس دن تک وہاں ٹھہرے رہے ان چالیس دنوں میں وہاں پر نماز کے لئے اذان بھی ہوتی رہی اور جماعت بھی ہوتی رہی مگر وہاں وہ بزرگ نظر نہ آئے اور نہ اذان کے کلمات کے جواب میں ان کی آواز سنائی دی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین

ص161، دلائل النبوت ابونعیم ص56، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 321 شواہد النبوت ص40، تاریخ بغداد جلد نمبر 10 ص255، میزان الاعتدال جلد نمبر 4 ص 257)

کیا مساجد کو خوبصورت بنانا ان کے مینار بلند رکھنا اور قرآن مجید خوبصورت چھاپنا اور ان کی جلد خوبصورت بنانا گناہ ہے:

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی نے آثار قیامت میں جہاں قتل وغارت وزنا عام ہونے کے ساتھ دیگر قباحتوں مثلاً اولاد کا ماں باپ کا گستاخ ہونا وغیرہ ذکر کیا وہاں مساجد اور قرآن مجید کی خوبصورتی کو بھی ذکر کیا تو ہوسکتا ہے بعض اذہان وقلوب میں یہ بات آجائے کہ شاید مساجد اور قرآن مجید کو مزین کرنا بھی معیوب ہو تو حجۃ اللہ علی العلمین میں حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مساجد کی آرائش انہیں خوبصورت بنانا اور قرآن مجید پر چاندی کی ملمع سازی کو اس بزرگ شخصیت نے بطور برائی ذکر نہیں کیا بلکہ اسے قیامت کی نشانیوں کے طور پر ذکر کیا ہے کہ یہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں جیسے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور قیامت کی نشانیوں میں شامل ہے مگر ان کا تشریف لانا باعث رحمت ہی ہوگا جب کہ ان کا ذکر آثار قیامت میں ہے ایسے ہی مساجد وقرآن کا خوبصورت ہونا باعث رحمت خداوندی ہے مگر آثار قیامت میں یہ چیزیں مذکور ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص162)

عمرو بن عبسہ السلمی اہل کتاب کے بتانے پر اسلام لائے:

حضرت عمرو بن عبسہ السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بھی میں بت پرستی سے بیزار رہتا تھا اس لئے اپنی قوم کے بتوں سے کنارہ کش ہی رہتا تھا میں مکہ مکرمہ اور شام کے درمیان تیمانامی بستی کے ایک راہب سے ملا اسے کہا میری قوم بت پرست ہے مگر میں اس سے بیزار ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک قبیلہ جب کسی جگہ فروکش ہوتا ہے اور اس وقت اس کے پاس پرستش کیلئے کوئی بت موجود نہیں ہوتا تو ان میں سے ایک شخص باہر کو جاتا ہے واپسی پر وہ چار پتھر لے کر آتا ہے ان میں سے جو خوبصورت پتھر ہوتا ہے اس کی پرستش شروع کردیتے ہیں باقی تین کو استنجا کے لئے استعمال کرتے ہیں ایسے بھی ہوجاتا ہے کہ جس خوبصورت پتھر کو انہوں نے معبود بنا کر پرستش شروع کردی اگر اس سے کوئی زیادہ خوبصورت پتھر نظر آگیا تو پہلے کو پھینک دیا اور اس زیادہ خوبصورت کو اٹھا کر اپنا معبود بنالیا وہی قبیلہ اس جگہ سے چل کر

اگر کسی دوسری جگہ جا کرٹھہرا تو جہاں جا کرٹھہرا وہاں اس دوسرے پتھر سے بھی زیادہ خوبصورت پتھر مل گیا تو اس دوسرے کو پھینک دیا اور وہ تیسرا خوبصورت پتھر اٹھالیا اور اسے خدا سمجھ کر اس کی پرستش شروع کر دی یہ ہے ان کا جاہلانہ طور طریقہ جس سے میں بیزار ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معبودان باطل نہ تو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ اے راہب! براہ کرم دین حق جو بھلائی کا دین ہو اس کی طرف میری راہنمائی فرمادیں تاکہ میں گمراہی سے محفوظ و مامون ہو جاؤں اور میری حق تعالیٰ تک رسائی ہو جائے۔

راہب نے کہا کہیں بھی ٹھوکریں کھانے کی ضرورت نہیں عنقریب ہی مکہ معظّمہ سے ایک شخص کا ظہور ہوگا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر ہوں گے وہ لوگوں کو معبود برحق کی طرف دعوت دیں گے ان معبودان باطلہ سے نفرت دلائیں گے وہ لا الہ الا اللہ کا پیغام لے کر آئیں گے اور اس نعرۂ حق کو لوگوں تک پہنچائیں گے۔ اے عمرو! جب تم انہیں دیکھو تو ان کی اتباع کرنا ان کی اطاعت اختیار کرنا وہ افضل دین دین حق کے ساتھ اس دنیا میں مبعوث ہوں گے۔ حضرت عمرو بن عبسہ السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب اس راہب نے میرے ساتھ یہ گفتگو کی اس وقت مکہ مکرمہ جانے کے لئے میرے پاس وسائل نہ تھے البتہ مکہ مکرمہ سے ہر آنے والے شخص سے میں یہ ضرور پوچھتا کہ مکہ مکرمہ میں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے ہر دفعہ مجھے یہی بتایا جاتا کہ کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ہاں وہاں ایک نیا واقعہ رونما ہو گیا ہے وہ یہ کہ ایک شخص نے وہاں شہر مکہ مکرمہ میں دعویٰ نبوت فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں خدا وحدہ لاشریک ہے عبادت کے لائق وہی ایک ذات ہے بتوں کی پرستش گمراہی و بے دینی ہے وہ بتوں سے نفرت دلاتے اور معبود حقیقی کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جونہی میں نے اس کی زبان سے یہ سنا فوراً ہی اپنی سواری لی اور مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوا مکہ مکرمہ پہنچ کر میں اس گھر گیا جہاں میں آکر پہلے ٹھہرا کرتا تھا میں نے دیکھا کہ اہل مکہ ان سے سخت برتاؤ کرتے ہیں کسی کو بھی ان سے آسانی سے ملنے نہیں دیتے بہر حال میں کسی نہ کسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا میں نے بارگاہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ کر ان سے عرض کی آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نبی ورسول ہوں میں نے عرض کیا آپ کو کس نے نبی ورسول بنایا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میں نے عرض کیا اللہ تبارک

وتعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں لوگوں کو اس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے کا حکم دوں اس نے مجھے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا ہے خون ریزی روکنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے راستہ کی سلامتی کا حکم دیا ہے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سن کر عرض کیا آپ کتنے ہی عمدہ ونفیس احکام لے کر تشریف لائے ہیں میں آپ پر ایمان لاتا ہوں آپ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کرتا ہوں آپ میرے لئے کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں واپس اپنے گھر چلا جاؤں یا یہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رک جاؤں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے میرے ساتھ اہل مکہ کا سلوک دیکھ لیا ہے اور جو مجھ سے وابستہ ہو چکے ہیں ان کے ساتھ بھی ان کا برتاؤ دیکھ لیا ہے تو شاید ان کی سختی برداشت نہ کر سکے لہٰذا تو یہاں ہمارے ہاں قیام نہ کر بلکہ تو واپس اپنے اہل خانہ کے پاس چلا جا جب تجھے خبر ملے کہ میں یہاں سے ہجرت کر کے کسی اور مقام پر چلا گیا ہوں تو وہاں آ جانا لہٰذا میں فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحت اپنے اہل خانہ کے پاس چلا گیا پھر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد بعداز غزوۂ خندق مدینہ شریف میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے مجھے پہچانا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے تجھے پہچان لیا ہے تو وہی سلمی ہے جو میرے پاس مکہ مکرمہ میں آیا تھا۔ واضح ہو عمرو بن عبسہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ملک شام میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں ہی ان کا وصال ہوا۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا کس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رات کے آخری پہر میں اس وقت کی نماز پر فرشتے پہنچتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے۔ (الوفا ص 59، دلائل النبوت ابونعیم ص 151، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 119، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 44، حجۃ اللہ علی العلمین ص 160، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 266، مسند امام احمد جلد نمبر 4 ص 38)

حضرت عباس اور ابوسفیان کو یہودیوں نے حضور کی خبر دی

سیدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تجارت کی غرض سے ایک قافلے کے ساتھ میں یمن کو گیا ابوسفیان بھی اس قافلے میں شامل تھا اسے وہاں اپنے بیٹے حنظلہ کا خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ

وادیٔ بطحا میں محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اعلان کیا ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں۔ خط کی یہ بات اہل یمن کی مجالس میں پھیل گئی۔ یہودیوں کا ایک جید عالم ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جس شخص نے اعلان نبوت کیا ہے اس کا چچا یہاں تم میں موجود ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا ہاں میں ان کا چچا ہوں اس نے مجھے کہا میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں سچ بتانا کیا تمہارے بھتیجے پر جوانی کا خمار تو نہیں ہے؟ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میرے اس بھتیجے نے نہ تو کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی انہوں نے کبھی خیانت کی ہے تمام اہل قریش تو صادق وامین کے دلنواز القاب سے انہیں پکارتے ہیں اس یہودی عالم نے مجھ سے پوچھا کیا وہ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے ہیں؟ میں ہاں میں جواب دینا چاہتا تھا لیکن اس ڈر سے کہ ابوسفیان مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگا دے گا اور میری بات کی تردید کردے گا میں نے کہا نہیں وہ لکھ نہیں سکتے میرا جواب سن کر یہودی عالم بدحواس ہو کر دوڑ پڑا بدحواسی میں وہ اپنی چادر بھی لے جانا بھول گیا وہ بلند آواز سے واویلا کرتا جاتا تھا کہ یہودی ہلاک ہو گئے یہودی برباد ہو گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم واپس گھروں کو لوٹے تو ابوسفیان نے مجھے کہا ابوالفضل آپ کے بھتیجے سے یہودی بہت زیادہ خوفزدہ ہیں میں نے ابوسفیان کو کہا معلوم ہوتا ہے تو نے اسلام قبول کرلیا ہے ابوسفیان نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک میں ان کے گھوڑے کداء میں نہیں دیکھ لوں گا میں نے اسے کہا ابوسفیان! یہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ ابوسفیان نے کہا یہ بات تو ویسے ہی میرے منہ سے نکل گئی تھی لیکن یہ مجھے یقین ہے کہ ان کے گھوڑے میدان کداء میں ضرور آئیں گے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو ابوسفیان نے کداء میں اسلامی لشکر کے گھوڑے دیکھے تو میں نے ابوسفیان کو کہا ابوسفیان! اپنی اس بات کو یاد کر جو تم نے اس وقت کی تھی ابوسفیان نے کہا اس وقت میں اپنی اسی بات کو یاد کررہا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص138، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص268)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک حضرت ابراھیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے مشابہ تھے:

ابن سعد وابن عساکر رحمھما اللہ تعالیٰ نے حضرت امام زہری، مجاہد، نافع اور ابن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم سے روایت

کیا ہے وہ کہتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے قالین پر تشریف فرما ہوتے تھے حضرت عبدالمطلب فرماتے تھے میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو یہ فرشتے سے انس کرتا ہے۔

بنومدلج کے لوگ حضرت عبدالمطلب سے کہا کرتے تھے اے عبدالمطلب اپنے اس بچے کی حفاظت کیا کرو ہم ان کے قدم مبارک کے علاوہ اور کوئی قدم مقام ابراھیم میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے مشابہ نہیں دیکھتے یعنی مقام ابراہیم میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا جونشان ہے اس کے مشابہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک ہے کسی اور کا نہیں۔ حضرت عبدالمطلب حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے اے ام ایمن! اس بچے کا خاص خیال رکھا کر اس سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہونا کیونکہ اہل کتاب یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ میرا بیٹا اس امت کا نبی ہوگا۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 159، حجۃ اللہ علی العلمین ص 202، الوفا ابن جوزی ص 120 دلائل النبوت ابونعیم ص 160، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 140، شواہد النبوت ص 72)

یہودی نے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کو چھپانا چاہا مگر مریض نے ظاہر کردیا:

یہودی نے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کو چھپانا چاہا مگر مریض نے ظاہر کردیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے اس وقت اس کا باپ اس کے سرہانے تورات کی تلاوت کررہا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے باپ کو کہا اے یہودی! میں تجھے اس ذات باری تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا تو تورات میں میرے اوصاف میری نعت میری ہجرت کا ذکر پاتا ہے اس نے کہا نہیں جونہی یہودی نے کہا نہیں تو اس کا وہ بیمار بیٹا جھٹ بول پڑا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم ہم تورات میں آپ کی نعت آپ کے اوصاف اور آپ کی ہجرت کا ذکر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اس یہودی کو اس جوان کے پاس سے اٹھا دو اور تم اپنے اس بھائی کا انتظام کرو۔ (مشکوۃ شریف ص 518، دلائل النبوت امام بیہقی

جلد نمبر 6، ص 231 حجۃ اللہ علی العلمین ص 124، الوفا ابن جوزی ص 48، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 30، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 173)

دوسری روایت:

الوفا اور مدارج النبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت یوں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن یہودیوں کے ایک گرجا میں تشریف لے گئے وہاں ایک یہودی اپنے لوگوں کے سامنے تورات پڑھ رہا تھا پڑھتے ہوئے جب خاتم الانبیاء والمرسلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ذکر پر پہنچا تو خاموش ہوگیا اور پڑھنے سے رک گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ پڑھنے سے رک کیوں گیا ہے تو ایک کونے میں پڑا بیمار شخص بول اٹھا کہ یہ جب پڑھتے پڑھتے نبی آخرالزمان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ذکر پر پہنچا ہے تو اس نے پڑھنا بند کردیا ہے پھر وہ بیمار شخص بچوں کی طرح بڑبڑاتا ہوا آیا اس نے تورات پکڑی اور اس میں لکھی ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت پڑھی اور کہا یہ آپ کی توصیف ہے پھر اس نے پڑھا **اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ** یہ پڑھنے کے بعد اس نے جان جان آفریں کے سپرد کردی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کرو۔

(الوفا ص 48، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 173، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 232)

یہودی عالم نے حضرت عبدالمطلب کا جسم دیکھ کر کہا آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے میں بادشاہی ہے:

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے بتایا کہ ہم موسم سرما میں یمن گئے وہاں مجھ سے ایک یہودی عالم نے پوچھا آپ کا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ میں نے اسے بتایا میں قبیلہ قریش سے ہوں اس نے پوچھا قبیلہ قریش کی کس شاخ سے ہو؟ میں نے کہا بنی ہاشم سے اس نے کہا میں آپ کے جسم کے دو اعضاء دیکھنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو دیکھ لوں میں نے کہا دیکھ سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ شرمگاہ نہ ہو آپ شرمگاہ کو چھوڑ کر میرا تمام جسم دیکھ سکتے ہیں اس نے کہا میں صرف آپ کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور ناک کے نتھنوں کو دیکھنا چاہتا ہوں اس نے میرے ایک نتھنے کو کھولا اسے دیکھا پھر اسی طرح دوسرے کو بھی دیکھا میرے ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں کو بھی دیکھا اور مجھے بتایا کہ آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت ہے جبکہ دوسرے ہاتھ میں بادشاہت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا آپ کو یہ سب کچھ تب حاصل ہوگا جب آپ قبیلہ بنی زھرہ کی کسی عورت سے نکاح کریں گے آپ جب واپس جائیں تو قبیلہ بنی زھرہ کی کسی عورت سے شادی کر لینا حضرت عبدالمطلب جب واپس مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ نے قبیلہ بنی زھرہ میں ہالہ بنت وھیب سے شادی کی جس کے بطن سے سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کی شادی بھی قبیلہ بنی زھرہ میں سیدنا حضرت آمنہ بنت وھب سے کی جن کے ہاں سے محبوب خدا محبوب کائنات حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اہل مکہ نے کہا عبداللہ کامیاب ہو گئے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 65، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 68، حجۃ اللہ علی العلمین ص 145 متدرک جلد نمبر 3 ص 203، شواہد النبوت ص 47)

حضرت سعید بن عاص بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا کے حوالے سے راھب کا حضور کے متعلق بیان ذکر کرتے ہیں:

حضرت سعید بن عاص بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا کے حوالے سے راھب کا حضور کے متعلق بیان ذکر کرتے ہیں حضرت سعید بن عاص بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن جب میرے والد قتل ہوئے میں اس وقت اپنے چچا ابان بن سعید کے پاس تھا میرا چچا ابان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جب بھی ذکر کرتا ہمیشہ برے الفاظ سے ذکر کرتا اسی اثنا میں تجارت کی غرض سے ایک دفعہ وہ ملک شام گیا وہ سال بھر وہیں ٹھہرا رہا سال کے بعد جب واپس آیا تو اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن سعید سے پہلا سوال ہی یہ کیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کس حال میں ہیں مجھے ان کے متعلق بتائیں؟ میرے چچا عبداللہ بن سعید نے اسے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! وہ تو پہلے سے کہیں زیادہ محترم ومکرم ومعزز ہیں وہ پہلے سے کہیں زیادہ بلند مرتبہ پر فائز ہو چکے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سن کر میرا چچا ابان بن سعید خاموش رہا اس نے حسب سابق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کوئی برا لفظ زبان سے نہ نکالا پھر اس نے کھانا تیار کرایا اور اسے بنوامیہ کے رؤسا کے پاس بھیج دیا اس نے بنوامیہ کے سرداروں کو اپنے سفر کی سرگذشت سناتے ہوئے بتایا کہ جب میں ملک شام کے فلاں شہر میں تھا تو میں نے وہاں ایک راھب کو دیکھا جس کا نام بکاء تھا چالیس سال کے عرصہ سے وہ اس گرجا میں مقیم تھا وہ کبھی گرجا سے باہر نہ نکلا تھا مگر ہوا یہ کہ ایک دن وہ

اپنے گرجا سے باہر نکلا تو لوگوں کا جم غفیر عقیدت واحترام سے اس کی زیارت کو امڈ آیا میں بھی اسے دیکھنے کے لئے وہاں چلا گیا میں نے اسے کہا میں نے آپ سے کچھ پوچھنا ہے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں اس نے مجھ سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے اسے بتایا کہ میں مکہ مکرمہ سے قبیلہ قریش سے ہوں وہاں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو مدعی نبوت ورسالت ہے راهب نے مجھ سے پوچھا اس مدعی نبوت کا نام کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا ان کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے اس نے مجھ سے پوچھا ان کی بعثت کو کتنا عرصہ ہو چکا ہے میں نے اسے بتایا کہ بیس سال ہو چکے ہیں اس راہب نے مجھے کہا جس شخص نے آپ کے ہاں دعویٰ نبوت کیا ہے اگر چہ میں نے ابھی تک انہیں دیکھا نہیں مگر تورات وانجیل میں ان کا جو حلیہ پڑھا ہے وہ تجھے بیان کرتا ہوں پھر اس نے مجھے ان کا حلیہ بتایا جو ہو بہو وہی تھا جوان کا ہے اس میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں تھا پھر اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! وہ اس امت کا نبی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اس کا غلبہ اور تسلط ضرور ہوگا۔ اتنا کہہ کر وہ راہب پھر اپنے گرجا میں داخل ہو گیا جاتے ہوئے اس نے مجھے کہا جب واپس جائیں تو اس پیغمبر کی خدمت اقدس میں میرا سلام ضرور پیش کرنا واضح ہو یہ اس وقت کی بات ہے جب قریش مکہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے پا چکا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص159، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص269)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کو دیکھتے ہی یہودی پکار اٹھا:

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ مجھے میری قوم کے چند بزرگوں نے بتایا کہ ہم عمرہ کرنے کی غرض سے عازم مکہ ہوئے تو تیما کا ایک یہودی بھی ہمارا شریک سفر ہو گیا وہ بغرض تجارت یا تو یمن کو جا رہا تھا یا مکہ مکرمہ میں ہی جانے کا اس کا ارادہ تھا مکہ مکرمہ میں جونہی اس کی نظر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب پر پڑی تو بے ساختہ پکار اٹھا ہم اپنی کتاب کی روشنی میں جس کا فیصلہ اٹل اور ناقابل تبدیل ہے کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص کی پشت سے ایک پیغمبر کا ظہور ہوگا جو ہمیں اور اپنی قوم کو قوم عاد کی طرح تہ تیغ کر دے گا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص94، شواہد النبوت ص48)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا ذکر:

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا والد تمام لوگوں سے زیادہ تورات کا عالم تھا وہ اپنے علم میں سے

کچھ بھی مجھ سے نہیں چھپاتا تھا اس نے جب محسوس کیا کہ اس کی زندگی کی ڈور ٹوٹنے والی ہے وقت موت قریب آ پہنچا ہے تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھے کہا اے بیٹے! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کچھ بھی نہیں چھپایا لیکن اس کے باوجود میں نے تجھ سے دوورق پوشیدہ رکھے ان دواوراق میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر کی اس دنیا میں بعثت کا ذکر ہے اور ان کے مبعوث ہونے کا وقت بھی ہو چکا ہے میں نے ان کے متعلق تمہیں بتانا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ میں تیری طرف سے مطمئن نہیں تھا تیری طرف سے مجھے یہ خطرہ دامن گیر تھا کہ کہیں یہ کسی جھوٹے مدعی نبوت کا پیروکار نہ ہوجائے اور اس طرح کہیں گمراہی کے گہرے تاریک کنوئیں میں نہ گر جائے اے میرے بیٹے میں نے ان دونوں اوراق کو اس روشن دان میں رکھا ہوا ہے اور ان کے اوپر مٹی کا لیپ کر دیا ہے میری تجھے وصیت ہے کہ ان اوراق کے پاس تک نہ پھٹکنا اور نہ ہی انہیں دیکھنے کی جسارت کرنا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ ہوا تو اس نبی محتشم کے ظہور پر ازخود تجھے ان تک رسائی ہوجائے گی اور تجھے ان کی اطاعت نصیب ہوجائے گی۔ اس وصیت کے کچھ دنوں بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا والد کے کفن دفن کے بعد میں انتہائی بے تاب تھا کہ جلد از جلد ان دواوراق کو نکال کر دیکھوں کہ ان میں کیا تحریر ہے؟ میرے لئے ان کے دیکھنے سے زیادہ کوئی پسندیدہ چیز نہ تھی لہٰذا میں نے روشن دان کھول کر ان اوراق کو نکال لیا ان پر یہ لکھا ہوا تھا۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں وہ خاتم النّبیّین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہوگی اور ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہوگی وہ نہ تو تندخو ہوں گے اور نہ ہی غضبناک وہ بازاروں میں شور نہیں کریں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ وہ تو برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے عفوودرگذر ان کا خاصہ ہوگا لہٰذا وہ درگذر کریں گے اور معاف فرمائیں گے ان کی امت حماد ہوگی یعنی ان کی امت ہر حال میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثنا ہی کرے گی ان کی زبان پر ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی کا ذکر ہی ہوگا وہ ہر دشمن کے خلاف اپنے پیغمبر کا ساتھ دیں گے وہ اپنی شرمگاہوں کو دھویا کریں گے یعنی پانی سے استنجا کیا کریں گے اپنے وسط میں ازار باندھیں گے ان کی کتاب یعنی قرآن مجید ان کے سینوں میں ہوگا وہ آپس میں ایک دوسرے پر ایسے رحم کریں گے جیسے آپس میں حقیقی بھائی ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں ان کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں جائے گی۔

ان اوراق کی تحریر پڑھنے کے بعد میں آخرالزمان نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہو گیا تا آنکہ مجھے یہ خبر موصول ہوئی

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوگئے ہیں میں ان کی حاضری میں جانے پر تاخیر کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے ان کے وصال کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اب ان کے خلیفہ ہیں ان کے مجاہدین ہمارے پاس آئے لیکن میں نے کہا میں اس وقت تک ان کے دین میں داخل نہیں ہوں گا جب تک مجھے ان کی سیرت اور ان کے اعمال کے متعلق صحیح معلومات حاصل نہ ہوجائیں لہٰذا میں تاخیر کرتا رہا کہ اچھی طرح سے تحقیق کرلی جائے کہ واقعی یہ دین برحق ہے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آ گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال ہمارے پاس آئے میں نے ان کے ایفائے عہد کو دیکھا دشمنوں سے ان کے حسن سلوک کو دیکھا تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا میں اب تک منتظر رہا ہوں۔ اللہ کی قسم! ایک دن میں اپنے مکان کی چھت پر موجود تھا کہ ایک مسلمان کی زبان سے مجھے قرآن مجید کی اس آیۂ مبارکہ کی تلاوت سنائی دی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْھًا: اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی ایمان لاؤ اس کتاب پر جو ہم نے نازل فرمائی جو تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق کرنے والی یہ اس سے پہلے (ایمان لاؤ) کہ ہم چہرے مسخ کردیں۔ (پ 5 ع 4 سورۃ النساء)

جب میں نے یہ آیت سنی تو میں خوف زدہ ہوگیا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی کہیں میرا چہرہ میرے پیچھے منتقل نہ ہوجائے لہٰذا صبح ہوتے ہی میں نے مسلمانوں کے پاس جاکر اسلام قبول کرلیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 121، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 25، شواہد النبوت ص 179، فتوح الشام ص 440)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتاتے ہیں کہ تورات میں کیا لکھا تھا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) سے ایک دن کہا اے کعب آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا مگر ان پر ایمان نہ لائے حالانکہ تورات کا عالم ہونے کے ناطے آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ خواہش کی تھی کہ کاش میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کو پالیتا پھر آپ نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کو بھی پایا مگر ان کے دست اقدس پر بھی اسلام قبول نہ کیا حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھے آپ نے اب میرے دور خلافت میں اسلام قبول کرلیا ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! حقیقت یہ ہے کہ میں اتنی طویل مدت تک صورت

حال اور اصل حقائق کا جائزہ لیتا رہا میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام مخلوق کے سردار اور اولاد آدم میں سب سے برگزیدہ کوہ فاران سے ظہور پذیر ہوں گے ان کا ظہور اس مقدس وادی میں ہوگا جو درخت سلم کے اگنے کی جگہ ہے وہ وہاں توحید کی شمع روشن کریں گے اور دین حق کی تبلیغ فرمائیں گے پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائیں گے وہاں دوران رہائش دشمنان دین حق سے جہاد فرمائیں گے ان کا وصال بھی وہیں ہوگا اور ان کی قبر انور بھی وہیں مدینہ منورہ میں ہوگی۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سن کر خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے کعب اس کے بعد تورات میں کیا مرقوم تھا؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس کے بعد لکھا تھا کہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ایک بہت صالح بزرگ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے آخر وہ صالح بزرگ بھی اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اس دارفانی سے وصال کر جائیں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کعب بتائیں اس کے بعد کیا مرقوم تھا؟ یعنی حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اس کے بعد کیا لکھا تھا؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا اس کے بعد لکھا تھا کہ پھر لوہے کے سینگ ہوں گے انہیں شہید کردیا جائے گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بتائیں اس کے بعد کیا لکھا تھا؟ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا اس کے بعد لکھا تھا کہ ان کی شہادت کے بعد ایک باحیا سخی شخص مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس طرح وہ عثمان بن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا اس کے بعد کیا لکھا تھا؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا اس کے بعد لکھا تھا کہ اس خلیفہ کو بھی شہید کردیا جائے گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بتائیں اس کے آگے کیا مرقوم تھا؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا اس کے بعد لکھا تھا کہ اس خلیفہ کی شہادت کے بعد ایک سفید چہرے والے عدل وانصاف کے پیکر بلند عزوشرف عظیم حسب ونسب اور بہت ہی وسعت علم رکھنے والے خلیفہ ہوں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس شان کے حامل حضرت علی کرم اللہ وجھہ ہیں لہٰذا یہ خلیفہ ہوئے حضرت کعب نے بتایا یہ بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہوں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کعب! بتائیں اس کے بعد کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا اس کے بعد لکھا تھا کہ پھر تمام معاملات (سلطنت) ملک شام کی طرف منتقل ہوجائیں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے فرمایا اے کعب! بس آگے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اتنا ہی کافی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص128)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عالم کو تورات میں سیدالانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنایا اور اس عالم نے تصدیق کی:

عبدالرحمٰن المعافری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں اس نے کہا مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے جس کی وجہ سے میرا ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور میرے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں تجھے بتادوں کہ تو کس وجہ سے رو رہا ہے تو کیا بہر خدا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا اے کعب! میں ضرور تیری تصدیق کروں گا۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کہا بہر خدا تو یہ بتا کہ کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات میں یہ پڑھا ہے کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے اللہ تبارک وتعالیٰ! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو تمام امم سے بہترین افضل واعلیٰ ہے اسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے وہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرے گی اور برے کاموں سے روکے گی وہ پہلی کتابوں اور آخری کتاب پر ایمان لائے گی وہ کفار اور گمراہ لوگوں سے جہاد کرے گی یہاں تک کہ وہ امت دجال اعور (ایک آنکھ سے کانے دجال) کو بھی قتل کرے گی اے اللہ! ایسی امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے آخری پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے اس یہودی عالم نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا بالکل ایسے ہی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اسے فرمایا میں بہر خدا تجھ سے پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات میں یہ پڑھا ہے کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے جو ہر وقت تیری حمد وثنا کرے گی جب وہ کسی کام کا پختہ ارادہ کریں گے تو کہیں گے نَفْعَلُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تعالیٰ یعنی اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا تو ضرور اسے کریں گے اے میرے رب! اس امت کو میری امت بنا دے رب کائنات رب العلمین نے فرمایا اے موسیٰ! یہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے اس یہودی عالم نے اس کی بھی تصدیق کی اور کہا بالکل صحیح ہے ایسے ہی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اسے فرمایا میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کا واسطہ دے کر تجھ سے پوچھتا

ہوں کہ کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات میں یہ پڑھا ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات پڑھی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک امت کے متعلق پڑھا ہے کہ جب وہ کسی بلندی پر چڑھیں گے تو اللہ اکبر کا ورد کرتے ہوئے تیری بڑھائی بیان کریں گے اور جب وہ بلندی سے نیچے وادی میں اتریں گے تو بھی تیری حمد وثنا بیان کریں گے۔ مٹی ان کے لیے پاکیزہ ہوگی تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد ہوگی وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے جنابت سے پاکیزہ ہوجائیں گے اگر انہیں پانی میسر نہیں ہوگا تو مٹی بھی انہیں ایسے ہی پاک وطاہر کردے گی (تیمّم کے ذریعے) جیسے کہ پانی سے پاک ہوتے ہیں ان کے علاوہ اعضاء جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں وہ (بروز قیامت) روشن ومنور ہوں گے اے میرے رب! اس امت کو میری امت بنادے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ وہ تو میرے آخری پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ اس یہودی عالم نے سن کر کہا اے کعب! یہ بھی صحیح ہے اسی طرح ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات میں یہ پڑھا ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات پڑھی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو بہت ناتواں ہوگی مگر اس پر رحم کیا جائے گا اور وہ کتاب (قرآن مجید) کی وارث ہوگی تو نے اس امت کو منتخب کرلیا ہے ان میں سے کچھ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں گے کچھ میانہ روی اختیار کریں گے اور کچھ بھلائی کے امور میں سبقت کرنے والے ہوں گے میں نے ان میں سے ہر ایک کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اس پر رحم کیا جائے گا اے میرے رب اس امت کو میری امت بنادے۔ رب کائنات رب العلمین نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے اس یہودی عالم نے سن کر کہا اے کعب! یہ بھی صحیح ہے بالکل اسی طرح ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اس یہودی عالم سے کہا میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات میں یہ پڑھا ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات پڑھی تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے کہ ان کی کتاب (قرآن مجید) ان کے سینوں میں ہوگی ان کے کپڑوں کے رنگ اور اہل جنت کے کپڑوں کے رنگ میں مکمل یکسانیت ہوگی

وہ نماز کے لئے ایسے صفیں بنائیں گے جیسے فرشتوں کی صفیں ہوتی ہیں مساجد میں ان کی آواز ایسے ہوگی جیسے مکھیوں کی بھنبھناہٹ ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم کی آگ میں نہیں جائے گا ہاں ان میں سے صرف وہ شخص جہنم میں جائے گا جو اعمال صالحہ سے اس طرح دور ہوگا جیسے پتھر درخت جیسے پتوں سے دور ہوتا ہے اے میرے رب! اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے اس یہودی عالم نے کہا اے کعب! یہ بھی صحیح ہے بالکل اسی طرح ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان وشوکت اور عظمت سے آگاہ ہوئے تو کہا کاش میں بھی امت محمدیہ میں سے ہوتا اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر تین آیات نازل فرمائیں جن کی وجہ سے وہ راضی ہوگئے وہ آیات یہ ہیں۔

يٰمُوْسٰى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ …… الخ

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ نعمتیں دیکھ کر راضی ہوگئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص120، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص21)

اسی سلسلہ کی دوسری روایت:

امیر معاویہ بن ابوسفیان نے ایک دن حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے کعب جو تورات کا بہت بڑا عالم ہو مجھے اس کے پاس لے چل میں چاہتا ہوں کہ میں اس کی اور آپ کی گفتگو سنوں اور آپ دونوں کے درمیان جو مکالمہ ہو اسے بھی سن لوں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا تورات کا ایک بہت بڑا عالم یمن میں رہائش پذیر ہے امیر معاویہ حضرت کعب کو لے کر اس یہودی عالم کے پاس یمن چلے گئے وہاں جب حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی عالم کے پاس بیٹھے تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی عالم کو کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑ دیا تھا کہ تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات شریف میں یہ پڑھا ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات دیکھی تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو تمام امتوں سے افضل ہوگی انہیں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے نکالا جائے گا وہ لوگوں کو نیک اعمال کرنے کا حکم دیں گے برائی سے منع کریں گے وہ پہلی آسمانی کتابوں پر بھی

ایمان لائیں گے اور آخری کتاب (قرآن مجید) پر بھی ایمان لائیں گے وہ کافروں اور گمراہ لوگوں سے جہاد کریں گے حتی کہ وہ دجال کانے کو بھی قتل کریں گے اے میرے رب! ایسے لوگوں کو میری امت بنا دے رب کائنات رب العلمین نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے اس یہودی عالم نے کہا ہاں میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اس یہودی عالم کو کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے رب میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑھائی ذکر کریں گے اس کے نام کی تکبیر کہیں گے اور جب بلندی سے نیچے اتریں گے تو بھی اس کی حمد وثنا بیان کریں گے مٹی ان کے لئے پاکیزہ ہوگی جنبی ہونے کی صورت میں غسل کے لئے انہیں پانی دستیاب نہیں ہوگا تو مٹی سے بھی (تیمّم کی صورت میں) ایسی پاکی حاصل کرلیں گے جیسے پانی سے حاصل کی جاتی ہے۔ تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد ہوگی (زمین پر جہاں چاہیں گے نماز ادا کرلیں گے پوری روئے زمین ان کے لئے مسجد ہوگی) وضو کی وجہ سے ان کے اعضائے وضو چہرہ، ہاتھ اور پاؤں روشن ومنور ہوں گے (قیامت کے دن) اے میرے رب! اس امت کو میری امت بنا دے رب کائنات رب العلمین نے فرمایا اے موسیٰ وہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ سب کچھ سن کر اس یہودی عالم نے کہا ہاں! میں نے یہ سب کچھ پڑھ رکھا ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی عالم سے پھر کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا کہ کیا تو نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات میں یہ پڑھا ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات پڑھی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے رب! میں نے تورت میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جس کا کوئی فرد اگر نیکی کا ارادہ کرے گا تو محض ارادہ کرنے پر ہی اس کے نامہ اعمال میں اس نیکی کا ثواب لکھ دیا جائے گا اور ارادہ کے بعد جب اس نیک عمل پر عمل پیرا بھی ہوجائے گا تو پھر اس کے نامہ اعمال میں دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دی جائے گی لیکن اگر اس امت کا کوئی فرد کسی گناہ کا ارادہ کرے گا تو صرف ارادہ کرنے

سے اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں لکھا جائے گا ہاں اگر اس نے اس ارادہ کے مطابق گناہ بھی کرلیا تو پھر اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک گناہ لکھا جائے گا اے میرے رب! اس امت کو میری امت بنا دے۔ رب کائنات رب العلمین نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ اس یہودی عالم نے کہا ہاں میں نے بھی پڑھا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی عالم سے کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر پھاڑ دیا تھا کیا تو نے تورات میں پڑھا ہے کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو صدقات اور کفارات خود کھائیں گے لیکن اس پر بھی انہیں اجروثواب عطا کیا جائے گا اے میرے رب! اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ واضح ہو صدقات اور کفارات خود کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے صدقات وکفارات کو اپنے غربا و مساکین کو دے دیا کریں گے وہ پہلی امتوں کی طرح اپنے صدقات کو نذر آتش نہیں کیا کریں گے اسی طرح دیگر الہامی کتب میں بھی یہی مذکور تھا کہ وہ اپنی قربانیوں کو خود کھایا کریں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص129)

ایک یہودی عالم کی طرف حضرت کعب کا جواب جس نے آپ کو لکھا کہ آپ مسلمان کیوں ہوئے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یمن سے ایک شخص حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا یہودیوں کے فلاں عالم نے آپ کے نام خط دے کر مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا لاؤ وہ خط مجھے دو اس شخص نے کہا جناب! اس خط میں اس نے آپ سے کہا ہے کہ اے کعب آپ تو ہمارے رہبر و سردار تھے ہم میں سے ہر شخص آپ کی عزت واحترام کرتا تھا آپ کی پیروی کرتا تھا پھر آپ کو کیا ہو گیا اور کس چیز نے آپ کو مجبور کر دیا کہ آپ دین یہودیت چھوڑ کر دین اسلام کی آغوش میں چلے گئے ہیں اور آپ نے دین مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اختیار کرلیا ہے؟ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو واپس جا کر اس سے ملاقات کرے گا؟ اس نے کہا ہاں! میں واپس جاؤں گا اور اس سے ملوں گا بھی۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا جب تو واپس اس کے پاس جائے تو پہلے تو اس کے کپڑے کے دامن

کو مضبوطی سے تھام لینا کہ کہیں وہ فرار نہ ہو جائے یا کھسک نہ جائے پھر اس سے کہنا کہ کعب تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہے جس ذات نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑ دیا تھا وہ تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر استفسار کرتا ہے جس ذات نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ایسی الواح پھینکی تھیں جن میں ہر چیز کا علم تھا کہ کیا تو نے تورات میں نہیں پڑھا کہ امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تین طبقے ہوں گے ان میں سے ایک طبقہ حساب کتاب کے بغیر جنت میں جائے گا دوسرا طبقہ بھی رحمت الٰہی کی وجہ سے جنت میں چلا جائے گا تیسرے طبقے کا آسانی سے حساب لیا جائے گا پھر انہیں بھی جنت میں داخل کر لیا جائے گا جب تو اس سے یہ سوال کرے گا تو وہ ضرور کہے گا کہ ہاں میں نے یہ تمام باتیں پڑھی ہیں تو اس وقت اسے کہنا کہ کعب تجھ سے کہتا ہے کہ پھر مجھے ان تین طبقات میں سے جس میں چاہو شمار کر لو۔

پادری نے شاہ روم ھرقل کو کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم برحق نبی ہیں:

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ روم ھرقل اپنے پاس سے کچھ پادریوں کو انجیل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا نجاشی اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم تھا پادری جب نجاشی سے انجیل کا علم حاصل کر لیتے تو ھرقل کے پاس واپس چلے جاتے ھرقل حصول تعلیم کے لئے کچھ اور پادریوں کو نجاشی کے پاس بھیج دیتا شاہ روم ھرقل نے ایک دن اپنے علماء سے پوچھا کیا یہاں ہمارے شہر میں کوئی ایسا عالم ہے جس نے انجیل کا علم شاہ حبشہ نجاشی سے حاصل کیا ہو؟ علماء نے اسے بتایا ہمارے یہاں دس پادری ایسے ہیں جنہوں نے شاہ حبشہ نجاشی سے علم حاصل کیا ہے بادشاہ نے کہا میں ان سے ملنا چاہتا ہوں لہٰذا انہیں میرے ہاں آنے کی دعوت دی جائے اور انہیں یہاں بلایا جائے جب وہ سب بادشاہ کے پاس آ گئے تو بادشاہ نے ان سے پوچھا تم میں سے سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ انہوں نے ایک کی طرف اشارہ کر کے کہا ہم میں یہ زیادہ علم رکھنے والے ہیں بادشاہ نے اس بڑے عالم سے تنہائی میں ملاقات کی اور اس سے شاہ حبشہ نجاشی کے متعلق پوچھا اور کہا مجھے نجاشی کے متعلق کچھ بتائیں اس عالم نے کہا اے شاہ ذی مرتبت! میں نے حصول علم کی خاطر چار سال ان کی صحبت سے استفادہ کیا ہے لہٰذا میں ان کے تمام معاملات سے آگاہ ہوں اب آپ بتائیں کہ آپ ان کے کس معاملہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں؟ شاہ روم نے کہا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ خطہ عرب میں جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے ان کے متعلق اس کا کیا ذہن ہے چونکہ شاہ حبشہ انجیل کا بہت بڑا عالم ہے لہٰذا اس علم

کے مطابق کیا وہ اسے نبی برحق سمجھتا ہے۔

پادری نے کہا بادشاہ سلامت! وہ بالکل انہیں برحق نبی جانتے اور مانتے ہیں ایک دن کا واقعہ ہے کہ میرے علاوہ ان کے پاس کوئی اور آدمی نہیں تھا ایک وہ تھے اور ایک میں تھا انہوں (شاہ حبشہ نجاشی) نے انجیل کو اپنے سامنے رکھا اور یہ پڑھنا شروع کیا احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نبی عربی ہوں گے وہ اونٹ پر سواری کریں گے وہ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو درست فرمائیں گے وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے وہ تمام انبیاء سے افضل واعلیٰ ہوں گے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان تشریف لائیں گے جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کو پالیا اور ان کی اتباع کر لی وہ کامیاب وکامران ہوگیا جس نے ان کی مخالفت کی وہ ہلاک وتباہ ہوگیا میں نے دیکھا کہ وہ یہی عبارت اپنے بیٹے کو بھی سکھا رہا تھا میں نے یہ بھی دیکھا کہ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے کچھ صحابہ کرام بات چیت کی غرض سے اس کے دربار میں گئے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی نے انہیں کچھ ایسی باتیں بتائیں کہ شاہ حبشہ رونے لگ گیا اور اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی نبی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی بشارت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ تمام انبیاء کرام سے افضل واعلیٰ ہیں شہنشاہ روم ھرقل نے یہ سن کر کہا شاہ حبشہ نجاشی نے سچ کہا ہے اگر مجھ پر اپنی سلطنت کا بوجھ نہ ہوتا اور مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ اس معاملہ میں اہل روم میری اتباع نہیں کرینگے اور میرا ساتھ نہیں دیں گے تو میں ضرور ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا عنقریب ان کا دین مشرق ومغرب میں پھیل جائے گا شاہ روم نے اس پادری سے پوچھا آپ بتائیں آپ کا ذہن اس پیغمبر کے متعلق کیا ہے؟ پادری نے کہا بادشاہ سلامت! اگر مجھے آپ کی مخالفت کا خطرہ درپیش نہ ہوتو میری دلی خواہش ہے کہ میں دین اسلام کو قبول کر کے ان کی اطاعت پذیری اختیار کرلوں بادشاہ نے اسے کہا آپ مجھ سے مت خوف زدہ ہوں مجھ سے گھبرانے کی قطعاً ضرورت نہیں البتہ اہل روم سے اپنے خیالات کو چھپا کر رکھو کہ کہیں ان سے تمہیں کوئی گزند نہ پہنچ جائے تمہیں عام اجازت ہے اگر یہاں ہمارے ہاں رہنا چاہوتو یہاں بھی قیام کر سکتے ہو میری طرف سے تمہیں آسائش وآرام کی ہر سہولت بہم پہنچائی جائے گی اگر کہیں اور کسی جگہ جانے کا ارادہ ہوتو وہاں بھی جاسکتے ہو۔ پادری نے کہا بادشاہ سلامت! اگر آپ کی طرف سے اجازت ہے تو پھر میری دلی خواہش ہے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی قدم بوسی کروں اور بقیہ زندگی انہیں پر نچھاور کردوں اور اس

طرح عاقبت کی سلامتی حاصل کرسکوں۔

بادشاہ نے تو اسے مدینہ شریف جانے کی اجازت دے دی مگر مدینہ منورہ جانے کے لئے سفر طے کرتا ہوا جب وہ مقام البقاء پر پہنچا تو اہل روم کو کسی طرح اس کے ارادوں کا پتہ چل گیا لہٰذا انہوں نے اسے شہید کردیا شاہ روم کو جب اس کے قتل کی خبر پہنچی تو اس نے البقاء کے گورنر کو حکم کیا کہ جن لوگوں نے میرے پادری کو قتل کیا ہے انہیں تلاش کرو اور گرفتار کر کے قتل کردو گورنر نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان تمام لوگوں کو گرفتار کر کے قتل کرادیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص130)

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجیل میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تعریف پڑھی:

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو غیثمہ کے غلام تھے فرماتے ہیں کہ ہم مریس کے رہنے والے تھے اور مذھباً عیسائی تھے میں یتیم تھا اور چچا کی سرپرستی میں تھا میں نے ایک دن انجیل کو پڑھنے کے لئے اٹھایا اسے پڑھتے ہوئے دیکھا کہ اس میں ایک ورق گوند سے جڑا ہوا ہے میں نے بڑی آہستگی سے اسے کھولا کہ دیکھوں تو سہی اس میں کیا لکھا ہے جب وہ مکمل کھل گیا تو اسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف لکھے ہوئے تھے اور وہ یہ تھے کہ وہ نہ تو دراز قد ہوں گے اور نہ ہی کوتاہ قد ان کی رنگت سفید ہوگی ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی وہ اکثر احتباء فرمائیں گے۔ وہ صدقہ کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ وہ گدھے اور اونٹ پر سواری کریں گے وہ بکری کا دودھ نکالیں گے وہ قمیص کو پیوند لگا کر زیب تن فرمائیں گے اسی وجہ سے وہ تکبر سے مبراء ہوں گے۔ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے ان کا اسم گرامی احمد ہوگا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ ابھی یہاں تک ہی پڑھے کہ میرا چچا آ گیا اس نے میرے ہاتھ میں وہ ورق دیکھ کر مجھے مارنا شروع کردیا اور غصہ سے کہا تو نے یہ ورق کیوں کھول کر پڑھا ہے تیرا اس ورق سے کیا تعلق ہے میں نے کہا اس ورق میں آخری پیغمبر احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ہیں اس نے کہا ان صفات والے نبی ابھی تک اس دنیا میں نہیں آئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص123، الوفا ص59، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 307 خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص28)

احتباء کسے کہتے ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صفات حمیدہ میں اوپر مذکور ہوا ہے کہ آپ اکثر احتباء فرمائیں گے مشکوٰۃ شریف اور بخاری شریف میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احتباء فرمانا مذکور ہے کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ شریف کے صحن میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا مُحْتَبِیًا بِیَدَیْہِ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھوں مبارکہ سے احتباء کئے ہوئے تھے تو دیکھنا ہے کہ احتباء کسے کہتے ہیں؟ احتباء یہ ہے کہ دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں دونوں پاؤں کے تلوے زمین سے لگے ہوئے ہوں سرین زمین پر ہو دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں یا زانوؤں کو پکڑے ہوئے ہو کہ ہاتھوں کے حلقے میں انہیں لے لیا جائے یا یوں کیا جائے کہ دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں دونوں پاؤں کے تلوے زمین پر لگے ہوئے ہوں سرین زمین پر ہو چادر کا پٹکا بنا کر پیٹھ اور ٹانگوں کے اردگرد اس کا حلقہ بنا کر اس سے سہارا اور آرام حاصل کیا جائے۔

یہودی عالم ابن صوریا نے کہا میں اور میری قوم جانتے ہیں کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن یہودیوں کے دینی ادارے بیت المدارس تشریف لے گئے اور یہودی علماء سے فرمایا تم میں سے جو زیادہ صاحب علم ہے اسے میرے پاس بلائیں علماء یہود نے اپنے میں سے عبداللہ بن صوریا کو پیش کیا اور بتایا یہ ہم میں سے بہت بڑے عالم ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن صوریا سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اسے تبلیغ دین فرماتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہودیوں پر جو انعام واکرام فرمائے تھے اس کا تذکرہ فرمایا یہودیوں پر جو من وسلویٰ نازل ہوتا تھا اور جو بادل سایہ کرتا تھا اس کا بھی تذکرہ فرمایا پھر اسے فرمایا اے عبداللہ! کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں؟

عبداللہ بن صوریا نے کہا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے اور میری قوم بھی یہ بخوبی جانتی ہے کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں آپ کے محاسن اور آپ کے فضائل تورات میں بڑی وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں آپ کی نبوت ورسالت میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں مگر میری قوم آپ سے حسد کرتی ہے وہ حسد کی بیماری میں مبتلا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تو اپنی ذات کے متعلق بتا تجھے ایمان لانے سے کون سی چیز روکے ہوئے ہے؟ تو خود ایمان کیوں قبول نہیں کرتا؟ اس نے کہا میں اپنی قوم کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔

عنقریب میری قوم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے گی اور آپ کی اتباع کرے گی اس وقت میں بھی آپ پر ایمان لاکر مشرف باسلام ہو جاؤں گا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص88، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص29، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 28، الوفا ص50 حصہ اول، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص175)

جارود نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کی تعریف کو انجیل میں پڑھا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جارود بن عبداللہ اپنی قوم کے وفد کے ہمراہ مدینہ منورہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے وہ اس وقت دین عیسائیت پر تھے وہ اپنی قوم کے سردار تھے اس کی تمام قوم اس کی عظمت ورفعت کی قائل تھی اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتی تھی وہ وسیع فضل اور بلند حسب والا حسین وجمیل انسان تھا گویا کہ وہ بلند قدر انسان تھا اس کی قوم کے تمام لوگ دِل وجان سے اس کا احترام کرتے تھے فصاحت وبلاغت واحسان مندی اس کی نمایاں خصوصیات تھیں اس کے وفد کے لوگ بھی بہت قد آور تھے بلند وبالا کھجور کی طرح تھے عظیم الشان اور خوبصورت اونٹنیوں پر سوار آئے تھے وہ اپنے سفر میں لگا تار کوشش کرتے ہوئے اور مسلسل سفر کرتے ہوئے مدینہ شریف پہنچے جارود نے اپنی قوم کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا اے میری قوم! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بڑے فیاض انتہائی معزز ومحترم ومکرم ہیں عرب کے سردار عبدالمطلب کی نسل میں سے بہترین وافضل ہیں جب تم ان کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو تو بوقت حاضری نہایت ادب واحترام سے کھڑے ہو جانا ان کی خدمت اقدس میں انتہائی مودبانہ وعمدہ انداز سے سلام عرض کرنا اور ان کے ادب کے پیش نظر بہت کم بولنا۔

قوم نے تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا جناب ہم خاموش رہیں گے جو بھی کرنا ہوا آپ ہی ہماری طرف سے عرض کریں گے ہم صرف آپ کی بات سنتے رہیں گے آپ اپنی رائے کے مطابق جو بھی حکم دیں گے ہم اس پر سر تسلیم خم کر دیں گے جارود اپنی قوم کے ہمراہ مسجد نبوی شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا پہلے مودبانہ انداز میں سلام عرض کیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ اشعار پیش کئے جو یہ ہیں۔

یَانَبِیَّ الْھُدٰی اَتَتْکَ رِجَالٌ ۔ قَطَعَتْ فَدْ فَدًا وَاٰلًا فَاٰلًا

اے پیغمبر ہدایت لوگ صحراؤں اور سیرابوں کو طے کر کے آپ جناب کی خدمت (اقدس) میں حاضر ہوئے ہیں۔

وَطَوَتْ نَحْوَکَ الصَّحَاصَحَ طَرًّا ۔ لِاَتِخَالِ الْکَلَالِ فِیْکَ کَلَالًا

انہوں نے آپ کی بارگاہ (عالیہ مقدسہ) میں پہنچنے کے لئے کئی چٹیل میدانوں کو طے کیا ہے وہ آپ کے راستے میں پہنچنے والی تھکاوٹ کو تھکاوٹ نہیں سمجھتے۔

كُلُّ دَهْمَاءَ يَقْصِيرُ الطَّرْفَ عَنْهَا ۔ اَرْقَلْتُهَا قِلَا صُنَا اَرْقَالاً

تمام جانوروں نے تھکاوٹ کی وجہ سے صحراؤں سے منہ موڑ لیا ہے لیکن ہماری سواریوں نے انہیں تیز رفتاری سے طے کیا ہے۔

وَطَوَتْهَا الْجِيَادُ تَجْمَعُ فِيْهَا ۔ بِكَمَاةٍ كَاَنْجُمٍ تَلَالاً

ان صحراؤں کو عمدہ گھوڑوں نے ستاروں جیسے درخشاں مسلح بہادروں کے ساتھ طے کیا۔

تَبْتَغِيْ دَفْعَ يَوْمِ بُؤْسٍ عُبُوْسٍ ۔ اَوْجَلَ الْقَلْبَ ذِكْرَهٗ ثُمَّ هَالاً

یہ لوگ خوفناک دن سے نجات کے طلبگار ہیں جس نے دلوں کو پریشان اور مضطرب کر رکھا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے یہ اشعار سن کر بہت مسرور ہوئے اور جارود کو اپنی محفل میں اپنے قریب بٹھایا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عزت وتکریم کی اور جارود کو فرمایا اے جارود! تو نے اور تیری قوم نے اپنا وعدہ پورا کرنے میں بہت تاخیر کی ہے۔ جارود نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غلطی میں ڈالنے کی کوشش کی اس نے بہت بڑا گناہ کیا اور وہ راہِ راست سے بھٹک گیا آپ سے جھوٹ بولنا عظیم گناہ اور اپنے دین ودنیا کی تباہی وبربادی وہلاکت کو دعوت دینا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں آپ کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ حق پر مبنی ہے مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے آپ کے محامد ومحاسن کو انجیل میں پایا ہے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کی بشارت دی ہے میں سراپا اس ذات کا شکر گزار ہوں جس نے آپ کو مکرم بنایا اور آپ کو رسول بنا کر بھیجا مشاہدہ کے بعد کسی اثر یا مشاہدہ کو تلاش نہیں کیا جاتا اور یقین کے بعد کوئی شک نہیں ہوتا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میں آپ کے دست اقدس پر اسلام کی بیعت کروں یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں جارود اور اس کی تمام قوم دولت ایمان سے مشرف ہوگئی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 207، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 76،

مختصر تاریخ دمشق جلد نمبر 1 ص 132)

قس بن ساعدہ نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب وفد ایاد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص قس بن ساعدہ ایادی کو جانتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سب لوگ اسے جانتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا کیا حال ہے؟ انہوں نے بتایا وہ فوت ہو چکا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دعائیہ کلمات سے نوازتے ہوئے فرمایا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں میں اسے بھلا نہ سکوں گا ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے آج بھی میں اسے بازار عکاظ میں دیکھ رہا ہوں (عکاظ مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں سالانہ منڈی ومیلہ لگتا تھا خطہ عرب سے مختلف قبائل کے لوگ وہاں اکٹھے ہوتے خرید وفروخت بھی کرتے بڑے شعراء وادیب حضرات وہاں اپنے فن سخن کا مظاہرہ بھی کرتے تھے) جب وہ ذوالقعدہ میں اپنے بادامی رنگ والے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور لوگوں سے نہایت میٹھے اور نرم انداز میں یوں مخاطب ہوا۔

اے لوگو! غور سے سنو اور یاد رکھو ہر ذی روح نے مرنا ہے ہر مرنے والا فنا ہو گیا جو فیصلہ ہو چکا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ رات سیاہ ہے آسمان برج دار ہے سمندر طغیانی میں آتے رہیں گے ستارے جھلملاتے رہیں گے۔ بارش ہوتی رہے گی زمین سبزہ اگلتی رہے گی۔ مرد وعورت ماں باپ کا روپ دھارتے رہیں گے۔ موت وحیات کا سلسلہ بھی جاری رہے گا روشنی اور سایہ کا ساتھ قائم رہے گا۔ نیکی اور بدی کی جنگ جاری رہے گی کھانے پینے کی نعمتیں عطا ہوتی رہیں گی لباس اور سواری بھی میسر ہوتی رہے گی آسمان اپنی بلندی میں کسی کارساز کی خبر دے رہا ہے زمین بھی اپنی ساخت میں کسی مدبر کا بتا رہی ہے فرش (زمین کا) بچھا ہوا ہے چھت (آسمان) قائم ہے ستارے متحرک ہیں سمندر کی موجیں جوبن پر ہیں قس سچی قسم اٹھاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین ایک دین ہے جو اسے تمہارے دین سمیت تمام ادیان سے محبوب تر ہے کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جو لوگ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ پھر واپس نہیں آتے وہ جہاں گئے ہیں ان کا دل وہیں لگ گیا ہے یا شاید یونہی سوئے پڑے ہیں کہ انہیں کچھ خبر ہی نہیں اس نے پھر کہا قس سچی قسم اٹھاتا ہے جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین زمین پر قائم وباقی ہے جو اسے تمام ادیان سے پیارا ہے اس کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کا وقت

قریب آ گیا ہے اس کے ظہور کی بابرکت گھڑیاں تم پر سایہ فگن ہونے والی ہیں اس کا مقدس زمانہ تمہیں مالا مال کرنے والا ہے جسے وہ مبارک و بابرکت عہد نصیب ہو جائے اور وہ ان پر ایمان لے آئے اس کے لئے بشارت ہے کہ وہ بلند قسمت والا بہت بڑا خوش نصیب ہوگا اور رشد وہدایت پر ہوگا اور جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت و نافرمانی کی وہ ہلاکت وتباہی و بربادی میں پڑ جائے گا گمراہی اس کا مقدر ہوگی کیونکہ ایسے غافل لوگوں کے لئے ہلاکت ہی ہے جیسے گذشتہ نافرمان اقوام اور امتوں کے لئے ہوئی۔

اے گروہ ایاد! کہاں ہیں ہمارے باپ اور دادے؟ کہاں گئے مریض اور کہاں گئے ان کی عیادت کرنے والے کہاں ہے فرعون اور کہاں ہے شداد؟ جن لوگوں نے اپنے لئے بڑی بڑی بلند و بالا عمارات تعمیر کی تھیں وہ اب کہاں ہیں؟ جنہوں نے بڑی بڑی خوبصورت اشیاء بنائیں اور زیست کی آسائش کیلئے ہر چیز بنائی وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے بڑی محنت وجانفشانی سے جو بہت بڑا مال جمع کیا تھا وہ کہاں گیا اور جس اولاد کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا وہ اولاد کہاں گئی؟ جنہوں نے بغاوت وسرکشی کی وہ کہاں ہیں؟ اور جس نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی یعنی میں تمہارا بلند مرتبہ رب ہوں کا متکبرانہ نعرہ لگایا تھا اب وہ کہاں ہے؟ کیا وہ تم سے زیادہ مال ودولت والے نہ تھے؟ کیا ان کی عمریں تم سے زیادہ لمبی نہ تھیں؟ کیا ان کی آرزوئیں تم سے زیادہ طویل نہ تھیں؟ مگر زمین نے انہیں اپنے سینے کے اندر پیس کر رکھ دیا ہے لاتعداد مصائب نے انہیں چیر کر رکھ دیا ہے ان کے محلات یا تو خالی پڑے ہیں یا ان پر غیروں کا قبضہ ہے ان کی تو ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ معبود برحق ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے پھر اس نے اشعار کہے۔

فِي الذَّاهِبِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ ۔ مِنَ الْقُرُوْنِ لَنَابَصَائِرٌ

ہم سے پہلے (اس دنیا سے فوت ہو کر) جو جا چکے ہیں ان میں ہمارے لئے کئی بصیرت افروز چیزیں ہیں۔

لَمَّا رَاَيْتُ مَوَارِدًا ۔ لِلْمَوْتِ لَيْسَ لَهَا مَصَادِرٌ

جب میں نے موت کے وارد ہونے کی جگہ کو دیکھا (تو میں حیران وششدر گیا) کہ یہاں تو موت کے آنے کا گمان تک بھی نہ تھا۔

وَاِذَارَاَيْتُ قَوْمِیْ نَحْوَهَا ۔ تَمْضِی الْاَصَاغِرُ وَالْاَكَابِرُ

اور جب میں نے دیکھا کہ میری قوم کے سب چھوٹے اور بڑے راہ مرگ پر ہی گامزن ہیں یعنی راہ موت پر ہی رواں دواں ہیں۔

لَایَرْجِعُ الْمَاضِیْ اِلَیَّ - وَلَا مِنَ الْبَاقِیْنَ غَابِرٗ

(اس دنیا سے) جانے والا کوئی بھی میری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا اور نہ ہی جو (اس دنیا میں ابھی) باقی ہیں موت سے بچ سکتے ہیں۔

اَیْقَنْتُ اَنِّیْ لَامَحَالَۃَ - حَیْثُ صَارَ الْقَوْمُ صَآئِرٗ

تو مجھے یقین ہو گیا کہ یقیناً میرا بھی وہی حشر ہو گا جو میری قوم کا ہوا ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ قس بن ساعدہ پر رحمت فرمائے مجھے امید ہے کہ بروز قیامت ہمارا اور اس کا دین ایک ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنے وعظ ونصیحت میں مکہ مکرمہ کی جانب اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا حق اس طرف سے آئے گا لوگوں نے اس سے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اس نے کہا اس دعوت کے لانے والے کی ابروئیں آپس میں ملی ہوئی نہیں ہوں گی ان کی آنکھیں بہت زیادہ سفید اور بہت زیادہ سیاہ ہوں گی وہ لوئی بن غالب کی نسل سے ہوں گے وہ تمہیں کلمہ اخلاص کی دعوت دیں گے دائمی زندگی اور دائمی نعمتوں کی طرف بلائیں گے جب وہ تمہیں اخلاص کی دعوت دیں تو ان کی دعوت پر لبیک کہنا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ میں ان کی بعثت تک زندہ رہوں گا تو میں دوڑ لگا کر سب سے پہلے ان کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ان کے پاس پہنچتا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب جارود اور اس کی قوم دولت ایمان سے مشرف ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جارود سے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو قس کے متعلق جانتا ہو؟ حضرت جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سب اسے جانتے ہیں ہم میں سے کوئی بھی اس سے ناآشنا نہیں قس عرب کا بہترین بیٹا تھا صحیح النسب تھا اس کے خطابات میں فصاحت وبلاغت کے جوہر نمایاں تھے اس کی عمر سات سو سال تھی اس کا بڑھاپا بھی خوبصورت تھا اس کی زندگی صحراؤں میں ہی گزری الخ۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 77، دلائل النبوت ابونعیم ص 57، حجۃ اللہ علی العلمین ص 207، خصائص

کبریٰ جلدنمبر 1 ص49)

زہیر بن ابی سلمٰی نے یہود ونصاریٰ سے سن کر کہ آخرالزمان نبی کا زمانہ قریب ہے بیٹوں کو بتایا:

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد زہیر بن ابی سلمٰی کی اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے ساتھ دوستی تھی لہٰذا ان کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا انہوں نے زہیر کو بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا وقت قریب ہے زہیر نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی نیچے لٹکائی گئی ہے جسے اس نے پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ اسے پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکا اس خواب کی تعبیر اس نے یہ سمجھی کہ اس رسی سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو جلد ہی مبعوث ہونے والے ہیں مگر بوجوہ میں ان کی زیارت سے بہرہ ورنہیں ہوسکوں گا اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنا خواب بھی بتایا اور یہود ونصاریٰ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو بشارات حاصل ہوئی تھیں ان کا بھی تذکرہ کیا ساتھ ہی بیٹوں کو تاکید کی کہ اگر تمہیں ان کا زمانہ اقدس نصیب ہوجائے تو ان پر ایمان لاکر دنیا وآخرت کی نعمتوں سے ضرور سرفراز ہونا رب کائنات رب العلمین کے فضل وکرم سے اس کے بیٹوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اقدس نصیب ہوا اور وہ باپ کی نصیحت پر عمل پیرا ہوکر دولت ایمان سے مالا مال ہوئے پہلے اس کا بیٹا جس کا نام بجیر تھا وہ مسلمان ہوا پھر دوسرا بیٹا کعب حضرت کعب بن زھیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں مشہور قصیدہ بانت سعاد پیش کیا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی حضرت امیر معاویہ نے وہ چادر اس کے ورثاء سے زرکثیر دے کر حاصل کرلی یہ وہی چادر مبارک تھی جسے خلفاء وسلاطین اپنے اوپر اوڑھا کرتے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص210)

ابوعامر لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیا کرتا تھا مگر......

مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے قبیلہ اوس میں ایک شخص ابوعامر تھا یہود مدینہ منورہ کے ساتھ اس کی دوستی تھی قبیلہ اوس وخزرج میں اس سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حمیدہ جاننے اور بتانے والا کوئی شخص نہیں تھا اس میں وہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا تھا کیونکہ مدینہ منورہ کے یہودی اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صفات حمیدہ ذکر کرتے رہتے تھے انہوں نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ

دین ابراھیمی لے کر آئیں گے اور یہی شہر مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہوگا ابو عامر مدینہ منورہ سے تیما کے یہودیوں کے پاس چلا گیا ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا انہوں نے بھی وہی اوصاف ذکر کئے جو یہود مدینہ منورہ نے ذکر کئے تھے۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے جنات سے بھی اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا ذکر سن رکھا تھا۔

پھر وہ ملک شام گیا اور شام کے عیسائیوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا انہوں نے بھی انہیں صفات کا ذکر کیا ابو عامر نے گوشہ نشینی اختیار کرلیا اور راھبانہ لباس پہن کر راھب بن کر بیٹھ گیا لوگوں سے کہتا میں نے دین ابراھیمی اختیار کرلیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی کی تشریف آوری کا منتظر ہوں لوگ اسے ابو عامر راھب کے نام سے پکارنے لگے اور اس کے تارک الدنیا ہونے کے سبب اس کی بڑی عزت واحترام کرنے لگ گئے۔

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں جلوہ گری فرمائی تو اس کی ساری قوم نے ایمان سے مشرف ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کرلی لوگوں کی توجہ اس سے ہٹ گئی یہ حسد کی آگ میں جل بھن گیا ایک دن حضور پرنور ھادئی دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا آپ کون سا دین لے کر آئے ہیں؟ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دین ابراھیمی لے کر آیا ہوں ابو عامر نے کہا دین ابراھیم پر تو میں ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تو دین ابراھیمی پر نہیں ہے اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے دین ابراھیمی میں ایسی ایسی باتیں داخل کردی ہیں جن کا دین ابراھیمی سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تو اسے بالکل پاک وصاف اور ہر آلائش سے مبرا لایا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو عامر! میرے متعلق جو خبریں تجھے یہود ونصاریٰ نے دیں وہ کدھر گئیں انہوں نے میرے خصائل واوصاف کے متعلق تجھے بہت کچھ بتایا ہوا ہے ابو عامر نے کہا یہود ونصاریٰ جن کی تعریفیں کیا کرتے تھے وہ آپ نہیں ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو عامر! تو جھوٹ بول رہا ہے ابو عامر بدبخت نے کہا میں جھوٹ نہیں بول رہا آپ جھوٹ بول رہے ہیں اس بدبخت کی بدزبان سے نکلا اَلْکَاذِبُ اَمَاتَہُ اللّٰہُ طَرِیدًا غَرِیبًا وَحِیدًا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جھوٹے کو اپنے بیوی بچوں سے دور غریب الوطنی میں موت تنہائی دے محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَجَلْ فَمَنْ

كَذِبَ يَفْعَلُ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ ہاں بے شک جو جھوٹ بولتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھ ویسا ہی کیا ہوا یہ کہ وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ چلا گیا وہاں جا کر اس نے اپنا دین چھوڑ کر اہل مکہ کی طرح بت پرستی شروع کر دی جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا اور وہاں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو یہ وہاں سے فرار ہو کر طائف چلا گیا جب اہل طائف نے اسلام کا دامن تھام لیا تو یہ وہاں سے بھاگ کر ملک شام چلا گیا وہاں شام میں ہی اپنے بیوی بچوں سے دور غریب الوطنی میں کسمپرسی کی حالت میں موت کی آغوش میں چلا گیا جو دعا اس نے خود مانگی تھی وہی اس کی تباہی کا باعث بن گئی کہ اس پر محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آمین فرما چکے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اسے ابو عامر راھب نہ کہا کرو بلکہ اسے ابو عامر فاسق کہا کرو رب کائنات رب العلمین کی شان قدرت دیکھو اس ابو عامر فاسق کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابی تھے جنہیں شہید ہونے پر فرشتوں نے غسل دیا اور وہ غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص164، دلائل النبوت ابونعیم ص 41، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص43، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص48، الاکتفا جلد نمبر 1 ص482، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص160، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص243)

یہودیوں کے متجر عالم ابو مالک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اوصاف بتائے جو تورات میں ذکر کئے گئے تھے:

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کے تبحر عالم ابو مالک سے کہا آپ مجھے حضور نبی کریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وہ صفات سنائیں جو تورات میں بیان کی گئی ہیں۔ اس نے کہا بنی ہارون کی وہ تورات جس میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوگا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ اوصاف مذکور ہیں ان کا اسم گرامی احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ وہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے وہ اپنے وسط میں تہبند باندھیں گے وہ اپنے ہاتھوں پاؤں کو دھویا کریں گے (وضو کیا کریں گے) ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی نہ تو وہ کوتاہ قد ہوں گے اور نہ ہی طویل القامت وہ چادر زیب تن فرمائیں گے وہ خچر پر

سوار ہوکر جہاد فرمائیں گے وہ اونٹ پر سواری کریں گے وہ بازار میں چلیں گے اپنے کندھے پر تلوار حمائل کریں گے ہر کوئی ان سے ملاقات کر سکے گا انہیں کسی کی کوئی پرواہ نہ ہوگی ان پر ایک ایسی نماز فرض ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح پر فرض ہوتی تو اسے کبھی بھی طوفان کے ذریعے تباہ و برباد نہ کیا جاتا اور اگر وہ نماز قوم عاد پر فرض ہوتی تو انہیں بھی ہوا کے طوفان کے ذریعے ہلاک نہ کیا جاتا اور اگر وہ نماز قوم ثمود پر فرض کی جاتی تو اسے بھی چیخ کے ذریعے نہ تباہ کیا جاتا ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوگی نشوونما بھی ان کی وہیں ہوگی بعثت بھی ان کی وہیں ہوگی مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہوگی وہ امی لقب ہوں گے وہ حماد ہوں گے کہ ہر تنگی وفراخی میں بھی اپنے رب کی حمد کریں گے شام ان کا ملک ہوگا جبرائیل (علیہ السلام) ان کے ساتھی ہوں گے انہیں اپنی قوم سے بہت سی تکالیف پہنچیں گی پھر اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا وہ ان لوگوں کو اپنا قیدی بنالیں گے۔ مدینہ منورہ میں ان کے لئے بہت سے واقعات کا ظہور ہوگا بعض واقعات ان کے حق میں ہوں گے اور کچھ ان کے مخالف مگر آخر کار انہیں کامیابی حاصل ہوگی ان کی امت موت کی طرف اتنی تیزی سے آئے گی جتنی تیزی سے پانی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے آتا ہے۔ ان کی کتاب (قرآن مجید) ان کے سینوں میں ہوگی۔ ان کی قربانیاں ان کے خون ہوں گی وہ دن کے شیر اور رات کے راہب ہوں گے ایک ماہ کی مسافت سے دشمن ان سے مرعوب ہوجائے گا وہ جہاد فرمائیں گے وہ زخمی بھی ہوں گے ان کے ساتھ ان کا کوئی چوکیدار نہیں ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ خود ہی ان کی حفاظت فرمائے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص125)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پادری:

دینوری نے مجالسہ میں اور ابن عسا کر نے بھی زید بن اسلم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان کیا کہ زمانہ جہالت میں (اسلام لانے سے پہلے زمانہ کفر میں) ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام گیا معاملات تجارت سے فراغت کے بعد جب ہم مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے تو مجھے راستہ میں ایک ضروری کام یاد آگیا میں نے قافلے والوں سے کہا مجھے ایک ضروری کام کے لئے رکنا پڑ رہا ہے آپ سفر پر رواں دواں رہیں اس کام سے فارغ ہوکر میں بھی تمہیں آملوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! میں شام کے ایک بازار میں تھا کہ اچانک ایک پادری نے مجھے گردن سے آدبوچا میں نے اس کے پنجہ سے نکلنے کے لئے کافی زور آزمائی کی مگر لاحاصل رہی آخر کار وہ مجھے ایک کنیسہ میں لے گیا وہاں مٹی کا کافی ڈھیر پڑا تھا اس نے مجھے بیلچہ کلہاڑا اور زنبیل دے کر حکم

کیا کہ میں اس مٹی کو یہاں سے دوسری جگہ منتقل کروں۔ یہ حکم دے کر وہ وہاں سے چلا گیا میں وہاں بیٹھ کر سوچ بچار کرنے لگ گیا کہ اس مصیبت سے مجھے کیسے چھٹکارا حاصل ہوسکتا ہے وہ پادری دوپہر کے وقت آ دھمکا اس نے سخت غصہ کے عالم میں مجھے سخت سرزنش کی کہ تو نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا اور ساتھ ہی مجھے سر پر زوردار مُکّا بھی رسید کردیا مجھے بھی غصہ آ گیا لہٰذا میں نے بیلچہ اس کے سر پر دے مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور وہ شدید زخمی ہوگیا میں موقع غنیمت جان کر وہاں سے کھسک گیا مگر میں اپنی منزل گم کر بیٹھا غم کی اس کیفیت میں مجھے معلوم ہی نہیں ہورہا تھا کہ کدھر کو جانا ہے بس ایک ہی فکر ذہن پر سوار تھا کہ جیسے بھی ہو یہاں سے دور نکل جاؤں لہٰذا میں سارا دن اور ساری رات سفر ہی طے کرتا رہا بالآخر تھک کر ایک ہو گرجا کے سائے میں ستانے کے لئے بیٹھ گیا گرجا سے ایک شخص باہر آیا اس نے مجھ سے پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ میں نے اسے بتایا کہ میں قافلے بچھڑ گیا ہوں اور ان کے پاس پہنچنے کے لئے سفر میں تھا کہ کچھ دیر ستانے کے لئے یہاں بیٹھ گیا ہوں اس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے بڑے غور سے دیکھنے لگ گیا۔ پھر اس نے اپنی نگاہیں جھکا کر مجھے کہا سب یہود ونصاریٰ جانتے ہیں کہ ان کے تمام علماء سے میرے پاس تورات وانجیل کا زیادہ علم ہے وہ مجھے اپنا سب سے بڑا عالم سمجھتے ہیں میں آپ کو جو غور سے دیکھ رہا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے آپ میں اس شخص کے اوصاف اور خوبیاں نظر آرہی ہیں جو ہمارے اس علاقہ کا فاتحہ ہوگا اور ہمیں ہمارے گرجوں سے نکالے گا ہمارے شہروں پر اپنا جھنڈا الہرائے گا۔

میں نے اسے کہا اے راھب! آپ نے یہ کیسی انوکھی بات کردی ہے جو عقل سے ماورا ہے اس نے مجھے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا میرا نام عمر بن خطاب ہے نام سنتے ہی وہ چونکا اس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اب تو اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں بالکل آپ وہی ہیں آپ یوں کریں کہ آپ مجھے اس گرجا کے متعلق ایک تحریر دے دیں کہ آپ آنے والے کسی وقت میں اگر اس علاقہ میں فاتحانہ انداز میں آئیں گے تو اس گرجا کو ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اے عمر! اس تحریر سے آپ کا کچھ نقصان نہیں مگر ہمارا تحفظ ہوجائے گا اور اگر آپ نہ ہوئے آپ کے علاوہ کوئی اور فاتحہ ہوا تب بھی اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا آپ قلم دوات لے آئیں میں لکھ دیتا ہوں چنانچہ میں نے اسے یہ تحریر لکھ دی راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت میں جب شام تشریف

لے گئے تو وہی راھب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی تحریر لے کر ان کے پاس آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متعجب ہوئے اور ہمیں یہ واقعہ سنایا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص132، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص52)

بیت المقدس کے پوپ نے کہا ہماری کتابوں میں ہے اس شہر کو صرف وہ صحابی فتح کرے گا جس کا نام عمر اور لقب فاروق ہے:

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب اسلامی لشکر نے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا اس محاصرے کو جب چار ماہ کا عرصہ گذر گیا تو اہالیان بیت المقدس اس ذلت آمیز مصیبت سے پریشان ہو گئے مجتمع ہو کر اپنے پوپ کے پاس حاضر ہوئے اور اسے کہا اے ہمارے رہنما ہمیں امید تھی کہ مسلمانوں کے ساتھ اس جنگ میں بادشاہ کی طرف سے ہمیں کمک پہنچے گی مگر وہ بھی اپنے لشکر کی ہزیمت کی وجہ سے اپنی جان بچانے کی فکر میں ہے یوں کریں کہ مسلمانوں کے ساتھ گفت وشنید سے اس کا حل نکالیں لہٰذا۔ اہالیان بیت المقدس کی خواہش پر ان کا پوپ شہر پناہ کی طرف آیا اس کے ساتھ راھبوں اور پادریوں کی کثیر تعداد تھی ان میں سے ایک شخص نے اسلامی لشکر کو آواز دے کر کہا یا معاشر العرب دین عیسائیت کا سب سے بڑا عالم اسقف اعظم آپ کے ساتھ بات چیت کی غرض سے آیا ہے تا کہ اس جنگ و جدل سے فریقین کا جو نقصان ہو رہا ہے اس سے بچا جا سکے۔

امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پوپ کے پاس گئے طویل گفت وشنید کے بعد پوپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا اے امیر لشکر! میں مسیح (علیہ السلام) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر بیس سال تک بھی آپ ہمارا محاصرہ کئے رہو گے تو بھی تمہیں فتح نصیب نہ ہوگی اور نہ ہی اس شہر پر اسلامی جھنڈا لہرا سکے گا کیونکہ اس شہر کے فاتح کی صفات وعلامات ہماری کتابوں میں مذکور ہیں اور وہ صفات و علامات آپ میں نہیں ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا وہ صفات وعلامات کیا ہیں؟

پوپ نے کہا وہ صفات تو میں آپ کو بیان نہیں کرسکتا البتہ اتنا ضرور بتا دیتا ہوں کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس شہر کے فاتح محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ایک صحابی ہوں گے جن کا نام عمر اور لقب فاروق ہوگا وہ مرد خدا اللہ تبارک وتعالیٰ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بالکل نڈر اور بے باک ہوں گے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوپ کو فرمایا اگر خلیفۃ المسلمین تشریف لائیں تو کیا آپ لوگ انہیں پہچان لو گے؟ پوپ نے

کہا یقیناً ہم انہیں پہچان لیں گے کیونکہ ان کی تمام صفات حتیٰ کہ ان کا حسب ونسب بلکہ ان کی عمر کے سال اور دن تک ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں آپ انہیں بلالیں ہم انہیں دیکھ کر جب ان کی صفات وعلامات سے انہیں پہچان لیں گے تو شہر کے دروازوں کو خود بخود آپ کے لئے کھول دیں گے اور بلاچون وچراجزیہ دینے لگ جائیں گے۔ فتوح الشام ص 421، حجۃ اللہ علی العلمین ص 133، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 54)

امیر لشکر کا امیر المومنین کو آگاہ کرنا اور ان کا صحابہ کرام سے مشورہ:

امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مکتوب بھیجا جس میں حالات سے آگاہی دیتے ہوئے عرض کیا کہ آپ تشریف لائیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام سے اس ضمن میں مشورہ فرمایا کہ وہاں پر جانا مناسب ہے یا نہیں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ نہ جائیں یہیں رہیں آخر کار رومی ہارتھک کر اور ذلیل وخوار ہو کر خود بخود ہی شہر کے دروازے کھول دیں گے اور مسلمان فاتحانہ انداز میں اس میں داخل ہوجائیں گے۔ مگر سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے اس کے برعکس مشورہ دیا اور فرمایا آپ کا وہاں جانا مناسب ہے امیر المومنین نے سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے مشورہ کو اہمیت دی اسے پسند فرمایا۔ سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور ماہ رجب 16ھ کو مدینہ منورہ سے بیت المقدس کی طرف روانگی فرمائی بعض روایت کے مطابق مہاجرین وانصار کی ایک جماعت بھی آپ کے اس سفر میں آپ کے ساتھ تھی مگر بعض روایات میں ہے کہ فقط آپ کا ایک غلام ہی آپ کے ساتھ تھا۔ واللہ اعلم!

آپ کے وہاں پہنچنے پر پوپ کو آگاہ کیا گیا پوپ آپ کو دیکھتے ہی پکار اٹھا خدا کی قسم! یہی وہ شخص ہے جس کے ہاتھ پر ہمارا یہ شہر فتح ہوگا چنانچہ رومیوں نے امیر المومنین سے کچھ عہد وپیمان کے بعد مسلمانوں پر شہر کے دروازے کھول دیئے اور بیت المقدس پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ (فتوح الشام ص 438، تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص 270)

یہودی علماء نے مشرکین مکہ پر واضح کردیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر تورات میں ہے:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط وغیرہ کو یثرب کے یہودیوں کے پاس بھیجا تاکہ یہودیوں سے معلوم کیا جائے کہ وہ تورات وانجیل کے حوالے سے بتائیں کہ محمد

مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں یا نہیں؟ جب انہوں نے یثرب پہنچ کر یہودی علماء سے یہ پوچھا تو انہوں نے ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ان کے معمولات اور ان کی تبلیغ کے متعلق پوچھا قریش مکہ کے وفد نے بتایا کہ وہ یتیم ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صفات حمیدہ کا تذکرہ کیا یہودی علماء نے ان سے پوچھا تم میں سے ان کی اتباع کون کر رہا ہے انہوں نے بتایا ہم میں سے غریب قسم کے لوگ اور غلام وغیرہ ان کی اتباع کر رہے ہیں یہودیوں کے ایک عالم نے مسکرا کر کہا یہ وہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں جن کا تذکرہ ہم نے تورات میں پڑھ رکھا ہے اور یاد رکھیں ہم نے تورات میں یہ بھی ان کے متعلق پڑھا ہوا ہے کہ ان کی قوم ان سے شدید عداوت اختیار کرے گی۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 439، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 30، حجۃ اللہ علی العلمین ص 124)

یہودی علماء نے قریش مکہ کو کہا ان سے تین سوال کرو ان کے جوابات سے واضح ہو جائے گا کہ وہ نبی ہیں یا نہیں:

کفار مکہ کے یثرب کے یہودیوں سے پوچھنے کے متعلق کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں؟ اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ

کفار مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام الٰہی لوگوں تک پہنچانے سے روکنے کے لئے ترغیب و تحریص کا ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری کوئی تدبیر بھی اس معاملہ میں کارگر ثابت نہیں ہو رہی تو انہوں نے اس کے حل پر غور وفکر کرنے کی غرض سے صاحب رائے لوگوں کا ایک اجتماع منعقد کیا اس اجتماع میں نضر بن حارث بن علقمہ جو پرلے درجے کا بد باطن اور خبیث النفس شخص تھا قریش خاندان کا ایک رئیس شخص تھا مگر اس کا شمار شیاطین قریش میں تھا۔ اس نے اس اجتماع میں تجویز پیش کی کہ یثرب کے یہودی علماء جو تورات وانجیل کے ماہر ہوں ان سے ملاقات کر کے ان سے پوچھا جائے کہ کیا واقعی یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ورسول ہیں چونکہ اہل کتاب ہونے کے ناطے وہ شان انبیاء سے بھی واقف ہیں اور آخری نبی کے آنے کا بھی تذکرہ کرتے رہتے ہیں اگر وہ بھی تصدیق کر دیں تو ہوسکتا ہے کہ ان کی رہنمائی سے ہم کسی حتمی نتیجہ پر پہنچ جائیں اور ہمیں بھی استفادہ کا موقع میسر آجائے اور روز روز کی اس مصیبت وپریشانی سے چھٹکارے کی بھی کوئی شکل نظر آجائے۔ نضر بن حارث بن علقمہ کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا چنانچہ انہوں نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یثرب کے یہودی علماء سے اس ضمن میں بات کرنے کے لئے بھیجا۔

انہوں نے وہاں یہودیوں کے علماء احبار سے ملاقات کی انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سے تفصیلاً آگاہ کیا اور ان سے استدعا کی کہ آپ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب تورات کے عالم ہیں اس معاملہ میں ہماری رہنمائی کریں ہمیں اہل مکہ نے آپ کے پاس محض اسی غرض کے لئے بھیجا ہے اور ہم نے اتنا طویل سفر بھی صرف اسی لئے طے کیا ہے ہماری اور کوئی غرض نہیں۔

ان علماء احبار نے ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سے آگاہی کے بعد انہیں کہا ہم تمہیں تین سوال بتائے دیتے ہیں تم لوگ واپس جا کر ان سے وہ تین سوال کرو اگر ان تین میں سے دو کا جواب دے دیں اور ایک کا نہ دیں تو سمجھ لینا کہ وہ واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں پھر تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے پھر وہی غالب آئیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ نبی ورسول نہیں پھر وہ کوئی فتنہ انگیز ودھوکا باز شخص ہے پھر تم اس سے جیسے چاہو نمٹ سکتے ہو۔

یہودی علماء نے جو تین سوالات انہیں پوچھنے کے لئے بتائے وہ یہ تھے۔ (1) جنہوں نے گذشتہ زمانہ میں ظالم بادشاہ کے خوف سے اپنا ایمان بچانے کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر پہاڑ کی غار میں پناہ لی تھی وہ نوجوان کون تھے؟ (2) اس شخص کے متعلق پوچھو کہ جس نے زمین کے مشارق ومغارب تک یعنی زمین کے چاروں کونوں تک کا سفر کیا وہ کون تھا؟ (3) روح کی حقیقت کیا ہے؟

کفار مکہ کے ان نمائندوں نضر بن حارث بن علقمہ اور عقبہ بن ابی معیط نے علماء یہود کے بتائے ہوئے یہ تینوں سوالات ذہن نشین کر لئے اور فرحاں وشاداں مکہ مکرمہ پہنچے کہ ہم جولق ودق صحراؤں، بنجر میدانوں اور خشک پہاڑوں پر مشتمل طویل سفر کر کے یثرب گئے ہیں وہ رائیگاں نہیں گیا وہ چونکہ شان نبوت ورسالت سے ناشناساں تھے بت پرست ذہنوں کی اس تک رسائی ہی نہ تھی اس لئے انہیں یہ یقین کامل تھا کہ ان سوالات کے جوابات سے وہ قاصر رہیں گے لہٰذا سب کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی نہیں ہیں۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر انہوں نے کفار مکہ کو اپنی طرف سے یہ اطمینان بخش خبر پہنچائی کہ ہم یثرب کے علماء یہود سے ایسے تین سوالات لے آئے ہیں جو محمد (مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھیں گے تو ان کے جوابات ان سے کبھی نہ بن پائیں گے ہم کامیاب وکامران ہو کر سرخرو ہو جائیں گے اور ماہتاب رسالت کی روشنی ماند پڑ جائے گی مگر ان نادانوں کو معلوم نہ تھا کہ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

انہوں نے جب کفار مکہ کو وہ تین سوالات بتائے جو علمائے یہود نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت جاننے کے لئے بتائے تھے تو کفار مکہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ بس اب چند ساعتوں کی بات ہے یہ معمہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے گا اور جس ذہنی اضطراب میں ہم پھنسے ہوئے ہیں اس سے خلاصی ہو جائے گی کفار مکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوالات پوچھنے کے لئے اکٹھے ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور آپ سے یہ سوال کئے اور کہا اگر سچے نبی ہیں تو ان سوالات کے جوابات دیجئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا نزول وحی کے بعد میں تمہیں بتا دوں گا۔

بعض روایات کے مطابق چالیس دن بعد اور بعض روایات کے مطابق پندرہ دن بعد اور بعض روایات کے مطابق تین دن بعد جبرائیل علیہ السلام سورۃ کہف لے کر نازل ہوئے جس میں ان کے دو سوالوں کے جوابات تو مکمل و بالتفصیل تھے کہ (1) وہ نوجوان اصحاب کہف تھے (2) جس نے روئے زمین کے چاروں کونوں کا سفر کیا وہ ذوالقرنین تھے مگر روح کے متعلق صرف اتنا فرمایا کہ یہ امر ربی ہے (روح کے متعلق اس سے زیادہ جاننا انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ اس کے عقل وفہم سے ماوراء ہے۔ یعنی روح کی وضاحت نہ فرمائی اسے مبہم ہی رکھا (واضح ہو روح کے متعلق سورہ کہف سے پہلے پندرہ پارہ میں ہی یَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الروح کے تحت بیان ہے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ سب کچھ سنا دیا پوری سورہ کہف ہی انہیں پڑھ کر سنا دی انہیں چاہیے تھا کہ اس کے بعد وہ ایمان قبول کر کے دولت ایمان سے مالا مال ہو جاتے مگر جب جہنم ہی مقدر ہو جو انہوں نے گستاخیاں پہ گستاخیاں کر کے بنا لیا تھا تو پھر جنت کی بہاریں کیسے نصیب ہوتیں۔

(تفسیر کبیر حصہ نمبر 21 ص 37، روح البیان جلد نمبر 5 ص 196، روح المعانی جلد نمبر 5 ص 153 زیر آیۃ یَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ، الوفا ابن جوزی ص 58، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 239، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 439، سیرت ابن ہشام جلد نمبر 1 ص 320، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 58، شواہد النبوت ص 104)

فدک کے یہودیوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سن کر حضرت میسرہ مسلمان ہو گئے:

عبداللہ بن وابصہ عبسی اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے (عبداللہ کے دادا سے) روایت کرتے ہیں کہ ہم (حج کے لئے منیٰ میں جمرہ اولیٰ کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے جو مسجد خیف کے قریب جگہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ سواری پر سوار تھے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھے اور ہمیں اسلام کی دعوت دی مگر ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے اس دعوت حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ اس سے پہلے بھی ہم اس بات سے مطلع ہو چکے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں مگر اس کے باوجود ہم نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہمارے ساتھ اس وقت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو ابھی تک ایمان تو نہیں لائے تھے مگر انہوں نے ہمیں کہا اے میری قوم! خدا کی قسم! اگر ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پیغمبر پر ایمان لے آئیں ان کی نبوت کی تصدیق کریں اور انہیں اپنے ہمراہ لے جائیں تو یہ انتہائی دانشمندی ہوگی یاد رکھیں! میں خداوند کریم کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ان کا دین اس قدر غالب ہوگا کہ تمام عالم میں پھیل جائے گا۔

قوم نے کہا اے مسروق! ہمارے ساتھ ایسی گفتگو مت کریں جس کے انجام سے بھی ہم بے خبر ہیں۔ میسرہ کی گفتگو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میسرہ کی طرف زیادہ التفات فرمایا اور اسے مزید ہمکلامی سے نوازا میسرہ نے عرض کیا آپ کا کلام بڑا ہی دلنواز ومنور ہے مگر میری قوم اس معاملہ میں میری ہمنوا نہیں جبکہ آدمی کی زندگی قوم سے ہی وابستہ ہوتی ہے اگر اپنی قوم ہی مددومعاون نہ ہو تو دشمن تو پہلے ہی دشمن ہوتے ہیں۔

ہمیں دعوت اسلام دینے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور ہم بھی حج سے فارغ ہو کر واپس اپنے گھروں کو جانے کے لئے چل پڑے میسرہ نے راستے میں ہی قوم کو مشورہ دیا کہ ہم گھروں کو جاتے ہوئے راستے میں فدک کے یہودیوں سے اس شخص جنہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے چلیں کہ یہ لوگ اہل کتاب ہیں انہیں ضرور صحیح آگاہی ہوگی۔ چنانچہ میسرہ کے مشورہ پر عمل پیرا ہو کر ہم سب فدک کے یہودیوں کے پاس چلے گئے اور ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کے متعلق استفسار کیا۔ فدک کے یہودی علماء نے اپنی کتابیں کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیں اور کتابوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر کے

اوصاف حمیدہ ہمیں سنانے لگ گئے کہ وہ نبی امی عربی ہوں گے وہ اونٹوں پر سواری کریں گے، سادہ زندگی بسر کریں گے وہ نہ تو طویل قامت ہوں گے اور نہ ہی پستہ قد بال نہ تو زیادہ لمبے ہوں گے اور نہ زیادہ گھنگریالے آنکھوں میں ہمیشہ سرخی ہوگی۔ ان کی رنگت سفید سرخی مائل روشن ہوگی۔

یہودی علماء نے انہیں کہا فَاِنْ کَانَ هُوَالَّذِیْ دَعَاکُمْ فَاَجِیْبُوْهُ وَادْ خُلُوْافِیْ دِیْنِہٖ فَاِنَّا نَحْسِدُهٗ فَلَا نَتَّبِعُهٗ وَلَنَا مِنْهُ فِیْ مَوَاطِنَ بَلَاءٌ عَظِیْمٌ ۔

جس شخص نے آپ کو دعوت اسلام دی ہے اگر ان صفات کا حامل ہے جو ہم نے آپ کو کتابوں سے پڑھ کر سنادی ہیں تو ان کی دعوت کو قبول کر کے ان پر ایمان لے آؤ ان کی اطاعت اختیار کرو اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤ ہم تو ان سے حسد کرتے ہیں لہٰذا ہم ان کی اطاعت نہیں کریں گے اس لئے ان کے ہاتھوں سے ہمیں مصائب بھی بڑے ہی اٹھانا پڑیں گے یاد رکھیں! ایک وقت آئے گا کہ کوئی عربی بھی ان کی اتباع کے بغیر زندہ نہیں رہ سکے گا تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ جلد از جلد ان کے پیروکار بن جاؤ اس کے بعد میسرہ نے انہیں کہا اے میری قوم! ساری صورت حال ہم پر واضح ہوگئی ہے اب تمہارا کیا خیال ہے؟ قوم نے کہا اس سال نہیں ہاں! آئندہ سال جب حج پر آئیں گے تو پھر ان سے ملاقات کریں گے۔ مگر یہ لوگ زبان کے سچے ثابت نہ ہوئے اور نہ ہی اگلے سال حج پر آئے اس طرح اس وقت اس سعادت سے محروم ہی رہے۔

البتہ حجۃ الوداع کے موقع پر میسرہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور مشرف باسلام ہوگیا اور ایمان لانے میں اس قدر تاخیر پر تاسف کا اظہار کیا۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص 174، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 2 ص 171)

سب یہودی خاموش رہے مگر ایک نے نعرۂ حق بلند کر دیا:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کے ایک کنیسہ میں تشریف لے گئے اور یہودیوں کو مخاطب ہو کر فرمایا اے قوم یہود! مجھے بارہ آدمی ایسے دکھاؤ جو کلمہ حق لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتے ہوں یاد رکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب نے زیر آسمان ہر یہودی کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ یہ سن کر سب کے سب یہودی خاموش رہے ان میں سے کسی

نے بھی جواب نہ دیا سب ہی مہر بالب رہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تم تو سب نے اس سے انکار کر دیا ہے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! میں حاشر ہوں میں عاقب ہوں تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ تمہاری مرضی مگر یاد رکھو میں نبی مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لانے لگے میں بھی آپ کے ساتھ ہی تھا ہم ابھی کنیسہ سے باہر نہیں نکلے تھے بس نکلنے والے ہی تھے کہ ان میں سے ایک یہودی نے پیچھے سے ہمیں آواز دی اس نے آواز دے کر کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس طرح آپ نے ذکر فرمایا ہے بالکل آپ ان ہی خوبیوں اور ان ہی محاسن سے متصف ہیں اس میں کوئی شک نہیں پھر اس نے یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا اے جماعت یہود! کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے مجھے علم سکھایا ہو اور میں نے اس سے سیکھا ہو؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو تورات کا آپ سے زیادہ عالم ہو اور آپ سے زیادہ فقہ کا علم رکھنے والا ہو آپ ہی ہم سب میں علم میں لاثانی ہیں اور آپ کے باپ دادا بھی علم میں لاثانی تھے اس شخص نے کہا تو پھر سن لو! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں اور یہ وہی آخری پیغمبر ہیں جن کا ذکر اور جن کے اوصاف حمیدہ ہم نے تورات میں پڑھ رکھے ہیں۔ ان سب یہودیوں نے نہ صرف اس کی بات کو رد کر دیا بلکہ اسے جھوٹا اور سراپا شر کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ جھوٹ نہیں بول رہا جھوٹ تو تم لوگ بول رہے ہو۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 116 مستدرک جلد نمبر 4 ص 130)

ملک شام کے یہودی علماء نے مدینہ شریف کو دیکھتے ہی کہا اس شہر کی مشابہت تو آخری نبی کے شہر سے ہے:

ملک شام کے دو جید یہودی علماء جو ابھی تک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے لاعلم تھے کسی کام کی غرض سے مدینہ منورہ آئے مدینہ منورہ انہوں نے پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا جب انہوں نے مدینہ منورہ کو دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا جس شہر کو آخری نبی کی ہجرت گاہ بننے کا شرف حاصل ہوگا اس شہر کی اس شہر سے بہت زیادہ مشابہت ہے اہل مدینہ نے انہیں بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر ہجرت فرما کر یہاں تشریف لا چکے ہیں اور اب اس شہر میں موجود ہیں یہ دونوں عالم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے زیارت کے بعد عرض کی کیا آپ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔

انہوں نے عرض کیا ہم آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) سے ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے صحیح جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا جو چاہو مجھ سے پوچھ تو انہوں نے عرض کی آپ یہ فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالٰی کی کتاب میں سب سے بڑی شہادت کیا ہے؟ اس وقت اللہ تبارک وتعالٰی نے یہ آیۃ مبارکہ نازل فرمائی۔ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف (پ 3 ع 10)

اللہ (تبارک وتعالٰی) نے شہادت دی کہ بیشک اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور فرشتوں (نے بھی یہی گواہی دی) اور اہل علم نے (بھی یہی گواہی دی اور ان سب نے بھی یہی گواہی دی کہ وہ) عدل وانصاف کو قائم فرمانے والا ہے اس کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ غالب حکمت والا ہے بیشک اللہ تبارک وتعالٰی کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ آیۃ مبارکہ سنائی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاکر دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے۔

(تفسیر روح البیان جلد نمبر 2 ص 12 ، روح المعانی جلد نمبر 2 ص 104، تفسیر نعیمی پ 3 ص 369، حجۃ اللہ علی العلمین ص 136)

مکہ مکرمہ کے یوسف نامی یہودی نے جدامجد عبدالمطلب کو حضور کی ولادت پر ہی بتا دیا کہ یہ نبی ہیں:

امام واقدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس کا نام یوسف تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی جب ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر عام ہونے سے پہلے وہ یوسف نامی یہودی قریش مکہ کے پاس سے گذرا انہیں مخاطب ہو کر کہا اے گروہ قریش! آج رات تمہارے ہاں اس امت کے نبی پیدا ہو گئے ہیں وہ اس خبر کی تصدیق کے لئے قریش کی تمام مجالس میں گھوما مگر اسے کسی سے بھی اس خبر کی تصدیق نہ ہو سکی سب سے آخر میں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد عبدالمطلب کی مجلس میں آیا اور ان سے بھی یہی سوال کیا تو اسے بتایا گیا کہ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اس یہودی نے کہا مجھے تورات کی قسم وہ اللہ تبارک وتعالٰی کے نبی ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 142)

ورقہ بن نوفل کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق کرنا:

ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ نے زمانہ جاہلیت میں عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا وہ انجیل کا ترجمہ کررہے تھے کہ غار حرا میں پہلی وحی کے بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ان کے پاس گئیں ورقہ بن نوفل ام المومنین کے چچازاد تھے اور بروایت بخاری وہ اس وقت آنکھوں سے نابینا ہو چکے تھے ام المومنین نے ورقہ سے کہا اے میرے عم زاد اپنے اس بھتیجے (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بات سنیں اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غار حراء میں پہلی وحی کے وقت جو کچھ سنا تھا یا دیکھا تھا وہ بیان فرمایا ورقہ بن نوفل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر کہا یہ وہی ناموس (پیغام رساں فرشتہ) ہے جو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو یہاں سے نکال دے گی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری قوم مجھے یہاں سے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا ہاں! جو بھی آپ جیسا پیغام لایا قوم نے اس کے ساتھ عداوت کی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی پرزور مدد کروں گا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 3، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 108، مشکوٰۃ شریف ص 522، حجۃ اللہ علی العلمین ص 166، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 97، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 347)

دین عیسائیت کے حامل ورقہ بن نوفل کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں قصیدہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ بن نوفل کے پاس یہ ذکر کیا کہ جبرائیل علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تھے تو ورقہ بن نوفل نے کہا سبوح سبوح جس سرزمین پر بت پرستی کی جاتی ہو وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر کیوں کیا جارہا ہے وہ تو اللہ تبارک اور اس کے رسولوں کے درمیان اللہ تبارک وتعالیٰ کے امین ہیں پھر ورقہ نے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا جس جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے آپ وہیں چلی جائیں اس دفعہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے دیکھیں تو آپ اس وقت سر سے دوپٹہ اتار دیں اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہوں گے تو پھر وہ انہیں نہیں دیکھ

سکیں گے ام المومنین نے ورقہ کے کہنے کے مطابق حضرت جرائیل علیہ السلام کی آمد پر سر سے دوپٹہ اتار دیا تو حضرت جرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انہیں نہ دیکھا۔ ام المومنین نے یہ ساری صورتحال ورقہ بن نوفل کو بتائی ورقہ نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے والے وہ جرائیل علیہ السلام ہی تھے اس کے بعد ورقہ اس بات کے منتظر رہنے لگے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ فرمانے کا بارگاہ الٰہی سے کب حکم ہوتا ہے اور آپ کب تبلیغ شروع فرماتے ہیں اس کے متعلق ورقہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

اِنْ یَّكُ حَقًّا یَا خُدَیْجَةُ فَاعْلَمِیْ ۔ حَدِیْثَكَ اِیَّانَا فَحْمَدُ مُرْسَلٗ

اے خدیجہ اگر تیری بات حق و سچ ہے تو تُو اپنی بات کے تحت یقین جان لے کہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں۔

یَفُوْزُ بِهٖ مَنْ فَازَ فِیْمَا یَنُوْبُهُمْ ۔ وَیَشْقٰی بِهِ الْعَالِیْ الْغَوِیُّ الْمُضَلَّلٗ

جن کے دامن سے وابستہ ہو کر آدمی ہر مشکل سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور جن سے دور رہ جانے والا متکبر، سرکش، گمراہ اور بدبخت ہو جاتا ہے۔

فَرِیْقَانِ مِنْهَا فِرْقَةٌ فِیْ جَنَانِهٖ ۔ وَاُخْرٰی بِاَجْوَازِ الْجَحِیْمِ یُغَلَّلٗ

یہ دو گروہ ہیں ایک جنت میں ہے اور دوسرا جہنم کے وسط میں عذاب میں مبتلا ہے۔

اِذَامَا دَعَوْا بِالْوَیْلِ فِیْهَا تَتَابَعَتْ ۔ مَقَامِعُ فِیْ هَامَاتِهِمْ ثُمَّ مُزَعَّلٗ

جب بھی انہیں جہنم کے طبقہ ویل میں بلاتے ہیں۔ تو گرزوں سے ان کی کھوپڑیاں توڑ دی جاتی ہیں پھر انہیں جلا دیا جاتا ہے۔

فَسُبْحَانَ مَنْ تَهْوِی الرِّیَاحُ بِاَمْرِهٖ ۔ وَمَنْ هُوَ فِی الْاَ یَّامِ مَاشَآءُ یَفْعَلٗ

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک ہے جس کے حکم سے ہوائیں سبک خرام ہیں اور جو زمانے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَمَنْ عَرْشُهٗ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ کُلِّهَا ۔ وَاَحْکَامُهٗ فِیْ خَلْقِهٖ لَاتُبَدَّلٗ

اور وہ ذات جس کا عرش تمام آسمانوں کے اوپر ہے اور مخلوق میں اس کے احکام ناقابل تبدیل ہیں۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص105، دلائل النبوت ابونعیم ص126)

حجۃ اللہ علی العلمین میں ورقہ بن نوفل کے یہ اشعار مذکور ہیں۔

لَجَجْتُ وَكُنْتُ فِي الذِّكْرىٰ لُجُوْجًا۔ لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيْجَا

میں ایک خیال میں منہمک تھا ان کے لئے ایک تصور میں مستغرق تھا اور اکثر اوقات اسی تصور نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔

وَوُصِفَ مِنْ خَدِيْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ ۔ فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِىْ يَاخَدِيْجَا

حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آپ کے اوصاف یکے بعد دیگرے بیان کئے اے خدیجہ ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے میرا انتظار طویل ہو گیا۔

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلٰى رَجَائِى ۔ حَدِيْثَكَ اَنْ اَرَاىٰ مِنْهُ خُرُوْجَا

میرے نزدیک ان کا ظہور مکہ کی وادی میں ہوگا اور مجھے یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ انہیں شہر سے نکال دیا جائے گا۔

بِاَنِّى مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ قَوْمًا ۔ وَيَخْصِمُ مَنْ يَّكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجَا

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عنقریب تمام قوم کے سردار ہوں گے اور آپ اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔

وَيُظْهِرُ فِى الْبِلَادِ ضِيَاءَ نُوْرٍ ۔ تُقَامُ بِهِ الْبَرِيَّةُ اَنْ تَعَوَّجَا

آپ شہروں میں اس نور کی روشنی کو ظاہر فرمائیں گے جس سے گمراہ مخلوق کو راہ ہدایت نصیب ہو جائے گی۔

فَيَا لَيْتِىْ اِذَامَا كَانَ ذَاكُمْ ۔ شَهِدْتُ وَكُنْتُ اَوَّلَهُمْ وُلُوْجَا

اگر چہ قریش اس بات کو ناپسند کرتے اور وہ مکہ مکرمہ میں چیختے چلاتے رہ جاتے مگر میں اس دین کو ضرور قبول کر لیتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص166، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص162)

بعض کتب میں ہے کہ جب ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ و معاملہ وحی ذکر کیا تو ورقہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

يَالِلرِّجَالِ وَصَرْفِ الدَّهْرِ وَالْقَدْرِ ۔ وَمَا لِشَىْءٍ قَضَاهُ اللّٰهُ مِنْ غَيْرِىْ

اے انسانوں کیا ہے زمانے اور تقدیر کا بدلنا جس چیز کا فیصلہ اللہ تبارک وتعالیٰ کر دے اسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

حَتّٰی خَدِیْجَۃَ تَدْعُوْنِیْ لِاُخْبِرَھَا ۔ وَمَا لَھَا بِخَفِیِّ الْغَیْبِ مِنْ خَبَرٖ

(حضرت) خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے مجھے بلایا تھا تاکہ میں اسے اس چیز کی خبر دوں اس غیب کی خبر کے متعلق اسے کچھ علم نہ تھا۔

جَآءَ تْ لِتَسْأَلَنِیْ عَنْہُ لِاُخْبِرَھَا۔ اَمْرًا اَرَاہُ سَیَأْتِی النَّاسَ مِنْ اُخَرٖ

وہ مجھ سے پوچھنے کے لئے آئیں تاکہ میں انہیں اس معاملے سے آگاہ کروں جو عنقریب لوگوں کے سامنے آئے گا۔

وَخَبَّرَ تْنِیْ بِاَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِہٖ ۔ فِیْمَا مَضٰی مِنْ قَدِیْمِ الدَّھْرِ وَالْعَصْرٖ

اس (حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے مجھے امر کی خبر دی جو میں نے گذرے ہوئے قدیم زمانے سے سن رکھی تھی۔

بِاَنَّ اَحْمَدَ یَاْتِیْہِ فَیُخْبِرُہٗ ۔ جِبْرِیْلُ اَنَّکَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْبُشَرٖ

کہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں خبر دیں گے کہ آپ تمام کائنات انسان کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

فَقُلْتُ عَلَی الَّذِیْ تُرجِیْنَ یُنْجِزُہٗ ۔ لَکِ الْاِلٰہُ فَرَجِّی الْخَیْرَ وَانْتَظِرِیْ

میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا آپ کو جس چیز کی اُمید ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے لئے اسے پورا فرمائے گا بس آپ بھلائی کی اُمید رکھیں اور انتظار کریں۔

وَاَرْسِلِیْہِ اِلَیْنَا کَیْ نَسْئَلَہٗ ۔ عَنْ اَمْرِہٖ مَایَریٰ فِی النَّوْمِ وَالسَّھَرٖ

آپ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ انہوں نے نیند اور بیداری میں جو کچھ دیکھا ہے ہم اس کے متعلق ان سے پوچھ سکیں۔

فَقَالَ حِیْنَ اَتَانَا مَنْطِقاً عَجَباً ۔ یَقِفُّ مِنْہُ اَعَالِی الْجِلْدِ وَالشَّعْرٖ

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسے ذکر فرمایا جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

اِنِّیْ رَأَیْتُ اَمِیْنَ اللّٰہِ وَاجَھَنِیْ ۔ فِیْ صُوْرَۃٍ اُکْمِلَتْ مِنْ اَھْیَبِ الصُّوَرٖ

میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے امین (روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام) کو دیکھا میں نے انہیں نہایت پرہیبت صورت میں دیکھا۔

ثُمَّ اسْتَمَرَّ فَكَانَ الْخَوْفُ يَذْعُرُنِیْ ۔ مِمَّا یُسَلِّمُ مِنْ حَوْلِیْ مِنَ الشَّجَرِ

پھر وہ جبرائیل علیہ السلام مسلسل میرے پاس آنے لگے اور میرے اردگرد کے درخت مجھے سلام کرنے لگ گئے بایں وجہ مجھے خوف محسوس ہونے لگا۔

فَقُلْتُ ظَنِّیْ وَمَا اَدْرِیْ ظَنِّیْ وَمَا اَدْرِیْ اَیُصَدِّقُنِیْ ۔ اَنْ سَوْفَ تُبْعَثُ تَتْلُوْ مُنَزَّلَ الصُّوَرِ

میں نے سن کر کہا جہاں تک میرا علم ہے اور میری اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ تصدیق فرمائے گا کہ میرے گمان مطابق آپ عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رسول مبعوث ہونے والے ہیں اور آپ نازل ہونے والی سورتوں کی تلاوت کیا کریں گے۔

وَسَوْفَ اٰتِیْكَ اَنْ اَعْلَنْتَ دَعْوَتَهُمْ ۔ مِنَ الْجِهَادِ بِلَا مَنٍّ وَّلَا كَدَرٍ

اگر آپ نے کفار کو علی الاعلان دعوت دی تو عنقریب آپ کو کسی پریشانی اور احسان کے بغیر فتح وکامرانی سے سرفراز کردیا جائے گا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص 126، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر2 ص105، مستدرک جلد نمبر3، ص210، حجۃ اللہ علی العلمین ص166)

یہودی تورات کے مطابق صفات دیکھ کر مسلمان ہوگیا:

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی کے کچھ دینار دینے تھے اس نے آپ سے اپنی رقم کا تقاضا کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تجھے دینے کے لیے میرے پاس اس وقت کوئی چیز نہیں یہودی نے کہا میں آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ مجھے میرا قرض واپس نہیں دے دیتے میں یہیں آپ کے پاس بیٹھوں گا واپس نہیں جاؤں گا لہٰذا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی بیٹھ گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز وہیں ادا فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس یہودی کو ڈراتے دھمکاتے رہے مگر اسے کچھ اثر نہ ہوا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک یہودی نے آپ کو محبوس کردیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے منع فرمایا ہے کہ جس کے ساتھ عہد کیا جائے اس پر یا کسی اور پر ظلم کروں۔ جب تمام دن گذر گیا تو

اس یہودی نے اسلام قبول کرلیا اور وہ مسلمان ہوگیا اس نے کہا میں اپنے مال کا کچھ حصہ راہ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔

اس یہودی نے کہا اللہ کی قسم! میں نے یہ سارا عمل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس صفت کو معلوم کرنے کے لئے کیا تھا جو تورات میں مذکور ہے تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محامد ومحاسن اس طرح بیان کئے گئے ہیں وہ محمد بن عبداللہ ہوں گے ان کی جائے ولادت مکہ معظمہ اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہوگی ان کا ملک شام ہوگا وہ سخت اور تند خو نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شور نہیں مچائیں گے وہ فحش کلامی اور بدزبانی نہیں کرینگے۔

(مستدرک جلد نمبر 3 ص 221، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 30، حجۃ اللہ علی العلمین ص 125)

حضرت معاذ بن جبل اور بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہودیوں کو سمجھایا کہ یہ وہی نبی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہود آپ کے وسیلہ سے اوس وخزرج پر فتح مانگتے تھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر آپ کے منکر ہوگئے ایک دفعہ قبیلہ خزرج کی شاخ نبوسلمہ سے حضرت معاذ بن جبل اور بشیر بن براء بن معرور نے ان یہودیوں سے کہا اے گروہ یہود اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو ہم جب مشرک تھے تو تم ہم سے جنگ کرتے ہوئے ء نام محمد کے وسیلہ سے اللہ تبارک سے فتح طلب کرتے تھے ان کی بعثت وسیرت ہمیں سنایا کرتے تھے یہ سن کر سلام بن مشکم یہودی نے کہا ہم جن کا ذکر کرتے تھے یہ وہ نبی نہیں ہیں اور جن اوصاف کا ہم ذکر کرتے تھے وہ ان میں نہیں پائی جاتیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیۃ مبارک نازل فرمائی۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ 1 ع 11) اور اس سے پہلے وہ کفار پر فتح طلب کیا کرتے تھے پھر جب ان کے پاس (وہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے جنہیں انہوں نے پہچان بھی لیا تو انہوں نے ان کا انکار کردیا کفار پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت ہو۔

یہودیوں کا حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنا:

واضح ہو یہودی عوام نے اس بات کا کئی دفعہ مشاہدہ کیا تھا کہ جب بھی اس علاقہ کے مشرک قبائل بنی اسد، غطفان جہنیہ اور کفار اوس وخزارج سے ان کی جنگ ہوتی اور اس جنگ میں یہودیوں کو کامیابی کے امکانات معدوم ہوتے تو پھر ان نازک

اوقات میں ان کے علماء اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے اور ان الفاظ سے التجا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُ بِحَقِّ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اِلاَّ نَصَرْتَنَا عَلَیْھِمْ ۔

اے اللہ! محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو نبی امی ہیں ان کے واسطہ سے ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں ہمیں ان کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ ان کی یہ التجا فوراً قبول ہو جاتی اور انہیں دشمن پر فتح نصیب ہو جاتی۔

عام حالات میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دعا مانگنا ان کا روزمرہ کا معمول تھا وہ دعا ان الفاظ سے مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ابْعَثِ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ نَجِدُہٗ فِی التَّوْرَاۃِ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اِنَّکَ بَاعِثُہٗ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ ۔

اے اللہ اس نبی امی کو مبعوث فرما جس کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں اور جس کے بارے میں تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو اسے آخر زمانہ میں مبعوث فرمائے گا۔

(سبل الہدیٰ جلد نمبر 3 ص348، ابن کثیر جلد نمبر 1 ص124، روح المعانی جلد نمبر 1 ص320، سیرت نبویہ ابن ہشام حصہ اوّل ص334 الوفا بن جوزی ص44، دلائل النبوت ابونعیم ص42 حجۃ اللہ علی العلمین ص125، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص205، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص40)

دین عیسائیت پر کاربند عداس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومنے لگ گیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اہل طائف کے ناروا سلوک سے مغموم تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سارا جسم بھی اہل طائف کے پتھر مارنے کی وجہ سے چور چور تھا آپ کے پاؤں مبارک سے خون بہہ رہا تھا طائف شہر سے باہر جو قریب ہی ایک باغیچہ تھا آپ اس میں تشریف لے گئے اور انگوروں کی ایک بیل کے نیچے کچھ دیر آرام فرمانے کی غرض سے بیٹھ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں دو رکعت نفل ادا فرمائے اس کے بعد بڑے درد و سوز سے اپنے رب کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنے قلب حزیں کی حکایت درد و غم پیش کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت اپنے رحیم وکریم رب کی بارگاہ میں چشم گریاں و دل سوزاں سے جو مناجات پیش کی اس سے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفعت کا کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ اس مالک کائنات رب العلمین نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کس بلند درجہ شان پر فائز فرمایا ہے وہ مناجات یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْا اِلَیْکَ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اُاِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنْ عَافِیَتُكَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَكَ اَوْ تَحُلَّ عَلَیَّ سُخْطَكَ لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِكَ ۔

اے اللہ میں اپنی طاقت کی ناتوانی اپنی قوت عمل کی کمی لوگوں کی نگاہوں میں اپنے بے بسی کا شکوہ تیری بارگاہ میں کرتا ہوں اے ارحم الرحمین تو کمزوروں کا رب ہے تو میرا بھی رب ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے ایسے بعید کے حوالے جو ترش روئی سے میرے ساتھ پیش آتا ہے کیا کسی دشمن کو تو نے میری قسمت کا مالک بنا دیا ہے اگر تو مجھ پر ناراض نہ ہو تو مجھے ان تکلیفوں کی ذرا پرواہ نہیں ہے پھر بھی تیری طرف سے عافیت اور سلامتی میرے لئے زیادہ دلکشا ہے میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے نور کے ساتھ جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و آخرت کے کام سنور جاتے ہیں کہ تو اپنا غضب مجھ پر نازل کرے اور مجھ پر اپنی ناراضگی اتارے میں تیری رضا طلب کرتا رہوں گا یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے تیری ذات کے بغیر نہ میرے پاس کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

یہ باغ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر آرام فرمانے کی غرض سے ٹھہرے تھے محبوب خدا سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے بدترین دشمن ربیعہ کا تھا جو قریش مکہ کے سرداروں میں سے تھا اس وقت باغ میں اس کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ موجود تھے یہ بھی بدترین دشمن تھے جنگ بدر میں کفار مکہ کے لشکر میں موجود تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو کر فی النار ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اہل طائف کے اوباشوں نے جو بہیمانہ سلوک کیا وہ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اگرچہ یہ بھی دشمن تھے مگر طائف والوں کے ظالمانہ سلوک سے ان کے دل پسیج گئے۔ انہوں نے اپنے غلام عداس کو جو نصرانی تھا کو کہا انگوروں کا گچھا تھال میں رکھ کر لے جا اور اس نووارد کو جو انگوروں کی بیل کے نیچے بیٹھا ہے دے آ اور اسے کہہ کہ اسے تناول کریں۔ چنانچہ عداس نے حسب الحکم انگوروں کا ایک گچھہ تھال میں رکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا اسے تناول فرمائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر انگوروں کو تناول فرمانا شروع فرمایا عداس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے بسم اللہ شریف سن کر متعجب ہوا آپ کے چہرہ تاباں کو غور سے دیکھ کر کہنے لگا جناب اس علاقے کے لوگوں کی زبان سے تو میں نے کبھی بسم اللہ شریف نہیں سنی اور نہ ہی یہ کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتے ہیں یہاں کا تو یہ رواج ہی نہیں ہے۔

سیدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تو کس دین پر ہے اور کس علاقے کا رہنے والا ہے؟ عداس نے عرض کی میرا دین دین عیسائیت ہے اور میں نینویٰ کا رہنے والا ہوں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ نینوا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے برگزیدہ یونس بن متی کا شہر ہے۔ عداس نے عرض کیا آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذٰلِكَ اَخِیْ كَانَ نَبِیًّا وَّاَنَا نَبِیٌّ

وہ میرے بھائی ہیں وہ نبی تھے میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا نبی ہوں۔

عداس یہ سنتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا حضور پر جھکا اور سب سے پہلے تو اس نے سر مبارک کو بوسہ دیا پھر دست اقدس کو بوسہ پھر قدمین مبارک کو بوسہ دیا دلائل النبوت ابونعیم اور دلائل النبوت امام بیہقی میں ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کی شان نبوت کا ذکر فرمایا تو خَرَّ عَدَاسُ سَاجِدًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَجَعَلَ یُقَبِّلُ قَدَمَیْهِ وَهُمَا التَّسِیْلَانِ الدِّمَاءَ

عداس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سجدے میں گر گیا اور وہ آپ کے قدمین مبارکہ کو بوسے دے رہا تھا جب کہ ان سے خون بہہ رہا تھا بندہ ناچیز کے خیال میں عداس نے سجدے میں گر کر رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا ہوگا کہ اس نے اپنے پیغمبر کی زیارت کا موقعہ عطا فرمایا اور مدارج النبوت میں ہے کہ اس نے اسلام قبول کرلیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ عتبہ اور شیبہ یہ سارا دست بوسی اور قدم بوسی والا منظر دیکھ رہے تھے انہوں نے ایک دوسرے سے کہا لو یہ تو اب ہمارا غلام نہ رہا یہ تو خراب ہو گیا۔

عداس جب واپس عتبہ وشیبہ کے پاس گیا تو انہوں نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا تجھے کیا ہو گیا کہ تو ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے بوسے لینے لگ گیا عداس نے انہیں کہا بے شک میں تمہارا غلام ہوں تم میرے مالک ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام

روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی نہیں ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں کیونکہ انہوں نے مجھے وہ بات بتائی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کے بغیر کوئی نہیں بتا سکتا انہوں نے کہا عداس! کہیں اس کے دھوکے میں نہ آ جانا اور اپنا دین خراب نہ کر بیٹھنا تیرا دین اس کے دین سے کہیں بہتر ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص502، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 2 ص150، الوفا ابن جوزی ص213، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص307، دلائل النبوت ابونعیم ص76، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص73، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص445 سیرت النبویہ ابن ہشام ص255)

عداس نے کفار مکہ کو کہا وہ اللہ کے نبی ہیں ان کے سامنے تو پہاڑ بھی کھڑے نہیں رہ سکتے:

ضیاء النبی میں ہے کہ عداس اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا مگر مدارج النبوت میں ہے کہ مسلمان ہو گیا تھا (اوپر آپ عداس کے متعلق پڑھ آئے ہیں) ضیاء النبی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

یہ عداس اگرچہ اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا لیکن حضور کی من موھنی صورت اس کے آئینہ دل میں ہر وقت منعکس رہتی جسے وہ کبھی فراموش نہ کر سکا جب جنگ بدر کے لئے اہل مکہ کا لشکر روانہ ہونے لگا تو اس میں اس کے مالک شیبہ اور عتبہ بھی شریک تھے انہوں نے اسے بھی کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو اس وقت عداس نے انہیں کہا کیا تم اس شخص کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جا رہے ہو جس کی زیارت میں نے تمہارے باغ میں کی تھی بخدا اس کے سامنے تو پہاڑ بھی کھڑے نہیں رہ سکتے۔

وہ بدنصیب اب بھی نہ سمجھے الٹا اسے کہنے لگے اس نے اپنی گفتگو سے تم پر جادو کر دیا ہے۔ (ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص445 سبل الہدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص578)

مدارج النبوت کی عبارت ملاحظہ ہو:

عداس نے کہا آپ حضرت یونس (علیہ السلام) کے متعلق کیا جانتے ہیں اور اسے کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ میرا بھائی ہے اور میری طرح وہ بھی پیغمبر ہے پھر عداس نے سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے عداس کہنے لگا کہ دیر ہوئی کہ میں نے آپ کا نام دیکھا ہے اور آپ کی نعت تورات میں پڑھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مکہ میں مبعوث فرمائے گا۔ اہل مکہ آپ کی بات نہ مانیں گے اور آپ کو وہاں سے نکال دیں گے اور آخر کار آپ کو کامیابی ہوگی اور آپ کا دین تمام روئے

زمین پر پھیل جائے گا پس عداس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 73)

ہوذہ کو راھب نے کہا تیری بادشاہی سے افضل حضور کی اتباع ہے:

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یمامہ کے قصبے حجر میں ایک مجلس میں گیا اس مجلس میں موجود ایک شخص نے بتایا کہ میں ایک دن یمامہ کے حاکم ہوذہ کے پاس موجود تھا کہ اس کے دربان نے اسے آ کر بتایا کہ دمشق سے ایک راھب آیا ہے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اجازت کا خواہاں ہے ہوذہ نے اسے اجازت دے دی راھب کے اندر آنے پر حاکم یمامہ ہوذہ نے اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اس کے بعد ان دونوں کے درمیان سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا راھب نے ہوذہ سے کہا اس ملک کے شہر کتنے خوبصورت ہیں ہوذہ نے کہا ہاں یہ شہر تمام سرزمین عرب کی زیب وزینت اور اس کے حسن وجمال کا مرکز ہیں اس کے حسین وجمیل شہروں سے ہیں مواھب نے ہوذہ سے پوچھا یہاں آپ کے خطہ عرب میں محمد عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں وہ کہاں سکونت پذیر ہیں جو پوری دنیا کو اپنے دین کی دعوت دے رہے ہیں؟ ہوذہ نے کہا ہاں وہ ہمارے قریب ہی رہائش پذیر ہیں ان کی اقامت گاہ یثرب میں ہے ان کا دعوت نامہ میرے پاس بھی آیا تھا مجھے بھی انہوں نے اپنے دین کی طرف دعوت دی تھی لیکن میں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ راھب نے حیرت سے اس سے پوچھا تو نے ان کی دعوت کو کیوں قبول نہیں کیا؟ ہوذہ نے کہا میں نے اپنی سلطنت کی خاطر اسے قبول نہیں کیا مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے ان کے دین کو اپنا لیا اور ان کی اطاعت پذیری کر لی تو پھر یہ میری سلطنت میرے ہاتھ سے نکل جائے گی اس پر میری بادشاہت نہیں رہے گی۔

راھب نے اسے کہا اگر تو اپنی اس سلطنت سے ہاتھ دھو کر بھی ان کی اطاعت اختیار کر لیتا تو تیرے لئے اس سلطنت سے کہیں وہ بہتر تھا جس نبی کی تشریف آوری کی بشارت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی یہ وہی نبی آخرالزماں ہیں انجیل میں جن کے اوصاف حمیدہ کا ذکر خیر ہے بالکل یہ وہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں۔ ہوذہ نے اسے کہا اے راھب! اگر ایسا ہی ہے تو پھر تو نے اب تک ان کی پیروی کیوں اختیار نہیں کی؟ تجھے تو ان کی پیروی اختیار کر لینی چاہیے تھی۔

راھب نے کہا میرا ان کی پیروی اختیار نہ کرنے کا ایک سبب تو حسد ہے دوسرا شراب ہے شراب میری بہت زیادہ

پسندیدہ چیز ہے میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا جب کہ وہ شراب کو حرام قرار دیتے ہیں ہوذہ نے کہا تیری بات سن کر میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اب ان پر ایمان لاکر ان کی اطاعت اختیار کروں گا البتہ ان سے درخواست کروں گا کہ میری سلطنت میرے پاس ہی رہنے دے دی جائے۔ ان کا قاصد جوان کا دعوت نامہ لے کر میرے پاس آیا تھا اس نے یہ وعدہ بھی میرے ساتھ کیا تھا پھر ہوذہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عریضہ بھیجنے کے لئے اپنے کاتب کو لکھنے کا حکم دیا اس نے وہ عریضہ اپنے قاصد کے ہاتھ دے کر اور کچھ تحفے تحائف بھی اس کے ہمراہ کر کے اسے بارگاہ نبوی میں بھیجنے کے لئے روانہ کیا مگر اس کی قوم کو یہ پتہ چل گیا انہوں نے ہوذہ کو واضح کر دیا کہ اگر تو مسلمان ہوگیا تو ہم تیرے مخالف ہو جائیں گے اور تجھے بادشاہت سے بھی فارغ کر دیں گے ہوذہ نے قوم کی آراء کے پیش نظر اور اس عارضی دنیا کی خاطر اپنی عاقبت تباہ کرلی قاصد کو واپس بلا لیا اور ایمان لانے سے منحرف ہوگیا وہ راہب کافی عرصہ تک ہوذہ کے پاس شاہی مہمان بن کر ٹھہرا رہا وہ ہر سال ہوذہ کے پاس آیا کرتا تھا اور اسی طرح اس کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا پھر وہ ملک شام کی طرف عازم سفر ہوا تو راستے میں اس سے میری ملاقات ہوگئی میں نے اس سے پوچھ لیا کہ تو نے آخرالزمان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو کچھ ہوذہ کو بتایا کیا وہ سچ ہے؟ اس نے کہا ہاں بالکل سچ ہے میں اس راہب سے سن کر گھر گیا گھر سے تیار ہو کر بارگاہ اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور ایمان لا کر دولت ایمان سے مشرف ہوگیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص165)

یہودی نے بنو کندہ قبیلے کو کہا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں باہر سے آنے والے لوگوں کو بھی دین اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے اسی سلسلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عکاظ میں بنو کندہ قبیلے کے لوگوں سے ملاقات فرمائی وہ لوگ اس وقت حج کے لئے آئے ہوئے تھے اس قبیلہ کے لوگوں نے دیگر قبائل کے برعکس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ نرم رویہ اپنانے کا رویہ اختیار کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خوش اخلاقی کو دیکھ کر انہیں بڑی تسلی سے تبلیغ فرمائی انہیں فرمایا میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور تجھ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ مجھے اپنے ہاں لے چلو اور جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہو اور اپنی حفاظت کا اہتمام کرتے ہو میرے ساتھ بھی ویسا ہی کرنا اگر میری دعوت غالب رہی تو تمہیں اس کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔

کئی لوگوں کے دل تو اس بات سے متاثر ہو کر اس پر آمادہ ہو گئے مگر ان میں سے اکثر لوگوں نے کہا بات تو آپ کی بڑی معقول اور دلآویز ہے مگر ہم اپنے باپ دادا کی پیروی میں کئی چیزوں کی پرستش کرتے آ رہے ہیں یوں یکدم اسے چھوڑنا مشکل ہے تو ان میں سے ہی ایک سب سے چھوٹی عمر والے شخص نے انہیں مشورہ دیا کہ اے میری قوم! ان کی بات مان لینے میں ہماری بہت زیادہ بہتری ہے ہمیں چاہیے کہ ہم فوراً ان کی بات مان لیں اس سے پہلے کہ دیگر لوگ ہم پر سبقت لے جائیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اہل کتاب یہود و نصاریٰ واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی کا ظہور ہونے والا ہے ان کی تشریف آوری کا زمانہ اب قریب تر ہے۔

اس قبیلہ بنو کندہ میں ایک آنکھ سے کانا شخص بھی تھا اس خبیث النفس نے سارے قبیلہ کو متوجہ کر کے کہا میری بات سنو! اس مدعی نبوت کو اس کے اپنے خاندان والوں نے نکال دیا ہے اور تم اسے ساتھ لے جا کر اپنی پناہ میں لینا چاہتے ہو اس طرح ہم سارے عرب سے دشمنی مول لے لیں گے کیا ہم سارے عرب سے جنگ کر سکتے ہیں اور سارے عرب سے دشمنی کا خطرہ مول لے سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

اس آنکھ سے کانے شخص کی بات میں آ کر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا نہ ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر واپس اپنے علاقہ میں لوٹ گئے۔ وہاں انہوں نے ایک یہودی کو یہ سارا ماجرا سنایا تو اس یہودی نے کہا خدا کی قسم! تم سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے تم نے ان کی بات نہ مان کر بہت خسارے کا سودا کیا ہے اگر تم سب سے پہلے ان پر ایمان لے آؤ تو بہت جلد ایک وقت آئے گا کہ تم سارے عرب کے سردار بن جاؤ گے ہم اس نبی کی عظمتیں اپنی کتابوں میں موجود پاتے ہیں پھر اس یہودی نے اپنی کتاب سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ پڑھ کر انہیں سنائے تو بنی کندہ کے سب لوگوں نے اعتراف کیا کہ یہ سب صفات ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ان میں دیکھی ہیں۔ یہودی نے یہ بھی انہیں پڑھ کر سنایا کہ وہ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے۔ اس پر ساری قوم نے فیصلہ کیا کہ آئندہ سال حج کے موقع پر ہم سب لوگ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان کی اطاعت قبول کرتے ہوئے ایمان سے شرف یابی حاصل کریں گے۔ لیکن اس قوم کے سردار نے آئندہ سال انہیں حج پر جانے سے ہی روک دیا لہٰذا ان میں سے کوئی بھی شخص حج پر نہ آیا مگر جب اس یہودی کی موت کا وقت آن پہنچا تو اسے کلمہ طیب نصیب ہو گیا اس کے پاس بیٹھے لوگوں نے سنا کہ وہ زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رہا ہے اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے

ایمان کی دولت سے سرفراز فرما کر اسے جنت سے نواز دیا۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص176)

حضرت ابوطالب نے قریش مکہ کو کہا جو حضور کے دین ہدایت کو قبول کرلے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال ہو جائے گا:

حضرت ابوطالب نے قریش مکہ کو کہا جو حضور کے دین ہدایت کو قبول کرے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال ہو جائے گا
حضرت ابوطالب کی زندگی کے آخری لحات میں قبیلہ قریش کے سرکردہ لوگ آپ کے پاس موجود تھے آپ نے اس وقت جو انہیں وصیت فرمائی اس سے جہاں حضرت ابوطالب کی بالغ نظری، حکمت ودانائی وآپ کی شان فصاحت وبلاغت کے جلوے نظر آتے ہیں وہاں ان کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ جو دوسروں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو قبول کرنے کی سعادت سے آگاہ کررہے ہیں کیا وہ خود اس پر کاربند نہ ہوں گے۔

وصیت یہ فرمائی:

اے قوم قریش! تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام مخلوق سے برگزیدہ ہو تم سارے عرب کا دل ہو تم میں ایک ایسا شخص ہے جو سید ہے اور جس کی پیروی کی جاتی ہے وہ تمام میں راہ نما اور بہادر ہے وہ تم میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض ہے تم نے اہل عرب کی تمام عزتوں اور کرامتوں کو حاصل کرلیا ہے ہر قسم کی فضیلت اور شرافت کو تم نے جمع کرلیا ہے اسی وجہ سے تم لوگوں سے افضل ہو یہی لوگوں کا تمہاری طرف وسیلہ ہے میں تمہیں بیت اللہ کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی اسی میں ہے اور تمہاری معاش کا دارومدار بھی اسی پر ہے اسی کی وجہ سے دیگر لوگوں پر تمہارا دبدبہ قائم ہے، قریبی رشتہ داروں کی صلہ رحمی کرنا قطع رحمی سے باز رہنا کیونکہ صلہ رحمی سے زندگی کی طوالت حاصل ہوتی ہے اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے بغاوت اور سرکشی کو ترک کردینا کیونکہ پہلی قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں جو دعوت دے اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا کیونکہ اس میں زندگی اور موت کی عزت ہے ہمیشہ سچ بولنا اور امانت میں خیانت نہ کرنا کیونکہ ان خوبیوں کی وجہ سے خواص کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام کے دلوں میں عزت میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بھلائی کرنا، کیونکہ سارے قبیلہ قریش میں وہ امین کے لقب سے ملقب ہیں اور سارے اہل عرب انہیں صدیق کے لقب سے پکارتے ہیں جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے

وہ ان تمام صفات کے جامع ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے مفلس، ناداروں، غریبوں، کمزوروں اور دور دراز کے علاقوں میں رہنے والوں نے ان کی دعوت کو قبول کرلیا ہے اور ان کے کلمہ حق کی تصدیق کی ہے اور ان کے دین کی تعظیم کی ہے اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ اس کی برکت سے وہ لوگ قریش کے سردار بن گئے ہیں اور قریش کے سردار پیچھے رہ گئے ہیں ان کے محلات غیر آباد ہوگئے ہیں سارے عرب کے باشندے ان سے دلی محبت کرنے لگے ہیں انہوں نے اپنے دلوں کو ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت وعقیدت کے لئے مختص کردیا ہے اور اپنی زمام قیادت ان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اے گروہ قریش! اپنے باپ کے بیٹے کے دوست اور مددگار بن جاؤ جنگوں میں ان کے حامی وناصر بن جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم جو شخص بھی ان کی راہ پر چلے گا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو شخص ان کے دین ہدایت کو قبول کرلے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا۔ اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں تمام جنگوں میں ان کی کفائت کرتا اور تمام مصائب سے ان کا دفاع کرتا۔

اس وصیت کے بعد حضرت ابوطالب کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنی عظیم اور سچی فراست کے مالک تھے کہ جو کچھ انہوں نے کہا بعینہٖ وہی کچھ ہوا اور اسی طرح رونما ہوا۔

بندہ ناچیز کہتا ہے کہ اس سے حضرت ابوطالب کے ایمان کی نور بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص204، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص496، سبل الہدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص565، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص316، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص70، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص422)

یہودیوں نے کہا ان سوالات کے جواب کا نبی کے بغیر کسی کو علم نہیں:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فدک کے یہودیوں کی ایک جماعت اپنے سردار ابن صوریا کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی انہوں نے عرض کیا ہم آپ سے چند سوالات کرتے ہیں ان سوالات کے جواب صرف انبیاء کرام ہی جانتے ہیں اگر آپ واقعی اللہ

تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں تو ہمیں ان کے جوابات سے نوازیں۔ اگر آپ ہمیں بتادیں گے تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ واقعی نبی ہیں ہم آپ کی اتباع کرلیں گے۔ سوالات یہ ہیں۔

(1) ہمیں اس کھانے کے متعلق بتائیں جس کھانے کو سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا؟

(2) انسان کے پانی (مادۂ منی) سے لڑکی اور لڑکا کیسے پیدا ہوتے ہیں یا بچہ کبھی ماں کی شکل پر ہوتا ہے کبھی باپ پر اس کی کیا وجہ ہے؟

(3) آپ کی نیند کی کیا کیفیت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے عہد لیا جیسا عہد سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندگان سے لیا تھا جس پر انہوں نے کہا وَاللّٰہُ عَلٰی مَانَقُوْلُ وَکِیْل۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہلے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ایک دفعہ حضرت یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہوگئے جب ان کا مرض شدت اختیار کرگیا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمادی تو وہ اپنے اوپر محبوب ترین غذا اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کرلے گا لہٰذا جب رب کائنات رب العلمین نے انہیں شفا عطا فرمادی تو انہوں نے اونٹ کا دودھ اور ان کا گوشت اپنے اوپر حرام کرلیا یہودیوں نے کہا اللہ کی قسم حقیقت یہی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دوسرے سوال کا جواب کہ کیا وجہ ہے بچہ کبھی ماں کا ہمشکل ہوتا ہے اور کبھی باپ کا اور کبھی لڑکی اور کبھی لڑکا یہ ارشاد فرمایا کہ بچہ ماں اور باپ دونوں کی منی سے پیدا ہوتا ہے مگر ان میں سے جس کی منی اوپر رہے یا جس کی منی پہلے رحم میں داخل ہو یا جس کی منی زیادہ اور غالب ہو بچہ اس پر ہوجاتا ہے یہودیوں نے کہا یہ بھی ٹھیک ہے یہودیوں کے تیسرے سوال کہ آپ کی نیند کی کیفیت کیا ہے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔

یہودیوں نے کہا یہ سب ٹھیک ہے اب آپ آخر میں یہ فرمائیں کہ کون سا فرشتہ آپ پر وحی لے کر آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرائیل امین وحی لاتے ہیں تمام انبیاء کرام پر بھی یہی وحی لے کر آتے تھے اور ان کے رفیق بھی تھے یہودیوں نے کہا اگر جبرائیل وحی لے کر آتے ہیں تو پھر ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے ارشاد فرمایا کیوں؟ کہنے لگے جبرائیل تو ہمارا پرانا دشمن ہے ہاں اگر اس کی بجائے میکائیل وحی لے کر آتے تو ہم ضرور آپ پر ایمان

لے آتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا جبرائیل امین نے تم سے کیا دشمنی کی کہنے لگے کوئی ایک ہو تو اس نے تو ہمارے ساتھ بیسیوں دشمنیاں کیں دیکھو رسالت ہمارے خاندان بنی اسرائیل میں تھی اس نے ادھر سے نکال کر بنی اسماعیل میں کردی اور ہمارے بزرگوں پر طرح طرح کے عذاب بھی یہی لاتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے پارہ کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الخ۔ (تفسیر کبیر جزء نمبر 3 ص194، روح البیان جلد نمبر 1 ص 187، تفسیر عزیزی جلد نمبر 2 ص98 تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 ص129، حجۃ اللہ علی العلمین ص117، الوفا ابن جوزی ص 341، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص323)

شاہ حبشہ کے پاس مکہ مکرمہ سے دو افراد کا جانا اور تینوں کا حضور کے متعلق عجیب وغریب واقعات بیان کرنا:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ جب ابرہہ کافر ذلیل وخوار ہو کر شکست خوردہ مکہ مکرمہ سے واپس چلا گیا تو ہم دونوں شاہ حبشہ شاہ نجاشی کے دربار میں گئے (واضح ہو شاہ نجاشی تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے) شاہ حبشہ نے ہم سے پوچھا کہ کیا مکہ مکرمہ میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے والد نے (اپنی منت کے مطابق) اسے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہو مگر قرعہ اندازی کے سبب اس کی جان بچ گئی ہو اور اس کی طرف سے بہت زیادہ اونٹوں کو ذبح کیا گیا ہو؟ ہم نے کہا ہاں! ہمارے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے نجاشی نے ہم سے کہا اس کے بعد اس بچے کے متعلق بتاؤ کہ پھر کیا ہوا ہم نے اسے بتایا کہ وہ بچہ جوان ہو گیا اور آمنہ نامی پاکباز عورت سے اس کی شادی ہو گئی جب اس کی بیوی حمل سے ہوئی تو وہ بغرض تجارت سفر پر روانہ ہو گیا ابھی ہم نے اتنی بات ہی کی تھی کہ شاہ حبشہ نے ہم سے پوچھ لیا کہ کیا ابھی تک ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے یا نہیں۔ ورقہ بن نوفل نے کہا شہنشاہ سلامت اس کے متعلق میں آپ کو خبر دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک رات میں اپنے بت کے پاس سو رہا تھا کہ اچانک میں نے بت کے اندر سے آواز سنی کوئی بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا۔

وُلِدَ النَّبِيُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاكُ ـ وَنَاَ الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاِشْرَاكُ

نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت ہو گئی پس بادشاہ ذلیل ہو گئے گمراہی دور ہو گئی اور شرک پیٹھ پھیر گیا۔

پھر وہ بت منہ کے بل گر گیا۔

زید بن عمرو نے کہا اے بادشاہ سلامت میرے پاس بھی اسی طرح کی ایک تعجب سے لبریز خبر ہے وہ یہ ہے کہ میں اسی رات اپنے گھر سے نکل کر کوہ ابوقبیس پر آیا وہاں میں نے آسمان سے ایک ایسے شخص کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا جس کے دو سبز پر تھے اس نے کوہ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر مکہ معظّمہ کی طرف دیکھا اور کہا شیطان ذلیل ہوگیا بت جھٹلا دیئے گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہوگئے اس کے پاس ایک کپڑا بھی تھا اس نے اس کپڑے کو مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلا دیا میں نے اس عالم میں دیکھا کہ آسمان کے نیچے ہر چیز روشن ہوگئی ہے کائنات میں اتنا زیادہ نور پھیل گیا کہ مجھے اس سے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں اس سے میری بینائی ہی زائل نہ ہو جائے اور میں نابینا نہ ہو جاؤں میں اس منظر سے دہشت زدہ ہوگیا پھر اس ہاتف غیبی نے اپنے دونوں پروں کو پھڑ پھڑایا یہاں تک کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر گر پڑا اس سے ایک نور نکلا جس سے تہامہ کی پوری وادی جگمگا اٹھی اس نے کہا زمین پاکیزہ ہوگئی اس کی بہار آ گئی اس نے کعبہ میں موجود پتھروں کی طرف اشارہ کیا جس سے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔

جب ہم دونوں کی بات مکمل ہوگئی تو شاہ حبشہ نے ہمیں کہا اب میں تم دونوں کو بتاتا ہوں کہ میں نے اس رات میں کیا دیکھا تھا میں اس رات اپنے محل میں اکیلا سویا ہوا تھا اچانک زمین میں سے ایک سر اور گردن ظاہر ہوئی اس نے کہا اصحاب فیل کے لیے ہلاکت اتر آئی ان پر ابابیل نے کنکریاں برسائیں حد سے متجاوز گنہگار اور کٹی ہوئی ناک والا ہلاک ہوگیا۔ بنی اُمّی مکّی حرمی کی ولادت ہوگئی جس شخص نے بھی ان کی آواز پر لبیک کہا وہ سعادت مند ہو جائے گا اور جس نے بھی ان کی دعوت سے انکار کیا وہ سرکش و باغی بن گیا پھر وہ زمین میں داخل ہو کر غائب ہوگیا اس خوف ناک منظر نے مجھے ہراسان کر دیا لہٰذا ڈر کے مارے میری چیخیں نکلنا شروع ہوگئیں مجھ پر اتنا خوف طاری ہوا کہ مجھ سے گفتگو کرنے کی سکت بھی نہ تھی اور نہ ہی کھڑا ہونے کی طاقت میری یہ حالت دیکھ کر میرے گھر والے میرے پاس آئے میں نے انہیں کہا مجھے حبشہ سے دور لے چلو تاکہ میں اسے نہ دیکھوں جب وہ مجھے حبشہ سے دور کسی مقام پر لے گئے تو پھر کہیں مجھ میں گفتگو کرنے کی قوت پیدا ہوئی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 201)

غزوہ بنی نضیر:

کنانہ بن صویرا اور سلام بن مشکم یہودیوں نے کہا خدا کی قسم ہم سب جانتے ہیں کہ وہ سچے رسول ہیں مگر حسد کی وجہ سے مان نہیں رہے

غزوہ بنی نضیر کس سنہ میں ہوا:

غزوہ بنی نضیر ۴ھ میں ہوا اگرچہ بعض نے کہا غزوہ احد سے پہلے ہوا مگر صحیح تر یہی ہے کہ ۴ھ کو ہوا۔

غزوہ بنی نضیر کی وجہ:

سیرت نگاروں نے اس کی ایک وجہ تو یہ بیان فرمائی ہے کہ احد کی جنگ میں مسلمانوں کو جو وقتی طور پر ہزیمت اٹھانا پڑی اور اس میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا اس کی وجہ سے یہودیوں کے ذہنوں میں یہ شرارت آ گئی کہ مسلمان کمزور ہو گئے ہیں اب ان میں وہ قوت نہیں جو جنگ بدر میں تھی لہٰذا انہوں نے اسلام دشمن سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو امن معاہدے کئے تھے اسے بھی پاؤں تلے روندنے لگے ان معاہدوں کی خلاف ورزی ان کا روزانہ کا معمول بن گیا یہاں تک کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حیلے بہانے سے شہید کرنے کا منصوبہ بنا لیا چنانچہ اس منصوبے کے تحت ایک دن انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو دین کی وجہ سے جھگڑا چل رہا ہے بہتر ہے اس کے لئے کوئی تصفیہ کی کوئی صورت نکال لیں ہمارے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ آپ اپنے ساتھ تیس صحابہ کو لے کر ہمارے ہاں آئیں ادھر ہمارے تیس علماء اس معاملہ میں آپ سے تبادلہ خیال کریں گے اگر وہ تیس علماء مطمئن ہو گئے اور آپ پر ایمان لے آئیں تو ہم سب یہودی اسلام قبول کر لیں گے۔

حضور نبی کریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دعوت کو منظور فرما کر دوسرے دن اپنے تیس صحابہ کے ساتھ ان کے ہاں تشریف لے گئے یہودیوں کے تیس علماء بھی آ گئے مگر یہودی تیس صحابہ کرام کو دیکھ کر سراسیمہ ہو گئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ان کے ساتھ جو یہ تیس صحابہ کرام آئے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے نبی پر جان تو نچھاور کر دے گا مگر ان پر آنچ نہیں آنے دے گا لہٰذا ایسے جاں نثاروں کی موجودگی میں انہیں شہید کرنا تو کجا ہم ان کا بال بھی

بیکا نہیں کرسکتے ہمیں چاہیے کہ اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی اور لائحہ عمل اختیار کریں۔ انہوں نے باہم مشورہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر کہا اے ابوالقاسم! ہم نے خیال کیا ہے کہ تیس آدمی زیادہ ہیں ہوسکتا ہے ان میں اتفاق نہ ہوسکے ہمیں چاہیے کہ تیس کی بجائے تین تین آدمی لے کر آئیں آپ بھی تین ساتھ لے آئیں ہم میں سے بھی تین عالم اس بحث مباحثہ میں حصہ لیں اگر یہ تین مطمئن ہو جائیں اور آپ پر ایمان لے آئیں تو ہم سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

منصوبہ یہودیوں کا یہ تھا کہ یہ تینوں یہودی اپنے پہلوؤں میں خنجر چھپا کر لے جائیں گے اور جونہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گفتگو کے لئے آئیں گے تو اچانک خنجر سے ان پر حملہ کر دیا جائے انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملے اور وہ شہید کر دیئے جائیں بنونضیر کے یہودیوں میں سے دو بہن بھائی پکے مسلمان تھے بہن کو یہودیوں کی اس ناپاک سازش کا علم ہوگیا اس نے اپنے بھائی کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس سازش سے باخبر کر دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

یہودیوں کی یہ سازش کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکی بلکہ الٹا غزوہ بنونضیر کا سبب بن گئی جس سے ان یہودیوں کو ذلت ورسوائی سے جلاوطن ہونا پڑا۔

غزوہ بنی نضیر کی دوسری وجہ:

حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیئر معونہ کے سانحہ سے واپس آتے ہوئے جب مقام قناۃ پر پہنچے تو وہاں بنی عامر بن صعصعہ قبیلہ کے دو آدمیوں سے ان کی ملاقات ہوگئی ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم بنی عامر قبیلے کے فرد ہیں (واضح ہو بنو عامر وہ قبیلہ ہے جس نے بیئر معونہ میں بے گناہ ستر مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا) دوپہر کا وقت تھا۔ آرام کرنے کی غرض سے سب لیٹ گئے مگر بنو عامر قبیلہ کے وہ دونوں فرد جب گہری نیند سو گئے تو حضرت عمرو بن امیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا پھر وہاں سے چل کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے گئے اور بیئر معونہ کے المناک واقعہ کی خبر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دی اور یہ بھی عرض کیا کہ میں نے اس قبیلے کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اچھا نہیں ہوا میں نے تو ان دونوں کو امان دے دی تھی حضرت

عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے خبر نہ تھی کہ آپ نے انہیں امان دے دی ہے چونکہ ان کے قبیلہ کے لوگوں نے ہمارے ستر بے گناہ مسلمان شہید کردیئے تھے لہٰذا میں نے انتقاماً انہیں بھی مشرک خیال کرتے ہوئے قتل کردیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ان دونوں کا تو نے جو مال ومتاع بمعہ ہتھیار قبضہ میں لیا ہے وہ میرے پاس جمع کرادے یہ سب کچھ بمعہ ان کی دیت میں ان کے وارثوں تک پہنچاؤں گا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو یہودیوں کا معاہدہ تھا اس میں یہ بھی تھا کہ اگر فریقین (مسلمانوں اور یہودیوں) میں سے کسی ایک فریق کو دیت مقتول کی ادا کرنی پڑے تو دوسرا فریق لازماً اس کی امداد کرے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بروز ہفتہ مسجد قبا میں پہنچے وہاں نماز ادا فرمائی پھر وہاں سے اس معاہدہ کے تحت دیت میں تعاون حاصل کرنے کے لئے آٹھ یا نو صحابہ کرام کے ہمراہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے انہیں ایک ہی حویلی میں اکٹھے بیٹھے ہوئے پایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے تشریف لانے کا مقصد بیان فرمایا اور انہیں حسب معاہدہ دیت میں تعاون کا فرمایا (بندہ مسکین کے خیال میں یہ ہے کہ اس واقعہ کے پس پردہ رب کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دکھا دیا کہ ان یہودیوں کافروں کا معاہدہ کیسا ہوتا ہے؟ اور یہ معاہدہ کا پاس کیسے کرتے ہیں؟ ایفاء عہد نام کی ان میں کوئی چیز ہی نہیں) ان یہودیوں نے منافقانہ چال چلتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے ہاں تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا یا ابوالقاسم! آپ نے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما کر ہماری بہت عزت افزائی کی ہے واضح ہو یہودی نہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ورسول کے لقب سے پکارتے تھے کہ اس طرح انہیں آپ کو نبی ورسول ماننا پڑھتا تھا اور نہ ہی آپ کے اسم مبارک محمد یا احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پکارتے تھے حالانکہ ان کی کتابوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہ دونوں اسماء گرامی مذکور تھے بلکہ وہ انہیں کنیت ابوالقاسم سے پکارتے تھے) ان یہودیوں نے آپ کی خدمت اقدس میں بڑے ادب واحترام سے عرض ومعروض کی اور کہا ہم ضرور دیت میں تعاون کریں گے ہماری خوش نصیبی ہے کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں لہٰذا پہلے ہمارے ہاں کھانا تناول فرمائیں اس کے بعد ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیت میں بھی تعاون کردیں گے۔

مگر یاد رکھیں یہ سب ان کی منافقانہ اور مکروفریب سے پر چالیں تھیں حقیقت کیا تھی آئیں ہم وہ بھی مطالعہ کریں

تا کہ یہودیوں کی اصلیت ہم پر واضح ہو سکے اور معلوم ہو سکے کہ یہ کیسی سازشی قوم ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوانہوں نے اپنے ایک مکان کے سائے میں بڑے ادب واحترام سے بٹھایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس مکان کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ یہودی خود اِدھر اُدھر ہو کر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگ گئے۔ یہودیوں کے سردار خبیث النفس حی بن اخطب نے اپنے یہودیوں کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا اے میرے بھائیو! آج ہمیں بڑا ہی سنہری موقعہ ہاتھ آیا ہے شاید پھر کبھی ایسا میسر نہ ہو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے ہاں آئے ہیں ان کے ساتھ صحابہ کی نفری بھی بہت کم ہے ان کے ساتھ دس سے بھی کم افراد ہیں ان میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی جیسے بزرگ صحابہ بھی ہیں جس مکان کے ساتھ یہ ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اس مکان کی چھت پر چکی کا پاٹ پڑا ہے اگر اس پاٹ کو ان پر گرادیں تو ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ فتنہ جس نے ہماری نیندیں حرام کر رکھی ہیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ فیصلہ کرلیں ہم میں سے یہ پاٹ ان پر گرانے کا فریضہ کون سرانجام دے گا۔ عمرو بن حجاش یہودی نے کہا یہ کام میں سرانجام دوں گا۔

یاد رکھیں حسد، بغض، تعصب اور حرص ولالچ بندے کا دین بھی تباہ کر دیتے ہیں اور اس کا عقل بھی ماؤف کر دیتے ہیں۔ وہ صحیح سوچنے سمجھنے سے بھی عاری ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں علم بھی اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا یہ عیوب اسے جہالت وگمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیتے ہیں یہودیوں میں یہ سب عیوب اس وقت بھی تھے اور اب بھی ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تورات وانجیل میں واضح ذکر تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کامیاب وکامران ہوں گے ان کا دین مشرق ومغرب تک پھیلے گا اور تا قیامت رہے گا یہودی حسد کی بنا پر نہ مان کر ذلیل ورسوا ہوں گے، ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کی ان پر مہر لگ جائے گی۔

ان یہودیوں میں سلام بن مشکم یہودی نے انہیں بروقت صحیح مشورہ دیا جسے انہوں نے ہٹ دھرمی اور تعصب کی بنا پر قبول نہ کیا مشورہ یہ تھا۔ يَاقَوْمِ اَطِيْعُوْنِیْ فِیْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ وَخَالِفُوْنِیْ الدَّهْرَ وَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتُمْ لَيُخْبِرَنَّ بِاَنَّا قَدْ غَدَرْنَا بِهٖ وَاِنَّ هٰذَا نَقْضٌ بِالْعَهْدِ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ فَلَا تَفْعَلُوْا۔

اے میری قوم! میری یہ بات ضرور مانو پھر عمر بھر میری کوئی بات نہ ماننا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اگر تم نے یہ حرکت کی تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ تم نے ان کے ساتھ بدعہدی کی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان جو معاہدہ طے پایا ہوا ہے

اس فعل سے وہ ٹوٹ جائے گا لہٰذا ایسی حرکت مت کرو۔

سلام بن مشکم یہودی کی یہ ناصحانہ بات ان کے فسادی ذہن نے قبول نہ کی اور عمرو بن جحش کو چکی کا پاٹ اوپر گرانے کے لئے مکان کی چھت پر چڑھا دیا۔

رب کائنات رب العلمین نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں کی اس سازش سے آگاہ فرما دیا لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فوراً وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور مدینہ شریف پہنچ گئے وہاں پر موجود لوگوں نے سمجھا کہ شاید رفع حاجت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں بعد از فراغت واپس تشریف لے آئیں گے۔ صحابہ کرام جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے وہیں بیٹھے یہودیوں سے محو گفتگو رہے اور ساتھ ہی اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی کا انتظار کرتے رہے جب وقت زیادہ گذر گیا اور حضور واپس تشریف نہ لائے تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساتھیوں سے فرمایا معلوم ہوتا ہے حضور کسی اہم کام کے لئے تشریف لے گئے ہیں لہٰذا ہمارا یہاں بیٹھنا بے سود ہے۔

ادھر مدینہ منورہ سے ایک یہودی بنونضیر کے پاس آیا ان سے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے اسے راز داری سے بتایا کہ ہم نے یہ منصوبہ بنایا ہے بس ہم نے اب انہیں شہید کر دینا ہے اور شمع اسلام کو گل کر دینا ہے اس یہودی نے کہا وہ ہیں کہاں؟ انہوں نے اسے بتایا وہ یہیں کہیں ہیں ابھی واپس آنے والے ہیں اس نے انہیں بتایا کہ وہ تو یہاں سے واپس مدینہ شریف پہنچ گئے ہیں میں انہیں وہاں دیکھ کر آ رہا ہوں اس سے یہ سن کر یہودیوں کے رنگ فق ہو گئے وہ حواس باختہ ہو گئے ان کا پورا منصوبہ غارت ہو گیا۔ جب صحابہ کرام وہاں سے جانے لگے تو حیی بن اخطب لعنۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کہنے لگا ابوالقاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے جانے میں جلدی کی ہے ہم تو دل وجان سے ان کے حکم کی تعمیل میں لگے ہوئے تھے۔

انہیں کے ایک یہودی کنانہ بن صوریہ نے انہیں کہا کیا جانتے ہو کہ وہ یہاں سے اٹھ کر مدینہ شریف کیوں چلے گئے انہوں نے کہا واللہ! ہمیں کچھ پتہ نہیں کنانہ نے کہا تمہیں علم نہیں تو سنو! پھر میں تمہیں بتائے دیتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ سچے رسول ہیں ہماری سازش اور دھوکا بازی سے رب کریم نے انہیں مطلع فرما دیا یاد رکھو! یہی آخر الزماں نبی ہیں ہمیں حسد کی بیماری لاحق ہو گئی ہے ہم صرف حسد کی وجہ سے ان پر ایمان نہیں لا رہے کہ نبوت بنی

اسرائیل سے بنی اسمٰعیل میں کیوں چلی گئی ہے حالانکہ یہ رب تعالیٰ کی مرضی ہے وہ جو چاہے کرے رب کریم کے آخری پیغمبر کی نشانیاں جوتورات میں مذکور ہیں وہ سب ان میں موجود ہیں۔

اے یہودیو! اگر تم غداری سے باز نہ آئے تو مجھے صاف نظر آرہا ہے کہ تمہیں اس شہر سے جلاوطن کردیا جائے گا تم اونٹوں پرسوار ہوگے بچے تمہارے چیخ رہے ہوں گے تم اپنے شاندار قلعہ نما محل چھوڑنے پر مجبور ہوجاؤ گے تمہارے اموال تمہارے باغات سب تم سے چھن جائیں گے کنانہ بن صویرا نے ان کی شرارت کے انجام کی تصویر کشی کے بعد انہیں کہا۔

کنانہ کی قیمتی نصیحت اوران کی بدنصیبی:

کنانہ بن صویرا یہودی نے انہیں کہا اے میری قوم! اب ہماری سلامتی دوباتوں میں سے ایک بات پر عمل کرنے میں ہے ورنہ تباہی وبربادی وذلت ورسوائی سے ہمیں کوئی چیز نہیں بچا سکے گی وہ ہمارا مقدر بن جائے گی یہودیوں نے کہا وہ دوباتیں کون سی ہیں جن میں ہماری سلامتی ہے۔ کنانہ نے کہا پہلی بات جوسب سے افضل واعلیٰ ہے اور ہمارے لئے باعث عزت بھی ہوگی وہ یہ ہے کہ ہم ناروا ضد چھوڑ کر ان پر ایمان لے آئیں ہم سب جانتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں ان پر ایمان لانے سے ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہوں گے یہ کہ اس سے ہماری جانیں ہماری اولادیں محفوظ ہوجائیں گے ہمارے گھربار مال ودولت زمینیں باغات سب کے مالک بھی ہم ہی رہیں گے ہم سے یہ چھینی نہیں جائیں گی اورسب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارا شمار ان کے اکابر صحابہ میں ہوجائے گا اور ہم جلاوطنی سے بچ جائیں گے یہودیوں نے اسے کوراجواب دے دیا کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہم تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کوکسی قیمت پر نہیں چھوڑیں گے۔

کنانہ نے کہا اچھا پھر دوسری بات سن لو میری تجویز ہے کہ اگر وہ تمہیں شہر سے نکل جانے کا حکم دیں تو فوراً اسے قبول کرلینا کسی حیل وحجت سے کام نہ لینا اس صورت میں بھی ہماری جانیں ہماری اولادیں اور ہمارے اموال سب محفوظ رہ جائیں گے سب یہودیوں نے کہا یہ تجویز ہمیں منظور ہے سلام بن مشکم یہودی نے بھی کہا اے حی بن اخطب! میرے خیال مطابق ہماری اس سازش و بدعہدی کی سزا میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہمیں یہاں سے نکل جانے کا حکم آئے گا اگر ان کا حکم ایسا آجائے تو فوراً تعمیل کرنا اب ہمارے پاس اس میں ذرا بھر بھی غلطی کی گنجائش نہیں حی بن اخطب نے وعدہ کیا ایسا ہی ہوگا۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف پہنچ کر محمد بن مسلمہ کو یاد فرمایا

محمد بن مسلمہ قبیلہ اوس کے فرد تھے دور جاہلیت میں قبیلہ اوس کے یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر سے دوستانہ مراسم تھے مگر اسلام کے بعد وہ صورت حال نہ رہی محمد بن مسلمہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا یہودی قبیلہ بنونضیر کے پاس جاؤ اور انہیں میری طرف سے حکم سناؤ کہ میرے شہر مدینہ منورہ سے نکل جاؤ۔

وہ صحابہ کرام جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنونضیر کے پاس گئے تھے وہ بھی واپس بارگاہ اقدس میں پہنچ گئے ان میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ وہاں سے واپس تشریف لائے ہمیں علم ہی نہ ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں نے مجھے قتل کرنے کی سازش کی تھی میرے رب نے مجھے ان کی سازش سے مطلع فرمادیا لہٰذا میں اٹھ کر آ گیا۔

حضرت ابن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سورۃ المائدہ کی یہ آیت اسی موقعہ پر نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْآ اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (پ6ع6 سورہ المائدہ)

اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ایمان والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔ (پ6ع6)

(تفسیر کبیر حصہ نمبر 11 ص182، خازن جلد نمبر2 ص 360، روح المعانی جلد نمبر4 ص 84، تفسیر نعیمی پارہ نمبر6 ص264، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر4 ص318، سیرت حلبیہ جلد نمبر2 ص357، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر3 ص278، دلائل النبوت ابونعیم ص291، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص208، ضیاء النبی جلد نمبر3 ص597)

سلام بن مشکم یہودی نے کہا اے حی بن اخطب اللہ کی قسم ہم سب جانتے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں مگر حسد سے مان نہیں رہے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اوس قبیلہ کے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا پیغام دے کر بھیجا کہ بنونضیر یہاں مدینہ شریف سے نکل جائیں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب الحکم بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے انہیں فرمایا کہ میں تمہارے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں مگر میں چاہتا ہوں کہ اس پیغام سے قبل تمہیں ایک ایسی بات یاد کراؤں جسے تم سب جانتے ہو انہوں نے کہا وہ ایسی کون سی بات ہے جو ہمیں علم ہونے کے باوجود آپ ہمیں یاد دلانا چاہتے ہیں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو تورات نازل فرمائی میں تمہیں اس کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک دن میں تمہارے پاس آیا تھا اس وقت تمہارے سامنے تورات رکھی ہوئی تھی تم نے مجھے کہا تھا کہ اگر آپ ہمارا مذہب یہودیت اختیار کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہودی بنا کر اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہیں اور اگر آپ کھانا کھانا چاہتے ہیں تو وہ پیش کر دیتے ہیں میں نے یہودیت سے انکار کر دیا تھا کھانا قبول کر لیا تھا تم نے ایک تھال میں مجھے کھانا پیش کیا تھا اور مجھے یہ کہا تھا کہ تم دین یہودیت قبول کرنے سے کیوں انکاری ہو کیا تم دین ابراھیمی کے متلاشی ہو؟ اگر تم دین ابراھیمی کے متلاشی ہو تو یاد رکھو ابو عامر راھب بھی دین ابراھیمی کا پیروکار نہیں دین ابراھیمی والے نبی جلد ہی تشریف لانے والے ہیں ان کی یہ نشانیاں ہوں گی وہ مسکرانے والے ہوں گے دشمنان حق کو قتل کریں گے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی وہ یمن کی طرف سے آئیں گے (واضح ہو مدینہ منورہ سے بجانب جنوب مکہ مکرمہ اور یمن ایک ہی سمت میں ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ یمن کی طرف سے آئیں گے مطلب اس سمت سے آنا ہے نہ کہ یمن سے) وہ اونٹ پر سوار ہوں گے سر پر عمامہ باندھا کریں گے روٹی کے روکھے سوکھے ٹکڑوں پر بھی اکتفا کر لیا کریں گے تلوار ان کی گردن میں حمائل ہوگی وہ بڑی دانائی کی باتیں کریں گے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سب کچھ سن کر یہودیوں نے کہا آپ سچے ہیں بالکل ہم نے آپ کو یہ سب کچھ کہا تھا نشانیاں بھی یہی بتائیں تھیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نشانیاں اس آخری نبی کی نہیں ہیں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا پیغام سے پہلے میں نے تم سے جو بات کرنی تھی وہ یہی ہے جو میں نے تمہیں سنا دی اب میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سن لو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمیں بتا دوں کہ تم نے جو حضور کے ساتھ معاہدہ کیا تھا وہ دھوکہ دہی اور سازش کر کے تم نے خود ہی توڑ دیا ہے ان کا ارشاد ہے کہ جب میں ان کے ہاں بیٹھا تھا تو عمرو بن حجاش مجھ پر چکی کا پاٹ گرانے کے لئے اس مکان کی چھت پر چڑھ گیا تھا جس کی دیوار کے ساتھ میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا میرے رب نے مجھے آگاہ فرما دیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ سنتے ہی

یہودیوں پر سناٹا طاری ہوگیا ان کی زبان سے کوئی لفظ بھی نہ نکل سکا۔ جیسے ان کے منہ میں زبان نہیں محمد بن مسلمہ نے انہیں کہا اب ان کا حکم سن لو ان کا حکم یہ ہے کہ میرے شہر سے نکل جاؤ دس دن کی تمہیں مہلت ہے اگر اس کے بعد تم میں سے کوئی آدمی یہاں نظر آ گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

یہودیوں نے کہا تعجب وحیرت ہے کہ ایسا سخت پیغام ہم اپنے حلیف قبیلے اوس کے ایک فرد کی زبان سے سن رہے ہیں (دور جاہلیت میں اوس قبیلہ ان کا پرانا حلیف تھا) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا اب ہمارے دلوں کی کیفیت وہ دور جاہلیت والی نہیں اب ان میں تبدیلی آ چکی ہے پہلے تمہاری محبت ہمارے دلوں میں تھی مگر اب ہمارے دلوں کا مرکز محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی شرارت:

فرمان کی تعمیل کے لئے بنونضیر وہاں سے جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے اپنا ساز وسامان ساتھ لے جانے کے لئے سواریوں کے بندوبست میں لگے ہوئے تھے ان کی اپنی سواریاں جو مدینہ شریف سے تقریباً 10 کلومیٹر دور ذوجدر نامی چراگاہ میں چرا کرتی تھیں منگوالیں تھیں اور قبیلہ اشجع سے اونٹ کرائے پر لینے کا بندوبست بھی کرلیا تھا کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا پیغام آ گیا اس نے سوید اور داعس کے ذریعے پیغام بھیجا جو یہ تھا۔

اے بنونضیر! یہاں سے کوچ کرنے کا خیال دل سے نکال دو آپ اپنے قلعوں میں مورچہ بند ہو جاؤ میری قوم کے دو ہزار نوجوان شمشیرزن میرے ساتھ ہیں یہ بھی تمہارے ساتھی ہوں گے مورچوں میں ہم تمہارے ساتھ ہوں گے جب تک ہمارا ایک فرد بھی زندہ رہا تمہاری ہوا کے نزدیک بھی کوئی نہیں آ سکے گا قبیلہ بنی غطفان کے ساتھ بھی میں نے بات کرلی ہے وہ بھی پورا پورا تمہارا ساتھ دیں گے۔

رئیس المنافقین نے بنوقریضہ کے یہودیوں کی طرف بھی شرارت بھرا پیغام بھیجا کہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کی پرواہ نہ کرو اپنے ہم مذہب بنونضیر کی امداد کو پہنچو بنوقریضہ کے سردار کعب بن اسد قرظی نے جواب دیا جب تک میں زندہ ہوں میرے قبیلہ کا ایک شخص بھی عہد شکنی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

سلام بن مشکم کا سمجھانا مگر ان کی بد نصیبی:

سلام بن مشکم نے جب عبداللہ بن ابی کا پیغام سنا تو اس نے حی بن اخطب کو کہا اے حی! اس منافق کے جھوٹے

وعدوں کا اعتبار نہ کرنا اس نے اس سے پہلے ہمارے ہم مذہب بنوقینقاع کے ساتھ بھی ایسے ہی وعدہ کیا تھا مگر کیا ہوا کیا اس نے ان کے ساتھ وعدہ وفائی کی وہ قبیلہ تو اس کا حلیف بھی تھا جو اپنے حلیف قبیلہ سے وعدہ وفائی نہیں کر سکا وہ ہمارے ساتھ کب کرے گا اے حیی اس منافق کے دھوکے میں مت آنا کہیں یہ تجھے گمراہ نہ کردے۔

اے حیی! فَوَاللّٰہِ اِنَّکَ لَتَعْلَمُ وَنَعْلَمُ مَعَکَ اِنَّہٗ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ صِفَتَہٗ عِنْدَ نَاوَاَنَّا لَمْ نَتْبَعْہُ وَحَسَدْنَا فَتَعَالِ فَلْنَقْبِلْ مَااَعْطَانَا مِنَ الْاَمْنِ وَنَخْرُجُ مِنْ بِلَادِہٖ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! بغیر کسی شک کے تو اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں ہماری کتابوں میں ان کی صفات موجود ہیں صرف حسد کی وجہ سے ہم ان کی اتباع نہیں کر رہے ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی امن وسلامتی کی پیشکش کو قبول کرلیں اوران کے شہر سے نکل جائیں۔

اے حیی! اگر انہوں نے ہمارے قلعوں کا محاصرہ کرلیا تو پھر ان شراط پر صلح ممکن نہیں رہے گی حیی بن اخطب نے کہا اے سلام بن مشکم تو کس غلط فہمی میں مبتلا ہے ان کی کیا مجال ہے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں عبداللہ بن ابی اپنے دو ہزار نوجوان جنگجو بہادروں کے ساتھ ضرور ہماری مدد کو پہنچے گا اور اس کے دوسرے حلیف بھی ہماری مدد کو ضرور آئیں گے تو بے فکر ہو جا وہ ہمارے مقابلے کی جرأت کبھی بھی نہیں کرسکیں گے۔ سلام بن مشکم نے کہا دیکھ لینا وہ تمہیں مسلمانوں کے مقابلے میں لاکر خود راہ فرار اختیار کر جائے گا اس کے وعدے لغو اور بے کار ہیں وہ صرف ہمیں ہلاک کرنا چاہتا ہے ہم اس کے دیرینہ حریف ہیں وہ ہماری مدد کو کبھی نہیں آئے گا۔ حیی بد بخت نے کہا میرا دل تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے صلح پر بالکل آمادہ نہیں جہاں تک ہوسکا میں اس سے جنگ بھی کروں گا اور عمر بھر اس سے عداوت بھی رکھوں گا واضح ہو یہ بد بخت غزوہ خیبر جو ۶ھ میں واقع ہوا میں فی النار ہوا۔

سلام بن مشکم نے حیی کی یہ بات سن کر کہا اے حیی! اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم تیرے اس رویہ سے ہمیں یہاں سے جلاوطن بھی ضرور ہونا پڑے گا اور تیرے اس رویہ سے ہماری عزت اور ہمارے اموال پر بھی ضرور بربادی آئے گی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمارے نوجوان کو قتل ہی کر دیا جائے اور ہماری اولادوں کو غلام بنالیا جائے۔

ایک نادان وسادہ طبع لڑکے کا حیی کو منحوس کہنا:

سلام بن مشکم کی پرزور کوشش مدلل گفتگو کا حیی پر ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا تو بنی نضیر کے ایک سردار ابن ابی الحقیق کے بیٹے

ساموک نے جسے لوگ نادان اور بھولا بھالا سمجھتے تھے نے حی بن اخطب کو کہا تو بڑا منحوس ہے تو اپنی قوم بنی نضیر کا ستیاناس کر کے ہی رہے گا اس کی بات سن کر حی بھڑک اٹھا غصہ سے دانت پیسنے لگ گیا اور کہنے لگا دیکھو! اب ہر شخص مجھ پر اعتراض کرنے لگ گیا ہے دیکھو ایک پاگل لڑکا بھی منحوس کہہ رہا ہے اس لڑکے کے بھائیوں نے لڑکے کو تھپڑ مار دیا اور حی کو اپنی مکمل امداد کا یقین دلایا۔

حی مسلمانوں سے جنگ کرنے پر تیار ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی جدی بن اخطب کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام دے کر بھیجا کہ ہم نے اس شہر سے بالکل جلاوطن نہیں ہونا آپ سے ہمارے خلاف جو ہو سکتا ہے وہ کرلیں ہم آپ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے گھر اموال چھوڑ کر یہاں سے ہرگز نہیں جائیں گے ساتھ ہی بھائی جدی بن اخطب کو کہا کہ اس پیغام کے بعد عبداللہ بن ابی کے پاس جانا اور اسے کہنا کہ ہم نے تیرے کہنے پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کو جنگ کا چیلنج دے دیا ہے اب تم اپنے وعدے کے مطابق ہماری امداد کیلئے اپنے دو ہزار جنگجو نوجوانوں اور حلیفوں سمیت ہمارے پاس فوراً پہنچو۔

جدی بن اخطب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچا حضور اپنے صحابہ کے ہمراہ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما تھے اس نے آپ اپنے بھائی حی کا چیلنج بھرا پیغام دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پیغام سن کر بلند آواز سے نعرہ تکبیر کہا جواباً صحابہ کرام نے بھی بلند آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کیا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب ان یہودیوں سے جنگ ہوگی۔

اس پیغام کے بعد حی کا بھائی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچا وہ اپنے چند حواریوں کے ہمراہ اپنے گھر میں ہی موجود تھا جدی نے اسے اپنے بھائی حی کا پیغام دیا وہ ٹس سے مس بھی نہ ہوا اسی اثنا میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان ہونے لگا کہ اے مسلمانو! آؤ! بنی نضیر یہودیوں کے قلعوں کا محاصرہ کرلو حی کا بھائی جدی ابھی منافق عبداللہ بن ابی کے پاس بیٹھا ہی تھا اس نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جونہی یہ اعلان سنائی دیا عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا جس کا نام بھی عبداللہ تھا اور مخلص مومن تھا فوراً ہتھیار بند ہو کر لبیک یارسول اللہ کے نعرے لگاتا ہوا اپنے باپ کے پاس سے ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے گھر سے نکل گیا جدی نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ مایوسی کی صورت میں فوراً جلدی سے اپنے بھائی حی کے

پاس پہنچا اس نے جب اپنے بھائی کا رنگ فق دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے خیر تو ہے؟ جدی نے بھائی سے کہا خیر کی کوئی بات نہیں شر ہی شر ہے ہمارے لئے زمین تنگ ہوتی نظر آ رہی ہے میں نے جب تیرا پیغام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تو انہوں نے اور ان کے صحابہ نے بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا اور اعلان جنگ کر دیا پھر میں عبداللہ بن ابی کے پاس گیا اسے تیرا پیغام دیا اس نے انتہائی سرد مہری سے کہا میں اپنے حلیفوں کی طرف پیغام بھیج دیتا ہوں وہ تمہاری امداد کریں گے خود ان کے اپنے دو ہزار عنقا ہیں بلکہ اس کا تو اپنا بیٹا ہتھیار بند ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو چکا ہے لہٰذا مجھے تو اس میں خیر کی کوئی بات نظر نہیں آتی جیسا بدعہد و بدفطرت یہ ہے ایسے ہی اس کے حلیف بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔

لشکر اسلام کی بنی نضیر کی طرف پیش قدمی:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مکتوم کو مسجد نبوی شریف میں امامت کے لئے مقرر فرمایا اور خود اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ یہودی قبیلہ بنو نضیر کی طرف روانگی فرمائی اور عصر کی نماز بنو نضیر کے کھلے میدان میں ادا فرمائی ایک جھنڈا تیار کر کے حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو عطا فرمایا جب یہودیوں نے سپاہ اسلام کو دیکھا تو اپنے قلعوں کے دروازے بند کر لئے اور دیوار کے اوپر سے تیر اور پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ عشاء کے وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا سب مسلمانوں نے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر نماز عشاء ادا فرمائی اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دس صحابہ کرام کے ہمراہ گھوڑے پر سوار اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے لشکر کی قیادت سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو عطا فرمائی مسلمانوں نے رات بھر یہودیوں کا محاصرہ جاری رکھا گاہے بگاہے نعرۂ تکبیر بھی بلند آواز سے لگاتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی فجر کی اذان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ فجر کی نماز بنی خطمہ کے کھلے میدان میں ادا فرمائی بعد ازاں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ مبارک وہیں بنی خطمہ کے علاقہ میں نصب فرمایا حضور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف لے گئے۔

اگرچہ خیمہ مبارک ان سے کافی دور تھا مگر ان میں عزوک نامی یہودی تیر اندازی میں بڑا ماہر تھا اور بڑا جوان مرد تھا وہ ماہر نشانہ باز تھا اس نے خیمہ مبارک پر بھی تیر برسانا شروع کر دیئے ان میں سے ایک تیر خیمہ مبارک کو لگا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا خیمہ اس جگہ سے دور وہاں نصب کیا جائے جہاں ان کے تیر نہ پہنچ سکیں سیدنا

حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ اس کی گھات میں تھے ناگاہ سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں برہنہ تلوار لیے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ باہر نکلا دراصل پہلے وہ ایک کمین گاہ میں گھات لگائے بیٹھا تھا کہ موقع ملتے ہی اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا مگر جونہی وہ ساتھیوں سمیت باہر نکلا سیدنا حیدر کرار نے اس پر اچانک حملہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے باقی ساتھی فرار ہو گئے مگر دوسرے مسلمانوں نے انہیں بھی جالیا اور انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا سیدنا حیدر کرار کرم اللہ وجھہ نے اس پلید کا سر کاٹ کر اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا اس کے باقی ساتھیوں کے سر بھی کاٹ کر لائے گئے ان سب مردوں کے سر بنی حطمہ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیئے گئے۔

سلام بن مشکم اور کنانہ بن صویرا کا حی بن اخطب پر طنز:

بنونضیر کے محاصرے کو سارا دن گذر گیا مگر ان کی امداد کو کوئی بھی نہ آیا نہ عبداللہ بن ابی اپنے دو ہزار جنگجو لے کے آیا اور نہ ہی اس کا کوئی حلیف آیا تو سلام بن مشکم اور کنانہ بن صویرہ نے حیی بن اخطب سے کہا حیی بن اخطب! کہاں ہے عبداللہ بن ابی کا لشکر اور کہاں گئے اس کے حلیف حیی نے بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں کف افسوس ملتے ہوئے کہا جب مقدر میں بربادی لکھی ہوئی ہو تو کیا کیا جا سکتا ہے اب اس سے فرار ممکن نہیں ہماری تقدیر میں یہی کچھ تھا۔

بنونضیر کے یہودیوں کی اکڑفوں جاتی رہی ان کی عورتیں بھی غم سے نڈھال:

محاصرے کو پندرہ دن گذر گئے بنونضیر کی امداد کو کہیں سے بھی کوئی نہ آیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابولیلیٰ مازنی اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم فرمایا کہ ان کے نخلستان کو کاٹ دیا جائے ایک روایت میں آگ لگانے کا بھی ذکر ہے ابولیلیٰ تو ان کے نخلستان سے عجوہ کھجور کے درخت کاٹنے لگے کہ عجوہ کھجور کے درخت زیادہ قیمتی ہیں ان کے کاٹنے سے یہودیوں کو زیادہ صدمہ پہنچے گا مگر عبداللہ بن سلام عام قسم کے درختوں کو کاٹتے تھے وہ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مکمل یقین ہے کہ وہ مہربان مالک یہ سب نخلستان مال غنیمت کے طور پر ہمیں عنائت فرمائے گا ہم عمدہ قسم کی عجوہ کھجوروں کے درختوں کو کیوں ضائع کریں۔ نخلستان کے درختوں کو کٹتا دیکھ کر یہودی عورتوں نے واویلا شروع کر دیا اپنے رخساروں پر تھپڑ مارنے لگ گئیں غم سے نڈھال ہونے لگیں۔

بنونضیر مدینہ شریف چھوڑنے اور جلاوطن ہونے پر تیار مگر:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے نخلستان کے درختوں کو کٹوانے کی تجویز کارگر ثابت ہوئی ابھی صرف دس درخت ہی کاٹے گئے تھے کہ حیی بن اخطب کی اکڑی ہوئی گردن کو خم آ گیا اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیغام بھیجا کہ آپ نخلستان نہ کٹوائیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کے شہر سے جلاوطن ہونے کو تیار ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب یہاں سے جانے کے لئے تمہیں پہلے جیسی آزادی حاصل نہیں اب یہاں سے جاؤ گے تو اس صورت میں یہاں سے جاؤ گے کہ کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لے جاؤ گے اور سامان بھی صرف اتنی مقدار میں تمہیں لے جانے کی اجازت ہوگی جتنا سامان تمہاری سواریوں پر جاسکتا ہوگا۔

سلاّم بن مشکم نے حیّ بن اخطب کو کہا اب بھی وقت ہے اس فرمان کو فوراً قبول کرلے ورنہ کہیں اس سے بھی بدتر صورت میں یہاں سے ہمیں نکلنا نہ پڑجائے حیّ نے کہا اس سے بدتر اور کیا ہوسکتا ہے سلاّم نے کہا حیّ عقل سے کام لے اس سے بھی بدتر ہوسکتا ہے کہ وہ تمہاری اولاد کو قید کرنے اور تمہارے جوانوں کو قتل کرنے کا حکم جاری فرمادیں پھر ہم کیا کرسکیں گے ایسا حکم ہمارے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوگا اب مال ومتاع کے بدلے میں ہماری جانیں اولادیں بچ رہی ہیں یہ بھی فائدہ مند ہے بدبخت عقل سے عاری حیّ نے سلاّم کی اس بات سے بھی اتفاق نہ کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔

جن کی قسمت کا ستارہ چمک رہا تھا:

یامین بن عمیر اور ابوسعد بن وھب نے جب یہ سارا منظر دیکھا تو آپس میں ایک دوسرے کو کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم جب ہم جانتے ہیں کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں تو پھر ان پر ایمان لانے میں ہمیں کس چیز کا انتظار ہے ہم بلاوجہ ضد پر ہیں اگر آج بھی ہم اسلام قبول کرلیں تو ہماری جانیں مال سب کچھ محفوظ ہوسکتے ہیں ہمیں کسی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ان دونوں نے آپس میں طے کرلیا کہ ہم ان پر ضرور ایمان لے آئیں گے چنانچہ دونوں قلعہ سے نیچے اترے سیدھے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان سے مشرف ہوگئے انہوں نے اپنی دنیا وآخرت دونوں کو نفع بخش بنالیا مال وجان بھی محفوظ جنت بھی انعام۔

حیرت ہے ان کی بدبختی پر کہ زبان سے اقرار بھی کررہے ہیں کہ یہ سچے پیغمبر ہیں اور صرف حسد کی وجہ سے انکار

کررہے ہیں اور مشرف باسلام نہیں ہورہے حقیقت یہ ہے کہ جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہو بندے کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے نہ ہی یہ راہ ہدایت اختیار کرسکتا ہے۔

آخرانجام:

محاصرہ ایک روایت کے مطابق پندرہ دن رہا ایک روایت کے مطابق بیس دن ایک روایت کے مطابق تیئس دن اور ایک روایت کے مطابق پچیس دِن جاری رہا آخر کار یہودیوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے شکست تسلیم کر لی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شرائط کے تحت ہی مدینہ منورہ کو چھوڑنا منظور کرلیا مدینہ منورہ چھوڑنے سے پہلے انہوں نے ایک واویلا شروع کردیا کہ یہاں کے بہت سے لوگ ہمارے مقروض ہیں جس کی ادائیگی کی مدت ابھی دور ہے اگر ہم یہاں سے چلے گئے تو ہمارے اس قرضے کے ڈوبنے کا خطرہ ہے مقصد یہ تھا کہ اس بہانے یہاں رہنے کے لئے کچھ اور وقت حاصل ہوجائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سود معاف کردو اور اصل رقم جلداز جلد وصول کرلو اور یہاں سے نکل جاؤ یہودی وہاں سے نکل کر کچھ خیبر میں کچھ شام میں اور کچھ کہیں اور جگہ چلے گئے۔

شاندار محلات کھنڈرات میں تبدیل:

جب یہودیوں پر مکمل مایوسی چھا گئی اور انہیں یقین ہوگیا کہ اب یہاں سے ہرصورت جلاوطن ہی ہونا ہے تو انہوں نے اپنے قیمتی اور خوبصورت شاندار محلات کو پیوندز مین کرنا شروع کر دیا کہ ہمارے بعد ان میں مسلمان آباد نہ ہوسکیں اور ان کے جو مکانات مسلمانوں کے قریب تھے انہیں مسلمانوں نے گرانا شروع کر دیا تا کہ یہودیوں کو دکھ پہنچے اور وہ جلداز جلد یہاں سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں اس طرح ان کے سب مکانات ومحلات کھنڈرات کی شکل اختیار کر گئے۔

یہودیوں کی جلاوطنی کا انوکھا انداز:

یہودی جو شکست اور جلاوطنی کے صدمہ سے دوچار تھے جن کی عورتیں چند درختوں کے کٹ جانے پر آہ وبکا کررہی تھیں صدمے سے اپنے رخساروں پر تھپڑ ماررہی تھیں فرطِ غم سے نڈھال تھیں وہ اب پورے باغات چھوڑ کر جانے محلات سے بے دخل ہونے پر نہ جانے کس قدر دِل میں صدمہ لئے ہوئے تھے مگر ظاہر طور پر مسلمانوں کو یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہمارے دلوں میں اس کا ذرہ برابر بھی غم نہیں ہے انہوں نے عجیب انداز اپنایا ان کی عورتوں نے مخمل ودیباج وزربفت ریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے تھے سبز اور سرخ ریشمی چادریں اوڑھی ہوئی تھیں سونے چاندی وجواہرات کے زیورات پہن رکھے

تھے جیسے جلاوطنی نہیں بلکہ کسی شادی کی تقریب میں جارہی ہوں یا عید منانے جارہی ہوں یہ سب تصنع و بناوٹ ظاہری طور پر دکھلاوے کے لئے تھا ابورافع یہودی نے بلند آواز سے مسلمانوں کو کہا یہ بیش بہا قیمتی ملبوسات، زیورات و جواہرات ہم نے زندگی کے ایسے ہی نشیب وفراز کے مقابلہ کے لئے رکھے ہوئے تھے ہمیں یہاں سے جانے کا ذرا بھی غم نہیں نہ ہی ہمیں نخلستان چھوڑ کر جانے کا غم ہے کیونکہ خیبر میں ان سے بھی بڑے بڑے نخلستان ہماری راہ تک رہے ہیں۔

یہ لوگ جب مدینہ منورہ کے بازاروں سے گذر رہے تھے تو لوگ دورویہ کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ عہد شکنی، وعدہ خلافی اسلام و مسلمانوں کے خلاف سازش و مکروفریب کے جالے بننے والوں کا انجام کیا ہورہا ہے جنہوں نے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا چراغ اپنی طرف سے گل کرنے کی کوشش کی اس کی پاداش میں ان کی بے دخلی ہورہی ہے میں یہاں ضیاء النبی سے حرف بحرف اقتباس پیش کرتا ہوں پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے اس انداز کا بہترین نقشہ پیش فرمایا ہے۔اقتباس ملاحظہ ہو۔

سرکار مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے شہر کے کوچہ و بازار سے عہد شکنوں، وعدہ خلافی کرنے والوں، اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والوں رحمت عالم کی حیات طیبہ کے خلاف مکروفریب کے جال بننے والوں کا قافلہ عجیب شان سے گذر رہا تھا۔شہنایاں بجائی جارہی تھیں آلات موسیقی پر نغمے الاپے جارہے تھے ان کی لونڈیاں اشتعال انگیز اشعار گارہی تھیں اور رقص کررہی تھیں یہ ساری باتیں ان کی شجاعت یا عالی ظرفی کی علامتیں نہ تھیں بلکہ ان کی کم ظرفی اور شہدے پن کی نشانیاں تھیں۔ اسلام کو زک پہنچانے کے لئے ان کے سارے منصوبے ایک ایک کر کے ناکام ہو چکے تھے وہ شکست خوردہ تھے۔ان کے قلع ان کی حویلیاں ان کے شاندار مکانات ان کے زرعی رقبے ان کے انگوروں اور اناروں کے باغات ان کے نخلستان ان سے چھین لئے گئے تھے۔ وہ اتنے بزدل تھے کہ ایک دن بھی میدان میں نکل کر مسلمانوں کو دعوت مبارزت نہ دے سکے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آج وہ رنجیدہ و سوگوار ہو کر اپنی نادانیوں اور غلط اندیشوں پر اشک ندامت بہاتے ہوئے وہاں سے نکلتے لیکن انہوں نے ایسا سماں پیدا کیا گویا وہ فاتح و کامران ہو کر یہاں سے جارہے ہیں مسلمانوں نے ان کی اشتعال انگیزیوں سے ذرا اثر قبول نہ کیا وہ طوفان بدتمیزی مچاتے گئے لیکن کسی نے انگلی اٹھا کر ان کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حسن تربیت کا فیضان تھا جس نے مسلمانوں کو ان سفلی جذبات سے ارفع و اعلیٰ کردیا تھا۔

ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔ اگر کسی اور قوم سے ان لوگوں کا پالا پڑا ہوتا تو زیب وزینت کے سارے سامان ان سے چھین لئے گئے ہوتے شاید انہیں اور ان کی عورتوں کو تن ڈھانپنے کے لئے چھیتھڑا بھی نصیب نہ ہوتا لیکن ان کا معاملہ غلامان حبیب کبریا سے تھا جو سیر چشمی اور استغنا میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے انہوں نے یہودی عورتوں کی اس ساری سج دھج کو دیکھا دولت وثروت کی اس ساری نمائش کو دیکھا لیکن ان کی نیتوں میں ذرا بھر بھی فتور نہ آیا وہ خودمست اور خود آگاہ درویش اس انقلاب میں قدرت وحکمت الٰہی کے گونا گوں جلوے دیکھنے میں منہمک رہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص 319، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 357، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص 278 دلائل النبوت ابونعیم ص 291، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 208، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 199)

قبرانور کی جگہ کعبہ معظمہ اور عرش اعظم سے افضل ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور کی جگہ تمام جگہوں سے افضل ہے اور قبرانور کا جو حصہ محبوب پیغمبر حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے ملحق ہے وہ تو کعبہ معظمہ سے افضل ہے عرش اعظم سے افضل ہے کرسی سے افضل ہے الغرض آسمانوں اور زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 64، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 518، سبل الھدیٰ جلد نمبر 12 ص 353، فضائل حج تصنیف مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث علمائے دیوبند ص 130)

وہ خصائص حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو صرف آپ ہی کو عطا ہوئے آپ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص حدوحساب سے باہر ہیں کوئی بھی ان کو احاطہ تحریر وتقریر میں نہیں لاسکتا جس کسی کے حصہ علم میں جو آیا اس نے وہ بیان کردیا مثلاً حضرت ابوسعید نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ ان فضائل کی تعداد جنہیں صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص کیا گیا ہے وہ ستر ہیں دیگر انبیاء کرام علیھم السلام کو وہ عطا نہیں فرمائے گئے لیکن علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس تعداد پر توقف نہیں کرتا میں احادیث مبارکہ اور آثار مبارکہ میں جستجو کی ہے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو مذکورہ بالا تعداد کے علاوہ تین گنا زیادہ پایا ہے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کی چار اقسام ہیں جو یہ ہیں۔

(1) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کی ایک قسم وہ ہے جو دنیا میں آپ کے ساتھ خاص ہے۔

(2) دوسری قسم خصائص کی وہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آخرت میں مخصوص ہے۔

(3) تیسری قسم خصائص کی وہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص ہے۔

(4) چوتھی قسم خصائص کی وہ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص ہے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان خصائص کو تفصیل کے ساتھ مختلف ابواب میں بیان کرتا ہوں لیکن میں کتاب وسنت سے ان کے دلائل کو بیان نہیں کروں گا کیونکہ ان میں سے بہت سے دلائل پہلے ذکر ہو چکے ہیں اور اختصار کو بھی مدنظر رکھوں گا البتہ قرآن وحدیث میں سے جس کو میں ضروری سمجھوں گا اسے ضرور لکھوں گا۔

(1) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تخلیق اور نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور مرسلین سے مقدم ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

(2) آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء ورسل سے وعدہ لیا۔

(3) روز میثاق جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے فرمایا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُم کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے پہلے بلیٰ کہنے والے ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔

(4) سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام مخلوق کو آپ کے لئے ہی پیدا فرمایا گیا یعنی باعث تخلیق کائنات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

(5) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک تمام آسمانوں پر، عرش پر، جنتوں پر اور تمام ملکوت پر لکھا ہوا ہے۔

(6) تمام فرشتے ہر لمحہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ملکوت اعلیٰ میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کیا جاتا ہے۔

(7) سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اذان میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(8) اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سمیت سب انبیاء ورسل سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر

ایمان لانے اور مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

(9) تمام سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دی گئی ہے اور ان میں آپ کے اوصاف بیان فرمائے گئے۔

(10) تمام سابقہ آسمانی کتابوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام آپ کے خلفاء اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی تعریف کی گئی ہے۔

(11) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت شیطان کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔

(12) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے مقابل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت لگائی گئی تا کہ شیطان داخل نہ ہو سکے۔

(13) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے مبارک سے مشتق ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ستر نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء مبارکہ کی طرح ہیں۔

(14) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سفر میں دھوپ کی گرمی سے بچاؤ کے لئے فرشتے سایہ کرتے تھے۔

(15) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عقل کے لحاظ سے تمام انسانوں سے کامل ترین ہیں۔

(16) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حسن کامل عطا کیا گیا جب کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا کچھ حصہ عطا کیا گیا۔ وحی کی ابتدا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا تھا۔

(17) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا تھا۔

(18) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد کہانت ختم ہوگئی۔ شہاب ثاقب برسا کر اور جنات کو پوشیدہ گفتگو سننے سے روک کر آسمان کو محفوظ کر دیا گیا۔

(19) بروایت آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا حتی کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

(20) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔

(21) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شرف معراج سے نوازا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سات آسمانوں سے گذر کر قاب قوسین کے مقام پر فائز ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں

تک کسی نبی مرسل یا مقرب فرشتے کی رسائی نہ ہوسکی۔

(22) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام انبیاء کرام علیھم السلام مقتدی بنے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی امامت کرائی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام ملائکہ کے بھی امام بنے۔

(23) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا ان کے حالات سے آگاہی حاصل فرمائی۔

(24) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رب کریم کی عظیم الشان آیات کو دیکھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس قدر حفاظت فرمائی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک نہ درماندہ ہوئی اور نہ ہی حد ادب سے متجاوز ہوئی۔

(25) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دو دفعہ بیداری کی حالت میں دیدار کیا۔

(26) غزوات میں فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے رہے۔

(27) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل کتاب قرآن مجید سراپا معجزہ ہے جو ہر زمانہ میں تحریف وتغیر سے بالکل محفوظ ہے کہ اس کی حفاظت اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْن کے تحت ہے وہ ہر چیز کی جامع ہے وہ دیگر کتابوں سے مستغنیٰ ہے یہ کتاب ان تمام امور پر مشتمل ہے جن پر دیگر انبیاء کرام علیھم السلام کی کتابیں مشتمل تھیں بلکہ اس میں ان کی علاوہ بھی اور بہت کچھ ہے۔ یہ حفظ کرنے میں آسان ہے یہ کتاب آپ پر آہستہ آہستہ نازل ہوئی یہ سات حروف اور سات ابواب میں نازل ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ تا قیامت برقرار رہے گا دیگر انبیاء کرام علیھم السلام کے معجزات وقت گذرنے کے ساتھ ختم ہوگئے۔

(28) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد ایک ہزار بیان کی ہے۔ بعض نے تین ہزار کثرت کے باوجود ان معجزات میں کئی اور اسباب بھی ہیں۔

(29) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعض معجزات کی مثال دیگر انبیاء کرام علیھم السلام میں نہیں ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی خصوصیت ہے۔

(30) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہ تمام معجزات اور فضائل عطا کئے گئے جو دیگر انبیاء کرام علیھم السلام کو علیحدہ علیحدہ دیئے گئے تھے یہ سچ کہا گیا ہے آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا

خوب فرمایا۔ لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ ۔مثل تو نشد پیدا جانا۔

(31) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کے لیے اتنے معجزات جمع نہیں کیے گئے۔

(32) پتھر کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا کھجور کے تنے کا آپ کے فراق میں آہ وزاری کرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں مبارک سے پانی کا جاری ہونا اور چاند کا شق ہونا ایسے معجزات ہیں جو اور کسی نبی کے لئے ثابت نہیں۔

(33) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

(34) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیھم السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔

(35) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ تا قیامت رہے گی۔

(36) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔

(37) اگر دیگر انبیاء کرام علیھم السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کو پالیتے تو ان پر بھی آپ کی اتباع واجب ہوتی۔

(38) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب قرآن مجید میں کچھ آیات ناسخ ومنسوخ ہیں۔

(39) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ آیات عرش کے نیچے خزانے میں سے عطا ہوئیں۔ وہ آیات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

(40) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

(41) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت تمام امتوں سے زیادہ ہے۔

(42) آپ انسان، جن اور ملائکہ سمیت تمام مخلوق کے رسول ہیں اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً کا فرمان واضح ہے۔

(43) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیاری صفت امی کے حامل یعنی ساری مخلوق کی اصل ہیں۔

(44) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی بھی شاگردی اختیار نہیں فرمائی نہ ہی کسی سے کچھ سیکھنا پڑا مگر پھر بھی ایسی عظیم الشان کتاب لے کر آئے جس نے پہلے سارے دفتر دھو دیئے اور جو قیامت تک ہر ایک کے لئے بھی راہ ہدایت ہے اور جو بھی راہ ہدایت پر آنا چاہے اس کے لئے راہ ہدایت ہے اور قیامت تک سب کو چیلنج کرتی ہے فَاْتُوْا

بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَo

(45) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے آپ سب جہانوں کے لئے رحمت ہیں انسان، جن، ملائکہ سمیت کائنات کی ہر چیز کے لئے رحمت ہیں حتی کہ کافروں کے لئے بھی کہ وہ بھی اس دنیا میں آپ کی رحمت کے صدقے عذاب سے بچے ہوئے ہیں عیش کر رہے ہیں پہلی قوموں کی طرح جلد عذاب کی لپیٹ میں نہیں آئے۔

(46) اللہ تبارک وتعالیٰ نے لَعَمْرُكَ فرما کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی قسم اٹھائی اور وَالْعَصْرِ فرما کر آپ کے زمانہ کی قسم اٹھائی۔

(47) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام ساتھی تھا آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین آپ کی مددگار تھیں۔

(48) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرنے میں بھی دیگر انبیاء کرام علیھم السلام پر فضیلت عطا فرمائی کہ دیگر انبیاء کرام علیھم السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ناموں سے پکارا اوران کے امتی بھی انہیں نام لے کر ہی پکارتے تھے مگر ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نام سے پکارنے کی بجائے بڑے ہی دلنشین القابات سے پکارا کہیں ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ کہیں فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ تو کہیں فرمایا یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر پکارنے کو حرام فرمادیا۔

(49) قبر میں ہر ایک سے آپ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں تو ان کے متعلق کیا کہا کرتا تھا جبکہ پہلے انبیاء کرام علیھم السلام کے متعلق ایسا نہیں تھا۔

(50) ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی تھی۔

(51) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا۔

(52) دیگر انبیاء کرام علیھم السلام لوگوں سے اپنا دفاع خود کیا کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو جواب دیا کرتے تھے جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا تھا یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ (الاعراف پ8 ع15) اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں۔ اسی طرح سیدنا حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ (الاعراف پ8 ع16) اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں مگر محبوب پیغمبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے بارے میں اس مالک کائنات رب العلمین نے کفار کی ہرزہ سرائی کا خود جواب دیا دشمن نے کو جس غلط بات کی نسبت بھی ازروئے عداوت محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی مالک کائنات نے اس کا جواب خود دیا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ o (القلم پ28 ع3) (اے محبوب) آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور ارشاد فرمایا مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى o وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o (النجم پ27 ع5) تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ رہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں اور ارشاد فرمایا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ (یسین پ23 ع4) نہ ہی ہم نے اسے شعر کی تعلیم دی۔ ان کے علاوہ اور بھی اسی طرح کی آیات ہیں۔

(53) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو ہجرتیں اور دو قبلے جمع کئے۔

(54) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شریعت وحقیقت کو جمع کیا گیا جبکہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی اور نبی کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع نہیں کیا گیا۔

(55) اللہ تبارک وتعالیٰ نے معراج شریف کی رات اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر لامکان میں ہمکلامی کا شرف عطا فرمایا جبکہ یہ شرف کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو عطا نہیں ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلامی ہوئی مگر طور پہاڑ پر۔

(56) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شرف دیدار سے نوازا جبکہ یہ شرف بھی کسی مقرب فرشتے یا اور نبی ورسول کو عطا نہیں ہوا سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے پر بھی ارشاد ہوا لَنْ تَرٰنِىْ یعنی تو میرا دیدار نہیں کرسکتا۔

(57) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہمکلامی، دیدار، محبت اور خلت جیسی عظیم نعمتیں جمع فرمائیں۔

(58) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وحی کی تمام اقسام میں ہمکلامی فرمائی وحی کی تین اقسام ہیں۔ (i) سچے خواب (ii) حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ ہم کلام ہونا (iii) کسی واسطہ کے بغیر ہی ہمکلام ہونا۔

(59) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ماہ کی مسافت آگے پیچھے اور دائیں بائیں پر دشمن کا آپ سے مرعوب ہوجانا۔

(60) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔

(61) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔

(62) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دجال کا معاملہ بھی بتا دیا گیا حالانکہ آپ سے پہلے کسی بھی نبی کو دجال کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔

(63) انبیاء کرام علیہم السلام میں سے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور محمد صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔

(64) حضرت اسرافیل علیہ السلام صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی تشریف لائے پہلے کسی نبی کے پاس نہ آئے۔

(65) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع کیا گیا الاحیاء میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبوت، ملک اور سلطنت کے جمع ہوجانے کی وجہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں تلوار اور سلطنت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی تھیں آپ کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا اور دین کی اصلاح فرمائی۔

(66) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو بھوک سے سوتے تھے لیکن جب صبح کو بیدار ہوتے تھے تو خوب سیر ہوتے تھے۔

(67) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص بھی طاقتور نہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار ہزار کڑیل جوانوں جیسی طاقت عطا تھی۔

(68) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں مبارک سے ضرورت کے وقت پانی کے چشمے جاری ہوجاتے تھے۔

(69) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تھے تو آپ کے لئے زمین سمٹ جاتی تھی۔

(70) شرح صدر، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بوجھ کا اٹھا لیا جانا اور آپ کا ذکر بلند ہونا یہ سب خصوصیات صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی خاص تھیں کسی اور کو یہ خصوصیات عطا نہ فرمائی گئیں۔

(71) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو اپنے نام مبارک کے ساتھ ملایا جیسا کہ کلمہ طیبہ سے ظاہر ہے۔

(72) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں ہی آپ کو بخشش کی بشارت دے دی تھی جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی تندرست وتوانا تھے۔

(73) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا۔

(74) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کے سردار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ افضل ہیں ساری مخلوق میں آپ سے معزز وافضل کوئی نہیں۔ آپ تمام ملائکہ ورسولوں سے بھی معزز وافضل ہیں۔

(75) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی تمام امت پیش کی گئی آپ نے اپنی تمام امت کو دیکھ لیا قیامت تک آپ کی امت میں جو کچھ ہونیوالا تھا وہ سب کچھ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

(76) حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو خطاب کرنے میں بھی فرق کیا مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا۔ وَلَاتَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (ص پ 23 ع 11) اور پیروی نہ کیا کرو ہوائے نفس کی وہ تمہیں راہِ خدا سے بہکا دے گی جبکہ اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی (النجم پ 27 ع 5) وہ تو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ۔ الشعراء پ 19 ع 6) جب میں تم سے ڈرا تو میں تم سے بھاگ گیا تھا اور ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا وَاِذْیَمْكُرُبِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْ۔ (انفال پ 8 ع 18) اور یاد کرو جب وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آپ کے متعلق خفیہ تدبیریں کررہے تھے اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ مکرمہ سے خروج اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کو کتنے اچھے انداز واچھے پیرائے میں بیان فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس خروج کو دشمن کی طرف منسوب فرمایا ہے ارشاد خداوندی ہے اِذْاَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْ (توبہ پ 10 ع 12) جب کفار نے ان

کونکالا تھا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ (محمد پ26 ع6) جس کے (باشندوں) نے آپ کو نکال دیا وہ تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خروج کو فرار سے تعبیر نہیں کیا کیونکہ اس میں تنقیص شان تھی۔

(77) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سرگوشی کرنے والے پر فرض کیا کہ وہ سرگوشی کرنے سے پہلے کوئی چیز صدقہ کرے یہ شرف بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوا۔

(78) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو بغیر کسی شرط اور بغیر کسی استثناء کے پوری دنیا پر فرض فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر 7 پ28 ع4) اور رسول (معظم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه (النساء 80 پ5 ع8) جس نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر قول اور فعل میں لوگوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو واجب فرمایا ہے اس میں کسی چیز کی استثناء نہیں کی اور ارشاد فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب 21 پ21 ع19) بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی) میں خوبصورت نمونہ ہے جبکہ سیدنا حضرت ابراهیم علیہ السلام کے ایک قول کی اطاعت کو مستثنیٰ کیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرَاهِيْم ......اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ ۔ (الممتحنہ 4 پ28 ع7) بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے ابراهیم (علیہ السلام کی زندگی) میں خوبصورت نمونہ ہے......مگر ایک قول (میں نہیں) جو ابراهیم (علیہ السلام) کا اپنے چچا کے بارے میں تھا (واضح ہو یہاں اب سے مراد چچا آزر مراد ہے قرآن مجید میں لفظ اب کا اطلاق باپ چچا اور دادا پر آیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ o (البقرہ پ1 ع16) انہوں نے کہا ہم آپ کے خدا کی عبادت کریں گے اور آپ کے آباء ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق (علیھم السلام) کے خدا کی جو خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار رہیں گے۔ اس آیۃ مبارکہ میں لفظ اب باپ، چچا اور دادا تینوں پر آیا ہے عربی زبان میں حقیقی باپ کے لئے

عموماً لفظ والدین جس سے حقیقی ماں باپ مراد ہیں اور جیسے رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ کہ اے ہمارے رب مجھے بخش لے اور میرے ماں باپ کو بخش دے تو قرآن مجید جہاں آزر کے متعلق اب کا لفظ ہے تو اس سے مراد چچا ہے نہ کہ والد اس کی پوری مدلل بحث دیکھنا ہو تو تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(79) ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید ہر مقام میں اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اس کا مقصد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عزت وشرف عطا فرمانا ہے اس ضمن میں ارشادات باری تعالیٰ پڑھیں جو یہ ہیں۔

(1) اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء 59 پ5 ع5) اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول (معظم ومکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

(2) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ o (الانفال پ9 ع15) اگر تم مومن ہو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

(3) وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔ (التوبہ 71 پ10 ع15) اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرتے ہیں۔

(4) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (الحجرات 15 پ26 ع14) بے شک سچے مومن صرف وہ ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے ہیں۔

(5) بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ (التوبہ 1 پ10 ع7) یہ قطع تعلق (کا اعلان) اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ہے۔

(6) وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (النساء 14 پ4 ع13) اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرے گا۔

(7) شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔ (الحشر 4 پ28 ع4) انہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کی۔

(8) وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (الانفال 13 پ9 ع16) اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم

ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کرتا ہے۔

(9) وَمَنْ یُّحَادِدِاللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ ۔ (التوبہ 63 پ10 ع14) اور جو کوئی اللہ (تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کرتا ہے۔

(10) وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ (التوبہ 16 پ10 ع8) اور جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر نہیں بنایا۔

(11) یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (المائدہ 33 پ6 ع9) جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ کرتے ہیں۔

(12) مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ 29 پ10 ع10) جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول (مکرمہ ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے حرام فرمایا۔

(13) قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ (الانفال 1 پ9 ع15) آپ فرما دیجئے غنیمتوں کے مالک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

(14) فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ (الانفعال 41 پ10 ع1) پس بیشک اس (غنیمت) کا پانچواں حصہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے۔

(15) فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ (النساء 59 پ5 ع5) تو لوٹا دو اسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور (اپنے) رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان) کی طرف۔

(16) مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (التوبہ 59 پ10 ع13) جو کچھ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں عطا فرمایا۔

(17) اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (التوبہ 74 پ10 ع16) اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے رسول (مکرم ومعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے فضل وکرم سے انہیں غنی کر دیا۔

(18) اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ۔ (الاحزاب 37 پ22 ع2) اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بھی اس پر انعام فرمایا اور (اے محبوب پیغمبر) آپ نے بھی۔

(80) حاکم اور ابن عساکر رحمھما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی کو سات رفیق عطا فرمائے مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے چودہ رفقاء عطا فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ چودہ رفیق کون ہیں تو سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے فرمایا ایک تو میں ہوں دو میرے صاحبزادے (حضرت امام حسن وحضرت امام حسین علیہما السلام) چوتھے حضرت حمزہ پانچویں حضرت جعفر چھٹے حضرت عقیل ساتویں حضرت ابوبکر صدیق آٹھویں حضرت عمر نویں حضرت عثمان دسویں حضرت مقداد گیارھویں حضرت سلمان بارھویں حضرت عمار تیرھویں حضرت طلحہ چودھویں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

(81) دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المؤتلف میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہر نبی کے اہل بیت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک دعا مخصوص کی جب کہ ہمارے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو دعائیں چھوڑی ہیں ایک دعا ہمارے مصائب کے لئے ہے جب کہ دوسری دعا ہماری ضروریات کے لئے ہے جو دعا ہمارے مصائب کے لئے وہ یہ ہے۔ یَادَائِماً لَّمْ یَزَلْ یَااِلٰھِیْ وِاِلٰہُ آبَائِی یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یعنی اے وہ ذات جو ہمیشہ رہنے والی ہے اے میرے معبود اور میرے آباء کے معبود اے حی اے قیوم اور جو دعا ہماری ضروریات کے لئے ہے وہ یہ ہے یَامَنج یَّکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَلَا یَکْفِیْ مِنْہُ شَیْئٌ یَااَللّٰہ یَارَبَّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّیْ دَیْنِیْ یعنی اے وہ ذات جو ہر چیز کے لئے کافی ہے اور کوئی چیز بھی جس سے مستغنی نہیں کر سکتی اے اللہ اے رب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فداہٗ ابی وامی وروحی) میرا قرض ادا فرما۔

(82) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں۔

(83) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم انبیاء کرام علیھم السلام کے علاوہ سب مخلوق سے افضل ہیں حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب السنہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء کرام علیھم السلام کے علاوہ تمام مخلوق سے افضل بنایا ہے اور

میرے چار صحابہ کو باقی صحابہ سے افضیلت عطا فرمائی ہے وہ چار صحابہ یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم میرے تمام صحابہ سراپا خیر ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میری امت میں سے چار صدیوں کو فضیلت دی ہے پہلی تین صدیاں لگاتار رہیں جبکہ چوتھی صدی تنہا ہے حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کرام نے فرمایا ہے کہ تمام صحابہ اپنے سے بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں خواہ وہ لوگ علم اور عمل میں کتنی ہی فوقیت حاصل کر لیں۔

(84) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے دونوں شہروں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو تمام شہروں پر فضیلت دی ہے دجال اور طاعون ان دونوں شہروں میں داخل نہیں ہو سکتے۔

(85) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی شریعت مطہرہ میں مال غنیمت حلال ہے۔

(86) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کیلئے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے مٹی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے پاکیزگی ہے اور ایک قول کے مطابق وضو کے قائم مقام ہے۔

(87) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں روزانہ پانچ نمازیں فرض کی گئیں جبکہ پہلے کسی نبی پر پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئیں تھیں۔

(88) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی دین میں بھی عشاء کی نماز نہیں تھی عشاء کی نماز صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی۔

(89) جمعہ کی نماز اور فضیلت، آمین کہنا، نماز میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صفیں بنانا، اسلام، اذان، اقامت، جماعت کرانا نماز میں رکوع نماز میں اَللّٰھُمَّ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ کہنا، محراب میں نماز کا مکروہ ہونا، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھنا، مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا، نماز کی ابتدا تکبیر سے کرنا یہ سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہیں۔

(90) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے گناہ استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں نینداس کے لئے توبہ ہے۔

(91) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے یہ بھی ہے کہ آپ کی امت جو صدقات کھاتے ہیں انہیں دنیا اور

آخرت میں ان کا ثواب ملتا ہے۔

(92) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت جو دعائیں کرتی ہے وہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(93) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو ایک ایسی ساعت عطا ہوئی جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے وہ لیلۃ القدر، ماہ رمضان کا عطا ہونا۔

(94) سحری کھانا، افطاری میں جلدی کرنا، شام سے لے کر صبح صادق تک کھانے پینے اور جماع کا حلال ہونا یہ سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

(95) یوم عرفہ کے روزے کے دو سال کا کفارہ ہونا، نماز میں گفتگو کا حرام ہونا اور روزہ میں کلام کا جائز ہونا جب کہ ہم سے پہلی امتوں میں نماز میں گفتگو کرنا جائز تھی اور روزہ میں گفتگو حرام تھی یہ سب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

(96) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور سب سے آخر میں ہے کہ پہلی امتوں کے عیوب اور ان پر نازل شدہ عذاب کا ذکر تو اس امت میں ہو مگر آخری امت ہونے کی وجہ سے اس کے عیوب سے وہ واقف نہ ہوں۔

(97) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر قرآن مجید کا حفظ کرنا آسان کر دیا گیا کہ اس امت کے بچے بھی قرآن مجید کے حافظ ہو گئے جبکہ اس سے پہلے آسمانی کتابوں کے حافظ صرف انبیاء کرام علیھم السلام ہی ہوتے تھے امت سے کوئی حافظ نہیں ہوتا تھا۔

(98) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے دو نام رکھے گئے اَلْمُسْلِمُوْنَ ، اَلْمُؤْمِنُوْنَ اور یہ دونوں نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے دو اسماء مبارکہ سے مشتق ہیں ان کے مذہب کا نام اسلام رکھا گیا جبکہ سابقہ انبیاء کرام علیھم السلام کے تو مندرجہ بالا اوصاف ہوتے تھے لیکن ان کی امتیں ان خوبیوں سے متصف نہ ہوتی تھیں۔

(99) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے امت کا عمامہ باندھنا بھی ہے اور عمامہ کے ایک جانب پلّو لٹکانا بھی ہے اور کمر کے ساتھ ازار باندھنا بھی ہے یہ انہیں کے ساتھ مختص ہے اور یہ ملائکہ کی علامات سے ہے۔

(100) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر اس بوجھ کو اتار لیا

جو دوسری امتوں پر تھا وہ احکامات جو اس امت سے پہلے دیگر امتوں پر بڑے شدید تھے۔ انہیں ختم کر دیا ان کے لئے دین میں کوئی حرج نہیں۔

(101) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے خطا اور بھول جانے کو معاف کر دیا اور محاسبہ ختم کر دیا حدیث نفس ان کے لئے معاف ہے ان میں سے اگر کسی نے برائی کا صرف ارادہ کیا تو صرف ارادے سے وہ برائی اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جائے گی بلکہ اس نے اگر ارادہ کے بعد اس برائی کو ترک کر دیا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر کسی نے کسی نیک کام کا ارادہ کیا تو اس ارادے سے ہی اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر ارادہ کے بعد اس نیک کام کو سرانجام بھی دے دے تو اس کا ثواب دس گنا بڑھا کر اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(102) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی امت کو توبہ کرنے کے لئے اپنی جانوں کو ضائع نہیں کرنا پڑتا جیسا کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی توبہ کا ذکر قرآن مجید میں فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (البقرہ 54 پ 1 ع 6) پس چاہیے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں توبہ کرو پس قتل کرو اپنوں کو اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اپنے کپڑے کی ناپاک جگہ کو کاٹنا پڑتا ہے اور مال سے چوتھا حصہ زکوٰۃ کا حکم بھی نہیں ہے بلکہ چوتھے حصہ کی بجائے چالیسویں حصہ کا حکم ہے یعنی اس قسم کے سخت احکام اس امت کے لئے نرم کر دیئے گئے مثلاً اس امت کو قصاص اور دیت میں اختیار دیا انہیں بیک وقت چار عورتیں نکاح میں رکھنے کی اجازت دی انہیں اپنی امت (مسلمانوں) کے علاوہ یہود ونصاریٰ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت عطا فرمائی لونڈی کے ساتھ بھی نکاح کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر قسم کی ملاعبت کو جائز کیا بیوی کے علاوہ دیگر کسی اور کے سامنے شرمگاہ کو عریاں کرنا خواہ کسی مرد کے سامنے ہو یا کسی غیر عورت کے سامنے اسے حرام قرار دیا۔ تصویر اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کیا۔

(103) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت اجتماعی طور پر بھوک یا ڈوبنے کی وجہ سے ہلاک نہ ہوگی۔

(104) اس امت کو سابقہ امتوں کی طرح کے عذاب میں ہلاک نہیں کیا جائے گا۔ نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کیا جائے گا جو ان کی اکثریت کو ہلاک کر دے۔

(105) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا اجماع حجت ہے اور ان کا اختلاف رحمت ہے جبکہ سابقہ امتوں کا اختلاف عذاب ہوتا تھا۔

(106) طاعون اس امت کے لئے رحمت اور اس مرض کی وجہ سے فوت ہونا شہادت ہے جبکہ سابقہ امتوں پر یہ بیماری عذاب ہوتی تھی۔

(107) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔

(108) اس امت میں اقطاب اوتاد اور ابدال ہوتے رہیں گے۔ ان میں سے کچھ سعادت مند لوگ وہ بھی ہوں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کریں گے ان میں سے کچھ ملائکہ کی مثل اس طرح ہوں گے جو اتنا ذکر کریں گے کہ انہیں کھانا کھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(109) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت دجال کو قتل کرے گی۔

(110) قرآن مجید میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے دلنشیں نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جبکہ سابقہ تمام امتیں اپنی اپنی کتاب میں یٰٓاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کا معجزہ جتنا واضح ہوگا اس کے قوم کے لئے اس میں اتنا ہی ثواب کم ہوگا امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ معجزہ اتنا زیادہ واضح ہوتا ہے کہ اس کی تصدیق کرنا آسان ہوتی ہے اس کے اسباب ظاہر ہوتے ہیں اس میں غور وفکر کی ضرورت کم ہوتی ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اگرچہ واضح اور عیاں ہیں مگر ہمارے لئے اس میں ثواب زیادہ ہے۔

(111) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے بارے میں اس انداز سے ذکر فرمایا وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ o (اعراف 159 پ9 ع10) جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت بارے یوں ذکر فرمایا وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ o (اعراف 181 پ9 ع12)۔

(112) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اوّل وآخر کا علم عطا فرمایا گیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے لئے علم کے خزانے کھول دیئے ان کو اسناد، انساب

اور اعراب کا علم عطا فرمایا انہیں کتابیں تصنیف کرنے کی قوت بخشی اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہیں۔

(113) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ بروز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبر مبارک ہی شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ کو ہی سکون عطا ہوگا۔

(114) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ستر ہزار افراد کو براق پیش کی جائے گی۔

(115) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنت میں ایسے دو لباس عطا فرمائے جائیں گے جو تمام لباسوں سے عظیم ترین ہوں گے۔

(116) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت عرش کی دائیں جانب کھڑے ہوں گے۔

(117) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

(118) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا۔ یعنی حمد کا جھنڈا ہوگا سیدنا حضرت آدم علیہ السلام اور تمام نوع انسانی اس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

(119) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے امام ہوں گے ان کے خطیب اور قائد ہوں گے۔

(120) بروز قیامت سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی شفاعت فرمانے والے ہوں گے اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت ہی قبول کی جائے گی۔

(121) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بروز قیامت سب سے پہلے دیدار الٰہی ہوگا۔

(122) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے پہلے سجدہ سے سر کو اٹھائیں گے حکم ہوگا اِرْفَعَ رَأسَكَ سَلْ تُعْطَعَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ محبوب سر کو اٹھائیں مانگیں عطا کیا جائے گا شفاعت فرمائیں شفاعت قبول کی جائے گی۔

(123) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بروز قیامت تبلیغ پر کوئی گواہ طلب نہیں کیا جائے گا جبکہ دیگر انبیاء کریم علیہم السلام سے تبلیغ پر گواہی کا مطالبہ کیا جائے گا۔

(124) فیصلے کی گھڑی میں شفاعت عظمیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دست اقدس میں ہوگی آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی ایک شفاعت امت کو بغیر حساب جنت میں لے جانے کے لئے ہوگی اور ایک شفاعت ان لوگوں کیلئے ہوگی جو ہوں گے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے مگر وہ بداعمال کی وجہ سے جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک شفاعت لوگوں کی بلندی درجات کے لئے ہوگی اور کفار کے عذاب میں تخفیف کے لئے ہوگی۔ کفار کے بچوں کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔ کہ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے۔

(125) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ بروز قیامت آپ کے نسب اور رشتہ داری کے علاوہ تمام نسب اور رشتہ داری ختم ہو جائے گی۔

(126) سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پل صراط عبور فرمائیں گے اور جنت کا دروازہ بھی سب سے پہلے آپ ہی کھٹکھٹائیں گے اور جنت میں داخل بھی سب سے پہلے آپ ہی ہوں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی لخت جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزھراء سلام اللہ علیھا جنت میں داخل ہوں گی آپ کے سر مبارک کے ہر بال مبارک میں ایک ایک نور ہوگا تمام محشر والوں کو حکم ہوگا کہ سب کے سب اپنی نگاہوں کو نیچے کرلو سیدہ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کی رفتار سے گذر جائیں گی۔

(127) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوثر اور وسیلہ عطا فرمایا۔

(128) آپ کے منبر کے پائے جنت کے مراتب ہیں اور آپ کا منبر شریف جنت کے نہروں میں سے ایک نہر پر ہے۔

(129) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(130) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سب سے بعد میں آئی ہے لیکن بروز قیامت سب سے پہلے اس امت کا ہی فیصلہ ہوگا۔

(131) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت اس شان سے روز محشر میدان حشر میں آئے گی کہ اسکے اعضاء وضو کے اثر سے روشن وتاباں ہوں گے۔

(132) انہیں دنیا میں تکالیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور عالم برزخ میں عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے کہ بروز قیامت

میدان حشر میں ہر آلائش سے پاک وصاف ہوکر آئیں یہ امت جب قبر میں داخل ہوتی ہے تو گنہگار ہوتی ہے لیکن جب قبر سے باہر آئے گی تو مومنین کے استغفار کی وجہ سے اس کے گناہ مٹ چکے ہوں گے۔

(133) ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ان کے بچے ان کے لئے کوشاں ہوں گے ان کے سامنے ان کا نور درخشاں ہوگا۔

(134) ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے اثرات ہوں گے۔

(135) اس امت کے لئے انبیاء کرام علیھم السلام کی طرح دونور ہوں گے۔

(136) میزان میں اس امت کے اعمال تمام لوگوں سے زیادہ بھاری ہوں گے۔ ان کی ہر کوشش کی قدردانی کی جائے گی۔

(137) یہ امت سب امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔ بروز قیامت سب سے پہلے زمین اسی امت کے لئے شق ہوگی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بھی واجبات، مباحات، محرمات میں سے بیان کئے ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص60)

<u>یہودی عالم ابن صوریا حضور کا فرمان سن کر کانپ گیا اور کہا بے شک تورات میں زنا کی سزا رجم ہے:</u>

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شادی شدہ یہودی نے ایک شادی شدہ یہودی عورت سے زنا کرلیا ان زانیوں کی سزا کے متعلق یہودی علماء کی میٹنگ مدراس میں منعقد ہوئی کہ انہیں کیا سزا ہونی چاہیے اس بات پر کافی بحث مباحثہ کے بعد بالآخر یہ طے پایا کہ ان دونوں زانیوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا جائے اور انہیں عرض کیا جائے کہ آپ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے ہمیں منظور ہوگا پھر دیکھیں کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں اگر تو وہ ان کے متعلق ہمارے جیسا تحبیہ کا فیصلہ کرتے ہیں تو ان کا فیصلہ تسلیم کرلیا جائے اس سے یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی نہیں ہیں بلکہ محض ایک بادشاہ ہیں جو اپنی حکومت میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے اپنی مرضی کی سخت سزائیں تجویز کرتے ہیں اور اگر وہ فرمان الٰہی کے تحت انہیں رجم کرنے کا حکم صادر فرمائیں تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں پھر ان سے فیصلہ کرانے سے آئندہ ہر صورت لازماً پرہیز کرنا ہوگا اس لئے کہ ہمارے دین کا باقی ماندہ حصہ بھی کہیں صلب نہ کرلیں (واضح ہو یہودیوں کے ہاں ایسے زانیوں کی سزا تحریف شدہ اس وقت یہ تھی کہ کھجور کے پتوں کی بنائی ہوئی رسی جس پر تارکول بھی چڑھا ہوتا تھا اس سے کوڑے لگائے جاتے تھے بعدازاں ان کے چہروں پر سیاہی لگا

کر انہیں سیاہ کردیا جاتا پھر انہیں اس طرح گدھے پر سوار کر کے کہ ان کا منہ گدھے کی دم کی طرف ہو شہر کے سب بازاروں میں پھرایا جاتا یہ سزا ان کی شریعت یعنی تورات مطابق نہ تھی انہوں نے تورات سے انحراف کر کے ازخود یہ سزا تجویز کرلی تھی جو کھلم کھلا تورات میں تحریف تھی طے شدہ منصوبے کے تحت وہ ان زانیوں کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اوران کے متعلق فیصلہ چاہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب کو لے کر ان ہی کی مذھبی درسگاہ مدراس میں لے کر چلے گئے وہاں یہودی علماء بیٹھے ہوئے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اے گروہ یہود! تم اپنے میں سے جید علماء کو میرے ہاں لے آؤ انہوں نے اپنے میں سے تین جید عالم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کردیئے جو یہ تھے (1) عبداللہ بن صوریا (2) ابویاسر بن اخطب اور وھب بن یہود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن صوریا سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اسے فرمایا اے ابن صوری! میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں اور اس باری تعالیٰ کے وہ انعامات بھی تجھے یاد دلاتا ہوں جو اس ذات اقدس نے تم پر کئے میں تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم بالکل ایسے ہی ہے تورات میں زانی کی سزا رجم ہے اور اے ابوالقاسم! میں آپ سے یہ بھی عرض کردوں کہ یہ سب یہودی جانتے ہیں کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے نبی ورسول ہیں لیکن بوجہ حسد ایمان نہیں لا رہے صرف حسد نے انہیں روک رکھا ہے یہ حسد میں مبتلا ہیں اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تنہائی سے باہر تشریف لے آئے اور انہیں رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا لہٰذا انہیں مسجد کے دروازے کے سامنے رجم کیا گیا۔

اس میں دوسری روایت:

خیبر یا فدک کے یہودیوں میں سے امیر خاندان کے ایک شادی شدہ شخص نے ایک امیر گھرانے کی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تورات کے مطابق ان دونوں کی سزا رجم تھی مگر وہاں کے یہودی پادریوں نے ان دونوں کو اس سخت سزا سے بچانے کی کوشش کی اس ضمن میں انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ سنا ہے تورات کے مقابلے میں قرآن مجید کے احکامات بہت نرم ہیں اور دین اسلام دین یہودیت سے آسان دین ہے انہوں نے خفیہ طور پر یہودی لوگوں کی ایک جماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کے لئے مدینہ منورہ کے یہودی بنو قریظہ کے پاس بھیجی جانے والوں کو سمجھایا کہ مدینہ منورہ کے یہودی قبیلہ کے لوگ ہمارے ہم مذھب ہیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے ہم وطن ہیں لہٰذا ان کی معرفت ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا اور ان سے زنا کی سزا کا مسئلہ دریافت کرنا مگر یہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضری پوشیدہ طور پر ہو کہ یہودی عوام اس سے باخبر نہ ہوں اگر وہ بھی رجم کا حکم دیں تو اسے قبول نہیں کرنا اور چپکے سے واپسی کا راستہ اختیار کرنا تمہارے اس آنے اور جانے کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو ہاں! اگر وہ رجم سے کم کوئی اور سزا تجویز کریں تو اس سزا کو بسر وچشم قبول بھی کرنا اور تمام شہر مدینہ میں اس کا اعلان بھی کر دینا اور واپس آ کر یہاں خیبر میں بھی دھوم دھام سے اس کا اعلان کرنا تا کہ ہم عوام کو یہ کہہ کر مطمئن کر سکیں کہ دیکھو اللہ کے اس نبی نے یہ سزا تجویز فرمائی ہے جن کی نبوت تورات سے ثابت ہے لہٰذا یہی سزا مناسب ہے اور تورات میں بھی یہی سزا مذکور ہے۔

چنانچہ اس جماعت یہود نے مدینہ منورہ کے بنو قریظہ یہودیوں سے خفیہ طور پر ملاقات کی اور انہیں اپنے آنے کی غرض وغایت بیان کی اس جماعت یہود کے ساتھ مدینہ شریف کے یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف، کعب بن اسد، سعید بن عمرو اور مالک بن صیف سمیت سرکردہ یہودیوں کی ایک جماعت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں حاضر ہوئی کچھ منافق لوگ بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کیا تم میری بتائی ہوئی سزا کو تسلیم کرو گے؟ سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا ہاں! ہم ضرور تسلیم کریں گے ہم آپ کا فرمان ماننے کے لئے ہی تو یہاں آئے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے انہوں نے کہا نہیں یہ سزا نہیں ہے آپ نے تو بہت سخت سزا بیان فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم داڑھی کے بغیر نوجوان کانے گورے چٹے عالم کو مانتے ہو جو فدک میں رہتا ہے اور اس کا نام ابن صوریا ہے؟ یہودیوں نے کہا آج روئے زمین پر اس سے بڑا تورات کا عالم کوئی نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے بلالو اور ہمارے سامنے اس سے فتویٰ لو چنانچہ ابن صوریا کو فدک سے بلایا گیا (واضح ہو فدک خیبر سے اڑتالیس کلومیٹر جانب تبوک ہے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اے ابن صوریا! تجھے اس رب کی قسم ہے جس کے بغیر کوئی معبود نہیں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، جس نے فرعون کو غرق کیا جس نے بنی اسرائیل پر من وسلویٰ اتارا سچ بولنا کہ تورات شریف میں شادی شدہ زانی کی

سزرجم ہے یانہیں؟ ابن صوریا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس سن کر کانپ گیا اور کہا بے شک تورات میں سزا رجم ہے۔ ارشاد فرمایا پھر تم یہودیوں نے اس پرعمل کیوں چھوڑ دیا؟ ابن صوریا نے اس کے جواب میں بڑا عجیب وغریب قصہ بیان کیا۔

جو یہ تھا کہ ہمارے ایک بادشاہ کے عزیز نے زنا کرلیا تھا بادشاہ نے یہودی علماء سے کہا جیسے بھی ہوسکے میرے اس عزیز کی جان بچائیں میں تمہیں بہت بڑے انعام سے نوازوں گا تب ہمارے علماء نے یہ سزا تجویز کی کہ رجم کی بجائے منہ کالا کرکے گدھے پر سوار کرکے سارے شہر میں پھرایا جائے اور کچھ کوڑے بھی لگا دیئے جائیں پھر ہم نے ہر ایک کے لئے یہی سزا مقرر کردی۔ ابن صوریا کی اس بات پر یہودی برہم ہوگئے اور ابن صوریا کو برا بھلا کہنے لگ گئے اور اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کردیا مگر اب یہ بات اتنی مشہور ہوچکی تھی کہ اس پر عمل کے بغیر چارہ ہی نہیں تھا لہٰذا ان دونوں زانیوں (مردوعورت) کو مسجد نبوی کے سامنے ہی دروازہ مسجد شریف سے کچھ دور رجم کردیا گیا مگر منافقین مدینہ اور یہود مدینہ اور خیبر سے آنے والے یہودی اس حکم سے ناراض ہی رہے منافقین تو اس سزا پر اعتراض کرنے لگے تب یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ الح۔ (پ6 ع10 سورہ المائدہ: 41)

اس میں تیسری روایت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہودیوں نے زنا کے مقدمہ کے فیصلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم مقرر کرلیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علماء کو فرمایا تورات لے آؤ جب وہ تورات لے آئے تو فرمایا اسے اس جگہ سے پڑھو جہاں زنا کی سزا کا ذکر ہے ان کا ایک عالم تورات پڑھنے لگ گیا مگر جہاں اس کی سزا میں رجم کا ذکر تھا وہاں اس نے ہاتھ رکھ لیا تاکہ اس پر کسی کی نظر نہ پڑے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام لانے سے پہلے یہودیوں میں تورات کے بڑے جیّد عالم تھے پاس بیٹھے اس پڑنے والے کی حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے ان کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا لہٰذا انہوں نے اس پڑھنے والے یہودی عالم کا ہاتھ زور سے پرے پٹخ دیا اور بولے هٰذِهٖ يَانَبِيَّ اللّٰهِ آيَةُ الرَّجْمِ يَاْبٰى اَنْ يَّتْلُوْهَا عَلَيْكَ۔ اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے (پیارے) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے رجم کی آیت جسے یہ پڑھنے سے انکار کررہا ہے اسی مجلس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علماء یہود سے دریافت فرمایا۔ وَيْحَكُمْ يَامَعْشَرَ الْيَهُوْدِ مَا دَعَاكُمْ اِلٰى تَرْكِ حُكْمِ اللّٰهِ

وَهُوَ بِاَيْدِيْكُمْ۔ اے جماعت یہود تعجب ہے تم پر کہ تمہارے سامنے یہ حکم الٰہی ہے تم نے اسے کیوں ترک کر رکھا ہے۔
علماء یہود نے عرض کیا کہ ہمارے لوگ اس فعل شنیع کا ارتکاب کیا کرتے تھے اور ہم انہیں رجم کی سزا بھی دیا کرتے تھے ہوا یہ کہ ایک دفعہ شاہی خاندان کے ایک فرد نے اس جرم کا ارتکاب کرلیا بادشاہ نے اسے رجم (سنگسار) کرنے سے ہمیں روک دیا کچھ ہی عرصہ بعد ایک عام آدمی بھی اس جرم کا مرتکب ہوگیا بادشاہ نے حکم دے دیا کہ اسے رجم کردو بادشاہ کے اس حکم پر عوام برافروختہ ہوگئے عوام نے مطالبہ کردیا کہ یا تو شاہی خاندان کے اس شخص کو بھی سنگسار کرو جس نے زنا کیا تھا یا پھر اسے بھی رجم نہ کیا جائے چنانچہ سب نے باہم طے یہ کیا کہ آئندہ کسی کو بھی رجم کی سزا نہ دی جائے سب کو تجبیہ (منہ سیاہ کرکے گدھے پر بٹھا کر سارے شہر میں گھمایا جائے اور کچھ کوڑے بھی لگا دیئے جائیں) کی سزا دے دی جائے اس طرح رجم کی سزا ہمیشہ کے لئے ختم کردی گئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کے ایسے فرمان کو زندہ کرکے نافذ کرتا ہوں جو متروک ہوگیا تھا پھر ان دونوں مجرموں کو رجم کرنے کا حکم دیا اور انہیں مسجد شریف کے دروازہ کے پاس سنگسار کردیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے انہیں رجم کیا میں بھی ان میں شامل تھا۔

(سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص334-335، تفسیر کبیر جلد نمبر 11 ص232، تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 2 ص60، روح البیان جلد نمبر 2 ص394، روح المعانی جلد نمبر 4 ص138، خازن جز ثانی ص51، معالم التنزیل جزء ثانی ص 51، تفسیر نعیمی پارہ نمبر 6 ص418 ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص227)

حضرت بلال کو خواب میں فرمایا ملنے کے لئے آتا کیوں نہیں:

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیدار کیا تو محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بلال! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ کیا ظلم ہے کہ کبھی ہماری زیارت کو نہیں آتے (واضح ہو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام میں سکونت اختیار کرلی تھی) خواب کے فوراً بعد اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری کے ذریعہ مدینہ شریف کو روانہ ہوگئے جب مسجد نبوی شریف میں قبر انور پر پہنچے تو اشکبار ہوکر عاجزی کے ساتھ روئے روئے نیاز خاک اقدس پر رکھا سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام اور سیدنا حضرت

امام حسین علیہ السلام حجرہ مبارک سے باہر نکلے تو سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں گود میں لے لیا اور ان کے سر اقدس کو بوسہ دیا۔

سیدۃ النساء سیدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا لوگوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان سننے کی خواہش کا اظہار کیا تا کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کی یاد نئے سرے سے تازہ ہوجائے مگر سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر سب سے معذرت کر لی کہ مجھ سے اب وہ اذان سنانے کی سکت نہیں مگر لوگوں کے دلوں میں یہ تڑپ ولولہ انگیز تھی کہ سیدنا حضرت بلال اذان سنا کر اس دور کی یاد تازہ کر دیں سب نے مشورہ سے یہ طے کیا کہ اگر شہزادے حسن وحسین علیہما السلام انہیں فرمائیں تو حضرت بلال انکار نہیں کر سکیں گے، ان کے آگے انہیں انکار کی گنجائش نہیں ہوگی سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اذان کہنا چھوڑ دی تھی فرماتے تھے اب اذان کہنے کی سکت نہیں جن کی خاطر اذان کہتا تھا وہ دلبر آنکھوں سے اوجھل ہیں اذان کیسے کہوں۔

بالآخر شہزادہ حسن وحسین علیہما السلام کے حکم فرمانے پر اذان کہنے پر تیار ہو گئے اور مسجد شریف کی چھت پر اس جگہ کھڑے ہو گئے جس جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں کھڑے ہوتے تھے اور اذن کہنا شروع کر دی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو لوگوں میں شور مچ گیا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے پورا شہر مدینہ حرکت میں آ گیا ہو جب اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو تزلزل بہت زیادہ ہو گیا اہل مدینہ میں آہ وبکا، گریہ زاری اور رونے کا شور بہت زیادہ پیدا ہو گیا اور جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا تو یوں ہو گیا جیسے دوسری قیامت بپا ہوگئی ہو مدینہ منورہ کے سب مرد وعورت دھاڑیں مارتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آئے مدینہ منورہ کا کوئی ایسا فرد نہیں تھا خواہ وہ مرد تھا یا عورت چھوٹا تھا یا بڑا جو رو نہیں رہا تھا سب کے سب رو رہے تھے ان سب کے صبر کے بندھن ٹوٹ چکے تھے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کا نقشہ سیدنا حضرت بلال کی اذان سے سب کی آنکھوں اور دلوں میں گھوم رہا تھا جس نے دلوں کو مضطرب کیا ہوا تھا اور اس کا آنکھوں سے سیلاب رواں کی شکل میں ظہور پذیر تھا کوئی ایک بھی ایسا فرد نہ تھا جو رو نہ رہا ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انتہائی بے چینی اور غم کے باعث اذان پوری نہ کر سکے اور نیچے اتر آئے۔ (سبل الہدی والرشاد جلد نمبر 12 ص 359، جذب القلوب، ص 272)

حضرت کعب احبار بتاتے ہیں کہ تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیسے تھا:

حضرت ام الدردار رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سوال کیا کہ اے احبار! آپ بتائیں تورات شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کیسے مذکور تھے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ تورات شریف میں یوں مذکور تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے وہ نہ تو سخت اور نہ ہی تندخو ہوں گے۔ وہ بازاروں میں شور نہیں کریں گے۔ انہیں تمام خزانوں کی چابیاں عطا کردی جائیں گی۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان کے ذریعے اندھوں کو بصیرت اور بہرے کانوں والوں کو قوت سماعت عطا فرمائے گا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان کے ذریعے لوگوں کی زبان کی لکنت کو ختم کردے گا حتیٰ کہ گونگے شخص بھی بول کر کہیں گے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ وہ مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے منع فرمائیں گے کہ وہ اپنے آپ کو کمزور سمجھے۔ واضح ہو حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 119، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 298، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 20)

حضرت کعب کی دوسری روایت:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سوال کیا کہ اے کعب! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ تورات شریف میں کیسے مذکور ہیں۔ (واضح ہو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے قبل یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے اور تورات کے ماہر تھے) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تورات میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا ذکر مبارک اس طرح تھا کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہوگی اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے شام ان کا ملک ہوگا نہ وہ فحش کلام ہوں گے اور نہ ہی وہ بازاروں میں شوروغوغا کرنے والے ہوں گے۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے بھی نہیں دیں گے۔ بلکہ وہ معاف فرمائیں گے۔ ان کی امت ہر لحہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے گی۔ وہ ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف ہی کرے گی وہ ہر ٹیلے پر بھی حمد وثنا ہی کرے گی وہ اپنی جوانب کو پاک وصاف رکھیں گے اور وسط میں ازار باندھیں گے۔ نماز میں ان کی صفیں اس طرح ہوں گی جس طرح جہاد کے لئے

صفیں بنائی جاتی ہیں۔ان کی مساجد سے شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی آوازیں آئیں گی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص119، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص20، الوفا ص38)

سابقہ کتب آسمانی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سابقہ کتب میں میرے اوصاف اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ ان کا نام نامی اسم گرامی احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا اور وہ متوکل ہوں گے ان کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں ہوگی جبکہ ان کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہوگی وہ تندا ور سخت مزاج والے نہیں ہوں گے وہ بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے اور برائی کا بدلہ نہیں لیں گے ان کی امت اپنے رب کی بہت زیادہ حمد وثنا کرنے والی ہوگی۔ وہ اپنی کمر میں تہبند باندھیں گے۔ وہ اپنے پہلوؤں کو پاک وصاف رکھیں گے۔ ان کی کتاب (قرآن مجید) ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی (وہ قرآن مجید کے حافظ ہوں گے یا انہیں قرآن مجید کی کئی آیتیں اور سورتیں یاد ہوں گی) وہ نماز کے لئے ایسے صفیں باندھیں گے جیسے جہاد کے لئے صفیں باندھی جاتی ہیں۔ وہ قربانیوں کے ذریعے میرا قرب حاصل کریں گے۔ وہ رات کے راھب اور دن کے شیر ہوں گے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص116)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا یہ وہ جگہ ہے جہاں آخری نبی کا ظہور ہوگا:

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ سیدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو کہیں دور چھوڑ آئیں تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ حضرت ھاجرہ اور سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑنے کے لئے سواری پر سوار ہوئے وہ سواری جب کسی سرسبز وشاداب جگہ سے گزرتی تو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے اے جبرائیل! یہاں اتر جائیں؟ تو جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے یہاں نہیں اترنا جب وہ جگہ آگئی جہاں اب کعبہ معظمہ ومکہ مکرمہ ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہاں اتر جائیں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جبرائیل! یہاں اس زمین میں نہ تو کھیتی باڑی نظر آتی ہے اور نہ ہی کوئی جانور نظر آتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے خلیل یہ وہی جگہ ہے جہاں آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اس نبی کے ذریعہ ہی کلمہ علیا کی تکمیل ہوگی۔

امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کی نسل میں کئی قبائل پیدا ہوتے رہیں گے حتی کہ ان میں نبی اُمی خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگا۔ اور محمد بن کعب القرضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب سیدہ حضرت ہاجرہ علیھا السلام اپنے بیٹے سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ سرزمین مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہوئیں تو ایک ملاقات کرنے والے نے آپ سے ملاقات کی اور کہا اے ہاجرہ! آپ کا یہ فرزند کئی قبائل کا باپ ہوگا اور آخرالزماں نبی امی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور انہیں کی قوم میں سے ہوگا اور وہ نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حرم شریف میں رہنے والے ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص116)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کے جدامجد کے حق میں بددعا سے موسیٰ علیہ السلام کو روک دیا:

طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابوامامہ الباھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب معد بن عدنان چالیس افراد لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں گئے اور انہیں خوف زدہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ان لوگوں کے لئے بددعا نہ کروانہی لوگوں میں سے نبی امی بشیر ونذیر کا ظہور ہوگا انہی میں سے وہ امت مرحومہ پیدا ہوگی جنہیں امت محمدی ہونے کا شرف حاصل ہوگا وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے تھوڑے سے رزق پر بھی راضی ہوجائیں گے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) ان کے تھوڑے سے عمل پر بھی راضی ہوجائے گا ان میں سے جو لا الہ الا اللہ کہہ دے گا اللہ (تبارک وتعالیٰ) اسے جنت میں داخل کردے گا ان کے نبی کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا وہ انتہائی عاجزی کرنے والے حکمت ودانائی سے گفتگو کرنے والے اور حلم و بردباری والے ہوں گے۔ میں دنیا کے بہترین قبیلے قریش سے انہیں پیدا کروں گا اور قریش کے بہترین افراد سے ان کا ظہور ہوگا وہ بھلائی کی طرف سے ہیں سراپا خیر ہیں اور بھلائی کی طرف ہی معبوث ہوں گے وہ اور ان کی امت بھلائی کی طرف ہی جانے والے ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص116)

عبداللہ بن عمرو تورات سے حضور کی تعریف بتاتے ہیں:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی میں نے ان سے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو اوصاف تورات میں بیان کئے گئے ہیں مجھے وہ بیان کریں انہوں نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے

اوصاف تورات میں بیان ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جو اوصاف تورات میں بیان ہوئے ہیں ان میں سے کچھ اوصاف تو قرآن مجید میں بھی بیان فرمائے گئے ہیں تورات میں ہے اے محبوب پیغمبر! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِلْاُمِّيِّيْنَ، اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلُ، بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ نَّقْبِضَهٗ حَتّٰى تُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيُنْفَتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صَمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔

ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے آپ ان پڑھوں کی پناہ گاہ ہیں آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے وہ تندخو اور سخت مزاج والے نہیں ہوں گے اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ درگذر فرمائیں گے اور معاف فرمائیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اس وقت تک ان کا وصال نہیں فرمائے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جائے یعنی وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دیں، اللہ (تبارک وتعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت عطا فرمائے گا بہرے کانوں کو سماعت کی قوت عطا فرمائے گا اور ان کے ذریعے بند دلوں کو کھول دے گا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 717، مشکوۃ شریف ص 512، حجۃ اللہ علی العلمین ص 105، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 296، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 308، الوفا ابن جوزی ص 37، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 18)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اسی طرح بیان کئے ہیں کہ تورات میں اس طرح بیان کئے گئے ہیں جس طرح اوپر حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیں۔

(الوفا ص 38، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 19، حجۃ اللہ علی العلمین ص 133)

سیدنا حیدر کرار اور پادری

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک گرجا گھر کے قریب فروکش ہوا میرے پاس وہاں کا پادری آیا اس نے عرض کی اے امیر المومنین میں نے اپنے آباء کی وراثت سے ایک کتاب پائی ہے اس کتاب کو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے تحریر کیا ہے اگر آپ پسند فرمائیں تو میں وہ آپ کو پڑھ کر سناؤں

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ کتاب میرے پاس لے آؤ پادری وہ کتاب امیرالمومنین کے پاس لے کر آیا اس میں لکھا ہوا تھا سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں جس نے جو فیصلہ کردیا اور جو لکھنا تھا لکھ دیا وہ ان پڑھوں میں ایک رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معبوث فرمائے گا وہ رسول معظم انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں گے وہ انہیں جنت کے راستے پر چلائیں گے وہ سخت مزاج اور تند خو نہیں ہوں گے نہ ہی وہ بازاروں میں شور کریں گے اور نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ وہ درگذر کریں گے اور معاف فرمائیں گے ان کی امت ہر لحظہ اپنے رب کی حمد وثنا کرے گی وہ ہر اترائی اور چڑائی پر اپنے رب کی تعریف کرے گی ان کی زبان پر ہر وقت تکبیر وتہلیل رہے گی وہ اپنے دین کو ہر دشمن سے محفوظ رکھیں گے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین)

جنات اور کاہنوں کی زبان پر ذکر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سواد بن قارب کا ایمان لانا اور جنات:

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم سے تھے یہ اسلام لانے سے پہلے شاعر بھی تھے اور کاہن بھی تھے حضرت محمد بن کعب القرضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس سے ایک شخص کا گذر ہوا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ شخص جو ابھی ہمارے پاس سے گذر گیا ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تو انہیں بتایا گیا کہ یہ شخص سواد بن قارب ہے جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم سے ہے یہ وہ شخص ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اس کے تابع ایک جن تھا اس جن نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور اقدس کی خوشخبری سنائی تھی۔

اس سے قبل ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے پوچھا تھا کہ اے لوگو! کیا تم میں سواد بن قارب موجود ہیں؟ کسی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا لیکن جب اگلے سال حج کا مہینہ آیا اور لوگ دور دراز سے حج کے لئے مکہ معظّمہ پہنچے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ لوگوں سے کہا اے لوگو! کیا تم میں سواد بن قارب موجود ہیں؟ ان کے اسلام لانے کا واقعہ بہت عجیب ہے میں وہ ان کی زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کیفیت میں تھے کہ سواد بن قارب ملتے بھی ہیں کہ نہیں؟ کہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین یہی سواد بن قارب ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کیا آپ سواد بن قارب ہیں انہوں نے کہا جی ہاں! میں ہی سواد بن قارب ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور اقدس کی بشارت لے کر جن تمہارے پاس آیا تھا؟ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا جی ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور اقدس کی خوشخبری میرے پاس جن لایا

تھا جن نے مجھے بتایا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے مزید استفسار کیا کہ کیا آپ اسلام لانے سے پہلے کاہن بھی تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سن کر حضرت سواد بن قارب غصے میں آ گئے اور کہا اے امیر المومنین! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کبھی کسی شخص نے مجھ سے ایسی بات نہیں کہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا سبحان اللہ! ہم تو اسلام لانے سے قبل اس سے بھی بہت بڑے گناہ شرک میں مبتلا تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے رب کائنات ہمیں معاف فرما ہم دور جاہلیت میں اس سے بھی عظیم گناہ میں مبتلا تھے ہم بتوں اور پتھروں کی پوجا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اسلام جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے اسلام لانے کا واقعہ سنانے کو کہا اسے کہا کہ آپ بیان کریں کہ کس طرح تجھے اسلام نصیب ہوا اس نے کہا اے امیر المومنین! ایک رات میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا کہ میرے پاس میرا جن آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو، میری گفتگو غور سے سنو اور اگر تم عقل ودانش کے مالک ہو تو اسے سمجھنے کی کوشش بھی کرو بلاشبہ قبیلہ لوئی بن غالب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں وہ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور نیکی کی دعوت دیتے ہیں صرف اسی ایک ذات کی عبادت کرنے کا کہتے ہیں پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وتَطَلاَّ بِهَا ۔ وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِاَقْتَابِهَا

مجھے جنات اور ان کی جستجو پر تعجب ہوا اور ان کا اونٹنیوں کو پالانوں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدیٰ ۔ مَاصَادِقُ الْجِنِّ كَكَذَّابِهَا

وہ مکہ مکرمہ میں فروکش ہوتے ہیں اور ہدایت کی جستجو کرتے ہیں جنات میں سے سچا ان میں سے جھوٹے کی طرح نہیں ہے۔

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ ۔ لَيْسَ قُدَّا مَهَا كَاَذْنَا بِهَا

خاندان ہاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف چلو اس کے عظیم لوگ اس کے معمولی لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔

میں نے اس جن کو کہا مجھے سونے دو میں نے وہ ساری رات اونگھتے ہوئے گذار دی میں اپنی چار پائی سے نہ اٹھا وہ

جن دوسری رات پھر میرے پاس آ گیا پھر اس نے پہلی رات والی حرکت کی یعنی مجھے ٹانگ ماری اور پہلی رات کی طرح کہا اے سواد بن قارب! اٹھو میری بات کو غور سے سنو اور اگر عقل ودانش رکھتے ہو تو اسے سمجھو کہ قبیلہ لوئی بن غالب میں آخر الزماں پیغمبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے وہ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور نیکی کی دعوت دیتے ہیں صرف اسی ایک ذات کی عبادت کا کہتے ہیں اس کے بعد اس نے پھر یہ اشعار پڑھے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَخْبَارِهَا ۔ وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَكْوَارِهَا

مجھے جنات اور ان کے ایک دوسرے کو خبردار کرنے پر تعجب ہوا اور اونٹوں کو ان کے کجاووں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی ۔ مَامُؤْ مِنَ الْجِنِّ لِكُفَّارِهَا

وہ مکہ مکرمہ کی جانب جاتے ہیں اور ہدایت کے خواہاں ہیں اور مومن جنات کافر جنات کی طرح نہیں ہیں۔

فَارْ حَل اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ ۔ بَيْنَ رَوَابِيْهَا وَاَحْجَارِهَا

بنو ہاشم کے پاکباز شخص کی طرف سفر کرو جو اس کے پتھروں اس کی چٹانوں کے درمیان سکونت پذیر ہے۔

میں نے جن سے کہا مجھے چھوڑ دو میں سونا چاہتا ہوں میں نے دوسری رات بھی اسی طرح اونگھتے ہوئے گذار دی اور میں جن کی اس بشارت کی وجہ سے عازم سفر نہ ہوا۔

تیسری رات وہی جن پھر میرے پاس آیا اس نے پھر مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو میری بات کو دھیان سے سنو اور اگر تم عقلمند ہو تو میری بات کو سمجھو بے شک قبیلہ لوئی بن غالب سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر کا ظہور ہو چکا ہے وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور وہ نیکی کی طرف بلا رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ صرف اس ذات وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتُجَسَّاسِهَا ۔ وَشَدَّهَا الْعِيْسَ بِاَحْلَاسِهَا

مجھے جنات اور ان کی جستجو پر تعجب ہوا اور اونٹوں کو کجاوے کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی ۔ مَاخَيْرُ الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

وہ مکہ کی طرف جاتے ہیں اور ہدایت طلب کرتے ہیں اچھے جن بروں کی طرح نہیں ہیں۔

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَۃِ مِنْ ھَاشِمٍ ۔ وَاسْمِ بِعَیْنَیْکَ اِلٰی رَاْسِھَا

بنوھاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف سفر کرو اور اپنی آنکھوں کو ان کے سردار کی طرف بلند کرو۔

میں اپنے جن کا یہ پیغام سن کر کھڑا ہوگیا میں نے سوچا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دل کو تقویٰ کے لئے چن لیا ہے میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں آ گیا میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد حلقہ بنائے بیٹھے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک جب مجھ پر پڑی تو آپ نے فرمایا اے سواد بن قارب! میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تجھے یہاں کون لے کر آیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کی توصیف میں چند اشعار لکھے ہیں اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو عرض کروں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہ اشعار سنانے کی اجازت مرحمت فرمائی میں نے یہ نعتیہ اشعار کہے۔

اَتَانِیْ رَئِیْ بَعْدَ لَیْلٍ وَھَجْعَۃٍ ۔ وَلَمْ یَکُ فِیْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِکَاذِبٍ

رات کے وقت نیند کے بعد میرے پاس میرا جن آیا میں نے اس جن کو کئی بار آزمایا وہ جھوٹ نہیں بولا کرتا تھا۔

ثَلَاثَ لَیَالٍ قَوْلُہٗ کُلَّ لَیْلَۃٍ ۔ اَتَاکَ رَسُوْلٌ مِّنْ لُؤَیِ بْنِ غَالِبٍ

برابر تین راتیں وہ جن میرے پاس آتا رہا اور کہتا رہا کہ قبیلہ لوئی بن غالب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول معظم تشریف لا چکے ہیں۔

فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَیْلِ الْاِزَارِ وَوَسَطَتْ ۔ بِیَ الذَّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ بَیْنَ السَّبَاسِبِ

میں نے اپنے ازار کا پہلو اٹھالیا اور مجھے تیز رفتار اونٹنی بیابان کے درمیان لے گئی۔

فَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَارَبَّ غَیْرُہٗ ۔ وَاَنَّکَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور آپ ہر قسم کے علم غیب کے مامون ہیں۔

وَاَنَّکَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَۃً ۔ اِلَی اللّٰہِ یَابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَایِبِ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ کی رو سے تمام مرسلین سے بالاتر ہیں اے معزز ترین اور پاکیزہ ترین افراد کے نور نظر۔

فَمُرْ بِمَا يَأْتِيْكَ يَاخَيْرَ مُرْسَلٍ ۔ وَاِنْ كَانَ فِيْمَا جَآءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ ۔

اے افضل الانبیاء والمرسلین! اس پیغام کا ہمیں حکم دیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے اگرچہ وہ پیغام اپنی شدت کے لحاظ سے بالوں کو سفید کرنے والا ہو۔

وَكُنْ لِّيْ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ لَاذُوْ شَفَاعَةٍ ۔ سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِبْنِ قَارِبِ

اس دن میری شفاعت فرمائیں جس دن آپ کے علاوہ اور کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا اور آپ کے بغیر سواد کی کفائت کرنے والا کوئی نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا کلام سن کر بہت مسرور ہوئے آپ کے صحابہ کرام نے بھی بہت مسرت کا اظہار فرمایا ان کے چہروں سے فرحت وسرور کے آثار بہت نمایاں تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سواد! تو دنیا وآخرت میں کامیاب ہوگیا۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جدا ہی نہ ہوتے تھے اسے فرمایا اے سواد! میں تجھ سے یہ بات سننے کا شدید خواہشمند تھا آپ یہ بتائیں کہ کیا وہ جن اب بھی آپ کے پاس آتا ہے؟ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ جب سے میں نے قرآن مجید کو پڑھنا شروع کیا ہے وہ جن میرے پاس کبھی نہیں آیا قرآن مجید جنات کا بہترین عوض ہے۔

(مستدرک جلد نمبر 4 ص333، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 181، الوفا ابن جوزی ص152، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص285، سیرت نبویہ ابن ہشام ص139، حجۃ اللہ علی العلمین ص181، دلائل النبوت ابونعیم ص62، شواہد النبوت ص200، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص170)

حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مدینہ شریف میں جن کے ذریعے پہلی خبر:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مدینہ منورہ میں جو پہلی خبر پہنچی وہ یہ تھی کہ مدینہ منورہ کی ایک عورت کے تابع ایک جن تھا ایک دن وہ جن پرندے کی شکل میں اس کے گھر کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا اس عورت نے اس جن سے کہا دیوار سے اتر کر نیچے گھر میں آجا جن نے کہا نہیں میں اب نیچے نہیں آؤں گا کیونکہ مکہ مکرمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوچکے ہیں انہوں نے ہمیں شہروں میں رہنے سے منع فرمادیا ہے اور ہم پر بدکاری کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا میں اب نیچے آپ کے پاس نہیں آسکتا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص59، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص188، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص288، الوفا ابن جوزی ص154، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص173، حجۃ اللہ علی العلمین ص183)

دوسری روایت:

ارطاۃ بن منذر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی اس کے پاس ایک جن آیا کرتا تھا کچھ عرصہ گذر گیا کہ اس جن کا اس کے پاس آنا موقوف ہوگیا پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کے پاس آیا تو سہی مگر اس کے گھر میں داخل نہ ہوا بلکہ اس کے مکان کے روشن دان سے اندر جھانکنے لگ گیا اس عورت نے اسے کہا پہلے تو تو نے ایسا کبھی نہیں کیا تو ایک عرصہ کے بعد آیا ہے اور پھر روشن دان سے جھانکنا شروع کر دیا ہے آگے نہیں آ رہا آخر کیا معاملہ ہے؟ جن نے کہا مکہ مکرمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہو چکے ہیں جو کلام مقدس وہ لے کر آئے ہیں میں نے وہ سنا ہے انہوں نے ہم پر زنا کو حرام کر دیا ہے فعلیک السلام پس تجھے سلام۔ (دلائل النبوۃ ابونعیم ص59، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص188، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص173، حجۃ اللہ علی العلمین ص183، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص288)

تیسری روایت:

مدینہ منورہ میں ایک کاہنہ تھی اس کا نام حطیمہ تھا ایک جن اس کے تابع تھا ایک دن وہ جن آ کر اس کے گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا اس عورت نے جن سے کہا آج تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو آج میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو رہا تا کہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر گفتگو کریں جن نے کہا مکہ مکرمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہو چکے ہیں انہوں نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے اس عورت نے اہل مدینہ کو یہ خبر سنائی یہ وہ پہلی خبر تھی جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اہل مدینہ کو پہنچی۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص59، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص188، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص173، حجۃ اللہ علی العلمین ص183)

ابلیس کا پوتا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک

دن مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ پر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا شخص جس کے ہاتھ میں عصا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آتے ہی اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اسے فرمایا تیرا لب ولہجہ جنات کا سا ہے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا گویا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپ ہیں اس نے کہا جی ہاں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تیری عمر کتنی ہے اس نے عرض کیا میں نے (نسل انسانیت) کا کچھ حصہ چھوڑ کر باقی تمام دور دیکھا ہے قابیل نے جب ہابیل کو قتل کیا میری عمر اس وقت چند سال ہی تھی میں اس وقت نوعمر لڑکا تھا ہر بات کی سمجھ بوجھ مجھ میں اس وقت تھی۔ ویران ٹیلوں پر میں آتا جاتا تھا لوگوں کے خورد ونوش کی چیزوں کو خراب کر دیا کرتا تھا اور ان کے دلوں میں قطع رحمی کے جذبات پیدا کیا کرتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو بہت برا کام ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم یہ تو کسی زینت پرست بوڑھے اور قابل سرزنش نوجوان کا فعل ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ شیطان کے پرپوتے ہامہ جن نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے متعلق کچھ بدگمانی نہ کریں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے بداعمال سے توبہ کرنے والا ہوں میں سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ بھی رہا ہوں جب وہ اپنی قوم کے مسلمانوں کے ساتھ اپنی مسجد میں رہتے تھے میرا ان سے اس بات پر جھگڑا بھی ہوجاتا تھا کہ وہ اپنی قوم کو طویل ترین سرکشی کے باوجود دعوت حق کیوں دیتے ہیں؟ تاآنکہ وہ ان کی سرکشی پر غم کی وجہ سے رو پڑتے اور مجھے بھی رلا دیتے انہوں نے فرمایا میں اس پر نادم ہوں اور میں جاہل بننے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے ایک دن سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی حضور! سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے ہابیل کے قتل کے جرم میں میں بھی شریک تھا کیا بارگاہ الٰہی میں میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ سیدنا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے ہامہ دائمی حسرت وندامت (قیامت) سے پہلے بڑھ چڑھ کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال میں مشغولیت رکھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھ پر جو صحیفے اتارے گئے ہیں ان میں ہے کہ جو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کے لئے آتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے خواہ اس کے گناہ کتنے بڑے ہی کیوں نہ ہوں اور وہ کتنا بڑا گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔

اے ہامہ! اٹھ وضو کر اور بارگاہ الٰہی میں دو سجدے ادا کر میں نے سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے فرمان پر عمل پیرا ہو کر سجدے کیئے تو انہوں نے مجھے آواز دے کر کہا ہامہ! سجدے سے سر اٹھا لو تیری توبہ کا پروانہ آسمان سے آ گیا ہے میں ان سے یہ سنتے ہی فوراً پھر سجدے میں گر گیا اور ایک سال تک سجدے میں ہی پڑا رہا۔

ابلیس کے پڑپوتے ہامہ جن نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کے مسلمان اہل قوم کے ساتھ بھی میں رہتا رہا اور ان سے بھی اس بات پر جھگڑتا تھا کہ آپ (لوگوں کی مسلسل نافرمانی کے باوجود) اس قوم کو راہ حق کی دعوت کیوں دیتے ہیں؟ تا آنکہ سیدنا حضرت ہود علیہ السلام بھی قوم کی سرکشی پر رو پڑے اور مجھے بھی رلا دیا انہوں نے بھی یہی جملہ کہا کہ اس پر نادم ہوں اور جہالت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھی کثرت سے حاضر ہوتا رہا سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں بھی میرا ایک خصوصی مقام تھا میں سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام سے بھی وادیوں میں ملتا رہا اور اب بھی ان سے ملتا ہوں میں نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی تھی انہوں نے مجھے تورات کا کچھ حصہ سکھلایا اور مجھے فرمایا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تیری ملاقات ہو تو انہیں میرا سلام کہنا پھر میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوا اور انہیں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی مجھے فرمایا اے ہامہ! اگر تیری ملاقات حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہو تو ان کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کرنا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہامہ جن سے یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چشماں مبارک سے آنسو چھلک پڑے اور آپ رو دیئے اور ارشاد فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی تا قیامت میرا سلام ہو اور اے ہامہ! تیری اداء امانت کے سبب تجھ پر بھی میرا سلام ہو ہامہ جن نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھ پر احسان فرمایا تھا اور مجھے تورات کا کچھ حصہ سکھایا تھا آپ بھی مجھ پر احسان فرمائیں اور کلام الٰہی سے مجھے کچھ سکھلا دیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات، سورۃ نباء، سورۃ تکویر، سورۃ اخلاص اور سورۃ معوذتین کی تعلیم دی اور اسے ارشاد فرمایا اے ہامہ اگر تجھے کوئی حاجت ہو تو بتاؤ

اور گا ہے بگا ہے پھر بھی ہم سے ملتے رہنا۔

حضور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں ہمیں نہیں معلوم کہ وہ ہامہ جن زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 183، دلائل النبوت ابو نعیم ص 219)

تمیم داری کو جن سے حضور کی خبر اور اس کا اسلام لانا:

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے میں اس وقت ملک شام میں تھا میں کسی ضرورت کے لئے وہاں شہر سے باہر گیا ادھر ہی شام ہو گئی اور رات کی تاریکی چھا گئی میں نے بلند آواز سے کہا میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ میں ہوں اس کے بعد میں نے وہاں سونے کا ارادہ کر لیا سونے کے لئے ابھی لیٹا ہی تھا کہ مجھے ایک ندا سنائی دی ندا دینے والا کہہ رہا تھا پناہ صرف رب العلمین سے حاصل کی جائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے خلاف کوئی بھی جن کسی کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا میں اس غیبی ندا کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے اسے کہا آپ کا اس بات سے آخر مقصد کیا ہے؟ اس غیبی آواز نے کہا غور سے سن لیں! آخر الزماں پیغمبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے مقام حجون میں ان کی اقتدا میں نماز ادا کی ہے اور ہم نے ان کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہے ہم نے ان کی اتباع کی ہے۔

ان کے تشریف لانے سے جنات کا مکروفریب ختم ہو گیا ہے اب انہیں آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے حضور نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جا کر اسلام قبول کر لو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

صبح اٹھ کر میں وہاں ایک راھب کے پاس گیا اسے رات کی ساری سرگذشت سنائی راھب نے سن کر کہا اس نے تیرے ساتھ سچی بات کی ہے ہم اپنی کتب میں بھی ان کا ذکر خیر پڑھتے ہیں ایک حرم (مکہ مکرمہ) سے ان کا ظہور ہو گا اور دوسرا حرم یعنی مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہو گی وہ سب انبیاء ورسل سے افضل ہیں ان سے کبھی بھی آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوا جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ طور پر تبلیغ فرماتے تھے مگر واضح ہو ایک روایت کے مطابق حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد از ہجرت ۹ ھ میں اسلام قبول کیا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص184 خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص179، الوفا ابن جوزی ص156، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص294)

بنوتمیم کے ایک شخص کو جن نے مدینہ منورہ کی راہ دکھائی اور اسلام لانے کا کہا:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنوتمیم کے ایک شخص نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کیا اس نے کہا کہ مجھے ایک رات ریت کے ٹیلے کے پاس سے گذرتے ہوئے نیند نے آلیا لہٰذا سونے کی غرض سے میں اپنی سواری سے اتر آیا سواری کو باندھ کر سونے لگا تو میں نے سونے سے پہلے بلند آواز سے کہا میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ حاصل کرتا ہوں پھر میں سو گیا مگر ایک ڈراؤنے خواب نے مجھے جگا دیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں نیزہ ہے جسے وہ میری اونٹنی کے حلق میں اتارنا چاہتا ہے میں خوف زدہ ہو کر اٹھا اِدھر اُدھر دائیں بائیں دیکھا مگر مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی میں اسے ایک ڈراؤنا خواب سمجھ کر دوبارہ پھر سو گیا مجھے خواب میں دوبارہ وہی منظر نظر آیا تو میں پھر دوبارہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی پر لرزہ طاری ہے مگر مجھ پر نیند کا غلبہ تھا لہٰذا میں اس بات کی پرواہ کئے بغیر پھر سو گیا تیسری دفعہ خواب میں مجھے وہی ہیبت ناک منظر نظر آیا جس نے میری نیند کو عنقا کر دیا اور میں مکمل طور پر بیدار ہو گیا اب مجھ پر نیند کا کوئی اثر نہ تھا میں نے پھر دیکھا کہ میری اونٹنی کانپ رہی ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھے اسی طرح کا ایک جوان نظر آیا جس طرح کا میں نے خواب میں دیکھا تھا اس نوجوان کے ہاتھ میں واقعی نیزہ تھا مگر ایک بوڑھے شخص نے اسے روک رکھا تھا وہ نوجوان میری اونٹنی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ معمر شخص اس کے ہاتھوں کو روکے ہوئے تھا اور اسے میری اونٹنی سے دور ہٹا رہا تھا۔

اسی اثناء میں وہاں تین جنگلی بیل آ گئے اس معمر شخص نے اس نوجوان سے کہا ان تین بیلوں میں سے ایک بیل اس اونٹنی کے عوض لے جا اور یہاں سے چلا جا وہ جوان ان بیلوں میں سے ایک بیل لے کر وہاں سے چلا گیا پھر وہ بزرگ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے کہا آئندہ جس وادی میں بھی تمہارا قیام ہو اور تمہیں اس وادی میں کوئی خطرہ محسوس ہو تو یہ کہا کرو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ ھَوْلِ ھٰذَا الْوَادِیْ یعنی میں اس وادی کے خطرات سے رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ کسی بھی جن سے پناہ حاصل نہ کیا کرو اب جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں۔

میں نے اس بزرگ سے پوچھا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے

پیارے پیغمبر ہیں نہ وہ شرقی ہیں نہ وہ غربی ہیں میں نے اس سے پوچھا ان کا مسکن کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ کھجوروں والی سرزمین یثرب میں تشریف فرما ہیں چنانچہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عازم مدینہ منورہ ہوا اور مدینہ منورہ پہنچ گیا میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ پیش آنے والا واقعہ مجھے خود ہی سنا دیا پھر مجھے دعوت اسلام دی جو میں نے قبول کر لی اور میں مسلمان ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 184، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 295)

خریم بن فاتک کو جن نے اسلام کی راہ دکھائی:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں اپنے کچھ جانوروں کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ ایک ابرق عزرف نامی جگہ پر مجھے نیند نے آلیا سونے سے پہلے میں نے بلند آواز سے کہا میں یہاں کے نادانوں سے یہاں کے سردار کی پناہ لینا چاہتا ہوں بس میرا اتنا کہنا تھا کہ اچانک کسی نے مجھے پکار کر کہا۔

عُذْیَافَتٰی بِاللّٰہِ ذِالْجَلَالِ ۔ وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَآءِ وَالْاِفْضَالِ

اے نوجوان اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگ جو صاحب جلال ہے بزرگ و برتر ہے نعمتیں عطا فرمانے والا اور احسان فرمانے والا ہے۔

وَاقْرَءْ بِایَاتٍ مِنْ الْاَنْفَالِ ۔ وَوَحِّدِاللّٰہَ وَلَاتُبَالِ

سورہ انفال کی آیات مبارکہ پڑھ اور توحید خداوندی کا اقرار کرتے ہوئے کچھ فکر نہ کر۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کلام سن کر میں سخت خوف زدہ ہو گیا جب کچھ دیر کے بعد میرے اوسان کچھ بحال ہوئے تو میں نے بھی اسے شعروں میں جواب دیا جو یہ تھا۔

یٰۤاَیُّھَا الْھَاتِفُ مَاتَقُوْلُ ۔ اَرُشَدٌ عِنْدَکَ اَمْ تَضْلِیْلُ ۔

وَبَیِّنْ لَّنَا ھُدِیْتَ مَاالسَّبِیْلُ

اے غیب سے پکارنے والے تو کیا کہنا چاہتا ہے تیرے پاس کیا ہے ہدایت ہے یا گمراہی؟ تو ہمیشہ ہدایت یافتہ رہے ہمارے لئے بیان کر کہ ہدایت کا راستہ کیا ہے۔

اس غیب سے آواز دینے والے نے جواب میں کہا۔

جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُوالْخَيْرَاتِ ۔ بِيَثْرِبَ يَدْعُوْ اِلَى النَّجَاةِ

خیر و بھلائی والے رسول معظم یثرب میں تشریف لا چکے ہیں وہ نجات کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

جَآءَ بِيٰسٓ وَحَامِيْمَاتٍ ۔ وَسُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتٍ

وہ سورۃ یسین اور حم والی سورتیں لے کر آئے ہیں اور مفصلات کے بعد اور بھی کئی سورتیں آپ کے پاس ہیں۔

مُحَرِّمَاتٍ وَمُحَلِّلَاتٍ ۔ يَاْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ

وہ صورتیں حرام اور حلال کرنے والی ہیں وہ ہمیں نماز اور روزے کا حکم دیتے ہیں۔

وَيَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْحِصَاتِ ۔ قَدْ كُنَّ فِي الْاِسْلَامِ مُنْكَرَاتٍ

وہ لوگوں کو بدکاریوں سے دور فرمائیں گے تمام بدکاریاں اسلام میں برائیاں ہیں۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے پھر اس غیبی آواز والے کو کہا

اَرْشِدْنِيْ رُشْدًا بِهَا هُدَيْتَ ۔ لَاجُعْتَ يَاهٰذَا وَلَاعَرِيْتَا

جو تجھے ہدایت ملی ہے وہ مجھے بھی دے دے اے اللہ کے بندے تو کبھی بھوکا نہ ہو اور نہ غمزدہ۔

وَلَا صَحِبْتَ صَاحِبًا مُقِيْتًا ۔ لَايَثْوِيَنَّ الْخَيْرَ اِنْ ثُوِبْنَا

اور تجھے کبھی برا ساتھی نہ ملے بلکہ ایسا ساتھی ملے کہ تم اگر بھلائی کو دفن بھی کر دو تو وہ ایسا نہ کرے۔

حضرت خریم فرماتے ہیں کہ اب وہ غیبی آواز میرے پیچھے پیچھے چل رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

صَاحَبَكَ اللّٰهُ وَسَلَّمَ نَفْسَكَا ۔ وَبَلَّغَ الْاَهْلَ وَسَلَّمَ رَحْلَكَا

اللہ تبارک وتعالیٰ تیرا ساتھی ہو تمہیں سلامتی سے گھر پہنچائے اور تیری سواری کی حفاظت کرے۔

اٰمِيْنَ بِهٖ اَفْلَحَ رَبِّيْ حَقَّكَا ۔ وَنَصْرُ نَبِيًّا عَزَّ رَبِّيْ لَصْرَكَا

اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لے آ وہ تمہاری نگہبانی کرے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام بن جا وَ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری خوب مدد فرمائے گا۔

حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس غیبی آواز سے کہا کہ اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو میرے یہ

اونٹ میرے اہل خانہ تک پہنچا دے تو میں ابھی اسی وقت ان کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلوں اس غیبی آواز دینے والے نے کہا آپ اس کی پرواہ نہ کریں آپ کی یہ ذمہ داری میں اپنے سر لیتا ہوں آپ کے اونٹ آپ کے گھر پہنچ جائیں گے آپ جائیں اور دولت ایمان سے مالا مال ہوں۔

چنانچہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گیا صحابہ کرام اس وقت نماز جمعہ میں مشغول تھے جب میں اپنے اونٹ کو بٹھا رہا تھا اس وقت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تیرے لئے فرمان اقدس یہ ہے کہ تو جلد ہی مسجد شریف میں داخل ہو جا میں جب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا جس بوڑھے نے تیرے اونٹوں کو تیرے گھر تک پہنچایا اس نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس بزرگ نے اپنی امانت صحیح طرح سے ادا کر دی ہے۔

واضح ہو ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہوئے اشعار کے بعد حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا اضافہ کیا ہے کہ میں نے اس غیبی آواز دینے والے سے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا میں عمرو بن اثال ہوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نجد کے مسلمان جنات پر عامل ہوں میں آپ کے واپس آنے تک آپ کے اونٹوں کی کفایت کروں گا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 185 دلائل النبوت ابونعیم ص 61، الوفا ابن جوزی ص 154)

مسلمان جن نے گستاخ کافر جن کو قتل کر دیا:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبل ابوقبیس جو مکہ مکرمہ میں حرم کے پاس ایک پہاڑ ہے) پر کسی جن نے یہ کہا۔

تَبَحَ اللّٰهُ رَاْیَ کَعْبِ بْنِ فَهْرٍ ۔ مَا اَرَقَّ الْعَقُوْلِ وَالْاَحْلَامِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے کتنی کمزور عقل ہے۔

دِیْنُهَا اَنَّهَا یُعَنَّفُ فِیْهَا ۔ دِیْنُ آبَائِهَا الْحَمَاةِ الْکِرَامِ

اور اس کے دین کی خوب تذلیل کی جاتی ہے حالانکہ یہ اس کے باپ دادا کا دین ہے جو اپنے دین کے حامی اور

بزرگ تھے۔

خَالَفَ الْجِنَّ حِيْنَ يُقْضٰى عَلَيْكُمْ ۔ وَرِجَالُ النَّخِيْلِ وَالْاٰطَامِ

تم پر حملہ کیا جائے گا تو جن اور ریگستانوں اور قلعوں میں رہنے والے لوگ (تمہاری مدد کے لئے) باہم حلیف ہوں گے۔

يُوْشَكُ الْخَيْلُ اَنْ تَرَاهَا تَهَادِىْ ۔

تَقْتُلُ الْقَوْمُ فِىْ بِلَا دِالتِّهَامِىْ

عنقریب تم دیکھو گے کہ نرم خرام لشکر مکہ مکرمہ میں قوم کو قتل کرتا ہوگا۔

هَلْ كَرِيْمٌ مِّنْكُمْ لَهٗ نَفْسُ حُرٍّ ۔ مَاجِدُ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَعْمَامِ

کیا تم میں کوئی عالی نسب آدمی ہے جو بندہ حر ہو اور اس کے باپ دادا اور چچے معزز ہوں۔

ضَارِبٌ ضَرْبَةً تَكُوْنُ نَكَالاً ۔ وَرَوَاحًامِّنْ كُرْبَةٍ وَّاغْتِمَامِ

اور وہ ایسی عبرت آموز ضرب لگائے گا کہ سب رنج وغم دور ہو جائیں گے (فتح مکہ کے لئے آنے والے لشکر کا منہ موڑ دے) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ خبر سارے مکہ مکرمہ میں پھیل گئی اور کفار نے ان اشعار کو حرز جاں بنالیا جبکہ مسلمان پریشان ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ مسعر نامی شیطان ہے اور بتوں کے اندر سے بول کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ذلیل کرے گا کہتے ہیں کہ تین دن بھی نہیں گذرے تھے کہ اسی پہاڑ پر سے یہ آواز سنائی دی۔

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا ۔ لَمَّا طَغٰى وَاسْتَكْبَرَ

ہم نے مسعر کو مار ڈالا کیونکہ وہ سرکش اور متکبر تھا۔

وَسَفَّهَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْكَرَ ۔ قَنَّعْتَهٗ سَلَفًا جَرُوْحًا مُّبْتَرًا

اس نے حق کو جہالت سمجھا اور برائی کو نعمت میں اسے جڑ سے اکھاڑ دینے والی تلوار آبدار سے موت کی نیند سلا دیا۔

بِشَتْمِهٖ نَبِيًّا الْمُطَهَّرًا ۔

کیونکہ وہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سمحج نام کا بہت بڑا جن ہے مگر یہ جب سے مجھ پر ایمان لے آیا

ہے۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔ اس نے مجھے آ کر بتایا کہ میں اس گستاخ جن کا کئی دن سے متلاشی تھا اور اب اسے قتل کر کے یہاں آیا ہوں۔ سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ اس جن کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 176، حجۃ اللہ علی العلمین ص 191)

عمر بن معدیکرب اور کاہن:

عمر بن معدیکرب کو جب اس کے اسلام میں تردد کی وجہ سے عتاب کیا گیا تو اس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میرا یہ تردد میرے لئے بدبختی ہے کیونکہ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی یہ جانتا تھا کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں لوگوں نے پوچھا اے ابوثور! تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا بنوزبید کے درمیان لڑائی اور جھگڑا پھوٹ پڑا جس میں بہت زیادہ خونریزی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان کے دانشمند ایک کاہن کے پاس گئے انہیں بہت زیادہ امید تھی کہ وہ کاہن انہیں ضرور کوئی ایسا طریقہ بتائے گا جس سے انہیں اس مصیبت و پریشانی سے نجات حاصل ہو جائے گی کاہن نے کہا مجھے برجوں والے آسمان کی قسم! مجھے راستوں والی زمین کی قسم! گردوغبار والی ہوا کی قسم! موجزن سمندر کی قسم! راستے والے پہاڑوں کی قسم یہ شوروغوغا ایک اہم کام کی وجہ سے ہے لوگوں نے اس سے پوچھا وہ اہم معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا اس سے مراد کتاب ناطق اور پھاڑنے والی تلوار کے ساتھ نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہے لوگوں نے اس سے پوچھا اس نبی صادق کا ظہور کس جگہ ہوگا اور وہ کس چیز کی دعوت دیں گے؟

اس نے کہا ان کا ظہور امن و آشتی کے ساتھ ہوگا اور وہ فلاح و کامیابی کی طرف دعوت دیں گے وہ جوئے کے تیروں کو باطل قرار دیں گے۔ وہ شراب نوشی، خون ریزی اور دوسرے قبیح امور سے منع فرمائیں گے لوگوں نے اس سے پوچھا ایسے عظیم الشان نبی کس نسل سے ہوں گے؟ کاہن نے کہا وہ ایک معزز بزرگ کی نسل سے ہوں گے وہ عظیم بزرگ کعبہ معظمہ کی کھدائی کریں گے وہ منڈلانے والے پرندوں اور بھوکے درندوں کو کھلانے والے ہیں۔ لوگوں نے اس کاہن سے پوچھا اس عظیم الشان پیغمبر کا نام نامی اسم گرامی کیا ہوگا؟ کاہن نے انہیں بتایا ان کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے ان کو عزت دائمی عطا ہوئی ہے ان کا دشمن ہمیشہ ذلیل ورسوا ہوگا۔

عمر بن معدیکرب نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد بتایا کہ ایک دفعہ وہ ایک یہودی کی مجلس میں گیا اس یہودی کے پاس ایک راھب بیٹھا ہوا تھا اس راھب نے اس یہودی کو بتایا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ ذیشان نبی ہیں جن

کی بشارت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص178، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص282)

حضرت لہیب بن مالک کو کاہن نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بتایا:

حضرت لہیب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے کہانت کا ذکر کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر میرے والدین قربان ہوں ہم وہ پہلے لوگ ہیں جنہیں معلوم ہوگیا تھا کہ آسمان کی حفاظت کردی گئی ہے شیاطین کو آسمانوں سے چوری چھپے باتیں سننے سے روک دیا گیا ہے۔ اور اب انہیں ڈانٹ بھی پڑتی ہے اگر وہ آسمانوں سے پوشیدہ باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا ایک خطر بن مالک نام کا کاہن تھا ہم اس کے پاس گئے وہ ایک سو اسی سال کی عمر کا تھا وہ ہمارے کاہنوں میں سب سے زیادہ صاحب علم تھا ہم نے اس سے پوچھا اے خطر! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ انگارے ہمیں کیوں مارے جاتے ہیں؟ ہم ان انگاروں کی وجہ سے خوف زدہ بھی ہیں اور اپنے انجام سے ہراساں بھی۔

اس نے ہمیں کہا تم میرے پاس کل سحری کے وقت آنا اس وقت میں تمہیں بتاؤں گا کہ اس سے بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا برائی کا چنانچہ اس دن ہم سب واپس چلے گئے اور اگلے دن سحری کے وقت اس کے پاس گئے ہم نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہے آنکھیں اس کی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں۔ ہم نے اسے آواز دی کہ اے خطر! اس نے اشارے سے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا ہم اس کے اشارے پر خاموش ہوگئے ناگاہ اسی وقت آسمان سے ایک عظیم ستارہ ٹوٹا اس ستارے کے ٹوٹنے پر خطر بلند آواز سے چلانے لگ گیا اور کہنے لگ گیا ہائے نشانے پر لگ گیا نشانے پر لگ گیا اس کی سزا نے اسے ڈھانپ دیا عذاب نے اسے جلدی سے آلیا شہاب نے اسے جلا کر رکھ دیا سزا نے اسے ختم کر دیا ہائے! اس کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے غم سے وہ نڈھال ہوچکا ہے۔ اب اس کا پھندا ٹوٹ چکا ہے۔ اس کی حالت تبدیل ہوچکی ہے اتنی باتیں کرنے کے بعد خطر کو خاموشی لگ گئی کافی دیر تک وہ خاموش رہا پھر اس نے کہا اے بنو قحطان! میں تمہیں سچ سچ بتائے دیتا ہوں کہ۔

اُقْسِمُ بِالْکَعْبَۃِ وَالْاَرْکَانِ ۔ وَالْبَلَدِ الْمُؤْتَمِنَ السُّکَّانِ

میں کعبہ اور اس کے ارکان کی قسم اٹھاتا ہوں اور اس مقدس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں جو اپنے رہائشیوں کو امن دینے والا ہے۔

قَدْ مُنِعَ السَّمْعُ عَتَاۃُ الْجَانِّ ۔ بِثَاقِبٍ مِّنْ کَفِّ ذِیْ سُلْطَانِ

سرکش جنات کو باتیں سننے سے روک دیا گیا ہے اب اگر وہ باتیں سننے کی کوشش کریں تو انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے شہاب ثاقب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مِنْ اَجَلِ مَبْعُوْثٍ عَظِیْمِ الشَّانِ ۔ یُبْعَثُ بِالتَّنْزِیْلِ وَالْقُرآنِ

یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ ایک بہت بلند عظمت والے رسول مبعوث ہوئے ہیں وہ تنزیل اور قرآن لے کر تشریف لائے۔

بِالْھُدیٰ وَفَاضِلِ الْاَدْیَانِ ۔ تُنْفٰی بِہٖ عِبَادَۃُ الْاَوْثَانِ

وہ ہدایت اور افضل دین کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بتوں کی عبادت ختم ہو جائے گی۔ ہم نے اسے کہا اے خطر! تو نے عجیب واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق تو اپنی قوم کو کیا مشورہ دیتا ہے؟ اس نے کہا۔

اَریٰ لِقَوْمِیْ مَااَریٰ لِنَفْسِیْ ۔ اَنْ یَّتَّبِعُوْا خَیْرَ نَبِیِّ الْاِنْسِ

میں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اپنی قوم کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں سے بہترین نبی کی پیروی کریں۔

بُرْھَانُہٗ مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ ۔ یُبْعَثُ فِیْ مَکَّۃَ دَارِالْحَمْسِ
بِمُحْکَمِ التَّنْزِیْلِ غَیْرِاللُّبَسِ

اس کی دلیل سورج کی شاعوں کی طرح روشن ہوگی وہ مکہ مکرمہ دار حمس میں مبعوث ہوں گے وہ ایسی عظیم الشان کتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے جس میں التباس کا کوئی شائبہ تک نہ ہوگا۔

ہم نے اسے کہا اے خطر! اتنی بلند عظمت وشان والے نبی کس قبیلہ سے تشریف لائیں گے؟ اس نے کہا مجھے اپنی زندگی کی قسم وہ قبیلہ قریش سے ہوں گے وہ بہت حلیم ہوں گے وہ طیش میں نہیں آیا کریں گے اور ان کے خلفاء عیش وعشرت کی زندگی بسر نہیں کیا کریں گے۔ ان کے پاس آل قحطان اور آل قریش کا ایک عظیم الشان لشکر جمع ہو جائے گا۔

ہم نے خطر سے کہا اے خطر! وہ عظمت والے پیغمبر قبیلہ قریش کی کس شاخ سے مبعوث ہوں گے؟ اس نے کہا مجھے ارکان والے بیت اللہ کی قسم وہ بنو ہاشم سے ہوں گے بنو ہاشم کریم لوگوں کا قبیلہ ہے۔ انہیں جہاد کرنے کی اجازت ہوگی وہ

ہر ظلم کو مٹادیں گے جنات کے سردار نے مجھے یہی باتیں بتائی ہیں جو میں نے آپ کو بتا دی ہیں پھر خطر نے بلند آواز سے کہا اللہ اکبر حق آ گیا اور غالب بھی ہو گیا جنات کا پوشیدہ گفتگو کا سننا ختم ہو گیا۔

اس گفتگو کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور ساتھ ہی بے ہوش ہو گیا تین دن تک اس پر بیہوشی طاری رہی اس کے بعد جونہی ہوش میں آیا تو اس نے کہا لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ہم سے یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہا اور فرمایا اس نے نبوت کی طرح باتیں کی ہیں قیامت کے دن جب وہ اٹھایا جائے گا تو تنہا ایک امت ہوگا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص117، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص300)

یمن کے بادشاہ کو کاہنوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی:

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سند سے بیان فرمایا کہ یمن کے بادشاہ ربیعہ بن نصر نے ایک بہت ہی ڈراؤنا خوفناک خواب دیکھا وہ اس خواب سے ہراساں ہو گیا لہٰذا اس نے نجومیوں، کاہنوں، جادوگروں اور قیافہ شناسوں کو اپنے دربار میں جمع کیا اور انہیں کہا میں نے ایک بہت ہی ہولناک خواب دیکھا ہے اس کی وجہ سے میں پریشان ہوں آپ لوگ مجھے میرا وہ خواب بھی بتائیں اور اس کی تعبیر بھی ان سب نے کہا بادشاہ سلامت! آپ ہمیں خواب بتائیں ہم آپ کو اس کی تعبیر بتا دیں گے جب تک آپ اپنا خواب نہیں بتائیں گے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ہم اس کے متعلق کچھ جانتے ہیں بادشاہ نے کہا اگر میں اپنا خواب خود تمہیں بیان کروں تو پھر تمہاری بیان کردہ تعبیر سے میں مطمئن نہیں ہو سکوں گا مجھے تو ایسا آدمی چاہیے جو میرا خواب اور اس کی تعبیر دونوں ہی از خود بیان کرے انہوں نے کہا اگر آپ اس طرح معلوم کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ شق یا سطیح کو اپنے دربار بلائیں ان سے پوچھیں یہ معمہ یہی دو شخص حل کر سکتے ہیں شاہ یمن ربیعہ بن نصر نے ان دونوں کو اپنے دربار میں طلب کیا ان میں سے سطیح بادشاہ کے دربار میں پہلے پہنچ گیا بادشاہ نے اسے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے آپ مجھے وہ خواب بھی بیان کریں اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہی دیں سطیح نے کہا بادشاہ سلامت! میں آپ کو آپ کا خواب اور اس کی تعبیر دونوں ہی بتا دیتا ہوں آپ نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کھوپڑی ہے جو تاریکی سے ظاہر ہو کر تہامہ میں گر گئی ہے اور اس نے سب چیزوں کو کھا لیا ہے۔

بادشاہ نے کہا اے سطیح تو نے بالکل بعینہ وہی کچھ بیان کیا ہے جو میں نے خواب میں دیکھا ہے اب اس کی تعبیر بھی بیان کر دے۔ سطیح نے کہا مجھے قسم ہے ان پہاڑوں کی جو یمن اور مدینہ کے درمیان ہیں اے بادشاہ! آپ کی اس سرزمین پر

حبشہ کے لوگ آئیں گے اور یمن کی حکومت پر قبضہ کرلیں گے۔ شاہ یمن نے کہا اے سطیح یہ تعبیر تو ہمارے لئے سخت تکلیف دہ اور تشویشناک ہے آپ یہ بتائیں کہ وہ لوگ ہمارے اس ملک میں کب آئیں گے میرے عہد حکومت میں آئیں گے یا میرے بعد؟ سطیح نے کہا وہ آپ کے عہد حکومت سے ساٹھ یا ستر سال بعد آئیں گے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کیا ان کی حکومت دائمی ہوگی یا ان کی حکومت بھی زوال پذیر ہوجائے گی؟ سطیح نے کہا ان کی حکومت کو چند سالوں میں ہی ختم کردیا جائے گا بلکہ ان کے کچھ لوگوں کو تو تہ تیغ کردیا جائے گا اور کچھ ان میں سے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں گے شاہ یمن نے پوچھا انہیں تہ تیغ کون کرے گا اور ان سے سلطنت کون چھینے گا سطیح نے کہا ابن ذی یزن یہ کام کرے گا۔ عدن سے ان کا ظہور ہوگا اور وہ ان میں سے کسی کو بھی یمن میں نہیں رہنے دیں گے بادشاہ نے پوچھا کیا اس کی سلطنت کو دوام حاصل ہوگا یا وہ بھی روبہ زوال ہوجائے گی؟ سطیح نے کہا ان کی حکومت بھی ختم ہوجائے گی۔ بادشاہ نے پوچھا ان کی حکومت کو کون ختم کرے گا؟ سطیح نے کہا نَبِيٌّ زَكِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنْ قِبَلِ الْعَلِيِّ ۔ ان کی حکومت ایک عظیم الشان پیغمبر ختم کریں گے جو سراپا پاکیزگی ہوں گے رب کائنات رب العلمین کی طرف سے ان پر وحی کا نزول ہوگا۔

بادشاہ نے پوچھا وہ عظمت والے نبی کس نسل سے ہوں گے؟ سطیح نے کہا وہ غالب بن فہر بن مالک بن النضر سے ہوں گے پھر قیامت تک یہ ملک ان کی قوم کے پاس ہی رہے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا اس زمانے کی بھی کوئی اخیر ہے؟ سطیح نے کہا ہاں! اس زمانے کی بھی اخیر ہے اور وہ ہے قیامت جس دن سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اگلی پچھلی اولاد کو جمع کیا جائے گا جس میں نیکوکار سعادت مند بھی ہوں گے اور بدکار بھی مگر بدکاروں کو شقاوت کا سامنا کرنا پڑے گا بادشاہ نے کہا اے سطیح! جو کچھ تو نے بیان کیا ہے کیا یہ سچ ہے؟ سطیح نے کہا شفق کی سرخی رات کی سیاہی اور ان کی سپیدی کی قسم! جو کچھ میں نے آپ کو بیان کیا ہے بالکل وہ حق اور سچ ہے۔

اس کے بعد شق بھی بادشاہ کے دربار میں پہنچ گیا بادشاہ نے شق کو نہ بتایا کہ سطیح مجھے یہ کچھ بیان کرچکا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کیا بتلاتا ہے اور اس سے بھی خواب اور اس کی تعبیر پوچھی شق نے بھی بعینہ وہی کچھ بتایا جو اس سے پہلے سطیح بیان کرچکا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص172، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص60، دلائل النبوت ابونعیم ص70، سیرت النبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص19)

قبیلہ ثقیف کو کاہن نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی:

مغیرہ بن الاخنس سے روایت کیا گیا ہے کہ جو قبیلہ سب سے پہلے ستاروں سے خوف زدہ ہوا وہ قبیلہ ثقیف تھا وہ لوگ اپنے کاہن اور عالم امیہ بن ابی الصلت کے پاس جمع ہوئے اور اسے کہا تجھے تو معلوم ہوگا کہ آج کل آسمان سے ستارے کیوں ٹوٹ رہے ہیں ہمیں یہ خدشہ ہے کہ شاید یہ قیامت کی نشانی ہے اس نے اپنی قوم سے کہا مجھے آج رات تک مہلت دو وہ لوگ اس وقت چلے گئے رات کو پھر اس کے پاس آئے اس نے کہا دیکھو کیا البروج کے ستارے گر رہے ہیں۔ آسمان کی طرف دیکھا اور کہا جن ستاروں کو ہم جانتے ہیں ان میں سے تو کوئی بھی نہیں گر رہا امیہ بن ابی الصلت نے کہا اگر یہ قیامت کی نشانی ہوتی تو بروج کے ستارے گرتے انہوں نے پوچھا پھر یہ کیا معاملہ ہے؟ امیہ نے کہا اس امت کے نبی کی ولادت کا وقت قریب آچکا ہے جس کا ذکر میں تم سے کیا کرتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص172، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص185، الوفا ابن جوزی ص74، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص298)

شاہ ایران کو کاہنوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی:

دریائے دجلہ پہلے سرزمین جو جی پر بہتا تھا اور بحر فارس میں جا گرتا تھا پھر یہ دریا نشیبی علاقے کی طرف آ گیا کسریٰ کے بادشاہوں نے اس پر بند باندھنے اور اسے اس کی پرانی گذرگاہ پر لے جانے کے لئے کثیر رقم خرچ کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے جب قباذ بن فیروز کسریٰ کا بادشاہ بنا تو دریا کے بند میں بہت بڑا شگاف پڑ گیا جس سے وہ علاقہ سیلاب کی زد میں آ گیا اور سیلاب زدہ ہوگیا سیلاب نے ان کی بہت سی عمارات کو نقصان پہنچایا جب نوشیرواں تخت نشین ہوا تو اس نے ان عمارات میں سے کچھ کو تو تعمیر کروایا لیکن زیادہ تر عمارات پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں کے زمانہ تک اسی حالت میں رہیں پرویز بن ہرمز جابر حکمران تھا اس نے اپنے لئے وہ چیزیں بنوائیں جو دوسرے کسی حاکم کو دیکھنا بھی نصیب نہ ہوئیں اس نے بہت زیادہ دولت خرچ کر کے دریائے دجلہ پر بند بنوایا اور اپنے دربار کا ایک محراب تعمیر کروایا اس محراب میں تاج کو اس طرح لٹکایا کہ جب بادشاہ وہاں بیٹھتا تو وہ زریں تاج بالکل اس کے سر کے اوپر ہوتا اور ایسے محسوس ہوتا کہ بادشاہ نے تاج پہنا ہوا ہے حالانکہ وہ پہنا ہوا نہیں ہوتا تھا اس سے اسے بھاری تاج کا بوجھ بھی برداشت نہ کرنا پڑتا۔

ابن منبہ کہتے ہیں کہ پرویز کے پاس تین سو ساٹھ ایسے افراد تھے جو ستارہ شناسی، کہانت اور جادو کے ماہر تھے ان

لوگوں میں ایک عرب کا باشندہ بھی تھا جس کا نام سائب تھا وہ پرندے کو اڑا کر شگون اور فال لینے میں بہت کم غلطی کرتا تھا ابن جوزی کہتے ہیں کہ سائب کو اس نے یمن کے گورنر باذان کے ساتھ بھیج دیا تھا کسریٰ ایران کی یہ عادت تھی کہ جب اسے کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا تو وہ کاہنوں، جادوگروں اور نجومیوں کو جمع ہونے کا حکم دیتا اور انہیں کہتا کہ اس معاملہ میں خوب غور وفکر کرو جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اس کے دربار کا محراب درمیان سے چر گیا اور دریائے دجلہ کا بند ٹوٹ گیا بادشاہ ان واقعات سے بہت زیادہ پریشان ہوگیا اور وہ بہت زیادہ گھبرا گیا کہ اس کے دربار کا محراب بھی ٹوٹ گیا ہے اور دریائے دجلہ کا بند بھی اس نے اپنے کاہنوں، نجومیوں اور جادو گروں کو بلایا اور ساتھ ہی عربی باشندہ سائب کو بھی دعوت دی اور انہیں یہ دونوں واقعات بتائے اور انہیں اس میں غور وفکر کرنے کے لئے کہا۔

نجومیوں اور کاہنوں نے جب اس میں غور وخوض شروع کیا تو ان پر دنیا تاریک ہوگئی وہ اپنے علم میں سرگرداں رہے مگر کسی جادوگر کے جادو نے اور کاہن کی کہانت نے اور کسی نجومی کی نجم شناسی نے کوئی فائدہ نہ دیا سائب نے وہ تاریک رات ایک ٹیلے پر گذاری اس نے ایک برق کو بڑے غور سے دیکھا وہ برق سرزمین حجاز سے چمکی اور مشرق تک چمکتی ہی چلی گئی صبح کے وقت سائب نے اپنے قدموں کے نیچے دیکھا تو وہاں اسے سرسبز وشاداب باغ نظر آیا تمام صورت حال کا جائزہ لے کر اس نے کہا جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے مطابق اگر میرا شگون درست ہے تو پھر سرزمین حجاز سے ایک شہنشاہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہوگا اور ان کی سلطنت مشرق تک پھیل جائے گی ان کے عہد زریں میں زمین پہلے سے کہیں زیادہ شاداب زرخیز ہو جائے گی۔ جب تمام کاہن، جادوگر اور نجومی اکٹھے ہوئے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! تم اور تمہارے علم کے درمیان وہ امر ہی حائل ہوا ہے جس کا نزول آسمان سے ہوا ہے اس سے مراد وہ عظمتوں رفعتوں والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں جو یا تو مبعوث ہو چکے ہیں یا مبعوث ہونے کے قریب ہیں وہ کسریٰ سے بھی سلطنت چھین لیں گے اور اسے توڑ دیں گے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم یہ بات کسریٰ کو بتائیں تو وہ ہم سب کو قتل کرا دے گا بہتر یہ ہے کہ سب آپس میں کسی ایک بات پر متفق ہو کر وہی بات سب مل کر دربار میں جا کر بادشاہ کے گوش گذار کر دیں اور اپنی جانیں بچائیں۔

لہٰذا وہ سب اکٹھے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور اسے کہا بادشاہ سلامت! ہم نے آپ کے ہاں رونما ہونے

والے واقعات پر خوب غور وخوض کیا ہے ہم نے معلوم کیا ہے کہ اعداد وشمار کرنے والوں سے پہلے اس معاملہ میں غلطی سرزد ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے آپ کے محراب اور دریائے دجلہ کے بند کا آغاز منحوس دن کو کیا تھا اس لئے یہ محراب بھی ٹوٹ گیا اور بند بھی ختم ہوگیا ہم اب نئے سرے سے اعداد وشمار کرتے ہیں۔ اگر آپ اپنے محراب اور بند کی بنیاد اب ہمارے اعداد وشمار کے مطابق رکھیں گے تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ کبھی بھی رو بہ زوال نہیں ہوں گے۔

بادشاہ نے انہیں کہا تم لوگ دوبارہ حساب لگاؤ انہوں نے حساب لگایا اور بادشاہ سے کہا اب آپ اپنے کام کی بنیاد رکھ لیں بادشاہ نے دریائے دجلہ پر بند کی بنیاد رکھی اور مسلسل آٹھ ماہ تک بند کی تعمیر ہوتی رہی بادشاہ نے اس کی تعمیر پر بہت زیادہ دولت خرچ کی جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی تو بادشاہ نے ساحروں، کاہنوں اور نجومیوں سے پوچھا کیا اب میں اس پر اپنا دربار لگا سکتا ہوں؟ سب نے کہا ہاں بادشاہ! آپ اس پر جیسے چاہیں اپنی مجلس لگائیں کوئی خطرہ نہیں چنانچہ بادشاہ نے وہاں قیمتی فرش اور قالین بچھانے کا حکم دیا اور وہاں خوشبوئیں بھی بکھیری گئیں جب وہاں قالین بچھا دیئے گئے اور خوشبوؤں سے جگہ معطر کر دی گئی تو بادشاہ نے تمام رؤساء کو وہاں جمع ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ وہاں جمع ہوگئے تو بادشاہ بھی اپنے محل سے نکل کر اپنی مسند پر جا کر بیٹھ گیا تمام لوگ خوشیوں میں مگن تھے کہ بند ٹوٹ گیا اس کے نیچے سے بنیادیں نکل گئیں بادشاہ کو بڑی مشکل سے غرق ہونے سے بچایا گیا بادشاہ نے غصہ میں آ کر تقریباً ایک سوا کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بادشاہ نے انہیں کہا کیا تم میرے ساتھ اس قسم کے سنگین مذاق کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی اے شہنشاہ سلامت! جس طرح پہلے حساب لگانے والوں سے غلطی ہوئی ہم سے بھی ویسی ہی ہوگئی اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس دفعہ خوب سوچ بچار کر کے حساب لگائیں گے آپ اس حساب کے مطابق بند کی بنیاد رکھیں تو اس میں سعادت مندی اور نیک بختی ضرور شامل ہوگی۔ بادشاہ نے انہیں حساب لگانے کی اجازت دے دی انہوں نے نئے سرے سے پھر حساب لگایا اور بادشاہ سے کہا بادشاہ سلامت! آپ فلاں دن جو سعادت سے بھرپور ہے اپنے بند کی بنیاد رکھ لیں۔ بادشاہ نے ان کے کہنے کے مطابق اس مقررہ دن پر بند کی بنیاد رکھ دی اور اس کی تعمیر پر بے بہا سرمایہ خرچ کر دیا اور پھر پورے آٹھ ماہ اس بند پر کام ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ تکمیل کے مرحلہ میں پہنچ گیا اس کی تکمیل پر بادشاہ نے پھر اپنے ان کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں سے پوچھا کیا اب میں اس پر اپنا دربار لگالوں؟ انہوں نے کہا ہاں! اب آپ اس پر اطمینان سے اپنا دربار لگا سکتے ہیں مگر ہوا یہ کہ دریائے دجلہ میں پھر طغیانی آئی اس کا پانی پھر بند کو اپنے ساتھ بہا کر لے گیا بادشاہ کو پھر آخری وقت پر

بچالیا گیا بادشاہ نے ان کاہنوں، ساحروں اور نجومیوں کو پھر بلایا اور قسم اٹھا کر کہا میں تمہیں اب آخری حکم دے رہا ہوں یاد رکھو! میں تمہارے کندھے اکھاڑ پھینکوں گا تمہیں ہاتھیوں کے آگے ڈال دوں گا تم مجھے سچ سچ بتادو تم نے میرے ساتھ جھوٹ کیوں روا رکھا سب ساحروں، کاہنوں اور نجومیوں نے بیک زبان کہا بادشاہ سلامت! ہم آپ سے جھوٹ نہیں بولیں گے جب دریائے دجلہ آپ سے باہر ہو گیا اور آپ کے دربار کا محراب ٹوٹ گیا تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس معاملہ میں غور وفکر کریں جب ہم نے غور وفکر کیا تو دنیا ہم پر تاریک ہوگئی آسمان کے کنارے پر ہی ہمیں پکڑ لیا گیا کسی عالم کے علم نے بھی ہماری راہنمائی نہ کی اس کیفیت سے ہم سمجھ گئے کہ اس مسئلہ کا تعلق آسمان کے کسی حادثہ سے ہے اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ اس بہت بڑے واقعہ کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پیغمبر سے ہے جو یا تو مبعوث ہو چکے ہیں یا عنقریب مبعوث ہو جائیں گے اس لئے ہمارے علم کے درمیان کوئی چیز حائل ہوگئی ہے ہم اس چیز سے خوف زدہ ہو گئے کہ اگر ہم نے آپ سے یہ کہہ دیا کہ آپ کا ملک آپ سے چھین لیا جائے گا تو آپ ہمیں قتل کرادیں گے اپنی جانیں بچانے کے لئے ہم نے آپ سے وہ کچھ کہا جو آپ نے دیکھ لیا ہے بادشاہ نے ان سے اور دریائے دجلہ سے مایوس ہو کر ان سب کو چھوڑ دیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 175، الوفا ابن جوزی ص 176)

فرشتے نے شاہ ایران کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی:

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ کون سی حجت تھی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے متعلق ایران کے بادشاہ کو دکھائی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اس فرشتے نے جس کمرے میں شاہ ایران موجود تھا اس کمرے کی دیوار سے اپنا ہاتھ نکالا اس ہاتھ کی روشنی سے کمرہ جگمگا اٹھا۔ بادشاہ یہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ فرشتے نے آواز دی اے کسریٰ! ڈرنے کی ضرورت نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عظیم الشان نبی کو مبعوث فرمایا ہے ان پر اپنی لاریب کتاب نازل فرمائی ہے تو ان کی اطاعت کر دنیا و آخرت میں سلامت رہے گا کسریٰ نے یہ سن کر کہا میں جلد ہی اس میں سوچ و بچار و غور وفکر کروں گا۔

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں روایت کیا ہے کہ شاہ ایران اپنے شاہی محل کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کمرے میں کوئی بھی داخل

نہیں ہوسکتا تھا وہ دوپہر کے وقت قیلو کی غرض سے اپنے اس کمرے میں گیا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وقت وہاں اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجا شاہ ایران کسریٰ کے ہاتھ میں اس وقت ایک عصا تھا فرشتے نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کرلو ورنہ میں اس عصا کو توڑ ڈالوں گا بادشاہ نے کہا مجھے کچھ مہلت دو۔ فرشتہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد بادشاہ نے اپنے چوکیداروں اور نگرانوں کو بلایا ان پر سخت غصے کا اظہار کیا اور انہیں سرزنش کرتے ہوئے ان سے پوچھا اس آدمی کو میرے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت کس نے دی؟ ان سب نے کہا ہم نے کسی آدمی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی ہم نے کسی کو اندر داخل ہوتے دیکھا ہے۔ بادشاہ خاموش ہوگیا اس کے بعد دوسرے سال بالکل اسی وقت پھر وہی فرشتہ بادشاہ کے پاس اس کے کمرے میں آ گیا اس نے بادشاہ کو بالکل وہی کچھ کہا جو پہلے سال اسے ایمان لانے اسلام قبول کرنے کے متعلق کہہ چکا تھا بادشاہ نے پھر اس سے مہلت طلب کرلی فرشتہ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے پھر چوکیداروں اور نگرانوں کو طلب کرلیا اور پھر غصہ کیا کہ اسے اندر آنے کی اجازت کس نے دی؟ انہوں نے پھر وہی کہا کہ ہم نے نہ تو کسی کو اندر آنے کی اجازت دی ہے اور نہ ہی کسی کو اندر داخل ہوتے دیکھا ہے تیسرے سال پھر وہی فرشتہ اسی وقت بادشاہ کے ہاں اس کے کمرے میں داخل ہوگیا اور اسے پھر وہی کچھ کہا کہ اسلام قبول کر ورنہ میں تیرے اس عصا کو توڑ دوں گا بادشاہ نے پھر مہلت طلب کی تو فرشتہ نے اس کے عصا کو توڑ دیا دراصل اس کے عصا کا ٹوٹنا اس کے ملک کے ٹوٹنے کی طرف اشارہ تھا۔

امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ فرشتہ اس بادشاہ کے پاس دو برتن لے کر گیا پھر اس نے بادشاہ سے کہا اسلام قبول کرلو۔ بادشاہ نے ایسا نہ کیا جس کی وجہ سے فرشتے نے ان دونوں برتنوں کو آپس میں ٹکرا کر توڑ دیا پھر وہ بادشاہ کمرے سے باہر چلا گیا یہ بھی بادشاہ کی ہلاکت کی طرف اشارہ تھا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الوفا میں خالد بن وبزہ سے روایت کیا ہے واضح ہو یہ خالد بن وبزہ پہلے مجوسیوں کے سردار تھے بعد میں دولت ایمان سے مالا مال ہوگئے وہ فرماتے ہیں کہ جب کسریٰ سواری کرتا تھا تو اس کے ساتھ دوسوار ہوتے تھے وہ اونچی آواز سے کہتے تھے سَاعَةً فَسَاعَةً اَنْتَ عَبْدٌ وَلَسْتَ بِرَبٍّ یعنی قیامت پر قیامت تو رب نہیں ہے بندہ ہے بادشاہ سر سے اشارہ کرتا کہ ہاں ایسے ہی ہے۔

ایک دن کسریٰ اپنی سواری پر سوار ہوا تو ان دونوں آدمیوں نے ایسے ہی کہا مگر کسریٰ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا انہوں نے کوتوال سے یہ ذکر کیا اور حیرت کا اظہار کیا کوتوال بادشاہ سے اس کی وجہ پوچھنے کے لئے اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ بادشاہ سو رہا ہے مگر کسریٰ کوتوال کے جانور کے پاؤں کی آہٹ سے بیدار ہو گیا اور اس نے کوتوال سے کہا کہ تو نے مجھے سونے نہیں دیا نیند سے بیدار کر دیا کیا وجہ ہے؟ پھر بادشاہ نے کوتوال کو بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے سات آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا اور میں بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہو گیا وہاں ایک اور شخص بھی تھے جنہوں نے ازار باندھ رکھا تھا ان کے پاس چادر بھی تھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے کہا کہ میری زمین کے خزانوں کی چابیاں اس شخص کو دیدے کیا تجھے اس طرح حکمرانی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا پھر تو نے ان احکام کو تبدیل کیوں کیا؟ میں نے کھڑا ہونے کا ارادہ کیا اور چابیاں واپس لینے کے لئے درخواست کرنا چاہی کہ تو نے مجھے جگا دیا۔

حضرت خالد بن وبزہ نے فرمایا کہ ازار اور رداء والی شخصیت سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔ حضرت ابن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کسریٰ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ تم نے احکام الٰہیہ کی ہر چیز کو تبدیل کر دیا ہے اس لئے تیرے اس ملک کو احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف منتقل کر دیا ہے۔ وہ لوگ کسی حادثہ کے رونما ہونے کی امید رکھتے تھے حتٰی کہ نعمان نے ان کی طرف لکھا تہامہ کی سرزمین پر ستارے کا طلوع ہونا خبر دیتا ہے کہ وہ زمین وآسمان کے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ یہ پڑھ کر بادشاہ مضطرب ہو گیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے ظہور کی وہ توقع رکھتے تھے۔

حضرت ابن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت کئی ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے لیکن روم میں کوئی شکست وریخت نہ ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی سارا روم آپ کی اولاد میں سے ہے فارس کی مملکت بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی اس میں پہلی شکست وریخت یہ ہوئی کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا پھر اس کے ملک میں طاعون کا مرض پھیل گیا جس میں بادشاہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔ (الوفا ابن جوزی ص179، حجۃ اللہ علی العلمین ص176)

قباث بن اشیم کو کس نے حق کی راہ دکھلائی:

قباث ابن اشیم مشرک تھا غزوۂ بدر میں لشکر کفار میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف معرکہ آزما ہوا پھر جب کفار مکہ کا لشکر شکست سے دو چار ہو گیا تو یہ بھاگ اٹھا اور اس نے راہ فرار اختیار کی قباث کہتا ہے کہ جب جنگ سے میں نے راہ فرار اختیار کی تو دو دن اور دو راتیں لگا تار میں چلتا رہا جب تیسری رات آئی تو آرام کرنے کی غرض سے میں ٹھہر گیا مگر معلوم ہوا کہ میں راستے سے بھٹک گیا ہوں۔ میں سخت پریشان ہوا پریشانی اور خوف زدگی کے عالم میں مجھے نیند نے آلیا مگر جلد ہی گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پریشانی میں ہی رات کو پھر سفر شروع کر دیا جب رات کا کافی حصہ بیت گیا تو مجھے دور ایک جگہ آگ نظر آئی میں اس آگ کی سمت میں چل پڑا جب میں اس آگ کے قریب پہنچا تو مجھے وہاں ایک خیمہ نظر آیا جو اندر سے بالکل خالی تھا اس میں کوئی چیز بھی نہ تھی اور نہ ہی وہاں مجھے کوئی انسان نظر آیا مجھے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ یہ آگ کس نے جلائی کیونکہ وہاں آگ جلانے والی کوئی ذات نہ تھی کہیں سے کوئی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی بالکل سناٹا تھا اور ہو کا عالم تھا خوف سے میرا دِل دھڑکنے لگ گیا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میری آنکھیں پتھرا گئیں اور میں خوف زدہ ہو کر وہیں کھڑا ہو گیا۔

اچانک میں نے ایک غیبی آواز سنی جو مجھے پکار کر کہہ رہی تھی اے قباث! مریض، تیز رفتار، راہ گم کردہ، ٹیڑھے راستے پر چلنے والے گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو طے کرنے والے اے امر متاخر کے نگہبان! میں نے کہا اے آواز دینے والے میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا میں نے تجھے پناہ دے دی ہے تو آگ کے قریب ہو جا۔

میں اس کے کہنے پر آگ کے قریب ہو گیا اور اسے تاپنے لگا جب میں نے خیمہ کے اندر دیکھا تو وہاں مجھے ایک بزرگ نظر آئے اس نے اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا چچا جان! تاریکی کتنی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا یہاں تجھے بہترین مہمان نوازی اور فارغ البالی میسر ہو گی مگر پہلے مجھے یہ بتا کہ تو اپنے پیچھے قریش کے لشکر کو کس حالت میں چھوڑ کر آیا ہے میں نے کہا وہ اس وقت تک مسلمانوں کے لشکر کو شکست سے دو چار کر کے ان پر غلبہ پا چکے ہوں گے اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں اچک لینے والی بجلیوں کی قسم! گرجنے والے بادلوں کی قسم! تند و تیز آندھیوں کی قسم! سیدھے کئے ہوئے نیزوں نے ان سے خوب پیاس بجھائی ہے۔ کاٹنے والی تلواروں نے انہیں خوب کاٹا ہے۔ بجو نے ان کی لاشوں کی جستجو کی ہے۔ انہوں نے ان کی گردنوں اور ہاتھوں پر غلبہ پالیا ہے۔ تحقیق کہنے والے نے کوئی نصیحت کر دی۔ کاش سننے والے اسے قبول بھی کر لیتے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے معاملات کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا پھر اس نے منہ سے آہ آہ

کی آواز نکالی اور کہنے لگا بت ٹوٹ گئے ہیں کاہن بے کار ہوگئے ہیں۔ جنات کو تصرف سے روک دیا گیا ہے کیونکہ ایک ایسے دین کا ظہور ہو چکا ہے جو کفار کے لئے اذیت ناک ہے۔ اے قباث! میں تینوں حجرات کی قسم اٹھاتا ہوں بلاشبہ یہ واقعات تیزی سے رونما ہونے والے ہیں پھر اس نے ایک بڑی ہی خوفناک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑا اور اس نے آواز دی اے قباث! اس کی آواز پر میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر چکی ہے میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص179)

سفیان بن مجاشع نے کاہنہ سے سن کر اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا:

سفیان بن مجاشع التمیمی سے روایت ہے کہ اس نے اپنی قوم کے مقتولین کی دیت کو اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ اس سلسلے میں اپنی قوم سے تعاون حاصل کرنے کے لئے ایک دن وہ اپنی قوم کے پاس آیا جب وہ بنی تمیم کے ایک قبیلے کے پاس سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ اس قبیلے کے لوگ ایک کاہنہ کے پاس جمع تھے اور وہ انہیں کہہ رہی تھی جس نے اس سے پیار کیا وہ معزز ہو جائے گا اور جس نے اس سے دشمنی کی وہ ذلیل ہو جائے گا جو اس سے محبت کرے گا وہ محفوظ ہو جائے گا۔

سفیان کہتے ہیں میں نے اس سے کہا اے کاہنہ! تو کس کا ذکر کر رہی ہے؟ کاہنہ نے کہا میں اس ذات مقدس کا ذکر کر رہی ہوں جو حل وحرم کا مالک ہے صاحب علم اور صاحب ہدایت ہے جو حلیم بھی ہے اور سخت پکڑ والا بھی ہے جنگ والا بھی ہے اور سلامتی والا بھی ہے جو سرداروں کا بھی سردار ہے جو تنگی کو مٹانے والا اور ہر ہلاک ہونے والے کو بچانے والا ہے۔ سفیان کہتے ہیں میں نے پوچھا اے کاہنہ! تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! یہ تو بتا کہ وہ ہے کون؟ اس نے کہا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کے مبعوث ہونے کا وقت قریب ہے وہ سرخ وسفید کالے سب لوگوں کی طرف بھیجے جائیں گے وہ ایسی کتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے جسے جھٹلایا نہیں جا سکے گا ان کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔

سفیان کہتے ہیں میں نے پوچھا وہ عرب سے ہوں گے یا عجم سے؟ کاہنہ نے کہا رفعتوں والے آسمان کی قسم! گوناگوں درختوں کی قسم! وہ معد بن عدنان قبیلہ سے ہوں گے۔ اے سفیان! اب تجھے مزید سوال کرنے کی ضرورت نہیں اب تیرے لئے یہی کافی ہے اس کے بعد سفیان نے اس سے کوئی سوال نہ کیا مگر اس کے ہاں جب بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے اس کا نام محمد رکھ دیا کہ ہو سکتا ہے کاہنہ کے کہنے کے مطابق یہی نبی ہو جائے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص179)

خنافر بن القوام حمیری کو جن نے راہ حق پر چلنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے کہا:

حضرت ابن درید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن الکلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خنافر بن التوام الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہن تھا جب یمن کا وفد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام کا غلبہ ہوا تو خنافر نے چراگاہ کے اونٹوں پر غارت گری کی پھر اپنے اہل وعیال ومال واسباب کے ساتھ شہر چلا گیا زمانہ جاہلیت میں اس کے پاس ایک جن آیا کرتا تھا مگر اسلام کے ظہور کے بعد اس کا اس کے ہاں آنا جانا بند ہوگیا تھا تب سے وہ اس کے پاس کبھی نہیں آیا تھا مگر ایک دن یہ حمیری کا ہن ایک وادی میں تھا کہ وہی جن عقاب کی طرح اس کے پاس آیا۔ حمیری کہتا ہے کہ اس جن نے مجھے کہا اے خنافر! میں نے اسے کہا اے شصار! کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں تجھے کہنے کے لئے آیا ہوں میری بات کو توجہ اور غور سے سننا میں نے کہا سنائیں میں غور سے ہی سنوں گا اس نے کہا ہر آغاز کا انجام اور ہر ابتدا کی انتہا ہے۔ میں نے کہا بے شک ایسے ہی ہے۔

اس نے کہا میں ابھی شام سے آیا ہوں وہاں کچھ لوگ جو حکام پر حاکم ہیں ایک ایسا کلام لکھ رہے تھے جو نہ تو شعر مولف تھا اور نہ ہی سجع مکلّف تھا میں نے اس کلام کو کان لگا کر غور سے سنا پھر انہیں ڈانٹا مگر میں نے جب دوبارہ اس کلام کو سنا تو میں نے ان سے پوچھا تم کیا لکھ رہے ہو اور تمہیں کس چیز کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ بہت عظیم کلام ہے یہ کلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے انہوں نے مجھے مزید کہا اے شصار! اس کلام کو سنو اس کی تصدیق کرو اور صراط مستقیم پر چلو آتش جہنم سے نجات پا جاؤ گے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیسا کلام ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ کلام کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظمت والے پیغمبر اس کلام کو لے کر آئے ہیں۔ اس پیغمبر کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے وہ اہل حرم میں سے مبعوث ہوگئے ہیں وہ بڑی فضیلت والا کلام لے کر آئے ہیں ان کا راستہ بڑا واضح اور بین ہے۔ ان کی کتاب میں عبرت حاصل کرنے کے لئے بڑی نصیحت ہے۔ میں نے ان سے پوچھا اتنی عظمت والا کلام کون لے کر آیا ہے؟ انہوں نے بتایا احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان آیات بینات کو لے کر آئے ہیں وہ ان کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اگر تو ان کی مخالفت کرے گا تو تجھے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اے خنافر! میں ایسے عظمت ورفعت شان والے نبی پر ایمان لے آیا ہوں اور تیرے پاس آیا ہوں تا کہ تو بھی ان پر ایمان لائے اور دولت اسلام سے مالا مال ہو۔

حضرت خنافر حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت ان اونٹوں کو واپس کیا اور اپنے اہل خانہ کو

لے کر صنعاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے دست اقدس پر اسلام قبول کرلیا اسی کے بارے میں میں نے کہا ہے۔

اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰہَ عَادَبِفَضْلِہٖ ۔ وَاَنْقَذَ مِنْ لَفْحِ الْجَحِیْمِ خَنَافِرَا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فضل وکرم فرمایا اور حنافر کو جہنم کی آگ کے شعلوں سے بچالیا۔

دَعَانِیْ شَصَارَ لِلَّتِیْ لَوْرَفَضْتُھَا ۔ لَاَصْلَیْتُ جَمْرًا مِّنْ لَّظَی الْھُوْنِ جَائِرًا

شصار (جن) نے مجھے اس چیز کی دعوت دی کہ اگر میں اس سے انکار کرتا تو میں ضرور رسوائی کی آگ میں جل جاتا اور ظلم کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص179)

بتوں سے ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عباس بن مرداس کا بت کی گواہی سے اسلام لانا:

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کے پاس ایک بت تھا جس کا نام ضمار رکھا ہوا تھا وہ اس کی پوجا کیا کرتا تھا جب میرے باپ کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس نے مجھے وصیت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے ضمار بت کی پرستش کیا کرنا اس کی پرستش سے تمہیں بہت فائدہ حاصل ہوگا اور اس کی وجہ سے تم کسی بھی قسم کے نقصان سے محفوظ بھی رہو گے۔ باپ کے فرمان کے مطابق اس کے فوت ہونے کے بعد میں اس بت کی عبادت میں مصروف ہوگیا مگر ایک دن میں اپنے اس بت کے پاس بیٹھا اس کی عبادت میں مصروف تھا کہ مجھے بت کی آواز سنائی دی بت بول کر کہنے لگا۔

قُلْ لِّلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَیْمٍ کُلِّھَا ۔ اُوْدِیَ ضَمَارٌ وَعَاشَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ

ان تمام قبائل سے کہو جن کا تعلق سلیم سے ہے کہ ضمار ہلاک ہوگیا اور مسجد والوں نے زندگی پالی۔

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النَّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی ۔ بَعْدَابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدٰی

بے شک وہ ذات جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کی وارث بنی اس کا تعلق قریش سے ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہے۔

اُوْدِیَ ضَمَارٌ وَکَانَ یُعْبَدُمُدَّۃً ۔ قَبْلَ الْکِتَابِ اِلَی النَّبِیِّ مُھْتَدٰی

ضمار ہلاک ہوگیا حالانکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب نازل ہونے سے پہلے طویل مدت تک اس کی عبادت کی جاتی رہی۔ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بت سے یہ سننے کے بعد میں نے اس ضمار نامی بت کو نذر آتش کردیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے اپنے اونٹوں میں تھے کہ آپ کے پاس شترمرغ پر سوار ایک شخص آیا وہ سفید لباس میں ملبوس تھا آتے ہی اس نے عباس بن مرداس سے کہا اے عباس! کیا تو نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ اس کے چوکیدار تھک گئے ہیں جنگ نے اپنے لوگوں کو جلا کر خاکستر کردیا ہے اور گھوڑوں نے اپنے سواروں کو گرادیا ہے بے شک وہ کریمانہ ذات جن پر نیکی اور تقویٰ کا نزول ہوا ہے قصویٰ نامی اونٹنی پر تشریف فرما ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس شخص کی گفتگو سے میں گھبرا گیا لہٰذا میں اپنے بت کے پاس آیا اس بت کا نام ہم نے ضمار رکھا ہوا تھا اور اس کی پرستش کیا کرتے تھے میں نے اس بت کے اردگرد جھاڑو دیا خوب صفائی کی اور اس پر ہاتھ پھیرا۔ اچانک مجھے اس کے اندر سے کسی شخص کے چیخنے کی آواز سنائی دی پھر اس کے اندر سے مجھے مذکورہ بالا اشعار سنائی دیئے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں اپنی قوم بنوحارثہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا جب میں مسجد نبوی شریف میں داخل ہوا تو سرور کائنات حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے فرمایا اے عباس! تیرے اسلام قبول کرنے کی داستان کیا ہے؟ میں نے تمام واقعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کردیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اس کے بعد میں نے اور میری تمام قوم نے اسلام قبول کرلیا۔ میں نے واپس آ کر اپنے بت کو پاش پاش کردیا اور اسے نذر آتش کردیا پھر میں دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور یہ اشعار عرض کئے۔

لَعَمْرُكَ اِنِّیْ یَوْمَ اَجْعَلُ جَاهِلاً ـ ضُمَّارًا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مُشَارِکًا

(اے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے آپ کی زندگی کی قسم! میں سخت جاہل تھا جب میں ضمار بت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک ٹھہراتا تھا۔

وَتَرَکِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْاَوْسُ حَوْلَهٗ ـ اُوْلٰٓئِكَ اَنْصَارٌ لَّهٗ مَااُوْلٰٓئِکَا

(میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا تھا جب کہ اوس کے لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار تھے ان لوگوں کا کیا کہنا۔

كَتَارِكِ سَهْلِ الْاَرْضِ وَالْحُزْنِ يَبْتَغِيْ ۔ لِيَسْلِكَ فِيْ وَعْثِ الْاُمُوْرِ الْمَسَالِكَا

میری حالت ایسے تھی جیسے کوئی شخص اچھی زمین کو چھوڑ کر سخت مشکل اور بے فائدہ کام کے راستے پر چل پڑے اور غم اٹھائے۔

فَاٰمَنْتُ بِااللّٰهِ الَّذِيْ اَنَاعَبْدُهٗ ۔ وَخَالَفْتُ مِنْ اَمْسِيْ يُرِيْدُ الْمَهَالِكَا

پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لایا جس کا میں بندہ ہوں اور گذشتہ زندگی کی مخالفت کرنے لگ گیا جو مجھے ہلاک کرنا چاہتی تھی۔

وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ نَحْوَمَكَّةَ قَاصِدًا ۔ اُبَايِعُ نَبِيَّ الْاَكْرَمِيْنَ الْمُبَارَكَا

اور میں مکہ مکرمہ کی طرف اس نیت سے رخ کر کے چل پڑا کہ مکرم ومبارک امت کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کروں۔

نَبِيٌّ اَتَا نَابَعْدَ عِيْسٰے بِنَاطِقٍ ۔ مِنَ الْحَقِّ فِيْهِ الْفَصْلُ فِيْهِ كَذَالِكَ

جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایسا ناطق حق لے کر آئے ہیں جس میں ہر بات کا فیصلہ ہے۔

اَمِيْنٌ عَلَى الْفُرْقَانِ اَوَّلُ شَافِعٍ ۔ وَاَوَّلُ مَبْعُوثٍ يُجِيْبُ الْمَلَائِكَا

(وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قرآن مجید پر امین ہیں اور وہ پہلے شفیع اور پہلے نبی ہیں جو فرشتوں کو جواب دیتے ہیں۔

تُلَافِيْ عَرَى الْاِسْلَامِ بَعْدَ اِنْتِقَاضِهَا۔ فَاَحْكَمَهَا حَتّٰى اَقَامَ الْمَنَاسِكَا

اس نے آ کر اسلام کی رسی کو مضبوط کر دیا جو ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ پس اسے مضبوط کیا حتی کہ مناسک قائم کئے۔

عَيْنَيْتُكَ يَاخَيْرَالْبَرِيَّةِ كُلِّهَا ۔ تَوَسَّطْتُّ فِي الْغَرْعَيْنِ وَالْمَجْدِ مَالِكَا

اے سب مخلوق سے بہتر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ حسب ونسب اور بزرگی کے اعلیٰ مقام کے حامل ہیں۔

وَاَنْتَ الْمُصَفّٰى مِنْ قُرَيْشٍ اِذَاسَمَتْ ۔ عَلٰى ضَمْرِهَا تَبْقِى الْقُرُوْنَ الْمُبَارَكَا

قریش جب اپنے کمزور جسم کے ساتھ اٹھتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ پاکیزہ شخصیت ہیں جو ہر زمانہ میں مبارک رہے گی۔

اِذِانتَسَبَ الْحَیَّانَ کَعْبٌ وَمَا لَکَ ۔ وَجَدْنَاکَ مَحْضًاوَالنِّسَآءَ الْوَاتِگا ۔

جب کعب اور مالک دو قبیلے اپنا نسب بیان کرتے ہیں تو ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نسب سب سے پاکیزہ پاتے ہیں۔حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دِن کے بارہ بجے مدینہ شریف میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک سفید لباس اور سفید رنگت والا شخص سفید شترمرغ پر سوار بڑی تیزی سے چل رہا تھا میں نے دِل میں کہا بخدا میں اسے ضرور پکڑوں گا جب وہ شخص میرے قریب آیا تو اس نے مجھے کہا اے عباس قبیلہ مرداس کے سردار کے بیٹے! کیا تم نے جن اور شیاطین نہیں دیکھے جنگ اپنے سانس ختم کر چکی ہے اور آسمان پر پہرے بیٹھ گئے ہیں۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے واپس پلٹا اس واقعہ کے بارے میں لوگوں سے سوال کرتا رہا (کہ وہ سفید پوش شخص کون ہوسکتا ہے) تا آنکہ میرے پاس میرا چچازاد بھائی آیا اس نے کہا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے جو خفیہ طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص179، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص288، الوفا ابن جوزی ص157، حجۃ اللہ علی العلمین ص194، دلائل النبوت ابونعیم ص66، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص607)

حضرت مازن کو بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی:

حضرت عبداللہ معافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک شخص جس کا نام مازن بن غضوب تھا عمان کی بستی سمایا نامی میں ایک بت کی خدمت کیا کرتا تھا اس نے بتایا کہ ایک دن ہم نے بت پر بھینٹ چڑھائی (اس کے چرنوں میں جانور ذبح کیا) تو اس بت کے اندر سے ہمیں یہ آواز سنائی دی۔

یَامَازَنْ اِسْمَعْ تَسُرْ ۔ ظُهُوْرَ خَیْرِ بَشَرْ

اے مازن سن خوش ہو جا خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے۔

بُعِثَ نَبِیٌّ مِّنْ مُّضَرْ ۔ یُدَیِّنُ دِیْنَ اللّٰہِ بِرْ

مضر قبیلہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی کا ظہور ہو چکا ہے جو لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کی تبلیغ فرمائیں گے۔

فَدَعْ نَحِيْتًا مِنْ حَجَرْ ۔ تَسْلِمْ مِنْ حَرِّ سَقَرْ

پتھر کے بت (کی پرستش) کو چھوڑ دو تم جہنم کی گرمی سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بت کے اندر سے یہ سن کر میں اس بت سے ڈر گیا مگر اس کے اندر سے ابھی یہ آواز آ رہی تھی۔

اَقْبِلْ اِلَيَّ اَقْبِلْ اِلَيَّ اَقْبِلْ مُسْتَمِعًا لاَ تَجْهَلْ ۔ هٰذا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ جَآءَ بِحَقٍّ مُّنْزَلْ

میری طرف آؤ آؤ میری بات سنو اور جاہل نہ بنو یہ نبی مرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سچا کلام لے کر تشریف لائے ہیں میں نے دِل میں خیال کیا کہ یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے یقیناً اس سے میری بھلائی ہی مقصود ہے حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اسی کیفیت میں تھا کہ حجاز مقدس سے ایک شخص ہمارے پاس آیا ہم نے اس سے کہا اپنے علاقہ کی کوئی نبی خبر سناؤ اس نے کہا حجاز مقدس میں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جن کا اسم گرامی احمد اور محمد ہے ان کے پاس جو بھی جاتا ہے وہ اسے یہی کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کرو میں نے کہا یہی خبر میں نے پہلے بھی سنی ہے میں اپنے بت کے پاس گیا اور اسے ریزہ ریزہ کر دیا پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کے لئے میرے سینے کو کھول دیا پھر میں نے یہ اشعار کہے۔

كَسَّرْتُ بَادِرًا اَجْذَاذًا وَّكَانَ لَنَا ۔ رَبًّا نُطِيْفُ بِهٖ حِيْنًا شَيْئًا عَلٰى بَالِيْ

میں نے بادر (بت) کو پارہ پارہ کر دیا وہ ہمارے لئے رب تھا گمراہی کی وجہ سے ہم اس کا طواف کیا کرتے تھے۔

بِالْهَا شِمِّيِ هُدِيْنَا مِنْ ضَلاَلَتِنَا ۔ وَلَمْ يَكُنْ دِيْنُهٗ شَيْئًا عَلٰى بَالِيْ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ھاشمی (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے ہماری گمراہی سے ہمیں نجات عطا فرمائی حالانکہ پہلے آپ کے دین کی میرے دِل میں کوئی اہمیت نہ تھی۔

يَارَاكِبًا بَلِّغَنْ عَمْرًا وَّاِخْوَتَهَا ۔ اَنِّيْ لَمَّا قَالَ رَبِّيْ بَادِرٌ قَالِيْ

اے سوار بات عمرو اور اس کے بھائیوں تک پہنچا دے کہ اس نے جب کہا میرا رب بادر بت ہے تو میں اس سے ناراض ہوں۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گانے کا شوقین ہوں شراب نوشی میری عادت ہے اور بدکارہ عورتوں کا دلدادہ ہوں یعنی وہی عورتیں جو نازوادا سے چلتی ہیں جب ہم پر کچھ سال قحط سالی کا دور دورہ رہا تو وہ عورتیں تمام مال لے کر بھاگ گئیں اور اہل وعیال کو کمزور کر گئیں یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں اولاد نہیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے ان برائیوں کو دور فرما دے اور مجھے شرم وحیا عطا فرمائے اور مجھے اولاد نرینہ سے بھی نواز دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دعا سے نوازتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے اللہ! اس کے گانے کے شوق کو قرآن مجید پڑھنے کے شوق میں تبدیل فرما دے اس کے حرام کو حلال میں تبدیل فرما دے شراب کے بدلے اسے ایسی سیرابی عطا فرما جس میں کوئی گناہ نہ ہو اس کی بدکاری کو عفت میں تبدیل فرما دے اسے شرم وحیا عطا فرما اور اسے اولاد سے بھی نواز دے۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مبارکہ کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے تمام برائیوں اور تمام بری عادات کو ختم کر دیا میں نے قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد کر لیا اور میں نے کئی حج کئے میرا گاؤں اور اس کے اردگرد کا تمام علاقہ سرسبز وشاداب ہو گیا میں نے آزاد اور نیک خواتین چار سے شادی کر لی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا فرمائی پھر آپ یہ اشعار پڑھتے۔

اِلَیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہَ حَنَّتْ مَطِیَّتِیْ ۔ تَجُوْبُ الْفَیَافِیْ مِنْ عَمَّانَ اِلَی الْعَرَجِیْ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی جانب ہی میری اونٹنی شوق سے سفر کرتی ہے وہ عمان سے لے کر عرج تک کے جنگلات کو عبور کرتی ہے۔

لِتَشْفَعَ لِیْ یَاخَیْرَ مَنْ وَطِیْ الْوَصٰی ۔ وَلَارَأْیُھُمْ رَاْیِیْ وَلَا نَھْجُھُمْ نَھْجِیْ

معشر کی طرف میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ان کے دین کی مخالفت کی نہ ان کی رائے میری رائے ہے اور نہ ہی ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے۔

وَکُنْتُ اِمْرأً بِالْعَھْرِ وَالْخَمْرِ مُوْلِعًا ۔ شَبَابِیْ حَتّٰی اٰذَنُ الْجِسْمَ بِالنَّھْجِ

میں وہ شخص تھا جو بدکاری اور شراب کا دلدادہ تھا لیکن انہوں نے میرے جسم کو راہ راست سے آگاہ کر دیا۔

فَبَدَّلَنِیْ بِالْخَمْرِ خَوفًا وَّخَشْیَۃً ۔ وَبِالْعَھْرِ اِحْصَانًا فَحَسَّنَ لِیْ فَرْجِیْ

(اللہ تبارک وتعالیٰ نے) میری شراب نوشی کو خوف اور ڈر میں تبدیل کر دیا اور مجھے بدکاری سے محفوظ کر دیا اور میری شرمگاہ کی حفاظت فرما دی۔

فَاَصْبَحَتْ هَمِّيْ فِي الْجِهَادِ وَنِيَّتِيْ ۔ فَلِلّٰهِ مَاصَوْمِيْ وَلِلّٰهِ مَاحَجِّيْ

اب میرا ارادہ اور میری نیت صرف جہاد کرنے کی تھی میرا روزہ اور میرا حج بھی صرف رضاء الٰہی کے لئے ہی تھا۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں اپنی قوم کے پاس آیا تو میری قوم نے مجھ پر بڑی سختی کی مجھے گالیاں دی اور مجھے ملامت کی انہوں نے اپنے شاعر کو میری ہجو کرنے کا حکم دیا شاعر نے ان کے کہنے پر میری ہجو کی میں نے اس شاعر سے کہا تیری اس ہجو کرنے کے مجھ پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہے کیونکہ میں تو خود اپنے نفس کی ہجو کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنی قوم سے کنارہ کشی کر لی اور اپنے لئے ایک مسجد تعمیر کر لی جس میں بیٹھ کر میں دن بھر عبادت کیا کرتا جو مظلوم بھی اس مسجد میں آتا تین دن تک اس مسجد میں نماز ادا کرتا پھر اپنے اوپر ظلم کرنے والے ظالم کے متعلق دعا کرتا تو اس کی دعا ضرور قبول ہو جاتی اگر کوئی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ اس میں آ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی مصیبت رفع ہو جاتی آخر ایک دن میری قوم میرے پاس آئی اور مجھے اپنے قبیلے میں جانے کی دعوت دی اس طرح میرا تمام قبیلہ بھی دولت ایمان سے مشرف ہو گیا۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 172، حجۃ اللہ علی العلمین ص 194، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 289، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 185، الوفا ابن جوزی ص 155، دلائل النبوت ابونعیم ص 64)

خثعم قبیلہ کے بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کئے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خثعم قبیلے کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے مجھے بتایا کہ ہمارا قبیلہ خثعم ایک ایسا قبیلہ تھا جو حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا تھا اور وہ کئی بتوں کی پرستش کرتا تھا ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے تھے دراصل ہم اس کے سامنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنے گئے تھے ہم اس بت کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ بت کے اندر سے آواز آنے لگی بت بول اٹھا جو ہمیں کہہ رہا تھا۔

يَآ يُّهَا الرَّكْبُ ذُوْا والْاَحَكامِ ۔ مَاَاَنْتُمْ وَطَائِشُوْ الْاَحَلَامِ

اے قافلے والو جو فیصلہ کروانے جاتے ہو تمہیں کیا ہے کہ تمہاری عقل زائل ہو گئی ہے۔

وَمُسْنِدُوا الْحُكْمِ اِلَى الْاَصْنَامِ ۔ اَمَاتَرَوْنَ مَاارَیٰ اَمَامِی

اور جو فیصلہ کو بتوں کی طرف منسوب کرتی ہے کیا تم اس چیز کا مشاہدہ نہیں کرتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

مِنْ سَاطِعٍ یَجْلُوْ دُجَی الظَّلَامِ ۔ هٰذَا نَبِیٌّ سَیِّدُالْاَنَامِ

اس پھیلنے والی چیز کو جس نے ظلمتوں کو کافور کر دیا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

مِنْ هَاشِمٍ فِیْ ذَرْوَةِ السَّنَامِ ۔ یَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَبِاالْاِسْلَامِ

وہ قبیلہ ھاشم کے بلند عظمت و بلند شان والے انسان ہیں وہ حق اور اسلام کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

اَعْدَلُ ذِیْ حُکْمٍ مِّنَ الْاَحْکَامِ ۔ مُسْتَعْلِنْ بِاالْبَلَدِالْحَرَامِ

وہ احکام کے فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ عادل ہے وہ مکہ معظّمہ میں اسلام کو ظاہر فرمانے والے ہیں۔

قَدْطَهَّرَ النَّاسَ مِنَ الْاٰثَامِ ۔ جَآءَ بِهَدْمِ الْکُفْرِ بِاالْاِسْلَامِ

انہوں نے لوگوں کو گناہوں سے پاک کر دیا ہے اور وہ اسلام کے ذریعے کفر کو مٹانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

وہ خثمی کہتا ہے کہ ہم بت سے یہ سن کر خوف زدہ ہو گئے میں اس کے بعد مکہ معظّمہ میں چلا گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص195، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص178، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص293، الوفا ابن جوزی ص155، دلائل النبوت ابونعیم ص65)

بنوعذرہ کے بت سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک:

حضرت زمیل بن عمرو العذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنوعذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام انہوں نے ضمام رکھا ہوا تھا بنوعذرہ اس کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے وہ بت قبیلہ بنی ہند بن حرام میں رکھا ہوا تھا اس کی دیکھ بھال اور صفائی کے لئے ایک آدمی مقرر تھا جس کا نام طارق تھا لوگ اس بت کے پاس اپنے جانور ذبح کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جب ظہور ہوا تو ہم نے اس بت کے اندر سے ایک آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے بنو ہند بن حرام! حق ظاہر ہو گیا ہے ضمام ہلاک ہو گیا ہے۔ اسلام نے ہمارے شرک کا خاتمہ کر دیا ہے حضرت زمیل رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بت کی اس آواز سے گھبرا گئے۔ کچھ دن گذر گئے تو پھر اس میں سے دوبارہ آواز آئی جو کہہ رہا تھا اے طارق! اے طارق! نبی صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوگئے ہیں ان پر وحی کا نزول ہوا ہے۔ تہامہ کی سرزمین پر ان کا ظہور ہوا ہے ان کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے شرمندگی اور ندامت ہے اب میں تمہیں روز حشر تک الوداع کہتا ہوں اس کے بعد وہ بت منہ کے بل گر گیا حضرت زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک سواری خریدی اور اپنی قوم کے چند افراد کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوگیا وہاں پہنچ کر عرض کیا۔

اِلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْمَلْتُ نَصَّھَا ۔ اُکَلِّفُھَا حَزْنًا وَّغُوْرًا مِنَ الرَّقْلِ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میں نے آپ کے لئے ہی اپنی اونٹنی کو تکلیف دی ہے اور اسے ریت کے ٹیلوں پر چلایا ہے۔

لِاَنْصُرَ خَیْرَ النَّاسِ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ۔ وَاَعْقِدُ حَبْلًا مِّنْ حِبَالِكَ فِیْ حَبْلِیْ

تاکہ میں تمام لوگوں میں سے بہترین شخص کی مدد کروں اور آپ کی رسیوں میں سے ایک رسی کو اپنی رسّی سے باندھ لوں۔

وَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَاشَیْئَ غَیْرُہٗ ۔ اُدِیْنُ لَہٗ مَااَثْقَلَتْ قَدَمِیْ نَعْلِیْ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور میں آپ کے دین کو اس وقت تک اختیار کرتا ہوں جب تک میرا پاؤں میرے جوتوں سے بوجھل رہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص196، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص293)

حضرت وائل بن حجر نے بت سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا:

حضرت وائل بن حجر الحضر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داستان بھی اسی طرح ہے ان کی کنیت ابو ہندہ تھی ان کا باپ وقت کا بادشاہ تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے آنے کی خبر صحابہ کرام کو ہمارے آنے سے پہلے ہی دے دی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا: تمہارے پاس دور دراز کے علاقے حضر موت سے وائل بن حجر آ رہا

ہے اس کے آنے کا مقصد صرف اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کا حصول ہے وہ حضرت موت کے بادشاہ کا بیٹا ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جس صحابی سے بھی ملتا وہ مجھے یہی بتاتا کہ تمہاری آمد سے تین دِن پہلے ہی تمہارے آنے کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتادیا تھا میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خوش آمدید کہا مجھے اپنے قریب کیا میرے بیٹھنے کے لئے چادر بچھائی اور مجھے چادر پر بٹھایا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! تبارک وتعالیٰ وائل بن حجر کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد میں برکت عطا فرما پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اے لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں یہ دور دراز سے یہاں تمہارے پاس آئے ہیں ان کا تعلق حضرموت سے ہے یہ اسلام کی طرف بہت زیادہ راغب ہیں۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب میں اپنی عظیم سلطنت میں موجود تھا تو مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے متعلق معلوم ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر احسان عظیم فرمایا کہ میں نے اپنی سلطنت وبادشاہی کو خیر باد کہا اور اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کو ترجیح دی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دوبارہ دعا فرمائی کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ! وائل بن حجر کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد میں برکت عطا فرما حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ عقیق کے مقام پر ایک بت نصب تھا ایک دن دوپہر کے وقت میں وہاں اس کے قریب سویا ہوا تھا کہ میں نے اس کمرہ میں سے جہاں بت نصب تھا عجیب آواز سنی میں اس بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا مگر میں نے اس سے صدا سنی کوئی صدا لگا رہا تھا۔

وَاعَجَبَالِوَائِلِ ابْنِ حَجَرٍ ۔ يَخَالُ يَدْرِیْ وَهُوَلَيْسَ يَدْرِیْ

وائل بن حجر پر تعجب ہے وہ خیال کرتا ہے کہ وہ جانتا ہے حالانکہ وہ جانتا نہیں ہے۔

مَاذَا يُرْجِیْ مَنْ نُّحِيتٌ صَخَرٍ ۔

لَيْسَ بِذِیْ نَفْعٍ وَلَاذِیْ ضَرِّ ۔ لَوْكَانَ ذَاحَجَرٍ اَطَاعَ اَمْرِیْ

اسے کیا ہے وہ ایک گھڑے ہوئے بت سے امید کرتا ہے وہ نہ نفع دینے والا ہے اور نہ نقصان پہنچانے والا ہے اگر وہ عقل والا ہوتو میرے حکم کی اطاعت کرتا۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے صدا لگانے والے میں تیری بات کو غور سے سن رہا ہوں تو مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے ہاتف غیبی نے پھر آواز دی۔

اِرْحَلْ اِلٰی یَثْرَبَ ذَاتَ نَخْلٍ ۔ تَدَیَّنَ دِیْنَ الصَّائِمِ الْمُصَلِّیْ ۔ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ خَیْرِ الرُّسُلِ

تو یثرب کی طرف جاوہ کھجور والی زمین ہے اور نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے کا دین اختیار کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین جو تمام رسولوں سے افضل ہیں۔

پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا اس کی گردن ٹوٹ گئی میں اس کے پاس گیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے پھر میں جلدی جلدی سفر طے کر کے مدینہ منورہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 296، حجۃ اللہ علی العلمین ص 196)

ورقہ بن نوفل اور عبداللہ بن جحش کے بت نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خبر دی:

حضرت عروۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قریش مکہ کی ایک جماعت جس میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث جیسے لوگ موجود تھے ان کا ایک بت تھا وہ لوگ اپنے بت کے پاس جمع ہوتے اور اس کی عبادت کرتے تھے ایک دن وہ اپنے بت کے پاس گئے انہوں نے دیکھا کہ ان کا بت منہ کے بل گرا ہوا ہے یہ چیز ان کے لئے بہت ہی تعجب خیز تھی انہوں نے بت کو اٹھایا اور اسے پہلی جگہ پر پہلے والی کیفیت میں نصب کر دیا مگر تھوڑی ہی دیر بعد وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا انہوں نے پھر اسے اٹھا کر پہلی حالت میں نصب کر دیا مگر وہ قائم نہ رہ سکا پھر گر گیا عثمان بن حویرث کہتے ہیں ہمارے اس بت کے ساتھ یہ معاملہ اس رات پیش آیا جس کی جانفزا سحر کو محبوب خدا محبوب کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تھے پھر انہوں نے اپنے بت کے اندر سے یہ آواز سنی کوئی اس طرح صدا لگا رہا تھا۔

تَرْدیٰ لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہٖ ۔ جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

ہم اس مبارک بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں جس کے نور سے زمین کے تمام کونے از مشرق تا مغرب روشن ہو گئے ہیں۔

وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ طَرًّا وَارْعِدَتْ ۔ قُلُوْبُ مُلُوْكِ الْاَرْضِ طَرًّ مِنَ الرَّغْبِ

تمام بت اس کے لئے گر پڑے اور زمین کے بادشاہوں کے دل رعب سے کانپنے لگے۔

وَنَارُ جَمِيْعِ الْفَرِسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ ۔ وَقَدْبَاتَ شَاهُ الْفَرِسِ فِيْ اَعْظَمِ الْكُرَبِ

تمام فارس کی آگ بجھ گئی اور تاریکی چھا گئی اور شاہ ایران نے بڑی تکلیف میں رات گزاری۔

وَصُدَّتْ عَنِ الْكُهَّانِ بِالْغَيْبِ جِنُّهَا ۔ فَلَا مُخْبِرَ مِنْهُمْ بِحَقٍّ وَّلَا كَذِبِ

کاہنوں کے جنات کو غیب کی خبریں بتانے سے روک دیا گیا اب انہیں جھوٹی یا سچی خبر کوئی نہیں دے سکے گا۔

فَيَا لِقُصَيٍّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِكُمْ ۔ وَهَبُوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّهَبِ

اے قصی کے لوگو! اپنی گمراہی سے پلٹ آؤ اسلام اور کشادہ منزل کی طرف جلدی کرو۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 88، حجۃ اللہ علی العلمین ص 197)

حضرت راشد کو بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا بتایا:

حضرت راشد بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بت بہت مشہور تھا جو سواع کے نام سے مشہور تھا۔ بنوظفر کے لوگوں نے کچھ تحائف دے کر مجھے اس بت کی طرف بھیجا۔ میں صبح کے وقت اس سواع بت کے علاوہ ایک اور بت کے پاس آیا میں نے اس بت کے اندر سے آواز سنی کوئی بڑا ہی چیخ چلا کر اس میں کہہ رہا تھا اے لوگو! بنوعبدالمطلب میں سے ایک عظمت والے نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ زنا اور سود کو حرام کردیں گے۔ وہ جانوروں کو بتوں کے لئے ذبح کرنا بھی حرام قرار دیں گے۔ آسمان کی حفاظت کردی گئی ہے۔ اب شیاطین کو انگارے مارے جاتے ہیں۔ میں نے بڑے تعجب سے اس کی باتوں کو سنا ابھی اس بت کی باتوں سے محو حیرت ہی تھا کہ ایک اور دوسرے بت کے اندر سے آواز سنائی دی جو کہہ رہا تھا ضمار بت کی پرستش کو ترک کردیا گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے اس کی پرستش کی جاتی تھی آخری پیغمبر احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے وہ نماز ادا فرماتے ہیں روزہ رکھنے، نیکی کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔

اس کے بعد ایک تیسرے بت کے اندر سے آواز آئی جو کہہ رہا تھا۔

اِنَّ الَّذِيْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰى ۔ بَعْدَابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُّهْتَدٰى

بے شک وہ ذات جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کے وارث ہوئے ہیں ان کا تعلق قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہیں۔

وہ ایسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محترم ہیں جو گذرے ہوئے زمانہ کی خبریں بھی دیتے ہیں اور آنے والے زمانہ کی بھی حضرت راشد بن عبدربہ فرماتے ہیں کہ پھر صبح کے وقت میں سواع کے بت کے پاس گیا میں نے وہاں دیکھا کہ دو سانپ اسے چاٹ رہے ہیں اور لوگوں کے اس کے پاس رکھے ہوئے تحائف کو نگل رہے ہیں ان سانپوں نے اس بت کے سامنے رکھے ہوئے تحائف کو جب نگل لیا تو اس کے اوپر چڑھ گئے اور اس کے اوپر پیشاب کر دیا میں نے یہ منظر دیکھ کر کہا۔

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثَّعْلَبَانِ بِرَأْسِہٖ ۔ لَقَدْ ذَلَّتْ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

جس کے سر پر دو سانپ پیشاب کر رہے ہیں وہ رب کیسے ہوسکتا ہے جس کے سر پر سانپوں نے پیشاب کر دیا وہ تو ذلیل ہو گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ شریف جا چکے تھے اس واقعہ کے بعد میں نے مدینہ شریف پہنچ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی اور اسلام قبول کر کے دولت ایمان سے مالا مال ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت راشد نے رہاط کے مقام پر ایک جاگیر طلب کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ جاگیر انہیں عطا فرمادی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا ایک بھرا ہوا برتن منگایا اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور وہ پانی حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرماتے ہوئے حکم فرمایا کہ اس پانی کو اس جاگیر کی اونچی جگہ پر انڈیل دینا اور اپنی ضرورت سے زیادہ مال سے لوگوں کو نہ روکنا لہٰذا حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے ہی کیا انہوں نے اس مقدس ومتبرک پانی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک شامل تھا اپنی جاگیر کی اونچی زمین پر گرایا تو وہاں سے ایک بڑا چشمہ بہہ نکلا کہا جاتا ہے کہ رہاط کی ساری زمین اسی چشمہ کے پانی سے سیراب ہوتی تھی لوگ اس پانی کو مَـاءُ الـرَّسُوْلِ (رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پانی) کے دلنواز نام سے یاد کرتے تھے جو بھی مریض اس چشمہ سے آ کر غسل کرتا وہ تندرست ہو جاتا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے شفا سے نواز دیتا۔ حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس جاگیر میں کھجور کے باغات لگا دیئے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص193، الوفا ابن جوزی ص157، دلائل النبوت ابونعیم ص68) خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص54)

حضرت جبیر بن مطعم اور ان کے ساتھیوں کو بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم

ایک بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اس بت کے لئے اونٹ ذبح کیا تھا اچانک اس بت کے اندر سے آواز آنا شروع ہوگئی آواز یہ تھی اے لوگو! غور سے سنو آسمان پر سے چوری کی باتیں سننا ختم ہوگیا ہے اب آسمان کی طرف جانے والوں کو شہاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ تمام انتظامات اس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں جن کا اسم گرامی احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے ان کی ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہوگی حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے کام سے اس وقت رک گئے ہمیں اس بت کی آواز پر سخت تعجب ہوا اس واقعہ کے ایک ماہ بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص197، الوفا ابن جوزی ص157، خصائص کبریٰ جلد نمبر1،ص179)

حضرت خویلد ضمری اور اس کے ساتھیوں کو بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی:

حضرت خویلد ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پتھر کے بنے ہوئے بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس کے اندر سے آواز آنا شروع ہوگئی کوئی چیخ کر یہ کہہ رہا تھا آسمان پر جا کر خفیہ گفتگو کا سننا ختم ہوگیا ہے جو ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے اسے آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ سب انتظامات اس عظمت والے نبی کے لئے کئے گئے ہیں جن کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوا ہے ان کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے ان کی ہجرت گاہ یثرب ہے وہ نماز، روزے، نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ہم اس بت کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے اور ہم نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہوا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص197، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص179، دلائل النبوت ابونعیم ص65، الوفا ابن جوزی ص157)

عمرو ہذلی کو بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی:

حضرت سعید بن عمرو الہذلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنے بت کے لئے ایک جانور ذبح کیا۔ میرے بت کے اندر سے آوازیں آنے لگیں وہ کہہ رہا تھا بہت زیادہ تعجب کی بات ہے کہ عبدالمطلب کے قبیلہ سے ایک عظمت والے پیغمبر کا ظہور ہوا ہے وہ بدکاری کو حرام قرار دیں گے وہ بتوں کے لئے جانوروں

کے ذبح کرنے کو بھی حرام قرار دیں گے۔ اب آسمان کا تحفظ کیا گیا ہے اور اوپر آسمان کی طرف جانے والے کو شہاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم بت سے یہ سن کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئے مگر مکہ مکرمہ پہنچ کر ہمیں کوئی ایک شخص بھی نہ مل سکا جو ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے آگاہ کرتا یہاں تک کہ ہماری ملاقات سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ہم نے کہا اے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا مکہ مکرمہ میں کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلاتا ہو اور اس کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمہیں کیسے علم ہوا؟ میں نے وہ تمام واقعہ جو بت سے سامنے آیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذکر کر دیا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بتایا کہ ہاں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 181، الوفا ابن جوزی ص 158، حجۃ اللہ علی العلمین ص 198)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح کیے ہوئے مینڈھے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح کئے ہوئے مینڈھے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دِن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بیان فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے دو ماہ پہلے ہم مکہ مکرمہ کی ایک وادی کی طرف گئے ہم تعداد میں کافی تھے۔ ہم نے وہاں ایک مینڈھے کو ذبح کیا جب اس مینڈھے کا خون نکل گیا تو اس کے اندر سے ہمیں یہ آواز سنائی دینے لگی اے اہل ذبح! ایک چیخنے والا بلند آواز سے یہ صدا لگاتا ہے اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ آواز اس کے اندر سے ہمیں تین دفعہ سنائی دی پھر اس کے بعد وہ مینڈھا پرسکون ہوگیا اس مینڈھے کی اس کیفیت نے ہمیں خوف زدہ کر دیا اور ہم پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اس واقعہ کو کچھ ہی مدت ہوئی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگیا۔

ایک شخص نے یہ واقعہ سن کر کہا اے امیر المومنین! ہماری داستان اس سے بھی بڑی تعجب خیز ہے وہ یہ کہ ہم چار ساتھی

تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم شام کی ایک وادی میں پہنچے تو ہمارے دِل میں گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ یہ واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے پہلے کا ہے ہم نے گوشت کے لئے کسی جانور کی تلاش شروع کر دی اچانک ہمیں ایک ہرن دکھائی دیا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا تھا ہم نے اس ہرن کو پکڑ لیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! ہم ابھی اس کے ذبح کرنے کی تیاری کر رہے تھے کہ ہاتف غیبی سے ہمیں یہ آواز سنائی۔

یَاۤاَیُّھَا الرَّکْبُ السُّرَاعَ الْاَرْبَعَۃُ ۔ خَلُّوْا سَبِیْلَ الظَّبِیَّۃِ الْمَرُوْعَۃِ

اے چار افراد پر مشتمل قافلے والو جو جلدی جلدی سفر طے کر رہے ہو اس گھبرائے ہوئے ہرن کا راستہ چھوڑ دو۔

اَنَّھیا لِطِفْلَۃٍ ذَاتَ دَعَۃُ ۔ خَلُّوْا عَنِ الْعَضْبَاءِ فَذَالِکُمْ سَعَۃُ

وہ ایک بچے کی ماں ہے اس کا راستہ چھوڑ دو یہی تمہارے لئے وسعت ہے۔

پھر اس آواز دینے والے نے کہا اس ہرن کو چھوڑ دو۔ لہٰذا اس آواز سے ڈر کر ہم نے ہرن کو چھوڑ دیا وہ ہماری قید سے نکل گیا۔ جب رات کا وقت ہوا تو اس نے ہماری سواریوں کی لگاموں کو پکڑا اور ہمیں ایک ایسے آدمی کے پاس جا کر چھوڑا جو کثیر اہل وعیال والا تھا اس نے ہمیں ثرید کھلائی جس کے باعث ہماری گوشت کھانے خواہش دم توڑ گئی پھر ہم اس شہر سے نکل کر سفر پر روانہ ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تجارت میں بہت نفع عطا فرمایا اس اثنا میں ایک یہودی ہمارا رفیق سفر ہو گیا جب ہم پھر اس وادی میں پہنچے تو پھر ہاتف غیبی نے ہمیں آواز دی۔

اِیَّاکَ لَاتَعْجَلْ وَخُذْھَا مُوْنِقَۃُ ۔ فَاِنَّ شَرَّالسَّیْرِ سَیْرُ الْحَقْحَقَۃُ

تو جلدی نہ کر اور اس کو پکڑ لے وہ رونق افزا ہے بلاشبہ بری راہ پر چلنا مصیبت کی راہ پر چلنا ہے۔

قَدْلَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مَشْرِقَۃُ ۔ یَکْشِفَ عَنْ ظُلْمٍ عَبُوْسٍ مُوْبِقَۃُ

ستارہ ظاہر ہو گیا اس نے مشرق کو روشن کر دیا اور اس نے ظلمت کو دور کر دیا ہے۔

یہ سن کر یہودی نے ہم سے کہا جانتے ہو اس نے کیا کہا ہے ہم نے اس سے کہا ہمیں تو کچھ بھی اس کے کلام سے سمجھ نہیں آئی اگر تجھے کچھ سمجھ آ گیا ہے تو ہمیں بتا دے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اس یہودی نے ہمیں بتایا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک عظیم الشان نبی کا ظہور ہوا ہے۔

جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ئیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص198، سیرت نبویہ ابن ھشام ص139، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 291)

عبداللہ بن ساعدہ الہذ لی کو بت نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بتایا:

حضرت عبداللہ بن ساعدہ الہذ لی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہم سواع نامی ایک بت کی پرستش کیا کرتے تھے میرے پاس ایک بھیڑ تھی میں اس بھیڑ کو اس سواع نامی بت کے پاس لے کر آیا تا کہ وہ وہاں سے پانی بھی پی لے اور اس سے برکت بھی اسے حاصل ہو مگر جب میں اس بت کے قریب ہوا تو میں نے اس بت کے اندر سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کتنے ہی تعجب کی بات ہے اور بڑا ہی تعجب ہے کہ عرب کے بہترین شخص کی آنکھوں کے سامنے پردے حائل ہو گئے ہیں حضرت عبداللہ بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بھیڑ کو پانی پلایا اور اپنے گھر واپس آ گیا میرے لئے اب یہ تمام بت قابل نفرت ہو چکے تھے پھر میں کچھ دیر حوادثات زمانہ سے غائب رہا حتیٰ کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے متعلق خبر حاصل ہوئی میں نے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور دولت ایمان سے مشرف ہو گیا۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 181، حجۃ اللہ علی العلمین ص198)

سطیح غسانی کاہن نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دی:

حضرت عبداللہ بن ذبیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سطیح جیسا کوئی انسان نہیں بنایا۔ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سطیح غسانی کو گوشت کا ایک لوتھڑا بنایا تھا اسے کھجوروں کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر ڈال کر جہاں وہ چاہتا تھا لے جاتا تھا اس کے وجود میں ہڈی تھی نہ کوئی پٹھا صرف اس کی کھوپڑی، گردن اور ہتھیلیوں میں ہڈی تھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اس طرح پیدا فرمایا کہ گویا وہ دسترخوان پر گوشت ہے وہ جہاں چاہتا اس کو اٹھا کر لے جاتا۔ وہ اپنی ہنسلی کی ہڈی تک اپنی ٹانگوں کو اس طرح لپیٹ لیتا تھا جس طرح کپڑا لپیٹ لیا جاتا ہے۔ زبان کے علاوہ اس کی کوئی چیز حرکت نہ کرتی تھی اس نے جب مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ کیا تو اسے ایک تختہ پر بٹھایا گیا اور اسے مکہ مکرمہ پہنچایا گیا جب وہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو قریش مکہ کے یہ چار آدمی ہاشم، عبد شمس (عبد مناف کے بیٹے) الاخوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص اس کے پاس گئے۔ ان چاروں نے اسے آزمانے کی خاطر اس کے پاس اپنا

نسب غلط بیان کیا اسے بتایا کہ ہمارا تعلق جمح سے ہے ہم صرف تیری زیارت کے لئے تیرے پاس آئے ہیں ہمیں آپ کی یہاں آمد کا پتہ چلا تو ہمارے دِل میں آپ کے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور ہم آپ کو ملنے کے لئے چلے آئے ان چار افراد میں سے عقیل سطیح کے لئے دو تحفے لے کر آیا ایک ہندی تلوار اور دوسرا ردینی نیزہ اس نے یہ دونوں چیزوں بیت اللہ کے دروازے پر رکھ دیں تا کہ معلوم ہو کہ سطیح کو ان کے متعلق علم ہوتا ہے یا نہیں۔ سطیح نے کہا مجھے خفیہ باتیں جاننے والے کی قسم! گناہ بخشنے والے کی قسم! قسم ہے اس ذمہ کی جسے پورا کیا جائے، عمارت کعبہ کی قسم! تم میرے لئے دو چیزیں ہندی تلوار اور ردینی نیزہ تحفہ لے کر آئے ہو عقیل اور اس کے ساتھیوں نے کہا اے سطیح تو نے سچ کہا ہے۔

پھر سطیح یوں محو کلام ہوا قسم ہے مدت کی! قوس قزح کی قسم! آگے بڑھنے والے گھوڑے کی قسم! اس گھوڑے کی قسم جس کی پیشانی پر سفید داغ ہو! کچی اور تر کھجور کی قسم! کوا جو یہاں سے دائیں کی طرف گیا ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ آنے والے چاروں افراد قبیلہ جمح سے نہیں ہیں بلکہ یہ تو وادی بطحا کے رہنے والے قریش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان چاروں نے کہا اے سطیح! تو نے سچ کہا ہے واقعی ہم مکہ معظّمہ کے رہنے والے ہیں اور ہم صرف آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اب ہمیں یہ بتائیں کہ ہمارے زمانے میں کیا ہوگا اور ہمارے بعد کیا واقعات ظہور پزیر ہوں گے ان کی بات سن کر سطیح نے کہا اب آپ لوگوں نے سچ بولا ہے۔ اب مجھ سے آپ لوگ وہ علم حاصل کرلیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے۔

اے معشر عرب! تم اب بڑھاپے میں پہنچ چکے ہو اب تمہاری بصیرت اور عجمیوں کی بصیرت میں کوئی فرق نہیں رہا اور نہ ہی تمہارے پاس کوئی علم وفہم ہے۔ تمہارے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مختلف علوم کی متلاشی ہوگی وہ بتوں کو توڑ ڈالیں گے انہیں تباہ وبرباد کردیں گے وہ عجمیوں کو تہ تیغ کریں گے وہ روم تک پہنچ جائیں گے انہیں مال غنیمت حاصل ہوگا۔ انہوں نے سطیح سے کہا اے سطیح، ہمیں وضاحت سے بتادیں کہ وہ ایسے باہمت لوگ کون ہوں گے؟ سطیح نے کہا مجھے قسم ہے ارکان والے گھر کی۔ امن کی اور سلطان کی قسم وہ لوگ تمہاری ہی نسل سے ہوں گے جو بت شکن ہوں گے اور بت شکنی کریں گے۔ وہ شیطان کی پرستش چھوڑ دیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کے گیت گائیں گے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کو سربلند کریں گے۔ وہ اپنے مکانات کے کنگرے بنائیں گے عام لوگوں سے سبقت لے جائیں۔

انہوں نے پھر سوال کیا کہ اے سطیح! وہ ایسے عظیم لوگ کس نسل سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا قسم ہے اس ذات کی جو

سب سے زیادہ عظمت وشان والی ہے جو کیڑوں کو شمار کرنے والی ہے جو ٹیلوں کو حرکت دینے والی ہے اور ضعیف وناتواں کو قوت بخشنے والی ہے وہ بزرگ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے وہ بنوعبد شمس اور بنوعبد مناف سے پیدا ہوں گے ان کے درمیان اختلاف بھی رونما ہوگا ان قریشیوں نے کہا ہائے برائی! اے سطیح! آپ ہمیں یہ خبریں کیسے دے رہے ہیں ہمیں تفصیل سے بتلائیں کہ ان کا امیر کس شہر سے رونما ہوگا؟ سطیح نے کہا ان کا ظہور اسی شہر مکہ سے ہوگا وہ لوگوں کو راہ ہدایت پر آنے کا فرمائیں گے۔ بت پرستی، حجر پرستی اور جھوٹ سے بالکل کنارہ کشی کریں گے صرف اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوجائے گا۔ ان کے وصال کے بعد بھی ان کی تعریفیں ان کی نعتیں لوگوں کی زبانوں پر ہوں گی وہ زمین سے غائب آسمانوں میں موجود ہوں گے ان کے وصال کے بعد ان کے جانشین صدیق ہوں گے جو بروقت صحیح فیصلے کریں گے۔ حقدار کو بلاکم وکاست حق لوٹائیں گے ان کے وصال کے بعد ان کی جانشین ایسے شخص ہوں کے جو عادل آزمودہ کار ہوں گے وہ غلط بات سے بیزار ہوں گے، مہمان نواز اور حق پسند ہوں گے۔ پھر ان کے وصال کے بعد ایسا شخص جانشین ہوگا جو اپنے کام کا دھنی اور جہاں دیدہ ہوگا مگر کچھ جماعتیں اس کے گرد جمع ہوجائیں گی اور غضب وانتقام کی شدت میں اسے قتل کردیں گے اور وہ بوڑھا مقصد برآری کے لئے ذبح کردیا جائے گا پھر اس کی حمایت میں خطیب اٹھ کھڑے ہوں گے پھر اس کا نائب ایسا شخص بنے گا جس کی رائے بری ہوگی وہ زمین میں فساد قائم کرے گا پھر اس کا بیٹا جانشین ہوگا جو باپ کے جمع کردہ مال پر قابض ہوجائے گا بہت کم لوگ اس کی تعریف کریں گے وہ سارا سال مال خود ہڑپ کرلے گا اور اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جائے گا پھر کئی بادشاہ آئیں گے اور یقیناً خون بہتا رہے گا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص168، دلائل النبوت ابونعیم ص68)

سفیان ہذلی کو غیبی آواز نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بتایا:

سفیان ہذلی سے روایت ہے کہ ہم ملک شام گئے زرقا اور حقان (یہ دو جگہ کے نام ہیں) کے درمیان ہم نے رات گذارنے کے لئے پڑاؤ کیا اتنے میں کسی شاہ سوار کی گرجدار آواز فضا میں گونجی کہ اے سونے والو اٹھو یہ سونے کا وقت نہیں احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرما دیا ہے جنات کو بھگا دیا ہے ہم یہ غیبی آواز سن کر خوف زدہ ہوگئے حالانکہ ہم سب ساتھی کڑیل جوان اور طاقتور تھے ہم سب نے یہ آواز سنی جب ہم واپس وطن لوٹے تو لوگوں سے سنا کہ بنی عبدالمطلب سے مکہ مکرمہ میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے اس کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے مگر قریش ان سے اختلاف کررہے ہیں۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص60، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص174، الوفا ص157، حجۃ اللہ علی العلمین ص206)

مرثد بن کلال اور خواب:

مرثد بن عبد کلال نے ایک بہت بڑی جنگ لڑی جس میں اسے شاندار فتح نصیب ہوئی۔ عرب کے قائدین، شعراء اور خطبا اسے اس فتح وکامرانی پر مبارک باد دینے کے لئے اس کے دربار میں گئے یہ لوگ جب بادشا کے دربار میں پہنچے تو بادشاہ نے ان کے لئے حجابات اٹھوا دیئے اور انہیں دیکھ کر خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔ شعراء اور خطباء کی شعلہ بیانیاں سن کر بادشاہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی بادشاہ نے ان شعراء وخطباء کو بیش بہا قیمتی انعامات سے نوازا۔ مگر اسی دوران بادشاہ نے ایسا خواب دیکھا جس نے اسے خوف زدہ اور غمگین کر دیا اس میں مزید پریشان کن بات یہ ہوئی کہ بادشاہ کے بیدار ہوتے ہی وہ خواب اس کے ذہن سے کافور ہوگیا جس سے بادشاہ کو مزید پریشانی لاحق ہوگئی اس کی خوشی وشادمانی تمام کی تمام غم میں تبدیل ہوگئی۔ لہٰذا وہ سب لوگوں کے پاس سے اٹھ کر اپنے محل میں چلا گیا جس کی وجہ سے اس کے پاس آنے والے وفود اس سے بدگمانی کرنے لگ گئے۔ بادشاہ نے اپنے خواب کا عقدہ حل کرنے کے لئے تمام کاہنوں کو اپنے پاس بلالیا اس نے تمام کاہنوں سے اکٹھے بات کرنے کی بجائے ہر ایک سے تنہائی میں علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور ان سے پوچھتا کہ مجھے اس چیز کے متعلق بتاؤ جس کے متعلق میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔ سب کاہنوں نے بتانے سے بے بسی اور معذوری کا اظہار کر دیا انہوں نے واضح طور پر کہا ہم اس کے بتانے سے قاصر ہیں ہمارے پاس اس کا کوئی علم نہیں۔

کاہنوں کے اس جواب نے بادشاہ کو مزید اضطراب میں ڈال دیا بادشاہ کی والدہ بھی کاہنہ تھی جب اسے بیٹے کی پریشانی کا علم ہوا تو وہ بیٹے کے پاس آئی اور اسے مشورہ دیا کہ تو اب تک مرد کاہنوں سے پوچھتا رہا ہے جو تیرا مسئلہ حل نہیں کر سکے تجھے چاہیے کہ اب کاہنہ عورتوں سے رابطہ کر کے ان سے یہ عقدہ حل کرنے کے لئے کہے ہوسکتا ہے کہ کوئی کاہنہ عورت یہ مسئلہ حل کر دے کیونکہ کاہنہ عورتوں کے جنات مرد کاہنوں کے جنات سے زیادہ لطیف اور ظریف ہوتے ہیں۔ اس مشورہ پر بادشاہ نے کاہنہ عورتوں کو بھی اپنے دربار میں طلب کیا اور ان سے بھی وہی سوال کیا جو اس سے پہلے مرد کاہنوں سے کر چکا تھا۔ لیکن ان میں سے بھی کسی ایک سے بھی یہ حل نہ ہوسکا سب نے اس معاملہ میں اپنی بے بسی کا اظہار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہمیں اس بارے کچھ علم نہیں۔ بادشاہ جب ان کاہنہ عورتوں سے بھی مایوس ہوگیا تو اسے اپنے خواب کے متعلق قدرتی طور پر اطمینان ہوگیا اس کی پریشانی جاتی رہی۔

بادشاہ کچھ عرصہ کے بعد شکار کھیلنے کے لئے نکلا تو وہ شکار کی تلاش میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر کہیں دور نکل گیا اس نے دور پہاڑی کے دامن میں چند گھر دیکھے بادشاہ کو گرمی کی شدت نے مضطرب کر رکھا تھا لہٰذا اس نے ان گھروں کا رخ کیا ایک گھر ان گھروں میں سے کچھ فاصلے پر تھا وہ ان گھروں میں سے جدا اور منفرد تھا۔ بادشاہ نے اس گھر کا رخ کیا۔ اس گھر میں سے ایک بوڑھی عورت باہر نکلی اس نے بادشاہ کو خوش آمدید کہا جب سورج غروب ہو گیا تو بادشاہ پر نیند کا غلبہ ہو گیا لہٰذا بادشاہ وہیں سو گیا صبح جب سورج کافی بلند ہو گیا تو بادشاہ نیند سے بیدار ہوا جب بادشاہ نے آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت دوشیزہ اس کے سامنے کھڑی ہے۔ جو حقیقتاً حسن کی شاہکار تھی اس نے بادشاہ کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا اے بادشاہ سلامت! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلامت رکھے کیا آپ کھانا کھائیں گے؟ دوشیزہ کے اس انداز مخاطب سے بادشاہ مزید خوف زدہ ہو گیا اسے جب یہ معلوم ہوا کہ دوشیزہ پہلے ہی سے مجھے جانتی ہے تو اس نے اس کی گفتگو سے اعراض کیا۔ دوشیزہ جان گئی کہ میری گفتگو سے بادشاہ کے حزن وملال اور خوف میں اضافہ ہو گیا ہے تو اس نے بادشاہ کو کہا بادشاہ سلامت! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی عظمت وشان کو دوبالا فرمائے اور آپ کی سلطنت کو کوئی آنچ نہ آنے دے آپ خوف زدہ نہ ہوں آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں پھر اس دوشیزہ نے بادشاہ کے سامنے اس کے کھانے کے لئے ثرید خشک گوشت اور حیس (گھی اور ستو کا بنا ہوا کھانا) رکھا اور خود فاصلے پر کھڑی ہو گئی بادشاہ جب کھانے سے فارغ ہوا۔ تو دوشیزہ نے اس کے سامنے خالص ٹھنڈا دودھ پیش کیا۔

بادشاہ اس دوشیزہ کو آتے اور جاتے ہوئے دیکھتا رہا دوشیزہ کا حسن وجمال اس کے دِل میں سما گیا اور وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اس نے دوشیزہ سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ دوشیزہ نے بتایا کہ میرا نام عفیراء ہے بادشاہ نے دوشیزہ سے کہا اے عفیراء جس شخص کو تو نے الملک الھمام کر کے لقب سے یاد کیا ہے کیا تو اسے جانتی ہے؟ دوشیزہ نے کہا ہاں میں جانتی ہوں وہ عظیم الشان بادشاہ ہے اس کا نام مرثد ہے اسے ایک خواب آیا تھا جس کے لئے اس نے کاہن مردوں اور کاہنہ عورتوں کو بلایا تاکہ ان سے اس خواب کے متعلق دریافت کرے مگر وہ سب کے سب اس کی تعبیر سے لاعلم رہے بادشاہ کو کوئی بھی اس کے متعلق نہ بتا سکا۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا اے عفیراء کیا تو اس خواب اور اس کی تعبیر کے متعلق کچھ بتا سکتی ہے؟ عفیراء نے کہا اے سلطان ذی شان! آپ نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے آپ کو پریشانی میں ڈال دیا اور اس کا کوئی عقدہ کسی سے حل نہ

ہوا۔ بادشاہ کو اس دوشیزہ سے یہ سن کر خوشی ومسرت لوٹ آئی اس نے کہا اے عفیراء پہلے بتائیں کہ وہ خواب کیا تھا پھر اس کی تعبیر بتانا عفیراء نے کہا بادشاہ سلامت! آپ نے خواب یہ دیکھا ہے کہ بگولوں پر بگولے اٹھ رہے ہیں ان میں آگ ہے اور ان کا دھواں ہر طرف پھیل رہا ہے اس کے شعلے آسمان کی طرف اٹھ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک نہر دیکھی ہے جو آفتاب سے زیادہ روشن تھی آپ نے اس نہر پر ہاتفان غیبی کی آواز کو سنا وہ لوگوں کو پانی پینے کی دعوت دے رہے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص بطور عدل وانصاف شفاف پانی سے ایک چلو پانی پی لے گا وہ سیراب ہو جائے گا اور جو آدمی ازراہ ظلم اسے پئے گا وہ حرص کا شکار ہوگا اور محرومی اور نقصان میں مبتلا ہوگا۔ بادشاہ عفیرا سے اپنا خواب سن کر بہت زیادہ خوش ہوا کیونکہ اسے جو خواب آیا تھا بعینہٖ عفیرا نے من وعن اسی طرح بیان کر دیا بادشاہ نے اسے کہا اب اس کی تعبیر بھی بتا دے کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ عفیراء نے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا جو آگ کے بگولے اٹھ رہے تھے وہ ملوک وسلاطین تھے نہر سے مراد نافع علم ہے اور اس کی دعوت دینے والے نبی مکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جس شخص نے اس نہر سے پانی پی لیا وہ دوست اور تابع ہو گیا اور جس نے اس سے پانی نہ پیا وہ سرکش اور دشمن بن گیا۔

بادشاہ مرثد نے اس سے پوچھا کیا وہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) امن وآشتی کے ساتھ مبعوث ہوں گے یا جنگ وجدل کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ عفیرا نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلند کیا اور آسمان سے باران رحمت کو نازل فرمایا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مخالفین کی خون ریزی کو ختم کر دیں گے وہ بادشاہوں کی اولاد کو کنیز اور غلام بنالیں گے بادشاہ نے اس سے پوچھا اے عفیرا! وہ پیغمبر کس چیز کی دعوت دیں گے؟ عفیراء نے اسے بتایا وہ نماز، روزہ، صلہ رحمی، بت شکنی کا حکم دیں گے۔ وہ فال گیری اور گناہوں سے بچنے کا حکم دیں گے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا ان کا کس قبیلہ سے تعلق ہوگا؟ عفیراء نے بتایا ان کا تعلق مضر بن نزار کے قبیلہ سے ہوگا ان کی اپنے ہی قبیلہ کے ساتھ زبردست جنگیں ہوں گی اور ان کا بے دریغ خون ہوگا بادشاہ نے کہا جب وہ اپنے قبیلہ کے ساتھ ہی برسر پیکار ہوں گے تو پھر ان کی معاونت کون کرے گا؟ عفیراء نے بتایا مختلف سمتوں کے معزز لوگ ان کی معاونت کریں گے ان لوگوں کی نگاہ بصیرت نور ایمان سے منور ہو جائے گی وہ لوگ اپنے پیغمبر کے فرمان کو بڑے غور سے سنیں گے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی انہیں جس چیز کی طرف راہنمائی فرمائیں گے وہ اسے دِل وجان سے تسلیم کریں گے۔

بادشاہ نے اپنے سر کو جھکا لیا وہ اپنے دِل میں عفیرا سے شادی کرنے کا سوچنے لگا۔ عفیرا نے یہ سب کچھ سمجھ کر کہا

اے بادشاہ سلامت! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلامت رکھے میں ایک غیور اور بے باک مرد کی منگیتر ہوں اگر آپ نے اصرار کیا تو وہ آپ کے لئے تباہی اور ہلاکت کا موجب بن سکتا ہے یہ سن کر بادشاہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے لشکر سے جاملا پھر اس نے ایک اصیل اونٹ بطور تحفہ عفیرا کے لئے بھیجا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص173، معارج النبوت جلد نمبر2 ص44)

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو پادری نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بتایا:

علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غیلان بن سلمہ دونوں طائف کے تاجر تھے یہ دونوں یمن کے علاقہ جرش کو روانہ ہوئے جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہو چکے تھے یہ دونوں وہاں قلعہ دوز مشینوں اور چھوٹی بڑی منجنیقوں کے بنانے اور استعمال کرنے کے طریقے سیکھتے رہے۔ جب تک یہ اپنے کام میں ماہر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ فتح کر چکے تھے یہ دونوں (حضرت عروہ بن مسعود اور غیلان) یمن سے واپس طائف آ گئے اور طائف کے قلعہ پر انہوں نے منجنیق نصب کر دی۔ نیز پتھر پھینکنے والی مشینیں بنا بنا کر جنگ کا سامان تیار کرنے لگے۔

جب حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے فارغ ہوئے اپنی اور اپنی قوم کی دانست کے مطابق جنگ کا تمام سامان مہیا ہو گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دِل میں اسلام کی محبت ڈال دی وہ اپنے ساتھی غیلان بن سلمہ سے ملے اور اسے کہا تم دیکھتے نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو کیسے کامیابی عطا فرمائی ہے؟ ان کے تمام آدمی مکہ مکرمہ میں داخل ہو چکے ہیں اے غیلان! اس کے متعلق سوچو اور آنے والے وقت کی فکر کرو۔ لوگ آج ہمیں عرب کا دانا ومدبّر سمجھتے ہیں ہمارے جیسے آدمی کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت ونبوت سے جاہل نہیں رہنا چاہیے غیلان نے کہا اے ابویعقوب! ایسا نہ کہو اور مجھے آئندہ تمہارے منہ سے ایسی بات بالکل سنائی نہ دے مجھے تمہارے متعلق بنو ثقیف سے خطرہ محسوس ہونے لگا ہے اگرچہ تمہاری بزرگی ان کے ہاں مسلمہ ہے۔

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کہا میں تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کر چکا ہوں اور اب ان کے پاس جا رہا ہوں غیلان نے کہا جلدی نہ کرو اس بارے میں مزید اچھی طرح غور وفکر کر لو۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت سے بڑھ کر کون سی چیز واضح تر ہو سکتی ہے؟ اے غیلان

میں تجھے ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میں نے ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتائی اور تمہیں بھی اب بتلا رہا ہوں غیلان نے کہا وہ کیا ہے؟ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک دفعہ تجارت کی غرض سے میں نجران گیا یہ واقعہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے پہلے کا ہے نجران کا پادری میرا دوست تھا اس نے مجھے کہا اے ابو یعقوب! تمہارے علاقہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ نبی تمہارے حرم سے ہی ظاہر ہوں گے۔ میں نے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اس نے کہا مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قسم! وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے وہ اپنی قوم کے کفار کو قوم عاد کی طرح تہ تیغ کر دیں گے۔ جب وہ ظاہر ہوں اور حق کی دعوت دیں تو تم ان کی اتباع کرنا اور سب سے پہلے ان پر ایمان لانا۔ مگر اے غیلان میں نے آج تک اس کے متعلق ایک حرف بھی بنو ثقیف یا کسی دوسرے شخص سے نہیں کہا کیونکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ان کی بداعتقادی سے اچھی طرح واقف ہوں اور اس پادری سے یہ سب کچھ سننے کے باوجود میں اس نبی کا سخت مخالف رہا ہوں مگر اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دِل کو پھیر دیا ہے لہٰذا اب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنا چاہتا ہوں۔ اے غیلان میرے یہاں سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جانے کو تو نے ان بدعقیدہ لوگوں سے خفیہ رکھنا ہوگا اس معاملے میں میرا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔

غیلان نے حسب وعدہ کسی سے ذکر نہ کیا اور حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چل کر مدینہ منورہ پہنچ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے کسی کو ان کے بارے کانوں کان خبر نہ ہوئی اور وہ خدمت اقدس میں پہنچ کر مشرف باسلام ہو گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تمام سرگذشت سنا دی کہ وہ کیا چاہتے تھے کس طرح انہوں نے سامان جنگ تیار کیا نجران کے پادری نے اسے ایمان لانے کے متعلق کیسے کیسے نصیحتیں کیں مگر پھر بھی وہ کفر پر کیسے ڈٹا رہا مگر اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم ورحمت سے اس کے دِل کو اسلام کی محبت میں کیسے سرشار کر دیا ہے اور وہ ایمان لانے کی غرض سے اب حاضر خدمت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تمہیں ہدایت دی اور جو کچھ تم اپنے لئے چاہتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لئے اس سے بہتر چاہا۔

پھر حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی قوم میں واپس

جانے کی اجازت طلب کی اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دین سے بڑھ کر ہمارے لوگوں کے لئے ابھی تک غیر معروف کوئی دین نہیں تو کیا میں اپنی قوم کے پاس ایک بہترین چیز اسلام لے کر نہ جاؤں؟ ایسی بہتر چیز کہ کوئی آدمی بھی اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر چیز لے کر کبھی نہ گیا ہوگا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کتنے ہی اچھے مواقع جہاد سے اب تک محروم رہا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اگر تو نے ایسے کیا تو وہ تجھے قتل کردیں گے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی ساری قوم کو ان کی نوجوان اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہوں لہٰذا وہ مجھے قتل نہیں کریں گے۔ یہ کہہ کر حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم میں جانے کے لئے دوبارہ اجازت طلب کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پھر فرمایا کہ عروہ! ایسی صورت میں وہ تجھے قتل کردیں گے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ مجھ سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اگر وہ مجھے سویا ہوا پائیں گے تو مجھے جگانا تک پسند نہیں کریں گے۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تیسری دفعہ اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو جاؤ تمہیں اجازت ہے اجازت ملنے پر حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طائف چلے گئے وہاں جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جس پر قوم نے آپ کو شہید کردیا۔

فاروق خطابی کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانے کی اجازت عطا فرمائی تو وہ واپس عشاء کے وقت طائف پہنچے ان کی آمد پر بنو ثقیف ان کے پاس آئے حضرت عروہ نے انہیں تمام تر صورت حال سے آگاہ کیا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی انہوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے حضرت عروہ پر الزام تراشی شروع کردی اور انہیں برا بھلا کہنا شروع کردیا آخر کار ان پر نفرین کرتے ہوئے ان کے پاس سے باہر چلے گئے جب صبح صادق ہوئی تو حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر فجر کی اذان کہی اور کلمہ شہادت پڑھا تو ایک ثقفی نے آپ پر تیر چلایا اور آپ کو شہید کردیا آپ کی شہادت کی خبر جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عروہ کی مثال سورہ یسین والے آدمی کی سی ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلایا مگر قوم نے انہیں شہید کردیا۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص 318، حجۃ علی العلمین ص 165)

سورہ یسین والے کا واقعہ:

واضح ہو سورۃ یسین میں حبیب نجار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا واقعہ مذکور ہے کہ وہ روم کے شہر انطاکیہ میں رہتے تھے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہاں اپنے دو حواری تبلیغ کے لئے بھیجے تو ان کی دعوت پر حبیب نجار ایمان لے آئے اور ایک غار میں جا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے ادھر حواریوں کو شہر کے والی نے گرفتار کر لیا حبیب نجار کو جب ان کی گرفتاری کا علم ہوا تو وہ برداشت نہ کر سکے غار سے نکل کر شہر میں آ گئے اور لوگوں کو تبلیغ کرنے لگ گئے کہ اے لوگو! رسولوں کی اتباع کرو انہیں تکلیف نہ دو لوگوں نے سر عام جب اپنے بتوں کی توہین سنی تو انہوں نے حبیب نجار کو پتھر مار کر شہید کر دیا وقت شہادت بھی ان کے لبوں پر ذکر الٰہی جاری تھا۔

قرآن مجید میں ہے وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿﴾ (پ 22 ع سورہ یسین)

اور شہر کے آخر حصہ سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو جو تم سے کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

حضرت عمرو بن مرہ الجہنی کو خواب میں حقیقت ظاہر ہوئی اور وہ مسلمان ہو گئے:

حضرت عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج کی ادائیگی کی نیت سے گھر سے روانہ ہوا مکہ مکرمہ پہنچ کر میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ شریف پر ایک نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مجھے اس نور میں یثرب کے پہاڑ نظر آئے میں نے اس نور سے آواز کو سنا کوئی کہہ رہا تھا ظلمتیں چھٹ گئی ہیں اجالا پھیل گیا ہے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو گئے ہیں دوسری مرتبہ پھر نور ظاہر ہوا اس نور میں مجھے مدائن اور الحیرہ کے پہاڑ نظر آئے میں نے نور میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا اسلام کا ظہور ہو گیا ہے بت ٹوٹ گئے، صلہ رحمی ہو گئی میں گھبرا کر بیدار ہو گیا میں نے اپنی قوم سے کہا اللہ تبارک وتعالٰی کی قسم! اس قبیلہ قریش میں کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور رونما ہوا ہے۔ میں نے انہیں اپنا خواب سنایا۔ جب ہم اپنے شہر پہنچے تو ہمیں یہ خبر موصول ہوئی کہ ایک شخص جن کا اسم گرامی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ہے ان کو رسول مبعوث کیا گیا ہے۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خواب سنایا اور ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مجھے میری

قوم کے ہاں بھیجیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دعوت اسلام دے کر میری قوم کی طرف بھیجا میری تمام قوم نے اسلام قبول کرلیا صرف ایک شخص ہماری قوم سے اس سعادت سے محروم رہا وہ بدبخت کھڑا ہوگیا اور مجھے کہنے لگا اے عمرو بن مرہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری زندگی کو تلخ کرے کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کا انکار کردیں اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت پر کمربستہ ہوجائیں۔ اس نے کہا

اِنَّ ابْنَ مُرَّةٍ قَدْاَتٰی بِمَقَالَةٍ ۔ لَیْسَتْ مَقَالَةٌ مَنْ یُّرِیْدُ صَلَاحًا

ابن مرہ وہ بات لے کر آیا جو ایسے شخص کی گفتگو نہیں ہوسکتی جو اصلاح پسند ہو۔

اِنِّیْ لَاَحْسِبُ قَوْلَهٗ وَفِعْلَهٗ ۔ یَوْمًا وَاِنْ طَالَ الزَّمَانُ رِیَاحًا

میں گمان کرتا ہوں کہ ایک دن اس کا قول اور اس کا فعل غلط ہوجائے گا خواہ اس میں کچھ وقت ہی لگے۔

اَیَسْفَهُ الْاَشْیَاخُ مِمَّنْ قَدْمَضٰی ۔ مَنْ رَامَ ذٰلِكَ لَا اَصَابَ مَلَاحًا

وہ ہمارے گذرے ہوئے بزرگوں کو بیوقوف سمجھتا ہے کیا ایسا شخص جو اس طرح کا ارادہ کرے کامیاب ہوسکتا ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی زندگی کو تلخ کردے اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے قوت گویائی چھین لے اور اس کی قوت بصارت ختم کردے۔

حضرت عمرو فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! وہ بدبخت اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی تمام قوت ختم نہ ہوگئی اسے کھانے کا ذائقہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا وہ اندھا بھی ہوگیا اور گونگا بھی۔

حضرت عبدالمطلب کے اونٹ کے پاؤں کے نیچے سے لق ودق صحرا میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا:

بنوخزاعہ نے بنوجرہم کو جب مکہ مکرمہ سے جلاوطن کیا تو انہوں نے مکہ مکرمہ سے بیدخل ہونے سے پہلے بیت اللہ شریف کے اندر جو سونے کے دو ہرن آویزاں تھے انہیں آب زم زم میں پھینک دیا اس کے علاوہ تلواریں زرہیں اور دوسرے قیمتی سامان کو بھی آب زم زم میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال کر زم زم کو بند کردیا تاکہ بنوخزاعہ ودیگر لوگ اس سے استفادہ نہ کرسکیں اس سے سینکڑوں سال آب زم زم ایسا بند رہا کہ ظاہر طور پر اس کا نشان بھی نظر نہ آتا تھا کسی کو بھی معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کبھی یہاں آب زم زم تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب جب ایک دن حطیم کعبہ میں سو رہے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انہیں خواب میں کسی نے کہا زم زم کو کھودو آپ نے فرمایا زم زم کیا ہے؟ تو انہیں خواب میں ہی

بتایا گیا کہ زم زم تیرے نامور باپ کی میراث ہے یہ ایسا پانی کا چشمہ ہے جس کا پانی کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی مرمت کی جاتی ہے اس سے حاجیوں کو پانی پلایا جاتا ہے آپ نے فرمایا وہ کہاں ہے؟ آواز دینے والے نے بتایا وہ گوبر اور خون کے درمیان اس جگہ ہے جہاں کالا کوا چونچ مار رہا ہے چیونٹیوں کی جگہ کے بالکل قریب حضرت عبدالمطلب نیند سے بیدار ہوئے تو خواب دماغ پر چھایا ہوا تھا لہٰذا اس سے اگلے دِن کدال لئے اپنے بیٹے حارث کے ساتھ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مشرکین اپنے جانور بتوں کے لئے قربانی کیا کرتے تھے وہاں آپ نے سیاہ رنگ کے کوے کو ایک جگہ چونچیں مارتے ہوئے دیکھا آپ نے جہاں کوا چونچیں مار رہا تھا وہاں کھدائی شروع کر دی کھدائی کرتے ہوئے ایسے آثار نظر آنے لگ گئے جس سے کامیابی کے امکانات روشن ہو گئے آپ نے خوشی وانبساط سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

قریش مکہ نے پہلے پہل تو سعی لاحاصل سمجھتے ہوئے اسے قابل التفات نہ سمجھا مگر جب کامیابی کے آثار نمایاں ہو گئے تو حصے کے دعوے دار بن کر کہنے لگ گئے کہ چاہ زم زم ہمارے سب کے باپ کا ہے لہٰذا ہم بھی اس کے برابر کے شریک ہیں اس کھدائی میں ہمیں بھی شامل کریں حضرت عبدالمطلب نے ان کے اس مطالبے کو پذیرائی نہ دی انہیں صاف انکار کر دیا آپ نے انہیں فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس انعام سے صرف مجھے ہی نوازا ہے لہٰذا مجھے اس میں کسی کی شرکت منظور نہیں۔ انہوں نے کہا اگر آپ اس میں ہمیں شامل نہیں کریں گے تو ہم آپ کو اسے کھودنے کی اجازت نہیں دیں گے یہ جھگڑا ختم کرنے کے لئے دونوں فریقوں میں طے پایا کہ بنی سعد بن حزیم کا قبیلہ جو شام کی سرحد کے قریب رہتا تھا اس کی کاہنہ کے پاس جائیں اسے تمام معاملہ ذکر کر کے اس سے اس بارے میں فیصلہ کرائیں وہ جو بھی فیصلہ دے دونوں فریق کے لئے وہ حتمی ہوگا۔ سفر طویل تھا چٹیل میدانوں اور بے آب وگیاہ صحراؤں سے گذر کر وہاں پہنچنا تھا دونوں فریقوں نے زادراہ ساتھ لیا اور وہاں جانے کے لئے چل پڑے مگر ہوا یہ کہ راستہ میں ہی ایک لق ودق صحرا میں حضرت عبدالمطلب اور آپ کے ساتھیوں سے پانی ختم ہو گیا اس لق ودق صحرا میں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا پیاس سے جان لبوں کو آئی ہوئی تھی انہوں نے دوسرے فریق سے پیاس بجھانے کے لئے پانی طلب کیا انہوں نے ایک گھونٹ بھی دینے سے انکار کر دیا یہ شدت پیاس سے نڈھال ہو چکے تھے بلکہ شدت پیاس سے موت آنکھوں کے سامنے رقص کر رہی تھی حضرت عبدالمطلب نے ساتھیوں سے مشورہ کر کے طے کیا کہ ہم سب اپنی اپنی قبر کا گڑھا کھودیں پیاس کی وجہ سے جو فوت ہو جائے اسے اس گڑھے میں دفن کر دیا جائے اس سے یہ ہوگا کہ ہم سب موت کے منہ میں آنے کے بعد بے گور وکفن نہیں پڑے رہیں گے آخر میں

کسی ایک کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا تو حرج نہیں۔

جب ہر ایک نے اپنی قبر کے لئے گڑھا کھود لیا اور موت کے منتظر ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا ساتھیو! یوں موت کا انتظار کرنا اور کوئی حیلہ نہ کرنا ہرگز درست نہیں اور نہ ہی یہ مردانگی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ یہاں سے کوچ کریں اور سفر پر روانہ ہوں جب تک زندگی کے سانس باقی ہیں سفر جاری رکھیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل رکھیں وہ کارساز ہے ہوسکتا ہے اس کے کرم سے کوئی صورت بہتر ہو جائے اور ہمیں کہیں سے پانی دستیاب ہو جائے۔ سب ساتھیوں نے اس فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے اونٹوں پر کجاوے کس لئے اور ان پر سوار ہو گئے مگر حضرت عبدالمطلب نے جب اپنے اونٹ کو اٹھایا تو ان کے اونٹ کے پاؤں کے نیچے سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ سب ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا اور اپنے مشکیزے بھی بھر لئے آپ نے ساتھیوں سے فرمایا دوسرے فریق سے کہیں کہ وہ بھی اس چشمہ سے پانی حاصل کریں ساتھیوں نے کہا جب ہم پیاس کی وجہ سے جان بلب تھے انہوں نے ہمیں پانی دینے سے انکار کر دیا لہٰذا ہم بھی انہیں یہاں سے پانی حاصل نہیں کرنے دیں گے حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اگر ہم بھی ایسا کریں گے تو پھر ان میں اور ہم میں فرق کیا رہ جائے گا جاؤ انہیں بلاؤ اور انہیں کہو کہ یہاں سے جتنا چاہیں پانی حاصل کرلیں جب فریق ثانی نے حضرت عبدالمطلب کی یہ کرامت دیکھی تو کہا عبدالمطلب! اب آگے جا کر کاہنہ سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں رہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لق ودق صحرا میں آپ کے لئے میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری فرما کر ہی آپ کے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آب زم زم صرف آپ کا ہے اس میں کسی اور کا قطعاً حق نہیں ہے ہم اپنا دعوے واپس لیتے ہیں چنانچہ وہاں سے ہی دونوں فریق واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور آب زم زم پر حضرت عبدالمطلب کا حق مسلمہ ہو گیا کوئی اختلاف نہ رہا۔

(الکامل ابن اثیر جلد نمبر 2 ص 12، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 711، سبل الھدیٰ والرشاد، جلد نمبر 1 ص 188، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 51، ضیاء النبی جلد نمبر 1 ص 448، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص 98)

حضرت عبدالمطلب کے چہرہ مبارک سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں اور جسم سے کستوری کی خوشبو آتی تھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے چہرہ مبارک سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں اور ان کے چہرہ مبارک سے خیر و برکت کے آثار واضح اور نمایاں تھے۔ ان کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی تھی وہ مستجاب الدعات تھے انہوں نے شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا شراب سے بالکل پرہیز تھا۔ جب ماہ رمضان کا چاند نظر آ جاتا وہ

غار حراء میں جا کر عبادت الٰہی میں مگن ہو جاتے۔ آپ پہلے شخص تھے جو غار حراء میں عبادت کیا کرتے تھے ان کے جسم سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ آپ کے دسترخوان سے نہ صرف انسان سیر ہوتے بلکہ پرندوں اور وحشی درندوں کو بھی آپ کے دسترخوان سے خوراک مہیا کی جاتی تھی۔ آپ اپنی اولاد کو سرکشی اور ظلم سے منع فرماتے تھے گھٹیا اور برے کاموں سے انہیں منع فرماتے تھے۔ انہیں مکارم اخلاق کی ترغیب دیتے تھے۔ (بلوغ الارب جلد نمبر 2 ص 282)

حضرت عبدالمطلب بیدار ہوئے تو آنکھوں میں قدرتی سرمہ لگا ہوا تھا:

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب حجر جو کہ کعبہ معظمہ میں ایک مقام ہے میں سوئے ہوئے تھے کہ جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آنکھوں میں قدرتی طور پر سرمہ لگا ہوا ہے اور بیش بہا لباس زیب تن ہے چہرہ پر بڑا جلال اور حسن و جمال آچکا ہے آپ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ ایسا سب کچھ کیسے اور کہاں سے ہو گیا ہے اور کس نے کر دیا ہے یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کے پاس پہنچا اور وہ اس فضیلت سے سرفراز فرمائے گئے۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 7)

اہل مکہ حضرت عبدالمطلب کے وسیلہ سے باران رحمت اور مشکلات سے برأت حاصل کرتے تھے:

تمام اہل مکہ حضرت عبدالمطلب کے مطیع و منقاد ہو گئے ان کا بے حد احترام اور تعظیم کرتے تھے حضرت عبدالمطلب کے جسم سے مشک ازفر کی خوشبو آتی تھی ان کی پیشانی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور منور و تاباں تھا اہل مکہ کو جب کوئی حادثہ یا مشکل پیش آتی تو مکہ مکرمہ کے پہاڑ کوہ ثبیر پر حضرت عبدالمطلب کو لے جاتے اور بارگاہ الٰہی میں ان کے وسیلہ سے فریاد کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر کرم فرما دیتا اور بارش کے قحط کے موقع پر آپ کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعا کرتے تو اس نور محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل جو حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں دمکتا تھا ان کی مشکل حل ہو جاتی تھی اور باران رحمت حاصل ہو جاتی تھی۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 7، بلوغ الارب جلد نمبر 2 ص 282، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 706)

حضرت عبدالمطلب تمام عرب کیلئے باعث فخر تھے:

حضرت عبدالمطلب اپنے عظیم الشان کارناموں اپنی بے مثل جود و عطا اور اپنی اولوالعزمی و بلند ہمتی و خصائل حمیدہ کے باعث ساری قوم کی آنکھوں کے تارے تھے اور سارے عرب کے لئے باعث افتخار تھے ایک جلیل القدر باپ کے بیٹے تھے

تاریخ عالم کا رخ پھیر دینے والے کی صلاحیتوں سے مالا مال دس بیٹوں کے باپ تھے صاحب حسن و جمال تھے چہرہ سے وجاھت اور شرافت کے آثار نمایاں تھے۔ (ضیاء النبی جلد نمبر 1 ص 449)

حضرت ہاشم جس چیز کے پاس سے گذرتے وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتی:

حضرت ہاشم بڑے حسین و جمیل تھے چہرہ پر وجاہت تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ان کے چہرے پر ضوفشاں رہتا تھا جو آدمی بھی آپ کی زیارت سے شرف ہوتا وہ آپ کے ہاتھ چوم لیتا اور حضرت ہاشم جس چیز کے پاس سے بھی گذرتے وہ چیز آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتی جب تک نور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس رہا اہل کتاب بھی ان کی دست بوسی کرتے رہے ان کے فضائل و کمالات کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی عرب قبائل کے سردار یہ تمنا رکھتے کہ ان کی بیٹی ان کے حرم میں داخل ہو۔ قیصر روم نے تورات وانجیل میں آپ کی تعریف پڑھ رکھی تھی اس لئے اس نے اپنی بیٹی کے نکاح میں دینے کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ نے اس کی پیش کش کو قبول نہ کیا محمد اسحاق راوی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تم گواہ رہو کہ میں نے ہاشم کو تمام بری باتوں سے محفوظ رکھا ہے کیونکہ نور محمدی ان کی پشت میں امانت ہے جس کا اثر ان کے گوشت اور خون میں رواں ہے۔

(معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 703، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 270)

حضرت ہاشم کو ابوالبطحا اور سید البطحا بھی کہا جاتا تھا عشر و یسر ہر دو حالت میں مہمانوں کے لئے آپ کا دختر خوان بچھا رہتا عرب کے شعراء نے آپ کی مدح سرائی میں خوب اشعار کہے ہیں ان میں سے چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ باب بنی شیبہ کے پاس موجود تھے کہ وہاں سے ایک شخص کا گذر ہوا اس نے یہ شعر پڑھا۔

يَاأَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُحَوِّلُ رَحْلَهٗ ۔ اَلَّا نَزَلْتَ بِاٰلِ عَبْدِالدَّارِ

اے وہ شخص جس نے اپنا کجاوہ الٹا کیا ہوا ہے کیا تو عبدالدار کی اولاد کے پاس مہمان نہیں ٹھہرا۔

هَبَلَتْكَ اُمُّكَ لَوْنَزَلْتَ بِرِحْلِهِمْ ۔ مَنَعُوْكَ مِنْ عَدَمٍ وَّمِنْ اَقْتَارٍ

تیری ماں تجھے روئے اگر تو ان کے صحن میں اترتا تو وہ تجھے افلاس اور تنگ دستی سے بچا لیتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا شاعر نے

ایسے ہی کہا جیسے اس شخص نے یہ شعر پڑھے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اس رب کائنات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے شاعر نے ایسے نہیں کہا شاعر نے تو یوں کہا ہے۔

يَآيُّهَا الرَّجُلُ الْمُحَوِّلُ رَحْلَهٗ ۔ اَلَّانَزَلْتَ بِاٰلِ عَبْدِمُنَافِ

اے وہ شخص جس نے اپنا کجاوہ الٹا کیا ہوا ہے کیا تو عبد مناف کی اولاد کے ہاں مہمان نہیں ٹھہرا۔

هَبَلَتْكَ اُمُّكَ لَوْنَزَلْتَ بِرِحْلِهِمْ ۔ مَنَعُوْكَ مِنْ عَدَمٍ وَمِنْ اِقْرَافِ

تیری ماں تجھے روئے اگر تو ان کے صحن میں اترتا تو وہ تجھے افلاس اور تنگدستی سے بچا لیتے۔

اَلْخَالِطِيْنَ غَنِيُّهُمْ بِفَقِيْرِهِمْ ۔ حَتّٰى يَعُوْدَ فَقِيْرُهُمْ كَالْكَافِيْ

وہ اپنے غنی کو اپنے فقیر کے ساتھ ملا دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کا فقیر ان کے ہاں سے جب لوٹتا ہے تو وہ بھی ایک غنی کی طرح اپنی ضروریات کا کفیل بن جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا میں نے بھی یہ اشعار اسی طرح سنے ہیں۔

(السیرۃ النبویہ زینی دحلان جلد نمبر 1 ص 28)

حضرت عبداللہ حسن میں یوسف ثانی تھے دیکھنے والے کی نگاہیں خیرہ ہو جاتی تھیں:

کائنات ارض و سما میں آپ سے زیادہ خوش قسمت اور بلند بختوں والا کوئی باپ نہیں آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب نبیوں رسولوں کے سردار باعث تخلیق کائنات بے کسوں کے کس بے سہاروں کے سہارا گنہگاروں کے لئے رحمت الٰہی و بخشش کے سبب والے لولاک کے تاج والے قاب قوسین اوادنیٰ کی معراج والے حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد ہیں آپ کا حسن و جمال حشر سامان تھا آپ حسن و جمال میں یوسف ثانی تھے نور محمدی چہرہ مبارک پر درخشاں تھا اس نور کی شعائیں دیکھ کر ہر ایک کی نگاہیں خیرہ ہو جاتی تھیں آپ قریش کے ایک تابندہ نور تھے قریش میں کوئی بھی حضرت عبداللہ کا ہم پلہ نہ تھا صورت وسیرت میں یکتا تھے۔ اطراف و جوانب کے لوگ یہ تمنا کرتے کہ کاش یہ ہمارے داماد ہوتے روساء وسلاطین حضرت عبدالمطلب سے اس سلسلہ میں اپنی خواہشوں کا بھی اظہار کر چکے تھے۔

معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 735 میں ہے کہ حضرت عبداللہ کی تربیت عالم غیب سے اس طرح ہوتی تھی کہ ایک دن حضرت عبداللہ نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ جب کبھی میں بطحائے مکہ اور کوہ ثبیر کی طرف جاتا ہوں تو

میری پشت سے نور چمکتا دمکتا ظاہر ہوتا اور وہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر مشرق و مغرب کی طرف جاتا ہے پھر مجتمع ہو کر ابر پارہ کی شکل اختیار کر کے میرے اوپر سایہ فگن ہو جاتا ہے پھر میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور یہ ابر پارہ مدور شکل اختیار کر کے آسمان کی طرف جاتا ہے اور فوراً واپس میری پشت میں آ جاتا ہے میں جب زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے کہ اے وہ شخص جس کی پشت میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امانت ہے آپ پر سلامتی ہو۔ حضرت عبداللہ نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ میں اگر ایک خشک درخت کے نیچے بیٹھا ہوں تو وہ اسی وقت سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے اور مجھے سلام کرتا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا اے جان پدر! تجھے مبارک ہو کہ تمہاری صلب سے رحم مادر میں ایسا نطفہ منتقل ہوگا جس سے اس شخصیت کا ظہور ہوگا جو تمام مخلوق الٰہی سے بزرگ و برتر ہوگا میں نے بھی ایسے بہت سے مشاہدات دیکھے ہیں اور مجھے خواب میں بھی بہت سی بشارتیں دی گئی ہیں۔

یہودیوں کو حضرت عبداللہ کی پیدائش کا معلوم ہونا اور ان کا انہیں شہید کرنے کی کوشش کرنا:

تورات وانجیل کے عالم مسلسل اس تلاش و جستجو میں مشغول رہتے تھے اور ہمیشہ ان علامتوں کی تلاش میں رہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ان علامتوں کو معلوم کر لیں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کا پتہ لگ سکے۔ انہیں اسی تلاش و جستجو میں اس ساعت کا علم ہو گیا کہ آخرالزماں پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی ولادت باسعادت آج اس رات ہو گئی ہے چنانچہ ملک شام کے مہندس واہل کتاب کے علماء نے ایک دوسرے کو متنبہ کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی ام القریٰ مکہ مکرمہ میں تولد ہو چکے ہیں۔

ان لوگوں کے پاس وہ جبہ تھا جو سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شہادت کے وقت پہنا ہوا تھا اس پر آپ کے خون کے دھبے لگے ہوئے تھے کتب سماوی میں یہ مذکور تھا کہ آخری نبی کی دنیا میں تشریف آوری کے زمانہ قریب میں خون کے یہ دھبے تازہ ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے اس جبہ مبارک پر جب خون کے دھبوں کو دیکھا کہ وہ تازہ ہو گئے ہیں تو انہیں یقین ہو گیا کہ اب محبوب خدا رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا زمانہ قریب ہے ان میں سے کچھ گمراہوں شرپسندوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ کسی نہ کسی طرح ہو سکے تو ان کے والد ماجد کو شہید کر دیں تاکہ اس سلسلہ کا ہی خاتمہ ہو جائے مگر وہ ناہنجار کیسے صاحب علم تھے جنہیں یہ بھی علم نہیں تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام میں کون دخیل ہو سکتا

ہے مگر یادرکھیں علم وعقل سے انسان اس وقت ہی مستفیض ہوسکتا ہے جب فضل الٰہی شامل حال ہو۔ (شواہد النبوت ص48، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص734)

بہرحال ان احمقوں نے اس سازش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ام القریٰ مکہ مکرمہ کے کئی چکر لگائے مگر نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہر دفعہ ہی غائب وخاسر ہوکر ہی واپس لوٹتے اور حضرت عبداللہ ان کے شر سے ہمیشہ ہی محفوظ رہتے۔

ستر جنگجو یہودی حضرت عبداللہ پر حملہ آور ہونے کو تھے کہ آسمانی مخلوق نے انہیں کیفر کردار کو پہنچادیا:

اس سازش کے تحت ایک دفعہ ستر جنگجو یہودی حضرت عبداللہ کو شہید کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے انہوں نے آپس میں حلف اٹھا کر یہ پکا عہد کیا تھا کہ جب تک حضرت عبداللہ کی زندگی کے چراغ کو گل نہ کرلیں گے ان کی روح کو قفس عنصری سے آزادنہ کرالیں گے اور ان کی حیات کو موت میں تبدیل نہ کرلیں گے واپس نہیں لوٹیں گے ان بدنہاد یہودیوں نے اپنے فاسدارادہ کی تکمیل کے لئے سفر کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ رات کو سفر کرتے مگر دن کے وقت کسی جگہ چھپ کر آرام کرتے اس انداز سفر سے وہ مکہ مکرمہ پہنچے وہاں وہ کسی ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتے تھے کہ حضرت عبداللہ کو کہیں تنہا پاکرانہیں شہید کردیں اور اپنا مقصد پورا کرلیں۔

اتفاقاً ایک دن حضرت عبداللہ تنہا ہی شکار کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے گئے ان بدبختوں نے یہ موقع غنیمت جانا اپنی تلواروں کو نیاموں سے باہر کرلیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نانا وہب بن عبدمناف زہری بھی اتفاقاً اس وقت اس طرف شکار کو گئے ہوئے تھے وہ ابھی حضرت عبداللہ سے دور ہی تھے کہ انہوں نے یہودیوں کو تلواریں لہراتے ہوئے دیکھا۔انہوں نے عربوں کی روایتی غیرت وحمیت کے تحت گوارہ نہ کیا کہ ان کا ایک فرد کس مپرسی کی حالت میں دشمنوں کے ہاتھوں مارا جائے مگر انہوں نے دیکھا کہ یہودیوں کی تعداد ان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے ابھی وہ اسی شش وپنج میں مبتلا تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے ابلق گھوڑوں پر سوار ایسے لوگ زمین پر اترے جن کی دنیاوی مخلوق سے کوئی مشابہت نہ تھی ان بہادر سواروں نے زمین پر آتے ہی ان بدبخت یہودیوں پر حملہ کرکے انہیں کیفر کردار کو پہنچادیا۔ یہ منظر دیکھ کر وہب بن عبدمناف کی حیرت سے آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور حضرت عبداللہ کی قدرومنزلت ان کے دل میں سماگئی اور انہوں نے یہ دل میں طے کرلیا کہ اگر ہوسکے تو میں اپنی آمنہ کو حضرت عبداللہ کے حبالہ عقد میں دے دوں

انہوں نے یہ گھر آ کر اپنی بیوی سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو انہیں بھی رضا مند پایا۔ (معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 137 ، مدارج النبوت جلد نمبر 2، ص 16 شواہد النبوت ص 49)

حضرت عبداللہ کے حسن و جمال پر عورتوں کی وارفتگی اور آپ کی پاکدامنی:

محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کا عنفوان شباب کا عالم تھا عمر مبارک بیس یا پچیس سال تھی تقویٰ و پارسائی کے انوار چہرہ مبارک سے درخشاں تھے آپ کا حسن و جمال حشر ساماں تھا جس گلی سے بھی آپ گذرتے سینکڑوں دِل سینے میں مچلنے لگتے صدہا نرگسیں قدموں میں آنکھیں بچھانے کو بے چین ہو جاتیں شادی شدہ عورتوں کے بھی ایسے شغف کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے شوہروں سے منہ موڑ کر یہ تمنا کرتیں کہ حضرت عبداللہ ایک ادنیٰ توجہ ہی ان کی جانب مبذول فرمالیں۔

حسن و ناز کے مسند نشیں مقام جلوہ گری میں اس انداز کے ساتھ عشوہ گری کرتے کہ زاہد خشک بھی توبہ شکنی پر مجبور ہو جاتے لیکن حضرت عبداللہ جو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امین تھے شرم وحیا کے پیکر تھے ان پری چہروں کی طرف کبھی بھی نظر التفات نہ فرماتے اور ہمیشہ اپنے تقدس کے دامن کو ان کی عشوہ گری سے محفوظ رکھتے یہ بھی روایات میں مذکور ہے کہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ عورتیں آپ پر والہ وشیدا تھیں بسا اوقات فرط جذبات سے مغلوب ہو کر سرراہ بیٹھ جاتیں اور صدہا حیلوں سے انہیں اپنی جانب راغب کرنے کی کوشش کرتیں لیکن شرم وحیا کے پیکر خشیت وخوف الٰہی سے مغلوب حضرت عبداللہ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے اور وہ مایوس و ناامید واپس لوٹتیں حقیقت یہ ہے کہ نامعلوم چھپ چھپ کر ایک جھلک دیکھنے کی آرزو کتنوں کو ہی ماہی بے آب کی طرح تڑپا دیتی۔

سیرۃ نبویہ دحلان جلد نمبر 1 ص 42 میں ہے۔ فَلَقِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ زَمَنِهٖ مِنَ النِّسَاءِ مِنَ الْعِنَاءِ مِثْلَ مَالَقِيَ يُوْسُفُ فِيْ زَمَنِهٖ اِمْرَاَةَ الْعَزِيْزِ ۔

حضرت عبداللہ کو اپنے زمانہ میں عورتوں کی طرف سے انہیں مشکل اور صبر آزما حالات کا سامنا کرنا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زمانہ میں عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے پیش آئے۔

اور سیرت نبویہ دحلان میں اسی جگہ ہے وَفِيْ شَرْحِ الْمَوَاهِبِ كَانَ يَتَلَاْلَأُ نُوْرًا فِيْ قُرَيْشٍ وَكَانَ اَجْمَلَهُمْ وَشَغَفَتْ بِهٖ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَكِدْنَ اَنْ تَزْهَلَ عُقُوْلُهُنَّ ۔

حضرت عبداللہ خاندان قریش میں ایک تابندہ نور تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے قریش کی عورتیں ان کے دام محبت میں اسیر تھیں اور قریب تھا کہ ان کی محبت میں عقل وحواس کھو بیٹھیں۔

لیکن حضرت عبداللہ کی شرمگیں نگاہیں ہمیشہ نیچے ہی رہتیں روئے زیبا پر شرم وحیا، شرافت ونجابت کے انوار، برستے ہی رہتے اور اس کو مزید دلکش ودل آویز بناتے رہتے یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا عہد رفتہ پھر لوٹ آیا ہے مکہ مکرمہ کی کئی دوشیزاؤں کے ہاتھ سے صبر واحتیاط کا دامن بار بار چھوٹ جاتا تھا بعض نے تو اپنے جاں ذوق وشوق کی بے تابیوں سے بے بس ہو کر اپنے حسن وشباب کی جملہ رعنائیوں کو ان کے قدموں کی خاک پر قربان کر دینے کا برملا اظہار بھی کر دیا تھا اس سب کچھ کے باوجود حضرت عبداللہ کا چہرہ مبارک جس نور مبین کی کرنوں کی جلوہ گاہ بنا ہوا تھا وہ انہیں کب کس کی طرف نگاہ اٹھانے کی اجازت دیتا تھا لہٰذا آپ نے ہر دفعہ ایسی ہر پیشکش کو بڑی ہی بے نیازی اور حقارت سے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا۔

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ ۔ وَالْحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِيْنَهٗ

بہرحال جہاں تک حرام کا تعلق ہے تو اس سے موت بہتر ہے اور رہا حلال تو میں اس میں واضح طور پر حلال نہیں دیکھ رہا۔

فَكَيْفَ بِالْاَمْرِ الَّذِیْ تَبْغِيْنَهٗ ۔ يَحْمِی الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَهٗ

جو تم چاہتی ہو میں اس بات کو کیسے قبول کر سکتا ہوں کہ ہم ہمیشہ اپنی عزت اور اپنے دین کی حفاظت کرتے ہیں۔

عورتوں کا اپنے آپ کو پیش کرنا اور حضرت عبداللہ کا انکار

ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ:

حضرت عبدالمطلب اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کے ہمراہ شعب ابی طالب کی طرف جا رہے تھے راستے میں کعبہ معظمہ کے قریب ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزی کھڑی تھی وہ حسن وجمال میں بھی یکتا تھی اور علم وفضل میں بھی لاثانی آسمانی کتابوں تورات وانجیل کی ماہر تھی ان کتابوں کے علم کے باعث اسے یہ معلوم تھا کہ حضرت عبداللہ نور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حامل ہیں۔ اس نے حضرت عبداللہ سے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے اسے کہا میں اپنے والد کے ساتھ کسی کام جا رہا ہوں۔ قتیلہ نے کہا اے عبداللہ اگر آپ مجھے اپنی زوجیت میں لے لیں تو آپ کے والد نے جو آپ کے فدیہ میں سو اونٹ ذبح کئے تھے ان کے بدلہ میں آپ کو سو اونٹ دے دوں گی

حضرت عبداللہ نے اسے فرمایا اب تو ایک کام کے لئے میں اپنے والد کے ساتھ جارہا ہوں واپسی پر اس عقدہ کا مناسب حل پیش کر کے اس معاملہ کو طے کریں گے اس کے بعد وہ شعب ابی طالب میں آ گئے اسی دن شعب ابی طالب میں حضرت عبداللہ کا حضرت آمنہ سے نکاح ہوگیا اور رات کو وہیں قیام کے دوران شب زفاف میں نور محمدی حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ میں منتقل ہوا بعدازاں حضرت عبداللہ کو قتیلہ کی پیش کش کا خیال آیا (واضح ہو بعض سیرت نگاروں نے قتیلہ کی بجائے اس کا نام ام قتال لکھا ہے مگر اس میں اتفاق ہے کہ وہ ورقہ بن نوفل کی ہمشیرہ تھی) حضرت عبداللہ اس پیش کش کے متعلق بات کرنے کی غرض سے قتیلہ کے ہاں گئے۔ مگر قتیلہ نے حضرت عبداللہ کے چہرہ کو دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ نور جوان کی پیشانی میں درخشاں وتاباں تھا وہ اب نہیں ہے تو اس نے دریافت کیا۔ کہ اے عبداللہ میرے پاس سے گذرنے کے بعد آپ کہاں گئے تو حضرت عبداللہ نے اسے بتایا کہ وھب بن عبد مناف زھری کی بیٹی آمنہ سے میرا نکاح ہوگیا تھا لہٰذا میں اس کے پاس رہا ہوں یہ سن کر قتیلہ سخت صدمہ میں ڈوب گئی کہ شہباز ہاتھ سے نکل گیا اس نے کہا بصد افسوس عبداللہ! میرا اب آپ سے کوئی تعلق نہیں میں تو صرف نور محمدی کی خواہاں تھی جو میری قسمت میں نہ تھا وہ آپ سے آمنہ کو منتقل ہوگیا میں محروم رہ گئی۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص58، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص71، الوفا حصہ اول ص86، حجۃ اللہ علی العلمین ص220، دلائل النبوت امام بیہقی ص96، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص326، سیرت نبویہ ابن ھشام ص105، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص735)

فاطمہ نامی عورت نے بھی حضرت عبداللہ سے نور خدا حاصل کرنا چاہا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب جب اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے ہمراہ ان کے نکاح کے لئے نکلے تو ان کا گذر اہل تبالہ کی ایک کاہنہ عورت سے ہوا اس کا نام فاطمہ تھا اسے فاطمہ بنت مرشعمیہ کہتے تھے۔

وہ حسن وجمال میں بے مثال تھی اور وہ حسن وجمال میں جس طرح یکتا تھی علم وفضل میں بھی وہ ایسے ہی باکمال تھی وہ علم وبصیرت میں بھی منفرد تھی اسے کتب سماوی اور صحف الٰہی پر مکمل دسترس حاصل تھی اس نے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کا وقت عقل ونقل حسابات کے ذریعے معلوم کرلیا تھا اسے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے کس بیٹے کے ہاں اس بے مثال ہستی کی ولادت باسعادت ہوگی جو سب جہانوں کے لئے رحمت ہوں گے اس کے دل

میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں کوشش کروں ہوسکتا ہے قسمت یاوری کرے تو وہ سعادت مجھے نصیب ہوجائے اور ان کی والدہ بننا میرے مقدر میں بن جائے میں ہی وہ خوش نصیب ماں بن جاؤں جس کی گود میں حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں ایک دن اس کی نظر حضرت عبداللہ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو اس نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں گوہر امید کو درخشاں وتاباں دیکھا اسے اپنے دِل کی تمنا اور آرزو پوری ہوتی نظر آئی گوھر مقصود کا حصول آسان ہوتا نظر آنے لگا وہ علامتیں اور نشانیاں جو کتب سماوی اور صحف الٰہی میں پڑھی تھیں من وعن سب کی سب حضرت عبداللہ میں نظر آئیں تو اس نے حضرت عبداللہ کو مخاطب ہوکر کہا اے نوجوان! اگر ابھی اسی وقت تم مجھ سے مباشرت کرو گے تو میں تمہیں سو اونٹ دوں گی حضرت عبداللہ نے اسے بھی فرمایا۔

اَمَّاالْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ ۔ وَالْحِلَّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِيْنَهٗ

بہرحال جہاں تک حرام کا تعلق ہے تو اس سے تو موت بہتر ہے اور رہا حلال تو میں اس میں واضح طور پر حلال نہیں دیکھ رہا۔

فَكَيْفَ بِاالْاَمْرِ الَّذِىْ تَبْغِيْنَهٗ ۔ يَحْمِى الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَدِيْنَهٗ

جو تم چاہتی ہو میں اسے کیسے قبول کرسکتا ہوں کریم ہمیشہ اپنے دین اور اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔

پھر آپ کے والد آپ کے ساتھ آگے چلے انہوں نے ان کا نکاح حضرت آمنہ بنت وھب سے کردیا حضرت عبداللہ اپنی زوجہ مطہرہ کے پاس وہاں کے دستور کے مطابق تین دِن تک رہے اس دوران نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ کے ہاں منتقل ہوگیا اس کے بعد حضرت عبداللہ کا گذر پھر اسی عورت فاطمہ خثعمیہ سے ہوا تو اس نے حضرت عبداللہ سے کہا اے نوجوان! تم نے میرے پاس سے گذرنے کے بعد کیا کام سرانجام دیا حضرت عبداللہ نے فرمایا میرے والد نے میرا نکاح آمنہ بنت وھب سے کردیا میں تین دن تک وہاں ہی رہا اس نے کہا عبداللہ! خدا کی قسم! میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں دراصل بات یہ تھی کہ میں نے تمہارے چہرے پر نور دیکھا تھا میرے دِل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کرلوں مگر رب کریم کو یہ منظور نہ تھا لہٰذا اس مالک نے جہاں چاہا اس نور کو منتقل فرمادیا اس کے بعد اس نے کہا۔

اِنِّىْ رَاَيْتُ مَخِيْلَةً لَمَعَتْ ۔ فَتَلَاْ لَاَتْ بِحَنَاتِمِ الْقَطْرِ

میں نے بجلی (نور وروشنی) کو چمکتا دیکھا جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگ جگمگ کردیا۔

فَلِمَّآئِهَا نُوْرٌ یُضِیُٔ لَهٗ ۔ مَاحَوْلَهٗ کَاِضَاءَ ةِ الْبَدْرِ

وہ نور تھا جو اپنے ماحول کو ماہ کامل کی طرح روشن کررہا تھا۔

وَرَجَوْتُهٗ فَخْراً اَبُوْءُ بِهٖ ۔ مَاکُلُّ قَادِحٍ ذَنْدِهٖ یُوْرِیْ

میں نے اسے حاصل کرنا چاہا تاکہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر رگڑنے والا آگ پیدا نہیں کرتا۔

لِلّٰهِ مَازُهْرِیَّةٌ سَلَبَتْ ۔ ثَوْبَیْكَ مَاسْتَلَبَتْ وَمَا تَدْرِیْ

مگر اس زہری عورت (سیدہ حضرت آمنہ) کی عظمت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی عطا ہے اے عبداللہ جس نے تمہارے دونوں کپڑے (نبوت اور حکومت) لے لئے اس نے کیا لے لیا وہ کیا جانے؟

اس نے مزید یہ کہا

بَنِیْ هَاشِمٍ قَدْغَادَرَتْ مِنْ اَخِیْکُمْ ۔ اُمَیْنَةُ اِذْلِلْبَاهِ یَعْتَلِجَانِ

اے بنی ہاشم آمنہ نے تمہارے بھائی کے ساتھ دھوکا کیا ہے اب اس کے عقل وقلب میں کشمکش برپا ہے۔

کَمَا غَادَرَالْمِصْبَاحُ بَعْدَ خُبُوَّه ۔ فَتَائِلُ قَدْمِیْثَتْ لَهٗ بِدِهَانِ

جیسے کبھی چراغ بجھنے کے بعد اپنی تیل میں ڈوبی ہوئی بتیاں چھوڑ دیتا ہے۔

وَمَا کُلُّ مَایُحْوِیْ الْفَتٰی مِنْ تِلَادِهٖ ۔ بِحَزْمٍ وَلَامَافَاتَهٗ بِتَوَانِیْ

انسان جو دولت حاصل کرتا ہے وہ اس کے اپنے ہی ارادے کا نتیجہ نہیں ہوتی اور جو کھو دیتا ہے وہ اس کی سستی کی بنا پر نہیں ہوتا۔

فَاَجْمِلْ اِذَا طَالَبْتَ اَمْراً فَاِنَّهٗ ۔ سَیَکْفِیْکَهٗ جَدَّانِ یَصْطَرِعَانِ

جو تم کسی چیز کا مطالبہ کرو تو خوبصورتی سے کرو کیونکہ تمہارے آباؤ اجداد تمہیں کافی ہوں گے۔

سَیَکْفِیْکَهٗ اِمَّایَدٌ مُقْفَعِلَّةٌ ۔ وَاِمَّایَدٌ مَبْسُوْطَةٌ بِبَنَانِ

تمہیں کافی ہوگا یا تو بند ہاتھ یا بالکل کھلا ہوا ہاتھ

وَلَمَّا قَضَتْ مِنْهُ اُمَیْنَةُ مَاقَضَتْ ۔ نَبَابَصَرِیْ عَنْهُ وَکَلَّ لِسَانِیْ

جب آمنہ نے اس سے اپنی بات پوری کرلی تو میری نظر اس سے ہٹ گئی اور میری زبان بند ہوگئی۔

(سبل الھدی والرشاد جلد نمبر 1 ص 327، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص69، الوفا ابن جوزی ص 87، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص59 ، دلائل النبوت ابونعیم ص74، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 99، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص740)

لیلیٰ عدویہ کی دعوت کو حضرت عبداللہ نے طریقہ سے ٹھکرا دیا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ اپنا مکان بنا رہے تھے اس لئے ان پر مٹی اور غبار لگا ہوا تھا اسی حال میں وہ کہیں جا رہے تھے کہ لیلیٰ عدویہ کے پاس سے ان کا گذر ہوا اس نے آپ کو دیکھتے ہی آپ کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو درخشاں وتاباں دیکھا تو وہ اس پر فریفتہ ہوگئی اس کے دِل میں آیا کہ جیسے بھی ہو اس نور کو حاصل کیا جائے لہٰذا اس نے حضرت عبداللہ کو اپنی جانب بلا کر کہا اے عبداللہ! اگر آپ مجھے اپنا لیں تو میں سو اونٹ آپ کی خدمت میں پیش کروں گی حضرت عبداللہ نے اسے ٹالتے ہوئے فرمایا ابھی میں فارغ نہیں مٹی اور گرد وغبار بھی لگا ہوا ہے فراغت کے بعد تجھے کچھ بتا سکوں گا حضرت عبداللہ اس کے بعد اپنی زوجہ مطہرہ حضرت آمنہ کے پاس آئے اور نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ کو منتقل ہو گیا بعد ازاں حضرت عبداللہ کا گذر پھر لیلیٰ عدویہ کے پاس سے ہوا تو اس نے وہ التفات نہ کیا تو حضرت عبداللہ نے لیلیٰ عدویہ سے کہا اس دن کیا تھا اور اب کیا ہے لیلیٰ عدویہ نے کہا عبداللہ اس دن آپ کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دمک رہا تھا مگر آج وہ نہیں ہے میں صرف اس کی خواہاں تھی وہ آپ سے آپ کی بیوی آمنہ نے حاصل کرلیا ہے اسے مبارک ہو یقیناً اس سے اب ساری کائنات کے والی ووارث پیدا ہوں گے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص60 خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص69، دلائل النبوت ابونعیم ص73، سیرت نبویہ ابن ھشام ص106 ، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 97)

شب جمعہ اور شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل:

حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ کو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام حج کے دوران قول اصح کے مطابق ایام تشریق کے وسط میں جمعہ کی رات منتقل ہوا تھا اس لئے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمعہ کی رات کو لیلۃ القدر سے افضل جانا ہے کیونکہ جو خیرات وبرکات اور بزرگی وسعادت عوام الناس پر عموماً اور مومنین پر بالخصوص منزل ہوئیں

ایسی کسی رات میں نہ ہوئیں اور نہ ہی قیامت تک ہوں گی اسی لئے میلاد کی رات کو بھی لیلۃ القدر سے افضل کہتے ہیں اور یہی سزاوار ہے۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 17)

جب نور محمدی حضرت آمنہ کو تفویض ہوا تو جانوروں نے بھی ایک دوسرے کو مبارک دی:

نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت آمنہ کو تفویض ہوا تو دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت شاہی سرنگوں ہوگئے روئے زمین پر تمام بت اوندھے گر پڑے دنیا کا ہر مکان اور ہر سرائے نور سے منور ہوگیا۔ مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو خوشخبری اور مبارک دی کوئی چوپایہ ایسا نہ تھا جس نے کلام نہ کیا ہو۔ مشرق ومغرب کے چرند پرند اور بحری جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی کہ وہ وقت آنے والا ہے جب کہ خطہ زمین نور مصطفویٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منور ہوجائے گا۔ تمام کاہنوں کو اس کی اطلاع ہوئی اور وہ ایک دوسرے سے مشورے کرنے لگے۔ صاحب اقتدار حاکموں اور بادشاھوں کی زبانیں گنگ ہوگئیں اور وہ گفتگو سے قاصر ہوگئے۔ قریش کے پالتو جانوروں نے آپس میں کہا کہ حضرت آمنہ نور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگئی ہیں ان کے ورود مسعود سے دنیا کی ظلمتیں دور ہو جائیں گی قسم ہے پروردگار کعبہ کی وہ تمام دنیا کا امام ہے اور اہل دنیا کا چراغ ہے۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 17، معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 744، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 70، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 81، حجۃ اللہ علی العلمین ص 223)

ابلیس لعین کا تخت الٹ گیا:

جس رات نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت آمنہ کو منتقل ہوا اسی رات ابلیس لعین کا تخت الٹ گیا اور یہ مردود بارگاہ الٰہی چالیس دن تک بحروبر میں مارا مارا پھرتا رہا اور فرط غم وکثرت غیض وغضب میں سیاہ وسوختہ ہوکر کوہ ابوقبیس کے دامن میں آکر رونے اور چلانے لگا اس کی آہ وفغاں کو سن کر اس کی تمام ذریت اس کے اردگرد جمع ہوگئی اور اس سے اس قدر بے بہا گریہ وماتم کا سبب پوچھنے لگ گئی ابلیس نے انہیں کہا اے میری ذریت تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب ہماری ہلاکت متحقق ہوچکی ہے کیونکہ آخرالزماں پیغمبر (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) صلب عبداللہ سے (حضرت) آمنہ میں منتقل ہوگئے ہیں وہ اولین وآخرین کے لئے باعث شرف وعزت ہیں وہ نورانی پیکر حقانیت کی تلوار لے کر مبعوث

ومتولد ہوں گے وہ بتوں کو توڑیں گے اور مشرکانہ رسموں کو ختم کریں گے۔ شراب اور جوئے کو حرام قرار دیں گے۔ ان کی وجہ سے ہمیں آسمانی خبریں اب نہیں مل سکیں گی وہ خطہ زمین سے ظلم وستم کو کم کر کے اسے عدل وانصاف سے بھر دیں گے زمین کو اپنی سجدہ گاہوں سے ایسے مزین فرمائیں گے جیسے آسمان میں ستارے زینت کا سبب ہیں وہ کائنات ارضی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کا پرچم بلند کریں گے۔ ان کی امت دنیا میں آنے والی تمام امتوں سے بہتر ہوگی۔ شرک کی برائیوں کو دنیا سے دور کر کے دین کے کاموں میں خلوص پیدا کریں گے ان کے متبعین اہل تقویٰ واہل مغفرت ہوں گے۔ تمام نیکیاں اور نیک اعمال ان کی طرف منسوب ہوں گے ان کی امت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لئے بغیر کوئی بھی چیز نہ کھائیں گے نہ پئیں گے۔

اچھائیوں کا حکم دے کر برائیوں سے روکیں گے۔ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے وہ نیکیوں میں سبقت حاصل کریں گے غریبوں اور مسکینوں پر شفقت اور رحم فرمائیں گے وہ صلہ رحمی اختیار کریں گے اور حسن سلوک سے پیش آئیں گے جو صفات اس آخری پیغمبر اور ان کی امت میں ہوں گی وہی ہمارے لئے مصیبت واذیت کا سبب ہوں گی۔

ابلیس سے یہ باتیں سن کر اس کے ایک چیلے نے کہا گرو جی! فکر کی کون سی بات ہے خطہ زمین پر آباد ہونے والوں کو سات زمانوں میں منقسم کیا گیا تھا جن میں سے چھ زمانے تو گذر چکے ہیں بس صرف ایک زمانہ ہی باقی رہ گیا ہے اور جو چھ زمانے گذر چکے ہیں ان زمانوں کے لوگ بڑی لمبی لمبی عمر والے تھے اور وہ قوی بھی بڑے تھے مگر ہم نے ان کی ایک بھی نہ چلنے دی انہیں ہم نے جس طرح چاہا گمراہی پر ڈالے رکھا اور بے شک انبیاء کرام نے انہیں بہت سمجھانے کی کوشش کی مگر ہم نے انہیں مرتے دم تک جہنم کے راستے پر ہی چلائے رکھا آنے والے زمانے کے لوگ تو ان جیسی لمبی عمر والے بھی نہیں ہوں گے اور ان جیسے قوی بھی نہیں ہوں گے ہم انہیں با آسانی اپنی راہ پر ڈال لیں گے ان کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کریں گے۔

ابلیس نے انہیں کہا اے میری ذریت! بیشک تم بہت محنتی وقابل ہو مگر اس آخری نبی کی امت کے ساتھ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے کیونکہ اس جلیل القدر پیغمبر کا اپنی امت پر بہت زیادہ لطف وکرم ہوگا وہ تو مومنوں پر رؤف ورحیم ہوں گے اس لئے ان کی امت کے لوگ ہماری دست برد سے باہر ہوں گے۔ ابلیس کے چیلے نے کہا فکر نہ کر ہم ان کی اتباع کرنے والوں کے دلوں میں خواہشات کو ڈال دیں گے انہیں دنیاوی خواہشات میں پھنسا دیں گے بخل اور تعدی ان کی عادات میں شامل کر دیں گے جو ان کی ہلاکت وتباہی کا سبب ہو جائے گا۔ ابلیس ان کی باتوں سے بہت مسرور ہوا اور انہیں کہا تمہاری ان باتوں سے میرا دکھ بہت حد تک کم ہو گیا ہے اور تمہاری صلاحیتیں دیکھ کر میرا دِل خوش ہو گیا ہے۔

(معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 744 شواہد النبوت ص 51)

بہاراں مسکراپیاں

نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت آمنہ کو منتقل ہونے سے پہلے قریش سخت قسم کے قحط میں مبتلا تھے ہر طرف خشک سالی کا دور دورہ تھا بھوک اور افلاس نے ہر طرف ڈیرے ڈالے ہوئے تھے درخت اور گھاس سوکھ چکے تھے ہریالی کہیں بھی نام ونشان نہ تھا بھوک سے جانور لاغر وکمزور ہوچکے تھے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنے ہوئے تھے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جونہی سیدہ حضرت آمنہ کو منتقل ہوا تو رحمت خداوندی کا نزول ہوگیا باران رحمت کے باعث ہر طرف خوشیوں سے چہرے کھل کھلا اٹھے درخت سرسبز وشاداب ہوگئے ہر طرف سبزہ وہریالی سے آنکھوں کو شادابی حاصل ہونے لگی جانوروں کو بھی خوراک حاصل ہونے لگی پھول اور کلیاں کھل اٹھے مصیبت زدوں کی مصیبت دور ہوئی ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ ہوگیا لوگوں نے اس سال کو سنۃ الفتح والا تہاج خوشی ومسرت کا سال کہا یہ سب محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی برکت تھی عشاق نے یہ جان کر اور پڑھ کر خوشی ومسرت سے عشق ومستی میں یہ گیت گائے۔

محمد مصطفٰے آئے بہاراں مسکرا پیاں
کھڑے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں

(معارج النبوت جلد نمبر 1 ص 744، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 17، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 72)

سب کو بیٹے عطا ہوئے:

جب نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدہ حضرت آمنہ کو منتقل ہوا تو رب کائنات رب العلمین نے حکم فرمایا کہ اس سال سب کے ہاں بیٹے ہوں کسی کے ہاں بھی بیٹی پیدا نہیں ہوگی لہٰذا اس سال سب کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 72، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 80)

حضرت عبداللہ کی وفات پر فرشتوں نے کہا اے اللہ تیرا نبی یتیم ہوگیا:

سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ والد ماجد حضرت عبداللہ کا ظل عاطفت سر سے اٹھ گیا اور آپ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی یتیم ہوگئے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

لَمَّا تُوَفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ الْمَلٰئِكَةُ يَا اِلٰهَنَا وَيَا سَيِّدَنَا بَقِيَ نَبِيُّكَ يَتِيْمًا لَا اَبَ لَهٗ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

لَهُمْ اَنَالَهٗ حَافِظٌ وَنَصِيْرٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَاوَلِيُّهٗ وَحَافِظُهٗ وَحَامِيْهِ وَرَبُّهٗ وَعَوْنُهٗ وَرَازِقُهٗ وَكَافِيْهِ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَتَبَرَّكُوْا بِاِسْمِهٖ۔

جب حضرت عبداللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے ہمارے اللہ! ہمارے سردار اور تیرے نبی یتیم ہوگئے ہیں ان کا باپ نہ رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں فرمایا ہم اس کے محافظ اور مددگار ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میں اس کا ولی ہوں، نگہبان ہوں، مددگار ہوں، پروردگار ہوں اس کی مدد کرنے والا ہوں اسے رزق دینے والا ہوں اور ہر معاملے میں اس کے لئے کافی ہوں۔ پس تم اس پر درود پڑھتے رہو اور اس کے اسم مبارک سے برکت حاصل کیا کرو۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص81 سیرۃ نبویہ زینی دحلان جلد نمبر 1 ص44، مدارج النبوت جلد نمبر 2، ص18، ضیاء النبی جلد نمبر 1 ص462، حجۃ اللہ علی العلمین ص224)

ولادت باسعادت بارہ ربیع الاوّل

محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت بروز پیر بوقت صبح صادق بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی علماء محققین، محدثین اور مفسرین کے نزدیک یہی تاریخ (بارہ ربیع الاوّل) ہی صحیح ہے۔ اس سلسلہ میں یہاں چند حوالہ جات ذکر کئے جاتے ہیں۔

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَوْمَ الْاِثْنَيْنِ عَامَ الْفِيْلِ لِاِثْنَتَیْ عَشَرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت بروز پیر بارہ ربیع الاوّل عام الفیل کو ہوئی (الوفا ابن جوزی حصہ اول ص90، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص77، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص334، سیرت نبویہ ابن ھشام ص107، مستدرک جلد نمبر 3 ص204، اعلام النبوۃ ص192، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص84، تاریخ طبری جلد نمبر 2 ص125، تاریخ ابن خلدون جلد نمبر 2 ص710، الصادق ابراھیم عرجون کی کتاب محمد رسول اللہ جلد نمبر 1 ص102، عیون الاثر جلد نمبر 1 ص26، سیرت ابن کثیر جلد نمبر 1 ص199، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص84، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص18)

مدت حمل 9 نو ماہ تھی نہ کم نہ زیادہ:

اوپر آپ پڑھ آئے ہیں کہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایام تشریق میں سیدہ حضرت آمنہ کو منتقل ہوا جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل میں ہے اس طرح بظاہر نو ماہ نہیں ہوتے جب کہ روایات میں ہے کہ آپ کی مدت حمل پورے 9 نو ماہ تھی نہ زیادہ نہ کم اس کا جواب محققین نے یہ دیا ہے کہ زمانہ کفر میں کفار نسیہ کرتے رہتے تھے یعنی ایام حج کو آگے پیچھے کرتے رہتے تھے اپنی مرضی سے رجب کے ماہ کو حج کا مہینہ قرار دے لیا یا کسی اور مہینے کو حج کا مہینہ قرار دے لیا رب کائنات رب العلمین نے فرمایا اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّ مُوْنَہٗ عَامًا۔

اس آیۃ مبارکہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ کفار عرب کا طریقہ یہ تھا کہ دو سال تک ایک مہینے میں حج کرتے تھے اس کے بعد اگلے دو سال اس سے اگلے مہینے میں حج کرتے تھے اسی طرح حج کو سال کے سب مہینوں میں گھماتے تھے یعنی دو سال تک حج محرم کے مہینے میں کیا تو اگلے دو سال صفر کے مہینے میں حج کرتے پھر اگلے دو سال ربیع الاول کے مہینے میں کرتے اس طرح حج کو سال کے ہر مہینے کرتے اور جس مہینے میں بھی حج کرتے اسے حج کا مہینہ قرار دیتے۔ جس سال ۹ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اس سال ذی قعدہ کے مہینے میں حج ہوا تھا۔

اس سے واضح ہوا کہ جس سال ایام تشریق میں سیدہ حضرت آمنہ کو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منتقل ہوا اس سال کفار عرب نے ماہ رجب کو ذوالحج بنا کر حج کیا تھا لہٰذا بارہ ربیع الاوّل کو نو ۹ ماہ پورے ہو جاتے تھے۔

(معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 85، تفسیر نعیمی پ 10 زیر آیۃ اِنَّما النَّسِیْٓءُ)

میلاد منانا شرک کی نفی ہے:

محبوب پیغمبر حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر سال عشق ومحبت سے بھر پور بڑے والہانہ انداز میں اپنی اپنی بساط مطابق بڑی دھوم دھام سے میلاد مناتے ہیں واضح ہو میلاد منانا شرک کی نفی ہے کہ رب کریم کی وہ پاک ومنزہ ذات ہے جسے کسی نے نہیں جنا نہ اس سے کوئی جنا گیا نہ اس کے ماں باپ نہ اس کی اولاد لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کا فرمان عالی شان واضح ہے وہ وحدہٗ

لاشریک ہے اور میلاد منانے والا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتا ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو حضرت عبداللہ کے گھر پیدا ہوئے آپکے والد کا اسم گرامی حضرت عبداللہ والدہ کا سیدہ آمنہ دادا کا اسم گرامی عبدالمطلب ہے ہاشمی خاندان کے فرزند ہیں یہ سب باتیں شرک کی نفی کرتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منانا صریح شرک کی نفی ہے۔

عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر سال خوشی سے میلاد مناتے ہیں یہ بدعت نہیں ہے بلکہ فرمان الٰہی کے عین مطابق ہے۔ارشاد خداوندی ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّايَجْمَعُوْنَ۔

اے محبوب! آپ فرمادیں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت سے پس چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جنہیں وہ جمع کرتے ہیں۔

(پ ۱۱ ع ۱۱ سورۃ یونس)

اس آیۃ مبارک میں حکم فرمایا گیا ہے کہ جب تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم ہو اس کی رحمت ہو تو خوشی ومسرت کا مظاہرہ کیا کرو۔

اس فرمان خداوندی کے تحت ہر اس مومن پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوشی منانا لازم ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کو اپنے لئے رحمت خداوندی سمجھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندوں پر بے بہا نعمتیں ہیں فضل واحسان ہیں مگر محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر ایسی نعمت عظمٰی ہیں جس نعمت عظمٰی پر اس مالک کائنات نے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا فرما کر مومنوں پر احسان جتایا نیز یہ بھی ارشاد فرمایا لَقَدْجَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مومنوں پر کمال مہربان کرم والے رحم والے ہیں۔ (پ ۱۱ ع 5 سورۃ توبہ)

اس آیۃ مبارکہ سے واضح ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو مشقت میں پڑھنا بھی گوارا نہیں فرماتے امت کی بھلائی بھی چاہتے ہیں امت پر رؤف بھی ہیں رحیم بھی ہیں کیا ایسے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم مومنوں کے لئے رب کریم کا خاص فضل واحسان ورحمت نہیں ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ جس مومن کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے وہ یقیناً جانتا ہے کہ رب کریم نے مجھے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنا کر مجھ پر اپنا خاص فضل اور کرم فرمایا ہے لہٰذا وہ تو فرمان الٰہی اور اپنے نبی کے ساتھ عشق ومحبت کے باعث خوب خوشی منائے گا اور اس طرح رب کریم کا شکر بجالائے گا لیکن جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کو اپنے لئے رب کریم کی رحمت نہیں سمجھتا اس کے لئے خوشی منانے کا حکم بھی نہیں ہے اور وہ خوشی منائے گا بھی نہیں اس کا اس خوشی سے کیا تعلق بلکہ وہ تو خوشی منانے والوں کو بھی اور نظر سے دیکھے گا۔

خوشی منانے کا طریقہ اور میلاد النبی کے جلسے:

خوشی منانے کا ہر وہ طریقہ جائز وصحیح ہے جو خلاف شرع نہ ہو ہر دور میں ہر ایک کا خوشی منانے کا اپنا طریقہ ہے مگر مومن جو اپنے رسول معظم سے والہانہ عشق ولگاؤ رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت رچی بسی ہوئی ہے وہ خلاف شرع کسی بھی کام کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا چہ جائے کہ وہ اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کے نام پر غیر شرعی کوئی کام کرے۔ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے نہ تو غیر شرعی ہیں اور نہ ہی ان میں کوئی خلاف شرع کام ہوتا ہے صرف یہ کہہ کر اسے ناجائز یا بدعت کہنا کہ کسی صحابی نے میلاد کا جلسہ نہیں کیا صحابہ کرام کے زمانہ میں میلاد کے جلسے نہیں ہوئے تو عرض ہے کہ صحابہ کرام خلفائے راشدین کے دور میں تو سیرت النبی کے جلسے بھی نہیں ہوئے اور جشن نزول قرآن کے جلسے بھی نہیں ہوئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام نے تو کبھی بھی کوئی جلسہ نہیں کیا۔ تو اس اصول قاعدے اور کلیے کے لحاظ سے تو یہ سب جلسے بدعت ہوئے اور ان جلسوں کے منعقد کرنے والے اس میں شامل ہونے والے سب ہی بدعتی ہوئے اور اس طرح صرف بدمذہب، بدعمل دین سے متنفر لوگ ہی مسلمان رہ جائیں گے۔

سیرت اور جشن نزول قرآن کے جلسے بدعت نہیں تو میلاد کا جلسہ بدعت کیوں:

یہ تو کوئی دین نہ ہوا کہ ہم سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے کریں جشن نزول قرآن کے جلسے بھی کریں اور ان کیلئے بڑے قیمتی اشتہارات چھپوا کر دیواروں پر چسپاں بھی کریں اس میں شامل ہونے کے لیے لوگوں کو دعوت بھی دیں ان میں تقریریں کرنے کیلئے علماء کو بھی بلائیں انہیں اچھے کھانے بھی کھلائیں ان کی نقدی رقم سے خدمت بھی

کریں اور اس سب کچھ کو دین سمجھیں کار ثواب سمجھیں اور ہمیں یہ بالکل یاد نہ آئے کہ یہ جلسے کسی صحابی نے نہیں کئے اگر سیرت اور جشن نزول قرآن کے جلسے بدعت نہیں؟ تو پھر میلاد کے جلسے بدعت کیوں؟ جب کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جن کے صدقے ہمیں ایمان نصیب ہوا ہمیں قرآن مجید نصیب ہوا ہمیں رب کریم عزوجل کا احسان نصیب ہوا ہمیں ماہ رمضان نصیب ہوا جس کا اوّل رحمت اوسط مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی ہے جو ہمارے لئے رؤف بھی ہیں رحیم بھی ہیں ہمارے شفیع بھی ہیں جن کی پہچان پر قبر میں ہماری خلاصی بھی ہے جو سب جہانوں کیلئے رحمۃ العلمین بھی ہیں جن کے صدقے ہم افضل امت بنے جن کے صدقے ہم انبیاء کرام علیھم السلام کے گواہ بنائے جائیں گے جن کے صدقے جنات کا آسمانوں پر جانا بند ہوا جس سے گمراہی کا ایک بہت بڑا دروازہ بند ہوا جن کی تشریف آوری پر اس منعم حقیقی رحمان ورؤف ورحیم وکریم رب العلمین معبود برحق وحدہٗ لاشریک نے اپنی قدرت کاملہ کی زبان سے ہمیں ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان فرمایا جب اس نے ان میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے وہ ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ (پ 4 ع 8 سورہ آل عمران)

رب کائنات رب العلمین نے اس آیۃ مبارک میں لفظ اِذْ فرما کر واضح فرما دیا کہ اگرچہ اس سے پہلے بھی بندوں پر بے بہا میرے انعامات واحسانات تھے اور ہیں مگر میرا بہت بڑا احسان اس وقت ہوا جب میں نے عظمت وشانوں والے رسول کو ان میں بھیجا مگر علی المومنین فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ یہ احسان سب پر نہیں بلکہ یہ احسان صرف اور صرف مومنوں پر ہے کیونکہ اس رحمت عالم نور مجسم ہادیٔ اعظم محسن کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان وعرفان کی دولت صرف مومنوں نے حاصل کی ہے جس سے انہیں رضائے الٰہی کا حصول ہوا اپنے خالق حقیقی سے ان کا تعلق استوار ہوا اس سے بخت خوابیدہ بیدار ہوا صراط مستقیم پر گامزن ہونا نصیب ہوا اور رب کریم کی طرف سے ان کے لئے يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُo ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْo وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ o (پ 30 ع 14 سورۃ الفجر) کی بشارت نصیب ہوئی الغرض محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ مومنوں پر رب کریم کے اتنے

انعامات واحسانات ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے ان کا شمار کسی بھی بندے کے بس کا روگ نہیں اس سے مومن کو خوشی نصیب نہ ہوگی تو کیا ہوگا۔

یہ بات متحقق ہے کہ جب کسی کو کوئی ایسی چیز حاصل ہوتی جو اس کے لئے مفید ہوتی ہے تو اس کا دل خوشی سے لبریز ہوجاتا ہے اس کا دل مسرت وانبساط کے جذبات سے معمور ہوجاتا ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ اس حاصل ہونے والی چیز کی اس کے دل میں جتنی زیادہ اہمیت ہوگی اتنی ہی اسے زیادہ خوشی ہوگی لیکن جس چیز کے حاصل ہونے پر بندے کے دل میں خوشی نہ آئے تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں اس کا ملنا نہ ملنا اس کے لئے برابر ہے اس سے اسے کوئی سروکار نہیں کیونکہ اس سے اسے کچھ فائدہ نہیں۔

مگر ایک بات لازم ہے کہ جب مومنوں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر بے بہا لاتعداد رب کریم کی نعمتیں حاصل ہیں تو یقیناً وہ اس پر خوشیاں بھی منائیں گے اور منا رہے ہیں مگر جنہیں کچھ نہیں حاصل ہوا وہ خوشی کیوں منائیں گے بلکہ وہ تو حسد سے خوشی منانے والوں کو بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ انہیں مغلظات بھی سنائیں گے کہ یہ ان کی محرومی کا اثر ہے۔

الحمدللہ عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبت وعشق سے بھرپور انداز میں خوشیاں مناتے ہیں ان کی والہانہ خوشیاں دیکھ کر ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ رب کریم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو خوشیاں مناؤ اس فرمان اقدس کے تحت ان کے دل میں کس قدر خوشی ہے کہیں جھنڈیاں لگا رہے ہیں تو کہیں جھنڈے گاڑ رہے ہیں کہیں خوشیوں سے مالا مال روشنیوں کا انتظام کیا جارہا ہے بازار سجا دیئے گئے مساجد جگمگ جگمگ کررہی ہیں قرآن مجید کی تلاوت پرسوز اور دلآویز انداز میں خوب خوش الحانی سے ہورہی ہوتی ہے نعت خواں حضرات اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ مقدسہ میں انتہائی عقیدت ومحبت سے نذرانہ نعت خوانی کی صورت میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ادا کرتے ہیں اور علمائے کرام اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر رحمٰن ورحیم کی طرف سے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کی ہوئی رحمتوں کا ذکر کرتے ہیں اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے آپ کی امت پر جو انعامات واحسان باری تعالیٰ ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

خدارا انصاف سے بتائیں ان میں سے کون سی چیز ناجائز وخلاف شرع ہے کیا اس خوشی میں دیگیں پکا کر راہ خدا میں تقسیم کرنا لوگوں کو کھانا کھلانا یا مٹھائی کھلانا خلاف شرع ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ وہی کرے گا جس کے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھ پر میرے رب کا احسان عظیم ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق محدثین کی رائے

مسلم شریف کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ الحدیث امام ابوشامہ کا فرمان:

وَمِنْ اَحْسَنِ مَاابْتَدِعَ فِیْ زَمَانِنَامَایُفْعَلُ کُلُّ عَامٍ فِی الْیَوْمِ الْمُوَافِقِ لِیَوْمِ مَوْلِدِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنَ الصَّدَقَاتِ وَالْمَعْرُوْفِ وَاِظْھَارِ الزِّیْنَۃِ وَالسُّرُوْرِ فَاِنَّ ذٰلِکَ مَعَ مَافِیْہِ مِنَ الْاِحْسَانِ لِلْفُقَرَآءِ مُشْعِرٌ بِمُحَبَّۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَتَعْظِیْمِہٖ فِیْ قَلْبِ فَاعِلِ ذٰلِکَ وَشُکْرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی مَامَنَّ بِہٖ مِنْ اِیْجَادِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَلَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

ہمارے زمانہ میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لئے اپنے گھروں کو زیب وزینت سے آراستہ کرتے ہیں پس بیشک اس میں کئی فوائد ہیں کیونکہ اس سے فقراء مساکین کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی ہے کہ جو شخص بھی یہ کام کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عظمت کا چراغ روشن ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہورہا ہے کہ وہ اپنے رب رحیم وکریم کا شکر ادا کر رہا ہے جس نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعلمین بنا کر ہمارے لئے مبعوث فرما کر ہم پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 123)

قول البدیع کے مصنف بہت بڑے محدث امام سخاوی کا فرمان:

لَازَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدْنِ الْکِبَارِ یَعْمَلُوْنَ الْمَوْلِدَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاۃِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ وَیُظْھِرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلَّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ

ہمیشہ سے اہل اسلام تمام ممالک اور تمام بڑے شہروں میں میلاد شریف کی محفلوں کا انعقاد کرتے رہے ہیں اس کی

راتوں میں صدقات وخیرات سے فقراء ومساکین کی دلداری کرتے ہیں محبوب خدا محبوب کائنات حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی ولادت باسعادت کا واقعہ پڑھ کر حاضرین کو بڑے اہتمام سے سنایا جاتا ہے ہے اور اس عمل کی برکتوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل عمیم کی ان پر بارش کرتا ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص362)

الوفا باحوال المصطفےٰ کے مصنف امام ابن جوزی کا فرمان:

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیْ مِنْ خَوَاصِہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی عَاجِلَۃٌ بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامَ

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ محفل میلاد کی خصوصی برکات سے یہ بھی ہے کہ جو اس کو منعقد کرتا ہے اس کی برکت سے تمام سال اللہ تبارک وتعالیٰ کے حفظ وامان میں رہتا ہے۔ اور اپنے مقصد اور مطلب کے جلدی حصول کے لئے یہ ایک بشارت ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص124، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص362)

ابولہب کو ولادت باسعادت کی خوشی منانے سے فائدہ:

بخاری شریف جلد نمبر 2 ص764 میں ہے

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَھَبٍ اُرِیَہٗ بَعْضُ اَھْلِہٖ بِشَرِّ حِیْبَۃٍ قَالَ لَہٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْلَھَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ خَیْرًا اِنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ ھٰذِہٖ بِعِتَاقَتِیْ ثُوَیْبَۃَ۔

جب ابولہب مر گیا تو اسے اس کے بعض گھر والوں نے (خواب میں) برے حال میں دیکھا تو اس سے پوچھا تجھ پر کیا گذری ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہیں ہوئی ہاں البتہ مجھے اس کلمے کی انگلی سے پانی حاصل ہوتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی آزاد کیا تھا۔

سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص67-366 میں حافظ ابوالخیر ابن الجزری کے حوالہ سے اور سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص124 میں یہ روایت یوں ہے۔

قَدْرُئِیَ اَبُوْ لَھَبٍ بَعْدَ مَوْتِہٖ فِی النَّوْمِ فَقِیْلَ لَہٗ مَاحَالُکَ؟ فَقَالَ: فِی النَّارِ اِلاَّ اَنَّہٗ یُخَفَّفُ عَنِّیْ کُلُّ لَیْلَۃِ اثْنَیْنِ وَاَمُصُّ مِنْ بَیْنَ اِصْبِعِیَّ ھَاتَیْنِ مَاءً بِقَدْرِ ھٰذا وَاَشَارَ لِرَاْسِیْ اِصْبَعَیْہِ وَاَنَّ ذٰلِکَ بِاعْتَاقِیْ لِثُوَیْبَۃَ عِنْدَ مَابَشَّرَتْنِیْ بِوِلاَدَۃِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

وَبِارْضَائِھَالَہٗ۔

ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا سنا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا جہنم میں (جل رہا ہوں) مگر ہر پیر کے دن کی رات مجھ سے عذاب کی تخفیف کردی جاتی ہے اور میں اپنی ان دو انگلیوں سے پانی چوس کر اپنی پیاس بجھا لیتا ہوں اور ساتھ ان دو انگلیوں کے سرے کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ اس وجہ سے ہے کہ میری لونڈی ثویبہ نے جب مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت باسعادت کی خوشخبری بہم پہنچائی تھی تو میں نے (اس خوشی میں) ان انگلیوں سے اشارہ کر کے اسے آزاد کردیا تھا اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس وجہ سے بھی۔

واضح ہو کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر ثویبہ نے اپنے مالک ابولہب کو جا کر خوشخبری دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے ہاں بیٹا ہوا ہے ابولہب نے اس خوشی میں انگلی کے اشارے سے اسے کہا جا تو آزاد ہے جا کر اسے دودھ پلا۔

بعد میں ابولہب سخت قسم کا کافر ثابت ہوا قرآن مجید کی پوری سورت اس کی اور اس کی بیوی کی مذمت میں نازل ہوئی مرنے کے بعد اس کا ٹھکانہ جہنم ہوا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر اس نے خوشی سے انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی ثویبہ کو جو آزاد کیا تھا اس کی وجہ سے ہر بروز پیر اسے عذاب میں تخفیف بھی ہوتی ہے اور اس انگلی کے چوسنے سے اس کی پیاس بھی بجھ جاتی ہے۔

بدترین کافر کو خوشی کا یہ انعام مومن خوشی منائے تو کیا درجہ پائے:

اس روایت کے تحت شیخ محقق شیخ، عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 25 حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت کے وصل میں اور معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 110 میں علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ جب اتنے سخت قسم کے کافر کو ولادت باسعادت پر خوشی کرنے کا بارگاہ الٰہی سے یہ انعام حاصل ہو تو اس مسلمان کی جزاء کا اندازہ لگالیں جو مسلمان ہو کر اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دل میں بہت زیادہ محبت رکھتا ہے، خوشی بھی مناتا ہے اور اس میں اپنا مال بھی نچھاور کرتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان:

علمائے دیوبند مثلاً قاسم نانوتوی صاحب، رشید احمد گنگوہی صاحب اور اشرف علی تھانوی صاحب کے پیرومرشد حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب کلیات امدادیہ کے ص 80 پر لکھتے ہیں۔

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

حضور مختون وناف بریدہ دنیا پر تشریف لائے

(1) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ مِنْ كَرَامَتِيْ عَلٰى رَبِّيْ اَنِّيْ وُلِدْتُّ مَخْتُوْنًا وَلَمْ يَرَ اَحَدٌ سَوْاَتِيْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں میری تعظیم وتکریم سے یہ بات بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور میری شرمگاہ کو کسی نے نہ دیکھا۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص 87، حجۃ اللہ علی العلمین ص 227، الوفا ابن جوزی ص 97، خصائص کبری جلد نمبر 1 ص 90، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 347، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 79، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 23)

(2) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ الْعَبَّاسِ قَالَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَخْتُوْنًا مَسْرُوْرًا فَاَعْجَبَ ذٰلِكَ جَدُّهٗ وَحَظِيَ عِنْدَهٗ وَقَالَ لَيَكُوْنَنَّ لِاِبْنِيْ هٰذَا شَاْنٌ فَكَانَ لَهٗ شَانٌ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے آپ کے دادا (حضرت عبدالمطلب) یہ دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے اور انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خاص تعلق خاطر ہو گیا اور فرمایا میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی تو واقعی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی شان ہے۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 104، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 1 ص 209، طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد

نمبر 1 ص 103، دلائل النبوت ابونعیم ص 88، حجۃ اللہ علی العلمین ص 227، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 96، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 90، کنز العمال حصہ نمبر 12 ص 200 حدیث نمبر 35514) حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستدرک جلد نمبر 3 ص 203 میں فرمایا ہے قَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَسْرُوْرًا۔ کہ اس کے بارے میں احادیث تواتر تک پہنچ چکی ہیں کہ حضور نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مختون پیدا ہوئے تھے۔

اسم گرامی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ساتویں روز آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے جانور ذبح کر کے عقیقہ کیا اور اپنے قبیلے کی پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا جس میں تمام قبیلہ قریش کو مدعو کیا انہوں نے حضرت عبدالمطلب سے پوچھا کہ آپ نے اپنے اس پوتے کا نام کیا تجویز کیا ہے؟ آپ نے انہیں بتایا کہ میں نے اس کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھا ہے۔ انہوں نے استعجاب وحیرت سے کہا کہ آپ نے ان کا نام اپنے خاندان واہل بیت میں سے کسی کے نام پر کیوں نہیں رکھا؟ آپ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اَرَدْتُّ اَنْ یَّحْمِدَہُ اللّٰہُ فِی السَّمَاءِ وَخَلْقُہٗ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی میں نے ان کا یہ نام اس لئے رکھا ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی تعریف آسمانوں میں کرے اور اس کی مخلوق اس کی تعریف زمین پر کرے۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 103، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 115، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 134، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 360، البدایہ النھایہ جلد نمبر 2 ص 325، مختصر تاریخ دمشق جلد نمبر 1 ص 123)

اہل لغت کے نزدیک اسم محمد کی تشریح:

قَالَ اَھْلُ اللُّغَۃِ کُلُّ جَامِعٍ بِصِفَاتِ الْخَیْرِ یُسَمّٰی مُحَمَّدًا۔ اہل لغت کہتے ہیں جو ہستی تمام صفات خیر کی جامع ہو اسے محمد کہتے ہیں۔

امام محمد ابوزہرہ اسم محمد کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اِنَّ صِیْغَۃَ التَّفْضِیْلِ تَدُلُّ عَلٰی تَجَدُّدِ الْفِعْلِ وَحُدُوْثِہٖ وَقْتًا بَعْدَ اٰخَرَ بِشَکْلٍ مُّسْتَمِرٍّ مُتَجَدِّدًا اٰنًا بَعْدَ اٰنٍ وَعَلٰی ذٰلِکَ یَکُوْنُ مُحَمَّدٌ اَیْ یَتَجَدَّدُ حَمْدُہٗ اٰنًا بَعْدَ اٰنٍ بِشَکْلٍ مُّسْتَمِرٍّ حَتّٰی یَقْبِضَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ۔

صیغہ تفضیل کسی فعل کے بار بار واقع ہونے اور لحہ بہ لحہ وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتا ہے اس میں استمرار پایا جاتا ہے یعنی ہر آن وہ نئی آن بان سے ظاہر ہوتا ہے اس تشریح کے مطابق محمد کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ ذات جس کی بصورت استمرار ہر لحہ ہر گھڑی نو بنو تعریف وثنا کی جاتی ہے۔

(خاتم النبیین امام محمد ابوزھرہ جلد نمبر 1 ص115، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص62)

علامہ سہیلی اسم محمد کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

فَالْمُحَمَّدُ فِی اللُّغَةِ هُوَالَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ وَلَایَکُوْنُ مُفَعَّلُ مِثْلَ مُضَرَّبٍ وَمَمَدَّحٍ اِلَّا لِمَنْ تَکَرَّرَفِیْهِ الْفِعْلُ مَرَّةً بَعْدَمَرَّةٍ۔ یعنی لغت میں محمد اسے کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے کیونکہ مفعل کے وزن میں اس فعل کا تکرار مقصود ہوتا ہے۔ مضرب اور ممدّح کا وزن بھی مفعل ہے ان کے معنی میں بھی تکرار ہے۔ (الروض الانف جلد نمبر 1 ص182، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص62)

حضرت حلیمہ کی قسمت کو چار چاند لگ گئے

ہر سال مختلف قبائل کی عورتیں باہر سے مکہ مکرمہ آتیں اور وہاں سے رضاعت کے لئے بچوں کو لے جاتیں مگر یہ سال سب سے جدا و نرالا تھا اس سال بنو ہوازن کی ایک شاخ قبیلہ بنی سعد کی کچھ عورتیں رواج مطابق مکہ مکرمہ آئیں تاکہ متمول گھروں کے بچوں کو رضاعت کے لئے لے آئیں انہیں اپنا دودھ بھی پلائیں اور ان کی پرورش بھی کریں یہ وہاں کا رواج تھا کہ مختلف قبائل کی عورتیں مکہ مکرمہ آتیں اور متمول گھروں کے بچوں کو رضاعت کے لئے لے جاتیں مدت رضاعت ختم ہونے پر بچوں کے والدین انہیں انعام و اکرام سے نوازتے اس دوران انہیں تحفے تحائف بھی ان سے حاصل ہوتے رہتے۔ اس سال ان آنے والوں میں ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ بھی تھیں جو اپنے خاوند حارث بن عبدالعزی کے ساتھ آئی تھیں۔ رحمت خداوندی جب کسی کو اپنے کرم سے نوازنا چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے اسباب بھی پیدا کر دیتی ہے واہ رے حضرت اماں حلیمہ تیری قسمت آپ کتنی خوش نصیب و بلند قسمت ہیں اس مالک کائنات قادر مطلق رب العلمین نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیرا انتخاب فرما کر تیری قسمت کو چار چاند لگا دیئے کہاں ہیں وہ دائیاں امیروں کے بچوں کو حاصل کرنے والی اب کوئی ان کا نام تک نہیں جانتا مگر تیرے نام کے تذکرے قیامت تک علماء و صلحاء و ثنا خوانوں کی زبانوں پر بڑے ہی ادب و احترام سے ہوتے رہیں گے اس مہربان قادر مطلق

نے دین ودنیا کی نعمتوں کے مختار کل سے تیری گود کو سجا دیا۔ ابو الاثر حفیظ جالندھری نے کیا خوب کہا۔

رہے محروم اس دولت سے ڈھونڈنے والے
سبھی کچھ پا گئے دامان رحمت ڈھونڈنے والے
کسی نے بھی نہ پائی تھی وہ دولت مل گئی اس کو
جو تھی معنی ہی معنی اب وہ صورت مل گئی اس کو

اور ایک اور عاشق نے کہا

بڑی تو قیر تو نے پائی حلیمہ
بنی تو محمد کی دائی حلیمہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اہل مکہ بھی یہ چاہتے تھے کہ ان کے نونہال صحرا کی کھلی فضا اور پاکیزہ ہوا میں پرورش پائیں دیہی ماحول سے تندرست وتوانائیوں اور صحرائی زندگی کی جفاکشیوں اور مشقتوں سے اپنی ہڈیوں کی مضبوطی اور اعصاب کی پختگی حاصل کریں نیز ان مشقتوں کے خوگر بھی ہو جائیں۔ قبیلہ بنی سعد عربی زبان کی فصاحت وبلاغت میں بے مثال تھا ان میں نشو ونما پانے سے ان نونہالوں کو بھی فصاحت وبلاغت میں مہارت ہو جاتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو فصیح وبلیغ نہیں پایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا کیوں نہ ہو میں قبیلہ قریش سے ہوں اور میں نے اپنی رضاعت کا وقت قبیلہ بنی سعد میں گزارا ہے۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 26، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 166، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 131)

رحمت کائنات سے پہلے حضرت حلیمہ کی حالت زار

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فرماتی ہیں کہ قبیلہ بنی سعد کی کچھ عورتیں رضاعت کی خاطر بچے لینے کی غرض سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئیں۔ میں بھی اپنے شوہر کے ہمراہ ان میں شامل ہوئی میرا شیر خوار بچہ بھی میرے پاس تھا یہ سال قحط وخشک سالی کا سال تھا خشک سالی کی وجہ سے ہمارے گذر اوقات کے لئے ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا میں گدھی پر سوار تھی جو بھوک وافلاس کے باعث ہڈیوں کا ڈھانچہ بنی ہوئی تھی بھوک اور کمزوری کے باعث اس سے صحیح طور پر چلا بھی نہیں جاتا تھا

حقیقت یہ ہے کہ یہ لاغر گدھی قدم بھی بڑی مشکل سے اٹھاتی تھی جبکہ باقی قافلے والوں کی سواریاں ٹھیک سفر کر رہی تھیں اس لحاظ سے سارا قافلہ ہم سے نالاں تھا اور ہماری وجہ سے مصیبت میں بھی تھا کہ وہ ہمیں اکیلا چھوڑ کر بھی نہیں جانا چاہتے تھے مگر ہماری گدھی تھی کہ چلنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی آخر کار بڑی مشکل سے ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے میرے ساتھ والی عورتوں نے مکہ مکرمہ کے گھروں سے بچوں کے حصول کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ بنی سعد کی یہ عورتیں سیدہ حضرت آمنہ کے گھر بھی گئیں لیکن انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم سمجھ کر حاصل نہ کیا کہ باپ تو موجود نہیں دادا موجود ہیں مگر وہ بھی بوڑھے ہو چکے ہیں اکیلی والدہ ہماری خدمت پر ہمیں کیا کچھ دے سکے گی محض دنیاوی مال ومتاع ولالچ میں انہوں نے دریتیم کو حاصل نہ کیا۔

ادھر میری حالت یہ تھی کہ میری غربت میری تنگدستی وخستہ حالی کے پیش نظر کوئی گھر بھی مجھے بچہ دینے پر رضا مند نہ ہوا میرا اپنا بچہ بھوک کی وجہ سے ساری ساری رات روتے گذار دیتا تھا کیونکہ خوراک کی کمی کی وجہ سے میرے پستانوں میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے وہ سیر ہوسکتا اس لئے وہ بھوک سے بلکتا رہتا اور ہمیں رات کو چین سے سونا بھی نصیب نہ ہوتا تھا ہمارے پاس ایک اونٹنی تھی جسے ہم ساتھ لائے تھے مگر وہ بھی خشک سالی کی وجہ سے لاغر تھی اس کے بھی تھن، دودھ سے خالی تھے ان حالات میں کون سا متمول گھر ہوتا جو اپنا بچہ ہمیں رضاعت ونشو ونما کے لئے دیتا۔ چنانچہ ایک میں ہی تھی جسے مکہ مکرمہ سے کوئی بچہ نہ مل سکا باقی سب عورتوں نے بچے حاصل کر لئے ہمارے واپس جانے کا وقت بھی آن پہنچا واپس جانے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا اور میں ابھی تک محروم تھی۔

میں نے اپنے خاوند سے کہا بخدا میں خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گی اس طرح تو عورتیں مجھے طعنوں سے مضمحل کر دیں گی کہ اسے غربت کے باعث کسی نے بچہ بھی نہیں دیا میں جاتی ہوں اسی یتیم کو ہی لے آتی ہوں میرے خاوند نے مجھے اجازت دے دی چنانچہ میں گئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے آئی۔

(دلائل النبوت ابونعیم، ص88، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص92، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص130، الوفا حصہ اوّل ص108، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 117 سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص386 مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص113)

یہ تو تھے ظاہری حالات مگر حقیقت یہ تھی کہ تقدیر الٰہی مسکرا کر کہہ رہی تھی کہ حلیمہ! اگر تو غریب ہے تو کیا ہوا آج تجھے

ان سے نوازیں گے جو غریبوں کو بھی نوازنے والے ہیں جو غریبوں فقیروں کے بھی ملجاو ماویٰ ہیں جو بے بسوں کے بس ہیں بے کسوں کے کس ہیں لاچاروں کے چارہ غمزدوں کے غم خوار ہیں آج دنیا تیری غربت و بے بسی پر ہنستی ہے۔ مگر اس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے یہی دنیا تجھ پر رشک کرے گی۔ جو انہیں یتیم سمجھ کر چھوڑ گئی ہیں وہ ساری زندگی حسرت سے ہاتھ ملتی رہ جائیں گی اور تو اپنی قسمت پر زندگی بھر ناز کرتی رہے گی بظاہر یہ ہے کہ وہ یتیم سمجھ کر چھوڑ گئی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قبول ہی نہیں کیا اس لئے کہ وہ تیری غربت کا مداوا کرنا چاہتے تھے یہ حق ہے کہ مزا تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حلیمہ کی دنیا و آخرت کو چار چاند لگا دیئے۔

دوسری روایت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو حضرت عبدالمطلب سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو؟ میں نے انہیں بتایا میں قبیلہ بنی سعد سے ہوں انہوں نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا میرا نام حلیمہ ہے حضرت عبدالمطلب نے مسرت وانبساط سے مسکرا کر فرمایا۔

بَخٍ بَخٍ سَعْدٌ وَّحِلْمٌ خَصْلَتَانِ فَهُمَا خَيْرُ الدَّهْرِ وَعِزُّ الْاَبَدِ

واہ واہ واسعد اور حلم یہ دونوں خوبیاں وہ ہیں جن میں زمانہ بھر کی خیر اور ہمیشہ کی عزت ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا میرا پوتا یتیم بچہ ہے کیا تو اسے اپنی گود میں لینے کے لے تیار ہے اگر تو اسے اپنی گود میں لے لے اور اپنا دودھ پلائے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی برکت سے تیرا دامن خیر و برکت سے لبریز ہو جائے میں نے انہیں کہا میں اپنے خاوند سے اس کے متعلق مشورہ کرتی ہوں۔ میں نے اپنے خاوند سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے نہ صرف مجھے اجازت دے دی بلکہ مجھے کہا حلیمہ! دیر نہ کر جلدی جا اور اس بچے کو لے آ گویا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے خاوند کے دل کو اس بچے کی محبت سے سرشار کر دیا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص254، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص115، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 131)

حضرت حلیمہ کو دیکھ کر حضور مسکرائے:

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلب مجھے اپنے گھر لے گئے۔ سیدہ حضرت آمنہ نے مجھے خوش آمدید کہا اور

وہ مجھے وہاں لے گئیں جہاں ان کے نور نظر لخت جگر لیٹے ہوئے تھے آپ صوف کے ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے جو دودھ کی طرح بالکل سفید تھا اور آپ کے نیچے سبز رنگ کی ریشمی چادر بچھی ہوئی تھی آپ کے جسم اقدس سے کستوری کی خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی۔ میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک خورشید کی مانند چمک رہا تھا انوار حسن و جمال ذوالجلال آپ کی ذات باکمال کے آئینہ سے تاباں تھے جب میری پہلی نظر اس مبارک فرزند دلبند کے حسن و جمال پر پڑی تو میں دیکھتے ہی ہزار جان اس پر فریفتہ و شیفتہ ہوگئی آپ آرام فرما رہے تھے مجھ میں آپ کو جگانے کی جرأت وسکت نہ ہوئی میں نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ مبارک پر رکھا تو محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سرگیں چشمان مبارک کھولیں میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا میں نے ان کے تبسم میں وہ ملاحت دیکھی جو مجھے آج تک کسی بھی حسین کی مسکراہٹ میں نظر نہیں آئی۔

میں نے دیکھا کہ ان کی چشمان مبارک سے انوار نکل رہے ہیں جن کی شعائیں آسمان کو چھو رہی ہیں میں نے بے اختیار ان کے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا اور اٹھا کر سینے سے لگالیا اور اپنے خاوند کے پاس لے آئی۔

(سیرت نبویہ احمد بن زینی دحلان جلد نمبر 1 ص 55، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 26، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 116 حجۃ اللہ علی العلمین ص 254، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 137)

دو جہاں کی برکتیں حضرت حلیمہ کی گود میں:

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں وہاں سے اس رحمت خداوندی کے پیکر نونہال کو لے کر واپس اپنے خیمہ میں آئی میں نے دودھ پلانے کے لئے اپنی دائیں چھاتی پیش کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ نوش فرمانے سے پہلے میری چھاتی میں برائے نام دودھ تھا لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ نوش فرمانے کی برکت سے میری دونوں چھاتیاں دودھ سے لبالب بھر گئیں جس وجہ سے حضور کے رضاعی بھائی میرے شیر خوار بچے نے بھی خوب سیر ہو کر میرا دودھ پیا اور جو کئی راتوں سے بھوک سے بلکتا ہوا سوتا نہیں تھا اور نہ ہی ہمیں چین سے سونے دیتا تھا میرے دودھ سے سیر ہونے کے بعد رات بھر آرام سے سویا رہا اور ہم بھی چین وسکون سے سوئے میرا خاوند جب اپنی بوڑھی اور لاغر اونٹنی کی طرف گیا تو اسے یہ دیکھ کر بہت زیادہ حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی کہ جس اونٹنی کے تھنوں میں دودھ کا قطرہ تک نہ تھا اب اسی اونٹنی کے تھن دودھ سے لبالب بھرے ہوئے تھے میرے خاوند نے اس اونٹنی کا دودھ دوہا ہم نے وہ دودھ خوب سیر ہو کر

پیا اور خوب رات کو سوئے ہمیں رات پھر چین وسکون میسر ہوا ہم بڑی میٹھی نیند سوئے حالانکہ اس سے پہلے بھوک کی وجہ سے ہمیں رات بھر سونا نصیب نہیں ہوتا تھا جب صبح بیدار ہوئے تو میرے خاوند نے کہا حلیمہ! بخدا ہمیں تو یہ بچہ سراپا خیر و برکت نصیب میں آیا میں نے کہا مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 132، حجۃ اللہ العلمین ص 255، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 109، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 92، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 117، تاریخ طبری جلد نمبر 1 ص 454، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 2 ص 275، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 27)

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا پر آتے ہی عدل کی مثال قائم کردی:

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو گود میں لیا تا کہ انہیں دودھ پلاؤں میں نے اپنا دایاں پستان آپ کے منہ میں دیا حضور نے جتنا چاہا پیا پھر میں نے چاہا کہ بائیں پستان سے بھی آپ کو دودھ پلاؤں مگر آپ نے اس سے بالکل نہ پیا بلکہ بائیں پستان کو منہ بھی نہ لگایا مدارج النبوت میں ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابتدائے حال سے الہام کررکھا تھا تا کہ آپ انصاف کریں اور آپ جانتے تھے کہ حضرت حلیمہ کا بیٹا میرا دودھ شریک بھی ہے اس وقت سے ہی آپ کا یہ حال تھا کہ حضرت حلیمہ کے ایک پستان کو اپنے رضاعی بھائی کے لئے محفوظ رکھتے تھے۔ میں نے آپ کو اپنے خاوند کو دکھایا وہ آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگیا اور سجدہ شکر بجالایا۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 100، حجۃ اللہ علی العلمین ص 255، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 132، مدارج النبوت جلد نبوت 2 ص 27، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 117، شواہد النبوت ص 61)

حضور کے گرد نور کا حلقہ۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ اسی رات میں خواب سے بیدار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم) کے گرد نور کا حلقہ بنا ہوا ہے اور ایک سبز پوش آدمی آپ کے سرہانے کھڑا ہے میں نے اپنے خاوند کو نیند سے بیدار کیا اس نے بھی اس صورت کو ملاحظہ کیا اور بڑا متعجب ہوا مجھے کہا خبردار! ان واقعات کو کسی پر ظاہر نہ کرنا ان اسرار کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ جب سے یہ فرزند پیدا ہوا ہے علمائے یہود اور علمائے نصاریٰ کو نہ دن کو چین ہے نہ رات کو قرار۔

(معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 118، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 27، شواہد النبوت ص 62)

حضرت حلیمہ کی سواری کو خوشی سے پر لگ گئے اور وہ تیز رفتار ہوگئی

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے واپس اپنے گھروں کو جانے کا ارادہ کیا سب عورتوں نے رضاعت کے لئے متمول گھروں سے بچے حاصل کر لئے تھے لہٰذا سب عورتیں اپنی اپنی اونٹنیوں پر سوار ہوگئیں میرے پاس سواری کے لئے وہی گدھی تھی جسے مکہ مکرمہ کی طرف آتے ہوئے کمزوری کے باعث چلنا بھی دوبھر تھا اور اس نے سارے راستہ پورے قافلہ کو اس وجہ سے پریشان ہی رکھا تھا مگر اب تو یکسر سب رنگ ڈھنگ ہی بدل چکا تھا جونہی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر میں اس پر سوار ہوئی تو وہ پہلے تو کعبہ معظمہ کی طرف رخ کر کے سجدہ ریز ہوئی پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا (گویا اپنے رب کا شکر ادا کر رہی ہو) پھر تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی برق رفتاری سے چل پڑی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ چل نہیں رہی اڑ کر جا رہی ہے قافلے کی سب سواریاں ہم سے پیچھے رہ گئیں قافلے والیاں چیخ پڑیں کہنے لگیں اے بنت ابی ذوئیب! کیا یہ وہی گدھی نہیں جو جاتے وقت قدم اٹھانے کا نام نہیں لیتی تھی اب اسے پر کہاں سے لگ گئے؟ میں نے کہا گدھی تو وہی ہے مگر اس پر ایک نیا سوار ایسا آیا ہے جس نے گویا ہمیں زمین سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے اسے بھی اسی کی وجہ سے چار چاند لگ گئے ہیں یہ سب اسی کی برکت ہے اسی کا فیض ہے اسی کے سبب رب کریم کی عطا ہے جسے تم یتیم سمجھ کر چھوڑ آئیں تھیں۔ تم امیروں کے بچے لے کر آئیں تمہیں امیروں سے کچھ ملے گا جب ملے گا مگر ہمیں تو رب کریم کے خزانوں کے اس مالک نے آج ہی مالا مال کر دیا ہے ہمارا دامن رحمت خداوندی سے پر کر دیا ہے۔ ہر طرح کی خیر و برکت عطا کر دی ہے جونہی ہمارے پاس آیا ہے ہمیں خوشیوں سے مالا مال کر دیا ہے بھوک سے نالاں ہونا سب کچھ عنقا ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! واقعی اس کی شان بڑی عجیب ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 255، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 132، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 118، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 384، دلائل النبوت ابونعیم ص 157، الوفا ص 108، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 92، سیرت نبویہ ابن ہشام ص 109)

بندہ مسکین بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے اے میرے رحیم وکریم مہربان رب! جس طرح اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حضرت حلیمہ پر خصوصی فضل وکرم فرمایا ہمیں بھی اپنے خصوصی کرم سے نواز اے رحم وکرم فرمانے والے رب بندہ مسکین گناہوں سے لبریز سعی بلیغ کے باوجود نیکیوں سے تہی دامن محض تیرے فضل واحسان پر تکیہ کئے ہوئے ہے اور لاتقنطومن رحمۃ اللہ کے تحت تیری رحمت پر نظر کناں ہے اور از حد پر امید ہے کہ اے ستار! اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے جیسے تو میرے لاکھوں عیبوں پر پردہ پوش ہے اور دنیا کی بے بہا نعمتوں سے نواز رہا ہے ایسے ہی قبر وحشر میں بھی اپنے کرم سے نوازتے ہوئے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نصیب فرمائے گا۔ آمین اللھم آمین۔

حضرت حلیمہ کا گھر رحمت خداوندی کا گہوارہ بن گیا

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہم واپس اپنے گھر قبیلہ بنی سعد میں پہنچ گئے ہمارا علاقہ سب سے زیادہ قحط زدہ تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے رب کریم کی ساری زمین سے یہ زیادہ خشک ہے ہریالی کا کہیں نام ونشان تک نہیں تھا گھاس کا ایک تنکا بھی نظر نہیں آتا تھا مگر اس کے باوجود میری بکریاں جب شام کو واپس گھر آتیں تو ان کے شکم بھرے ہوتے اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہوتے ہم ان کا دودھ دوہتے اور خوب سیر ہو کر پیتے ہمارے گھر میں خوشحالی کی چہل پہل تھی ہمارے جانور بھی فضل الٰہی سے موٹے تازے ہو چکے تھے۔ اس کے برعکس دوسرے لوگوں کے ریوڑ شام کو بھوکے ہی واپس آتے اس لئے ان کے تھنوں میں دودھ بھی نہیں ہوتا تھا وہ لوگ اپنے چرواہوں پر غصہ جھاڑتے انہیں ڈانٹ پلاتے کہ تم اپنے جانوروں کو چرنے کے لئے وہاں کیوں نہیں لے جاتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص255، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر1 ص118، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر1 ص387، دلائل النبوت ابونعیم ص89، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص92، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص109، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص133، سیرۃ نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص110، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص 28، معارج النبوت جلد نمبر2 ص 114، سیرۃ نبویہ احمد بن زینی وحلان جلد نمبر1 ص55، شواہد النبوۃ ص63، ضیاء النبی جلد نمبر2 ص69)

قبیلہ بنوسعد کے تمام گھر معطر ہو گئے:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں لَمَّا دَخَلْتُ بِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِلٰی مَنْزِلِیْ

لَمْ یَبْقِ مَنْزِلٌ مِّنْ مَّنَازِلِ بَنِیْ سَعْدٍ اِلَّا شَمَّمْنَا مِنْہُ رِیْحَ الْمِسْکِ وَاُلْقِیَتْ مُحَبَّتُہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَیْ وَاِعْتِقَادُ بَرْکَتِہٖ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ ۔

یعنی جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنے گھر (قبیلہ بنی سعد) میں آئی تو بنی سعد قبیلے کے ہر گھر سے کستوری کی خوشبو آنے لگی کوئی گھر ایسا نہ بچا جس سے خوشبو نہ آتی ہو اور سب لوگوں کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ کی برکت کی عقیدت ڈال دی گئی۔ یعنی وہاں کے سب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فریفتہ ہو گئے اور جب انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کا مشاہدہ ہوتا تو سو جان سے فدا ہونے لگتے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 135، حجۃ اللہ علی العلمین ص 256، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص 121، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 95، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 387، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 69، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 126)

ایام شیر خوارگی میں دست اقدس سے بنی سعد کو شفا کا فیض عام:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اِنَّ اَحَدَھُمْ کَانَ اِذَا نَزَلَ بِہٖ اَذًی فِیْ جَسَدِہٖ اَخَذَ کَفَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَیَضَعُھَا عَلٰی مَوْضَعِ الْاَذٰی فَیَبْرَ اَسَرِیْعًا بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاکَانُوْا اِذَا عُتَلَّ لَھُمْ بَعِیْرٌ اَوْشَاۃٌ فَعَلُوْا ذٰلِکَ ۔

(بنی سعد قبیلے میں سے) جب کسی کو کوئی جسمانی تکلیف ہوتی تو وہ آکر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت ہتھیلی کو پکڑ کر تکلیف کی جگہ پر رکھتا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فوراً شفایاب ہو جاتا اور اگر ان کا کوئی اونٹ بیمار ہو جاتا یا بکری بیمار ہو جاتی تو تب بھی یہی کرتے یعنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کو اس پر پھیرتے تو وہ بھی شفایاب ہو جاتے۔

(سیرت نبویہ احمد بن زینی دحلان جلد نمبر 1 ص 63، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 135 حجۃ اللہ علی العلمین ص 256، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 387، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 70)

حضرت حلیمہ کی گود میں حضور کو بکری نے سجدہ کیا

عَنْ حَلِیْمَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اَنَّہَا قَالَتْ اِنَّہٗ لَفِیْ حِجْرِیْ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْمَرَّتْ بِہٖ غُنَیْمَاتِیْ فَاَقْبَلَتْ وَاحِدَۃٌ مِّنْھُنَّ حَتّٰی سَجَدَتْ لَہٗ وَقَبَّلَتْ رَأْسَہٗ ثُمَّ ذَھَبَتْ اِلٰی صَاحِبِھَا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لئے بیٹھی تھی کہ میری دو بکریاں پاس سے گذریں ان میں سے ایک بکری آگے آئی اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا اور سر مبارک کو بوسہ دیا پھر بھاگ کر دوسری بکری سے جا کر مل گئی۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص133، سیرت نبویہ احمد بن زینی دحلان جلد نمبر 1 ص57، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص122، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص69)

فرشتے جھولا جھلاتے ہیں:

احادیث مبارکہ میں ہے اِنَّ مَھْدَہٗ کَانَ یَتَحَرَّکُ بِتَحْرِیْکِ الْمَلٰئِکَۃِ۔

یعنی فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جھولے کو جھلایا کرتے تھے۔ مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص187، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص91، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص12 سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص349)

سیدہ حضرت حلیمہ اور ان کی صاحبزادی حضرت شیما کی حضور کو لوریاں:

علامہ ابن المعلیٰ ازدی کی کتاب الترقیص میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس شعر سے لوری دیا کرتی تھی۔

یَارَبِّ اِذْاَ عْطَیْتَہٗ فَاَبْقِہٖ ۔ وَاَعْلِہٖ اِلَی الْعُلَاوَاَرْقِہٖ
وَادْحَضْ اَبَا طِیْلَ الْعِدَا بِحَقِّہٖ

اے میرے رب جب تو نے ہمیں ہماری آنکھوں کا چین عطا فرمایا ہے تو اس کی حفاظت بھی فرما اسے بلندیاں اور رفعتیں عطا فرما اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی وجہ سے باطل دلائل کو رد فرما۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ہمشیرہ حضرت حلیمہ کی صاحبزادی شیما کو تو آپ سے بے حد محبت تھی آپ کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہو جاتی تھی وہ آپ کو کبھی کھلاتی کبھی پلاتی اور کبھی گیت گا گا کر دِل بہلاتی کبھی محبت

سے لبریز لوریاں دیتی وہ معصوم بچی جن پاکیزہ کلمات واشعار سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لوریاں دیتی ان میں سے کچھ اشعار یہ ہیں۔

يَارَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدً ۔ حَتّٰى اَرَاهُ يَافِعًا وَاَمْرَدًا

اے ہمارے رب! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے لئے باقی وسلامت رکھ حتیٰ کہ میں آپ کو جوان عمر دیکھوں۔

ثُمَّ يَدَاهُ سَيِّداً وَّمُسَوَّدًا ۔ وَاكْبِتْ اَعَادِيْهِ مَعًاوَالْحَسَّدَا

یہاں تک کہ ہم آپ کو اپنی قوم کا ایسا سردار دیکھیں جس کی سب لوگ اطاعت کرر ہے ہوں۔

وَاَعْطِهٖ عِزًّايَّدُوْمُ اَبَدًا ۔

اور انہیں وہ عزت عطا فرما جو ہمیشہ ہمیشہ رہے۔

هَذَا اَخٌ لِّيْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّيْ ۔ وَلَيْسَ مِنْ نَّسْلِ اَبِيْ وَعَمِّيْ

یہ میرے وہ بھائی ہیں جنہیں نہ میری ماں نے جنم دیا اور نہ ہی میرے باپ چچا کی نسل سے ہیں۔

فَدَيْتُهٗ مِنْ مَخُوْلٍ مُّعَمِّ ۔ فَاَنْمِهِ اَللّٰهُمَّ فِيْمَنْ تَنْمِيْ

میں ان پر اپنے ماموں اور چچا کو فدا کرتی ہوں اے اللہ تبارک وتعالیٰ! جن بچوں کو تو پروان چڑھائے ان کے درمیان انہیں بھی پروان چڑھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص260، السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان جلد نمبر 1 ص63، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 391، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص150، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص70، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص100)

بچپن کا بڑھنا بھی بے مثال:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس طرح پرورش پارہے تھے کہ جس کی دوسرے بچوں کے ساتھ کوئی نسبت ومماثلت نہ تھی آپ ایک دن میں اس قدر نشوونما پاتے کہ دوسرے جس قدر ایک ماہ میں اور ایک ماہ میں اتنا بڑھتے جتنا دوسرے ایک سال میں اور روز سورج کی مانند ایک نور نیچے اترتا تھا اور آپ کو ڈھانپ لیتا تھا پھر واپس چلا جاتا تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

عمر مبارک دو ماہ ہوئی تو آپ ہر سمت لڑھک جاتے تھے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تین ماہ ہوئی تو آپ اپنے قدموں پر کھڑے ہوجاتے تھے جب چار ماہ کے ہوئے تو دیوار پکڑ کر چل لیتے تھے پانچ ماہ کی عمر میں چلنے کی پوری قدرت رکھتے تھے جب آٹھ ماہ کی عمر مبارک ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس طرح گفتگو فرماتے تھے جسے ہر سننے والا سمجھ لیتا تھا نو ماہ کی عمر مبارک میں آپ نے انتہائی فصیح زبان میں گفتگو فرمانی شروع کردی اور دس ماہ کی عمر مبارک میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ ہر روز سورج کے نور کی طرح کا ایک نور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتا تھا پھر ختم ہوجاتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص255، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 133، شواہد النبوت ص63، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص120، مدارج النبوت جلد نمبر۲ ص28، سیرت نبویہ ابن ھشام ص 110 میں ہے)

يَشِبُّ شَبَابًا لَا يُشِبُّهُ الْغِلْمَانُ فَلَمْ يَبْلُغْ سَنَتَيْهِ حَتّٰى كَانَ غُلَامًا جَفْرًا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک اس طرح بڑھتا تھا کہ عام بچوں کے قد اس طرح نہیں بڑھتے ابھی آپ دو سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ خوب بڑے ہوگئے اور خوب قوی وتوانا ہوگئے۔ سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص 387 اور خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص98 میں بھی ایسے ہی ہے اور الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص109 میں ہے قَالَتْ وَكَانَ يَشِبُّ فِي الْيَوْمِ شَبَابَ الصَّبِيِّ فِي الشَّهْرِ! وَيَشِبُّ فِي الشَّهْرِ شَبَابَ الصَّبِيِّ فِي سَنَةٍ قَالَتْ فَبَلَغَ سِنَتَيْنِ وَهُوَ غُلَامٌ جَفْرٌ۔

رضاعی چچا کا آپ کی تعریف بیان کرنا:

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام زھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بنوھوازن کا ایک وفد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وفد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رضاعی چچا ابوثروان بھی تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آپ کا بچپن دیکھا میں نے کسی بچے کا بچپن آپ سے بہتر نہ دیکھا میں نے آپ کا لڑکپن دیکھا کسی بھی لڑکے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا میں نے آپ کا عالم شباب دیکھا کسی نوجوان کو آپ سے بہتر نہ دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھلائی کی تمام خصلتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص260، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص100)

بندہ مسکین عرض کرتا ہے کہ رضاعی چچا نے کہا آپ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا حقیقت یہ ہے کہ آپ جیسا نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔

بچوں کی طرح کبھی کپڑوں میں پیشاب و پاخانہ نہ کیا:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں پیشاب پاخانہ بالکل نہیں کرتے تھے جبکہ عام بچے پیشاب پاخانہ سے اپنے کپڑوں کو خراب کرلیا کرتے ہیں ہر روز و شب بالکل معین وقت پر بول و براز کرتے تھے دوسرے دن جب تک وہ وقت نہ ہوتا آپ پیشاب نہ کرتے اس معاملے میں میں رضاعت کے دوران آپ کی اس عادت شریفہ سے بہت آرام میں تھی آپ نے ہرگز کسی بھی چیز پر کبھی پیشاب نہ کیا جسے مجھے دھونا اور صاف کرنا پڑا ہو۔ ہر گاہ میں کوشش کرتی تھی کہ آپ کے منہ مبارک سے دودھ وغیرہ صاف کردوں یا دھودوں مگر غیب سے ہی مجھ سے پہلے یہ کام کردیا جاتا تھا۔ اگر لباس پہنانے میں دیر کرتی تو غیب سے پہنا دیا جاتا۔

(مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 28، شواہد النبوت ص 63، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 122)

بچپن میں ہی بادل سایہ کرتا تھا:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے جب میں واپس لے کر آئی تو میں ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتی تھی آپ جہاں بھی جاتے میں آپ کے ساتھ جاتی ایک دن مجھ سے غفلت ہوگئی دوپہر کا وقت تھا مجھے حضور نظر نہ آئے میں نے آپ کو تلاش کیا میں نے دیکھا کہ آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ہمراہ ہیں میں نے بیٹی سے کہا تم اتنی گرمی میں باہر پھر رہے ہو شیما نے کہا میرے بھائی نے کبھی گرمی محسوس نہیں کی میں دیکھتی ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ فگن رہتا ہے جب آپ چلتے ہیں تو وہ بادل بھی چل پڑتا ہے اور جب آپ چلنے سے رک جاتے ہیں تو وہ بادل بھی اوپر رک جاتا ہے اور سایہ فگن رہتا ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا اے میری بیٹی! کیا یہ سچ ہے؟ اس نے کہا امی جان! اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! یہ بالکل حقیقت ہے۔ میں نے کہا ہم جس چیز سے بھی اپنے اس بیٹے کے متعلق خوف زدہ ہیں ہم اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص150، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص388، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص100، حجۃ اللہ علی العلمین ص260، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص126، الوفا ابن جوازی حصہ اوّل ص114، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص29)

کھیل کود سے کنارہ کش رہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔لَمَّا تَرَعْرَعَ کَانَ یَخْرُجُ فَیَنْظُرُ اِلَی الصِّبْیَانِ یَلْعَبُوْنَ فَیَجْتَنِبُھُمْ۔ کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ بڑے ہوگئے تو آپ گھر سے باہر نکل جاتے بچوں کو کھیل کود میں مصروف دیکھتے مگر آپ ہمیشہ کھیل کود سے کنارہ کش رہتے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص137، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص108، حجۃ اللہ علی العلمین ص256، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص122، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص28، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص119) .

زبان اقدس پر سب سے پہلا کلام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا گیا تو سب سے پہلے آپ نے سب سے پہلے جو کلام زبان اقدس سے ادا فرمایا وہ یہ تھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وقت ولادت بھی یہی الفاظ زبان اقدس سے ادا فرمائے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بعض اوقات جب آپ حضرت حلیمہ کے پاس ہوتے تھے تو یہ الفاظ آپ کی زبان اقدس پر جاری ہوتے تھے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص135، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص93، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص119، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص387، حجۃ اللہ علی العلمین ص256، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص29، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص121)

بسم اللہ پڑھ کر شروع فرماتے:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (حضرت) حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو فرمانی شروع فرمائی تو بسم اللہ پڑھے بغیر کسی

چیز کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور نہ ہی بائیں ہاتھ سے کسی چیز کو پکڑا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص135، حجۃ اللہ علی العلمین ص256، معارج النبوت جلد نمبر2 ص121، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص29)

مہد میں چاند سے باتیں کرنا اور چاند کا انگلی کے اشارے پر اِدھر اُدھر ہونا

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! دَعَانِیْ اِلَی الدُّخُوْلِ فِیْ دِیْنِكَ اَمَارَةٌ لِنُبُوَّتِكَ رَأَیْتُكَ فِی الْمَھْدِ تُنَاغِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْهِ بِاِصْبِعِكَ فَحَیْثُ مَااَشَرْتَ اِلَیْهِ مَالَ قَالَ كُنْتُ اُحَدِّثُهٗ وَیُحَدِّثُنِیْ وَیُلْهِیْنِیْ عَنِ الْبُكَاءِ وَاَسْمَعُ وَجْبَتَهٗ حِیْنَ یَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ ۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ کے دین اور آپ کی نبوت کی دعوت اس وقت مل گئی تھی جب آپ گھوارے میں تھے اور چاند سے باتیں کیا کرتے تھے آپ گھوارے میں چاند کو جس طرف بھی انگلی کا اشارہ فرماتے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا وہ مجھے رونے سے بہلا رہا تھا چاند جب عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص91، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر1 ص349، معارج النبوت جلد نمبر1 ص127، مدارج النبوت جلد نمبر1 ص187، شواہد النبوت ص68، جواہر البحار جلد نمبر2 ص12)

شق صدر:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (حضرت) حلیمہ سعدیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن مجھ سے کہا امی جان! میں اپنے بہن بھائیوں کو دن کے وقت نہیں دیکھتا (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک رضاعی بھائی اور دو رضاعی بہنیں تھیں ان کے

نام عبداللہ، انیسہ اور شیما تھے) میں نے کہا میری جان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہو وہ سارا دن ہماری بکریوں کو چراتے ہیں شام کو گھر واپس آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے بھی آپ ان کے ساتھ بھیجا کریں اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشی خوشی ان کے ساتھ جاتے اور شام کو خوشی خوشی ہی واپس آتے ایک دن اپنے بھائی اور بہنوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے تشریف لے گئے کہ دوپہر کے وقت آپ کا رضاعی بھائی اس طرح دوڑتا ہوا آیا کہ اس کے چہرے سے پسینے کے قطرے بہہ رہے تھے بلکہ وہ پسینے میں بالکل شرابور تھا اور خوف زدہ تھا اس حالت میں اسے دیکھ کر ہم بھی خوف زدہ ہوگئے۔ اس نے کہا اے میرے امی وابو جان! میرے بھائی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فداہ روحی وامی وابی) کو ڈھونڈو تمہیں اب وہ عالم بالا میں کوچ کئے ہوئے ہی ملیں گے ہم نے بہت زیادہ پریشان ہو کر اسے کہا ہمیں صحیح بتا اصل معاملہ کیا ہے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ ہم وہاں کھڑے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا اس نے ہمارے درمیان سے ہمارے بھائی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اٹھایا اور پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گیا ہم دیکھتے رہے انہوں نے ان کے شکم مبارک کو ناف تک شق کیا میں وہاں سے آپ کو بتانے کے لئے ادھر دوڑ آیا مجھے معلوم نہیں کہ اس کے بعد انہوں نے میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا؟

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سنتے ہی گویا میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی میں اور میرا خاوند فوراً تیزی سے ان کے پاس پہنچے مگر ہم نے انہیں دیکھا کہ وہ تو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ میں پیار سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جھکی انہیں گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا اور کہا میری جان آپ پر قربان! آپ کو کس چیز نے خوف زدہ کیا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امی جان! میں خیریت سے ہوں مجھے کچھ نہیں۔ میں کھڑا تھا کہ میرے پاس تین آدمی آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا انہوں نے مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے ان کی کوشش بڑی تعجب خیز تھی۔ انہوں نے مجھے زمین پر لٹایا اور میرے شکم کو ناف تک چاک کیا میں ان کی طرف دیکھتا رہا مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی نہ ہی درد پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شق صدر کا تمام واقعہ بیان فرما دیا۔

بعض کتب میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اسی کیفیت میں تھا جب کہ بنو سعد کا قبیلہ دوڑتا

ہوا میرے پاس آ رہا تھا میں ان تمام کو دیکھ رہا تھا میری امی حلیمہ ان لوگوں میں سے تمام کے آگے تھیں اور وہ آواز لگا رہی تھیں واضعیفاہ (اے کمزور) یہ سن کر فرشتے میرے اوپر جھک گئے انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا آپ ضعیفوں میں سے کتنے اچھے ضعیف ہیں پھر میری امی حلیمہ نے کہا واوحیداہ (ہائے میرے نور نظر تو اکیلا تھا) فرشتے پھر میرے اوپر جھک گئے انہوں نے پھر مجھے اپنے سینوں سے لگایا میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میرے سر کو چوما اور کہا آپ اکیلے انسانوں میں کتنے بہترین انسان ہیں اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکیلے نہیں ہیں آپ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے فرشتے، مومنین اور تمام اہل زمین ہیں پھر میری رضاعی والدہ (حضرت) حلیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا وایتیماہ (ہائے اے یتیم) تو اپنے دوستوں میں کمزور ہو گیا اور اسی کمزوری کی وجہ سے قتل ہو گیا۔ میری رضاعی ماں کے اس قول کے بعد پھر فرشتے میرے اوپر جھک گئے مجھے اپنے سینوں سے لگایا میرے سر کو بوسہ دیا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور مجھے کہا آپ کتنے اچھے یتیم ہیں بارگاہ الٰہی میں آپ بہت زیادہ معزز ہیں اگر آپ یہ جانتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ساتھ کس قدر بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ اتنی دیر میں وہ لوگ بلند وادی کے کنارے پر آ گئے۔ جب میری امی جان نے مجھے دیکھا تو کہا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے وہ میرے قریب آئیں مجھ پر جھکیں اور مجھے اپنے سینے سے لگایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب میں اپنی رضاعی امی کی گود میں تھا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لگا رکھا تھا اس وقت بھی میرے ہاتھ ملائکہ کے ہاتھوں میں تھے مگر دوسرے لوگوں کو فرشتے نظر نہیں آ رہے تھے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 257، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 146)

کاہن نے کہا اس بچے کو قتل کر دو:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں شق صدر کے واقعہ کے بعد بنی سعد کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے پوچھتے اور کیفیت دریافت کرتے ان کی رائے تھی کہ انہیں کسی کاہن کے پاس لے جائیں اور اسے یہ حقیقت بیان کر کے اس سے معلوم کیا جائے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بالکل تندرست ہوں مجھے کوئی تکلیف نہیں مجھے کہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خاوند حارث نے کہا خدا کی قسم! میرے اس بیٹے کو کسی قسم کا نہ جنون ہے نہ کوئی مرض یہ بالکل ہشاش بشاش ہے حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی ماں نے اس جیسا بابرکت بیٹا پیدا ہی

نہیں کیا اور اس کی وجہ سے سعادتیں اور برکتیں ہمیں حاصل ہوئی ہیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہاں البتہ! میں حاسدوں سے بے خوف نہیں کیونکہ لوگوں نے ان کے ہمارے پاس آنے سے پہلے کے ہمارے حالات دیکھے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس چند لاغر ونحیف بکریوں کے سوا کچھ نہ تھا اور غربت کے باعث اپنے اور بیگانوں کی نظر میں ہمارا کوئی مقام ومرتبہ نہ تھا۔

ان کا ہمارے پاس آنے سے ہمارا گھر ہر طرح کی خیر و برکت کا مرکز بن گیا اب ہمارے پاس تین سو بکریاں ہیں اور خوشحالی کا یہ عالم ہے کہ اپنے اور بیگانے سب ہی ہماری خوشحالی دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں اور سب کے نزدیک ہم معزز ومحترم ہیں تاہم میں حاسدوں کے حسد سے بے خوف نہیں ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کاہن کے پاس جانے میں ہرج نہیں ہے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں کی آراء کے پیش نظر اور ان کے مجبور کرنے پر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر کاہن کے پاس گئی میں کاہن کو حالات بیان کر رہی تھی کہ کاہن نے مجھے کہا آپ خاموش ہو جائیں میں براہ راست اس بچے سے خود اس کے حالات سننا چاہتا ہوں کیونکہ یہ خود اپنے حالات تجھ سے بہتر طریقے سے بتا سکتا ہے جو یہ جانتا ہے وہ تو نہیں جانتی یہ تجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اس کے پوچھنے پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تفصیل سے سب، کچھ بیان فرما دیا کاہن نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر آپ کو پکڑ کر اپنے ساتھ چمٹا لیا اور بلند آواز سے چیخ کر کہا اے عرب کے باشندو! اس شر سے پناہ مانگو جو قریب تر آ رہا ہے اور اس بچے کو قتل کر دو اگر تم نے اسے چھوڑ دیا قتل نہ کیا اور یہ جوان ہو گیا تو یہ بڑا ہو کر تمہارے دین کو بدل کر رکھ دے گا یہ تمہاری اور تمہارے آباء کی عقلوں کو خراب کر دے گا۔ یہ تمہارے ہر معاملہ کی مخالفت کرے گا تمہارے پاس وہ دین لے کر آئے گا جو نہ تم نے اور نہ تمہارے باپ دادوں نے کبھی سنا ہوگا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے جلدی سے کاہن کی گود سے حضور کو چھین لیا اور کاہن سے کہا تو احمق اور بیوقوف ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو ان کے متعلق ایسی بکواس کرے گا تو میں انہیں کبھی بھی تیرے پاس لے کر نہ آتی تو کسی شخص کو ڈھونڈ جو تجھے قتل کرے میں کبھی بھی انہیں قتل نہیں ہونے دوں گی یہ کہہ کر میں انہیں گھر لے کر آ گئی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 257 خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 96، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 146، دلائل النبوت امام

بیہقی جلد نمبر 1 ص120، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص389، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص113، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص128، شواہد النبوت ص66)

یہودیوں نے کہا اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اسے قتل کر دیتے:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے میرا گذر ہوا میں نے انہیں کہا کیا میں تمہیں اپنے اس بیٹے کی نرالی شان کے متعلق نہ بتاؤں کہ اس کی والدہ کو حمل کیسے قرار پایا اور ان کی ولادت کس شان سے ہوئی ان کی والدہ نے ان کی ولادت کے وقت بڑے عجیب مناظر دیکھے میں نے ان کی والدہ ماجدہ سے جوان کی ولادت باسعادت کے وقت کی باتیں سنی تھیں وہ سب انہیں سنائیں اور جو میں نے خود اپنی آنکھوں سے مناظر دیکھے تھے وہ بھی ذکر کئے۔

وہ یہودی مجھ سے یہ سب باتیں سن کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ اس بچے کو قتل کر دینا چاہیئے پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا یہ بچہ یتیم ہے؟ میں نے کہا نہیں میں نے اپنے خاوند کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ان کے باپ ہیں اور میں والدہ ہوں انہوں نے کہا اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے کیونکہ ہمارے نزدیک یہ سب باتیں جو تو نے بتائی ہیں آخری نبی کی علامات ہیں مگر ہماری کتابوں میں ہے کہ وہ یتیم پیدا ہوں گے جب کہ یہ یتیم نہیں ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص258، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص387، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص140)

کاہن نے آواز دی اے اہل عکاظ اس بچے کو قتل کر دو اس کے لئے عظیم الشان مملکت ہوگی

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بازار عکاظ میں لے گئی وہاں کاہن نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا دیکھتے ہی چلا اٹھا اے اہل عکاظ اس بچے کو قتل کر دو اس کے لئے عظیم الشان مملکت ہوگی میں اسی وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لے آئی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ (حجۃ علی العلمین ص259، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص97، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص387، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص140)

بنو ہذیل کے نجومی نے حضور کو دیکھ کر چیخنا چلانا شروع کر دیا:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عکاظ کے میلے میں ساتھ لے گئیں وہاں قبیلہ بنو ہذیل کا ایک نجومی تھا لوگ اس نجومی کے پاس اپنے بچے لے جارہے تھے اسے اپنے بچے دکھا کر ان کی قسمت کے متعلق اس سے پوچھ رہے تھے اس نجومی کی نظر اتفاقاً حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر پڑ گئی تو وہ چیخنے چلانے لگ گیا چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا اے بنو ہذیل! اے قوم قریش! اس بچے کو قتل کر دو اس بدبخت کی یہ بکواس سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں سے چپکے سے واپس گھر لے گئیں لوگ اس نجومی کی چیخ وپکار پر اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے پوچھنے لگ گئے کہ کون سے بچے کو قتل کریں کہاں ہے وہ بچہ جسے قتل کرنا ہے لیکن وہاں تو حضور تھے ہی نہیں انہیں تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے کھسکا کر واپس لے جا چکی تھیں نجومی نے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہا ابھی میں نے یہاں وہ بچہ دیکھا تھا معلوم نہیں وہ کہاں چلا گیا یاد رکھو اس بچے میں میں نے ایسی علامات دیکھی ہیں کہ اگر وہ بڑا ہو گیا۔ تمہارے دین کے لوگوں کو ضرور قتل کرے گا وہ تمہارے معبودان باطلہ بتوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دے گا تم پر اس کا ضرور غلبہ ہو جائے گا لوگوں نے اس کے کہنے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تلاش کیا مگر نہ پا سکے کیونکہ آپ کو تو حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لے جا چکی تھیں۔

حضرت ابن سعد اور حضرت ابن الطراح نے حضرت عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک سے روایت کیا ہے کہ وہ نجومی چیخ چیخ کر کہنے لگ گیا ہائے افسوس قبیلہ ہذیل کے لئے ہائے افسوس اس کے معبودان باطلہ کے لئے یہ بچہ تو صرف آسمان کے ایک حکم کا منتظر ہے اس بدبخت کے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق انتقام کی آگ بھڑک اٹھی لہٰذا تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی عقل زائل ہو گئی اور وہ کفر کی حالت میں ہی فی النار ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص259، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص99، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص388، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص140، شواہد النبوت ص63)

ذوالمجاز کا عراف آپ کو دیکھ کر چیخا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں ذوالمجاز کی منڈی میں گئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ تھے وہاں ایک نجومی تھا جسے لوگ اپنے بچے دکھا رہے تھے اچانک اس کی نظر حضور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت کو دیکھا اور آپ کی آنکھوں میں سرخی کو بھی دیکھا تو وہ چیخ وچلا اٹھا چیخ کر کہنے لگا اے اہل عرب اس بچے کو قتل کردو اگر یہ بڑا ہوگیا تو یہ تمہارے ہم مذھبوں کو قتل کردے گا اور تمہارے بتوں کو پاش پاش کردے گا یہ تم پر غالب آجائے گا یہ صرف آسمان کے ایک حکم کا منتظر ہے۔ وہ بد بخت بھی کفر کی حالت میں ہی مرگیا اور فی النار ہوا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص259، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 98)

مکہ مکرمہ میں آئے عراف نے کہا اس بچے کی شان نرالی ہے:

لھب سے ایک قیافہ شناس مکہ مکرمہ آیا کرتا تھا اہل مکہ اس کے پاس اپنے بچے لے جاتے اور اسے دکھاتے تا کہ وہ ان کے متعلق قیافہ شناسی سے کچھ بتائے حضرت ابو طالب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے پاس لے کر گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس وقت معصوم بچپن تھا اس نے کچھ دیر آپ کو دیکھا پھر نظر ہٹا کر دوسرے بچوں کو دیکھنے میں مشغول ہوگیا جب وہ ان بچوں سے فارغ ہوا تو اس نے کہا میرے پاس وہ بچہ لے کر آؤ" میرے پاس وہ بچہ لے کر آؤ جو میں نے ابھی دیکھا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اس بچے کی شان بڑی نرالی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اس قیافہ شناس کا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اتنا اشتیاق دیکھا تو اس سے آپ کو چھپالیا اور گھر لے کر آگئے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص259، سیرت نبویہ ابن ھشام ص 121 حصہ اوّل)

حبشہ کے عیسائیوں نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دو سال کی عمر کو پہنچے تو قد وقامت اور جسامت میں چار سالہ لڑکوں کے برابر معلوم ہوتے تھے میں نے ان کا دودھ چھڑایا اور خاوند کے ہمراہ ان کی والدہ کے پاس لے گئی تا کہ انہیں ان کی والدہ کے سپرد کریں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے باعث ہمیں اور ہمارے قبیلے کو رب کریم کی طرف سے جو خیر وبرکت حاصل ہورہی تھی اس کے باعث ہمیں ان کے وصال سے محرومی بالکل برداشت نہیں تھی اور ان کے دیدار سے محرومی اور جدائی آنکھوں اور دل کو گوارا ہی نہیں تھی چنانچہ ہم نے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی خدمت اقدس میں حاضری کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہمیں جو خیر وبرکات نصیب ہوئیں ان کا تذکرہ کیا حضرت آمنہ نے فرمایا میرے اس فرزند کی عظیم شان ہے ہم نے کہا خدا کی قسم! ان سے زیادہ برکت وعظمت والا بچہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا ساتھ ہی ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو واپس اپنے ساتھ لانے کے لئے بہانہ بنایا

کہ مکہ مکرمہ میں وبا بھی پھیلی ہوئی ہے اور گرمی بھی شدید ہے بہتر ہے کہ مزید کچھ عرصہ کے لئے بچہ کو ہمارے پاس رہنے دیں ہمارے بے حد اصرار پر سیدہ حضرت آمنہ بالآخر اس بات پر رضا مند ہوگئیں کہ ہم انہیں واپس اپنے قبیلے لے جائیں تا کہ وہ کچھ وقت اور کچھ عرصہ ہمارے یہاں اور گزاریں۔

لہٰذا ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے گھر قبیلہ بنی سعد کی طرف آ رہے تھے کہ راستے میں حبشہ کے کچھ عیسائی ہمارے ساتھ آ ملے انہوں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو تیز تیز نگاہوں سے دیکھا پھر انہوں نے مہر نبوت کو دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھا پھر مجھ سے پوچھا کیا اس بچے کی آنکھیں دکھتی ہیں؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے پوچھا ان کی آنکھوں کی سرخی ہمیشہ رہتی ہے یا کبھی نہیں بھی ہوتی؟ میں نے کہا ہمیشہ رہتی ہے انہوں نے کہا یہ بچہ عظیم شان کا مالک ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص98، حجۃ اللہ علی العلمین ص259، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص141، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص388، دلائل النبوت ابونعیم ص91، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص124، شواہد النبوت ص64)

حضرت آمنہ نے فرمایا شیطان میرے بچے کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا:

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شق صدر کے واقعہ کے بعد میرے خاوند نے مجھے کہا اے حلیمہ! مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو کوئی آسیب کا اثر ہوگیا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ آسیب کے اثر ظاہر ہونے سے پہلے ہم انہیں ان کی والدہ اور دادا کے حوالے کر آئیں۔ چنانچہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر ان کی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ کے پاس پہنچے سیدہ حضرت آمنہ ہمیں دیکھ کر گھبرائیں تعجب وحیرت سے کہا حلیمہ! تو بڑے اصرار سے انہیں ساتھ لے کر گئی تھی مگر اب جلد ہی انہیں چھوڑنے بھی آ گئی ہے خیر تو ہے آخر کیا بات ہے؟ میں نے کہا کوئی خاص بات نہیں بس ہم نے خیال کیا کہ ہمارا جو فرض تھا وہ ہم نے بڑی خوش اسلوبی سے ادا کر دیا ہے اب بہتر ہے کہ اس امانت سے دستبردار ہوا جائے اور اس نونہال کو اس کے اہل خانہ کے سپرد کیا جائے سیدہ حضرت آمنہ نے فرمایا حلیمہ! سچ سچ بتا اصل بات کیا ہے وہ تیرا لے جانے کا بہت زیادہ اشتیاق اور یہ جلد واپس لے آنا اس میں ضرور کوئی وجہ ہے کوئی ایسا واقعہ، حادثہ ضرور رونما ہوا ہے جو اس تبدیلی کا باعث ہے ان کے اصرار پر میں نے انہیں شق صدر کا واقعہ ذکر کر دیا سیدہ حضرت آمنہ نے فرمایا حلیمہ! تیرا کیا خیال ہے

کیا تجھے یہ خوف ہے کہ شیطان میرے اس نور نظر کو کوئی نقصان پہنچائے گا؟ بخدا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا شیطان اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا شیطان کی کیا جرأت ہے کہ اس کے قریب بھی آئے۔

حلیمہ! تو دیکھے گی کہ میرے اس بچے کی شان بہت ہی نرالی ہوگی میرا یہ بچہ آفتاب بن کر چمکے گا۔ حلیمہ! کیا میں اپنے بیٹے کے متعلق تجھے کچھ بتاؤں حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں نے کہا ضرور بتائیں حضرت آمنہ نے بتایا کہ جب مجھے حمل قرار پایا تو عام عورتوں کی طرح نہ مجھے اس کا کوئی بوجھ محسوس ہوا اور نہ ہی کوئی تکلیف محسوس ہوئی حمل کے دنوں میں میں نے دیکھا کہ میرے اندر سے نور خارج ہوا جس کی روشنی میں مجھے شام کے محلات نظر آ گئے ولادت کے وقت انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا اب اسے میرے پاس ہی رہنے دو میں خود اس کی خبر گیری کروں گی۔

اسم گرامی سن کر ہی بت سرنگوں ہو گئے اور تعریف میں مگن ہو گئے:

میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اُٹھایا اور سواری پر سوار ہوگئی مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر رفع حاجت کے لیے میں ایک جگہ رکی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بٹھایا اور خود قضائے حاجت کے لئے چلی گئی مگر جب واپس آئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں نہیں تھے، میں نے انہیں گم پایا میں نے وہاں کئی لوگوں سے پوچھا مگر ان کے متعلق کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا میں بہت زیادہ پریشان ہوئی پریشانی کے عالم میں ہی میں نے آوازیں دینی شروع کیں واہ محمداہ اے میری آنکھوں کے نور اے میرے چمن کے ریحان اے دل مجروح کے مونس اے خستہ جان کی شفا اے کاشانہ شادمانی کے چراغ اے راز نہانی کے محرم کہاں ہو۔

اسی انداز میں رو بھی رہی تھی اور بول بھی رہی تھی کہ ایک نحیف نزار بوڑھے شخص نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے؟ کیوں اتنے سوز و گداز سے رو رہی ہے اس قدر اتنے غم میں تو کیوں مبتلا ہے میں نے اسے رونے کی وجہ بتائی تو اس نے کہا یہ تو اتنی پریشانی والی کوئی بات نہیں میں تجھے ایسی جگہ بتاتا ہوں جہاں جانے سے تیرا سارا غم کافور ہو جائے گا وہ نہ صرف تجھے بتائے گا کہ تیرا نونہال کہاں ہے بلکہ وہ چاہے گا تو تجھے واپس لوٹا بھی دے گا میں نے کہا وہ کون ہے اور کس جگہ ہے؟ اس نے کہا وہ ہبل بت ہے وہ صنم اعظم ہے۔

میں نے اسے کہا کیا تو نے سنا نہیں کہ ان کی ولادت باسعادت پر ان بتوں پر کیا گزری اس نے کہا بیوقوف نہ بن

میرے ساتھ ہبل بت کے پاس چل وہ تیری ساری پریشانی دور کردے گا، چارو نا چار وہ مجھے ہبل بت کے پاس لے گیا، اس نے سات دفعہ ہبل کا طواف کیا پھر اس کے سر پر بوسہ دیا اور اسے کہا میرے آقا تیرا لطف واحسان اور فضل امتنان قریش سے کبھی منقطع نہیں ہوا اور تیرے آستانہ سے کبھی کوئی حاجت مند بے نیل ومرام واپس نہیں گیا۔ یہ بوڑھی سعدیہ گمان کرتی ہے کہ اس کا فرزند محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس سے گم ہوگیا ہے اس بوڑھے نے جونہی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک ذکر کیا ہبل سمیت تمام بت اوندھے منہ گر پڑے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وشمائل بیان کرنے لگ گئے بتوں نے کہا اے شیخ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری ہلاکت اسی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں ہی ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ معبود برحق ہے وہ اسے ضائع نہیں ہونے دے گا بت پرستوں سے کہہ دو کہ ذابح اکبر یہی ہے جو اس کی اتباع کرے گا وہی بچے گا اور جو بتوں کو پوجیں گے انہیں یہ قتل کردے گا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس بوڑھے کو دیکھا وہ رو رہا تھا آتش تاسف سے اس کا دل کباب ہو رہا تھا اس کے ہاتھ سے لاٹھی گر پڑی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ موت کے کنارے پہنچ رہا ہو۔ اس کے منہ میں باتوں کی بجائے دانت بج رہے تھے اس کے تمام اعضاء ہیبت سے بید کی مانند کانپ رہے تھے، اسی حالت میں اس نے کہا حلیمہ! تیرے فرزند کا پروردگار اسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وہ تیری امانت تجھے صحیح سلامت واپس لوٹائے گا۔ اطمینان رکھ دل تنگ نہ کر وہ تجھے ضرور مل جائے گا جا اس کی تلاش کر۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے ہاں پہنچنے سے پہلے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو ان کی گمشدگی کا علم ہو چکا تھا، انہیں خیال گزرا کہ ہوسکتا ہے قبیلہ قریش میں سے کسی نے حسد کی وجہ سے شرارت کی ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں شہید کردے فوراً غصہ وپریشانی کے عالم میں اُٹھے تلوار کھینچ لی اور غیظ وغضب سے اونچی آواز سے پکارا اے آل غالب!

آپ کی آواز پر سب لبیک کہتے ہوئے دوڑے آئے کیونکہ آپ کے غصہ کی کوئی بھی تاب نہ رکھتا تھا حضرت عبدالمطلب نے انہیں فرمایا قریش کی عزت اور سرمایہ راحت وعیش میرا پوتا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گم ہوگیا ہے سب نے کہا ہم آپ کے ساتھ مل کر انہیں تلاش کرتے ہیں چنانچہ سب نے مل کر تلاش کیا مگر نہ پا سکے آخر کار حضرت عبدالمطلب کعبہ معظمہ میں بارگاہ الٰہی میں فریاد کناں ہوئے تو غیب سے آواز آئی کہ اے عبدالمطلب وادی تہامہ میں ایک درخت کے نیچے موجود ہیں۔ حضرت عبدالمطلب اس طرف روانہ ہوئے تو راستے ہی میں ورقہ بن نوفل بھی ہمراہ ہوگئے،

جب وادی تہامہ پہنچے تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے اس کے پتے چن رہے ہیں، حضرت عبدالمطلب نے ان سے پوچھا کہ اے لڑکے! تم کون ہو آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ ہوں حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میری جان آپ پر قربان میں تمہارا دادا عبدالمطلب ہوں پس آپ کو اپنے آگے سواری پر بٹھایا اور گھر لے آئے اس خوشی میں دادا نے بہت سا سونا اور بے شمار اونٹ صدقہ میں تقسیم کیے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو انواع واقسام کے بے بہا انعامات سے نواز کر واپس قبیلہ بنوسعد میں بھیج دیا۔

(معارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 131، مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 31، شواہد النبوت صفحہ نمبر 67، سبل الھدی و الرشاد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 390، الوفا ابن جوزی حصہ اول صفحہ نمبر 116، سیرۃ نبویہ ابن ھشام حصہ اول صفحہ نمبر 112، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 121، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 138)

گمشدگی کے وقت کیا ابوجہل حضور کو لایا

بعض مفسرین کرام نے سورۃ الضحیٰ کی آیت مبارکہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدَىٰ کے تحت لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صغرسنی میں جب گم ہوئے تو ابوجہل کو ملے اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سواری پر بٹھا کر لایا اور ان کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا اور بتایا کہ میں نے انہیں اپنے پیچھے بٹھایا تو اونٹنی نے اُٹھنے کا نام نہ لیا پھر میں نے انہیں اپنے آگے بٹھایا تو اونٹنی اُٹھ کھڑی ہوئی اور چلنے لگ گئی۔

ابوجہل کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صغرسنی میں لانے کا یہ واقعہ بظاہر روایات وواقعات کے مطابق صحیح نہیں ہے، روایات وواقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوجہل تو کئی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چھوٹا تھا۔ مثلاً ضیاء النبی جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 45 میں ہے مسلمانوں کی اس اجتماعی ہجرت سے کفار مکہ کو طرح طرح کے شدید خطرات کا احساس ہونے لگا انہیں یہ خیال بھی ستانے لگا کہ کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی یہاں سے ترک وطن کرکے اپنے ساتھیوں کے پاس نہ پہنچ جائیں اگر ایسا ہوا تو عین ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد مکہ مکرمہ پر دھاوا بول دیں اور ان کا کچومر نکال دیں اس سے بیشتر کہ حالات ان کے قابو سے باہر ہو جائیں انہیں کوئی فیصلہ کن قدم اُٹھانا چاہیے۔ باہمی مشاورت کے لیے انہوں نے تمام قبیلوں کے سربرآوردہ اور زیرک لوگوں کو دارالندوہ میں جمع ہونے کی دعوت دی اس مجلس مشاورت میں شریک ہونے والوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ کسی قریشی قبیلہ کے فرد ہوں اور ان کی عمریں چالیس سال سے زیادہ ہوں ان قیود

سے صرف ابوجہل کو مستثنیٰ رکھا گیا کیونکہ اسلام اور پیغمبر اسلام سے اس کی عداوت سب سے بڑی ہوئی تھی اور وہ اپنے قبیلہ بنو مخزوم میں عقلمند شمار ہوتا تھا اس لئے وہ ابوالحکم کی کنیت سے مشہور تھا وہ اگر چہ اس وقت کم سن تھا ابھی اس کی داڑھی بھی پوری طرح نہیں اتری تھی لیکن اسے اس مجلس مشاورت میں شرکت کی اجازت دے دی گئی۔

سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 34 میں بھی ہے کہ ابوجہل کو اس مجلس مشاورت میں شامل کرلیا گیا حالانکہ نہ اس کی ابھی مونچھیں اُگی تھیں اور نہ ہی داڑھی۔

ان اقوال کے مطابق ابوجہل کی عمر ابھی چالیس برس کی نہیں ہوئی، چالیس سے کچھ کم تھی جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری طور پر عمر مبارک اس وقت ترپن سال تھی گویا ابوجہل کئی سال عمر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چھوٹا تھا لہٰذا اس کے مطابق ابوجہل کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو صغرسنی میں اُٹھا کر اونٹنی پر بٹھانا اور رلانا صحیح نہیں۔

دوسری دلیل:

دوسری دلیل یہ ہے کہ جنگِ بدر کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پچپن سال تھی اگر اس واقعہ کو صحیح سمجھیں تو ابوجہل کی عمر جنگِ بدر کے وقت کم از کم اسّی سال یا نوّے ہونی چاہئے جو بڑھاپے کی عمر ہے اب جنگِ بدر کے وقت ابوجہل جو رجز پڑھ رہا تھا اسے ملاحظہ کریں اور غور کریں کہ اس کی عمر کیا تھی۔

مَاتَنْقِم والْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّیْ - بَازِلُ عَامَیْنِ حَدِیْثُ سِنِّیْ

لِمثَلِ ھٰذَا وَلَدَ تِنِیْ اُمِیّْ۔

وہ کہتا ہے کہ یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتقام لے سکتی ہے میں نوجوان طاقتور اونٹ ہوں جو اپنے عنفوان شباب میں ہے، میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں کے لیے ہی جنا ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 50، ضیاء النبی جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 351)

تیسری دلیل:

تیسری دلیل صاف طور پر یہ ہے کہ اگر ابوجہل میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اُٹھا کر لایا ہوتا اس کا جسم میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مس کر جاتا تو کبھی جہنمی نہ ہوتا، اسے ایمان نصیب ہوجاتا اور جنت

جاتا اسے جہنم کی آگ چھو بھی نہ سکتی مگر ایسا ہوا نہیں ہے۔ میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو جس کپڑے سے دست اقدس صاف فرمائے اسے آگ جلاتی ہی نہ تھی آپ نے جس پیڑے کی روٹی تندور میں لگائی اسے آگ پکا نہ سکی جب کہ باقی روٹیاں پک گئیں۔

اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 398 میں فتح مکہ کے وقت کعبہ معظمہ میں بتوں کے گرانے کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست اقدس سے بتوں کو نہ گرایا کیونکہ بت جہنم کا ایندھن تھے ربّ کریم کا فرمان ہے کہ اِنَّكُمْ وَمَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمْ۔ یعنی اے مشرکین تم بھی اور اللہ (تبارک وتعالی) کے بغیر جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں اگر دنیا میں ان بتوں کو ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس لگ جاتا تو قیامت کو وہ بت جہنم کا ایندھن نہ بنتے انہیں جہنم کی آگ جلا نہ سکتی۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 398)

یہ ہے ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے مس کرنے کی شان تو یقیناً ابوجہل ابوجہل نہ ہوتا اگر اس کا جسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے مس کر جاتا۔

حضور کے والدین کریمین جنتی ہیں

علمائے اہل سنت وجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین جنتی ہیں جو ان کے متعلق ہرزہ سرائی کرے وہ خود گمراہ ہے، قاضی ابوبکر بن عربی مالکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کے متعلق کہتا ہے کہ وہ جہنم میں ہیں آپ نے فرمایا جو شخص یہ کہتا ہے وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ لوگ جو اذیت دیتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں ان پر لعنت بھیجتا ہے، پھر قاضی ابوبکر نے فرمایا کہ اس سے بڑی اذیت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے متعلق کہا جائے۔

اور امام محمد ابوزھرۃ اپنی تصنیف خاتم النبیین جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 132 میں فرماتے ہیں کہ

وَفِی الْحَقِّ اِنِّیْ ضَرَسْتُ فِی سَمْعِیْ وَفَهْمِیْ عِنْدَ مَاتَصَوَّرْتُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَاٰمِنَةَ یَتَصَوَّرُ اَنْ

يَدُ خُلَا النَّارَ۔ الخ۔

جب میں یہ تصور کرتا ہوں کہ حضرت عبداللہ اور سیدہ آمنہ نار میں ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی شخص میرے کان اور میرے فہم پر ہتھوڑے مار رہا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ وہ نوجوان تھے جن کا شعار صبر تھا وہ اپنے باپ کی نذر کے مطابق ذبح ہونے پر راضی تھے اور اپنی رضامندی سے آگے بڑھ کر اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا اور جب قریش نے سو اونٹ فدیہ کے طور پر دینے کے لئے کہا تو اس پر بھی بخوشی رضامند ہو گئے وہ عبداللہ جو اپنے بے پایاں حسن و شباب کے باوجود لھوو لعب سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور جب ایک دوشیزہ نے دعوت گناہ دی تو فوراً اسے جواب دیا اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَہٗ ۔یعنی مجھے حرام کی دعوت دیتی ہے اس سے تو مرجانا بہتر ہے۔ ایسے پاکباز اور صدق شعار نوجوان کو آخر جہنم میں کیونکر پھینکا جائے گا حالانکہ انہیں کسی نبی نے دعوت اسلام دی ہی نہیں۔

علمائے اہلسنت بریلوی اور علمائے دیوبند اس پر متفق ہیں کہ قبر انور کا وہ حصہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے متصل ہے سب جگہوں سے افضل ہے حتی کہ عرش سے بھی افضل ہے۔

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فضائل حج کے صفحہ نمبر 177 پر لکھتے ہیں۔

مدینہ طیبہ کی وہ زمین جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے متصل ہے اس میں کوئی اختلاف علماء میں نہیں ہے وہ باالاتفاق سب علماء کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے۔ ابن عساکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے بلکہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

(فضائل حج نمبر 177)۔

اسی فضائل حج کے صفحہ نمبر 130 پر یوں رقمطراز ہیں جب قبہ خضراء پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علوشاں استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک قبہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے انبیاء علیہم السلام کی سردار ہے، فرشتوں سے افضل ہے قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے جو حصہ حضور کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے عرش سے افضل ہے کرسی سے افضل ہے حتی کہ آسمانوں اور زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔

بندہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ جب قبر انور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بیت اللہ شریف اور عرش

معلیٰ سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے تو سیدہ حضرت آمنہ کا مقام کیا ہوگا جن کے شکم میں حضور رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک سب آباؤ اجداد جنتی

حق یہ ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن و جنتی تھے ان میں سے کسی کا بھی دامن شرک و کفر سے کبھی داغدار نہیں ہوا رب کائنات رب العلمین کا رشاد گرامی ہے کہ

اَلَّذِیْ یَرَاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ تَقَلُّبَكَ فِیْ السَّاجِدِیْنَ

یعنی میری وہ ذات ہے جو آپ کو دیکھتی ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں سے منتقل ہوتے رہے۔ (پ19 ع15 سورہ الشعراء آیت نمبر 219-218)

علماء حق کا اس کے متعلق مسلک یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد ساری عمر دین حق پر قائم ودائم رہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی واحدانیت اور یوم قیامت پر ان کا یقین کامل تھا وہ سب کے سب مکارم اخلاق کے زندہ پیکر تھے۔ تَقَلُّبَكَ فِیْ السَّاجِدِیْنَ کے تحت مفسرین کرام کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

1- امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 174 میں فرماتے ہیں

وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ نَقَلَ رُوْحَهٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ ۔۔۔ وَاَمَّا الْخَبَرُ فَقَوْلُهٗ علیه السلام لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ وَکُلُّ مَنْ کَانَ کَافِرًا فَهُوَ نَجَسٌ لِقَوْلِهٖ تعالیٰ (اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ)۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس آیۃ مبارکہ سے یہ مراد ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل فرمایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک بھی ہے کہ ہمیشہ مجھے پاک ومنزہ اصلاب سے پاک ومنزہ رحموں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف منتقل کیا جاتا رہا، جبکہ اللہ تعالیٰ تبارک کے اس فرمان اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ کے تحت جو بھی کافر مشرک ہے وہ نجس ہے، سو اس تقدیر پر یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن تھے۔

2- قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ

بَلِ الْاَوْلٰی اَنْ یُّقَالَ الْمُرَادُمِنْہُ تَقَلُّبَكَ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاھِرِیْنَ السَّاجِدِیْنَ لِلّٰہِ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاھِرَاتِ السَّاجِدَاتِ وَمِنْ اَرْحَامِ السَّاجِدَاتِ اِلٰی اَصْلَابِ الطَّاھِرِیْنَ اِلَی الْمُوَاحِدِیْنَ وَالْمُوَاحِدَاتِ حَتّٰی یَدُلَّ عَلٰی اِنَّ اٰبَاءَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کُلُّھُمْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ کَذَاقَالَ السَّیُوْطِیْ وَقَالَ شَمْسَ الْدِّیْنَ بْنُ نَاصِرُالدِّیْن دَمِشْقِیْ، وَمِمَّا یُؤَیِّدُ ھٰذَا التَّأوِیْلُ مَارَوَاہُ فِیْ الْصَّحِیْح عَنْہُ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہٖ وَسَلَم قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی بُعِثْتُ مِنْ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ (تفسیر مظھری جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 89)

بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ تقلبک سے یہ مراد ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نورمبارک کو طاہر ومنزہ اوراللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں سجدہ کرنے والوں کی اصلاب مبارکہ سے پاک ومنزہ اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ کرنے والیوں کے رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا اور ساجدات کے رحموں سے طاہرین یعنی موحدین وموحدات کی اصلاب کی طرف منتقل فرماتا رہا یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کے تمام آباؤاجداد مومن تھے، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اورحافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے بھی اس طرح فرمایا ہے اوراس تادیل کی وہ روایت بھی تائید کرتی ہے جو محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف میں روایت فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں اولاد آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا یکے بعد دیگرے گروہ حتیٰ کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا۔(تفسیر مظہری جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 89)۔

3- تفسیر روح المعانی میں حضرت ابوالفضل شہاب الدین سید محمود الوسی بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَجَوَّزَحَمْلَ التَّقَلُّبِ عَلَی التَّنَقُّلِ فِی الْاَصْلَابِ اَنْ یُّرَادَ بِاالسَّاجِدِیْنَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاسْتَدَلَّ بِاالْاٰیَۃ، عَلٰی اِیْمَانِ اَبَوَیْہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کَمَا ذَھَبَ اَلَیْہِ کَثِیْرٌ مِّنْ اَجَلَّۃِ اَھْلِ السُّنَّۃِ ۔

اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اصلاب میں تبدیلی سے مراد ساجدین مومنین کے اصلاب وارحام میں تبدیلی مراد ہو

اوراس آیۃ مبارکہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر استدلال کیا ہے اور اہل سنت و جماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علمائے کرام کا یہی مذہب ہے۔

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد لکھتے ہیں وَاَنَا اَخْشٰی الْکُفْرَ عَلٰی مَنْ یَّقُوْلُ فِیْھِمَا۔

یعنی جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے حق میں بے ادبی کے کلمات کہتا ہے مجھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (روح المعانی جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 137)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آباؤ اجداد کے متعلق فرمان:

حدیث نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ یُنْقِلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَۃِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاھِرَاتِ مُصَفًّی مُھَزَّبًا لَا تَنْشَعِبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِ ھِمَا۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ سے مجھے پاک اصلاب سے پاک ومنزہ ارحام میں منتقل فرماتا رہا ہر آلائش سے پاک کرکے ہر آلودگی سے صاف کرکے جہاں کہیں سے دوشاخیں پھوٹیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہاں مجھے اس شاخ میں منتقل فرمایا جوان دونوں میں سے بہتر تھی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 237، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 65، الوفا ابن جوزی حصہ اول نمبر 79، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 64، دلائل النبوت ابونعیم صفحہ نمبر 28، مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 5، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ نمبر 221، م تفسیر مظہری جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 89، تفسیر کبیر حصہ نمبر 24 صفحہ نمبر 174)۔

محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی آپ کے چچا کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہمارے سامنے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ مجھے پاک ومنزہ اصلاب سے پاک ومنزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا ہر آلودگی وہر آلائش سے پاک تو ہر عقل سلیم رکھنے والے پر واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مومن تھے ان میں کوئی مشرک نہ تھا کیونکہ وہ پاک ومنزہ تھے،

جب کہ مشرکین کے متعلق تو قرآن مجید میں فرمان الٰہی موجود ہے۔اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ کہ مشرکین تو بالکل ناپاک ہیں۔(پ 10 ع 10 سورۃ توبہ آیت نمبر 28 اس کے متعلق دوسرا فرمان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں۔

حدیث نمبر 2:

عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ الْمُطَّلِبْ رَضِيَ اللّٰه تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عليه وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حِیْنَ خَلَقَنِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ خَلْقِهٖ ثُمَّ حِیْنَ خَلَقَ الْقَبَائِلَ جَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ هِمْ قَبِیْلَةً وَحِیْنَ خَلَقَ الْاَ نْفُسَ جَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ اَنْفُسِهِمْ ثُمَّ حِیْنَ خَلَقَ الْبُیُوْتَ جَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ بُیُوْتِهِمْ فَاَنَا خَیْرُ هُمْ بَیْتًا وَخَیْرُ هُمْ نَفْسًا۔

سیدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب مجھے پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق سے کیا پھر جب قبائل کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں کیا پھر جب نفوس کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے کیا جن کے نفوس بہترین تھے پھر جب خاندانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین خاندانوں میں رکھا پس میں ان سب سے بلحاظ خاندان اور بلحاظ نفس بہتر وافضل ہوں۔

(ترمذی شریف جلد نمبر 2 ص 201 مشکوۃ شریف حصہ 513، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 140، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 صفحہ 235، دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 28، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 44، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 65، الوفا ابن جوزی حصہ اول صفحہ نمبر 77، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 222)۔

حدیث نمبر 3:

عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَ سْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَی اللّٰه تعالٰی علیه و آله وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی كِنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَ اصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا اور قریش میں سے بنی ھاشم کو چنا اور مجھے بنی ہاشم میں سے چنا۔

(مشکوٰۃ شریف حصہ دوم صفحہ 513، مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 253، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 221، الوفا ابن جوزی حصہ اول صفحہ 77، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1، صفحہ 41، ترمذی شریف حصہ دوم صفحہ 201، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 64، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 137، صحیح ابن حبان جلد نمبر 14 صفحہ 135، مسند امام احمد جلد نمبر 4 صفحہ 31)۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ واضح ہوگیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک کو جن جن قبائل اور افراد میں منتقل فرمایا وہ قبائل اور افراد اللہ تبارک وتعالیٰ کے پسندیدہ چنے ہوئے بہترین، وافضل اور پاک ومنزہ تھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جس کا چناؤ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے جسے پسند وہ مالک کائنات کرے جسے پاک ومنزہ اور بہترین وافضل محبوب کائنات محبوب رب العلمین فرمائیں کیا وہ مشرک وکافر ہوسکتا ہے حاشا وکلا ہرگز ہرگز نہیں یہ ماننا پڑے گا کہ مشرک پاک نہیں بلکہ وہ تو بالکل ناپاک ہے اور جو پاک وافضل ہے وہ مشرک نہیں۔

حافظ بن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ الْخَیْرِیَّةَ وَالْاِصْطِفَاءِ وَالْاِخْتِیَارَ مِنَ اللّٰهِ تعالیٰ وَالْاَ فْضَلِیَّةَ عِنْدَ هٗ لَایَکُوْنُ مَعَ الشِّرْكِ ۔

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کسی کا بہتر ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کا کسی کو چننا اور پسند فرمانا اور اس کی بارگاہ میں کسی کا افضل ہونا شرک کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ (یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مشرک بھی ہو اور رب کریم کی بارگاہ میں افضل بھی ہو، اس کا پسندیدہ بھی ہو چنا ہوا بھی ہو)۔ (مسالک الحنفا صفحہ 22)

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرمان ہے کہ بنی ہاشم روئے زمین پر سب سے افضل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰه تعالیٰ عَنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه واله وسلم قَالَ لِیْ جِبْرَائِیْلُ قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَاوَمَغَارِبَهَاوَلَمْ اَجِدْرَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ (صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم)وَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ میں زمین کے تمام مشارق ومغارب میں پھرا میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے افضل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی بنی ہاشم سے افضل کوئی خاندان دیکھا۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 145، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 42، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 66، الشفا قاضی عیاض حصہ اول صفحہ 148، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 29، الوفا ابن جوزی حصہ اول صفحہ 77، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 صفحہ 236، جواھر البحار جلد نمبر 3 صفحہ 97، نشر الطیب اشرف علی تھانوی صفحہ 26)۔

جدامجد حضرت عبدالمطلب کے مومن ہونے کے دلائل:

حضرت عبدالمطلب کا اپنے رب پر کامل یقین دیکھنا ہو تو ابرہہ جب کعبہ معظّمہ کو منہدم کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ کے قریب آیا تو اس وقت کے حالات کو مطالعہ کرنا ہوگا جو مندرجہ ذیل واقعات پر مبنی ہے۔

1- آپ ابرہہ کے پاس اپنے اونٹ چھڑانے کی خاطر تشریف لے گئے اور اسے اونٹوں کے متعلق کہا تو اس نے آپ کو کہا اے عبدالمطلب جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا مگر افسوس! آپ نے مجھ سے اپنے اونٹوں کے متعلق تو کہا مگر اس کعبہ کے متعلق کچھ نہیں کہا جسے میں گرانے آیا ہوں، حالانکہ یہ کعبہ (معظّمہ) آپ کے اور آپ کے آباؤ اجداد کا دین ہے، آپ نے اسے فرمایا ابرہہ! میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں اس لیے تیرے ساتھ اونٹوں کی بات کی ہے رہا کعبہ تو اس کا بھی ایک مالک ہے جو اس کی حفاظت کرنا خوب جانتا ہے، وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا ابرہہ نے غرور وتکبر سے کہا آج اس کعبہ کو میری زد سے کوئی نہیں بچا سکتا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا تو جان اور وہ جانے۔

2- اس کے بعد حضرت عبدالمطلب چند آدمیوں کو لے کر کعبہ معظّمہ آئے اور اس کے حلقہ کو پکڑ کر بارگاہ الٰہی میں فریاد کرنے لگ گئے کہ اے اللہ بندہ بھی اپنے کجاوے کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب کل تیرے گھر پر غالب آجائے اور نصب کردی جائے اور اگر تو ان کو اور ہمارے قبلہ کو آزاد چھوڑنے والا ہے تو جس طرح تیری مرضی ہو تو اس طرح کر۔

3- المورد الروی صفحہ 68، میں ملا علی قاری حضرت عبدالمطلب کے فضائل میں لکھتے ہیں کہ:

مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اِنَّ قُرَيْشًا خَرَجَتْ مِنَ الْحَرَمِ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمْ اَصْحٰبُ الْفِيلِ وَقَالَ هُوَ (عَبْدُ الْمُطَّلِبِ) وَاللّٰهِ لَا اَخْرُجُ مِن حَرَمِ اللّٰهِ اَبْغِيْ الْعِزَّفِيْ غَيْرِهٖ وَلَا اَبْغِيْ سَوَاءُ عَنْهُ اللّٰهُ۔

حضرت عبدالمطلب کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ جب قریش (ابرہہ کی وجہ سے) حرم سے نکل گئے اور اصحاب فیل نے حملہ کیا تو حضرت عبدالمطلب نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حرم سے ہرگز نہیں نکلوں گا تاکہ اس کے علاوہ کسی اور کے پاس عزت تلاش کروں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بدلے میں اور کسی چیز کا متمنی نہیں ہوں۔

4- حضرت عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تو ابرہہ نے وہ سفید ہاتھی جسے وہ انہدام کعبہ کے لئے لایا تھا منگوایا اس ہاتھی کی نظر جونہی حضرت عبدالمطلب پر پڑی تو وہ ان کے آگے سجدہ ریز ہوگیا حالانکہ اس نے اپنے مالک ابرہہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا جبکہ دوسرے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کرتے تھے۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 88، مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ 8)۔

جس ہاتھی نے اپنے مالک کو کبھی سجدہ نہ کیا تھا وہ حضرت عبدالمطلب کو دیکھتے ہی ان کے آگے سجدہ ریز ہوگیا ہاتھی کو کس نے سدھایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد کو سجدہ کرے ہاتھی کو ان میں کیا چیز نظر آئی کہ وہ انہیں دیکھتے ہی ان کے آگے سجدہ ریز ہوگیا۔ یہ کسی انسان کا سدھایا ہوا سجدہ نہیں تھا بلکہ ہاتھی کا یہ سجدہ تو مالک کائنات کی طرف سے تھا جو حضرت عبدالمطلب کی شان اقدس کو ظاہر کر رہا تھا۔

5- غزوہ حنین کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالمطلب کے بیٹے ہونے پر فخر فرمایا ہے جبکہ کافر آباء پر فخر کرنے سے خود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا ہے اگر حضرت عبدالمطلب کافر ہوتے تو حضور ان پر کبھی بھی فخر نہ فرماتے۔ غزوہ حنین کے موقع پر جب مسلمانوں کے قدم وقتی طور پر اکھڑ گئے اور افراتفری کا عالم ہوگیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس وقت گھبرائے بالکل نہیں بلکہ اس افراتفری کے عالم میں بھی محبوب خدا محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف فولادی چٹان بنے ہوئے اس طوفان بلا کے سامنے کھڑے رہے بلکہ اپنی سواری کو ایڑی لگا کر دشمن کی طرف بڑھاتے رہے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرماتے رہے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ۔ اَنَا اِبْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا سچا نبی ہوں اس میں ذرا بھر بھی جھوٹ نہیں میں (فخر بنی ہاشم) عبدالمطلب کا بیٹا ہوں ان تمام واقعات واحادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آباؤاجداد مومن تھے۔

<u>بے مثل بشریت سے ظہور پذیر بے مثل معجزات:</u>

یہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت بھی بے مثل اور نورانیت بھی بے مثل ہے سر سے لے کر پاؤں تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجسم معجزہ تھے جن کا ذکر لامحدود اتنا بے کراں ہے جو احاطہ تحریر وتقریر میں سمانہیں سکتا تاہم مشت از خروارے باعث برکت وتوشہ آخرت کچھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

بال مبارک سے شفا:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلْمَةَ بِقَدْحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مَخْضَبَةً فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهٗ فَشْرِبَ مِنْهُ قَالَ الطَّلَعْتُ فِی الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمَرَاءَ۔

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے گھر والوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پاس پانی کا پیالہ دے کر بھیجا اور جب کسی آدمی کو نظر یا کوئی شے لگ جاتی تو اس کے پاس لگن بھیجتے تھے وہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بال مبارک نکالتیں انہوں نے حضور کا بال مبارک چاندی کی کپی میں رکھا ہوا تھا آپ اس کے لئے وہ بال مبارک ہلا دیتیں اس سے انہوں نے پیا فرماتے ہیں میں نے کپی میں جھانکا تو چند سرخ بال دیکھے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 صفحہ 875، مشکوٰۃ شریف صفحہ 391، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 191، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 17)۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک تھے جو انہوں نے چاندی کی ڈبیہ میں سنبھال کر رکھے ہوئے تھے آپ کے پاس لوگ پانی لے کر آتے آپ ان کے پانی میں وہ بال والی کپی گھما دیتیں اس پانی کو بیمار پی کر شفایاب ہو جاتے۔

حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں بال مبارک:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ٹوپی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک محفوظ کئے ہوئے تھے، جنگ یمامہ میں آپ کے سر سے وہ ٹوپی گر گئی آپ جنگ کو چھوڑ کر اس ٹوپی کے اُٹھانے کی جدوجہد

میں مصروف ہوگئے بالآخر وہ ٹوپی مل گئی مگر بسیار کوشش کے بعد ملی اس دوران فتح مسلمانوں کو حاصل ہوئی بعداز جنگ ساتھیوں نے پوچھا حضرت اتنی معمولی ٹوپی کی خاطر آپ جنگ کرنا چھوڑ کر ٹوپی کے متلاشی ہوئے۔آپ نے ایسا کیوں کیا، اس ٹوپی کی اتنی کیا اہمیت تھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اس ٹوپی کی قیمت کی خاطر اسے تلاش نہیں کیا میں نے اس ٹوپی میں اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک رکھے ہوئے ہیں جو اس میں سلے ہوئے ہیں مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کسی کافر مشرک کے ہاتھ لگ جائے اور میں اس سعادت سے محروم ہو جاؤں۔جب سے میں نے بال مبارک کو اپنی اس ٹوپی میں رکھا ہوا ہے اور یہ میرے پاس ہوتی ہے تو مجھے کسی جنگ میں شکست نہیں ہوئی۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے مدد عطا ہو جاتی ہے۔

(شفا شریف قاضی عیاض حصہ دوئم صفحہ 59 ، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 686، مستدرک جلد نمبر 4 صفحہ 15، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 16 مجمع الزاوئد جلد نمبر 9 صفحہ 349، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 55، دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 265)

حضرت خالد بن ولید گھیرے میں آ گئے تو بیوی نے وہ ٹوپی آپ کو پہنچائی:

فتوح الشام میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جبلہ کے لشکر کی طرف دس مجاہدین اسلام سواروں کو خفیہ طور پر لے کر گئے اور بدعہد و بے وفا والی قنسرین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تو رومی لشکر نے اپنے سامنے اپنے سردار کا اس طرح کٹا ہوا سر دیکھ کر برداشت نہ کیا انہیں بے حد قلق ہوا اور وہ غصہ میں آپے سے باہر ہو گئے۔

بالخصوص مرتد جبلہ بن ایہم نے غصہ سے مسلمانوں کو للکارتے ہوا کہا اب تم ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نہیں جا سکتے اب تمہارا قتل ہم پر لازم ہے اس مرتد نے نصرانی عربوں اور رومیوں کو جنگ کے لئے برانگیختہ کیا اور انہیں کہا کہ اب ان مسلمانوں سے کوئی بچ کر نہ جائے چنانچہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دس ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں گھیرے میں لے لیا مسلمان اس شدید کٹھن مرحلے پر بالکل نہیں گھبرائے ثابت قدمی سے جم کر مقابلے میں ڈٹ گئے بڑے ہی زور وشور سے جنگ شروع ہوگئی۔

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود اس میں شریک تھے فرماتے ہیں خدا کی قسم جب رومیوں کا ریلہ ہماری طرف آتا اور ان کے سواروں کی کثرت سے ہم پر اژدھام ہو جاتا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جنگی مہار

ت سے تلوار کے زور پر انہیں پسپا اور متفرق کر دیتے ہمارے اوران کے درمیان اسی طرح معرکہ ہوتا رہا بظاہر، ہمیں جانیں بچانے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی کیونکہ ہم صرف گیارہ افراد ہزاروں کے لشکر کے گھیرے میں آچکے تھے، گرمی اور پسینے کے باعث شدت کی پیاس بھی تھی ہمیں موت قریب نظر آرہی تھی ہم سمجھ گئے اب جام شہادت نوش کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگا جنگ کے شعلے تیز سے تیز ہورہے تھے تلواریں چمک چمک کر سروں پر پڑ رہی تھیں مشرکین نصاریٰ کی نعشوں سے زمین بھرتی جارہی تھی، مگر پھر بھی اس کے باوجود ہم ان کفار کے نرغے میں ایسے تھے جیسے ہم ان کے ہاتھ میں قیدی ہوں رب کریم کی شان دیکھیں کہ ان حالات کے باوجود ہم میں سے ہر شخص اپنے مقابل کے سامنے استقلال کا پہاڑ بن کر کھڑا تھا کہ ہمیں اپنے رب کریم پر پورا یقین تھا۔

اس اثنا میں ہمیں ہاتف سے غیبی آواز سنائی دی کوئی کہہ رہا تھا نڈر اور بے خوف ذلیل ہوگیا اور خوف کرنے والا مدد پا گیا اے حاملان قرآن! رحمٰن ورحیم رب کریم کی طرف سے تمہارا مقصد تمہارے پاس آگیا اور صلیبیوں کے مقابلے میں تمہاری نصرت اور امداد کی گئی۔

حضرت علامہ واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں اجنادین وغیرہ کی ہر لڑائی میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا ہوں قنسرین اور حلب کے میدانوں میں بھی آپ کے لشکر میں موجود تھا میں نے ہر جگہ جہاد میں نصرت ومدد غلبہ اور بہتری ہی دیکھی ہم ایک مقام میں پڑاؤ میں پڑے ہوئے تھے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے خیمے میں سو رہے تھے کہ اچانک آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے وہ بلند آواز سے مسلمانوں کو پکار کر کہہ رہے تھے، اے مسلمانو! اُٹھو اور فوراً چل پڑو مجاہدین اسلام گھیرے میں ہیں مسلمان آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی طرف دوڑے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ حضرت کیا ہوا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ابھی ابھی اپنے خیمے میں سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جھڑک کر جگایا اور سختی کے لہجے میں فرمایا۔

یَاابنَ الْجَرَّاحِ اَتَنَامُ عَنْ نُّصْرَةِ الْقَوْمِ الْکِرَامَةِ فَقُمْ وَالْحِقْ بِخَالِدٍ فَقَدْ اَحَاطَ بِهِ اللِّئَامُ فَاِنَّکَ تَلْحَقُ بِهِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالیٰ بِمَشِیَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ۔

اے ابن جراح کیا تم بزرگ قوم کی امداد ونصرت سے غافل سور ہے ہو اُٹھو اور جا کر خالد بن ولید کے ساتھ جاملو کیونکہ مردود قوم نے انہیں گھیرلیا ہے مشیت ایزدی کے تحت ہے کہ تم ان سے جاملو گے مسلمان مجاہدین نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سنتے ہی ہتھیار زر ہیں وغیرہ سنبھال لئے اور جلدی سے حضرت ابوعبیدہ کی طرف جانے لگے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے آگے جار ہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک ایسے سوار پر پڑی جو سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے تمام لشکر سے آگے ہوا کی رفتار سے جار ہا تھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ سواروں کو حکم دیا کہ تیز رفتاری سے جا کہ اس سوار کو پکڑو مگر بسیار کوشش کے باوجود کوئی سوار بھی اسے نہ پہنچ سکا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سوار کو آواز دی ان کی آواز پر وہ سوار رک گیا حضرت ابوعبیدہ اس سوار تک پہنچے مگر یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ وہ سوار تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہ تو اتنی تیز رفتاری سے ہمارے آگے آگے جار ہی ہے ،حضرت ام تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

اے امیر! میں نے جس وقت آپ کی آوز سنی کہ حضرت خالد دشمنوں کے گھیرے میں پھنس گئے ہیں تو میرے دل میں آیا کہ ان کے پاس تو حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمتہ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گیسوئے معنبر موجود ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے وہ دشمنوں کے گھیرے میں کیسے آسکتے ہیں، مگر پھر میں نے وہ کلاہ مبارک جس میں انہوں نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سجائے ہوئے تھے خیمے میں رکھا ہوا دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ وہ اسے بھول کر چھوڑ گئے ہیں، اسی لیئے کفار کے گھیرے میں آگئے ہیں ورنہ ان کی برکت سے وہ ہمیشہ محفوظ رہے ہیں لہٰذا میں اس کلاہ کو جلد از جلد ان تک پہنچانا چاہتی ہوں، حضرت مصعب بن محارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا صلیب پرستوں کے قدم اُکھڑ چکے ہیں اور انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثابت قدمی سے اپنے گھوڑے پر سوار چاروں طرف نظریں دوڑار ہے تھے اور صلیبیوں کو بھاگتا ہوا دیکھ رہے تھے نعرہ تکبیر بلند ہوتا ہوا سن رہے تھے اور ساتھ ہی یہ جاننے کی کوشش کر رہے تھے کہ اچانک یہ پلٹا کیسے وارد ہو گیا، آپ نے دیکھا کہ ایک سوار رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا گرد وغبار سے نکل کر ان کی طرف آرہا ہے حتیٰ کہ ہمارے اردگرد جتنے رومی تھے وہ سب کے سب اس نے تہ تیغ کر کے ہمارے سامنے میدان صاف کر دیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اس کی طرف بڑھے اور

اسے کہا اے بہادر شیر دل سوار تو کون ہے؟ اس نے کہا اے ابوسلیمان خالد بن ولید میں آپ کی بیوی ام تمیم ہوں، میں آپ کا وہ کلاہ مبارک لے کر حاضر ہوئی ہوں جس کے ذریعے آپ بارگاہ الٰہی کی طرف توسل ڈھونڈتے اور جس کی وجہ سے آپ رب کائنات رب العلمین کی بارگاہ سے نصرت و مدد طلب کرتے ہو اور جس کے سبب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت ام تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے جس وقت یہ کلاہ شریف آپ کو دیا تو حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس کلاہ مبارک کو سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ نے ایک ہی حملے میں دشمن کے دانت کھٹے کردیئے۔(فتوح الشام صفحہ 223)۔

بال مبارک کی تعظیم کرنے والا ولایت کے بلند درجہ پر فائز ہوگیا:

بلخ شہر میں ایک بہت بڑا مالدار تاجر رہتا تھا وہ فوت ہوگیا اس کے دو بیٹے تھے ان دونوں نے وراثت کے مال کو آپس میں آدھا آدھا تقسیم کرلیا اس تاجر کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے ایک ایک بال تو ان دونوں نے آپس میں تقسیم کرلئے ایک بال مبارک باقی رہ گیا بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا اس بال مبارک کو درمیان میں کاٹ کر آدھا آدھا کرلیتے ہیں چھوٹے بھائی نے کہا خدا کی قسم! حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان بہت بلند و بالا ہے ہمیں یہ لائق نہیں کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کو کاٹیں بڑے بھائی نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک سے چھوٹے بھائی کی اس قدر محبت معلوم کی تو اس نے اسے کہا یوں کر باپ کی جائیداد سے آدھا حصہ جو تیرے حصہ میں آتا ہے وہ بھی مجھے دے دے اور یہ تینوں بال مبارک لے لے چھوٹے بھائی نے کہا مجھے منظور ہے چنانچہ چھوٹے بھائی نے تینوں بال مبارک لے لئے اور باپ کی جائیداد سے کوئی حصہ نہ لیا سب کی سب بڑے بھائی کو دے دی، اس نے وہ تینوں بال مبارک بڑی عزت واحترام سے سنبھال کر رکھ لئے جب چاہتا بڑے ادب واحترام سے ان کی زیارت کرتا اور بوقت زیارت محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھی پڑھتا کچھ ہی عرصہ کے بعد بڑے بھائی کا مال تباہ و برباد ہوکر ختم ہوگیا اور وہ کنگال ہوگیا جب کہ چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہوگیا آخر وقت اجل آگیا اور چھوٹا بھائی فوت ہوگیا اس کے فوت ہونے کے بعد صالحین

میں سے ایک شخص کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اس نے دیکھا کہ وہ چھوٹا بھائی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس صالح شخص کو فرمایا لوگوں سے کہہ دو کہ جس کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ اس کی قبر پر آجائے اور وہاں بارگاہ الٰہی میں اپنی حاجت روائی کے لیے دعا کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی برکت سے اس کی دعا قبول فرماتے ہوئے اس کی حاجت پوری فرمادے گا، لوگ اس کی قبر پر آنے لگ گئے معاملہ یہاں تک پہنچا کہ جو کوئی سوار بھی اس کی قبر کے پاس سے گزرتا تو احتراماً سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگ جاتا۔ (القول البدیع صفحہ 128، نزہۃ المجالس جلد نمبر 1 صفحہ 111)۔

نعمت لازوال حسن بے مثال وباکمال:

جس چہرہ انور کی شان رب کائنات رب العلمین یوں بیان فرمائے۔

قَدْ نَرىٰ الْقَلْبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ

(اے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جب آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھتا ہے تو ہم اسے دیکھتے ہیں۔

جس چہرہ انور کی ایک جھلک زیارت سے مومن صحابی بن جائے اس روئے تاباں چہرہ انور کی مثال کون بیان کرسکتا ہے۔

چہرہ انور چاند سے زیادہ حسین:

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آسمان پر چودھویں رات کا چاند ضوفگن تھا، محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کا حلہ زیب تن کئے جلوہ نما تھے کہ میں نے دیکھنا شروع کردیا میں کبھی آسمان کے چاند کو دیکھتا اور کبھی حبیب خدا حبیب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روئے تاباں کی زیارت کرتا۔

فَإِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔

پس مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند سے بہت زیادہ حسین نظر آئے۔

(ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 104، دارمی جلد نمبر 3 صفحہ 31، باب فی حسن النبی، مشکوٰۃ شریف صفحہ 517، مستدرک جلد نمبر 5 صفحہ 111، الوفا ابن جوزی صفحہ 406، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 160، سبل الھدیٰ والرشاد

جلد نمبر 2 صفحہ 5، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 689، کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 65، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 123)۔

اللہ اللہ! ایسا بے مثل حسن گویا سورج آپ کے چہرہ انور میں گردش کر رہا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه تعلی عنه قَالَ مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسُ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَارَأَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعُ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلّٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّ النَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ لَغَیْرُ مُکْثِرِتٍ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی چیز کو حسین نہیں دیکھا (یوں معلوم ہوتا تھا) گویا کہ سورج چہرہ انور میں رواں دواں ہے۔ اور نہ ہی میں نے کسی شخص کو دیکھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چلنے میں زیادہ تیز ہو (یوں معلوم ہوتا تھا) گویا آپ کے لئے تو زمین لپٹی جاتی تھی ہم تو (چلتے ہوئے) اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے۔ مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ (آپ بڑے وقار اور سنجیدگی سے چل رہے ہوتے)۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 169، ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ 205، مشکوٰۃ شریف، صفحہ 518، مسند امام احمد جلد نمبر 2 صفحہ 473، طبقات ابن سعد جلد نمبر 1 صفحہ 379، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 123، الوفا ابن جوزی صفحہ 406، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 689، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 6، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 صفحہ 466، الشفاء قاضی عیاض، صفحہ 70)۔

آپ سے زیادہ حسن والا کوئی نہ دیکھا:

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم مَرْبُوْعًا بَعِیْدَ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنَ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَیْهٖ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد تھے دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے آپ کے بال کانوں کی گدیوں تک تھے میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے زیادہ میں نے کسی چیز کو حسین نہ دیکھا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

مَا رَأَیْتُ مِنْ ذِیْ لُمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم شَعْرُہٗ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْہِ بُعَیْدُ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ ۔

میں نے زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو آپ سے بڑھ کر حسن والا ہو آپ کے بال مبارک آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے دو کندھوں کے درمیان فاصلے والے نہ تو دراز قد تھے نہ چھوٹے قد والے۔ (بخاری شریف، جلد نمبر 1 صفحہ 502، مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 266، مشکوٰۃ شریف، صفحہ 518، ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ 204، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2، صفحہ 5، الوفا ابن جوزی صفحہ 406، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 181-180، حجۃ اللہ علی العلمیں صفحہ 690، طبقات ابن سعد جلد نمبر 1 صفحہ 428، کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 65)۔

سیدنا حیدر کرار حضور کا حسن بیان فرماتے ہیں

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وسلام اللّٰہ علیہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَیْسَ بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالطَّوِیْلِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْیَةِ شَثْنَ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ مُشْرَبًا وَجْھُہٗ حُمْرَةً طَوِیْلُ الْمَسْرُبَةِ ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ تَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ۔

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قد سر مبارک بڑا اور داڑھی مبارک گھنی تھی قدمین شریفین اور ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں آپ کا رنگ مبارک سفید مائل باسرخی تھا جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط تھیں، جب آپ چلتے تھے تو ایسے محسوس ہوتا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں (جیسے آپ کے لیے زمین لپٹی گئی ہو) میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ کوئی پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

(ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ 204، مشکوٰۃ شریف، صفحہ 517، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ 446، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 690، سند امام احمد جلد نمبر 1 صفحہ 202، کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 68، مستدرک جلد نمبر 3 صفحہ 207، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 205، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 125)۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں:

خلیفہ ثانی امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی صفات مبارکہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے وہ صفات بیان کیں جو اوپر سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے حوالہ سے بیان ہو چکی ہیں آخر میں فرمایا۔

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ لَمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحَدًا مِثْلَهٗ۔

کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ کی مثل نہ پہلے دیکھا نہ ہی بعد میں۔(کنزالعمال جلد 7 صفحہ 69)۔

اگر تو دیکھتا تو تجھے محسوس ہوتا کہ آفتاب درخشاں طلوع ہو گیا ہے:

حضرت عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے ہے فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ لِلرُّ بَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَآءَ صِفِّیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالی علیه و آله وسلم قَالَتْ یَابُنَیَّ لَوْرَاَیْتَهٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔

میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے کہا میرے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان فرمائیں انہوں نے کہا اے بیٹے! اگر تم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتے تو تجھے محسوس ہوتا کہ گویا آفتاب درخشاں طلوع ہو گیا ہے۔(مشکوۃ شریف صفحہ 517، مجمع الزوائد جلد نمبر 8 صفحہ 283، سنن دارمی جلد نمبر 1 صفحہ 33، الوفا ابن جوزی صفحہ 407، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 689، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 6، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 162، طبرانی الاوسط جلد نمبر 4 صفحہ 369، المجمع الزوائد جلد نمبر 8 صفحہ 280، دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 360، خصائص کبری جلد نمبر 1 صفحہ 123)۔

چہرہ انور سورج و چاند کی طرح روشن تاباں تھا:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِّیٍ علیهما السلام قَالَ قُلْتُ لِهِنْدِ بْنِ اَبِیْ هَالَةَ صِفْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالی علیه و آله وسلم حَتّٰی کَاَنِّیْ اَنْظُرَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالی علیه و آله وسلم حَسَنَ الْوَجْهِ یَتَلَاْ وَجْهُهٗ تَلَاْ لُؤُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ۔

سیدنا حضرت امام حسین علیہ اسلام سے ہے فرماتے ہیں میں نے ھند بن ابوھالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک ایسے بیان فرمائیں کہ مجھے معلوم ہو گویا کہ میں آپ کے چہرہ انور کا دیدار کررہا ہوں انہوں نے کہاں ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور ایسے دمکتا تھا جیسے چودھویں رات میں بدر کامل ضیاپاشیاں کرتا ہے۔

(دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 360، الوفا ابن جوزی صفحہ 391، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 39، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 230)۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا چہرہ انور چاند کے دائرے کی طرح:

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِیْقِ رضی اللّٰہ تعالی عنہ قَالَ کَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کَدَارَۃِ لْقَمَرِ۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور ایسا تھا جیسے چاند کا دائرہ۔

(حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 689، کنزالعمال جلد نمبر 2 صفحہ 620، خصائص کبری جلد نمبر 1 صفحہ 123، مدارج النبوت جلد نمبر 1 صفحہ 6۔

کیا چہرہ انور چاند کی طرح گول تھا:

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی صفت مبارکہ چہرہ انور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا چہرہ انور ایسا تھا کہ جیسے چاند کا دائرہ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے بھی چہرہ انور کی تشبیہ چاند اور سورج سے مذکور ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چاند یا سورج کی طرح بالکل گول تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور دراز تھا گولائی لئے ہوئے یعنی کچھ گول تھا اور کچھ لمبائی میں اور یہ صورت حسن و جمال اور عظمت و ہیبت میں شامل ہے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاند کے دائرہ سے تشبیہہ دی ہے، دائرہ قمر چاند کے ہالہ کو کہتے ہیں ۔ فارسی زبان میں اسے خرمن ماہ کہا جاتا ہے چاند کے ہالہ سے تشبیہہ سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے انوار واضواء اجو آپ کے رخ انور کے گرد اطراف و جوانب میں

ہالہ کی طرح احاطہ کئے ہوئے ہیں آپ کے رخ مبارک کے کمال ضیاء ونورانیت اور عظمت وہیبت جلال کا بیان ہے اس تشبیہ پر نظر کرنے سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا جلال و جمال آنکھوں اور دل کو بھی نور محبت و عظمت سے پر کر دیتا ہے۔

چاند سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے حسن جہاں زیب کو تشبیہہ دی گئی کہ چاند اپنے نور سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور فرحت پہنچاتا ہے اس کے دیکھنے سے دل کو لذت حاصل ہوتی ہے نیز اسے آسانی سے دیکھنے کا بھی امکان ہے جبکہ سورج آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ اور اس سے دل کو ذوق بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ذات عظیم الصفات کو سطوت وجلال اور نور بخشی اور اس کے ظہور کے باعث آفتاب سے تشبیہہ دینا بھی درست ہے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کی کنہ حقیقت کے عدم ادراک اور آپ کے فضل وکمال کے مطالعہ میں یعنی دور ونزدیک سے عقول کے عاجز آجانے کے باعث بھی آفتاب سے تشبیہہ دی جاسکتی ہے۔

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت فہم وادراک سے ماوراء ہے کوئی بھی دور ونزدیک سے ادراک نہیں کرسکتا گویا آپ سورج کی طرح ہیں جو اتنی دوری کے باوجود بھی آنکھیں خیرہ کر دیتا ہے، اسی طرح تمام مخلوقات آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حقیقت سے عاجز ہے لہٰذا آفتاب سے تشبیہ بھی حال کے مطابق ہے لیکن حسّی اور عینی مشاہدہ میں چاند سے تشبیہہ زیادہ مناسب ہے۔

چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح:

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اِمْرَأَۃٍ مِنْ ھَمْدَانَ قَالَتْ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم قُلْتُ لَھَا شَبِّھْہُ ؟ قَالَتْ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃِ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ۔

حضرت ابو اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ایک ہمدانی عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ حضور کا چہرہ انور کیسا تھا اس نے کہا آپ کا روئے انور چودھویں کے چاند کی طرح تھا میں نے آپ کی مثل نہ کوئی پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 123، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 صفحہ 15، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 160، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 689، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 6، مدارج النبوت جلد

نمبر 1 صفحہ 6)۔

میں نے چاند کی مثل دمکتا چہرہ حضور کے بغیر کسی کا نہیں دیکھا:

حضرت طارق بن عبید بن مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ کو جارہے تھے ہمارے ساتھ ایک عورت بھی تھی جو پردہ دار تھی جب ہم مدینہ شریف پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہودے میں سوار عورت نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کے بعد کہا۔

مَا رَأَيْتُ وَجْهًا اَشْبَهُ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مِنْ وَّجْهِهٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ۔

میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے علاوہ کسی اور کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا دمکتا نہیں دیکھا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 6)۔

سورج کی روشنی پر بھی آپ کا حسن غالب تھا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهٗ ضَوْءَ۔ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْئُهٗ عَلٰى ضَوْءِ السِّرَاجِ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ بالکل نہیں تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دن کے وقت سورج کی روشنی میں ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی تھی۔ اور جب رات کو چاند یا چراغ کی روشنی میں ہوتے تو ان کی روشنی پر بھی آپ کے چہرہ انور کی روشنی غالب ہوتی تھی۔

(سبل الھدیٰ ولرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 7، الوفا ابن جوزی صفحہ 407، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 صفحہ 466)۔

خصائص کبریٰ میں ہے کہ

عَنْ ذَكْوَ انَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَمْ يَكُنْ ترىٰ لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ اِبْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِهٖ اَنَّ ظِلَّهٗ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ كَانَ نُوْرًا فَكَانَ اِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَايُنْظَرُ لَهٗ ظِلٌّ۔

حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ سورج کی دھوپ میں نظر آتا تھا اور نہ ہی چاند کی چاندنی میں ابن سبع نے کہا یہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑھتا تھا کیونکہ آپ سراپا نور تھے اسی لیے سورج اور چاند کی روشنی میں اگر چہ آپ چل رہے ہوتے تھے مگر آپ کا سایہ نہیں تھا۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 116، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 686)۔

چہرہ انور تلوار کی طرح نہیں تھا بلکہ وہ تو چاند کی مثل تھا:

عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قِیْلَ لِلْبَرَاءِ اَکَانَ وَجْھُهٗ مِثْلَ السَّیْفِ ؟ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ ۔

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا تو انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تو چاند کی مثل تھا۔

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا تو آپ نے فرمایا۔

لَا بَلْ کَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَکَانَ مُسْتَدِیْرًا۔

نہیں بلکہ وہ تو سورج اور چاند جیسا تھا اور قدرے گول تھا۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 267، مشکوۃ شریف صفحہ 515، ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ 204، الوفا ابن جوزی صفحہ 405، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 159، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 688، کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 65، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 122، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ 446، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 39، مسند امام احمد جلد نمبر 4 صفحہ 287)۔

مسکرانے سے درو دیوار روشن ہو جاتے:

قَالَ اَبُوْھُرَیْرَةَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِهٖ وَاِذَا ضَحِكَ یَتَلَاْ لَاُ فِی الْجُدُرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی (یوں معلوم ہوتا تھا) گویا کہ چہرہ انور میں سورج رواں دواں ہے اور جب مسکراتے تو مسکرانے سے درو دیوار

روشن ہوجاتے۔ (الشفا قاضی عیاض حصہ اول صفحہ 64، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 127، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 223، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 691، نسیم الریاض جلد نمبر 1 صفحہ 338، مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 1 صفحہ 259، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 400، مدارج النبوت جلد نمبر 1 صفحہ 12)۔

چہرہ انور چمک اُٹھتا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے:

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللّٰہ تعالی عنه کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْھُهٗ حَتّٰی کَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ انور دمک جاتا تھا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے ہم یہ جان لیتے تھے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 صفحہ 502، مشکوٰۃ شریف صفحہ 518، متدرک جلد نمبر 3 صفحہ 207، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 40، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 160ء، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 689، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 123، مدراج النبوت جلد نمبر 1 صفحہ 5)۔

سامنے والے مبارک دانتوں سے نور چھن چھن کر نکلتا دکھائی دیتا تھا

عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَا النُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ م بَیْنِ ثَنَایَاهُ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے مبارک دانتوں میں کشادگی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو ثنیہ دانتوں سے چھن چھن کر نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ 518، سنن دارمی جلد نمبر 1 صفحہ 33، مجمع الزوائد جلد نمبر 8 صفحہ 282، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 175، الکبیر طبرانی جلد نمبر 11 صفحہ 416، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 106، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 32، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3، صفحہ 468، جواہر البحار جلد نمبر 2 صفحہ 87، الشفا قاضی عیاض حصہ اول صفحہ 63)۔

چہرہ انور کی روشنی سے رات کو گمشدہ سوئی مل گئی:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قَالَتْ کُنْتُ اَخِیْطُ فِی السِّحْرِ فَسَقَطَتْ مِنِّی الْاِبْرَۃُ فَطَلَبْتُھَا فَلَمْ اَقْدِرْعَلَیْھَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَۃُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْھِہٖ فَاَخْبَرْتُہٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے ہے فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت کپڑا سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی میں نے اسے تلاش کیا (اندھیرا ہونے کی وجہ سے) مجھے نظر نہ آئی اس اثنا میں نور مجسم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کی تابانی سے مجھے وہ سوئی نظر آگئی میں نے اس بات سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا۔

(القول البدیع صفحہ 147، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 681، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 107، نزھۃ الناظرین صفحہ 31، جواہر البحار جلد نمبر 3، صفحہ 35، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 40، کنز العمال جلد نمبر 12، صفحہ 193)۔

سیدنا حیدر کرار کی زبان اقدس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ لَمْ یَکُنْ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَغَّطُ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَکَانَ رَبْعَۃً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجُعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ کَانَ جَعْدًا رَجُلًا وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَھَّمِ وَلَا بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ فِی الْوَجْہِ تَدْوِیْرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعِیْنَیْنِ اَھْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلَ الْمُشَاشِ وَالْکَتِدُ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَۃٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنَ وَ الْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشٰی یَتَقَلَّعُ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَھْجَۃً وَاَلْیَنُھُمْ عَرِیْکَۃً وَاَکْرَمُھُمْ عَشِیْرَۃً مَنْ رَّاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَقَبْلَہٗ وَلَابَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے ہے کہ آپ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو فرماتے تھے کہ نہ تو آپ بہت ہی دراز قد تھے اور نہ ہی پستہ قد قوم میں درمیانہ قد تھے اور نہ تو آپ گھنگریالے بالوں والے تھے کہ بال چھلے چھلے ہوں اور نہ بالکل سیدھے بال والے آپ کے بال مبارک خم دار تھے اور نہ آپ بہت

موٹے تھے نہ بالکل گول چہرے والے آپ کے چہرہ انور میں قدرے گولائی تھی رنگت سرخ وسفید تھی (ایسا سفید رنگ تھا جس میں سرخی پلائی ہوئی تھی) آنکھیں مبارک خوب سیاہ پلکیں دراز موٹی ہڈیوں والے موٹے کندھوں والے جسم اقدس صاف (کلائیوں پنڈلیوں پر بہت بال نہ تھے یہ اعضاء شریفہ بالوں سے بالکل خالی نہ تھے) بالوں کی باریک ڈوری سینے مبارک سے ناف تک تھی موٹی ہتھیلیاں موٹے موٹے قدم جب چلتے تو پوری طاقت سے چلتے تھے۔ گویا آپ گہرائی میں اتر رہے ہوں اور جب ادھر ادھر توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ہیں لوگوں میں سخی دل لوگوں میں بہت سچی بات والے ان میں نہایت نرم طبیعت والے اور ان میں بہت اچھے برتاؤ والے تھے جو آپ کو اچانک دیکھتا تو آپ سے ہیبت کرتا اور جو آپ سے ملا جلا کرتا تو آپ سے محبت کرتا۔ (چہرہ انور میں وقار، رعب، دبدبہ اور ہیبت تھی کہ جو اچانک دیکھتا تو اس پر رعب وہیبت طاری ہو جاتی مگر اخلاق کریمانہ اتنا بلند و پیارا تھا کہ چند روز خدمت اقدس میں رہنے والا آپ پر ایسا فریفتہ ہوتا کہ ہجر گوارا نہ ہوتا)۔ آپ کی نعت کہنے والا کہتا تھا کہ میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عشاق کے دل سے صدا اُٹھتی ہے۔

زمہجوری برآمد جان عالم ۔ ترحم یا نبی اللہ ترحم

لَمْ یَأْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نشد پیدا جانا

ہجر وفراق سے سارے جہاں کی جان لبوں پر آئی ہے اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحم فرمائیں۔ آپ کی مثل تو نظر میں کوئی آیا ہی نہیں کیونکہ آپ کی مثل کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

(ترمذی شریف حصہ دوم صفحہ 204، مشکوٰۃ شریف صفحہ 517، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 219، طبقات ابن سعد جلد نمبر 1 صفحہ 412، شمائل ترمذی صفحہ نمبر 1 ، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 690، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ 445، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 64)

ہر تعریف کرنے والے کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا:

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ۔

یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَقَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنے والے ہر ایک کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے آپ کی مثل

نہ کوئی پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

(ترمذی شریف حصہ دوئم صفحہ 204، مشکوٰۃ شریف صفحہ 517 ، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 219، طبقات ابن سعد جلد نمبر 1 صفحہ 412، شمائل ترمذی صفحہ 1 ، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 صفحہ 445، الشفاء قاضی عیاض حصہ اول صفحہ 640، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 679)۔

ہم نے آپ کے منہ مبارک سے نور کی شعائیں نکلتی دیکھیں:

قَالَ اَبُوْ قِرْصَافَۃُ رضی اللّٰہ عنہ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَنَا وَاُمِّیْ وَخَالَتِیْ فَلَمَّا رَجَعْنَا قَالَتْ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ یَا بُنَیَّ مَارَ اَیْنَا مِثْلَ ھٰذَا الرَّجُلِ لَا اَحْسَنَ وَجْھًا وَلَا اَنْقٰی ثَوْبًا وَلَا اَلْیَنَ کَلَا مًا وَرَاَیْنَا کَاالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ ۔

ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں میری والدہ اور میری خالہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے بیعت کرنے کے بعد جب ہم واپس لوٹے تو میری والدہ اور خالہ نے مجھے کہا اے بیٹے ! ہم نے اس شخص (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مثل کسی کو نہیں دیکھا نہ ان جیسا حسین چہرہ نہ ان جیسے صاف ستھرے لباس والا نہ ایسا کوئی نرم گفتار ہم نے تو ان کے منہ مبارک سے دیکھا ہے جیسے نور نکل رہا ہے (ان کے منہ مبارک سے نور کی شعائیں نکل رہی ہیں)۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 32)

چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح روشن و تاباں تھا:

وَقَالَ ھِنْدِبْنَ اَبِیْ ھَالَۃَ رضی اللّٰہ تعالی عنہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَخْمًا مُخَفَّمًا یَتَلَاْ وَجْھَہٗ تَلَا لُؤَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبُدْرِ۔

ہند بن ابوھالہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عظیم المرتبہ وبلند شان تھے لوگوں کی نظروں میں بھی عالی مرتبت تھے آپ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 693، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 39، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 130، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 230، شمائل ترمذی صفحہ 2، الاحادو الثانی للشیبانی جلد نمبر 2 صفحہ 438، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 22 صفحہ 155، الشفاء حصہ اول صفحہ 64، دلائل النبوت ابونعیم، صفحہ 372)۔

صفات حمیدہ کا ذکر اُم المومنین سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے ھند بن ابوھالا کی زبان مبارک سے:

سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابوہالہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا (واضح رہے کہ حضرت ہند بن ابوہالہ ام المومنین سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے تھے جوان کے پہلے شوہر ابوہالہ مالک بن بناش سے پیدا ہوئے۔ سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب حضور نبی کریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح فرمایا تو آپ کے یہ صاحبزادے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت وسرپرستی میں آگئے اس لحاظ سے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے، ماموں ہوئے بیشتر محدثین نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور حلیہ مبارک ان سے روایت کیا ہے۔

وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بہت ہی عمدگی سے بیان کرتے تھے، انہوں نے بیان فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (بارگاہ الٰہی سے) عظیم مرتبہ وبلند شان تھے لوگوں کی نظروں میں بھی بہت ہی عالی مرتبت تھے۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح روشن وتاباں تھا آپ کا قد مبارک درمیانے قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ لمبا نہیں تھا (نہ تو زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا قد تھا بہت ہی خوبصورت تھا درمیانے قد سے کچھ بڑا تھا)۔ سرمبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر خم دار تھے، اگر سرمبارک کے بالوں میں ازخود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ ارداۃً اس کا اہتمام نہ فرماتے بال مبارک کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے تھے، رنگ مبارک بہت چمکدار سفید تھا۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی ابرو مبارک گنجان باریک اور خم دار تھے مگر دونوں ابرو ملے ہوئے نہیں تھے ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے عالم میں ابھر جاتی تھی ناک مبارک باریک اور بلندی مائل تھی۔ ناک مبارک پر نور کا غلبہ رہتا، داڑھی مبارک گنجان وگھنی تھی آنکھیں مبارک انتہائی سیاہ تھیں۔

رخسار مبارک نرم ونازک تھے دہن مبارک کشادہ تھا دندان مبارک باریک آبدار تھے سامنے کے دانتوں میں کشادگی تھی سینے مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لکیر تھی، گردن مبارک چاند کی طرح صاف اور شفاف وچمکدار تھی، سب اعضاء مبارک نہایت معتدل اور پرگوشت تھے بدن مبارک گٹھا ہوا تھا پیٹ مبارک اور سینہ مبارک ہموار تھے۔ دونوں

شانوں کے درمیان فصل تھا جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں۔جسم اقدس کا کھلا ہوا حصہ بھی چمکدار تھا۔ ناف اور سینے مبارک کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی پتلی دھاری تھی اس کے علاوہ سینہ مبارک بالوں سے خالی تھا البتہ دونوں بازوؤں کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصے پر بال تھے۔ کلائیاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں، ہتھیلیاں اور قدم مبارک پرگوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں تلوے گہرے اور قدم ہموار تھے، پانی ان پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا، جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے قدم مبارک زمین پر آہستگی سے رکھتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیز رفتار تھے جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے جسم اقدس سے پھر کر توجہ فرماتے آپ کی نظریں نیچی رہتی تھیں نگاہ مبارک آسمان کی نسبت زمین کی جانب زیادہ رہتی عموماً گوشہ چشم سے نظر فرماتے، چلنے میں صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم دیتے خود پیچھے رہتے جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے۔

میں نے انہیں کہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کے متعلق بتائیں انہوں نے بتایا آپ اکثر غمگین و متفکر رہتے اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے۔ گفتگو کا آغاز اور اختتام لب ہائے مبارکہ کے کناروں پر فرماتے جامع کلمات میں گفتگو فرماتے جس میں کوئی بات زیادہ ہوتی نہ کم آپ بہت زیادہ خوش خلق تھے سخت مزاج بالکل نہ تھے۔ چھوٹی سی نعمت کو بھی عظیم خیال فرماتے۔ کسی چیز کی برائی نہ کرتے کسی کھانے کو ناپسند نہ فرماتے اور نہ کھانے کی تعریف فرماتے جب حق کا کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو ناگواری اس وقت تک دور نہ ہوتی جب تک حق کی کامیابی نہ ہوتی، مگر اپنی ذات کے لیے کبھی ناراض نہ ہوتے جب اشارہ فرماتے پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے جب تعجب فرماتے تو دست اقدس پلٹ لیتے دوران گفتگو داہنے دست اقدس کا انگوٹھا بائیں ہتھیلی پر رکھتے جب ناراض ہوتے تو اعراض فرماتے اور طبیعت اقدس میں انقباض پیدا ہو جاتا جب خوش ہوتے تو نگاہیں جھکا لیتے آپ کا ہنسنا تبسم تھا اور تبسم کے وقت دانت روشن نظر آتے۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 130، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 693)

حضرت ہند بن حالہ سے دوسری روایت:

سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں (واضح ہو اوپر والی روایت میں بیان ہو چکا ہے کس لحاظ سے آپ کے ماموں تھے، اگر معلوم کرنا ہو تو اوپر والی روایت میں مطالعہ کریں)۔ ھند بن

ابو ہالہ سے کہا مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرمائیں کہ میرے لوح دل پر اس کا نقش ثابت ہو جائے اور وہ بڑی عمدگی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرمایا کرتے تھے۔

انہوں نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تو شان ہی ارفع واعلیٰ تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن وتاباں تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قد آور تھے مگر زیادہ لمبے نہیں سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا بال مبارک قدرے خمیدہ تھے جو آسانی سے جدا کئے جاسکتے تھے، اور وہ کانوں کی لو سے تجاوز ہوتے رنگ مبارک روشن چمکدار تھا۔ جبین مبارک کشادہ تھی ابرو باریک وخمدار تھے جو باہم ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے عالم میں نمودار ہو جاتی تھی، ناک مبارک اونچی باریک اور نورانی تھی چہرہ انور پر وقار بارعب وباجلال تھا۔ داڑھی مبارک گھنی تھی رخسار مبارک ہموار، ہونٹ مبارک باریک دانت مبارک چمکیلے تھے جن کے درمیان کچھ فراخی تھی سینے سے ناف تک بالوں کی دھاری تھی اور گردن مبارک ایسی خوبصورت تھی جیسے کسی سیمیں مورتی کی ہو۔

اندام مبارک مناسب اور جسم اقدس معتدل پر گوشت اور گٹھا ہوا تھا اور نہایت قوی تھا پیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ مبارک کشادہ کندھے پھیلے ہوئے تھے اور پر گوشت تھے جسم اقدس پر نور تھا، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری کے علاوہ سینے اور پیٹ پر کوئی بال نہ تھا البتہ کلائیوں کندھوں اور سینے کے بالکل اوپر والی جگہ پر بال تھے، کلائیوں کی ہڈیاں لمبی، ہتھیلیاں کشادہ، پیٹھ ہموار اور پاؤں پر گوشت نما اعضائے مبارک لمبے چوڑے تھے۔ پیروں کے تلوے زمین سے اُٹھے ہوئے اور ان کی پشت برابر ہموار تھی جس پر پانی کا قطرہ بھی نہ ٹھہر پاتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کی رفتار آہستہ اور ہموار تھی جب چلتے تو یوں لگتا جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہیں جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے جسم اقدس سے پھر کر توجہ فرماتے نگاہ مبارک نیچے رکھتے اور آنکھیں زیادہ تر زمین کی طرف ہی مرتکز رہتیں۔ دیکھنے کا انداز بڑا پر وقار تھا اپنے صحابہ سے آگے چلنے اور ملنے والے کو سلام کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

گفتگو مبارک:

سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے انہیں (ہند بن ہالہ کو) کہا آپ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو دلآویز کے متعلق کچھ بتائیں؟ انہوں نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلسل غم واندوہ سے دوچار رہتے۔ اور ہمیشہ متفکر رہتے راحت وآرام کے خوگر نہ تھے بلا ضرورت کلام نہ فرماتے طویل سکوت فرماتے

جب گفتگو شروع فرماتے تو فصاحت کے ساتھ انجام کو پہنچاتے مختصر اور نہایت جامع الفاظ سے گفتگو فرماتے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو مبارک واضح تر ہوتی جو ضرورت سے نہ کم ہوتی نہ زیادہ انداز گفتگو انتہائی نرم وشیریں تھا جس میں کھردراپن اور اہانت آمیزی بالکل نہ تھی نعمت خواہ کسی قدر کم یا کم قیمت ہوتی اس کی قدر فرماتے اس کی مذمت زبان اقدس پر کبھی نہ آپاتی۔(اگر کھانا اچھا نہ ہوتا تو) کھانے کی برائی نہ کرتے (اور اچھا ہوتا تو) نہ ہی تعریف فرماتے۔

دنیا اور اس کی نعمتوں کی خاطر غضب میں نہ آتے مگر جب حق وصداقت سے بغاوت کی جاتی تو پھر اس وقت تک غضب ٹھنڈا نہ ہوتا جب تک حق کی مدد نہ مل جاتی، اپنے نفس کے لیے کبھی غضب میں نہ آتے اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے انتقام لیتے دوران گفتگو اشارہ فرماتے تو پورے دستِ اقدس سے اشارہ فرماتے اور تعجب کی صورت میں دست اقدس کو الٹایا کرتے بسا اوقات دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی اندرونی طرف پر لگاتے۔ جب کسی کی ناجائز بات پر غصہ آتا تو چہرہ انور پھیر لیتے اور اس کا انکار کر دیتے، عالم مسرت میں نگاہیں نیچے فرماتے ضحک تبسم کی صورت میں ہوتا تھا اور تبسم کی صورت میں دندان مبارک برف کے اولوں جیسے صاف اور آبدار دکھائی دیتے۔

سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے ایک عرصہ تک (ہند بن ہالہ کی بیان کردہ) اس حدیث کو (اپنے بھائی حضرت امام) حسن علیہ السلام کو بیان نہ کیا مگر جب انہیں بیان کی تو معلوم ہوا کہ وہ تو مجھ سے پہلے ہی ان سے یہ پوچھ چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انھوں نے والد گرامی (سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ) سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کے متعلق پوچھ رکھا ہے جو انہوں نے مکمل طور پر انہیں بتایا ہوا تھا۔

رات دن کے معمولات حبیب کائنات حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے والد گرامی سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر تشریف لانے کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے لئے آنا ذوق من اللہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو اپنے آنے کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے دوسرا حصہ اپنے گھر والوں کے لیے اور تیسرا حصہ اپنے لئے، پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں میں تقسیم فرمادیتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارک سے امت کو جو حصہ عطا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اہل علم وفضل کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ترجیح دی جاتی ہے۔ اور انہیں ان کی دینی عظمت کے مطابق نوازا جاتا ہے آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آنے والوں میں سے کسی کو ایک حاجت ہوتی کسی کو دو اور کسی کو اس سے بھی زیادہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی حاجت کے مطابق انہیں وقت دیتے اور ان سے معاملہ فرماتے جو صرف ان ہی کے لیے ہی نہیں پوری امت کے لئے باعث اصلاح ہوتا۔ ان کی حاجات کے مطابق انہیں ارشادات فرماتے اور یہ بھی ارشاد فرماتے کہ جو شخص یہاں موجود ہے یہ باتیں وہ دوسروں تک پہنچا دے اور جو (بوجوہ) مجھ تک اپنی حاجت نہیں پہنچا سکتے (یعنی زیادہ دور رہنے کی وجہ سے یا کسی مشکل کے باعث مجھ تک نہ پہنچ کر مجھے اپنی بات نہیں سنا سکتے تو مجھے ان لوگوں کی ضروریات بھی بتا دیا کرو کیونکہ جس نے کسی صاحب اقتدار کو کسی ایسے مجبور شخص کا حاجت وضرورت سے مطلع کیا جو خود اپنی حاجت اس تک نہ پہنچا سکتا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بروز قیامت اسے ثابت قدم رکھے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایسی ہی باتوں کا تذکرہ ہوتا کسی دوسرے کے متعلق اس سے زائد بات نہ قبول کی جاتی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب لوگ آتے تو تشنہ علم وعرفان ہوتے مگر جب لوٹتے تو علم وعرفان کی دولت سے مالا مال ہو کر اور رہنمایاں صداقت بن کر لوٹتے۔

سید الشہداء سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے والد گرامی سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے (گھر سے) نکلنے کے متعلق پوچھا کہ ایسے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات مبارکہ کیا ہوتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان اقدس کے جواہر علم محفوظ رکھتے اور انہیں وہیں استعمال فرماتے جہاں لوگوں کو ان کی ضرورت ہوتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلام مبارک لوگوں کو باہم قریب کر دیتا تھا۔ دور نہیں کرتا تھا یا یوں کہا کہ انہیں متنفر نہیں کرتا تھا۔ کسی بھی قوم کے صاحب اخلاق حسنہ کی تکریم فرماتے اور اسے ان کا امیر مقرر فرما دیتے۔ لوگوں کو دوسروں کے معاملات میں پڑنے سے منع فرماتے اور خود بھی اس سے بچتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خندہ روئی اور اعلیٰ اخلاق سب کے لیے تھا اگر کوئی صحابی غیر موجود ہوتا تو اس کے متعلق لوگوں سے سوال فرماتے، اچھی باتوں کی تعریف فرماتے اور اس کی تائید وتقویت کرتے جب کہ بری بات کی مذمت فرماتے اور اس کے خاتمہ کی کوشش فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال مبارک میں یکسانیت تھی، تضاد بالکل نہیں تھا ایک لمحہ کو بھی غافل نہ بیٹھتے کہ کہیں امت غافل نہ ہو جائے اور راہ حق سے دور نہ ہو جائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر صورت حال کے لیے ایک با مقصد لائحہ عمل تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جادہ حق سے سر مو ادھر

ادھر نہ ہوتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب امت کے بہترین افراد کو حاصل ہوتا (بندہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ جسے میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہو گیا وہی بہترین سے بہترین بن گیا اور جسے جتنا زیادہ قرب نصیب ہوا وہ اتنا ہی زیادہ بہترین بن گیا)۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ اقدس میں وہی سب سے بہتر تھا جو دوسروں کا زیادہ خیر خواہ ہوا اور وہی با عظمت تھا جو سب سے زیادہ امت کا غم خوار اور دکھ درد کا ساتھی تھا۔

جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آداب مجلس:

سید الشھد ا سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں پھر میں نے والد گرامی سے حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کا آغاز بھی ذکر الٰہی سے ہوتا تھا اور اختتام بھی ذکر الٰہی پر ہوتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے کوئی خاص جگہ مقرر نہ فرماتے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے باز رکھتے جب کسی قوم میں تشریف لے جاتے تو مجلس کے آخری حصے میں بیٹھ جاتے اور لوگوں کو بھی یہی تلقین فرماتے ۔(واضح ہوا احادیث مبارکہ کی کتب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں جائے تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسے جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔)

مجلس میں شریک ہر شخص کو اس کا حصہ مل رہتا، اہل مجلس میں کسی کو گمان تک نہیں ہوتا تھا کہ مجلس میں کوئی دوسرا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے زیادہ عزیز ہے، (ہر شخص یہی محسوس کرتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت ہے) اگر کوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ جاتا یا گفتگو شروع کر دیتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صبر فرماتے اور جب تک وہ سلسلہ کلام ختم نہ کرتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے نہ ہٹتے ،کوئی بھی سائل آتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی حاجت پوری فرماتے اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کریمانہ گفتگو سے بھی وافر حصہ لے کر جاتا ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دامن اخلاق و مروت سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی سب اولاد کے لیے گسترده تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سب کے لیے ایک شفیق باپ تھے، سب کے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنے حق کے حصول میں برابر تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس حلم و حیا اور صبر و امانت کی مجلس ہوتی جس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں تھیں اس میں عورتوں کے تذکرے نہ ہوتے اور نہ ہی کوئی

ایسی بات ہوتی جسے مجلس سے باہر بیان نہ کیا جا سکے۔ سب اہل مجلس ایک دوسرے کے لیے انصاف کے خواہاں تقویٰ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اور عجز وانکسار کے پیکر تھے۔ بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت حاجتمندوں پر رحمت اور مسافروں کی خدمت ان کا شعار تھا۔

سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا کہ اپنے پاس بیٹھنے والوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ کیسے ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خندہ جبین نرم خو اور واسع الکرم رہتے ہر کوئی بلا تکلیف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سخت مزاج اور درشت نہ تھے، بازاروں میں شور وغل بدگوئی غیبت اور (حد سے زیادہ) مزاح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شیوہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مقصد بات سے اعتراض فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امید لے کر آنے والا کبھی نا اُمید نہ لوٹتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود کو تین چیزوں سے دور رکھتے۔

1- دکھلاوا 2- تکبر 3- اور بے مقصد بات میں پڑنا۔

اور تین چیزوں کو لوگوں سے دور رکھتے کسی کی مذمت نہ کرتے کسی کو شرم نہ دلاتے اور کسی کے خفیہ معاملے میں نہ پڑتے۔ وہی بات زبان اقدس پر لاتے جس میں ثواب ہوتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بات شروع فرماتے تو اہل مجلس کی گردنیں (ادب کے باعث) جھک جاتیں جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے تب کوئی بولتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی بات پر وہ تنازع نہ کرتے۔ اہل مجلس میں کوئی بھی آغاز گفتگو کرتا تو سب خاموشی سے سنتے تا آنکہ وہ بات سے فارغ ہو جاتا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سب کی بات وہی ہوتی جو سب سے پہلے شخص کی تھی جس بات پر اہل مجلس ہنستے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کا ساتھ دیتے (مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا صرف مسکرانا تھا آپ کھلکھلا کر نہیں ہنستے تھے صرف مسکراتے تھے)۔ اور ان کے تعجب کرنے پر آپ متعجب ہوتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی انجان شخص کی روکھی اور کھردری باتیں صبر سے سنتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام مسافروں کی خدمت کے لیے ان کے متلاشی رہتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو ارشاد فرماتے کہ جب تم کسی حاجتمند کو دیکھو تو اس کی مدد کرو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منہ پر اپنی تعریف کو پسند نہ فرماتے اِلّا یہ کہ جب ہجو کا جواب دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کسی بات کرنے والے کی بات کو نہ کاٹتے تا آنکہ وہ ضرورت سے آگے نکل جاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے روک دیتے یا کھڑے ہو جاتے۔

سیدنا حضرت امام حسین علیہ اسلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کیسی تھی تو انہوں نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی چار باتوں کے لیے ہوتی تھی۔

1- بردباری　　2- احتراز

3- تدبیر　　4- تفکر۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تدبیر تو سب لوگوں کو ایک نظر سے دیکھنے اور ان کی باتیں سننے کے لیے تھی اور تفکر اس چیز کا ہوتا کہ کیا چیز باقی ہے اور کیا فانی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں صبر کی آمیزش تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی چیز غضبناک اور پریشان نہ کر پاتی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احتراز میں چار باتیں تھیں۔

1- اچھی بات کو لے لینا تاکہ اسے اپنایا جائے۔

2- بری بات سے پرہیز تاکہ لوگ بھی اس سے بچیں۔

3- اپنی امت کی اصلاح کے لیے اپنی رائے سے اجتہاد کرنا۔

4- ایسے کاموں کا اجراء جوامت کیلئے دین ودنیا میں فلاح کا باعث ہوں۔

(دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 372، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 230، کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 63، الاحادوالمثانی للشیبانی جلد نمبر 2 ص438، شمائل ترمذی ص2، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 2 ص 155، الکامل لابن عدی جلد نمبر 2 ص167)

میانہ قد تھے مگر لوگوں سے اونچے نظر آتے:

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حد سے زیادہ لمبے اور دبلے وجود کے نہ تھے اور نہ ہی ایسے کوتاہ قد تھے کہ نظر میں نہ جچیں (میانہ قد وقامت تھی) بلکہ قد مبارک کی کیفیت یہ تھی کہ اکیلے چلتے تو قد مبارک درمیانہ نظر آتا مگر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی چل رہا ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے اونچے ہی دکھائی دیتے خواہ وہ کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہوتا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ دو آدمی

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک ان سے اونچا ہے مگر جب وہ آپ سے جدا ہوئے تو وہ دراز قامت نظر آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد ٹھہرے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بھلائی مکمل طور پر میانہ قامت میں ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 83، دلائل النبوت ابونعیم صفحہ 378، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 239، الوفا ابن جوزی صفحہ 403، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 116، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 686، الشفاء صفحہ 63، مدارج النبوت جلد نمبر 1 صفحہ 31)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ پسند نہیں تھا کہ کسی کا سر میرے محبوب سے اونچا ہو:

ابھی اوپر ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی روایت ہم پڑھ آئے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ خوبصورت تھا، مگر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہت زیادہ لمبے قد والے بیٹھتے یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلتے تو سب سے اونچا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک ہی نظر آتا مگر جب آپ تنہا ہوتے تو قد مبارک درمیانہ ہی ہوتا تو اس سے واضح ہوگیا کہ حقیقت میں قد مبارک تو درمیانہ ہی تھا اور خوبصورت وحسین بھی درمیانہ قد ہی ہوتا ہے نہ بہت زیادہ لمبا خوبصورت ہوتا ہے اور نہ ہی پستہ قد مگر یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ بڑے سے بڑے دراز قد آدمی بھی جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان سے اونچے ہی نظر آتے کیونکہ رب کائنات رب العلمین کو یہ منظور نہیں تھا کہ اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کسی کا سر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اونچا ہو۔

اکھاں وچ قدرتی سرمے دی دھاری:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حُمُوْشَۃٌ وَّکَانَ لَا یَضْحَکُ اِلَّا تَبَسُّمًاوَّ کُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْہِ قُلْتُ اَکْحَلُ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَکْحَلَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیوں مبارک میں کچھ باریکی تھی اور وہ نہ ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے اور میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو کہتا تھا

کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں، حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ نہیں لگایا ہوا ہوتا تھا (سرمہ لگائے بغیر بھی قدرتی طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارکہ سرمگین ہوتی تھیں۔) مولانا غلام رسول نے کیا خوب فرمایا۔

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری
دلاں نوں کٹدی جیوں کٹاری
زلیخا جے اک وار ویکھ لیندی
نہ پچھے یوسف شامی دے پیندی

(ترمذی شریف جلد نمبر 2 صفحہ 205، مشکوٰۃ شریف صفحہ 518، مستدرک جلد نمبر 3 صفحہ 207، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 23 مسند امام احمد جلد 4 صفحہ 656، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 صفحہ 468، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص 446، الوفا ابن جوزی صفحہ 389، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 171، الشفاء قاضی عیاض صفحہ 389)۔

اجنبی عورت نے کہا چودھویں کے چاند جیسے چہرے والے کی میں ضامن ہوں:

وَقَالَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنَا يُقَالُ لَهٗ طَارِقٌ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ رَاَىٰ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ شَيْءٌ تَبِيْعُوْنَهٗ قُلْنَا هٰذَا الْبَعِيْرُ قَالَ بِكَمْ قُلْنَا بِكَذَا وَكَذَاوَسْقًا مِّنْ تَمَرٍ فَاَخَذَ بِخَطَامِهٖ وَسَارَاِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقُلْنَا بَعْنَا مِنْ رَّجُلٍ لَا نَدْرِيْ مَنْ هُوَ وَمَعَنَا ظَعِيْنَةٌ فَقَالَتْ اَنَاضَامِنَةٌ لِثَمَنِ الْبَعِيْرِ رَاَيْتُ وَجْهَ رَجُلٍ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَخِيْسُ بِكُمْ فَاَصْبَحْنَا فَجَآءَ رَجُلٌ بِتَمرٍ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِلَيْكُمْ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْ مِنْ هٰذَا التَّمرَ وَتَكْتَا لُوْاحَتّٰى تَسْتَوْ فُوْا فَفَعَلْنَا۔

حضرت جامع بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک طارق نامی شخص تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ تمہارے پاس بیچنے والی کوئی چیز ہے؟ ہم نے کہا ہم یہ اونٹ بیچنا چاہتے ہیں انہوں نے ہم سے کہا اس کی

قیمت کیا ہے؟ ہم نے انہیں کہا ہم اس کی قیمت میں اتنے وسق کھجوریں لیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹ کی مہار کو پکڑ لیا اور مدینہ شریف کی طرف چل گئے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے اونٹ ایک ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہے جسے ہم جانتے تک نہیں (بعد میں ہمیں فکر لاحق ہوئی کہ ہم اسے جانتے نہیں اور اس سے قیمت یا ضامن لئے بغیر اونٹ ان کے حوالے کر دیا ہے) ہمارے ساتھ ایک باپردہ خاتون تھی اس نے ہمیں کہا میں تمہارے اس اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں، میں نے دیکھا ہے کہ اس شخص کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح درخشاں تھا، وہ تمہارے ساتھ کبھی فریب نہیں کرے گا۔ صبح کے وقت ایک شخص ہمارے پاس کھجوریں لے کر آیا اس نے ہمیں کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں انہوں نے یہ کھجوریں بھیجیں ہیں اور فرمایا ہے کہ ان کھجوروں میں سے خود بھی کھالو اور اپنے اونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، صفحہ 675، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 صفحہ 288، سنن دار قطنی جلد نمبر 3 ص 44، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 4 ص 128)

ایسا حسین کسی عورت نے جنا ہی نہیں:

سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ ۔ وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِالنِّسَآءُ

اے محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ جیسا شاہ حسن و جمال میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں (دیکھتی بھی کیسے) آپ جیسا حسین تو کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّا اَمِنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَاتَشَآءُ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو ہر قسم کے عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں (یوں معلوم ہوتا ہے) گویا کہ آپ جیسے چاہتے تھے ویسے ہی آپ کی تخلیق کی گئی ہے۔ (دیوان حسان صفحہ 21)

سرکار گولڑہ حضور پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بعد از دیدار بے ساختہ کہہ اُٹھے

مکھ چند بدر شعشانی ہے
متھے چمکدی لاٹ نورانی ہے
کالی زلف تے اکھ مستانی ہے
مخمور اکھیں ہین مدھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کے جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا أَجْمَلَكَ
مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكْمَلَكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں۔

بڑھاپے کے عیب سے محفوظ:

عَنْ أَنَسٍ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ أَنَّہٗ سُئِلَ هَلْ شَابَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ مَاشَانَہُ اللّٰہُ بِالشَّیْبِ۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بڑھاپے کے اثرات ظاہر ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بڑھاپے کے عیب سے بچالیا تھا۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 267، مستدرک جلد نمبر 3 صفحہ 209، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 36، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 690، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 صفحہ 125، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 صفحہ 187، مسند امام احمد جلد نمبر 3 صفحہ 288، صحیح ابن حبان جلد نمبر 14، صفحہ 202ء طبقات کبری ابن سعد جلد نمبر 1 صفحہ 431)۔

بے مثال آنکھ مبارک دیکھنے میں روشنی کی محتاج نہیں تھی:

پیارے آقا محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیکھنے میں روشنی کے محتاج نہیں تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے رات کے گھپ اندھیرے میں بھی بالکل ویسے ہی دیکھتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَرٰی فِی الظُّلْمَةِ كَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ۔

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اندھیرے میں بھی ویسے ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں۔

حجتہ اللہ علی العلمین صفحہ 679، الوفا ابن جوزی،صفحہ 344، کنز العمال جلد نمبر 7،صفحہ 60، الشفا قاضی عیاض حصہ اول صفحہ 69، جواھر البحار جلد نمبر 2 صفحہ 13، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 صفحہ 65، مسند الحمیدی جلد نمبر 2 صفحہ 427، خصائص کبری جلد نمبر 1 صفحہ 104، زرقانی جلد نمبر 4 صفحہ 83)۔

رات کے اندھیرے میں بھی ویسے ہی دیکھتے جیسے دن کی روشنی میں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَریٰ بِاالَّیْلِ فِیْ الظُّلْمَۃِ کَمَا یَریٰ بِالنَّھَارِ مِنَ الضَّوْءِ۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں بھی ویسے ہی دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 صفحہ 65، جامع الصغیر للسیوطی جلد نمبر 1 صفحہ 304، خصائص کبری جلد نمبر 1 صفحہ 104، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 صفحہ 24، کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 60، مدارج النبوت جلد نمبر 1 صفحہ 8، حجتہ اللہ علی العلمین صفحہ 679، جواہر البحار جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 13، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 صفحہ 427)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کی رات کو شرف معراج سے نوازا رب کائنات رب العلمین نے فرمایا۔

لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا۔

یعنی ہم نے شرف معراج سے اس لیے نوازا تاکہ ہم اپنے محبوب کو اپنی نشانیاں دکھائیں چاند کی ستائیسویں رات گپ اندھیرے کی رات ہوتی ہے جس میں نشانیاں دکھانے کا فرمایا گیا ہے۔ دن کو نہیں اور نہ ہی چاند کی چودہ روشن رات کو بلکہ ستائیسویں رات کو جس سے دنیا پر یہ واضح کرنا معلوم ہوتا ہے کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیکھنے کے لیے روشنی کے محتاج نہیں وہ جس طرح دن کو دیکھتے ہیں رات کو تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے ہیں حدیث شریف میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃً اُسْرِیْ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ ۔

معراج کی رات کثیب احمر (سرخ ٹیلہ) کے پاس میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 276، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 صفحہ 83، مسند امام احمد جلد نمبر 3 صفحہ 192، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 صفحہ 263، مسند ابویعلیٰ جلد نمبر 7 صفحہ 126، کنزالعمال جلد نمبر 11 صفحہ 178، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 548، سنن کبریٰ للنسائی جلد نمبر 1 صفحہ 419، مدارج النبوت جلد نمبر 1 صفحہ 251)۔

غور کریں ایک تو اندھیری رات دوسرے قبر کے اندر دیکھنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں یہ ہے نظر کا اعجاز حسن جس کی کوئی مثل ہی نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھا:

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَاوَمَغَارِبَھَا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا پس میں نے اس کے سب مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 398، مسند امام احمد جلد نمبر 5 صفحہ 215، مشکوٰۃ شریف صفحہ 512، الشفاء قاضی عیاض صفحہ 234، کنزالعمال جلد نمبر 11 صفحہ 165)۔

دنیا کی ہر چیز قیامت تک حضور کی نظر میں ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی ،مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ ۔

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کو میرے سامنے کر دیا لہٰذا میں دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (کنزالعمال جلد نمبر 11 صفحہ 170،

جواھر البحار جلد نمبر 3، صفحہ 38، زرقانی شرح مواھب جلد نمبر 7 صفحہ 204)۔

واضح ہو پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو تاکیدوں سے یعنی اِنّ بھی حرف تاکید ہے اور قَدْ بھی حرف تاکید ہے قیامت تک دنیا کی ہر چیز کو دیکھنے کا ذکر فرمایا اور دیکھنے کے لیے بھی صیغہ مضارع (اَنْظُرُ) ارشاد فرمایا مضارع میں استمرار و دوام پایا جاتا ہے۔ جو واضح کرتا ہے کہ یہ نہیں کہ صرف ایک دفعہ دیکھ لیا ہے اگر ایسا ہوتا تو مضارع کی بجائے ماضی کے صیغہ سے دیکھنے کا ذکر کیا جاتا کہ میں نے دیکھ لیا مضارع تو یہ ظاہر کررہا ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے ہر گوشے مشرق و مغرب و شمال و جنوب کی ہر ایک چیز کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور قیامت تک دنیا کی ہر چیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ پوشیدہ نہیں اور ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی، اور یہ بھی واضح ہو کہ تاکید وہاں کی جاتی ہے جہاں اس چیز کے انکار کرنے والے یا شک کرنے والے ہوں اس کا مطلب ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ میری اس شان کے کئی انکار کرنے والے ہوں گے کلمہ بھی پڑھیں گے اپنے آپ کو مومن بھی کہلائیں گے مگر میری شان اقدس سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے شان کے منکر بھی ہوں گے اس لیے اپنے کلام میں اپنی شان اقدس کو دو حرف تاکید سے موکد فرما دیا۔

حضرت سعد کی قبر میں جو ہوا وہ ملاحظہ فرمایا:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِلٰی سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ حِیْنَ تُوُفِّیْ فَلَمَّا صَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَوُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَسَبَّحْنَا طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ فَکَبَّرْنَا فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہَ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُہٗ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ عَنْہُ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف گئے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کی نماز جنازہ پڑھ لی اور وہ قبر میں رکھ دیئے گئے اور ان پر مٹی برابر کردی گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (بلند آواز سے تسبیح پڑھی ہم نے بھی بہت دراز تسبیح پڑھی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (بلند آواز سے)

اللہ اکبر کہا ہم نے بھی اللہ اکبر کہا عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے پہلے تسبیح اور پھر تکبیر کہی اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی، حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے کشادہ فرمایا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ 26، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 4 صفحہ 26، مسند امام احمد جلد نمبر 3 صفحہ 472، سیرۃ نبویہ لابن ھشام حصہ دوئم، صفحہ 156، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 صفحہ 453، مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ 257)

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک اوپر سے قبر کے اندر کا حال دیکھ لیتی ہے۔

دوسری روایت:

ایک روایت میں ہے کہ قبر تیار ہوئی تو چار حضرات نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لحد میں اتارا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں موجود تھے، جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو یکا یک رخ انور کا رنگ تبدیل ہوگیا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بلند آواز سے تین دفعہ سبحان اللہ اور تین دفعہ اللہ اکبر کہا صحابہ کرام نے بھی تین دفعہ زوردار نعرہ تکبیر بلند کیا اتنے زور سے نعرہ لگایا کہ جنت البقیع کا گوشہ گوشہ گونج اُٹھا، رُخ انور کے تغیر کے متعلق استفسار کیا گیا تو ارشاد فرمایا قبر نے اس کو بھینچا تھا اگر اس سے کوئی بچ سکتا تو سعد بچ گئے ہوتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحم فرمایا اور تنگی دور فرمادی۔

قبر کی تنگی عذاب کے لیے نہ تھی:

سیدنا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قبر کی یہ تنگی عذاب کے لئے نہیں تھی بلکہ یہ تو قبر کا نیک صالح شخص کے ساتھ پیار کا ملنا تھا قبر صالح مومن کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچے کو پیار سے گلے لگا کر دباتی ہے مگر اس سے بھی مومن شخص کو ایسے گھبراہٹ ہوتی ہے جیسے ماں کے دبانے پر بچے کو ہوتی ہے اور وہ وقت محسوس کرتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ:

سیدنا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند پایہ صحابی تھے آپ کی شان ومرتبہ آپ کے وصال کے وقت کے حالات سے واضح ہوجاتی ہے وہ یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

غزوہ خندق، میں کفار عرب کی طرف سے حبان بن قیس بن العرقہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاک کر تیر مارا جوان کے بازو کی شہ رگ میں آ کر پیوست ہو گیا اس سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہ رگ کٹ گئی۔ حبان نے جب دیکھا کہ اس کا تیر نشانے پر لگا ہے تو اسی نے زور سے نعرہ لگایا اور کہا۔

خُذْهَا وَاَنَا اِبْنُ الْعَرِقَةْ۔

اس تیر کو حاصل کرو میں عرقہ کا بیٹا ہوں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اس دشمن خدا کو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا کہ۔

عَرَّقَ اللّٰهُ وَجْهَكَ فِي النَّارِ ۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے چہرے کو آگ میں جھلسائے، اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد نے خود یہ جواب دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زخم کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ یہ زخم مہلک ہے آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ اَبْقَيْتَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئًا فَاَبْقِنِيْ لَهَا فَاِنَّهٗ لَا قَوْمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اُجَاهِدَهُمْ مِنْ قَوْمٍ اٰذَوْا رَسُوْلَكَ وَكَذَّبُوْهُ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَاجْعَلْهُ لِيْ شَهَادَةً وَلَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى عَيْنِيْ مِنْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ۔

اے اللہ! اگر (مسلمانوں کی) قریش کے ساتھ جنگ کرنے کو تو نے ابھی باقی رکھا ہے تو پھر مجھے اس جنگ کے لیے زندہ رکھ کیونکہ مجھے اس قوم کے ساتھ جنگ کرنا بہت محبوب ہے کیونکہ انہوں نے تیرے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ ایذا پہنچائی ہے۔ انہیں جھٹلایا اور جلاوطن کیا۔ اے اللہ! اگر ان کے اور ہمارے درمیان یہ آخری جنگ ہے تو اس زخم کے ذریعے مجھے شہادت سے سرفراز فرمادے۔ اور مجھے اس وقت تک موت کی نیند نہ سلا جب تک بنو قریظہ کے حشر سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 صفحہ 591، مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 103، سیرت النبویہ لابن ھشام حصہ دوئم صفحہ 142، تاریخ طبری جلد نمبر 2 صفحہ 575، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 867، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 صفحہ 429، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 صفحہ 380، تفسیر قرطبی جلد نمبر 7 صفحہ 395، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 4 صفحہ 26، معارج النبوت جلد نمبر 3 صفحہ 243)۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کو مجیب الدعوات نے قبول فرمایا خون اسی وقت رک گیا مگر جب بنو قریظہ نے اپنے کیئے کا انجام پالیا تو رگ سے خون پھر جاری ہو گیا جس مقصد کے لیے انہوں نے زندگی کی بارگاہ الٰہی سے دعا کی تھی وہ مقصد پورا ہو چکا تھا کہ یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ کو ان کی شرارت، بدعہدی اور غداری کی پوری پوری سزا مل چکی تھی یعنی ان کی عورتیں بچے قید ہو چکے تھے جوانوں کو تہ تیغ کر دیا گیا اور ان کے گھر مال واموال وباغات سب کچھ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا۔

حضرت سعد کی وفات پر عرش کانپ اٹھا:

اب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حیات فانی کا جامہ اتار کر حیات جاودانی کی خلعت فاخرہ زیب تن کرنے کی گھڑی آ پہنچی اور اس جہان فانی سے رخصتی کا وقت آ گیا انہوں نے جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔ رات کے وقت جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام پھولدار ریشمی عمامہ باندھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ۔

فَاَتٰی جِبْرَئِیْلُ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مِنَ الَّیْلِ مُعْجَرًا بِعَمَامَۃٍ مِنِ اسْتَبْرَقٍ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ مَنْ ھٰذَا لْعَبْدُ الصَّالِحُ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَاھْتَزَّلَہُ الْعَرْشُ۔

پس جبرائیل علیہ السلام سر پر ریشمی عمامہ باندھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کون عبد صالح فوت ہوا ہے جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الٰہی اس کے لیے حرکت میں آ گیا، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ عبد صالح حضرت سعد تھے اور ایک روایت میں ہے۔

اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ فَرَحًا بِرُوْحِہٖ۔

کہ ان کی روح کی آمد کے باعث عرش الٰہی فرط مسرت سے حرکت میں آ گیا۔

(دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 4 صفحہ 25، حجتہ اللہ علی العلمین صفحہ 868، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 صفحہ 453، سیرت نبویہ لابن ھشام صفحہ 156، الاستیعاب جلد نمبر 2 صفحہ 604، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 صفحہ 127، عیون لاثر جلد نمبر 2 صفحہ

نمبر 112، معارج النبوت جلد نمبر 3 صفحہ 255، مدارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ 256، ضیاء النبی جلد نمبر 4 صفحہ 75)۔

حضرت سعد کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شامل ہوئے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ ھٰذَا الَّذِیْ تَحَرَّكَ لَہُ الْعَرْشُ یعنی سعد بن معاذ وَشَیَّعَ جَنَازَتَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی وجہ سے عرش الٰہ لرز اُٹھا اور ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، صفحہ 868، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 4، صفحہ 25 النسائی شریف جلد نمبر 1 صفحہ 289، الاوسط للطبرانی جلد نمبر 2 صفحہ 19، الکبیر للطبرانی جلد نمبر 6 صفحہ 10، مدراج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ 257، معارج النبوت جلد نمبر 3 صفحہ 255)۔

جنازہ فرشتوں نے اُٹھایا ہوا تھا:

عَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ الْقَوْمُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَمَلْنَا مَیِّتًا اَخَفَّ عَلَیْنَا مِنْ سَعْد فَقَالَ مَایَمْنَعُکُمْ۔ اَنْ یَّخِفَّ عَلَیْکُمْ وَقَدْ ھَبَطَ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ کَذَاوَکَذَالَمْ یَحْبِطُوْ قَطُّ قَبْلَ یَوْمِھِمْ قَدْ حَمَلُوْہُ مَعَکُمْ۔

محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ سے ہلکا جنازہ آج تک نہیں اُٹھایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ بالکل ہلکا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنازہ ہلکا کیوں نہ ہوتا آج آسمان سے اتنے کثیر تعداد میں فرشتے اترے تھے کہ اس سے پہلے اتنے زیادہ فرشتے کبھی نازل نہ ہوئے تھے۔ انھوں نے تمہارے ساتھ جنازہ کو اُٹھا رکھا تھا۔

اور حضرت اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی ابھی ایک فرشتہ آیا اس کے لئے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی میں

نے اس کے لیے جگہ بنادی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل القامت اور جسیم انسان تھے جب ان کے جنازہ کو اُٹھایا گیا تو ایک منافق نے کہا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ سے ہلکا جنازہ ہم نے آج تک نہیں اُٹھایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج آسمان سے ستر ہزار ایسے فرشتے اترے ہیں جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 868، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 صفحہ 453، سیرت نبویہ ابن ھشام، حصہ دوئم صفحہ 156، سیرت النبویہ ابن کثیر جلد نمبر 3 صفحہ 246، معارج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ 257، معارج النبوت جلد نمبر 3 صفحہ 255)۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مٹی کستوری بن گئی:

محمد بن حبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے ایک مُٹھی مٹی اُٹھائی جب اسے گھر لے جا کر دیکھا تو وہ کستوری بن چکی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ! اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور کھل اُٹھا پھر فرمایا الحمد اللہ اگر کوئی شخص قبر کے دبانے سے بچ سکتا تو حضرت سعد یقیناً بچ جاتے ان کی قبر نے انہیں دبایا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی قبر کو کشادہ کر دیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ 868، مدراج النبوت جلد نمبر 2 صفحہ 258)۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا؟

سبحان اللہ ہم نے ابھی اوپر سیدنا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پڑھا رب کائنات رب العلمین نے اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کو کس قدر شان سے نواز جن کے غلاموں کی یہ شان ہے اس آقا کی شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کسی نے کیا خوب کہا۔

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دئے جانے کے وقت خود بھی پاس تشریف فرما تھے۔ اور جب ان کا جنازہ اُٹھایا گیا تو ان کے جنازے کے اُٹھانے والوں میں نبیوں، رسولوں کے سردار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود بھی تھے ان کی نماز جنازہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھائی اور جب انہیں لحد میں اتارا گیا تو پھر بھی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پاس موجود تھے جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا پھر ان کے قبر پر کھڑے ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ (امتاع الاسماع جلد نمبر 1 صفحہ 197)

حضرت سعد کے حضور سے آخری کلمات اور حضور کی ان کے حق میں دعا:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزع کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے سرہانے موجود تھے ان کے سر کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے زانو مبارک پر رکھے ہوئے تھے اور بارگاہ الٰہی میں ان کے لیے دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ! سعد نے تیرے راستہ میں زحمت برداشت کی، تیرے رسول کی تصدیق کی اسلام کے جو حقوق اس کے ذمہ تھے وہ اس نے ادا کیے۔ جس طرح تو اپنے پیاروں کی روح کو قبض کرتا ہے، سعد کی روح کو بھی اسی طرح پیار و محبت کے بہترین طریقہ سے قبض فرما، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی تو آنکھیں کھولیں اور عرض کی السلام علیک یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کی تبلیغ کا حق کما حقہ ادا فرمایا ہے اپنے سر کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زانو مبارک سے اُٹھا لیا، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تھوڑی ہی دیر بعد حضرت سعد کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت نے اپنے پاس بلا لیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے صحابہ میں سے کون فوت ہوا ہے جس کی خاطر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الٰہی کانپ اُٹھا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ابھی ابھی سعد کو سکرات کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلدی سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ ہوئے دوش مبارک سے چادر مبارک کھسک رہی تھی اس کی بھی پروا نہ فرمائی۔ (معارج النبوت جلد نمبر 3 صفحہ 255)

نظر مبارک سے نہ فرشتے چھپ سکے اور نہ ہی قبر کی گہرائی:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ان روایات سے واضح ہوا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک نے فرشتوں کو بھی ملاحظہ فرمایا حالانکہ بظاہر صحابہ کرام کو نظر نہیں آرہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے اندر بھی ملاحظہ فرمایا کہ قبر تنگ ہو رہی ہے اور اب کشادہ ہو گئی ہے۔

نظر مبارک نے ہر شے کو دیکھا جنت کو بھی دوزخ کو بھی:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَأَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا کُلَّ شَیْئٍ وُعِدْتُمْ حَتّٰی لَقَدْ رَأَیْتُنِیْ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّۃِ حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَأَیْتُ فِیْھَا عَمْرُوْ بْنَ لُحَیٍّ وَھُوَ الَّذِیْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (نماز کسوف کے بعد) فرمایا میں نے اپنے اس مقام میں (نماز کسوف پڑھتے ہوئے قیام کی حالت میں) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہر وہ چیز دیکھ لی یہاں تک کہ میں نے ضرور ضرور دیکھا میں نے ارادہ کیا کہ میں جنت کے خوشہ کو توڑوں یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے جہنم کو بھی دیکھا یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور بالیقین میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض حصہ بعض کو پاش پاش کر رہا ہے۔ میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے ان اونٹوں کے کھانے کو حرام قرار دیا تھا جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 162، مسلم شریف جلد نمبر 1 صفحہ 316، سنن کبریٰ جلد نمبر 3 صفحہ 797، سنن النسائی جلد نمبر 1 صفحہ 215)

خطہ عرب میں بت پرستی کی ابتدا کرنے والا عمرو بن لحی خزاعی تھا:

سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد اہل عرب لوگ اپنی ذہانت، فراست، شجاعت، سخاوت، ایفائے عہد، غیرت اور فصاحت وبلاغت میں اپنی مثال آپ تھے اس میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا مگر افسوس کہ ان گوناگوں خوبیوں اور کمالات سے متصف یہ قوم اپنے خالق ومالک سے ہٹ کر بت پرستی میں لگ گئی اپنے دادا سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دین اوران کی تعلیم کو بھلا بیٹھے اوپر ابھی ہم حدیث شریف میں پڑھ آئے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن لحی کو جہنم میں دیکھا یہ وہ بدبخت تھا جس نے اہل عرب کو حق راہ سے ہٹا کر بت پرستی پر لگا دیا ورنہ اس سے پہلے عدنانی اور قحطانی قبائل خلیل اللہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت مطہرہ کے پابند تھے اور اسی کے مطابق عبادات سرانجام دیا کرتے تھے، توحید باری کے متعلق بھی ان کا عقیدہ بڑا ہی صاف وشفاف تھا ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں وہ قادر مطلق ہے۔

کائنات کی تخلیق اس کی نشوونما اور اس کی بقاء کے لیے اسے کسی کی امداد کی ضرورت نہیں، حیاۃ، قدرت، ارادہ، علم سمع، وبصر، اور کلام وغیرہ تمام صفات وکمال سے وہ بذات خود متصف ہے تمام خامیوں، کمزوریوں اور عیوب سے مبرہ ومنزہ ہے روز محشر پر بھی ان کا یقین کامل تھا ان کا عقیدہ تھا کہ موت کا ذائقہ چکھنے اور برزخی زندگی گزارنے کے بعد بروز محشر سب ہی اس کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوں گے اور وہ رحیم وکریم مالک اپنے عدل اور فضل واحسان کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک، غریبوں مسکینوں کی امداد اور مہمانوں کی عزت وتکریم ان کا شیوہ تھا۔

مگر جب عہد نبوت سے ان کا زمانہ دور ہو گیا تو اس دوری کے باعث نور ایمان کی روشنی ماند ہونے لگی تو وہ اعلیٰ وافضل وذہین قوم جو ایک لفظ سن کر مخفی اسرار اور پنہاں نکات کا کامیابی سے کھوج لگا لیتی تھی وہ ان تمام ترخوبیوں کے باوجود قعر ذلت میں گر گئی ان کی یہ سب خوبیاں اور سب کمالات ذلیل وخسیس مقاصد کے لیے وقف ہو کر رہ گئے حق سے ان کے قدم ایسے پھسلے کہ ان کی کوئی بھی خوبی انہیں قعر ذلت میں گرنے سے نہ بچا سکی۔ جہالت اور نفس پرستی نے ان میں اپنے پنجے گاڑ دیئے وہ احکام الٰہی کی بجائے نفسانی خواہشات کے بندے بن گئے، ان میں غلط افکار جڑ پکڑنے لگے، اور حق کی بجائے باطل عقائد کو پذیرائی حاصل ہونے لگی اس سب خرابی کا باعث یہی شخص عمرو بن لحی خزاعی تھا۔

عمرو بن الحی الخزاعی کے متعلق سیرت نگاروں کی رائے:

علامہ ابن خلدون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

عَمْرُ وَبْنُ لُحَيٍّ هُوَا اَوَّلُ مَنْ غَيَّرَ دِيْنَ اِسْمٰعِيْلَ وَعَبَدَ الْاَوْثَانَ وَاَمَرَ الْعَرَابَ بِعِبَادَ تِهَا وَفِيْهِ قَالَ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم رَاَيْتَ عُمْرُ بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِيْ النَّارِ۔

عمرو بن لحی وہ پہلا شخص ہے جس نے سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا اور بتوں کی پرستش شروع کی اور اہل عرب کو ان کی عبادات کا حکم کیا اسی کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن الحی کو دیکھا وہ جہنم کی آگ میں اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا تھا۔

(ابن خلدون جلد نمبر 2 صفحہ 651)۔

ابوالفرج نورالدین علی بن ابراھیم سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں:

صَارَعَمْرٌو لِلْعَرَبِ رَبًّا لَا يَبْتَدِعُ لَهُمْ بِدْعَةً اِلَّا تَخَذُوْهَا شِرْعَةً لِاَنَّهُ كَانَ يُطْعِمُ النَّاسَ وَيَكْسُوْهُمْ فِي الْمَوْسِمِ وَرُبَّمَا نَحَرَلَهُمْ فِي الْمَوْسَمْ عَشَرَةَ الْاٰفِ بُدْنَةً وَكَسَاعَشَرَةَ الْاٰفِ حُلَّةٍ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ غَيَّرَدِيْنَ اِبْرَاهِيْمَ ۔

عمرو اہل عرب کے لے رب بن گیا دین میں جس نئی بات کا وہ آغاز کرتا تھا لوگ اسے دین سمجھ لیتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حج کے موسم میں لوگوں کو کھانا کھلایا کرتا تھا اور نہیں لباس پہنایا کرتا تھا اور بسا اوقات وہ حج کے موسم میں دس ہزار اونٹ ذبح کرتا اور دس ہزار ناداروں کو لباس پہنایا کرتا یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بدلا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 17)

سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ 18، میں یہ بھی ہے کہ عمرو بن لحی خزاعی پہلا شخص تھا جس نے کعبہ معظّمہ کے اردگرد بتوں کو نصب کیا اور ہبل بت کو کعبہ معظّمہ کے اندر نصب کیا اور حاجی صاحبان جو تلبیہ پڑھتے ہیں اس میں شرک کے الفاظ داخل کیے حالانکہ اس سے پہلے اہل عرب وہی تلبیہ پڑھتے تھے جو تلبیہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پڑھتے تھے۔ یعنی ۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۔

یہ تین سو چالیس سال تک زندہ رہا اس بدبخت نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے ایک ہزار جنگجو لڑکوں کو دیکھا پانچ سو سال تک یہ خاندان حکمران رہا۔ بعد میں قصی بن کلاب نے 440ء میں بنی خزاعہ قبیلے کو شکست دے کر انہیں مکہ مکرمہ سے نکال دیا اور خود قابض ہو گئے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 18)۔

عمرو بن لحی خزاعی خود بت پرست کیسے بن گیا:

عمرو بن لحی جب جوان ہو گیا تو اس نے بنو اسماعیل کے ساتھ مل کر بنی جرہم کو شکست سے دوچار کر کے مکہ مکرمہ سے نکال دیا اور خود کعبہ معظّمہ کا وارث بن بیٹھا مگر اسے ایک سخت قسم کا مرض لاحق ہو گیا اسے کسی شخص سے معلوم ہوا کہ بلقاء کے مقام پر گرم پانی کا ایک چشمہ ہے اس کے پانی سے اگر تو غسل کرے تو شفایاب ہو جائے گا۔ یہ بلقاء چلا گیا وہاں جا کر اس نے اس چشمہ کے پانی سے غسل کیا اور صحت یاب ہو گیا۔

مگر اس نے وہاں لوگوں کو بت پرستی کرتے دیکھا تو اس نے ان سے پوچھا کہ تم یہ کیا کررہے ہو تو انہوں نے کہا ہم ان بتوں کے ذریعے بارش طلب کرتے ہیں اور ان ہی کے ذریعے سے دشمن پر فتح حاصل کرتے ہیں اس نے ان سے کہا ان بتوں میں سے چند ایک بت مجھے بھی دے دو تا کہ میں بھی فریاد کروں انہوں نے اسے چند بت دیے یہ انہیں لے کر مکہ مکرمہ آ گیا اور کعبہ معظمہ کے گرد انہیں نصب کر دیا اور لوگوں کو ان کی پرستش پر لگا دیا اس دن سے عرب میں بت پرستی شروع ہوگئی۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 صفحہ 19)۔

جنت ودوزخ کو دیکھنے کی دوسری روایت:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم يَآاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِمَوْتِ بَشَرٍ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا حَتّٰى تَنْجَلِيَ مَامِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهٗ اِلَّا قَدْرَاَيْتُهٗ فِيْ صَلٰوتِيْ هٰذِه، لَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا حَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ فَاِنْ قُطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَاِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِيْ رَبَطَتْهَافَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِيْءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ تَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِ هَا لِتَنْظُرُوْ اِلَيْهِ ثُمَّ بَدَءَ اِلَيَّ اَنْ لَّا اَفْعَلَ فَمَا عَنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهٗ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ صَلٰوتِيْ هٰذِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (نماز کسوف پڑھنے کے بعد) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! سورج اور چاند اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں لوگوں میں سے کسی بھی شخص کی موت سے گہن نہیں لگتا۔ راوی۔ ابوبکر نے کہا کسی بشر کی موت کی وجہ سے نہیں جب تم ان میں سے کسی چیز کو دیکھو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک وہ روشن نہ ہو جائے اور جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اسے اس نماز کے دوران دیکھ لیا ہے۔

میرے سامنے جہنم لایا گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے اس خوف سے پیچھے ہٹتا دیکھا کہ اس کی لپٹ مجھ تک نہ آجائے یہاں تک کہ میں نے جہنم میں صاحب عصا کو دیکھا جو جہنم میں اپنی ہڈیوں کو کھینچ رہا تھا وہ شخص اپنی اس لاٹھی کے ذریعے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا اگر حاجی کو پتہ چل جاتا تو کہتا یہ کپڑا میری لاٹھی میں اٹک گیا تھا۔ اگر پتہ نہ چلتا تو کپڑے لے جاتا۔ اور یہاں تک کہ میں نے جہنم میں بلّی والی عورت کو دیکھا جس نے بلّی کو باندھے رکھا تھا نہ اسے خود کچھ کھلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا تا کہ وہ حشرات الارض میں سے کچھ کھالیتی یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی پھر میرے پاس جنت لائی گئی یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے (نماز میں) آگے بڑھتے دیکھا میں نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے ہاتھ بڑھایا تا کہ جنت کے خوشوں میں سے کچھ لے لوں تا کہ تم انہیں دیکھ لو پھر مجھے خیال آیا کہ میں ایسا نہ کروں بہر حال جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا گیا ہے اسے میں نے اپنی اس نماز میں دیکھ لیا ہے۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 صفحہ 317، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 3 صفحہ 775، نسائی شریف جلد نمبر 1 صفحہ 218، کنزالعمال جلد نمبر 8 صفحہ 200)۔

خاوندوں کی ناشکری کی وجہ سے عورتوں کو جہنم میں دیکھا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرِ ایَتَانِ مِنْ ایَاتِ اللّٰہِ لَایَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیٰوتِہٖ فَاِذَا رَأَیْتُمْ ذٰلِکَ فَاذْکُرُوْا اللّٰہَ قَالُوْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْنَاکَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِکَ ھٰذَا ثُمَّ رَأَیْنَاکَ فَقَالَ اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْھَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُہٗ لَا کَلْتُمْ مِنْہُ مَابَقِیَتِ الدُّنْیَا وَرَأَیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ مَنْظَرًا اَفْظَعَ وَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ قَالُوْ بِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُفْرِھِنَّ قِیْلَ اَیَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَیَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْاَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (نماز کسوف پڑھانے کے بعد) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گہن نہ لگتا جب تم گہن دیکھو تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم نے (نماز کی حالت میں) آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو لے رہے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ لیتے لیتے رک گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا میں اس میں سے ایک خوشہ توڑنے لگا۔ اگر میں اس خوشہ کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اُس کو کھاتے رہتے۔ اور میں نے جہنم کو دیکھا اور میں نے آج جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے جہنم میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ کس وجہ سے (جہنم میں عورتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ کیا ہے) تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور ان کی نیکی کا انکار کرتی ہیں اگر تم ساری عمر ان سے نیکی کرتے رہو اور پھر تم سے یہ کوئی ذراسی (ناگوار) چیز دیکھ لیں تو کہیں گی میں نے تیرے پاس کبھی اچھائی نہیں دیکھی۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 صفحہ 144، مسلم شریف جلد نمبر 1 صفحہ 318، النسائی شریف جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 221، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 3، ص 767، مشکوٰۃ شریف ص129)

سبق:

ان احادیث مبارک سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کہ مدینہ شریف میں ہوتے ہوئے نظر مبارک جنت کو ملاحظہ فرمارہی ہے جو سدرۃ المنتھیٰ کے پاس ہے اور دست اقدس کی یہ شان ہے کہ چاہیں تو ساتوں آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتھیٰ کے پاس جنت سے خوشہ کو حاصل کرلیں اس میں دست اقدس کو کوئی آسمان بھی درمیان میں آڑ نہیں ہوسکتا ایسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کون ہوسکتا ہے۔ اور علم کی شان یہ واضح ہورہی ہے کہ جہنم میں جلنے والوں کے گناہوں کا بھی علم ہے کہ کون کس گناہ جرم میں جہنم میں عذاب میں مبتلا ہے کوئی بِلّی کے گناہ میں ہے تو کوئی چوری وبت پرستی کے گناہ میں الغرض سب کے حالات سے محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باخبر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا ذکر آگے آئے گا۔

حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللّٰہَ تعالیٰ عنھہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

خَرَجَ یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَهِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ، وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَااَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر تشریف لے گئے اور اہل احد کی نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر تشریف لے آئے اور فرمایا یقیناً میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا اور میں تمہاری گواہی دوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم ! بے شک یقیناً میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور بے شک روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں بھی مجھے دے دی گئی ہیں یا روئے زمین کی چابیاں فرمایا (راوی کو شک ہے) اور خدا کی قسم ! بے شک مجھے تمہارے متعلق بالکل یہ خدشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگ جاؤ گے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 صفحہ 585، مسلم شریف جلد نمبر 2 صفحہ 258، مشکوٰۃ شریف ص 547)

مکہ مکرمہ میں بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی ہر چیز نظر مبارک میں کفار مکہ کو سب کچھ بتا دیا:

ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب معراج شریف سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اس کا ذکر اپنی چچازاد بہن سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے کیا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ ذکر جو آپ نے مجھ سے کیا ہے خدارا کسی اور سے نہ کریں کیونکہ رات ہی رات میں بیت المقدس میں جانا اور پھر اسی رات ہی واپس بھی آجانا کسی کا بھی ذہن اسے قبول نہیں کرے گا لہٰذا وہ لوگ آپ کی تکذیب کریں گے۔ مذاق واستہزاء کریں گے اور اذیت پہنچانے کے درپے ہوں گے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ضرور سب کو بتاؤں گا کسی سے نہیں چھپاؤں گا، کیونکہ اس واقعہ سے انہیں قادر مطلق کی بیکراں قدرتوں کا علم ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف تشریف لے گئے وہاں تشریف فرماتھے کہ ابوجہل نے ازراہ استہزاء کہا صاحب آج بھی کوئی نئی خبر ہے؟ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! آج بھی ہے

اور وہ یہ ہے کہ میں آج رات کو یہاں سے بیت المقدس لے جایا گیا ہوں اور وہاں سے آسمانوں پر لے جایا گیا ہوں آج میں نے وہ سفر کیا ہے جو آج تک کسی نے بھی نہیں کیا، اور ایسی خبر لایا ہوں جو آج تک کوئی بھی نہیں لایا ابو جہل لعین نے کہا کیا عجیب کہا آپ نے ؟ کیا راتوں رات یہ سب کچھ ہو گیا آپ تو شروع رات میں بھی یہاں مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور اب صبح کو بھی یہاں؟ کیا یہ بات آپ سب لوگوں کے سامنے بیان کریں گے جو آپ نے میرے سامنے بیان کی ہے؟ ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں بلا جھجک سب کے سامنے بیان کروں گا۔ ابو جہل نے چیخ کر آواز دی اے بنی کعب! اے بنی لوئی! سب لوگ دوڑے آئے کہ ارے کیا ہو گیا؟ ابو جہل نے کہا اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اب ان لوگوں کے سامنے بھی وہی کچھ بیان کریں جو ابھی آپ نے میرے سامنے بیان کیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی فرمایا کہ آج رات مجھے بیت المقدس لے جایا گیا پھر وہاں سے آسمانوں پر سب حاضرین یہ سن کر دنگ رہ گئے کیونکہ ان کی ناقص عقلوں کے مطابق یہ بات ناممکنات سے تھی ان کے نزدیک یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ راتوں رات اتنا طویل سفر ہو سکتا ہے دراصل وہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس اور قادر مطلق رب کریم کی قدرت کاملہ سے بالکل بے بہرہ تھے۔ انہوں نے اسے بعید از عقل سمجھا۔

یہاں تک کہ کچھ کمزور ایمان مسلمان مرتد ہو گئے ابو جہل کچھ لوگوں کے ساتھ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں کہا ابو بکر! اپنے دوست محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چلیں اور ان سے سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں! بتاؤ وہ کیا فرماتے ہیں؟ ابو جہل لعین نے کہا ان کا کہنا ہے کہ وہ راتوں رات بیت المقدس گئے وہاں سے آسمانوں پر گئے ہیں اور پھر رات ہی کو واپس بھی آ گئے ہیں، سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا واقعی انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ ابو جہل لعین نے کہا ہاں ہاں بالکل واقعی انہوں نے یہی کہا ہے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابو جہل سن لے! اگر میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو میں تصدیق کرتا ہوں کہ انہوں نے سچ فرمایا ہے۔ کفار مکہ نے کہا ابو بکر عجیب بات ہے کہ ایسی انہونی بات کو بھی تیرا ذہن تسلیم کر رہا ہے حالانکہ یہ ذہن میں آنے والی بات ہی نہیں۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اہل مکہ غور سے سن لو میں تصدیق کرتا ہوں کہ میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کیونکہ میں نے تو اس سے پہلے بھی اس سے بڑی باتیں آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلیم کی ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام رات اور دن میں کئی کئی دفعہ آسمانوں سے وحی لے کر آتے ہیں میں ان کے اس فرمان کی تصدیق کرتا رہا ہوں، تو اب مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کو تسلیم کرنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ جو میرا قادر مطلق رب جبرئیل کو دن میں کئی دفعہ وحی دے کر بھیج سکتا ہے کیا وہ اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لانے لیجانے میں قادر نہیں ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سفر معراج کے حالات ومشاہدات سے اپنی چچازاد بہن حضرت ابوطالب کی صاحبزادی سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو آگاہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ صبح سویرے وہ حرم شریف میں جا کر یہ سب کچھ اپنی قوم اہل مکہ کو بھی بتاؤں گا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے ازراہ محبت وشفقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کا پلو پکڑلیا اور عرض کی اے میرے چچازاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں کہ خدارا آپ کسی سے بھی یہ ذکر نہ کریں کیونکہ اگر آپ نے یہ واقعات سنائے تو یہ کافرلوگ اسے تسلیم نہیں کریں گے بلکہ اُلٹا مذاق اُڑائیں گے۔ تکذیب کریں گے اور اذیت کے درپے ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جھٹکا دے کر اپنا پلو چھڑالیا اور حرم شریف تشریف لے گئے۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے نور کی ایک شعاع چمکی جس سے میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور میں سجدے میں گر گئی۔ جب سجدہ سے میں نے سر اُٹھایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا چکے تھے۔ میں نے اپنی نبعہ نامی لونڈی کو کہا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا اور دیکھ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں اور لوگ کیا جواب دیتے ہیں؟ نبعہ وہاں پہنچی تو اس نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ معظّمہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان تشریف فرما ہیں اور لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد انبوہ کئے ہوئے ان میں مطعم بن عدی اور ابوجہل بھی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سیاحت ملکوت السموات والارض کے واقعات سنائے کہ رات کو مجھے بیت المقدس لے جایا گیا وہاں مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام علیھم السلام بھی جمع ہوگئے میں نے سب کی امامت کرائی سب نبیوں نے میری اقتداء میں نماز ادا کی سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا تو مشرکین نے

شور مچا دیا۔ کچھ سیٹیاں بجانے لگے کچھ تالیں بجانے لگے۔

اچانک مطعم بن عدی نے کہا اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آج تک جو باتیں بھی آپ کرتے تھے وہ عام فہم تھیں لیکن جو بات آپ نے آج کہی ہے اس نے تو ہمیں لرزا کر رکھ دیا ہے۔ ہم یہ کیسے باور کرلیں کہ تیز رفتار سانڈنیوں کے ذریعے جس مسافت پر جانے میں بھی ایک مہینہ لگے اور آنے میں بھی ایک مہینہ اتنی طویل مسافت کو آپ نے رات کے قلیل سے عرصہ میں طے کرلیا ہے راتوں رات آپ وہاں گئے بھی اور واپس بھی آ گئے لات وعزیٰ کی قسم! ہم آپ کی اس بات کو ہرگز ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پاس بیٹھے تھے مطعم کا ایسا ترش رویہ دیکھ کر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مطعم! اپنے بھتیجے کے ساتھ تو نے جو گفتگو کی ہے وہ انتہائی ناپسندیدہ ہے تو نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل دکھایا ہے ان کی تکذیب کی ہے۔ اے اہل مکہ! غور سے سن لو میں ان کی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ انہوں نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے وہ سچ ہے اہل مکہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الجھ پڑے اور انہیں کہنے لگ گئے ابوبکر! تجھے کیا ہوگیا کیا اس انہونی بات کو بھی تیرا ذہن تسلیم کرتا ہے؟ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں میں اس کی بھی تصدیق کرتا ہوں کیونکہ میں تو ان کی زبان سے نکلی ہوئی اس سے بھی بڑی باتوں کو اس سے پہلے مان چکا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس رات اور دن میں کئی کئی بار آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اور میں آپ کے اس فرمان اقدس کی روزانہ تصدیق کرتا ہوں تو مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کو ماننے میں کیا تامل ہوسکتا ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 93، سیرت نبویہ لابن کثیر ص 169، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 532، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 223، حجۃ اللہ علی العلمین ص 352، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 538، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 264، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص 501)

بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سب کے سامنے اعلان فرما دیا کہ میرے نبی جو فرما رہے ہیں وہ سچ ہے میں ان کے معراج کی تصدیق کرتا ہوں تو کفار مکہ نے سمجھ لیا کہ جسے ہم انہونی سمجھ کر سمجھتے تھے کہ ہم اس سے حضرت ابوبکر جیسے حضور کے غلاموں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے برگشتہ کرلیں گے وہ خام خیال ہے۔ تو

انہوں نے حضور نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کر دیئے ان سوالات سے ان کا ایک ہی مقصد تھا کہ کسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات میں جھٹلانے میں کامیاب ہو جائیں اور ان پر ایمان لانے والے ان سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ۔ وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے اور بقول میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جس دیوے نوں توں آپ جگا ویں اوہ نہیں کسے توں بجھدا انہیں یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے بیت المقدس کبھی تشریف نہیں لے گئے انہوں نے بیت المقدس کے دروازوں، کھڑکیوں چھت کے شہتیروں کے متعلق سوالات کی بھرمار کر دی کہنے لگے اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر واقعی آپ بیت المقدس گئے ہیں تو یہ بتائیں کہ اس کے دروازے کتنے ہیں اور کس کس سمت میں ہیں کھڑکیوں کی تعداد کیا ہے ان کا محل وقوع کیا ہے محراب کہاں ہے اس کی وضع قطع کیسی ہے۔

قابل غور:

بات یہ ہے کہ ہر شخص جو عقل سلیم رکھتا ہے اس کے عقل وفہم میں یہ بات ضرور آئے گی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں بیت المقدس کے دروازے کھڑکیاں یا شہتیر بالے وغیرہ تھوڑے گنتے رہے تھے کفار مکہ بھی یہ جانتے تھے کہ اگر یہ تشریف لے بھی گئے ہیں تو اس کے دروازوں شہتیروں کو گنتے تو نہیں رہے مگر کج روی کے باعث ان کا مقصد تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لاجواب کرنا تھا اور جھوٹا ثابت کرنا تھا۔ مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ تو اس ذات کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو ہر شئی پر قادر ہے جس کی صفت اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے اس قادر مطلق نے بیت المقدس کو اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کر دیا کہ محبوب دیکھتے جائیں اور انہیں بتاتے جائیں بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ عَنْ جَابِرِبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجر فَجَلّٰی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ آیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب قریش نے (میرے معراج کے دعویٰ کو) جھٹلایا اس وقت میں حطیم کعبہ میں کھڑا ہوا تھا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس مجھ پر منکشف فرما دیا اور میں اسے دیکھ دیکھ کر کفار کو اس کی نشانیاں بتلا رہا تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص548، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص116، مشکوٰۃ شریف ص530، کنز العمال جلد نمبر 11 ص178، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص264، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص501)

دوسری روایت میں یوں ہے۔ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ مَایَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَنْبَعْتُهُمْ بِهٖ۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا وہ مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھتے رہے اور میں دیکھ دیکھ کر انہیں بتا تا رہا۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص116، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 2 ص261)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کے سب سوالات کے جوابات صحیح صحیح دے دیئے تو وہ ہٹ دھرمی سے کہنے لگے ولید بن مغیرہ ان کے بارے میں صحیح کہتا ہے کہ یہ بڑے جادوگر ہیں مگر ان کے برعکس سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہر جواب کو سن کر خوشی سے بلند آواز سے یہ نعرہ حق لگاتے اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی نبعہ کہتی ہیں کہ میں نے اس دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ اللّٰهَ سَمَّاكَ الصِّدِّیْقُ یعنی اے ابوبکر! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھ دیا ہے اور حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اسی لونڈی نبعہ سے ہے کہ سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کا لقب صدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔

مزدلفہ میں ابلیس کو روتے ہوئے دیکھا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ رَأَیْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم دَعَا عَشِیَّةَ عَرَفَةَ لِاُمَّتِهٖ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ فَاَکْثَرَ الدُّعَاءَ فَاَوْحٰی اِلَیْهِ اَنِّیْ قَدْفَعَلْتُ اِلَّا ظُلْمَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَاَمَّا ذُنُوْبُهُمْ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ فَقَالَ یَارَبِّ اِنَّكَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ تُثِیْبَ هٰذَا الْمَظْلُوْمَ بِالْجَنَّةِ خَیْرًا مِّنْ مَّظْلَمَتِهٖ وَتَغْفِرَ لِهٰذَا الظَّالِمِ فَلَمْ یُجَبْ تِلْكَ الْعَشِیَّةَ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَالدُّعَاءَ فَاُجِیْبَ اِلٰی مَاسَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَوْقَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اِنَّ هٰذِهٖ

لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِيْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِاسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِيْ اَخَذَا التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَأْسِهٖ وَيَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِيْ مَارَاَيْتُ مِنْ جزْعِهٖ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عرفہ کی رات میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی مغفرت وررحمت کے لئے دعا مانگی اور دیر تک بصد عجز ونیاز اپنے رب کے سامنے دامن پھیلائے ہوئے التجا کرتے رہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی کہ میں نے دُعا کو قبول کرلیا جن کے لئے آپ نے مغفرت کی دعا مانگی ان کو بخش دیا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا میں مظلوم کا حق ظالم سے ضرور لوں گا۔ وہ گناہ جو میرے اور میرے بندوں کے درمیان تھے وہ میں نے معاف کردیئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو اس کے حق کے بدلے میں جنت میں سے کوئی قطعہ دے دے اور اس ظالم کو بھی بخش دے لیکن اس رات کو یہ دعا قبول نہ ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب مزدلفہ میں صبح کی تو آپ نے پھر اس دعا کا اعادہ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جو مانگا وہی عطا فرما دیا (امت کی بخشش) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو) عرض کی (یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں ایسے وقت میں تو آپ ہنسا نہیں کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آج مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے (اپنے فضل وکرم سے) میری دعا کو شرف قبولیت سے نواز لیا ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے تو وہ مٹی اٹھا کر اپنے سر میں ڈالنے لگ گیا اور واویلا کرنے لگ گیا کہ میں تباہ ہوگیا برباد ہوگیا۔ اس کی اس حالت زار کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔

(تاریخ الخمیس جلد نمبر 2 ص 151، ابن ماجہ ص 222)

قبروں والوں کو عذاب ہوتے دیکھا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذِّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَایَسْتَنْزِہُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَۃً رَطْبَۃً فَشَقَّھَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَۃً قَالُوْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا فَقَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں پر گذرے تو فرمایا ان دو قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور یہ کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیئے جارہے ان میں سے ایک تو پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری تر شاخ لی اور اسے چیر کر دو حصے فرمائے پھر ہر ہر قبر میں ایک گاڑ دی۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے یہ کیوں کیا تو فرمایا شاید جب تک یہ نہ سوکھیں تب تک ان کا عذاب ہلکا ہوجائے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 182، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 161 مشکوٰۃ شریف ص 42، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 348)

اس حدیث مبارکہ سے بھی یہ واضح ہوا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک سے قبر کے اندر کے حالات بھی چھپے ہوئے نہیں ہیں اور یہ بھی علم ہے کہ انہیں کس گناہ کی وجہ سے عذاب دیا جارہا ہے اس سے پہلے سیدنا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے اندر کی حالت کا ذکر بھی گذر چکا ہے جو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کہ شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے حدیث مبارکہ میں پانچ یہودیوں کا ذکر ہے کہ ان کے عذاب قبر کا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتایا نیز عمرو بن لحی اور بنی اسرائیل کی عورت کا ذکر جو بلی کی وجہ سے جہنم میں تھی کا ذکر بھی ہم پہلے پڑھ آئے ہیں اور نماز کسوف میں جنت کو ملاحظہ فرمانے کا ذکر بھی اوپر ہم پڑھ چکے ہیں۔

ان تمام احادیث مبارکہ سے یہ واضح ہوگیا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نہ زمین کے اندر کی کوئی چیز پوشیدہ ہے اور نہ ساتوں آسمانوں کی اور نہ آسمانوں سے اوپر کی نہ جنت کی نہ جہنم کی اور اس میں دن اور رات کی بھی کوئی تفریق نہیں نہ روشنی اور اندھیرے نہ آگے اور پیچھے کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے دن کو دیکھتے تھے ایسے

ہی رات کو اور جیسے روشنی میں ایسے ہی اندھیرے میں بھی معراج کی رات کا واقعہ گواہ ہے۔ جیسے آگے دیکھتے تھے۔ ایسے ہی پیچھے بھی اس کے متعلق احادیث مبارکہ کا ذکر ابھی کیا جاتا ہے اس کے بعد دیدار الٰہی کا ذکر ہوگا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جسمانی آنکھوں سے اللہ تبارک کا دیدار کیا اور انشاء اللہ العزیز یہ بھی ذکر ہوگا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبرانور میں تشریف رکھتے ہوئے بھی کائنات کی ہر چیز کو ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

جیسے آگے دیکھتے پیچھے بھی ایسے ہی دیکھتے تھے:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ تَعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَقُوْلُ اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰئکُمْ مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے سیدھے رہو، سیدھے رہو، سیدھے رہو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہیں اپنے پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے تمہیں آگے سے دیکھتا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ص98، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص370، کنزالعمال جلد نمبر 7 ص214)

آگے پیچھے یکساں دیکھنے کی دوسری روایت:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاُبْصِرُ مِنْ وَّرَائِی کَمَا اُبْصِرُ مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! بے شک میں پیچھے سے بھی ویسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص200، کنزالعمال جلد نمبر 7 ص212، الشفا حصہ اول ص69، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 6 ص22)

آگے پیچھے یکساں دیکھنے کی تیسری روایت:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ صَلّٰی بِنَارَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُکُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ

بِالرُّکُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِیَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو رخ زیبا سے ہم پر متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں لہٰذا رکوع، سجدے، قیام اور فراغت میں مجھ سے آگے نہ بڑھو کیونکہ میں تمہیں اپنے سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 200، مشکوٰۃ شریف ص 101، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 6 ص 64، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 24، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 134، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 104، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 2 ص 205، حجۃ اللہ علی العلمین ص 679)

آگے پیچھے یکساں دیکھنے کی چوتھی روایت:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھَاھُنَا فَوَاللّٰہِ مَایَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا سُجُوْدُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا منہ اس طرف ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! تمہارے رکوع اور سجود مجھ سے بالکل پوشیدہ نہیں کیونکہ میں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 59، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 200، حجۃ اللہ علی العلمین ص 679، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 64، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 22، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 344، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 104، موطا امام مالک ص 152، مسند امام احمد جلد نمبر 2 ص 410)

آگے پیچھے یکساں دیکھنے کی پانچویں روایت:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَنَّہٗ لَاَنْظُرُ اِلٰی مَاوَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَابَیْنَ یَدَیَّ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک یقیناً میں پیچھے سے بھی ویسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔ (البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 22، حجۃ اللہ علی

العلمین ص679، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 427، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص104)

نماز میں ابلیس کو پکڑنا چاہا:

حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے تھے کہ ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے تین دفعہ سنا کہ میں تجھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں پھر تین دفعہ فرمایا میں تجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت بھیجتا ہوں اور اپنا ہاتھ بڑھایا گویا کچھ پکڑ رہے ہوں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو نماز میں وہ کہتے ہوئے سنا جو اس سے پہلے آپ کو کہتے ہوئے نہیں سنا اور ہم نے آپ کو ہاتھ بڑھاتے ہوئے بھی دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِيَجْعَلَهٗ فِيْ وَجْهِيْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَهٗ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمٰنَ لَاَصْبَحَ مُوَثَّقًا يَلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لایا تھا تاکہ اس شعلہ کو میرے منہ میں ڈالے میں نے تین دفعہ کہا کہ میں تجھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں پھر میں نے کہا میں تجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی پوری پوری لعنت بھیجتا ہوں مگر وہ (لعین شیطان اس طرح) تین دفعہ کہنے سے بھی پیچھے نہ ہٹا تو پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کرلیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح اس صورت میں کرتا کہ یہاں بندھا ہوا ہوتا مدینہ منورہ والوں کے بچے اس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ (مسلم شریف جلد نمبر 1 ص225، مشکوٰۃ شریف ص92)

کیا ابلیس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کرسکتا ہے جبکہ حضرت عمر کو دیکھ کر راستہ بدل لیتا ہے:

بخاری شریف جلد نمبر 1 ص520 میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو فرمایا یَا اِبْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرُ فَجِّكَ۔ اے ابن خطاب مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے شیطان جب بھی تجھے راستہ میں دیکھتا ہے تو راستہ بدل لیتا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کو دیکھ کر شیطان کو اس راستہ سے گذرنے کی توفیق نہ ہو ڈر کر راستہ ہی بدل لے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے سامنے آنے کی جرأت اسے کیسے ہوسکتی ہے تو بزرگان دین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لاٹھی ہیں حضور کا ڈنڈا ہیں اس کی مثال یہ دیتے ہیں کہ یوں سمجھو کہ ایک سردار آدمی انتہائی قیمتی لباس میں اس گلی سے گذر رہا ہو جہاں کتا بیٹھا ہو کتا اسے دیکھ کر بیٹھا رہے یعنی اس سے ڈر کر بھاگ نہ جائے بلکہ بیٹھا رہے مگر اسی سردار کے ہاتھ میں لاٹھی ڈنڈا کو دیکھ کر بھاگ جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ لاٹھی کی شان سردار سے زیادہ ہے عزت وشان والا تو سردار ہی ہے لاٹھی تو اس کا ہتھیار ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعلمین ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ والی صفت کے صحابی ہیں۔

شیطان بخوبی جانتا تھا کہ میں محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر وہ بدترین دشمن ہے اس نے اپنی کوشش تو کرنی ہے خواہ کامیاب ہو یا نہ ہو۔

مگر اس سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ شیطان صحابہ کرام کو نظر نہ آیا اور نہ ہی اس کا شعلہ مگر ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اور اس کے شعلہ کو دیکھ لیا۔

جماعت میں آخری صف والے نمازی کی نماز پر نظر:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ صَلّٰی بِنَارَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم الظُّھرَ وَفِی مُؤَخَّرِا الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاسَاءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَافُلَانُ اَلَا تَتَّقِیَ اللّٰہَ اَلَاتَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیَ اَنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْئٌ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَااَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور آخری صف میں ایک شخص تھا جس نے نماز بری طرح پڑھی جب سلام پھیرا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آواز دی اے فلاں! کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو دیکھتا نہیں کہ تو نماز کیسے پڑھتا ہے؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارا کوئی عمل مجھ سے چھپا رہتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں پیچھے ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

(مسند امام احمد جلد نمبر 2 ص 602، مشکوۃ شریف ص 77، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 200، کنز العمال جلد نمبر 7

ص214، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 2 ص590)

آنکھ مبارک کو دیکھنے سے کوئی چیز آڑ یا حجاب نہیں:

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے اجالے ہر طرح سے ہر چیز دیکھ لیتی ہے جیسے ہمارے کان آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف کی آواز سن لیتے ہیں ایسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک ہر طرف دیکھ لیتی ہے اس سلسلے میں کوئی چیز بھی آڑ یا حجاب نہیں۔ ذرا غور کریں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امامت کے مصلّٰی پر ہیں اور وہ نمازی جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نماز بلا کر فرمایا کہ تو نماز کیسے پڑھتا ہے کیا خدا سے نہیں ڈرتا وہ آخری صف میں تھا درمیان میں بہت سی صفیں تھیں مگر نگاہ مبارک اس کی حرکات وسکنات کو اچھی طرح ملاحظہ فرما رہی تھی نیز اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ بیک وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز عبادت الٰہی میں متوجہ بارگاہ الٰہی بھی تھے اور عالم کا مشاہدہ بھی فرما رہے تھے کہ کون کیا کر رہا ہے ادھر کی توجہ ادھر سے بے خبر نہیں کرتی کیونکہ بحالت نماز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں خشوع وخضوع میں بدرجہ کمال حاصل ہے مگر باوجود اس خشوع وخضوع کے ہر امتی پر نگاہ بھی ہے۔

ہمارے دلوں کی کیفیت پر بھی حضور کی نظر ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ اس طرف ہے۔ قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی! مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں۔ بیشک میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص59، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص200، مسند امام احمد جلد نمبر 2 ص410، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص344، موطا امام مالک ص152، حجۃ اللہ علی العلمین ص679، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص104، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 6 ص22، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص64)

اس حدیث مبارکہ میں صرف پیچھے کی طرف دیکھنے کا ہی ذکر نہیں بلکہ یہ بھی ذکر ہے کہ وَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ

خُشُوْعُکُمْ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! مجھ پر تمہارا نہ خشوع پوشیدہ ہے نہ رکوع خشوع دِل کی کیفیت کا نام ہے قرآن مجید میں ہے قَدْاَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنِ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (بے شک ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ (پ 18 ع 1) تو اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہمارے دِلوں کی کیفیت پر بھی نظر ہے خشوع وخضوع ایسی چیز نہیں جو آنکھوں سے نظر آ سکے مگر قربان جاؤں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک سے جس سے یہ بھی پوشیدہ نہیں احادیث مبارکہ میں بے شمار واقعات مذکور ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اِن کے دلوں میں چھپی ہوئی بات ظاہر فرما دی ان میں سے کچھ انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر اس کتاب میں ذکر کئے جائیں گے۔

جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنِّیْ اَرٰی مَالَاتَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم دیکھ نہیں سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم سن نہیں سکتے۔

(ترمذی شریف حصہ دوم ص 55، بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 1046، مشکوٰۃ شریف ص 457، مستدرک جلد نمبر 2 ص 510، زرقانی علی المواہب جلد نمبر 4 ص 89)

اس باغ میں دس وسق کھجوریں ہیں:

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جارہے تھے کہ راستہ میں وادی قریٰ میں (وادی قریٰ مدینہ شریف سے ملک شام کو جاتے ہوئے تین دن کی مسافت پر ہے) میں ایک عورت کے (کھجوروں کے) باغ کے پاس سے گذر ہوا (باغ کے درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے پکنے کے قریب تھے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا اُخْرُصُوْهَا یعنی اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ (اندازہ لگاؤ کہ اس باغ میں درختوں پر جو پھل لگا ہوا ہے وہ اندازاً کتنا ہوگا) فَخَرَصْنَاهَا (صحابہ کرام فرماتے ہیں) ہم نے اندازہ لگایا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم عَشَرَةَ اَوْسُقٍ اور

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دس وسق اندازہ لگایا (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً چار کلو کا ہوتا ہے) اور اس عورت (باغ کی مالکہ) سے فرمایا اس کا وزن خیال رکھنا (پھل توڑ کر ان کا وزن یاد رکھنا ہم واپسی پر تجھ سے پوچھیں گے) حتیٰ کہ ہم تجھ تک انشاء اللہ واپس ہوں گے جب ہم واپس ہوئے اور اس باغ پر پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا کہ اس باغ کا پھل کتنا ہوا ہے اس نے عرض کی پورے دس وسق تھے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 200، مسلم شریف جلد نمبر 2، ص 254، مشکوٰۃ شریف ص 539، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 180، حجۃ اللہ علی العلمین ص 541، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 446)

جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھتے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَوْرَاَيْتُمْ مَارَاَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَمَارَاَيْتَ؟ قَالَ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی وہ دیکھتے تو روتے زیادہ ہنستے تھوڑا صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے کیا دیکھا فرمایا میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا۔ (مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 200، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 311)

غزوہ موتہ نگاہ مبارک میں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم زيدًا وَّجَعْفَراً وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاتِيَهُمْ خَبَرَهُمْ فَقَالَ اَخَذَالرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَجَعْفِرُ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَابْنُ رَوَاحَةَ فَاصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَالرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِىْ خَالِدَبْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید اور حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر میدان جنگ سے خبر آنے سے پہلے ہی

(مدینہ منورہ میں) بتا دی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھنڈا زید نے پکڑا وہ شہید ہو گئے ہیں پھر جھنڈا جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے (یہ بیان فرماتے ہوئے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اشکبار تھیں حتی کہ جھنڈا اللہ تبارک وتعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لے لیا یعنی خالد بن ولید نے حتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر فتح عطا فرمائی۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 611، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 4 ص 279، سیرت النبویہ لابن کثیر ص 409، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 154، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص 153، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم ص 236، دلائل النبوت ابونعیم ص 317، حجۃ اللہ علی العلمین ص 480، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 431، البدایہ والنھایۃ جلد نمبر 4 ص 481، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 98)

مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے غزوہ موتہ کا منظر آنکھوں کے سامنے تھا:

امام واقدی نے حضرت عبداللہ بن ابوبکر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں لَمَّا الْتَقَی النَّاسُ بِمُؤْتَةَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ وَكَشَفَ لَهٗ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الشَّامِ فَهُوَ يَنْظُرُ اِلٰى مَعْرَكَتِهِمْ ۔

کہ جب صحابہ کرام جنگ موتہ میں نبرد آزما ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے سرزمین شام کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے) مجاہدین کے جہاد کو ملاحظہ فرما رہے تھے (حجۃ اللہ علی العلمین ص 481، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 431، دلائل النبوت لامام بیہقی جلد نمبر 4 ص 281، الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد نمبر 3 ص 46، المغازی للواقدی جلد نمبر 1 ص 309، نصب الرایۃ جلد نمبر 4 ص 27، دلائل النبوت لابی نعیم ص 316)

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رَفَعَ لِيَ الْاَرْضَ حَتّٰى رَاَيْتُ مَعْتَرَكَهُمْ ۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے زمین کے پردوں کو اٹھا دیا حتی کہ میں نے ان کے معرکہ کو دیکھ لیا۔ (دلائل النبوت لامام بیہقی جلد نمبر 4 ص 278، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 2 ص 10، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 99، حجۃ اللہ علی العلمین ص 481، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 375، معارج النبوت جلد

نمبر 3 ص 341)

یہودی کو یقین تھا کہ جو زبان اقدس سے نکل گیا ہے وہ ہو کر رہے گا:

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْحَكَمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ النُّعْمَانُ بْنُ فِنْحَصَ الْيَهُوْدِيُّ فَوَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَعَ النَّاسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم زَيْدُبْنُ حَارِثَةَ اَمِيْرُ النَّاسِ فَاِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ فَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاِنْ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلْيَرْتَضِ الْمُسْلِمُوْنَ بَيْنَهُمْ رَجُلاً فَلْيَجْعَلُوْهُ عَلَيْهِمْ ۔ فَقَالَ النُّعْمَانُ: اَبَا الْقَاسِمِ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا فَسَمَّيْتَ مَنْ سَمَّيْتَ قَلِيْلاً اَوْ كَثِيْرًا اُصِيْبُوْا جَمِيْعًا...... ثُمَّ جَعَلَ الْيَهُوْدِيُّ يَقُوْلُ لِزَيْدٍ اِعْهَدْ فَلَا تَرْجِعُ اِلٰى مُحَمَّدٍ اَبَدًا اِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا قَالَ زَيْدٌ: فَاَشْهَدُ اَنَّهُ نَبِيٌّ صَادِقٌ بَارٌّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ۔

عمر بن حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نعمان بن فنحص یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آ کر لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت فرما رہے تھے زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہوں گے اگر زید شہید ہو جائیں تو پھر حضرت جعفر بن ابو طالب امیر ہوں گے اگر جعفر شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے اگر عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جسے چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ نعمان (یہودی) نے کہا: اے ابوالقاسم! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں تو آپ نے جن صحابہ کرام کا نام بھی لیا ہے وہ سب کے سب ضرور شہید ہوں گے خواہ وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ پھر یہودی نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ وصیت کرلیں کیونکہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں تو تم اب ان کے پاس لوٹ کر کبھی بھی نہیں آ سکو گے (تمہارا اب شہید ہو جانا اٹل ہے یہ ان کی زبان اقدس سے نکلا ہوا لفظ ایسے ہی نہیں نکلا یہ فیصلہ الٰہی ہے) حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے نبی اور پاکباز ہیں۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص 144، سیرت نبویہ ابن کثیر ص406، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص96، حجۃ اللہ علی العلمین ص481، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص430، دلائل النبوت لامام بیہقی جلد نمبر 4 ص275، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 2 ص8، دلائل النبوت ابونعیم ص316، مدارج النبوت جلد نمبر 2

ص370، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص338، المغازی للواقدی جلد نمبر 1 ص756، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص375)

حضرت جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَاَیْتُ جَعْفَرَبْنَ اَبِی طَالِبٍ مَلَکًا یَطِیْرُ مَعَ الْمَلاَ ئِکَۃِ بِجَنَاحَیْنِ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر بن ابوطالب کو فرشتے کی صورت میں دو پروں کے ساتھ فرشتوں کے ہمراہ محو پرواز دیکھا۔

(مستدرک جلد نمبر 3 ص419) ایک روایت میں ہے جو حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَرَّ عَلَیَّ جَعْفَرُبْنُ اِبِیْ طَالِبٍ فِی الْمَلاَئِکَۃِ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلاَئِکَۃِ کَمَا یَطِیْرُوْنَ لَہٗ جَنَا حَانَ۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر بن ابوطالب فرشتوں میں فرشتوں کی طرح اڑتے ہوئے میرے پاس سے گذرے اس کے بھی دو پر ہیں۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص278، تاریخ دمشق جلد نمبر 2 ص10، سیرۃ نبویہ لابن کثیر ص409، حجۃ اللہ علی العلمین ص480)

تیسری روایت:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّۃِ مَعَ الْمَلاَئِکَۃِ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر (بن ابوطالب) کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز دیکھا۔ (سیرۃ نبویہ لابن کثیر ص414)

چوتھی روایت:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ ماجدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یَا اَسْمَاءُ اَلاَ اُبَشِّرُكِ؟ قَالَتْ: بَلٰی بِاَبِیْ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، "...... اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ لِجَعْفَرَ جَنَاحَیْنِ یَطِیْرٌ بِھِمَا فِی الْجَنَّۃِ۔ اے اسماء کیا میں تجھے خوشی کی بات نہ سناؤں میری والدہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے جعفر (بن ابو طالب) کو دو پر عطا فرمائے ہیں وہ ان سے جنت میں پرواز کرتے رہتے ہیں۔ (ولائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص283، حجۃ اللہ علی العلمین ص482، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص433، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 2 ص10)

پانچویں روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جَالِسٌ وَاَسْمَاءُ بِنْتُ عَمِیْسٍ قَرِیْبَۃٌ مِنْہُ اِذْرَدَّا السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ: یَااَسْمَاءُ ھٰذَا جَعْفَرُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبَ مَعَ جَبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ سَلَّمُوْا عَلَیْنَا فَرُدِّیْ عَلَیْھِمُ السَّلَامَ وَقَدْ اَخْبَرَنِیْ اِنَّہٗ لَقِیَ الْمُشْرِکِیْنَ یَوْمَ کَذَاوَکَذَا فَقَالَ لَقِیْتُ الْمُشْرِکِیْنَ فَاُصِبْتُ فِیْ جَسَدِیْ مِنْ مَّقَادِمِیْ ثَلَاثًا وَّسَبْعِیْنَ بَیْنَ رَمْیَۃٍ وَطَعْنَۃٍ وَضَرْبَۃٍ ثُم اَخَذْتُ اللِّوَاءَ بِیَدِیْ الْیُمْنٰی فَقُطِعَتْ ثُمَّ اَخَذْتُ بِیَدِی الْیُسْرٰی فَقُطِعَتْ فَعَوَّضَنِیَ اللّٰہُ مِنْ یَّدَیَّ جَنَا حَیْنِ اَطِیْرُبِھِمَا مَعَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ اَنْزِلَ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ شِئْتُ وَآکُلُ مِنْ ثِمَارِھَا مَاشِئْتُ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا پھر اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے اسماء جعفر بن ابوطالب جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ محو پرواز ہیں وہ ہمیں سلام کہہ رہے ہیں تو ان کے سلام کا جواب دے جعفر بن ابوطالب نے مجھے بتایا کہ میں نے فلاں دن مشرکین کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ نیزے، تلوار اور تیر کے تہتر زخم میرے جسم پر آئے میں نے اسلام کے جھنڈے کو اپنے دائیں ہاتھ میں تھام رکھا تھا میرا وہ ہاتھ کٹ گیا میں نے لوائے اسلام کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا میرا وہ ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ان دو ہاتھوں کے بدلے میں دو پر عطا فرمادیئے ہیں میں ان کے ساتھ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کے ساتھ محو پرواز رہتا ہوں۔ جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں جنت کے جس پھل سے چاہتا ہوں شاد کام ہوتا ہوں۔

(مستدرک جلد نمبر 3 ص419، حجۃ اللہ علی العلمین ص481، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص432، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص342)

میدان جنگ سے آنے والے کو فرمایا تو مجھے بتائے گا یا میں تجھے سب حال بتادوں:

عَنْ مُوْسٰی بِنْ عُقْبَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ یَعْلٰی بن مُنَبِّهٌ قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ بِخَبْرِ اَهْلِ مُؤْتَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِیْ وَاِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ قَالَ اَخْبِرْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ فَاَخْبَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خَبَرَهُمْ كُلَّهٗ وَ وَصَفَهٗ لَهُمْ فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَاتَرَكْتَ مِنْ حَدِیْثِهِمْ حَرْفًا لَمْ تَذْكُرَهٗ۔

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ یعلیٰ بن منبہ (غزوہ) موتہ کی خبر لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا (غزوہ موتہ کے حالات کی) تو مجھے خبر دینا چاہتا ہے یا تو چاہے تو میں ہی تجھے خبر دے دوں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی ارشاد فرمادیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (جنگ کے) تمام حالات بتا دیئے تو اس نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ نے غزوہ موتہ کے حالات سے ایک بات بھی ایسی نہیں چھوڑی جو بیان نہ فرمائی ہو یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو حرف بحرف سب کچھ بیان فرمادیا ہے۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص99، سیرت نبویہ لابن کثیر ص409، حجۃ اللہ علی العلمین ص480، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص430، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص278، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص153، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 2 ص10، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص343، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص376)

شیطان کا صحابہ کو بہکانے کا منظر بیان فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِبْنِ حَزْمٍ قَالَ لَمَّا الْتَقَی النَّاسَ بِمُؤْتَةَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم عَلَی الْمِنْبَرِ وَكُشِفَ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ الشَّامِ فَهُوَ یَنْظُرُ اِلٰی معتركهم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَخَذَ الرَّاْیَةَ زَیْدُبْنُ حَارِثَةَ فَجَاءَ هُ الشَّیْطَانُ فَحَبَّبَ اِلَیْهِ الْحَیَاةَ وَكَرَّهَ اِلَیْهِ الْمَوْتَ وَحَبَّبَ اِلَیْهِ الدُّنْیَا فَقَالَ: اَلْاٰنَ حِیْنَ اسْتَحْكَمَ الْاِیْمَانُ

فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُحَبَّبُ اِلَیَّ الدُّنْیَا؟ فَمَضٰی قُدُمًا حَتّٰی اسْتُشْهِدَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، وَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْالَهٗ وَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ یَسْعٰی قَالَ الْوَاقِدِیُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَبْنِ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَمَّا قُتِلَ زَیْدٌ اَخَذَا الرَّایَةَ جَعْفَرُبْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَجَاءَهُ الشَّیْطَانُ فَحَبَّبَ اِلَیْهِ الْحَیَاةَ وَکَرَّهَ اِلَیْهِ الْمَوْتَ وَمَنَّاهُ الدُّنْیَا فَقَالَ: اَلْآنَ حِیْنَ اسْتَحْکَمَ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ تُمَنِّیْ الدُّنْیَا ثُمَّ مَضٰی قُدُمًا حَتّٰی اسْتُشْهِدَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَدَعَا لَهٗ وَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ فَاِنَّهٗ شَهِیْدٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ یَطِیْرُ فِی الْجَنَّةِ بِجَنَاحَیْنِ مِنْ یَاقُوْتَ حَیْثُ یَشَاءُ مِنَ الْجَنَّةِ۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام غزوہ موتہ میں نبرد آز ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ملک شام کے درمیان حجابات اٹھا دیئے گئے (غزوہ موتہ کی) جنگ کا منظر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے تھا (مجاہدین کے جہاد کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے تھے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کرام کو) فرمایا اسلام کے جھنڈے کو زید بن حارثہ نے پکڑ لیا ہے۔ شیطان اس کے پاس آیا۔ زندگی کو محبوب بنا کر اس کے سامنے پیش کیا اور موت کو ناپسندیدہ کی صورت میں اس کے سامنے رکھا (حضرت) زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسے فرمایا اب جب کہ ایمان مومنوں کے دلوں میں مضبوط ہو چکا ہے تو دنیا کی محبت میں مجھے پھنسایا جا رہا ہے (یہ سن کر شیطان وہاں سے بھاگ گیا) حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ وہ درجہ شہادت سے سرفراز ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے پھر اسلام کا علم حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تھام لیا شیطان اس کے پاس بھی آ گیا اس کے سامنے بھی زندگی کو محبوب اور موت کو ناگوار بنا کر پیش کیا (انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ) اب جبکہ مومنوں کے دلوں میں ایمان مستحکم ہو چکا ہے تو مجھے دنیا کی آرزوئیں یاد دلا رہا ہے انہوں نے بھی ثابت قدمی دکھائی شہادت سے سرخرو ہوئے اور جنت میں داخل ہو گئے اب انہیں یا قوت کے دو پر عطا کئے گئے ہیں وہ ان کے ذریعے جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔

پھر اسلام کا جھنڈا (حضرت) عبداللہ بن رواحہ نے تھام لیا وہ بھی شہید ہو گئے وہ کچھ توقف کے ساتھ جنت میں

داخل ہو گئے۔ یہ فرمان اقدس سن کر انصار بھی مسرور ہو گئے۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 281، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 2 ص 14، المغازی للواقدی جلد نمبر 1 ص 309، نصب الرایہ للزیلعی جلد نمبر 4 ص 27، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 99، حجۃ اللہ علی العلمین ص 481، دلائل النبوت لابی نعیم ص 316، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 341، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 375)

اب جنگ بھڑک اٹھی:

مسجد نبوی شریف میں تشریف رکھتے ہوئے جب محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غزوہ موتہ کی تازہ بتازہ آنکھوں سے دیکھ کر صحابہ کرام کو حال بتا رہے تھے تو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ اب جھنڈا خالد بن ولید نے پکڑ لیا اور کفار سے جنگ کرنے لگے ہیں تو ارشاد فرمایا حَمِیَ الْوَطِیْسُ یعنی اب جنگ کی بھٹی بھڑک اٹھی ہے۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 282، المغازی للواقدی جلد نمبر 1 ص 764، تاریخ اسلام للذھبی جلد نمبر 1 ص 396، سیرت نبویہ لابن کثیر ص 409 سبل الھدی والرشاد جلد نمبر 6 ص 151، حجۃ اللہ علی العلمین ص 481)

ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے

دیدار الٰہی کے متعلق پہلی روایت:

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدَیَّ فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کا احسن صورت میں دیدار کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فرشتے مقرب کس چیز کے متعلق جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ! تبارک وتعالیٰ تو ہی بہتر جاننے والا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دوکندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی پس جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کچھ میں نے جان لیا۔ (مسند احمد جلد نمبر 5 ص 170 مشکوۃ شریف ص 69)

دوسری روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَأَیْتُ رَبِّیْ تبارک وتعالیٰ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ (مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 429، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 63)

تیسری روایت:

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَقِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَعْبًا بِعَرَفَۃَ فَسَأَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ فَکَبَّرَ حَتّٰی جَاوَبَتْہُ الْجِبَالُ فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا بَنُوْھَا شِمٍ فَقَالَ کَعْبٌ اِنَّ اللّٰہَ قَسَّمَ رُؤْیَتَہٗ وَکَلَامَہٗ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰی فَکَلَّمَ مُوْسٰی مَرَّتَیْنِ وَرَاٰہُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَیْنِ۔

حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میدان عرفہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے کسی چیز کے متعلق دریافت فرمایا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے فرمایا ہم بنوھاشم ہیں۔ (ہمارا تعلق خاندان نبوت سے ہے میں کوئی معمولی آدمی نہیں کہ آپ میرے سوال کو ٹال دیں) حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمادیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو دفعہ کلام فرمایا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دو دفعہ اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ (ترمذی شریف حصہ دوم ص 160، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 60، حجۃ اللہ علی العلمین ص 373، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 171، مشکوٰۃ شریف ص 501)

چوتھی روایت:

عَنْ عِکْرَمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قَالَ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰہُ یَقُوْلُ لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَیُدْرِکُ الْاَبْصَارَ قَالَ وَیْحَکَ ذَاکَ اِذَیَجَلّٰی بِنُوْرِہٖ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرُہٗ وَقَدْرَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا (اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب پیغمبر) محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں میں نے انہیں کہا کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ اس وقت ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اس کا نور ہے (غیر متناہی نور) اور بیشک سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔

(ترمذی حصہ دوم ص160، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 61)

پانچویں روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآاَوْحٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْرَاٰهُ النَّبِیُّ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و آله وسلم۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بے شک انہوں نے اسے دوسری بار ضرور سدرۃ المنتھیٰ کے پاس دیکھا تو اللہ نے اپنے خاص بندے کی طرف وہ وحی نازل کی جو اس نے کی پھر وہ دو کمانوں کی مقدار نزدیک ہوا یا اس سے زیادہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ (ترمذی شریف جلد نمبر 2 ص 161، مشکوٰۃ شریف ص 501)

چھٹی روایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ لَوْرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم لَسَاَلْتُه فَقَالَ عَنْ اَیِّ شَیْئٍ كُنْتَ تَسْئَلُهٗ قَالَ كُنْتُ اَسْاَلُهٗ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّكَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُهٗ فَقَالَ رَاَیْتُ نورًا۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اگر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا حضرت ابوذر نے کہا تم کس چیز کے متعلق ان سے پوچھتے؟ میں نے کہا میں ان سے یہ پوچھتا کہ کیا آپ نے رب کریم کا دیدار کیا ہے؟ حضرت ابوذر نے فرمایا میں نے آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھا تھا کہ کیا آپ نے رب کریم کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے نور دیکھا ہے۔ (مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 119، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 61)

ساتویں روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَقَدْرَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی) قَالَ رَاٰی رَبَّہٗ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیۃ مبارکہ وَلَقَدْرَاٰہُ نَزْلَۃً کی تفسیر میں فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص 445)

آٹھویں روایت:

رَاٰہُ بِعَیْنِہٖ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامِ اِنَّ اللّٰہَ اَعْطٰی مُوْسَی الْکَلَامَ وَاَعْطَانِی الرُّؤْیَۃَ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار اپنی آنکھوں سے کیا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے نوازا اور مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ (روح البیان جلد نمبر 9 ص 222)

نویں روایت:

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لَمَّارَاَی الْحَقَّ سُبْحَانَہٗ وَتعالیٰ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَاَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیَّ مَااَوْحٰی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا تو بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوگئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی جو بھی وحی فرمائی۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 567)

دسویں روایت:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَاٰی رَبَّہٗ وَبِہٖ قَالَ سَائِرُاَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَکَعْبِ الْاَحْبَارِ وَالزُّھْرِیْ وَصَاحِبُہٗ مَعْمَرٌ۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے رب کو دیکھا اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد، کعب احبار، زھری اور معمر کہا کرتے تھے۔ (اس روایت کو ابن خزیمہ نے قوی سندے کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر 19 ص285، حجۃ اللہ علی العلمین ص348)

گیارھویں روایت:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ سَلْمَۃَ اِنَّ بْنَ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلٰی اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھم یَسْأَلُہٗ ھَلْ رَأٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ؟ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ اَنْ نَعَمْ۔

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف بھیجا کہ ان سے یہ پوچھیں کہ کیا حضور نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا تو انہوں نے جواب بھیجا کہ ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیدار فرمایا ہے حضرت ابن عمر نے اسے تسلیم کرلیا اور تردد وانکار کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص62، اشعۃ اللمعات جلد نمبر 4 ص431، فتح الباری جلد نمبر 8 ص782، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص170، نووی شرح مسلم ص117، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص267)

بارھویں روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھما اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص353)

تیرھویں روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَظَرَ مُحَمَّدٌ اِلٰی رَبِّہٖ قَالَ عِکْرَمَۃُ فَقُلْتُ لَہٗ نَظَرَ مُحَمَّدٌ اِلٰی رَبِّہٖ؟ قَالَ نَعَمْ جَعَلَ الْکَلَامَ لِمُوْسٰی وَالْخِلَّۃُ لِاِبْرَاھِیْمَ وَالنَّظْرُ مُحَمَّدٍ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا

دیدار کیا حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے انہیں کہا کیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیدار الٰہی کیا؟ تو انہوں نے کہا (براہ راست) کلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے خلت (کا انعام) سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور دیدار الٰہی کا انعام ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص353)

اور ایک روایت میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اِبْرَاھِیْمَ بِالْخُلَّۃِ وَاصْطَفٰی مُوْسٰے بِالْکَلَامِ وَاصْطَفٰی مُحَمَّدًا بِالرُّؤْیَۃِ۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے لئے منتخب فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی سے مشرف فرمایا اور محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دیدار سے نوازا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص353، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص171)

چودھویں روایت:

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَارَاَیْتَ عِنْدَھَا؟ قَالَ رَاَیْتُ عِنْدَھَا رَبَّہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے وہاں کیا دیکھا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے وہاں اپنے رب کو دیکھا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص369)

پندرھویں روایت:

عَنْ عِکْرَمَۃَ عَنِ ابْنِ عباسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھم قَالَ اَتَعْجَبُوْنَ اَنْ تَکُونَ الْخُلَّۃَ لِاِبْرَاھِیْمَ وَالْکَلَامُ لِمُوْسٰی وَالرُّؤْیَۃُ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت کا شرف سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور کلام کا شرف سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور شرف دیدار سیدالانبیاء والمرسلین جان کائنات سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔

(مستدرک جلد نمبر 1 ص163، حجۃ اللہ علی العلمین ص353، ضیاء النبی جلد نمبر 2 ص533، فتح الباری جلد نمبر 8 ص 782، نووی شرح مسلم ص117)

سولھویں روایت:

عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدْرَاٰی مُحَمَّدٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَبَّهٗ۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بیشک یقیناً محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ (مستدرک جلد نمبر 1 ص163)

حضرت حسن بصری قسم کھا کر کہتے تھے کہ حضور نے دیدار الٰہی کیا ہے:

حَکٰی عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ حَلَفَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ۔

حضرت عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

(عمدۃ القاری جلد نمبر 19 ص285، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص58، فتح الباری جلد نمبر 8 ص782، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص171، نووی شرح مسلم ص117)

حضرت عروہ بن زبیر انکار دیدار والے پر سختی کرتے تھے:

اَخْرَجَ ابْنُ خُزَیْمَةُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَیْرِ اِثْبَا تَهَا وَکَانَ یَشْتَدُّ عَلَیْهِ اِذَا ذُکِرَلَهٗ اِنْکَارُ عَائِشَةَ۔

حضرت ابن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار الٰہی کرنا ثابت کرتے تھے بلکہ وہ (فرماتے تھے) کہ جو بھی ان کے پاس ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیدار الٰہی کے انکار کرنے کا ذکر کرتا تھا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سختی کرتے تھے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص58، فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر 8 ص782، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر 19 ص285)

ام المومنین کا دیدار الٰہی کا انکار اور اس کا جواب:

واضح ہو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واضح طور پر اس کا انکار کرتی تھیں وہ فرماتی تھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار اپنی جسمانی آنکھوں سے نہیں کیا اس کے ثبوت میں وہ قرآن مجید کی آیۃ مبارکہ لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَارَ یعنی آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ آنکھوں کا ادراک کر لیتا ہے بیان فرماتی تھیں محدثین کرام نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں جو ہدیہ ناظرین ہیں۔

جواب نمبر 1:

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار الٰہی نہ کرنے کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث مبارکہ بیان نہیں فرمائی صرف قرآن مجید کی آیۃ مبارکہ لاتدرکہ الابصار سے اپنا اجتہاد بیان فرمایا ہے۔ام المومنین کے پاس اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی حدیث مبارکہ ہوتی تو وہ ضرور بیان کرتیں جبکہ اس کے مقابلہ میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت معاذ بن جبل، حضرت انس حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت عبدالرحمٰن بن عائش، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کئی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا تو محدثین کرام وآئمہ مجتہدین فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اقدس کے مقابلہ میں ام المومنین کا اجتہاد یا قول کوئی اہمیت نہیں رکھتا محدثین کی آرا ہدیہ ناظرین ہیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

حضرت مروزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس نے یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا تو ام المومنین کے اس قول کا جواب کیا دیا جائے؟ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان وارشاد رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مبارکہ موجود ہے میں نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا تو محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ام المومنین کے قول سے زیادہ افضل واکبر ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر 8 ص 782، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 266)

ام المومنین کا دوسری آیت سے استدلال اور اس کا جواب:

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا تو انہوں نے فرمایا اے مسروق! تین چیزیں ہیں جس نے ان میں سے کسی کے ساتھ تکلم کیا اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا میں نے پوچھا وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ تو ام المومنین نے فرمایا جو شخص یہ خیال کرے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں ٹیک لگائے ہوئے تھا اٹھ کر بیٹھ گیا اور عرض کی اے ام المومنین! میری طرف دیکھئے۔ جلدی نہ کیجئے کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود نہیں فرمایا وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ" کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے افق مبین میں دیکھا اور دوبار دیکھا ام المومنین نے فرمایا میں اس امت میں سے پہلی ہوں جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیۃ مبارکہ کے متعلق پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے میں نے انہیں ان کی اصلی شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا۔

ام المومنین کے اس استدلال کا جواب:

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قرآن مجید کی آیۃ مبارکہ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ کے تحت فرمانا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے یہ صحیح ہے اور بلاشبہ صحیح ہے مگر اس روایت میں کہیں یہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں نے رب کا دیدار نہیں کیا یہ ام المومنین کا از خود استدلال ہے حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیدار الٰہی بھی کیا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی ان کی اصلی شکل میں دیکھا ہے جہاں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے کا ذکر ہے وہ سورہ تکویر پارہ نمبر 30 میں ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنَ اور جہاں دیدار الٰہی کا ذکر ہے وہاں وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی کے الفاظ ہیں (پ 27 سورۃ نجم) آسمان اور زمین کے افق کو افق مبین تو کہہ سکتے ہیں افق اعلیٰ نہیں افق اعلیٰ وہ مقام ہوگا جو تمام آفاق سے بلند تر یعنی فلک الافلاک کا کنارہ اسی لئے امام نووی شارع مسلم کا قول ہی درست ہے کہ شب معراج نفی رویت کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے۔

ام المومنین کے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ سے استدلال نفی رویت کا دوسرا جواب:

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ سے نفی رویت کا استدلال کیا ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں کیا ادراک کی نفی رویت کی نفی ہے آئیں دیکھیں اس بارے میں آئمہ محدثین کی کیا رائے ہے۔

(1) شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص265 میں معراج کے ذکر کے تحت روایت باری تعالیٰ کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے ام المومنین کے اس آیۃ مبارکہ سے لاتدرکہ الابصار سے نفی رویت کے جواب کے تحت رقمطراز ہیں ادراک اخص ہے رویت سے تو ادراک کی نفی سے رویت کی نفی نہیں ہوتی ادراک حقیقت کی معرفت ہوتی ہے اور یہ منفی ہے جس طرح کہ کوئی چاند کو دیکھتا ہے لیکن اس کی حقیقت اور کنہ ماہیت کو ادراک نہیں کرتا اور کچھ یوں ہے کہ ادراک احاطہ ہے اور احاطت کے نہ ہونے سے رویت کی نفی نہیں ہوتی جیسے کہ علم کی عدم احاطت کے باعث عدم علم لازم نہیں آتا۔

امام محمد بن یوسف صالحی شامی اپنی کتاب سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 57 میں فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْاِدْرَاكِ اَلْاِحَاطَةُ فَلَانَفْىَ فِيْهَا لِمُطْلَقِ الرُّؤْيَةِ۔ ادراک سے مراد احاطت ہے پس اس میں مطلق رویت کی نفی نہیں ہے۔

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا مسلم شریف جلد اوّل ص 117 میں باب هَلْ رَأَالنَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَبَّهٗ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ کے تحت ام المومنین کے آیۃ مبارکہ لَاتُدْرِکُہُ الابصار سے استدلال کے جواب میں رقمطراز ہے فَاَمَّا اِحْتَجَاجُ عَآئِشَةَ بِقَوْلِ اللّٰهِ لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ فَجَوَابُهٗ ظَاهِرٌ فَاِنَّ الْاِدْرَاكَ هُوَ الْاِحَاطَةُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى لَايُحَاطُ بِهٖ وَاِذْ وَرَدَ النَّصُّ بِنَفْيِ الْاِحَاطَةِ لَايَلْزِمُ مِنْهُ نَفْىُ الرُّؤْيَةِ بِغَيْرِ اِحَاطَةٍ۔ بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلیل کا جواب تو ظاہر ہے کہ پس بیشک ادراک وہ احاطہ ہے اور اللہ تبارک کی ذات اقدس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا (اور نہ ہی اس کی صفات عالیہ کا احاطہ ہوسکتا ہے) اور جب نص قطعی سے احاطہ کی نفی ہوچکی ہے تو بغیر احاطہ کے رویت کی نفی لازم نہیں ہوتی۔

ام المومنین کا قول حجت نہیں:

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص265 میں رقمطراز ہیں کہ

حضرت امام نووی اور حضرت ابن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار الٰہی نہ ہونے کی نفی کسی مرفوع حدیث کی بنا پر نہیں کی ان کے پاس ایسی کوئی حدیث مبارکہ تھی ہی نہیں اگر ہوتی تو ضرور بیان کرتیں انہوں نے یہ انکار صرف آیۃ مبارکہ **لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ** سے صرف استدلال کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے اس اجتہاد کی مخالفت کئی صحابہ نے کی ہے اور کوئی صحابی اگر کوئی بات کہتا ہے اور دوسرا اصحابی اس کی مخالفت کرتا ہے تو اتفاق اس بات پر ہے کہ ایسا قول حجت نہیں ہوتا۔ جب کہ اس آیۃ کریمہ کی متعدد توجیہات ہیں۔

شرح مسلم:

میں ہے جب ایک صحابی کوئی مسئلہ بیان کرے اور دوسرا اصحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا اور جب صحیح روایات کے ساتھ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج دیدار الٰہی کیا ہے تو ان روایات کو قبول کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیدار کا واقعہ ایسے مسائل سے نہیں جس کو عقل سے مستنبط کیا جا سکے یا اسے ظن سے بیان کیا جا سکے کیونکہ یہ اعتقاد کا مسئلہ ہے یہ صرف اسی صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ کسی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ظن اور قیاس سے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

علامہ معمر بن راشد نے کہا اس مسئلہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اختلاف ہے ام المومنین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ عالم نہیں ہیں (حضرت عبداللہ بن عباس رأس المفسرین کے لقب سے ملقب ہیں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات رویت باری کا اثبات کرتی ہیں جبکہ ام المومنین اس کی نفی کرتی ہیں اور اصول یہ ہے کہ جب مثبت اور منفی روایات میں تعارض ہو تو مثبت روایات کو منفی روایات پر ترجیح دی جاتی ہے۔

(شرح مسلم شریف جلد اوّل ص 117 امام نووی)

نتیجہ بحث:

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان تمام دلائل کو بالتفصیل پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں اَلْحَاصِلُ اَنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ اَكْثَرِالْعُلَمَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنَىْ رَأْسِهٖ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ...... وَهٰذَا مِمَّا لَايَنْبَغِىْ اَنْ يُّشَكَّكَ فِيْهِ۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اکثر علماء کرام کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (مسلم شریف جلد اوّل ص 117 شرح امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا سید انور شاہ کا عقیدہ:

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا سید انور شاہ کشمیری رؤیت باری تعالٰی کے مسئلہ میں مفصل بحث کرنے کے بعد رقمطراز ہیں وَلٰكِنَّهٗ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم تَشَرَّفَ بِرُؤْيَتِهٖ تَعَالٰى وَمَنَّ عَلَيْهِ رَبُّهٗ بِهَاوَكَرَّمَهٗ وَتَفَضَّلَ عَلَيْهِ بِنَوَالِهٖ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ مِنْ اِفْضَالِهٖ فَرَاٰهُ رَاٰهُ كَمَا قَالَ اَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَرَّتَيْنِ اِلَّاىْ اَنَّهٗ رَاٰهُ كَمَا يَرَى الْحَبِيْبُ اِلَى الْحَبِيْبِ وَالْعَبْدُ اِلٰى مَوْلَاهُ لَاهُوَيَمْلِكُ اَنْ يَكُفَّ عَنْهُ نَظْرَهٗ وَلَا هُوَ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّشْخَصَ اِلَيْهِ بَصَرَهٗ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰى۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے اللہ تبارک وتعالٰی نے اس دولت سرمدی سے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو نوازا اور اپنے فضل واحسان سے عزت افزائی فرمائی پس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالٰی کا دیدار کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا جس طرح امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ہے مگر یہ دیدار ایسا تھا جیسے حبیب اپنے حبیب کا دیدار کرتا ہے کہ نہ وہ آنکھیں بند کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ اس میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ ٹکٹکی باندھ کر روئے دلدار کو دیکھتا رہے اللہ تبارک وتعالٰی کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰى۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد نمبر 1 ص 92)

فیض الباری شرح البخاری جلد نمبر 5 ص 403 میں علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث جناب انور شاہ صاحب کشمیری رقمطراز ہیں وَالصَّوَابُ عِنْدَنَا اَنَّهٗ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم رَاٰى رَبَّهٗ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ وَفِىْ قَوْلِهٖ (لاتدركه الابصار) نَفْىٌ لِلْاِحَاطَةِ لَالِنَفْسِ الرُّؤْيَةِ۔ ہمارے نزدیک درست اور حق بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کی رات اپنے رب کا دیدار کیا ہے اور جہاں تک فرمان الٰہی لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا تعلق ہے تو

اس سے احاطہ کی نفی ہوتی ہے نہ کہ دیدار الٰہی کی۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

علامہ سیّد محمد آلوسی البغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ روح المعانی جلد نمبر 14 ص 54 میں زیر آیۃ مبارکہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی فرماتے ہیں عَنْ جَعْفَرَ الصَّادِقِ عَلَیْہِ الرَّضَا اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا قَرُبَ الْحَبِیْبُ غَایَۃَ الْقُرْبِ نَالَتْہُ غَایَۃُ الْھَیْبَۃِ فَلاطَفِہِ الْحَقّ سُبْحَانَہٗ بِغَایَۃِ اللُّطْفِ لِاَنَّہٗ لَاتَتَحَمَّلُ غَایَۃَ الْھَیْبَۃِ اِلَّا بِغَایَۃِ اللُّطْفِ وَذٰلِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی (فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَااَوْحٰی) اَیْ کَانَ مَاکَانَ وَجَرٰی مَاجَرٰی قَالَ الْحَبِیْبُ لِلْحَبِیْبِ مَایَقُوْلُ الْحَبِیْبُ لِحَبِیْبِہٖ وَاَلْطَفَ بِہٖ اِلْطَافَ الْحَبِیْبِ بِحَبِیْبِہٖ وَاَسَرَّاِلَیْہِ مَایُسِرُّ الْحَبِیْبُ اِلٰی حَبِیْبِہٖ فَاَخْفِیَا وَلَمْ یُطْلَعَا عَلٰی سِرِّ ھِمَا اَحَدًا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو (بارہ گاہ الٰہی میں) انتہا درجے کا قرب حاصل ہوا تو انتہا درجے کی ہیبت بھی شامل تھی مگر ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا انتہائی لطف وکرم بھی شامل تھا کیونکہ انتہائی لطف وکرم کے بغیر ھیبت کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے اسی بارے میں فرمان الٰہی ہے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَااَوْحٰی حبیب نے حبیب کو وہ فرمایا جو حبیب حبیب کو کہتا ہے اور لطف وکرم کی وہ نوازشات فرمائیں جو حبیب حبیب پر لطف وکرم کی بارشیں کرتا اور حبیب نے اپنے حبیب کو ایسے ایسے ان اسرار ورموز سے آشنا وآگاہ فرمایا جنہیں سب سے پوشیدہ رکھا کسی پر ظاہر نہیں فرمایا علامہ سید محمد آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روح المعانی جلد نمبر 14 میں اسی صفحہ نمبر 54 پر رقمطراز ہیں وَاَنَا اَقُوْلُ بِرُؤْیَتِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَبَّہٗ سُبْحَانَہٗ وَبِدُنُوِّہٖ مِنْہُ سُبْحَانَہٗ عَلَی الْوَجْہِ اللَّائِقِ۔ اور میں کہتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رحیم وکریم رب کے دیدار سے مشرف ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرب الٰہی نصیب ہوا لیکن اس طرح جیسے اس کی شان کبریائی ہے۔

امام احمد بن حنبل کا کہتے کہتے سانس ٹوٹ جاتا کہ حضور نے رب کریم کو دیکھا:

حَکَی النُّقَّاشُ عَنْ اَحْمَدَبْنِ حَنْبَلْ اَنَّہٗ قَالَ اَنَا اَقُوْلُ بِحَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَیْنِہٖ رَاٰہُ حَتّٰی اِنْقَطَعَ نَفَسَہٗ یَعْنِیْ نَفَسَ اَحْمَدْ۔ حضرت نقاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ حدیث مبارکہ کے تحت کہتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جسمانی آنکھوں سے دیدار الٰہی کیا دیدار الٰہی کیا دیدار الٰہی کیا یہ الفاظ اتنی دفعہ کہتے کہ ان کی

سانس ٹوٹ جاتی۔ (تفسیر روح المعانی جلد نمبر 14 ص 54، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 171، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 266)

دیدار الٰہی کی سترھویں روایت:

حَکٰی ابْنُ اِسْحٰقَ اَنَّ مَرْوَانَ سَاَلَ اَبَاھُرَیْرَۃَ ھَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ؟ فَقَالَ نَعَمْ۔ حضرت ابن اسحٰق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ مروان نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا تو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں (دیدار کیا ہے۔) (الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 171، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 266)

اٹھارھویں روایت:

عَنْ مُّعَاذٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ رَاَیْتُ رَبِّیْ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ (الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 171)

انیسویں روایت:

رَوٰی شَرِیْکٌ عَنْ اَبِیْ ذرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فِیْ تفسیر الآ قَالَ رَاَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَبَّہٗ۔ حضرت شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔(الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 171)

بیسویں روایت:

حَکٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ اَحْمَدَبْنِ حَنْبَل عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ رَاٰہُ ۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ عالیٰ علیہ نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رب کریم کا دیدار کیا ہے۔ (الشفاء قاضی عیاض حصہ اوّل ص 172)

حقیقت یہ ہے کہ جن آنکھوں مبارک کی تعریف مالک کائنات کبھی مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی سے کرے اور کبھی مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی سے کرے اس کی کما حقہ شان کون بیان کرسکتا ہے رہی بات دیدار الٰہی کی تو سب علماء محدثین،

مجتہدین آئمہ کرام اس پر متفق ہیں کہ دیدار الٰہی ممکنات سے ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں سب جانتے ہیں کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اگر محال ہوتا تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار الٰہی کا سوال ہی نہ فرماتے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دیدار کے لئے سوال کرنا ہی ثابت کرتا ہے کہ یہ ممکنات سے ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام جانتے ہیں کہ فلاں چیز ممکن ہے اور فلاں چیز محال وممتنع محال اور ممتنع کے متعلق سوال کرنا درست ہی نہیں لہٰذا وہ ایسا سوال ہی نہیں کرتے۔

تو جب اس پر سب کا اتفاق ہوگیا کہ ممکن ہے تو پھر بحث کیسی اور یہ کہنا نہیں ہوا نہیں ہوسکتا سب نامناسب فضول ہے۔ بندہ ناچیز اس بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں مدارج النبوت سے شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہے۔

معراج شریف تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتم اور اقصٰی مقامات وکمالات سے ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس خصوصیت میں کوئی دوسرا نبی آپ کے برابر نہیں نہ ہی کسی انس وملک کی اس مقام پر گنجائش ہی ہے تو حیرانی اس امر کی ہے کہ اس مقام پر لے جاتے ہیں۔ خلوت خاص میں رسائی ہوتی ہے لیکن اعلیٰ واقصیٰ چیز جو چاہی گئی یعنی دیدار الٰہی وہ نہ کرایا جائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر راضی ہوجائیں گو کمال بندگی اور کبریائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی سطوت کا ادب یہی تقاضا کرتا ہے کہ سوال نہ کریں اور کلام کے ذوق سے ہی مست ہوکر خوشی کا اظہار کریں اور دیدار کی طلب نہ کریں جس طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کیا۔ لیکن وہ کمال محبت اور محبوبیت جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہے وہ کہاں اجازت دیتی ہے کہ ابھی حجاب باقی رہے۔ یہ دولت خواہش کرنے سے ہاتھ نہیں لگتی...... تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ دنیا میں روایت الٰہی کا امکان ہے پھر امکان کے بعد کیا چیز مانع ہوسکتی ہے۔ اور مقام معراج دراصل آخرت سے ہے جو کچھ بھی چیز دیکھنے یا پانے کی آخرت میں ہوتی ہے وہ آپ نے دیکھی اور پالی تاکہ مخلوق کو عین الیقین کے ساتھ دعوت دیں۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 267)

کان مبارک کی سماعت مبارک

ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر شان نرالی افضل واعلیٰ ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے تمام اعضا بھی افضل واعلیٰ وبے مثل وبے مثال ہیں لہٰذا آپ جیسی سماعت وبصارت بھی کسی اور کو حاصل نہیں

کیونکہ اس میں بھی آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بصارت کے متعلق ہم پہلے پڑھ آئے ہیں کہ آپ کی نگاہ مبارک آگے پیچھے دن اور رات روشنی اور اندھیرے میں یکساں دیکھتی تھی دیکھنے میں کوئی چیز آڑ نہ تھی زمین کے نیچے یعنی قبر کے اندر بھی اور سات آسمانوں سے اوپر جنت کو بھی ملاحظہ فرماتی تھی۔ اب ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک کی سماعت مبارک کے متعلق پڑھتے ہیں کہ کانوں کی سماعت مبارک کی شان کیا تھی۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنِّیْ اَریٰ مَالاَ تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالاَ تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَاءَ اَطَّتْ وَحَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ لَیْسَ فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلاَّوَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَااَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلاً وَلَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُم بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے ایسا کرنا چاہیے آسمان میں کہیں بھی چار انگشت جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی جبین نیاز جھکائے بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز نہ ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو گے زیادہ روؤں گے نرم بستروں پر عورتوں سے لذت اندوزی چھوڑ دو گے اور بارگاہ خداوندی میں محو دعا رہنے کے لئے گھاٹیوں میں جا بسیرا کرو گے۔ (ترمذی شریف جلد نمبر 2 ص 55، مشکوٰۃ شریف ص 457، مستدرک جلد نمبر 3 ص 113، ابن ماجہ ص 319، حجۃ اللہ علی العلمین ص 684، دلائل النبوت ابونعیم ص 263، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 113، شفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 126، زرقانی علی المواھب جلد نمبر 4 ص 89)

دوسری روایت:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم وہ کچھ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں تو کوئی چیز سنائی نہیں

دے رہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں اس چرچراہٹ کی وجہ سے اس پر ملامت نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس میں ایک بالشت بھر بھی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو یا قیام میں نہ ہو۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص684، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص113، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 27)

یہ تو ذکر تھا ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانوں کی آواز سننے کا اب زمین کے اندر کی آواز سننے کا ذکر پڑھتے ہیں۔

عذاب قبر کا سننا:

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَقَدْوَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِھَا۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آواز سنی تو فرمایا یہودی اپنی قبروں میں عذاب دیئے جارہے ہیں۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص184، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص394، مشکوٰۃ شریف ص536)

دوسری روایت:

عَنْ زَیْدِبْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَیْنَارَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فِیْ حَائِطٍ لِبَنِی النَّجَّارِ عَلٰی بَغْلَةٍ لَّهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ اِذْحَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِیْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْخَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ یَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِقَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰی مَاتُوْا قَالَ فِی الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰی فِیْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِالَّذِیْ اَسْمَعُ مِنْهُ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک خچر بدکا قریب تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گرادیتا وہاں پانچ چھ قبریں تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

ہمیں فرمایا ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں (پہچانتا ہوں) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کب فوت ہوئے تھے؟ اس نے عرض کیا زمانہ شرک میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ گروہ قبروں میں عذاب میں مبتلا ہیں اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا کہ اس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 394، مشکوٰۃ شریف ص 25، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 199، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 27)

تیسری روایت:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا نَبِيُّ اللّٰهِ فِيْ نَخْلٍ لَنَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهٖ قَالَ وَبِلَالٌ يَمْشِيْ وَرَاءَهٗ يُكْرِمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم اَنْ يَّمْشِيَ اِلٰى جَنْبِهٖ فَمَرَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم بِقَبْرٍ فَقَامَ حَتّٰى تَمَّ اِلَيْهِ بِلَالٌ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ قَالَ مَا اَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ صَاحِبُ الْقَبْرِ يُعَذَّبُ قَالَ: فَسُئِلَ عَنْهُ فَوَجَدَهٗ يَهُوْدِيًّا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارا باغ جو حضرت ابوطلحہ کا تھا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپ حاجت کے لئے تشریف لے گئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام میں آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک قبر پر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں رکے حتیٰ کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے پاس ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلال! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے جو میں سن رہا ہوں کیا تو بھی سن رہا ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے تو کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا ارشاد فرمایا اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قبر والے کے متعلق معلوم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی کی قبر تھی۔ (مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 197)

سیدنا حضرت موسیٰ اور سیدنا حضرت یونس علیہما السلام کو تلبیہ پڑھتے سنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله تعالىٰ عنهما قَالَ سَمِعَ رَسُوْلِ اللّٰه صلى الله تعالىٰ عليه و آله

وسلم بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِ الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْأً لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوٗدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُوَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَّةِ مَارًا بِهٰذَا لْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى آتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْ هَرْشٰى اَوْلِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عليه السلام عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ لِيْفٌ خُلْبَةٌ مَارًا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منور کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے ہم ایک وادی سے گذرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا یہ وادی ازرق ہے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گویا کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھ رہا ہوں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رنگ بیان فرمایا اور ان کے بالوں کی کیفیت بھی بیان فرمائی جو راوی داؤد کو یاد نہیں رہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈالی ہوئی ہیں اور تلبیہ (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) پڑھتے ہوئے وادی سے گذر رہے ہیں۔ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں پھر ہم وہاں سے چل کر ایک اور وادی میں پہنچے تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یہ وادی ھرشی ہے یالفت وادی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گویا کہ میں یونس (علیہ السلام) کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اونی جبہ پہنے ہوئے ہیں ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ہے اور وہ اس وادی سے تلبیہ (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ) پڑھتے ہوئے گذر رہے ہیں۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 94 کتاب الایمان باب الاسراء، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 334، ابن ماجہ ص 213، بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 210)

بخاری شریف جلد اول ص 210 میں یہ الفاظ ہیں اَمَّا مُوْسٰی كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ۔

سبق:

بخاری، مسلم اور مسند احمد کی ان روایات سے ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بصارت وسماعت

دونوں کی حددرجہ افضیلت و بے مثل معلوم ہونے سے مومنوں کے ایمان کو مزید جلا نصیب ہوئی پہلے اوپر ہم پڑھ آئے ہیں کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کی آوازوں اور قبروں کے عذاب کے آوازوں کو سنتے تھے اور بخاری ومسلم اور مسند احمد کی ان روایات سے معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا حضرت یونس علیہ السلام کو گذرتے ہوئے وادی ازرق اور وادی ھرشیٰ میں دیکھا بھی اور ان کا تلبیہ کا پڑھنا سنا بھی جس سے معلوم ہوا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک زمینوں آسمانوں ہر جگہ کی ہر آواز سنتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم جیسے غلاموں کے صلاۃ وسلام اور آہ وفریاد کو بھی سن کر ہمارے دلوں کو چین وقرار اور ایمانوں کو جلا بخشتے ہیں کیوں نہ ہو وہ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْم اور وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن کے تاج والے ہیں خود مالک کائنات رب العلمین نے ان کی شان میں فرمایا ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْر سبحان اللہ کیا شان سماعت ہے قربان جائیں ان کان مبارک کی عظمت کے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب کہا۔

دورو نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

لعاب مبارک

لعاب مبارک سے کھانے میں برکت:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَ ضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَآؤا النَّبِیَّ صلی الله تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لَّانَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَالنَّبِیُّ صلی الله تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَلْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَاتُ اِلٰی اِمْرَاَتِیْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ بِالنَّبِیِّ صلی الله تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خَمْصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍوَلَنَا بُهْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَعَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِی الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ صلی الله تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَاوَطَحَنَتْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالْ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِیُّ صلی الله تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم يَااَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًّا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تُخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰی اَجِيْءَ وَجَآءَ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِیْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكَ وَاَقْدِحِیْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِااللّٰهِ لَاَكُلُوْا حَتّٰی تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِیَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم خندق کے دن کھدائی کرر ہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ سخت پتھر خندق میں سامنے آ گیا ہے (جوٹوٹنے میں نہیں آ رہا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں (اسے توڑنے کے لئے خندق میں اترتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اٹھے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا (بوجہ بھوک) بطن مبارک پتھر سے بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ چکھنے کی کوئی چیز نہیں چکھی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کدال پکڑی پتھر پر ماری تو پتھر ریگ رواں بن گیا پس میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور

اس سے پوچھا کیا تیرے پاس (کھانے کے لئے) کوئی چیز ہے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شدت بھوک کو دیکھا ہے تو میری بیوی نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (واضح ہو صاع چار کلو کا ہوتا تھا) جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی ایک پٹھیا تھی میں نے اسے ذبح کیا میری بیوی نے جو پیس دیئے حتیٰ کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا میں نے چپکے سے سرگوشی کی صورت میں عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں حضور آپ بھی (کھانے کے لئے) تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ چھوٹی سی جماعت بھی آ جائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے آؤ چلیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (مجھے) فرمایا اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹا کی روٹی بھی پکانا شروع نہ کرنا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (صحابہ کرام سمیت ہمارے ہاں) تشریف لائے میری بیوی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آٹا پیش کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آٹا میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کے لئے دعا بھی فرمائی پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں بھی لعاب مبارک ڈالا پھر ارشاد فرمایا روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو اور اسے نہ اتارو۔ مجاہدین صحابہ کرام کی تعداد ایک ہزار تھی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سب نے کھانا کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسے ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا جیسا کہ تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 589، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 186، مشکوٰۃ شریف ص 532، دلائل النبوت للبیہقی جلد نمبر 3 ص 333، مستدرک جلد نمبر 3 ص 252)

اس واقعہ میں لعاب مبارک کی برکات ملاحظہ ہو:

اس واقعہ میں بظاہر یہ ہے کہ لعاب مبارک کی برکت سے طعام میں برکت ہوگئی کہ چار کلو جو کا آٹا اور چھوٹے سے بکری کے بچے کا گوشت ایک ہزار سے کہیں زیادہ لوگوں نے سیر ہو کر کھایا مگر وہ اسی طرح کا اسی طرح اتنا ہی رہا اس میں کوئی کمی نہ ہوئی مگر حقیقتاً اس واقعہ میں لعاب مبارک کی برکات بہت زیادہ بے مثال ہیں مثلاً سالن میں گھی، گوشت، نمک، مرچ پانی سب میں لعاب مبارک کی برکت سے برکت آ گئی اور روٹی کے لئے آٹے میں برکت آ گئی یہ صرف لعاب

مبارک کی برکت تھی ورنہ کئی دیگیں اتنے ہجوم کے لئے پکانا پڑتیں۔

آنکھوں میں لعاب مبارک لگا تو آنکھوں کو شفا:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَّجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کُلُّهُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاهَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْهِ قَالَ وَاَرْسِلُوْا اِلَیْهِ فَاُتِیَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فِیْ عَیْنَیْهِ فَبَرَاَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّایَةَ۔

حضرت سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ اللہ تبارک وتعالیٰ فتح دے گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سب حاضر ہوئے، ہر ایک یہ آس لگائے ہوا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی بن ابوطالب کہاں ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے (واضح ہو سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس وقت آنکھوں میں شدید تکلیف تھی اتنی تکلیف تھی کہ دیگر صحابہ کرام انہیں پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں لے کر آئے آنکھیں کھول کر انہیں چلنا دشوار تھا اسی وجہ سے فجر کی نماز بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا نہ کر سکے تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی بن ابوطالب کہاں ہیں) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا انہیں بلاؤ چنانچہ وہ لائے گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا (لعاب مبارک لگتے ہی) ان کی آنکھیں ایسی تندرست ہوگئیں جیسے انہیں کچھ تکلیف تھی ہی نہیں۔ پس انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 525، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 287، مشکوٰۃ شریف ص 563، سبل الھدیٰ والرشاد

جلد نمبر 2 ص 32، مستدرک جلد نمبر 3 ص 259، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 154، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 768، جواھر البحار جلد نمبر 3 ص 134، حجۃ اللہ علی العلمین ص 425، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم ص 208، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص 401، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 54)

لعاب مبارک کی برکت سے نابینا کی بینائی لوٹ آئی:

عَنْ حَبِيْبِ بْنِ فُدَيْكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھما اِنَّ اَبَاهُ خَرَجَ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَعَيْنَاهُ مُبْيَضَّتَانِ لَايُبْصِرُ بِهِمَا شِيْئًا فَسَأَلَهٗ مَااَصَابَهٗ؟ قَالَ اِنِّیْ كُنْتُ اَمَرِّنُ جَمَلاً لِّیْ فَوَقَعتْ رِجْلِیْ عَلٰی بَيْضِ حَيَّةٍ فَاُصِيْبَ بَصَرِیْ فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فِیْ عَيْنَيْهِ فَاَبْصَرَ قَالَ فَرَاَيْتُهٗ يُدْخِلُ الْخَيْطَ فِی الْاِبْرَةِ وَاِنَّهٗ لِابْنِ ثَمَانِيْنَ وَاِنَّ عَيْنَيْهِ لَمُبْيَضَّتَانِ۔

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ ان کی آنکھیں بالکل سفید ہو چکی تھیں ان سے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا (وہ بالکل نابینا ہو چکے تھے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اس کی آنکھوں کو کیا ہوا میرے والد نے عرض کیا میں اپنے اونٹوں کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر آ گیا جس سے میری بینائی جاتی رہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آنکھوں میں اپنا لعاب مبارک تھتکار دیا جس سے اس کی بینائی لوٹ آئی (اس کی برکت سے) میں نے دیکھا کہ اسی سال کی عمر میں بھی وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے جب کہ ان کی آنکھیں سفید تھیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 424، دلائل النبوت ابونعیم ص 277، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 616، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 150، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 4 ص 25، دلائل النبوت اصبہانی جلد نمبر 1 ص 202، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص 445، الاحاد والثانی للشیبانی جلد نمبر 5 ص 91)

حضرت رفاعہ کی آنکھ لعاب مبارک کی برکت سے صحیح ہوگئی:

حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رُمِيْتُ بِسَهْمٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَفُقِئَتْ عَيْنِیْ فَبَصَقَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَمَا آذَانِیْ مِنْهَا شَيْئٌ۔ جنگ بدر کے دن مجھے تیر لگا جس نے

میری آنکھ پھوڑ دی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن لگایا اور میرے لئے دعا بھی فرمائی جس سے میری تکلیف بالکل رفع ہوگئی۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص 79، متدرک جلد نمبر 3 ص 258، الاوسط لطبرانی جلد نمبر 1 ص 59، مسند بزار جلد نمبر 9 ص 181، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص 82)

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنھا کو غیب سے آواز سنائی دی:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میرے خاوند اور دیگر رشتہ داروں نے مجھے کہا حلیمہ! بہتر یہی ہے کہ اب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے دادا عبدالمطلب کے حوالے کر دیا جائے چنانچہ ان کے مشورہ پر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس چھوڑنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئی تو منادی کو یہ کہتے ہوئے سنا! اے سرزمین بطحا تجھے مبارک ہو کہ آج نور یقین، حسن و جمال دین، کمال بلندی و اقبال اور عزت و جلال تیری طرف لوٹ رہا ہے اور اب ابد الا باد تک تمام آلام و مصائب اور کفر و ظلمت مٹ جائیں گے۔

بروز قیامت سب جنتیوں کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا:

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَاتُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے رب کو ظاہر ظہور دیکھو گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر مبارک اٹھائی (اور ہمیں فرمایا) تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو تم اس کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 1106، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 120، مشکوۃ شریف ص 500)

قابل غور ہے کہ جب بروز قیامت مومنوں کو اپنے رحیم و کریم رب کا ظاہر ظہور دیدار ہوگا جیسے دنیا میں چاند کو ظاہر باہر دیکھتے ہیں تو جو مالک کائنات قیامت میں دیدار کرا سکتا ہے اور مومن کرسکیں گے وہ جب چاہے جیسے چاہے اس دنیا میں بھی دیدار کرا سکتا ہے اور اس نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شرف دیدار سے نوازا بھی۔

لعاب مبارک کی برکت صدیق اکبر سے زہر کا اثر ختم ہوگیا:

گھپ اندھیری رات ہے ہو کا عالم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لئے ہجرت فرمانے کی غرض سے غار ثور کی طرف تشریف لے جارہے ہیں یہ غار جس بلند پہاڑی کی چوٹی پر ہے وہ پہاڑی اس وقت مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھی جب اس غار یعنی غار ثور کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَاللّٰهِ لَاتَدْخِلْهُ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَكَ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْئٌ اَصَابَنِيْ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ۔ واللہ آپ اس غار میں داخل نہ ہوں جب تک پہلے میں داخل نہ ہو جاؤں اگر اس غار میں کوئی موذی چیز ہو تو اس سے مجھے ایذا پہنچے آپ محفوظ رہیں۔

فَدَخَلَ فَكَسَحَهٗ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهٖ ثُقْبًا فَشَقّٰی اِزَارَهٗ وَسَدَّ هَابَهٗ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم وَوَضَعَ رَأْسَهٗ فِيْ حَجْرِهٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَقَالَ مَالَكَ يَاَبِيْ بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَذَهَبَ مَايَجِدُهٗ۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غار میں داخل ہوئے اسے صاف کیا اور اس کے ایک کنارہ میں سوراخ پایا آپ نے تہبند پھاڑا اور بلند کیا۔ (جہاں جہاں بھی سوراخ تھے چادر پھاڑ پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کرتے گئے مگر) دو سوراخ باقی رہ گئے ان کے سامنے اپنے پاؤں رکھ دیئے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا تشریف لایئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھ کر سو گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو ڈس لیا گیا (جس سوراخ کے سامنے پاؤں رکھ کر اسے بند کیا تھا اس سوراخ سے سے پاؤں ڈسا گیا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس

خوف سے کہ کہیں (حرکت کرنے سے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل واقع نہ ہو جائے بالکل حرکت نہ کی (مگر درد کی شدت سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے) اور ان کے آنسو کے قطرے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر گرے (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے) اور فرمایا اے ابوبکر! تجھے کیا ہوا عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں ڈس لیا گیا ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں اپنا لعاب مبارک لگا دیا تو جو تکلیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہو رہی تھی وہ رفع ہو گئی۔ ہاں وقت وصال سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس زہر کا اثر پھر لوٹ آیا تا کہ شہادت کے درجہ سے سرفراز ہو جائیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص556، ضیاء النبی جلد سوم ص64، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص48)

لعاب مبارک لگانے سے کٹا ہوا بازو ساتھ جڑ گیا:

عَنْ خُبَيْبِ بْنِ يَسَافٍ رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ النَّبِیِّ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم مَشْهَدًا فَاَصَابَتْنِیْ ضَرْبَةٌ عَلٰی عَاتِقِیْ فَتَعَلَّقَتْ يَدِیْ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فَتَفَلَ فِيْهَا وَاَلْزَقَهَا فَالْتَاَمَتْ وَبَرَ اَقْتَلْتُ الَّذِیْ ضَرَبَنِیْ۔

حضرت خبیب بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں حاضر تھا کہ میرے کندھے پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا بازو لٹک گیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بازو پر اپنا لعاب مبارک لگا کر اسے اس کی جگہ پر جوڑ دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت سے مجھے فوراً شفا مل گئی پھر میں نے اس کافر کو قتل کر دیا جس نے مجھے تلوار ماری تھی۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 154، حجۃ اللہ علی العلمین ص428، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص116، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص282، دلائل النبوۃ اصبھانی جلد نمبر 1 ص109)

لعاب مبارک لگتے ہی جلا ہوا ہاتھ فوراً صحیح ہو گیا:

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ حاطِبٍ عَنْ اُمِّهٖ اُمِّ جَمِيْلٍ بِنْتِ الْمُجَلَّلْ قَالَتْ اَقْبَلْتُ بِكَ مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَةِ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ مَعَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰی لَيْلَةٍ اَوْلَيْلَتَيْنِ طَبَخْتُ لَكَ طَبِيْخًا فَفَنَی الْحَطَبُ فَخَرَجْتُ

اَطْلُبُهٗ فَتَنَاوَلْتُ الْقِدْرَ فَانْكَفَأَتْ عَلٰى ذِرَاعِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَيْتُ بِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ لِلّٰهِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ سَمَّيَ بِكَ فَمَسَحَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِكَ وَدَعَالَكَ بِالْبَرَكَةِ وَتَفَلَ فِيْ فِيْكَ ثُمَّ جَعَلَ يَتْفُلُ عَلٰى يَدَيْكَ وَيَقُوْلُ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقْماً قَالَتْ مَاقُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰى بَرَأَتْ يَدُكَ۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (مجھے) کہا میں تجھے لے کر حبشہ سے (ہجرت کر کے) مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئی جب میں مدینہ منورہ سے ایک یادوراتوں کے فاصلہ پر تھی میں نے ایک جگہ تمہارے لئے کھانا پکانا شروع کیا۔لکڑیاں ختم ہوگئیں تو میں لکڑیاں لینے نکل گئی تم نے ابلتی ہوئی ہنڈیا اٹھالی جو تمہارے بازو پر الٹ گئی (جس سے ہاتھ جھلس گیا) میں تمہیں لے کر مدینہ منورہ پہنچی تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ محمد بن حاطب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے یہ پہلا بچہ ہے جس کا نام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر رکھا گیا ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے سر پر دست شفقت پھیرا برکت کے لئے دعا فرمائی اور تیرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا پھر تیرے ہاتھوں پر تھتکارنے لگ گئے اور ساتھ ہی یہ الفاظ زبان اقدس پر تھے اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ لَايُغَادِرُ سَقْماً۔ (اے لوگوں کے پروردگار اس کی تکلیف کو دور فرمادے اور اسے شفا عطا فرمادے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری ہی طرف سے شفا ہے ایسی شفا عطا فرما کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔

میری والدہ فرماتی ہیں پھر میں تجھے لے کر ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس سے اٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے ہاتھ بالکل درست ہو چکے تھے۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 151، دلائل النبوت ابونعیم ص 277، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 283، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 115، حجۃ اللہ علی العلمین ص 428، صحیح ابن حبان جلد نمبر 7 ص 242، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 24 ص 363، التاریخ الکبیر للبخاری جلد نمبر 1 ص 718، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 558، مستدرک جلد نمبر 4 ص 430، مسند ابوداؤد طیالسی جلد نمبر 1 ص 165)

زخم پر پھونک لگائی اور دست اقدس رکھا تو زخم کا نام ونشان نہ رہا:

عَنْ شَرَحْبِیْلَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَبِکَفِّیْ سَلْعَۃٌ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ھٰذِہِ السَّلْعَۃُ قَدْاٰذَتْنِیْ تَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ قَائِمِ السَّیْفِ اَنْ اَقْبِضَ عَلَیْہِ عِنَانَ الدَّابَّۃِ فَقَالَ اُدْنُ مِنِّیْ فَدَنَوْتُ مِنْہُ فَقَالَ لِیْ اِفْتَحْ کَفَّکَ فَفَتَحْتُھَا ثُمَّ قَالَ اِقْبِضْھَا فَقَبَضْتُھَا ثُمَّ قَالَ اُدْنُ مِنِّیْ فَدَنُوْتُ مِنْہُ فَقَالَ اِفْتَحْھَا فَفَتَحْتُھَا فَنَفَثَ فِیْ کَفِّیْ وَوَضَعَ کَفَّہٗ عَلَی السَّلْعَۃِ فَمَازَالَ یَطْحَنُھَا بِکَفِّہٖ حَتّٰی رَفَعَھَا عَنْھَا وَمَا اَدْرِیْ اَیْنَ اَثَرُھَا۔

حضرت شرحبیل الجعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر زخم تھا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاتھ پر ایک زخم ہے کہ اگر میں تلوار کو پکڑتا ہوں تو اس زخم کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور اگر کسی جانور کی لگام کو پکڑتا ہوں تو یہ زخم مجھے اذیت دیتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا میرے قریب ہوجا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوگیا فرمایا اپنی ہتھیلی کو کھول دے میں نے اسے کھول دیا فرمایا اسے بند کردے میں نے اسے بند کردیا تو پھر فرمایا میرے اور قریب ہوجا میں آپ کے اور قریب ہوگیا پھر فرمایا اسے کھول دے پس میں نے اسے کھول دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری اس (زخمی) ہتھیلی پر پھونک ماری اور اپنا دست اقدس میرے اس زخم پر رکھ دیا اور اپنے دست اقدس سے اس زخم کو ملتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے اپنا دست اقدس اٹھایا تو وہاں زخم کا نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص153، حجۃ اللہ علی العلمین ص428، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص116، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص283، الکبیر للطبرانی جلد نمبر 7 ص306، تاریخ کبیر للبخاری جلد نمبر 4 ص250، مجمع الزوائد جلد نمبر 8 ص298)

لعاب مبارک کی برکت سے قریب المرگ شفایاب ہوگیا:

رویٰ ابونعیم اِنَّ عَامِرَبْنَ مَالِكٍ اَصَابَہٗ اِسْتَسْقَا فَبَعَثَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَاصِدًا یَلْتَمِسُ مِنْہُ الدُّعَاءَ وَاَنْ یَّشْفِیَہُ اللّٰہُ بَبَرَکَتِہٖ فَاَخَذَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ

وسلم بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ حَثْوَةً مِنَ الْاَرْضِ فَتَفَلَ عَلَيْهَا ثُمَّ اَعْطَا هَارَسُوْلَهٗ فَاَخَذَهَا مُتَعَجِّباً يَظُنُّ اَنَّهٗ صلى الله تعالىٰ عليهِ و آله وسلم هَزٰى بِهٖ فَاَتَاهُ بِهَا وَهُوَ عَلٰى شَفَاَیْ قُرْبَ مِنَ الْمَوْتِ فَشَرِبَهَا بَعْدَاَنْ وَضَعَهَا فِیْ مَاءٍ فَشَفَاهُ اللّٰهُ بِبَرَکَتِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم۔

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرض استسقا کی شکایت ہوگئی انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک قاصد بھیجا تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شفا کے لئے دعا کی التماس کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اسے شفا عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے ایک ڈھیلا لے کر اس پر تھوکا اور اسے اس کے قاصد کو دے دیا۔ قاصد نے تعجب سے اسے لیا مگر اسے خیال ہوا کہ شاید اس سے استہزاء کیا گیا ہے وہ واپس مریض کے پاس اس وقت پہنچا جب اسے محسوس ہوا کہ وہ قریب المرگ ہے اس نے (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے ہوئے اس) ڈھیلے کو پانی میں ڈال کر اسے پلایا تو اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فوراً اسے شفا عطا فرمادی۔ (اور وہ بالکل تندرست ہوگیا) (حجۃ اللہ علی العلمین ص431، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص282، خصائص کبریٰ جلد نمبر2 ص118، مدارج النبوت جلد نمبر1 ص305)

لعاب مبارک کی برکت سے حضرت سلمہ کی پنڈلی کا زخم ختم ہوگیا:

عَنْ يَزِيْدِبْنِ اَبِیْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِیْ سَاقِ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَااَبَا مُسْلِمٍ مَاهٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِیْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلْمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صلى الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ۔

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (واضح ہو حضرت یزید بن عبید تابعی ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ کے استاذ ہیں امام بخاری کے استاذ مکی بن ابراھیم ہیں اور ان کے استاذ یہ یزید بن عبید ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا اے ابومسلم! یہ چوٹ کیسی ہے انہوں نے فرمایا یہ چوٹ مجھے غزوہ خیبر کے دن لگی تھی لوگوں نے تو (اس وقت) کہا سلمہ شہید ہوگئے۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

تین دفعہ اپنا لعاب مبارک میری پنڈلی پر تھتکارا تو میں (اس وقت سے لے کر) آج تک اس کی تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص605، مشکوۃ شریف ص533، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 192، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص763، حجۃ اللہ علی العلمین ص425)

جس زخم کے علاج سے طبیب تھک گئے تھے لعاب مبارک سے وہ بھی ختم ہو گیا:

محمد بن ابراھیم بیان فرماتے ہیں کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَتٰی بِرَجُلٍ بِرِجْلِهٖ قَرْحَةٌ قَدْاَعْيَتْ عَلَى الْاَطِبَّاءِ فَوَضَعَ اِصْبَعَهٗ عَلٰى رِيْقِهٖ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَ الْخِنْصَرِفَوَضَعَ اِصْبَعَهٗ عَلَى التُّرَابِ ثُمَّ رَفَعَهَا فَوَضَعَهَا عَلَى الْقَرْحَةِ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ رِيْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا لِيُشْفِيَ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے پاؤں میں ایک ایسا پھوڑا تھا جس کے علاج سے بڑے طبیب عاجز آ گئے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک پر اپنا لعاب مبارک لگایا پھر اپنی اس انگشت مبارک کو مٹی پر رکھا پھر مٹی سے اٹھا کر اسے اس شخص کے زخم پر رکھا اور ساتھ ہی یہ دعا مانگی بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ رِيْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا لِيُشْفِيَ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 147، حجۃ اللہ علی العلمین ص428، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص115)

لعاب مبارک کی برکت سے نسیان کا مرض جاتا رہا اور حافظہ تیز ہو گیا:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سُوْءَ حِفْظِيْ لِلْقُرْآنِ قَالَ ذٰلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهٗ خِنْزَبْ اُدْنُ مِنِّيْ يَاعُثْمَانَ ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فَمِيْ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ كَتِفَيَّ فَقَالَ يَاشَيْطَانُ اُخْرُجْ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُ شَيْئًا بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا حَفِظْتُهٗ۔

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے سوء حفظ کی شکایت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے اے عثمان! میرے قریب آ پھر محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اپنا دست اقدس بھی میرے سینے پر رکھا جس سے میں نے اپنے سینے میں پیاری ٹھنڈک کو پایا اور پھر فرمایا اے شیطان عثمان کے سینے

سے نکل جا حضرت عثمان فرماتے ہیں اس کے بعد میں جو بھی سنتا وہ مجھے یاد ہو جاتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص426، دلائل النبوت ابونعیم ص277)

کلی مبارکہ والا پانی پینے سے گونگا اور دیوانہ بچہ سب سے زیادہ عقلمند ہو گیا:

عَنْ اُمِّ جُنْدَبٍ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اتَّبَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا بِهٖ بَلَاءٌ لَايَتَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِئْتُوْنِيْ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَاءِ فَاُتِيَ بِمَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ اَعْطَاهَا فَقَالَ اِسْقِهٖ مِنْهُ وَصُبِّيْ عَلَيْهِ مِنْهُ وَاَسْتَشْفِيْ اللّٰهَ لَهٗ قَالَتْ فَلَقِيْتُ الْمَرْأَةَ مِنَ الْحَوْلِ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْغُلَامِ فَقَالَتْ بَرِئَ وَعَقَلَ عَقْلًا لَّيْسَ كَعُقُوْلِ النَّاسِ۔

حضرت ام جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قبیلہ بنو خثم کی ایک عورت اپنا بچہ لئے چلی آ رہی تھی وہ بچہ آسیب زدہ بھی تھا اور گونگا بھی تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کچھ پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس دھوئے پھر اس پانی میں کلی فرمائی پھر وہ پانی اس عورت کو عطا فرما دیا اور اسے فرمایا اس سے کچھ پانی اسے پلاؤ اور کچھ اس کے اوپر انڈیل دو اور میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کے لئے شفا طلب کرتا ہوں۔ حضرت ام جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس عورت کے پاس گئی تو میں نے اس سے اس بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا وہ شفایاب ہو گیا ہے اور وہ دوسرے لوگوں سے کہیں زیادہ عقلمند ہے۔

(ابن ماجہ ص260، حجۃ اللہ علی العلمین ص428، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص64، دلائل النبوت ابونعیم ص276، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص283، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص436)

پیدائشی بیمار بچہ لعاب مبارک کی برکت سے بالکل تندرست ہو گیا:

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِلَى الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّهَا حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِبَطْنِ الرَّوْحَاءِ نَظَرَ اِلٰى اِمْرَأَةٍ تَؤُمُّهُ فَحَبَسَ رَاحِلَتَهٗ لَمَّا دَنَتْ مِنْهُ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا اِبْنِيْ مَااَفَاقَ مِنْ يَّوْمِ وَلَدْتُّهٗ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا فَاَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنْهَا وَوَضَعَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَدْرِهٖ وَوَاسِطَةِ الرَّحْلِ ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ وَقَالَ اُخْرُجْ يَاعَدُوَّاللّٰهِ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ نَاوَلَهَا اِيَّاهُ وَقَالَ خُذِيْهِ فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے بطن روحا میں پہنچے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک عورت آپ کی جانب آ رہی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری روک لی جب وہ قریب آئی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے اور یہ پیدائش کے وقت سے بیمار ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے اس بچے کو لے لیا اور اسے اپنے سینہ اطہر اور کجاوہ کے درمیان بٹھالیا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا اے دشمن خدا نکل جا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں پھر بچہ اس عورت کو واپس دیتے ہوئے فرمایا اسے لے جا اب اسے کوئی خطرہ نہیں۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 60، حجۃ اللہ علی العلمین ص 427، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص 435)

لعاب مبارک اور دعا کی برکت سے حضرت ابوقتادہ کا زخم بھی ٹھیک ہوگیا اور وہ ستر سال کی عمر میں بھی پندرہ سال کے لگتے تھے:

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اَدْرَكَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم يَوْمَ ذِيْ قَرْدٍ فَنَظَرَ اِلَيَّ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ وَقَالَ اَفْلَحَ وَجْهَكَ قَتَلْتَ مَسْعَدَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا هٰذَا الَّذِيْ بِوَجْهِكَ ط قُلْتُ سَهْمٌ رُمِيْتُ بِهٖ قَالَ فَادْنُ مِنِّيْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَبَصَقَ عَلَيْهِ فَمَا ضَرَبَ عَلَيَّ قَطُّ وَلَا قَاحَ وَمَاتَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَكَاَنَّ ابْنُ خَمْسَةَ عَشَرَ سِتَّةٌ ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پالیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظر فرمائی اور فرمایا اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بالوں میں اور کھال میں برکت عطا فرما اور مجھے فرمایا تیرے چہرے کو فلاح حاصل ہوگیا تو نے مسعدہ کو قتل کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا تیرے چہرہ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا تیر لگ گیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے قریب ہوجا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کے قریب ہوگیا آپ نے اس پر اپنا

لعاب مبارک لگایا اس کے بعد کبھی بھی میرے چوٹ نہیں لگی اور نہ پیپ پیدا ہوئی۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر سال کی عمر میں انتقال فرمایا مگر ایسے لگتے تھے گویا پندرہ سال کے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص426، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص416، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص101، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص9، ضیاء النبی جلد نمبر 5 ص107)

غزوہ ذی قرد کی وجہ اور انجام:

یہ غزوہ چھ ہجری میں واقعہ ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ قبیلہ بنی غطفان کا سردار عیینہ بن حصین جب غزوۂ خندق سے خائب وخاسر واپس لوٹا تو اس کے دل میں مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد میں کئی گنا اضافہ ہو گیا کیونکہ غزوہ خندق میں پورے لاؤ لشکر سے کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف اس لئے صف آرا ہوا تھا کہ اسے قوی امید تھی کہ ہمارا دس بارہ ہزار کا لشکر چند سو مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا اور مال غنیمت سے ہمارے گھر بھر جائیں گے مگر وہ سب امیدیں خاک میں مل گئیں سچ ہے کہ وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے۔ اس کے اندر انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اسے کھلے میدان میں تو مسلمانوں سے مقابلہ کی سکت نہ تھی۔ اس نے راہزنی اور قزاقی کا راستہ اختیار کرلیا۔ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر ایک چراگاہ تھی جسے غابہ کہا جاتا تھا ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شیر دار اونٹنیوں کی وہ چراگاہ تھی۔ بنی غفار قبیلہ کا ایک آدمی اپنی بیوی کے ہمراہ ان کی نگرانی پر مامور تھا۔ بوقت شام وہ ان اونٹنیوں کا دودھ دوہ کر لے آتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتا۔ ایک دن عیینہ بن حصین نے اپنے سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ وہاں ڈاکہ ڈالا اس غفاری شخص کو جوان اونٹنیوں کی نگرانی پر مامور تھا کو قتل کر دیا اس کی بیوی کو قیدی بنالیا اور بیس اونٹنیوں کو بھگا کر لے گیا۔

اس واقعہ کی اطلاع سب سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی اس روز وہ صبح سویرے طابا جانے کے لئے گھر سے نکلے تھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام جوان کا گھوڑا لے کر جارہا تھا وہ ان کے ہمراہ تھا حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمان اور ترکش کو حمائل کئے ہوئے تھے۔ جب وہ ثنیۃ الوداع پر پہنچے اس کی بلندی سے انہوں نے گھوڑے دیکھے جو اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے انہیں شک ہوا کہ یہ دشمن کے گھوڑے ہیں دستور عرب کے تحت انہوں نے تین دفعہ بلند آواز سے وَاصَبَاحَا کا نعرہ لگایا (یہ نعرہ لوٹ مار سے خبردار کرنے کے لئے لگایا جاتا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے غلام حضرت رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا آپ جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ سے آگاہ کریں میں ان کفار کا تعاقب کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا انتظار کئے بغیر ان کے تعاقب میں چل پڑے اگرچہ وہ گھوڑوں پر سوار تھے مگر حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیتے کی مانند برق رفتار تھے چند ہی لمحوں میں انہیں جالیا اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے جب انہیں تیر مارتے تو ساتھ ہی یہ رجز بھی پڑھتے۔

خُذْهَا وَاَنَا اِبْنُ الْاَكْوَعِ ۔ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَعِ

یہ لو تیر! میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن کمینوں اور لعینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اَلْفَزَعُ اَلْفَزَعُ یعنی خطرہ مدد کو پہنچو مدد کو پہنچو یہ فرمایا آواز سنتے ہی صحابہ کرام پروانوں کی طرح دوڑے چلے آئے سب سے پہلے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے پھر دیگر صحابہ کرام۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دستہ کا قائد حضرت سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور حکم فرمایا کہ تم دشمن کے تعاقب میں چلو میں بھی دیگر صحابہ کو لے کر تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔

ابوعیاش سے جو فرمایا وہی ہوا:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اے ابوعیاش تم اپنا گھوڑا اگر اپنے سے ماہر سوار کو دے دو تو بہتر ہوگا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں خود ماہر شہسوار ہوں حضرت ابوعیاش بتاتے ہیں کہ میں گھوڑے پر سوار ہوگیا مگر ابھی پچاس گز کا فاصلہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ گھوڑے نے مجھے زمین پر پٹخ دیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا گھوڑا حضرت معاذ بن ماعص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا۔ جب مسلمانوں کا ایک دستہ تعاقب کرتے ہوئے دشمن تک پہنچا تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیینہ کے بیٹے حبیب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اسکی لاش کے اوپر اپنی چادر ڈال دی اور دشمن کے تعاقب میں چل پڑے۔

صحابہ کا لاش کے اوپر حضرت ابوقتادہ کی چادر دیکھ کر کہنا ابوقتادہ شہید ہوگئے حضور کا فرمانا نہیں یہ ابوقتادہ کا قتیل ہے:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اسے قتل کر کے اور اس کی لاش پر اپنی چادر ڈال کر دشمن کے تعاقب میں چلے گئے

مگر جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے کچھ صحابہ کرام کے ہمراہ وہاں پہنچے تو صحابہ کرام نے حضرت ابوقتادہ کی چادر لاش پر دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور کہا ابوقتادہ شہید ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَیْسَ بِاَبِیْ قَتَادَۃَ وَلٰکِنَّہٗ قَتِیْلٌ لِاَبِیْ قَتَادَۃَ

یہ ابوقتادہ نہیں ہے بلکہ یہ لاش اس شخص کی ہے جسے ابوقتادہ نے قتل کیا ہے اس ڈھانپی ہوئی لاش سے پہلے صحابہ کرام نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا دیکھا جو گرا پڑا تھا اور اس کی کونچیں کٹی ہوئی تھیں جس سے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ چادر کے نیچے حضرت ابوقتادہ ہی ہیں جو شہادت پا چکے ہیں مگر جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابوقتادہ نہیں بلکہ یہ اس کی نعش ہے جسے ابوقتادہ نے قتل کیا ہے تو صحابہ کرام کو حیرت ہوئی کہ گھوڑا بھی گرا پڑا ابوقتادہ کا ہے نعش کے اوپر چادر بھی ابوقتادہ کی ہے مگر حضور فرماتے ہیں کہ ابوقتادہ نہیں چادر کے نیچے نعش ابوقتادہ کے قتیل کی ہے اس حیرت کو دور کرنے کے لئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور نعش کے اوپر سے چادر اٹھا دی تو سب نے دیکھا کہ علیم وخبیر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے وہی حق ہے وہ لاش ابوقتادہ کی نہین بلکہ اس کے قتیل مسعدہ کی تھی۔ ان دونوں (حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

فَقَالَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِسْعَدَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

ان دونوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول یہ مسعدہ کی لاش ہے۔

دیگر صحابہ کرام نے بھی جواباً نعرہ تکبیر بلند کیا اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے وہ ان کے سامنے ان اونٹنیوں کو اکٹھا کر کے لا رہے تھے جو ان لٹیروں نے لوٹی تھیں حضرت ابوقتادہ کو دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَفْلَحَ وَجْھُکَ یَااَبَاقَتَادَۃَ سَیِّدُالْفُرْسَانِ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ یَااَبَاقَتَادَۃَ اے ابوقتادہ! تیرے چہرے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کامیاب کرے ابوقتادہ سواروں کا سردار ہے اے ابوقتادہ! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے اپنی برکتوں سے نوازے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص100، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص9 سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم ص175، سیرت نبویہ ابن کثیر ص358، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 4 ص358)

لعاب مبارک لگتے ہی پیشانی کے زخم کی تکلیف فوراً جاتی رہی:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃَ فِیْ ثَلَاثِیْنَ رَاکِبًا فِیْھِمْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اُنَیْسٍ اِلٰی بِشَیْرِبْنِ رَزَّامٍ الْیَھُوْدِی فَضَرَبَ یُسَیْرٌ وَجْہَ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ اُنَیْسٍ فَشَجَّہٗ مَأْمُوْمَۃٌ فَقَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَبَصَقَ فِیْ شَجَّتِہٖ فَلَمْ تَقَحْ وَلَمْ تُؤْذِہٗ حَتّٰی مَاتَ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوتیس سواروں کے ساتھ جن میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ بشر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا بشر یہودی نے حضرت عبداللہ کے چہرہ پر ایک ایسا کاری زخم لگایا جو حضرت عبداللہ کے دماغ تک پہنچ گیا حضرت عبداللہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس زخم پر اپنا لعاب مبارک لگا دیا لہٰذا (لعاب مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ کے فوت ہونے تک نہ اس زخم سے خون (وغیرہ) نکلا اور نہ ہی کسی قسم کی انہیں تکلیف ہوئی۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 225، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 392، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 258، حجۃ اللہ علی العلمین ص 425، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 427، زاد المعاد جلد نمبر 3 ص 316)

لعاب مبارک کی برکت سے کٹا ہوا بازو اپنی اصل جگہ پر جڑ گیا:

عَنِ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرحمٰنِ قَالَ ضُرِبَ خُبَیْبٌ یَعْنِیْ اِبْنِ عَدِیْ یَوْمَ بَدْرٍ فَمَالَ شَقُّہٗ فَتَفَلَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَلَأَمَہٗ وَرَدَّہٗ فَانْطَبَقَ۔

حضرت ابن اسحٰق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن میرے دادا حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (کندھے پر) تلوار لگی جس سے ان کا بازو لٹک گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بازو پر اپنا لعاب مبارک لگا کر اسے اس کی جگہ پر جوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت سے وہ بازو اپنی جگہ پر جڑ گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص424، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص337، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص77، الاصابہ جلد نمبر 2 ص261)

لعاب مبارک کی برکت سے حضرت ابوذر کی زخمی آنکھ درست ہوگئی:

اَخْرَجَ اَبُوْ یَعْلٰی مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عُبَیْدَۃ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ اُصِیْبَتْ عَیْنُ اَبِیْ ذَرٍّ یَوْمَ اُحُدٍ فَبَزَقَ فِیْھَا النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَکَانَتْ اَصَحَّ عَیْنَیْہِ۔

حضرت ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن حارث بن عبیدہ کی سند سے ان کے دادا سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کو زخم لگا اس آنکھ پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا جس سے اس کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے کہیں بہتر ہوگئی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص424، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص360)

رفاعہ بن رافع کی زخمی آنکھ بھی لعاب مبارک کی برکت سے بالکل صحیح ہوگئی:

عَنْ رِّفَاعَۃَ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رُمِیْتُ بِسَھْمٍ یَوْمَ بَدْرٍ فَفُقِئَتْ عَیْنِیْ فَبَصَقَ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَدَعَالِیْ فَمَا آذَانِیْ مِنْھَا شَیْئٌ۔

حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بدر کے دن مجھے تیر لگا جس سے میری آنکھ زخمی ہوگئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب مبارک لگایا اور میرے لئے دعا بھی فرمائی اس سے میری تکلیف رفع ہوگئی۔ (مستدرک جلد نمبر 3 ص442، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص79، حجۃ اللہ علی العلمین ص424، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص338، الاوسط للطبرانی جلد نمبر 1 ص59، مسند بزار جلد نمبر 9 ص181، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص82، الاوسط للطبرانی جلد نمبر 1 ص59)

حضرت خالد بن ولید کے زخم پر لعاب مبارک لگا تو شفا ہوگئی:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْھَرَاِنَّ خَالِدَبْنَ الْوَلِیْدِ جُرِحَ یَوْمَ حُنَیْنَ فَتَفَلَ رَسُوْلُ للّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فِیْ جَرْحِہٖ فَشَفَاہُ اللّٰہُ تعالیٰ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ازھر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ حنین

کے موقع پر زخم لگا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمادی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص426)

کعب بن اشرف یہودی کا قتل کیوں اور کیسے ہوا:

کعب بن اشرف بدترین یہودی تھا اسلام دشمنی میں ڈوب کر گمراہی کی تہ گہرائیوں میں غرق ہو چکا تھا یہ بدبخت نہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتا تھا بلکہ صحابہ کرام کی عصمت شعار بیویوں کا نام لے کر ان سے اپنے عشق ومحبت کے فرضی افسانے نظم کر کے لوگوں کو سنایا کرتا تھا اسے بار بار کہا گیا کہ ایسا کرنے سے باز آجا لیکن بہت بڑا رئیس ومالدار ہونے کے باعث اس کے تکبر ونخوت سے اکڑی ہوئی گردن میں ذرا خم نہ آتا اور اس کے گمراہی کی غلاظت سے معمور ذہن تک ایسی نصیحت کی رسائی نہ ہوتی۔ غیور مسلمانوں کے لئے اس بدفطرت کی یہ کمینگی ناقابل برداشت تھی مزید یہ کہ اس بدبخت نے علمائے یہود کو ساتھ لے جا کر مکہ مکرمہ میں غلاف کعبہ کے پاس کفار مکہ کو مسلمانوں کے خلاف خوب برانگیختہ کیا اور ان سے یہ وعدہ لیا کہ تم مقتولان بدر کا انتقام لینے کے لئے مدینہ شریف پر چڑھائی کرو ہم یہودی تمہارے مددگار وحلیف ہوں گے دشمنی وکمینگی کی تمام حدود یہ عبور کر چکا تھا۔

ایسے کمینے دشمن کا قلع قمع نہ کرنا خود اپنی ذات سے دشمنی کرنے کے مترادف تھا۔ چنانچہ قبیلہ اوس کے فرزند حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ سے اس بدبخت کو فی النار کرنے کے لئے تیار ہوئے اس مہم میں اپنا ساتھی بنانے کے لئے وہ حضرت ابونائلہ، عباد بن بشیر، حارث بن اوس اور ابوعبس بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملے اور انہیں اپنی اس مہم جوئی کے خدوخال سے آگاہ کیا اور انہیں واضح کیا کہ میں نے ہر صورت اس فتنہ گر کو ٹھکانے لگانا ہے انہوں نے بھی ساتھ چلنے کی حامی بھر لی اور وعدہ کیا کہ ایسے خسیس کو فی النار کئے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔

چنانچہ جنگی چال کے تحت پہلے تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے کعب بن اشرف کے پاس گئے اور جنگی چال کے تحت ہی اسے کہا کہ یہ شخص (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں صدقہ دینے پر بار بار مجبور کرتا ہے۔ اس نے ہمارے کھانے کے لئے بھی ایک دانہ تک نہیں چھوڑا ہم تو اس سے تنگ آ گئے ہیں آج مجبوراً میں تمہارے پاس کچھ قرض مانگنے کے لئے آیا ہوں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سن کر کعب بن اشرف یہودی دل میں

بہت خوش ہوا کہنے لگا میں تو پہلے ہی تمہیں کہتا تھا کہ تم بہت جلد اس سے اکتا جاؤ گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تو آج اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ پانچ دس من غلہ تم سے مانگوں تا کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھر سکوں اس بدفطرت نے کہا تمہارا اپنا غلہ کدھر گیا محمد بن مسلمہ نے کہا وہ تو ہم نے اس شخص (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر اوران کے دوستوں پر خرچ کر ڈالا کعب بن اشرف بد بخت یہودی نے کہا کیا اب بھی تم پر حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ تم راہ راست سے بھٹک گئے ہو اور غلط راستہ پر چل نکلے ہو؟ میرے دل میں تمہارا بڑا احترام ہے اور تمہاری اس تکلیف کا بھی شدت سے احساس ہے تمہیں جتنا غلہ درکار ہے میں وہ تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن تمہیں اس کی قیمت کے بدلے کوئی چیز میرے پاس رھن رکھنا ہوگی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کیا چیز تیرے پاس رھن رکھیں؟ اس بدطینت و بدفطرت شخص نے بڑی ڈھٹائی سے کہا اپنی عورتوں کو میرے پاس رھن رکھ دے اور غلہ لے جا حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہمارے لئے ناممکن ہے یہ تو ہماری غیرت کے ہی خلاف ہے ہماری غیرت ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتی۔

اس نے کہا اگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر اپنے بیٹے میرے پاس رہن رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بھی ہمارے لئے ممکن نہیں کیونکہ ایسی صورت میں ہمارے بیٹے عمر بھر کے لئے غیروں کے طعنوں سے مطعون ہو جائیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے آباء نے انہیں دووسق غلہ کی خاطر رہن رکھ دیا تھا ہاں البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم غلہ کے عوض تیرے پاس اپنا اسلحہ گروی رکھ دیں اگر چہ اسلحہ بھی ہماری ضرورت ہے اس کے بغیر ہماری زندگی کا چلنا دوبھر ہو جائے گا مگر ہم اپنی بھوک اور تمہارے اطمینان کی خاطر ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلحہ رھن رکھنے کی بات بھی جنگی چال تھی کہ مقصد یہ تھا کہ اگر ہم اسلحہ کے ساتھ (اسے قتل کرنے کی غرض سے) آئیں تو ہم پر شک نہ کیا جاسکے۔ کعب بن اشرف یہودی نے یہ تجویز منظور کر لی طے یہ ہوا کہ یہ بطور رھن اسلحہ لے کر آئیں گے اور غلہ لے جائیں گے انہیں اسلحہ کے عوض غلہ ملے گا۔

کچھ وقفہ کے بعد اس مہم کے دوسرے شریک حضرت ابو نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعب یہودی کے پاس آئے اور آ کر اسے کہا اے کعب بن اشرف آپ سدا خوش رہیں میں ایک ضرورت کے لئے تمہارے پاس آیا ہوں میں اس شرط پر اپنی ضرورت تجھے بیان کروں گا اگر تم یہ وعدہ کرو کہ یہ معاملہ راز داری سے تیرے اور میرے درمیان ہی رہے گا کسی اور کو تم یہ

افشانہیں کرو گے کعب یہودی نے رازداری برقرار رکھنے کا وعدہ کرلیا حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جنگی چال کے تحت اسے کہا اس شخص (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی آمد ہمارے لئے وبال جان ثابت ہوئی ہے اس کی وجہ سے سارا عرب ہمارا دشمن ہوگیا ہے سب ہمارے خلاف متحد ہوگئے ہیں ہمارے تجارتی قافلوں کے لئے تمام راستے بند ہوگئے ہیں ہمارے اہل وعیال بھوک سے بلک رہے ہیں خود ہماری اپنی حالت بھی قابل رحم ہوچکی ہے۔

حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ باتیں سن کر کعب بن اشرف بدطینت یہودی نے کہا میں اشرف کا بیٹا ہوں میں پہلے بھی تمہیں بتایا کرتا تھا کہ تمہارا حال یہ ہوجائے گا مگر تم نے اس وقت میری بات کو اہمیت نہ دی اور نہ تسلیم کیا اب تم اس مشکل ومصیبت میں پھنس گئے ہو تو میرے پاس اپنا رونا رونے کے لئے آگئے ہو حالانکہ اس وقت اور اس حال سے بچنے کے لئے میں تمہیں خبردار کیا کرتا تھا حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کہا اے کعب! اب ان ناصحانہ باتوں کو چھوڑ اب ان کا کیا فائدہ؟ اب میری بات سن! میں آج تیرے پاس صرف اس لئے آیا ہوں کہ ہم بھوک سے نڈھال ہوچکے ہیں تو ہمیں کچھ غلہ قیمتاً دے دے ہمارے پاس اس کی نقد قیمت تو اب ہے نہیں ہاں میں اپنے قیمتی ہتھیار بطور رھن تیرے پاس رکھنے کے لئے تیار ہوں میرے کئی اور ساتھی بھی تجھ سے ایسی امداد حاصل کرنے کی غرض سے تیرے پاس آنے کے لئے تیار ہیں اگر تیری طرف سے اجازت ہو تو میں انہیں کسی دن اپنے ہمراہ تیرے پاس لے آؤں کعب یہودی نے کہا مجھے منظور ہے۔ (واضح ہو ان دونوں صحابہ حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت ابونائلہ کا کعب کے ساتھ ایک رضاعی تعلق بھی تھا حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف یہودی کے رضاعی بھائی تھے اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضاعی بھتیجے تھے) مگر صحابہ کرام کے نزدیک تو تمام رشتوں سے بڑھ کر حتی کہ ماں باپ اور اولاد سے بھی بڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تھی وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سب کچھ کرنے کو تیار تھے حتی کہ جانیں بھی قربان کرنے کو تیار تھے ان کی ایک ہی خواہش تھی کہ جان جائے تو جائے مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آن پر حرف نہ آئے۔مگر وہ بدطینت یہودی صرف اس لئے آمادہ ہوا کہ یہ لوگ اب ادھر سے ہٹ کر میرے ساتھی بن جائیں گے اب ان کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کجی آگئی ہے جو میری امداد سے مزید پختہ ہوجائے گی۔

یہ جانباز پروانے شمع رسالت اس خطرناک مہم پر (کعب فتنہ باز یہودی کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے) جب جانے لگے تو محبوب کائنات محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں الوداع فرمانے کے لئے بقیع شریف تک

تشریف لائے وہاں سے انہیں اپنی پیاری دعاؤں سے سپرد خدا کر کے رخصت فرمایا۔ رات کا وقت تھا رات چاند کی روشنی سے روشن تھی اس یہودی کا قلعہ مدینہ منورہ سے باہر شمال مشرق کی سمت میں تھا یہ شمع رسالت کے پروانے وہاں پہنچے۔

سب سے پہلے حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب کو آواز دی پھر دوسرے ساتھیوں نے اس کے نام لے کر اسے پکارا اس بدطینت شخص نے سب کو ان کی آواز سے پہچان لیا لحاف سے نکل کر اٹھ کھڑا ہوا اس کی بیوی نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا تم ایسے شخص ہو کہ لوگوں سے جنگ آزمارہتے ہو ایسے شخص کو رات کے وقت باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ کعب نے اپنی بیوی سے کہا یہ مجھے بلانے والے کوئی اجنبی آدمی نہیں ہیں بلکہ ان میں ابونائلہ ہے جو میرا رضاعی بھائی بھی ہے اور میرا گہرا یار بھی ہے یہ مجھ سے اتنا پیار رکھتا ہے کہ مجھے سوئے ہوئے کو جگانا بھی پسند نہیں کرتا اور دوسرا محمد بن مسلمہ ہے جو میرا رضاعی بھتیجا ہے۔ بیوی نے کہا بخدا مجھے تو اس آواز سے شر کی بو آرہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بیوی نے کہا مجھے تو اس آواز سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہوئی محسوس ہورہی ہیں کعب نے بیوی کو تسلی دیتے ہوئے کہا فکر کی کوئی بات نہیں بلانے والا ایک بھائی ہے دوسرا بھتیجا ہے لہٰذا وہ بیوی سے دامن چھڑا کر نیچے چلا آیا کچھ دیر تک ان کی آپس میں (کعب یہودی اور صحابہ کرام میں) گپ شپ ہوتی رہی آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ مزید گپ شپ اور دوستانہ باتیں کرنے کے لئے شعب العجوز تک چلتے ہیں چاندنی رات ہے کچھ دیر وہاں بیٹھ کر دوستانہ ماحول میں پیار کی محفل جمائیں گے۔ چنانچہ کعب اور صحابہ کرام وہاں سے چل پڑے راستہ میں حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر باہر نکال لیا اور سونگھ کر اسے کہا یار میں نے آج تک ایسی پیاری خوشبو کسی عطر میں بھی نہیں پائی بڑی ہی پیاری خوشبو ہے کعب یہودی تعریف سن کر پھول گیا اور کہا کیوں نہ ایسا ہو میری بیوی عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین اور معطر رہنے والی ہے۔

حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو تین دفعہ ایسے ہی اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈالا اور نکال کر خوشبو سونگھی جس سے کعب یہودی کو یقین ہو گیا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں حضرت ابونائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈالا اور بالوں کو مضبوطی سے جکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا اس اللہ کے دشمن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو اب یہ ہم سے بچ کر جانے نہ پائے سب نے مل کر یکبارگی اس پر تلواروں سے حملہ کر دیا اس نے بڑی خوفناک چیخ ماری جو اس کی بیوی نے سن لی۔ اس کی بیوی نے چلا کر کہا اے بنو قریظہ! اے بنی نظیر کے لوگو! مدد کو پہنچو۔ چشم زدن میں ان کے جتنے قلعے تھے ان کی مخصوص بلند جگہ پر آگ روشن کر دی یہ گویا خطرے کا اعلان تھا۔ فدایان اسلام نے اس موذی کا سرتن سے جدا

کر دیا اور ایک توبرے میں ڈال لیا اتنی دیر میں ہر طرف سے یہودی اکٹھے ہوگئے صحابہ کرام اس کے قتل کے بعد عام راستہ چھوڑ کر غیر معروف راستے سے بقیع الغرقد پہنچ گئے بقیع الغرقد پہنچ کر انہوں نے فلک شگاف نعرہ تکبیر بلند کیا پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے ان کے نعرہ تکبیر کی آواز سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جان لیا کہ یہ اس بد بخت موذی دشمن اسلام کو قتل کر کے آئے ہیں یہ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرماتے ہوئے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ان مجاہدوں کو سرخرو کرے انہوں نے عرض کی اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے رخ انور کو بھی سرخرو کرے۔ پھر انہوں نے کعب یہودی کا سر توبرے سے نکال کر پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس کامیابی پر اللہ تبارک وتعالیٰ شکر ادا کیا۔ جب کعب بن اشرف یہودی پر یکبارگی تلواریں چلا رہے تھے تو حضرت حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلطی سے اپنے ہی ساتھیوں میں سے کسی کی تلوار سے سر اور پاؤں پر زخم لگ گیا۔

(البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص 168، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 296 سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم ص 36، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص 27، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 156، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص 445)

لعاب مبارک لگتے ہی حضرت حارث کا زخم درست ہوگیا:

اوپر ہم پڑھ آئے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرتے ہوئے حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سر اور پاؤں پر اپنے ساتھیوں کی تلوار سے غلطی سے زخم ہوگیا تھا چنانچہ روایات میں ہے اِنَّ الْحَارِثُ بْنَ اَوْسٍ فِیْ قَتْلِ کَعْبِ بْنِ الْاَشْرفِ اَصَابَهٗ بَعْضُ اَسْیَافِهِمْ فَجُرِحَ فِیْ رَأْسِهٖ وَرِجْلِهٖ فَاحْتَمَلُوْهُ فَجَاؤُوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَتَفَلَ عَلٰی جُرْحِهٖ فَلَمْ یُؤْذِهٖ۔ کہ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعب بن اشرف کے قتل کے وقت اپنوں کی بعض تلواروں سے سر اور پاؤں میں زخم آ گیا ساتھیوں نے انہیں اٹھایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس سے ان کی تکلیف بالکل جاتی رہی۔ مدارج النبوت میں شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ اسے یوں بیان فرماتے ہیں اور حارث بن اوس کو جو ساتھیوں کی تلوار سے زخم آ گیا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا لعاب مبارک لگایا لعاب مبارک لگتے ہی وہ زخم جس سے خون بہہ رہا تھا اسی وقت مل گیا اور وہ ٹھیک ہو گئے چل کر اپنے گھر چلے گئے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص 29، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 227، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم ص 37، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 350، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 157)

زبان مبارک سے لگتے ہی سونے کا وزن بڑھ گیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے یہودی مالک سے مکاتبت کی مکاتبت میں کھجور کے تین سو پودے لگانا جو ہرے بھرے ہو جائیں اور چالیس اوقیہ سونا دینا طے پایا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کھجور کے پودے لگانے کا مسئلہ تو حل ہو گیا مگر چالیس اوقیہ سونا دینا باقی رہ گیا ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں انڈے کے برابر کہیں سے سونا پیش ہوا (واضح ہو بعض روایات کے مطابق مرغی کے انڈے برابر تھا اور بعض روایات کے مطابق کبوتر کے انڈے برابر تھا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سونا مجھے دیتے ہوئے فرمایا اِقْضِ بِهٖ عَنْكَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيْنَ تَقَعُ هٰذِهٖ مِمَّا عَلَيَّ؟ فَقَلَّبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عَلٰى لِسَانِهٖ ثُمَّ قَذَفَهَا اِلَيَّ ثُمَّ قَالَ اِنْطَلِقْ بِهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تعالٰی سَيُؤَدِّيْ بِهَا عَنْكَ فَانْطَلَقْتُ فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا اَوْفَيْتُهُمْ مِنْهَا اَرْبَعِيْنَ اَوْقِيَةً۔ اس سے اپنا قرضہ چکا دے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر جو دینا ہے وہ اس سے کہاں پورا ہو گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سونے کو اپنی زبان مبارک پر لگایا اور مجھے دے دیا اور فرمایا جاؤ اسے لے جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ تیری طرف سے سارا اسی سے ہی ادا فرما دے گا پس میں چل پڑا (اپنے یہودی مالک کے پاس گیا) اور اسے اس سے پورا پورا چالیس اوقیہ وزن کر کے دے دیا (واضح ہو چالیس اوقیہ تقریباً پانچ سو پچاس گرام یعنی آدھے کلو سے بھی پچاس گرام زیادہ بنتا ہے۔ (مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص 423، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 72، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 289، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 276، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 72، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 289، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 276، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 38، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 21

ص295، سیرۃ نبویہ ابن ھشام حصہ اول ص146، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص47)

لعاب مبارک سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہوگیا:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بَزَقَ فِیْ بِئْرٍ فِیْ دَارِہٖ فَلَمْ یَکُنْ بِالْمَدِیْنَۃِ بِئْرٌ اَعْذَبُ مِنْھَا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنوئیں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اس لعاب مبارک کی برکت سے اس کنوئیں کا پانی اتنا میٹھا تھا کہ مدینہ منورہ کا کوئی پانی اس سے زیادہ شیریں نہ تھا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص31، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص105، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص87، حجۃ اللہ علی العلمین ص439، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص289، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص11)

کُلّی والا پانی کنویں میں ڈالنے سے کنوئیں کا پانی شفا دینے والا بن گیا:

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ عِدَۃٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فِیْھِمْ اَبُوْ اُسَیْدٍ وَاَبُوْ حَمِیْدٍ وَاَبُوْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ یَقُوْلُوْنَ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِئْرَ بَضَاعَۃٍ فَتَوَضَّأَفِی الدَّلْوِوَرَدَّہٗ فِی الْبِئْرِ وَمَجَّ فِی الدَّلْوِ مَرَّۃً اُخْرٰی وَبَصَقَ فِیْھَا وَشَرِبَ مِنْ مَّآئِھَا وَکَانَ اِذَا مَرِضَ الْمَرِیْضُ فِیْ عَھْدِہٖ یَقُوْلُ اِغْسِلُوْہُ مِنْ مَّاءِ بِضَائِۃٍ فَیَغْسِلُ فَکَاَنَّمَا حُلَّ مِنْ عُقَالٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام سے سنا ہے جن میں حضرت ابواسید، حضرت ابوحمید اور حضرت ابوسہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں ان راویوں نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیئر بضاعہ تشریف لائے ڈول میں وضو کیا اور اس وضو والے پانی کو کنوئیں میں ڈال دیا دوسری دفعہ ڈول میں کُلّی کی اور لعاب مبارک اس میں ڈالا اور اس کا پانی پیا اور اس کا باقی پانی کنوئیں میں ڈال دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اگر کوئی

بیمار ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اسے بئر بضاعہ کے پانی سے غسل دو وہ غسل کرتا تو اچھا ہو جاتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص430، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص118)

تبرک کے پانی کی برکت سے کنوئیں کا نمکین پانی میٹھا ہو گیا:

عَنْ هَمَّامِ بْنِ نَفِيْلِ السَّعْدِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حُفِرَ لَنَا بِئْرٌ فَخَرَجَتْ مَالِحَةٌ فَدَفَعَ اِلَيَّ اِدَاوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَقَالَ صَبَّهٗ فِيْهَا فَصَبَبْتُهٗ فَعَزَّبَتْ فَهِيَ اَعْذَبُ مَاءٌ بِالْيَمَنِ۔

ہمام بن نفیل سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے ایک کنواں کھودا گیا مگر اس کا پانی کھارا (نمکین) نکلا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک لوٹا دیا اس میں پانی تھا فرمایا اس پانی کو اس کنوئیں میں ڈال دینا میں نے اس پانی کو اس کنوئیں میں ڈال دیا تو وہ شیریں ہو گیا اب یمن میں وہ کنواں سب سے زیادہ شیریں ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص435، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص76)

منہ مبارک سے نکلا ہوا کھا کر عورت باحیا بن گئی:

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضى الله تعالىٰ عنه اِنَّ اِمْرَاَةً بَذْئَةَ اللِّسَانِ جَآءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم وَهُوَ يَاْكُلُ قَدِيْرًا فَقَالَتْ اَلَا تُطْعِمُنِيْ؟ فَنَاوَلَهَا مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَتْ لَا اِلَّا الَّذِيْ فِيْ فِيْكَ فَاَخْرَجَهٗ فَاَعْطَاهَا فَاَلْقَتْهٗ فِيْ فِمِهَا فَاَكَلَتْهٗ فَلَمْ يُعْلَمْ مِنْ تِلْكَ الْمَرْءَةِ بَعْدَ ذٰلِكَ الْاَمْرُ الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْبَذَاءَةِ وَالذَّرَايَةِ ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدگو عورت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت گوشت تناول فرما رہے تھے۔ اس عورت نے عرض کیا کیا آپ مجھے نہیں کھلائیں گے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں اس وقت جو تھا وہ اسے دینا چاہا اس نے کہا یہ نہیں بلکہ جو آپ کے منہ میں ہے وہ دیجئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ سے نکال کر اسے دے دیا اس نے اسے اپنے منہ میں ڈالا اور کھا لیا اس دن کے بعد اس عورت کے متعلق کبھی یہ شکایت نہ ہوئی کہ وہ بدگوئی

اور فحاشی کی باتیں کرتی ہو۔ (وہ مکمل باحیا بن گئی مجسمہ شرم وحیا بن گئی) (حجۃ اللہ علی العلمین ص436، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص105، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص283، کبیر لطبرانی جلد نمبر 8 ص275 زرقانی علی المواھب جلد نمبر 4 ص97، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص31)

کُلّی والا پانی کنوئیں میں ڈالنے سے کنوئیں کے پانی سے کستوری کی خوشبو آنے لگ گئی:

عَنْ وَائِلِ بْنِ ھَجْرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَجَّ فِیْ دَلْوٍ فِیْہِ مَاءٌ اَخْرَجَ مِنْ بِئْرٍ ثُمَّ فِیْھَا فَفَاحَ مِنْھَا رِیْحُ الْمِسْکِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لوٹے میں کُلّی فرمائی جس میں پہلے سے پانی تھا جو کنوئیں سے نکالا گیا تھا پھر اسے کنوئیں میں انڈیل دیا گیا اس کنوئیں کے پانی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص439، سبل الھدیٰ والرشادہ جلد نمبر 2 ص30، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص105، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص291، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص61، الفتح الربانی جلد نمبر 2 ص88، زرقانی علی المواھب جلد نمبر 4 ص96)

کُلّی مبارک کنوئیں میں ڈالنے سے کنوئیں کا پانی ختم نہ ہوا:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ کُنَّامَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَرْبَعَ عَشَرۃَ مِأَۃً یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ بِئْرٌ وَالْحُدَیْبِیَۃُ فَنَزَحْنَا ھَافَلَمْ نَتْرُکْ فِیْھَا قَطْرَۃً فَبَلَغَ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاَتَا ھَافَجَلَسَ عَلٰی شَفِیْرِھَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَاثُمَّ صَبَّہٗ فِیْھَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْھَا سَاعَۃً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَھُمْ وَرِکَابَھُمْ حَتّٰی ارْتَحَلُوْا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم چودہ سو صحابہ تھے حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال ڈالا ہم نے اس میں ایک قطرہ پانی بھی نہ چھوڑا یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی آپ اس کنوئیں پر تشریف لائے اس کے کنارہ پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگوایا اس سے وضو کیا پھر (اس پانی میں) کُلّی کی اور دعا فرمائی پھر وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے

گھڑی بھر چھوڑ دو پھر لوگ اپنے آپ کو اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2 ص598، مشکوٰۃ شریف ص532 ، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص87، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص41، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص18)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا پانی چھڑکنے سے حضرت جابر ہوش میں آ گئے:

عَنْ جَابِرٍ رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم وَاَبُوْ بَكْرٍ فِیْ بَنِیْ سَلْمَةَ فَوَجَدَنِیْ لَا اَعْقِلُ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ فَرَشَّ مِنْهُ عَلَیَّ فَاَفَقْتُ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری عیادت کے لئے قبیلہ بنی سلمہ میں تشریف لائے انہوں نے مجھے بے ہوش پایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اس سے وضو فرمایا پھر (وہ وضو والا پانی میرے اوپر چھڑک دیا اسی وقت مجھے اس سے شفا حاصل ہوگئی۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص658، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص42، حجۃ اللہ علی العلمین ص430، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص140)

لعاب مبارک چوسنے والے صحابی جہاں سے چاہتے پانی نکل آتا:

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدِ النَّحْوِیْ رضی الله تعالیٰ عنه اِنَّ عَامِرَبْنِ كُرَیْزٍ اَتٰی بِاِبْنِهٖ عَبْدِ اللّٰهِ النَّبِیَّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم وَهُوَ اِبْنُ خَمْسَ سِنِیْنَ فَتَفَلَ فِیْ فِیْهِ فَكَانَ لَوْ قَدَحَ حَجْراً اَمَاحَهٗ یَعْنِیْ یَخْرُجُ مِنَ الْحَجْرِ الْمَاءُ مِنْ بَرَكَتِهٖ۔

حضرت ابوعبید نحوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پانچ سالہ بیٹے کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کے منہ میں تھوکا اس کے بعد وہ کسی پتھر کو بھی رگڑتے تو لعاب مبارک کی برکت سے وہاں سے پانی نکل آتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص438، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص193، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص106، تاریخ دمشق ابن عساکر جلد نمبر 29 ص252)

جس کنویں کا پانی چند ڈول نکالنے سے ختم ہوجاتا تھا لعاب مبارک کی برکت سے اس میں کبھی پانی کم نہ ہوا:

عَنْ یَحْیَ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ اَنْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَتَاهُمْ بِقُبَاءَ فَسَاَلَهُمْ عَنْ بِئْرٍ هُنَاكَ قَالَ فَدَلَلْتُهٗ عَلَیْهَا فَقَالَ لَقَدْ کَانَتْ هٰذِهٖ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَنْضَحُ عَلٰی حِمَارِهٖ فَیَنْزَحُ فَتَسْتَخِرِ جُهَالَهٗ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَاَمَرَ بِذُنُوْبٍ فَسَقٰی فَاِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ تَوَضَّاَ مِنْهُ اَوْتَفَلَ فِیْهِ ثُمَّ اَمَرَبِهٖ فَاُعِیْدَ فِی الْبِئْرِ قَالَ فَمَا نَزَحَتْ بَعْدُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس قبا تشریف لائے اور ان سے اس جگہ کنوئیں کے متعلق پوچھا میں نے انہیں وہاں پہنچایا پس ایک شخص نے کہا یہ ایسا کنواں ہے کہ جب کوئی اس سے پانی نکالتا ہے تو یہ خشک ہوجاتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس آدمی سے جو ڈول بھر رہا تھا پانی طلب فرمایا اور پیا بقیہ پانی لعاب مبارک کے ساتھ کنوئیں میں ڈال دیا گیا اس کے بعد اس کا پانی نہ کم ہوا نہ خشک ہوا۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 118، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 289)

ہمارا لعاب جراثیم کا حامل لعاب حبیب شفاو برکت:

ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق میں بے مثل ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت بھی بے مثل ہے اور نورانیت بھی بے مثل ہے دیکھیں لعاب دہن کا تعلق بشریت سے ہے مگر ہمارے لعاب دہن سے لوگ کراہت کریں گے ہم خواہ کتنے صاف ستھرے ہو کر قیمتی لباس زیب تن کر کے اعلیٰ خوشبو سے معطر بھی ہوجائیں پھر بھی ہمارے تھوکنے سے لوگ کراہت کریں گے ہمیں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اطبّا حضرات تو واضح طور پر کہتے اور لکھاتے ہیں کہ یہاں مت تھوکئے کیونکہ ہمارے تھوکنے سے بیماری کے جراثیم پھیلتے ہیں مقامات غلیظ ہوجاتے ہیں اگر کسی کو شک ہو تو کسی دن اپنے گھر کے پانی، سالن یا دودھ وغیرہ میں تھوک کر دیکھ لے اس کے گھر کے اپنے افراد ہی کراہت کے باعث اسے کھانے پینے سے انکار کردیں گے۔ مگر میں قربان جاؤں اور میرے ماں باپ بھی قربان ہوجائیں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کہ آپ کے لعاب مبارک کی بھی شان اعلیٰ وافضل ہے نرالی ہے۔

اگر بیمار آنکھوں میں ڈالا تو فوراً آنکھوں کا علاج ہوگیا جیسے کبھی دکھی ہی نہ تھیں بازو کٹ کر جسم سے الگ ہوجائے تو

لعاب مبارک لگنے سے سریش کا کام دے جائے کھارے کنوئیں میں پڑے تو اس کا پانی انتہائی شیریں ہو جائے حالانکہ ہماری حقیقت یہ ہے کہ ہم لاکھوں من بھی گڑیا چینی ڈال دیں تو پھر بھی کنوئیں کا پانی نمکین ہی رہے گا اگر لعاب مبارک آٹے اور سالن میں ڈالا گیا تو چار کلو آٹا اور چار کلو گوشت سارے اہل مدینہ نے سیر ہو کر کھا لیا مگر پھر بھی ختم نہ ہوا سانپ کے ڈسے ہوئے پر لگا تو تریاق بن گیا کیسی شان نرالی ہے۔ اگر کسی کو مثل بننے کا خبط سوار ہو تو اپنا لعاب ٹیسٹ کرالے خبط دور ہو جائے گا

حضرت قتادہ کی آنکھ کا ڈھیلہ آنکھ سے باہر نکلا ہوا بھی دست اقدس اور لعاب کی برکت سے جڑ گیا اور روشن ہو گیا:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَنْ اَخِیْہِ قَتَادَۃَ بْنِ النُّعْمَانِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اُصِیْبَتْ عَیْنَایَ یَوْمَ بَدْرٍ فَسَقَطَتَا عَلٰی وَجْنَتَیْ فَاَتَیْتُ بِھِمَا النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاَعَادَ ھُمَا مَکَا نَھُمَا وَبَزَقَ فِیْھِمَا فَعَادَتَا تَبْرَقَانِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنی (والدہ کی طرف سے) بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یوم بدر میں میری دونوں آنکھوں کو صدمہ پہنچا میری دونوں آنکھیں میرے رخساروں پر گر پڑیں میں ان دونوں آنکھوں کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو ان کی جگہ پر رکھ کر دونوں آنکھوں میں لعاب مبارک ڈال دیا وہ دونوں روشن ہو گئیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص424، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص338)

حضرت معاذ کا کٹا ہوا بازو لعاب مبارک کی برکت سے جڑ گیا:

حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ ابو جہل تک پہنچنا مشکل ہے میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ میں اس دشمن خدا اور رسول کو ضرور جہنم رسید کروں گا بخاری و مسلم و مسند امام احمد وغیرھم میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ بدر کے دن میں نے دیکھا کہ میرے دائیں بائیں دو انصاری لڑکے معوذ اور معاذ جو دونوں عفرا کے بیٹے تھے موجود تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا اے چچا جان کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے انہیں کہا ہاں میرے بھتیجے میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں مگر تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے ہمیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں

جان ہے ہم اسے ضرور فی النار کر کے رہیں گے۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری نے اسے یوں بیان کیا کہ ان دونوں عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہا۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو
حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ
یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں جب ان دو عاشقان حبیب نے ابوجہل لعین کو دیکھ لیا تو وہ دونوں اپنی جگہ سے اس لعین پر ایسے جھپٹے جیسے باز شکار پر اسے سواری سے گرادیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس پر اپنی تلوار ماری اس کی پنڈلی کاٹ کر رکھ دی اس کی ٹانگ کٹ کر دور جاگری اس کے بیٹے عکرمہ نے (جو بعد میں مسلمان ہوگئے) میری گردن پر تلوار سے وار کیا جس سے میرا بازو کٹ گیا صرف جلد کے ایک تھوڑے سے حصہ سے وہ میرے کندھے سے پیوستہ رہا اور لٹکنے لگا اس لٹکتے ہوئے بازو سے بھی تمام دن میں مصروف پیکار رہا میرا اکٹا ہوا بازو میری پشت کے پیچھے لٹک رہا تھا اس کے پیہم لٹکنے سے مجھے شدید تکلیف ہورہی تھی میں نے اسے پاؤں کے نیچے دبا کر کھینچ لیا وہ جلد میرے جسم سے کٹ کر علیحدہ ہوگیا اس سے آزاد ہو کر میں پھر کفار سے مصروف پیکار ہوگیا۔

جب جنگ ختم ہوگئی تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے فَبَصَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَاَلْصَقَهَا فَلَصِقَتْ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا لعابِ مبارک لگایا اور اسے جوڑ کے ساتھ جوڑ دیا تو وہ جڑ گیا۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص235، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص50، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص282، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص129، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص355)

گلے کے زخم پر لعاب مبارک لگتے ہی زخم ختم ہوگیا:

الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 282 میں ہے رُمِيَ كُلْثُوْمُ بْنُ الْحُصَيْنِ يَوْمَ اُحُدٍ فِيْ نَحْرِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَبَرَءَ۔ کلثوم بن حصین کے گلے میں غزوہ احد کے دن تیر لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اس میں لعاب مبارک لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہوگیا۔ (الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 282)

حضرت خالد کے زخم پر لعاب سے شفا:

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ اِنَّ خَالِدَبْنَ الْوَلِيْدِ جُرِحَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فِيْ جُرْحِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ تعالٰى۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ حنین کے دن زخمی ہوگئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمادی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 426)

بے مثل حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثل دست اقدس

حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر دست اقدس پھیرا تو وہ صحیح ہوگئی:

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَنِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعَمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُّ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابورافع (یہودی) کی طرف ایک جماعت بھیجی تو حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت اس کے گھر

میں اس پر پہنچ گئے ابورافع اس وقت سو رہا تھا حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتی کہ وہ اس کی پیٹھ میں گذر گئی میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے پھر میں دروازے کھولنے لگا حتی کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے پگڑی سے اسے باندھ دیا پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب کچھ عرض کر دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اپنا پاؤں پھیلا دے میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ اس طرح درست ہوگئی گویا اسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 577، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص 104، حجۃ اللہ علی العلمین ص 425، مشکوٰۃ شریف ص 531، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 390، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 230، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 33)

ابورافع کا قتل:

ابورافع سلام بن ابی الحقیق یہودی اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا یہودیوں کا جو وفد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے مشرکین اور صحرائے عرب کے دیگر مشرک و کافر قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے گیا تھا یہ اس کا اہم رکن تھا اس کے علاوہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی سازشوں میں مصروف رہتا تھا اس لئے اس کے شر کو ختم کرنے کے لئے اسے فی النار کیا گیا۔

پتھر کی چٹان جو کسی سے ٹوٹنے میں نہیں آ رہی تھی وہ دست اقدس کی ضرب سے ریزہ ریزہ ہوگئی:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ کُدْیَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَآءُ وْا النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالُوْا ھٰذِہٖ کُدْیَۃٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُہٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَ لَبِثْنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ لَّا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَلْمِعْوَلَ فَضَربَ فَعَادَ کَثِیْبًا اَھْیَلَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ ایک سخت

پتھر خندق میں سامنے آ گیا ہے (جوٹوٹنے میں نہیں آ رہا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (خندق میں اس پتھر کوتوڑنے کیلئے) میں اتروں گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اٹھے حالانکہ آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اسی طرح رہے تھے کہ چکھنے کی کوئی چیز نہیں چکھی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کدال پکڑی پتھر پر ماری تو پتھر ریگ رواں بن گیا۔ (بخاری شریف جلد نمبر2 ص588، مشکوٰۃ شریف ص532، مسند امام احمد جلد نمبر3 ص390، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر3 ص325، سیرت نبویہ ابن کثیر ص337، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر7 ص425، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص376، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص238، معارج النبوت جلد نمبر3 ص226، الوفا ابن جوازی حصہ اول ص320)

دوسری روایت:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم فرمایا ہم خندق کھودرہے تھے کہ ایک سخت پتھر کی چٹان سامنے آ گئی جوٹوٹنے میں نہیں آتی تھی کوئی ہتھیار بھی اس پر کارگر نہیں ہوتا تھا ہم نے اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود کدال لے کر خندق میں اترے اور اس چٹان پر ضرب لگائی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اس ضرب سے اتنی روشنی پیدا ہوئی جیسے کسی نے گھپ اندھیرے میں اچانک چراغ جلا دیا ہو ایسی بجلی چمکی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان جو چیز بھی تھی سب روشن ہوگئی اس ایک ضرب سے ایک تہائی چٹان ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الشامِ اللہ اکبر مجھے شام کی چابیاں عطا فرمادی گئی ہیں خدا کی قسم! میں نے اس ضرب میں شام کے سرخ رنگ کے محلات دیکھ لئے ہیں پھر محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس چٹان پر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دوسری ضرب لگائی جس سے پھر اسی طرح بجلی چمکی جس سے مدینہ منورہ روشن ہوگیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ فَارِسَ۔ اللہ اکبر مجھے ایران کی چابیاں عطا فرمادی گئی ہیں اور اس دوسری ضرب سے چٹان کا ایک اور تیسرا حصہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگیا اس کے بعد پیارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس چٹان پر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر تیسری ضرب لگائی تو اس سے پھر پہلے کی طرح روشنی چمکی جس سے پھر مدینہ منورہ روشن ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنَ اللہ اکبر مجھے یمن کی چابیاں عطا فرما دی گئی ہیں اور اس تیسری ضرب سے بقیہ چٹان بھی ریزہ ریزہ ہوگئی۔ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح اپنی تین ضربات سے نہ صرف اس چٹان کو ریزہ ریزہ کر دیا بلکہ اپنے غلاموں کو روم وایران جیسی مضبوط و بہت بڑی سلطنتوں کی فتح کی نوید بھی دے دی۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص368، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص328، سیرت نبویہ ابن ھشام جلد نمبر 2 ص138، دلائل النبوت ابونعیم ص297، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص378، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص238، مستدرک جلد نمبر 3 ص598، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص135، طبقات ابن سعد جلد نمبر 4 ص83، سیرت نبویہ ابن کثیر جلد نمبر 2 ص138، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص291)

مسلمانوں کے لئے تسکین قلب منافقین کی منافقت میں اضافہ:

سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کی کھدائی کے وقت اپنے غلاموں کو اس وقت کی دنیا کی دو عظیم سلطنتوں کی فتح کی جو نوید سنائی مسلمانوں کے لئے تو وہ باعث تسکین قلب تھی کیونکہ ان کی نظر ان کی سوچ ظاہری حالات اور ساز وسامان پر نہیں تھی ان کے ایمان کی جلاء نے انہیں اس یقین کامل پر گامزن کیا ہوا تھا کہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ برحق ہے اس میں شک کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ان کا بولنا حق کا بولنا ہے۔ مگر منافقین جن کے دِل منافقت وگمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پہلے ہی ڈوبے ہوئے تھے اس خبر نے ان کے دلوں کو مزید روسیاہ کر دیا اور وہ طرح طرح کے خرافات سے اپنی بد باطنی میں اضافہ کرنے لگے وہ کہنے لگے اَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ مُحَمَّدٍ یُمَنِّیْکُمْ وَیَعِدُ کُمُ الْبَاطِلَ وَیُخْبِرُ کُمْ اَنَّہٗ یَبْصُرُ مِنْ یَثْرِبَ قُصُوْرَ الْحِیَرَۃِ وَمَدَائِنَ کِسْرٰی وَاَنَّھَا تُفْتَحُ لَکُمْ وَاَنْتُمْ اِنَّمَا تَحْفُرُوْنَ الْخَنْدَقَ مِنَ الْفِرَقِ لَاتَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ تَبْرِزُوْ۔ کیا تمہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ان باتوں سے تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تمہیں امیدیں دلا رہے ہیں اور جھوٹے وعدے کر رہے ہیں کہ تم قیصر وکسریٰ کے ممالک کو فتح کرو گے حالانکہ تم دشمن کے خوف سے خندقیں کھودنے پر مجبور ہو اور تم قضائے حاجت کے لئے باہر بھی نہیں جا سکتے اس وقت یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔ وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ مَّاوَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا۔ کہتے ہیں منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ نہیں وعدہ کیا ہم سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے مگر صرف دھوکہ دینے کے لئے۔ (روح المعانی

جلد نمبر 11 ص159 سورہ احزاب، تفسیر مظہری جلد نمبر 7 ص292 سورہ احزاب، تفسیر روح البیان جلد نمبر 7 ص145 سورہ احزاب، تفسیر خازن ومعالم التنزیل لجزاء الخامس ص235)

دست اقدس جس پر لگتا وہی تندرست ہوجاتا:

عَنْ حَلِیْمَةَ رضی الله تعالیٰ عنها قَالَتْ لَمَّا دَخَلْتُ بِهٖ اِلٰی مَنْزِلِیْ لَمْ یَبْقَ مَنْزَلٌ مِنْ مَّنَازِلِ بَنِیْ سَعْدٍ اِلَّا شَمَمْنَابِهٖ رِیْحَ الْمِسْكِ وَالْقِیَتْ مُحَبَّتُهٗ وَاِعْتِقَادُ بَرْكَتِهٖ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی اِنَّ اَحَدَهُمْ كَانَ اِذَا نَزَلَ بِهٖ اَذًی فِیْ جَسَدِهٖ اَخَذَ كَفَّهٗ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَیَضَعُهَا عَلٰی مَوْضَعِ الْاَذٰی فَیَبْرَ أُبِاِذْنِ اللّٰهِ تعالیٰ سَرِیْعًا وَكَذَا اِذَا اعْتَلَّ لَهُمْ بَعِیْرٌ اَوْشَاةٌ۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جب (ایام رضاعت میں) میرے گھر میں ورود مسعود ہوا تو قبیلہ بنی سعد کا ہر گھر معطر ومعنبر ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور حسن اعتقاد ان کے دلوں میں اتنا جاگزیں ہوگیا کہ جب ان کے جسم میں کوئی تکلیف برپا ہوتی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس پکڑ کر اپنی تکلیف والی جگہ پر لگاتے تو وہ تکلیف بامر الٰہی بہت جلد ہی دور ہوجاتی اسی طرح جب ان کی کوئی بکری یا اونٹ بیمار ہوجاتا تو پھر بھی وہ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس ان کے اجسام پر پھیرتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں شفا عطا فرمادیتا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 256، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 1 ص387)

جس چہرہ پر دست اقدس لگا وہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا اور وہ جس بیمار کو بھی مس کرتا وہ تندرست ہوجاتا:

اَخْرَجَ الْبُخَارِیْ فِی التَّارِیْخِ وَالْبَغْوِیْ وَابْنُ مُنْدَةَ فِی الصَّحَابَةِ مِنْ طَرِیْقِ صَاحِبِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ بِشْرِبْنِ مُعَاوِیَةَ اِنَّهٗ قَدِمَ مَعْ اَبِیْهِ مُعَاوِیَةَ بْنِ ثَوْرٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَمَسَحَ رَاْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ فَكَانَتْ فِیْ وَجْهِهٖ مَسْحَةِ النَّبِیِّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم كَالْغُرَّةِ وَكَانَ لَایَمْسَحُ شَیْئًا اِلَّا بَرَاً۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ میں امام بغوی اور ابن مندہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے حضرت بشر بن معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والدمحترم حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی ان کا چہرہ جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا وہ ماہتاب کامل کی طرح چمکنے لگا اور حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مریض پر بھی اپنا ہاتھ رکھتے اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں شفاء عطا فرما دیتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص434، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص140)

دست اقدس چہرے پر پھرا تو تمام عمر چہرہ تروتازہ وشاداب رہا:

عَنْ اَبِی الْعَلَاءِ قَالَ عُدْتُّ قَتَادَۃَ بْنَ اِمِلْحَانَ فِیْ مَرْضِہٖ فَمَرَّ رَجُلٌ فِیْ مُؤَخَّرِ الدَّارِ فَرَاَیْتُہٗ فِیْ وَجْہِ قَتَادَۃَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَسَحَ وَجْھَہٗ وَکُنْتُ فَلَمَّا رَاَیْتَہٗ اِلَّا یْ رَاَیْتُہٗ کَاَنَّ عَلٰی وَجْھِہِ الدُّھَانُ۔

حضرت ابوالعلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ بن ملحان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کی ان کے گھر کے سامنے سے ایک شخص گذرا میں نے اس شخص کو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے میں دیکھ لیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر اپنا دست اقدس پھیرا تھا اس کے بعد حضرت قتادہ کا چہرہ جب بھی میں نے دیکھا ان کا چہرہ تروتازہ اور شاداب ہی تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص437، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص291، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص185، مجمع الزاوائد جلد نمبر 9 ص319، مسند امام احمد جلد نمبر 4 ص633، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص140، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص36)

حضرت ابوزید کے چہرے اور داڑھی پر دست اقدس پھرنے سے سو سال سے زیادہ عمر تک بال سیاہ ہی رہے سفید نہ ہوئے اور وہ جوان ہی رہے:

عَنْ اَبِی زَیدِ نِ لْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم عَلٰی رَاْسِیْ وَلِحْیَتِیْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ وَادِمْ قَالَ فَبَلَغَ بِضْعَ وَمِائَۃٌ سَنَۃً وَمَا فِیْ رَاْسِہٖ وَ فِیْ اِلحْیَتِہٖ بِیَاضٌ وَلَقَدْ کَانَ مُنْبَسِطُ الْوَجْہِ وَلَمْ یَقْبِضْ وَجْھُہٗ حَتّٰی مَاتَ۔

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا فرمائی اے اللہ اسے حسن و جمال عطا فرما! حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ایک سو سے چند سال زیادہ تھی مگر آپ کے سر اور داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہیں تھا اور آپ زندگی کے آخری لمحے تک خوش رو و خوبصورت رہے آپ کے چہرے پر ایک بل بھی نہیں پڑا۔ (ترمذی شریف ص203، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص180، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص139، حجۃ اللہ علی العلمین ص437، مسند امام احمد جلد نمبر 4 ص627، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص88، صحیح ابن حبان جلد نمبر 16 ص132، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 17 ص28، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص378، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص33، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص437)

محمد بن انس کے چہرے اور داڑھی کے بال بھی دست اقدس کے باعث سفید نہ ہوئے:

رَوَیٰ یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الْمَدِیْنَةَ وَاَنَا اِبْنُ اُسْبُوْ عَیْنِ فَاُتِیَ بِیَ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَمَسَحَ رَأْسِیْ وَحَجَّ بِیْ حَجَّةَ الْوِدَاعِ وَاَنَا اِبْنُ عَشَرَسِنِیْنَ وَدَعَالِیْ بِالْبَرْکَةِ وَقَالَ سَمُّوْهُ اِسْمِیْ وَلَا تُکَنُّوْهُ بِکُنْیَتِیْ قَالَ قَالَ یُوْنُسُ فَلَقَدْ عُمِّرَ اَبِیْ حَتّٰی شَابَ کُلُّ شَیْءٍ مِنْ اَبِیْ وَمَاشَابَ مَوْضَعَ یَدِالنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مِنْ رَّأْسِهٖ وَلَا مِنْ لِحْیَتِهٖ۔

حضرت یونس بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ شریف تشریف لائے اس وقت میں دو ہفتے کا بچہ تھا (مجھے پیدا ہوئے ابھی دو ہفتے ہوئے تھے) مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر دست اقدس پھیرا اور میرے لئے دعاء برکت فرمائی اور فرمایا میرے نام پر اس کا نام رکھو مگر میری کنیت پر اس کی کنیت نہ رکھنا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا اس وقت میں دس سال کا بچہ تھا حضرت یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بوڑھے ہوگئے حتی کہ ان کے تمام بال سفید ہوگئے مگر ان کے سر اور داڑھی کے وہ بال سیاہ ہی رہے جن پر دست اقدس لگ گیا تھا۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص181، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص138، حجۃ اللہ علی العلمین ص436،

الکبیرلطبرانی جلدنمبر 19 ص244، تاریخ کبیر امام بخاری جلدنمبر 1 ص16، الاستیعاب جلدنمبر 3 ص1365، مجمع الزوائد جلدنمبر 8 ص48، الاصابہ جلدنمبر 6 ص4 سبل الھدیٰ والرشاد جلدنمبر 10 ص33)

جس کے سر پر دست اقدس رکھا وہ جس کے ورم پر اپنا ہاتھ رکھتا وہ شفایاب ہوجاتا:

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ حُذَيْمٍ اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدِهٖ وَقَالَ لَهٗ بُوْرِكَ فِيْكَ قَالَ الذِّيَالَ فَرَاَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتٰى بِالشَّاةِ الْوَارِمِ ضَرْعُهَا وَالْبَعِيْرُ وَالْاِنْسَانُ بِهِ الْوَرَمُ فَيَتْفُلُ فِيْ يَدِهٖ وَيَمْسَحُ بِصَلْعَتِهٖ وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَيَمْسَحُهٗ ثُمَّ يَمْسَحُ مَوْضَعَ الْوَرَمِ فَيَذْهَبُ الْوَرَمَ۔

حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا تیری عمر میں برکت ہو۔ ذیال فرماتے ہیں کہ حنظلہ کے پاس بکری لائی جاتی جس کے تھنوں میں ورم ہوتا اونٹ اور انسان لائے جاتے جنہیں ورم ہوتا وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور بکری، اونٹ اور آدمی کے ورم اور گرہ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پھر ورم کی جگہ ہاتھ پھیرتے تو ورم چلا جاتا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص431، الشفاء قاضی عیاض حصہ اوّل ص291، دلائل النبوت امام بیہقی جلدنمبر 6 ص182، خصائص کبریٰ جلدنمبر 2 ص140، تاریخ کبیر امام بخاری جلدنمبر 3 ص37، الاصابہ ابن حجر جلدنمبر 2 ص133، الکبیرلطبرانی جلدنمبر 4 ص13، مجمع الزوائد جلدنمبر 9 ص408)

تاریک گھر میں اُجالا ہوجاتا:

اِنَّ اُسَيْدَبْنَ اَيَاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَجْهَهٗ وَاَلْقٰى يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَكَانَ اُسَيْدُ بْنُ اَبِىْ اَيَاسٍ يَدْخُلُ الْبَيْتَ الْمُظْلَمَ فَيَضِيْءُ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسید بن اَبی ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر اپنا دست اقدس پھیرا اوران کے سینے پر بھی اپنا دست اقدس ڈالا اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس تاریک گھر میں بھی داخل ہوتے وہاں اُجالا ہوجاتا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص438)

گنجا پن ختم:

قَالَ اِبْنُ سَعْدٍ فِیْ طَبْقَاتِہٖ اَلْھَلْبُ بْنُ یَزِیْدِبْنِ عَدِیٍّ وَفَدَاِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَھُوَ اَقْرَعُ فَمَسَحَ رَأْسَہٗ فَنَبَتَ شَعْرُہٗ فَسَمّٰی الْھَلْبَ۔

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ ہلب بن زید بن عدی وفد کی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضرت ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے گنجے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا دست اقدس کی برکت سے ان کے سر پر بال نکل آئے (گنجا پن ختم ہوگیا) پس ان کا نام ہلب رکھ دیا گیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص438، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 142)

جہاں دست اقدس لگا وہاں بڑھاپا نہ آیا:

عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ وَاِسْمُہٗ مَدْلُوْکٌ اَنَّہٗ ذَھَبَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاَسْلَمَ وَدَعَا لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَمَسَحَ رَأْسَہٗ بِیَدِہٖ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرْکَۃِ فَکَانَ مُقْدَمُ رَأْسِ اَبِیْ سُفْیَانَ اَسْوَدَّ مَامَسَّتْہُ یَدُ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَسَائِرُہٗ اَبْیَضُ۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام مدلوک تھا سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور اپنا دست اقدس اس کے سر پر پھیرا اور پھر برکت کے لئے دعا فرمائی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست برکت سے (ان بالوں کو بڑھاپا نہ آیا) وہ سیاہ ہی رہے جن پر دست اقدس پھرا تھا جب کہ باقی سب سفید ہوگئے۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 182، حجۃ اللہ علی العلمین ص436، التاریخ الکبیر امام بخاری جلد نمبر 3 ص55، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 20 ص 342، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص409، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص138)

سوسال کی عمر میں بھی بال سیاہ ہی رہے سفید نہ ہوئے:

عَنْ عَمْرِوبْنِ ثَعْلَبَۃَ الْجُھَنِیْ قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاَسْلَمْتُ وَمَسَحَ عَلٰی وَجْھِیْ فَمَاتَ عَمْرُو بْنُ ثَعْلَبَۃَ وَقَدْاَتَتْ عَلَیْہِ مِائَۃُ سَنَۃٍ وَمَا شَابَتْ مِنْہُ شَعْرَۃٌ مَسَّتْھَا یَدُرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنْ وَّجْھِہٖ وَرَأْسِہٖ۔

حضرت عمرو بن ثعلبہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرف ملاقات نصیب ہوا میں نے اسلام قبول کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرہ پر اپنا دست اقدس پھیرا (راوی فرماتے ہیں کہ) حضرت عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو سال تک زندہ رہے ان کے سر اور چہرہ کے وہ بال جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس نے مس فرمایا تھا وہ تمام زندگی سیاہ ہی رہے (ان میں سفیدی نام کی کوئی چیز نہ تھی)

(حجۃ اللہ علی العلمین ص437، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص291، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص139، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص183، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 17 ص40، مجمع الصحابہ ابن قانع جلد نمبر 2 ص199، الاصابہ جلد نمبر 4 ص610، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص32)

حضرت سائب کے بال بھی دست اقدس کی برکت سے سیاہ ہی رہے سفید نہ ہوئے:

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کَانَ رَأْسُ السَّائِبِ اَسْوَدُ مِنْ هٰذَ الْمَكَانِ وَوَصَفَ بَيَدِهٖ اَنَّهٗ اَسْوَدُ الْهَامَةِ اِلٰى مَقْدَمِ رَأْسِهٖ وَكَانَ سَائِرُهٗ، مُؤَخِّرُهٗ وَلِحْيَتُهٗ وَعَا رِضَاهٗ اَبْيَضُ فَقُلْتُ يَامَوْلَايَ مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَعْجَبُ شَعْرًا مِنْكَ قَالَ وَمَا تَدْرِيْ يَابُنَيَّ لِمَ ذٰلِكَ؟ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم مَرَّبِيْ وَاَنَا مَعَ الصِّبْيَانِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ اَلسَّائِبُ بْنُ يَزِيْدِ اَخُو النَّمْرِ فَمَسَحَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِيْ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَهُوَ لَايَشِيْبُ اَبَدًا۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کا اگلا حصہ ابھی تک کالا تھا حالانکہ اس کے علاوہ ان کے سر کے تمام بال سفید ہو چکے تھے میں نے کہا اے میرے آقا! آپ کے بال کتنے عجیب ہیں میں نے کسی اور شخص کے اتنے تعجب خیز بال کبھی نہیں دیکھے انہوں نے کہا اے بیٹے! اس کے متعلق تو نہیں جانتا کہ یہ ایسے کیوں ہیں ہوا یہ کہ ایک دفعہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں سائب بن یزید ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے بابرکت بنائے سر کے وہ بال جہاں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس لگ گیا تھا وہ ابھی تک سفید نہیں ہوئے (وہ اب تک سیاہ ہیں)

(حجۃ اللہ علی العلمین ص436، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص138، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص178، الکبیر لطبرانی

جلدنمبر 7 ص160، الاوسط لطبرانی جلدنمبر 5 ص116، دلائل النبوت الاصبہانی جلدنمبر 1 ص173، سبل الھدیٰ والرشاد جلدنمبر 10 ص32)

دست اقدس کی برکت سے کفر نکل گیا دل ایمان سے لبریز ہوگیا:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم بِلَالًا رضی الله تعالیٰ عنه فَاَذَّنَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ فَصَارَ بَعْضُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَسْتَهْزِأُوْنَ وَيَحْكُوْنَ صَوْتَهٗ وَكَانَ مِنْ جُمْلَتِهِمْ اَبُوْ مَحْذُوْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَحْسَنِهِمْ صَوتًا فَلَمَّا رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْاَذَانِ مُسْتَهْزِئًا سَمِعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فَاَمَرَبِهٖ فَمَثَّلَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّهٗ مَقْتُوْلٌ فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم نَاصِيَتَهٗ وَصَدْرَهٗ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ قَالَ رضی الله تعالیٰ عنه فَامْتَلَاَ قَلْبِيْ وَاللّٰهِ اِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَعَلِمْتُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فَاَلْقٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم الْاَذَانَ بِمَكَّةَ رضی الله تعالیٰ عنهم اَجْمَعِيْنَ۔

فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دینے کا حکم فرمایا انہوں نے کعبہ معظّمہ کی چھت پر کھڑے ہوکر آذان دی قریش مکہ کے چند جوان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل اتارنے لگے ان نقل اتارنے والوں میں حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے وہ آذان کی نقل اتارنے والوں میں سب سے زیادہ پیاری آواز والے تھے جب انہوں نے مذاق کے طور پر آذان کی آواز دی تو ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سن لیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابومحذورہ کو فرمایا میرے سامنے آذان دو حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان تھا کہ اس گستاخی کی وجہ سے انہیں قتل کردیا جائے گا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چہرے اور سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اسی وقت میرا دِل ایمان اور یقین سے لبریز ہوگیا اور میں نے جان لیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اذان سکھائی اور انہیں کہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں آذان دیا کریں اس وقت ان کی عمر سولہ سال تھی ان کے وصال کے بعد ان کی اولاد سے مکہ معظّمہ

میں آذان دیتے رہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص439، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص145)

جس جانور پر سواری فرمائی وہ کبھی بوڑھا یا کمزور نہ ہوا:

قَالَ ابْنُ سَبعٍ مِنْ خَصَائِصِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ کُلَّ دَابَّۃٍ رَکِبَھَا بَقِیَتْ عَلَی الْقَدْرِ الَّذِیْ کَانَتْ عَلَیْہِ وَلَمْ تَھْرِمْ بِبَرَکَتِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔ ابن السبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ ہر وہ جانور جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سواری فرمائی وہ ہمیشہ اپنی اسی کیفیت میں رہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے نہ تو بوڑھا ہوا اور نہ ہی ناتواں ہوا۔ (حجۃ اللہ العلمین ص434)

دست اقدس کی برکت سے کنواری بکری کے تھنوں میں دودھ بھر آیا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا یَافِعًا فِیْ غَنَمٍ لِعُقْبَۃَ بْنِ اَبِیْ مُعِیْطٍ اَرْعَاھَا فَاَتٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ یَاغُلَامُ! ھَلْ عِنْدَکَ لَبَنٌ؟ قُلْتُ نَعَمْ وَلٰکِنِّیْ مُؤْتَمِنٌ قَالَ اِئْتِنِیْ بِشَاۃٍ لَمْ یَنْزِ عَلَیْھَا الْفَحْلُ فَاَتَیْتُہٗ بِعِنَاقٍ جِذْعَۃٍ فَاعْتَقَلَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ جَعَلَ یَمْسَحُ ضَرْعَھَا وَیَدْعُوْ حَتّٰی اَنْزَلَتْ فَاَتَاہُ اَبُوْبَکْرٍ بِصَحِیْفَۃٍ فَاحْتَلَبَ فِیْھَا ثُمَّ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اِشْرِبْ فَشَرِبَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ شَرِبَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بَعْدَہٗ ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ قَلِصْ فَقَلَصَ فَعَادَ کَمَا کَانَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نوجوان لڑکا تھا عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے مجھے فرمایا اے لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے میں نے عرض کیا ہاں! دودھ تو ہے مگر میں امانت دار ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس وہ بکری لے آ جس سے نر (بکرے) نے ابھی تک جفتی نہ کی ہو میں ان کے پاس ایک چھوٹی سی بکری لے کر آیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قابو کیا اور اپنے دست اقدس سے اس کے تھنوں کو ملنا شروع کیا اور دعا بھی فرمائی یہاں تک کہ اسے دودھ اتر آیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیالہ لے کر آئے پس اس میں دودھ دوہا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا پی لے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دودھ پیا پھر اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا پھر اس بکری کے تھنوں کو فرمایا سکڑ جاؤ چنانچہ وہ سکڑ کر پہلے کی طرح ہو گئے۔

(مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص556، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص444، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص72، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص203، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص290، حجۃ اللہ علی العلمین ص620، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص556، جواھر البحار جلد نمبر 3 ص21، صحیح ابن حبان جلد نمبر 14 ص432، مسند للبزار جلد نمبر 5 ص219، مسند ابویعلیٰ جلد نمبر 8 ص402، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 9 ص78، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص17، دلائل النبوت ابونعیم ص193)

ام معبد کی لاغر بکری کے تھن جو دودھ سے خالی تھے دست اقدس کی برکت سے لبالب بھر گئے:

عَنْ حِرامِ بن هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَّكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِراً اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّ مَوْلِي اَبِىْ بَكْرٍ عَا مِرُبْنَ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُاللّٰهِ اللَّيْثِىْ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتِىْ اُمِّ مَعْبَدٍ فَسَأَلُوْهَا لَحْماً وَتَمَراً لِّيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم اِلٰى شَاةٍ فِىْ كَسِرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَاهٰذِهِ الشَّاةُ يَااُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَّبَنٍ قَالَتْ هِىَ اَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَتَاْ ذَنِيْنَ لِىْ اَنْ اَحْلُبَهَا قَالَتْ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اِنْ رَّاَيْتَ بِهَا حَلَبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تعالىٰ وَدَعَا لَهَا فِىْ شَاتِهَا فَتَفَاجَتْ عَلَيْهِ وَدَرَّت وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِاِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثَمَّ شَرِبَ اٰخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَاَ الْاِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَا يَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا۔

حضرت حرام بن ھشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حبش بن خالد سے روایت کرتے ہیں وہ

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (بوقت ہجرت) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے ساتھ حضرت عبداللہ لیثی جو انہیں مدینہ منورہ کی طرف جانے والے راستہ کی رہنمائی کرنے والے تھے حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمے کے پاس سے گذرے انہوں نے حضرت ام معبد سے گوشت اور چھوہارے خریدنا چاہے مگر حضرت ام معبد! کے پاس یہ چیزیں نہ تھیں جبکہ یہ حضرات بھی بے توشہ تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیمے کے کنارے میں ایک بکری دیکھی تو فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا یہ بکری ایسی ہے جسے اس کی لاغری اور کمزوری نے بکریوں کے ریوڑ سے پیچھے کردیا ہے فرمایا کیا اس بکری میں دودھ ہے؟ عرض کیا دودھ اس سے بہت دور ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو میں اس سے دودھ دوھ لوں عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں اگر اس میں دودھ دیکھتے ہیں تو دوھ لیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کو بلایا اس کے تھنوں پر اپنا دست اقدس پھیرا اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیا اوران کے لئے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے (دودھ دینے کے لئے اپنی) ٹانگیں چیر دیں اس کے تھن دودھ سے لبالب بھر گئے اور وہ جگالی کرنے لگی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کردے اس میں چھلکتا ہوا دودھ دوھا کہ جھاگ اوپر آ گئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (سب سے پہلے) حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پلایا اس نے سیر ہوکر پیا پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی سیر ہوگئے سب سے آخر میں خود پیا پھر اس برتن میں دوبارہ دودھ دوھا وہ برتن پھر بھر گیا وہ دودھ حضرت ام معبد کے پاس ہی چھوڑ دیا اور اس سے بیعت لی (اسے مشرف بااسلام کیا) اور وہاں سے روانہ ہوگئے۔

(مشکوٰۃ شریف ص544، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص225، الوفا ابن جوزی ص242، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص244، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص65 خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص309، دلائل النبوت ابونعیم ص199، حجۃ اللہ علی العلمین ص618، سیرۃ نبویہ ابن کثیر ص214، مستدرک جلد نمبر 3 ص233، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 4 ص48، الاحادوالمثانی للشیبانی جلد نمبر 6 ص253، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص458)

<u>ابومعبد گھر میں دودھ دیکھ کر متحیر ہوگیا حضرت ام معبد نے اسے بتایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا:</u>

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں سے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے بعد میں حضرت ام معبد کے خاوند حضرت ابو معبد اپنی لاغر و کمزور بکریوں کو لے کر گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیرت میں گم ہو گئے کہ گھر میں دودھ بھی ہے گھر خوشبوؤں سے معطر بھی ہے نور سے منور بھی ہے آخر یہ تبدیلی کیسی اور کہاں سے آ گئی آخر اپنی بیوی سے پوچھے بغیر نہ رہ سکے کہ اے ام معبد! یہ اتنا دودھ ہمارے گھر کہاں سے آ گیا؟ یہ دودھ کی نہر کہاں سے جاری ہو گئی؟ جبکہ گھر میں تو کوئی شیر دار جانور بھی نہیں تھا جو گھر میں بکری تھی اس کے تھنوں میں تو دودھ کا قطرہ تک بھی نہیں تھا آخر یہ اتنی برکت اتنی رونق گھر میں کہاں سے اور کیسے آ گئی؟ حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابو معبد کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کا جو تذکرہ کیا وہ سیرت کی کتب میں موجود ہے بندہ ناچیز محمد یار اسے یہاں برکت کے لئے ذکر کرتا ہے مگر اس سے پہلے ایک پنجابی شاعر نے اسے ایک شعر میں جو اختصار کے ساتھ محبت بھرے انداز میں بیان کیا ہے پہلے وہ ملاحظہ فرمائیں شاعر کہتا ہے حضرت ام معبد نے اپنے خاوند سے کہا۔

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا

دو گھڑیاں اس گھر وچ ٹھہرا کر گیا نورا جالا

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند حضرت ابو معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا بخدا ہمارے پاس سے ایک بہت ہی مبارک شخصیت کا گذر ہوا ہے اس کے ساتھ ہی اس نے سارا ماجرا سنا دیا اس کے خاوند نے اسے کہا اس مبارک شخصیت کا ذرا حلیہ تو بیان کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ وہی شخص ہے جس کی تلاش میں قریش مکہ مارے مارے پھر رہے ہیں خاوند کے پوچھنے پر حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پیکر نور کی جو دلآویز تصویر کشی کی اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس بادہ نشین خاتون کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسی حقیقت شناس آنکھ اور کیسی حقیقت ترجمان زبان عطا فرمائی تھی۔ مطالعہ فرمائیں اور اپنے نور ایمان کو منور مزید فرمائیں۔ حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے خاوند کو بتایا۔

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ حَسَنَ الْخُلُقِ مَلِيْحَ الْوَجْهِ لَمْ تَعِبْهُ ثَجْلَةٌ وَلَمْ تُزْرِبِهٖ صَعْلَةٌ قَسِيْمٌ وَسِيْمٌ فِيْ عَيْنَيْهِ دَعَجٌ وَفِيْ اَشْفَارِهٖ وَطَفٌ وَفِيْ صَوْتِهٖ صَحَلٌ اَحْوَلُ اَكْحَلُ اَزَجُّ اَقْرَنُ وَفِيْ

عُنُقِهٖ سَطَعٌ وَفِیْ لِحْیَتِهٖ کَثَاثَۃٌ اِذَا صَمَتَ فَعَلَیْهِ الْوَقَارُ وَاِذَا تَکَلَّمَ سَمَا وَعَلَاہُ الْبَھَاءُ حُلْوُ الْمَنْطِقِ فَصْلٌ لَانَزْرٌ وَلَاھَذْرٌ کَاَنَّ مَنْطِقَهٗ خَرَزَاتُ نَظْمٍ یَتَحَدَّرْنَ اَبْھَی النَّاسِ وَاَجْمَلَهٗ مِنْ بَعِیْدٍ وَاَحْسَنَهٗ مِنْ قَرِیْبٍ رَبْعَۃٌ لَاتَشْنَأُ عَیْنٌ مِنْ طُوْلٍ لَاتَقْتَحِمُهٗ عَیْنٌ مِنْ قِصَرٍ غُصْنٌ بَیْنَ غُصْنَیْنِ فَھُوَ اَنْضَرُ الثَّلَاثَۃِ مَنْظَرًا وَاَحْسَنُھُمْ قَدْرًا لَهٗ رُفَقَاءُ یَحُفُّوْنَ بِهٖ اِذَا قَالَ اِسْتَمَعُوْا لِقَوْلِهٖ وَاِنْ اَمَرَ تَبَادَرُوْا اِلٰی اَمْرِهٖ مَحْفُوْدٌ مَّحْشُوْدٌ لَاعَابِسٌ وَلَامُفَنَّدٌ۔

میں نے ایک ایسا مرد دیکھا جس کا حسن نمایاں تھا جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا نہ بڑی ہوئی تو ند اسے معیوب بنا رہی تھی نہ پتلی گردن اور چھوٹا سر اس میں نقص پیدا کر رہا تھا بہت زیادہ حسین بڑے ہی خوبرو آنکھیں سیاہ اور بڑی اور پلکیں لانبی آواز ان کی گونج دار تھی سیاہ و سرمگیں آنکھیں دونوا برو باریک اور ملے ہوئے گردن چمکدار تھی ریش مبارک گھنی تھی جب وہ خاموش ہوتے تو پروقار ہوتے جب گفتگو فرماتے تو چہرہ پرنور اور بارونق ہوتا۔ شیریں گفتار تھے گفتگو واضح ہوتی بے فائدہ نہ ہوتی اور نہ ہی بیہودہ گفتگو موتیوں کی لڑی ہوتی (یوں معلوم ہوتا) جیسے موتی جھڑ رہے ہوں۔ دور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے اور قریب سے دیکھا جائے تو سب سے زیادہ خوبرو اور حسین دکھائی دیتے قد درمیانہ تھا نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں آپ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی مانند تھے جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور قد آور ہو ان کے ایسے ساتھی تھے جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے اگر آپ انہیں کچھ کہتے تو وہ فوراً اس کی تعمیل کرتے اگر آپ انہیں حکم دیتے تو وہ فوراً اسے بجالاتے سب کے مخدوم سب کے محترم نہ وہ ترش رو تھے نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔ (الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص243، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص245، مستدرک جلد نمبر 3 ص233، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص310، حجۃ اللہ علی العلمین ص618، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص68، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص225، دلائل النبوت ابونعیم ص199، سیرت النبویہ ابن کثیر حصہ اوّل ص214، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص88، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 4 ص48، الاحادوالمثانی للشیبانی جلد نمبر 6 ص 253)

ایک پیالہ دودھ سے سب اصحاب صفہ سیر ہو گئے:

اِنَّ اَبَاھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کَانَ یَقُوْلُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّا ھُوَ اِنْ کُنْتُ لَاَعْتَمِدُ

بِكَبِدِیْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ کُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰی بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ یَوْمًا عَلٰی طَرِیْقِهِمُ الَّذِیْ یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ اَبُوْبَکْرٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَاسَاَلْتُهٗ اِلاَّ لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِیْ عُمَرُ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَاسَاَلْتُهٗ اِلاَّ لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُوالْقَاسِمِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَعَرَفَ مَافِیْ نَفْسِیْ وَمَافِیْ وَجْهِیْ ثُمَّ قَالَ اَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قَالَ اِلْحَقْ وَمَضٰی فَاَتْبَعْتُهٗ فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدْحٍ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ هٰذَا اللَّبَنَ قَالُوْا اَهْدَاهُ لَكَ فَلَانٌ اَوْفُلَانَةٌ قَالَ اَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قَالَ اِلْحَقْ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَةِ فَادْعُهُمْ لِیْ قَالَ وَاَهْلُ الصُّفَةِ اَضْیَافُ الْاِسْلَامِ لَایَاوُوْنَ عَلٰی اَهْلٍ وَلَامَالٍ وَلَا عَلٰی اَحَدٍاِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَیْهِمْ وَلَمْ یَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَیْئًا وَاِذَا اَمَتْهُ هَدْیَةٌ اَرْسَلَ اِلَیْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَکَهُمْ فِیْهَا فَسَاَنِیْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَاهٰذَا اللَّبَنُ فِیْ اَهَلِ الصُّفَةِ کُنْتُ اَحَقُّ اَنْ اُصِیْبَ مِنْ هٰذَااللَّبَنَ شَرْبَةً اَتَقَوّٰی بِهَافَاِذَاجَاءَ اَمَرَنِیْ فَکُنْتُ اَنَااُعْطِیْهِمْ وَمَا عَسٰی اَنْ یَّبْلُغَنِیْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ بُدٌّفَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْافَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَالْبَیْتِ قَالَ یَااَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قَالَ خُذْ فَاَعْطِهِمْ فَاَخَذْتُ الْقَدْحَ فَجَعَلْتُ اُعْطِیْهِ الرَّجُلَ فَیَشْرِبُ حَتّٰی یَرْوٰی ثُمَّ یُرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ فَاُعْطِیْهُ الْقَدَحَ فَیَشْرَبُ حَتّٰی یَرْوٰی ثُمَّ یَرُدُّعَلَیَّ الْقَدَحَ حَتّٰی انْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَقَدْرَوِیَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ فَاَخَذَالْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰی یَدِهٖ فَنَظَرَاِلَیَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ یَااَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ یَارَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اُقْعُدْ فَاشْرِبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اِشْرِبْ فَشَرِبْتُ فَمَازَالَ یَقُوْلُ اِشْرِبْ حَتّٰی قُلْتُ لَاوَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَااَجِدُلَهٗ مَسْلَکًاقَالَ فَاَرِنِیْ فَاَعْطَیْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰی وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو زمین پر نہیں لگا سکتا تھا اگر بھوک زیادہ تنگ کرتی تو میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن میں سرراہ بیٹھ گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے میں نے ان سے قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق پوچھا میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ وہ میری حالت زار کو سمجھ سکیں اور مجھے کچھ کھلائیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا پھر میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذرے میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ میرا ان سے پوچھنے کا مطلب بھی یہی تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں مگر انہوں نے بھی ایسا نہ کیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا انہوں نے میرے دل کی کیفیت کو بھی جان لیا اور میرے چہرے سے بھی پہچان لیا (کہ میں کیا چاہتا ہوں) مجھے فرمایا میرے ساتھ چل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکان میں داخل ہوئے تو میں نے بھی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی تو میں بھی اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ وہاں ایک پیالہ دودھ رکھا ہوا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے گھر والوں نے بتایا کہ فلاں شخص یا فلاں عورت (راوی کو شک ہے) نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوھریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ حضرت ابوھریرہ بیان کرتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کے پاس کوئی جائے رہائش اور کوئی مال واسباب نہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اگر کوئی صدقہ آتا تو آپ اس میں سے کچھ بھی نہ لیتے تمام کا تمام اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور جب ہدیہ آتا تو خود بھی اس میں سے رکھتے اور اصحابہ صفہ کو بھی اس میں شریک کرتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اصحاب صفہ کو بلانے کے لئے بھیجا تو میں کبیدہ خاطر ہوا میں نے دِل میں خیال کیا کہ اس تھوڑے سے دودھ کی اتنے آدمیوں کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ سارا مجھے مل جائے تا کہ میں اس سے اپنی بھوک پیاس مٹا سکوں مگر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ان کے بلانے کے لئے بھیجا ہے تو وہ آئیں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے ہی حکم فرمائیں گے کہ میں ہی انہیں یہ دودھ دوں پھر اس میں سے مجھے کیا ملے گا؟ مگر اطاعت الٰہی واطاعت رسول سے مفر بھی ممکن نہ تھا

چنانچہ میں اہل صفہ کو بلا لایا وہ آئے اور انہوں نے حاضری کے لئے اجازت طلب کی محبوب خدا محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرمائی تو وہ مجلس اقدس میں آ کر بیٹھ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوھریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا یہ دودھ لے اور اہل صفہ کو پلا میں نے دودھ کا پیالہ پکڑا (ان میں سے) ایک کو دودھ کا پیالہ دیتا وہ سیر ہو کر پیتا اور پیالہ واپس مجھے واپس لوٹا دیتا پھر میں دوسرے کو دیتا وہ بھی اس سے سیر ہو کر دودھ پیتا اور واپس مجھے دیتا یہاں تک کہ میں واپس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور ان سب نے سیر ہو کر دودھ پی لیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ سے پیالہ لیا اور اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا اے ابوھریرہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے فرمایا بیٹھ جا اور دودھ پی میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا فرمایا اور پی میں نے اور پیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہی فرماتے رہے کہ اور پی اور میں پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اب اور نہیں پی سکتا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب اور دودھ پینے کی گنجائش نہیں ہے یہ عرض کرنے کے بعد پیالہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں دے دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کی اور بسم اللہ پڑھ کر باقی دودھ پی کر ختم کر دیا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 955، مسند امام احمد جلد نمبر 2 ص 696، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 86، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 294، حجۃ اللہ علی العلمین ص 622، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 411، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 80، دلائل النبوت ابونعیم ص 251)

حضرت شیبہ کے سینہ پر دست اقدس لگا تو کفر بھاگ گیا نور ایمان چھا گیا:

حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تو فتح مکہ کے بعد ایمان قبول کر لیا مگر میں اپنے کفر پر بضد رہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے بعد قبیلہ بنو ھوازن کی سرکشی کی سرکوبی کے لئے مکہ مکرمہ سے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو اس لشکر کے ساتھ میں بھی روانہ ہو گیا میرا ان کے ساتھ جانے کا مقصد جہاد نہ تھا

کیونکہ میں نے ابھی اسلام قبول ہی نہیں کیا تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا اور میری نیت یہ تھی کہ اس جنگ میں اگر کہیں موقع مل گیا تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شمع حیات کو بجھادوں گا انہیں شہید کردوں گا۔ میرے دِل میں میرے باپ میرے چچا اور میرے چچازاد بھائیوں کے قتل کا دکھ موجزن تھا جنہیں جنگ اُحد میں مسلمانوں نے قتل کردیا تھا میرے دل میں تھا جس طرح بھی ہوسکے میں نے اپنے ان مقتولوں کا بدلہ ضرور لینا ہے اور میں نے یہ بھی پختہ عزم کر رکھا تھا کہ لَوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اَحَدٌ اِلَّا اتَّبَعَ مُحَمَّدًا مَااتَّبَعْتُهٗ اَبَدًا۔ اگر عرب وعجم کے سارے لوگ حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرلیں (حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں) میں کبھی بھی ان کی اتباع نہیں کروں گا (ان پر ایمان نہیں لاؤں گا) لوگ جوق در جوق دامن اسلام میں آ کر راہ جنت کو اپنا رہے تھے لیکن ان کے برعکس راہ کفر پر چلنے میں میرے عزم میں مزید پختگی آ رہی تھی چنانچہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو موقع ملنے پر شہید کرنے کی غرض سے میں اس میں اسلامی لشکر کے ہمراہ چلا گیا میں وہاں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق میرے دِل میں بغض وعناد زیادہ ہوتا جارہا تھا جب مسلمان اور کفار باہم معرکہ آزما ہوئے جنگ کا میدان گرم ہوگیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر سے نیچے اتر آئے تو میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اپنی تلوار کو نیام سے نکال لیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہونے کی غرض سے آگے بڑھا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار سے حملہ کرنے والا ہی تھا کہ اچانک آگ کا ایک شعلہ بجلی کی تیزی سے میری طرف لپکا اس کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں قریب تھا کہ میری آنکھوں کا نور ختم ہوجاتا میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لئے اور خوف سے کانپنے لگا رحمت عالمیاں شفیع عاصیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظر رحمت فرما کر تبسم فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری بدنیت کو بھانپ لیا تھا مگر وہ تو رحمت کائنات تھے انہوں نے فرمایا یَاشَیْبَةُ اُدْنُ مِنِّیْ اے شیبہ میرے قریب ہو! میں قریب ہوگیا میری قسمت کا ستارہ چمک اٹھا رؤف ورحیم نبی نے شفقت بھرا اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھا (کیا وہ خوش نصیب سینہ تھا کیسی وہ پیاری گھڑی تھی اے رحیم وکریم میرے پیارے رب بندہ ناچیز تیرا عاجز بے بس لاچار بندہ ہے تیری بے پایاں رحمت سے ایسی ہی پیاری ساعت اور ایسے بے بہا کرم کی امید رکھتا ہے) اور دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ اے اللہ شیبہ کو شیطان کے شر سے بچالے۔ حضرت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اسی لمحے میرے دِل کی کیفیت بدل گئی اس ایک نگاہ کرم نے میرے دِل کی کایا پلٹ کر رکھ دی فرماتے ہیں فَوَاللّٰهِ لَهُوَ

فِي السَّاعَةِ صَارَاَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَاكَانَ فِيَّ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے کانوں اپنی آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب ہوگئے اور میرے دِل میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں جو جذبات بھڑک رہے تھے وہ سب کافور ہوگئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا نام ونشان تک مٹادیا۔

حضرت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا قَاتِلِ الْكُفَّارَ اے شیبہ کفار سے جنگ کر حضرت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَتَقَدَّمْتُ اَمَامَهٗ اَضْرَبُ بِسَيْفِيْ اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ اَحَبُّ اَنْ اَقِيْهِ بِنَفْسِيْ كُلَّ شَيْئٍ وَلَوْ لَقِيْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ اَبِيْ لَوْكَانَ حَيًّا لَاَوْقَعْتُ بِهِ السَّيْفَ۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آگے ہوا آپ کے دشمنوں کو اپنی تلوار سے ماررہا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے یہ بات ہر چیز سے زیادہ پیاری تھی کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کروں اگر اس وقت میرا باپ زندہ ہوتا (اور وہ کافر ہوتے ہوئے) میرے سامنے آتا تو میں اس پر بھی تلوار سے حملہ کردیتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص320، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص110، حجۃ اللہ علی العلمین ص499، سیرت نبویہ ابن کثیر ص457، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص449، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص159، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 7 ص298، معجم الصحابہ جلد نمبر 1 ص335، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص184، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص597)

ابوسفیان کے سینے پر دست اقدس سے ضرب لگائی تو اسے غلط ارادے سے توبہ نصیب ہوگئی:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھما قَالَ رَاٰی اَبُوْسُفْيَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم يَمْشِيْ وَالنَّاسُ يَطَئُوْنَ عَقِبَهٗ فَقَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نَفْسِهٖ لَوْعَا وَدْتُّ هٰذَا الرَّجُلَ الْقِتَالَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰى ضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ اِذًا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ قَالَ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاَسْتَغْفِرُاللّٰهَ مِمَّا تَفَوَّهْتُ بِهٖ فَقَالَ مَااَيْقَنْتُ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى السَّاعَةِ اِنِّيْ كُنْتُ لَاُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِذٰلِكَ۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (فتح مکہ کے ایام میں) ابوسفیان نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کہیں تشریف لے جارہے ہیں اور لوگوں کا جم غفیر آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے (سراطاعت خم کئے) جا رہا ہے (یہ منظر دیکھ کر حسد سے) ابوسفیان نے اپنے دِل میں کہا کاش میں اس سے دوبارہ جنگ کرتا (اور ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے دِل میں کہا کہ کاش میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کے لئے ایک بڑی جماعت (بڑالشکر) تیار کرتا) اسی اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان کے پاس پہنچ گئے اس کے سینے پر دست اقدس سے ضرب لگائی اور اسے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ پھر تمہیں ذلیل ورسوا کرے گا۔ (ابوسفیان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ ارشاد سن کر ششدر رسارہ گیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں توبہ کرتا ہوں اور جو بات میں نے (دِل میں) کی ہے اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں یہ بات تو میں نے دِل میں کی تھی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 246، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 80، حجۃ اللہ علی العلمین ص 497، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 441، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 441، ابن عساکر جلد نمبر 6 ص 406، طبقات ابن سعد جلد نمبر 1 ص 15، تاریخ اسلام للذھبی جلد نمبر 1 ص 319)

غزوۂ حنین میں وقتی حزیمت پر ابوسفیان کی کینہ بھری گفتگو:

لَمَّا انْهَزَمَ النَّاسُ وَرَاٰی مَنْ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم مِنْ جُفَاةِ اَهْلِ مَكَّةَ الْهَزِيْمَةَ تَكَلَّمَ مِنْهُمْ رِجَالٌ بِمَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ مِنَ الضِّغْنِ قَالَ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَكَانَ اِسْلَامُهُ بَعْدُ مَدْخُوْلاً تَنْتَهِيْ هَزِيْمَتُهُمْ دُوْنَ الْبَحْرِ۔

جب مسلمانوں کو (وقتی طور پر غزوہ حنین میں) ہزیمت اٹھانا پڑی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بعض بدطینت قسم کے آئے ہوئے لوگوں نے جب اس ہزیمت کو دیکھا تو ان کے دلوں میں جو (چھپا ہوا) کینہ تھا اس کی وجہ سے انہوں نے باتیں کرنا شروع کر دیں ابوسفیان بن حرب جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوگیا۔ (بظاہر مسلمان ہوگیا تھا مگر اس کے دِل میں ابھی تک حسد وعناد کا لاوا پک رہا تھا کینہ وعناد کے انگارے دہک رہے تھے وہ اپنے غلیظ جذبات کو چھپا نہ سکا وہ مسلمانوں کی اس وقتی ہزیمت کو مکمل شکست سمجھ بیٹھا برملا کہنے لگا) یہ لشکر ھوازن اب انہیں دھکیل کر سمندر تک پہنچا کر دم لے گا یعنی مسلمانوں کے قدم اب سمندر سے پہلے جم نہیں سکتے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 319، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 97، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 454، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم

ص278، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص158، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص180، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص589)

ابوسفیان نے مجبوری سے ایمان قبول کیا:

ہمارے محبوب پیغمبر سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہمراہ دس ہزار کا لشکر لے کر فتح مکہ کے لئے آٹھ 8 ہجری رمضان المبارک کی دس10 تاریخ بروز بدھ نماز عصر ادا فرمانے کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف آ رہے تھے مقام جحفہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور ساتھ ہولئے شریک سفر ہوگئے سفر جاری رہا یہاں تک کہ بوقت عشاء مرالظہر ان کے مقام کے پاس پہنچے تو وہاں رات کو قیام کا ارادہ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنے اپنے پڑاؤ میں آگ جلائے فوراً تعمیل حکم ہوئی اور آناً فاناً دس ہزار چولہے روشن ہوگئے ساری وادی جگمگ جگمگ کرنے لگ گئی رات کو لشکر اسلام کی نگہداشت کی ڈیوٹی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگائی گئی۔

کفار مکہ کو یہ کھٹکا تو دن رات لگا رہتا تھا کہ انہوں نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کر کے جو ظلم کیا ہے اس کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا تاہم وہ اس لشکر سے بالکل بے خبر تھے حالانکہ اس لشکر کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے کئی دن گذر چکے تھے ان کے سان گمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ اتنا عظیم الشان لشکر ان کے سر پر پہنچ چکا ہے انہوں نے ابوسفیان کو حالات کے جائزے کے لئے مقرر کر رکھا تھا اور ساتھ یہ بھی اسے کہا کہ اگر تیری ملاقات اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہو جائے تو ان سے اہل مکہ کے لئے امان طلب کرنا اہل مکہ کے اس فیصلہ کے تحت ابوسفیان حکیم بن حزام کو لے کر اپنے مشن پر روانہ ہوگیا آگے چل کر ان دونوں کی ملاقات بدیل بن ورقاء سے ہوگئی انہوں نے ان کو بھی ساتھ لے لیا تاکہ حالات کا جائزہ لے سکیں یہ تینوں افراد جب مرالظہر ان کے قریب اراک نامی بستی پہنچے تو یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ تاحد نظر خیمے ہی خیمے نصب ہیں اور ہر خیمے کے سامنے آگ جل رہی ہے انہوں نے گھوڑوں کو ہنہناتے اور اونٹوں کو بلبلاتے سنا تو شدت خوف سے ان پر لرزہ طاری ہوگیا۔

ابوسفیان کی گرفتاری:

حضرت ابویعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا ایک

روایت کے مطابق یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان اراک کی بستی میں موجود ہے جاؤ اسے گرفتار کر کے لے آؤ چنانچہ فرمان اقدس کے تحت ہم اس بستی میں گئے ہمیں واقعی وہاں ابوسفیان مل گیا ہم نے اسے گرفتار کرلیا اور لاکر بارگاہ اقدس میں پیش کردیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ تینوں ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اراک بستی میں موجود تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرفروش مجاہدین وہاں پہنچے جاتے ہی انہوں نے ان کے اونٹوں کی نکیلیں پکڑلیں انہوں نے ہڑ بڑا کر پوچھا آپ لوگ کون ہیں جو ہمارے اونٹوں کی نکیلوں کو پکڑ رہے ہو صحابہ کرام نے فرمایا کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے جانباز صحابہ تمہارے سامنے خیمہ زن ہیں؟ یہ تینوں دیکھتے ہی حیرت میں گم ہوگئے اور متحیر ہو کر کہنے لگے اتنا بڑا لشکر جرار ہمارے گھروں پر پہنچ گیا اور ہمیں خبر تک نہیں ہوئی۔ چونکہ لشکر اسلام پر پہرہ کی ڈیوٹی اس رات سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی لہٰذا یہ تینوں گرفتار کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے گئے انہوں نے کہا صبح تک انہیں اپنی حراست میں ہی رکھو صبح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں انہیں پیش کریں۔

اگلی صبح جب ان تینوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے لے جا رہے تھے تو ان کی ملاقات سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگئی انہوں نے تینوں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔

دوسری روایت:

حضرت اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں نقل فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ جب مرالظہر ان بستی میں رات گذارنے کے لئے ٹھہرے تو سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دِل اہل مکہ کے المناک انجام کے تصور سے دہل گیا ان کی زبان ودِل سے اہل مکہ کے لئے فریاد نکلی وہ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کو بزور شمشیر فتح کرلیں اہل مکہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر امان طلب کرلیں کیونکہ بزور شمشیر فتح کرنے سے جو تباہی بربادی ہوتی ہے اس کے تو تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر نکلا اور کسی ایسے آدمی کا متلاشی ہوا جو میرا پیغام قریش مکہ تک پہنچا دے میں چاہتا تھا کہ قریش مکہ حضور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے امان طلب کرلیں تا کہ کسی کا کچھ ذرہ بھر بھی نقصان نہ ہو۔ جب میں اراک بستی کے پاس سے گذرا تو میرے کانوں میں ابوسفیان اور بدیل کی آواز سنائی دی۔ ابوسفیان بدیل سے کہہ رہا تھا کہ میں نے آج تک کوئی ایسی رات نہیں دیکھی جس میں یوں اتنی ہزاروں آگ روشن ہوں اور اتنا لشکر جرار خیمہ زن ہو۔ بدیل نے اسے کہا میرے خیال میں یہ قبیلہ بنوخزاعہ ہے جو یہاں خیمہ زن ہے ابوسفیان نے کہا بھولپن ٹھیک نہیں بنوخزاعہ کے پاس اتنا لشکر کہاں سے آ گیا یہ کوئی اور معاملہ ہے۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی میں نے اسے آواز دی اس نے میری آواز پہچان کر فوراً لبیک کہا اور پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا وَیۡحَكَ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہزاروں صحابہ کے ہمراہ یہاں پہنچ چکے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا ابوالفضل! اس طرح قریش کی ہلاکت تباہ وبربادی تو پھر مقدر ہوچکی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کوئی ایسا راستہ نکالیں جس سے ہماری سلامتی ہوجائے۔ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا ابوسفیان! جلدی کر میرے پیچھے خچر پر سوار ہوجا میں تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتا ہوں اور ان سے تیرے لئے پناہ کی درخواست کرلیتا ہوں۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تیری حاضری نہ ہوئی اور کسی مسلمان نے تجھے دیکھ لیا تو وہ تجھے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ ابوسفیان سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے خچر پر سوار ہوگیا ابوسفیان کے باقی دوساتھی حکیم بن حزام اور بدیل بھی ان کے ہمراہ ہولئے۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوسفیان کو لے کر چلا تو جس مسلمان کے پاس سے ہم گذرتے وہ کہتا یہ خچر تو ہمارے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سوار ہیں لہٰذا ہم سے کوئی بھی تعرض نہ کرتا مگر جب ہمارا گذر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمے کے پاس سے ہوا ان کے خیمے کے سامنے بھی آگ روشن تھی حضرت عمر مجھے دیکھ کر (احتراماً) کھڑے ہوگئے مجھ سے پوچھا ابوالفضل! آپ کے پیچھے کون ہے؟ جب اس نے غور سے دیکھا تو ابوسفیان کو پہچان لیا اور ابوسفیان کو کہا اے دشمن خدا! اس مالک کائنات کا شکر ہے کہ تو اس وقت مجھے ملا ہے جب تجھے کسی کی پناہ میسر نہیں یہ کہہ کر حضرت عمر جلدی سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چل پڑے تا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس دشمن خدا کو قتل کرنے کا اذن حاصل کرسکے

مگر حضرت عمر پیدل تھے جب کہ میں خچر پر سوار تھا میں نے خچر کو ایڑھ لگائی اور اس سے پہلے ابوسفیان کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ ابوسفیان اللہ تبارک وتعالیٰ کا بدترین دشمن ہے اسے ابھی کسی کی پناہ میسر نہیں ہوئی اجازت عطا فرمائیں کہ میں اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسے پناہ دے دی ہے یہ عرض کر کے میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چمٹ گیا اور ان کے سر مبارک کو اپنے سینے سے لگا لیا اور عرض کیا میں نے ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل ان تینوں کو پناہ دے دی ہے۔ اب یہ تینوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کے لئے اذن کے خواں ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہیں لے آؤ چنانچہ ان تینوں کو خدمت اقدس میں پیش کر دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے حالات دریافت فرمائے ہم چاروں رات کافی دیر تک محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم محبوب کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر رہے گفتگو کے آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی انہوں نے وحدت الٰہی کی گواہی دیتے ہوئے کہا نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اقرار رسالت سے گریز کرتے ہوئے محمد رسول اللہ نہ کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا جب تک محمد رسول اللہ کہہ کر میری رسالت پر ایمان نہیں لاؤ گے اس وقت تک اسلام سے تمہارا دور کا تعلق بھی نہیں ہے مسلمان تب ہو گے جب توحید باری تعالیٰ کے ساتھ میری رسالت پر بھی ایمان لاؤ گے۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے تحت حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نے تو زبان ودِل سے کہہ دیا نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ مگر ابوسفیان نے کہا اس معاملہ میں مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کی مہلت دی جائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اسے اپنے ساتھ لے جاؤ رات اپنے ساتھ رکھو صبح اسے پھر لے آنا۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کو ارشاد مطابق اپنے ساتھ لے گئے صبح کے وقت موذن نے جب فجر کی اذان دینا شروع کی تو تمام صحابہ کرام اذان کے کلمات کو ساتھ ساتھ دہراتے جاتے تھے ابوسفیان یہ سن کر گھبرا اٹھا اور

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ اب نماز پڑھنے کی تیاری کر رہے ہیں اس کے بعد ابوسفیان نے ایک اور منظر دیکھا جسے دیکھ کر وہ حیران و ششدر رہ گیا اس نے دیکھا کہ محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما رہے ہیں تمام صحابہ کرام وضو کے پانی کے ان قطروں کو جو جسم اقدس و اطہر کو مس کر کے نیچے آ رہے تھے انہیں نیچے نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ نیچے ہاتھ کر کے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیتے اور پھر اپنے چہروں پر مل لیتے ابوسفیان نے برملا کہا میں نے ایسی محبت ایسا ادب کسی بادشاہ کے ساتھ ہوتا بھی نہیں دیکھا شاہان قیصر و کسریٰ بھی اس سے محروم ہیں حقیقت بھی یہی ہے کہ بادشاہوں کے ادب اداب کا تعلق ظاہر سے ہے اس میں دلی محبت کی رنگینی نہیں ہوتی جب کہ اس ادب کا تعلق عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تھا جو ہر کسی کو میسر نہیں ابوسفیان اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ اس عشق کی رمز کیا ہے۔ وضو کا منظر بھی ابوسفیان کے لئے کچھ کم حیرت زدہ نہیں تھا کہ نماز کے منظر نے تو اسے مزید ورطہ حیرت میں مستغرق کر دیا اس نے دیکھا کہ محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب تکبیر تحریمہ کہی تو سب صحابہ نے اقتداء میں اللہ اکبر کہا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں گئے تو تمام صحابہ کرام بھی پیچھے رکوع میں چلے گئے جب رکوع سے اٹھے تو سب ہی رکوع سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب سجدے میں تشریف لے گئے تو آپ کے پیچھے سب ہی سربسجود ہو گئے یہ دیکھ کر ابوسفیان کو یارائے سکوت نہ رہا بے ساختہ کہہ اٹھا اطاعت و انقیاد کا ایسا حسین منظر میں نے آج تک نہیں دیکھا اے ابوالفضل (یہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت تھی) تیرے بھتیجے کی بادشاہی بہت بلند ہو گئی ہے۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا (ارے نادان) یہ بادشاہی نہیں ہے یہ شان نبوت ہے۔ نماز سے فراغت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو فرمایا اے ابوسفیان! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی حقیقت کو تسلیم کر لو ابوسفیان نے کہا آپ کی رسالت کے متعلق ابھی تک میرے دِل میں شک ہے ابھی دِل تسلیم کرنے پر مائل نہیں سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا وَیْحَکَ (تیرا خانہ خراب ہو) ابھی اسلام قبول کر لے ورنہ ابھی تیری گردن تیرے جسم سے اڑا دی جائے گی۔ ابوسفیان نے جان کے ڈر سے اسی وقت پڑھ لیا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 27، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 215، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 112، سیرت نبویہ ابن کثیر

ص431، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص390، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص539، شرح معانی الآثار جلد نمبر 3 ص391، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 8 ص9، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ دوم ص252، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص429)

دست اقدس کی کنکریوں سے بھری ہوئی ایک مٹھی نے دشمن کے تمام لشکر کو نا کارہ کر دیا:

عَنْ سَلْمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حُنَیْنًا فَوَلّٰی صَحَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَۃِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَۃً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِہٖ وُجُوْھَھُمْ فَقَالَ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْھُمْ اِنْسَانًا اِلَّامَلَأَ عَیْنَیْہِ تُرَابًا بِتِلْکَ الْقَبْضَۃِ فَوَلَّوْمُدْبِرِیْنَ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر غزوہ حنین کی جنگ لڑی (جنگ میں وقتی طور پر) صحابہ کرام کی پیٹھیں پھر گئیں کفار نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ خچر سے نیچے اتر آئے پھر زمین سے مٹی کی مٹھی لی اسے کفار کے چہروں کی طرف پھینکا اور فرمایا بگڑ گئے یہ چہرے تو ان میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کوئی انسان پیدا نہ فرمایا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی آنکھیں اس مٹھی کی مٹی سے بھر دیں اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص109، مشکوٰۃ شریف ص534، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص445، حجۃ اللہ علی العلمین ص656، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص106)

دوسری روایت:

دوسری روایت میں ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خچر پر سوار ہی تھے کہ اپنے چچا سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا یَاعَبَّاسُ نَاوِلْنِیْ مِنَ الْحُصْبَاءِ قَالَ وَاَفْقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی الْبَغْلَۃَ کَلَامَہٗ فَانْخَفَضَتْ بِہٖ حَتّٰی کَادَبَطْنُھَا یَمَسُّ الْاَرْضَ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مِنَ الْبَطْحَاءِ فَحثَا فِیْ وُجُوْھِھِمْ وَقَالَ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ ھُمْ لَایُنْصَرُوْنَ۔ مجھے ایک مٹھی کنکریوں کی دو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام اقدس کی اس خچر کو سمجھ عطا فرما دی وہ خچر اتنا نیچے جھک گیا کہ اس کا پیٹ زمین کو مس کرنے لگ گیا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کی مٹھی بھرلی اور اسے کفار کے چہروں کی طرف پھینک دیا اور فرمایا یہ چہرے بگڑ گئے ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 324، درمنشور جلد نمبر 3 ص 226، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 7 ص 359، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 157، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 304، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 320، حجۃ اللہ علی العلمین ص 656، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 445، مجمع الزوائد جلد نمبر 6 ص 183، ابن عساکر جلد نمبر 6 ص 351، تفسیر طبری جلد نمبر 10 ص 73)

دست اقدس لگنے سے روٹیاں کچی رہیں آگ انہیں پکا نہ سکی:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے سیدۃ النساء اس وقت تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں سیدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں بھی تنور میں روٹیاں لگاتا ہوں چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تنور میں کچھ روٹیاں لگا دیں جو روٹیاں سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تنور میں لگائی تھیں وہ پک گئیں مگر جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لگائی تھیں وہ کچی ہی رہیں ان پر آگ نے کچھ اثر نہ کیا سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیران ہوئیں کہ یہ کیا ہوگیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ! حیران مت ہو حیران ہونے کی ضرورت نہیں یہ روٹیاں میرے ہاتھ سے مس ہو چکی ہیں میرے ہاتھ سے جو چیز مس کر جائے اس پر آگ کا اثر نہیں ہوگا۔ (مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 398، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 362)

جس دسترخوان نے چہرہ انور کو مس کیا اسے آگ نہ جلاتی تھی:

حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انہوں نے لونڈی کو کھانا لانے کو فرمایا وہ لے آئی تو فرمایا دسترخوان لے آ جب وہ دسترخوان لے کر حاضر ہوئی تو وہ میلا تھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا اسے جلتے تنور میں ڈال دو لونڈی نے اس دسترخوان کو جلتے تنور میں ڈال دیا مہمان حیران ہوئے کہ اسے دھونے کی بجائے جلانا چاہتے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے کہ دسترخوان جلا نہیں بلکہ دودھ کی طرح سفید صاف شفاف تنور سے نکلا ہے تعجب سے پوچھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا ھٰذَا مِنْدِیْلٌ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ یہ وہ رومال ہے جس سے ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چہرہ انور پونچھا کرتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اسے اب آگ نہیں جلاتی یہ جب بھی میلا ہوجاتا ہے ہم اسے جلتے تنور میں ڈال دیتے ہیں آگ سے میل جل جاتی ہے مگر آگ کپڑے کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی اس طرح وہ میل سے صاف وشفاف ہوجاتا ہے۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 134، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 362، شواہد النبوت ص 235)

دست اقدس بتوں کو لگ جاتا تو وہ جہنم کا ایندھن نہ بنتے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو حرم شریف کو بتوں سے پاک فرمایا سب بتوں کو ملیامیٹ کردیا مگر کسی ایک بت کو بھی اپنا دست اقدس نہیں لگایا شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 398 اور مولانا معین الدین الہروی معارج النبوت جلد نمبر 3 ص 362 میں فرماتے ہیں بت جہنم کا ایندھن تھے ارشاد خداوندی ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط (پ 17 ع 7) بیشک تم اور جن کی تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بغیر پرستش کرتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ اگر اس دنیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس انہیں لگ جاتا تو جہنم کی آگ کبھی بھی انہیں جلا نہ سکتی لہٰذا وہ جہنم کا ایندھن نہ بنتے اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا دست اقدس نہیں لگایا۔

دست اقدس کی برکت سے ٹہنی لوہے کی تلوار بن گئی:

عَنْ یَزِیْدِبْنِ اَسْلَمَ وَیَزِیْدِ بْنِ رُوْمَانَ وَاِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ فَرْوَةَ وَغَیْرِهِمْ اِنَّ عُكَّاشَةَ بْنَ مُحْصِنٍ اِنْقَطَعَ سَیْفُهٗ یَوْمَ بَدْرٍ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جِذْلًا مِّنْ شَجَرَةٍ فَعَادَ فِیْ یَدِهٖ سَیْفًا صَارِمًا صَافِی الْحَدِیْدَةِ شَدِیْدُ الْمَتْنِ۔

حضرت یزید بن اسلم اور حضرت یزید بن رومان اور حضرت اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ وغیرھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے دست اقدس سے درخت کی ٹہنی عطا فرمائی وہی ٹہنی حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں جاکر ایک شمشیر براں بن گئی۔

دوسری روایت:

اَخْرَجَ الْوَاقِدِیْ حَدَّثَنِیْ عُمَرُبْنُ عُثْمَانَ الْحَجَبِیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمَّتِهٖ قَالَتْ قَالَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مُحْصِنٍ اِنْقَطَعَ سَیْفِیْ یَوْمَ بَدْرٍ فَاَعْطَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم عُوْدًا فَاِذَاھُوَ سَیْفٌ اَبْیَضُ اَبْیَضٌ طَوِیْلٌ فَقَاتَلْتُ بِهٖ حَتّٰی ھَزَمَ اللّٰہُ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَمْ یَزَلْ عِنْدَہٗ حَتّٰی مَاتَ۔

امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عمر بن عثمان جحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے دن میری تلوار ٹوٹ گئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی وہ شاخ جب میرے ہاتھ میں پہنچی تو وہ ایک چمکتی ہوئی لمبی تلوار بن گئی میں نے اس کے ذریعہ جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین (مکہ) کو شکست سے ہمکنار کردیا وہ تلوار حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال تک ان کے پاس ہی رہی۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص431، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص338، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر3 ص77، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر4 ص53، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص290، سیرت نبویہ ابن کثیر ص261، سیرت حلبیہ جلد نمبر2 ص245، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر3 ص290، الاصابہ ابن حجر جلد نمبر2 ص261، المغازی للواقدی جلد نمبر1 ص93)

حضرت سلمہ کو دی گئی لکڑی بھی عمدہ تلوار بن گئی:

عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحَصِیْنِ عَنْ رِّجَالٍ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْھَلِ عِدَّۃٌ قَالُوْا اِنْکَسَرَ سَیْفُ سَلْمَۃَ بْنِ اَسْلَمَ بْنِ حُرَیْشٍ یَوْمَ بَدْرٍ فَبَقِیَ اَعْزَلُ لَاسَلَاحَ مَعَهٗ فَاَعْطَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم قَضِیْبًا کَانَ فِیْ یَدِہٖ مِنْ عَرَاجِیْنَ بْنِ طَابَ فَقَالَ اِضْرِبْ بِهٖ فَاِذَا سَیْفٌ جَیِّدٌ فَلَمْ یَزَلْ عِنْدَہٗ حَتّٰی قُتِلَ یَوْمَ جَسْرِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ۔

حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی عبدالاشہل کے متعدد افراد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی وہ بے ہتھیار ہوگئے ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ رہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں اس وقت ابن طابہ نخل کی قسم کی شاخوں میں سے ایک شاخ تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم نے وہ شاخ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا اس کے ذریعے (کفار سے) جنگ کرو۔ وہ شاخ اسی وقت عمدہ تلوار بن گئی وہ تلوار ہمیشہ حضرت سلمہ کے پاس رہی یہاں تک کہ وہ جسر بن ابی عبید کے دن شہید ہوئے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص432، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص53، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص78، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص338، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص245، التدوین للقزوینی جلد نمبر 2 ص141، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 3 ص291، معارج النبوت جلد نمبر 3 ص100، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص360)

دست اقدس سے حضرت عبداللہ بن جحش کو لکڑی عطا فرمائی وہ تلوار بن گئی:

عَنْ سَعِيْدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُحْشِيْ قَالَ اَخْبَرَنَا اَشْيَاخُنَا اَنَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم يَوْمَ اُحُدٍ وَقَدْذَهَبَ سَيْفُهٗ فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم عَسِيْبًا مِنْ نَّخْلٍ فَرَجَعَ فِيْ يَدِ عَبْدِ اللّٰهِ سَيْفًا۔

حضرت سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے بزرگوں نے بتایا کہ جنگ احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ضائع ہوگئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کھجور کی ایک لکڑی عطا فرمائی جو حضرت عبداللہ کے ہاتھ میں جاتے ہی تلوار بن گئی۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص197، الاعتقاد جلد نمبر 1 ص295، مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 1 ص279، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص359، حجۃ اللہ علی العلمین ص432، ضیاء النبی جلد نمبر 3 ص493)

وہ تلوار دوسو دینار میں فروخت ہوئی:

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جنگ احد میں شہید ہوگئے ان کی یہ تلوار بطور تبرک نسل درنسل منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ خلیفہ معتصم بن ہارون رشید کے ایک امیر سلطنت جن کا نام بغاء ترکی تھا اس نے دوسو دینار میں وہ خرید لی۔

تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله تعالىٰ عنه اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ للّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْ حِرَاءً بَيْنَهُمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ انہیں معجزہ دکھائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چاند دوٹکڑے کر کے دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے جبل حراء کوان دونوں کے درمیان دیکھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص546، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص381، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص190، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص209، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص249، حجۃ اللہ علی العلمین ص396، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص273، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص268، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 3 ص354)

دوسری روایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرَ بِمَکَّۃَ حَتّٰی صَارَفِرْ قَتَیْنِ فَقَالَ کُفَّارُ اَھْلِ مَکَّۃَ ھٰذَا سِحْرٌ یُسَحِرُکُمْ بِہٖ اِبْنُ اَبِیْ کَبْشَۃَ اُنْظُرُوْا السُّفَّارَ فَاِنْ کَانُوْا رَاَوْ مَارَاَیْتُمْ فَقَدْ صَدَقَ وَاِنْ کَانُوْا لَمْ یَرَوْا مَارَاَیْتُمْ فَھُوَ سِحْرٌ سَحَرَکُمْ بِہٖ قَالَ فَسُئِلَ السُّفَّارُ قَالَ وَقَدِمُوْ مِنْ کُلِّ وَجْہٍ فَقَالُوْا رَاَیْنَا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں چاند شق ہوا حتی کہ دوٹکڑے ہوگیا کفار مکہ نے کہا یہ وہ جادو ہے جوتم پر ابن ابی کبشہ (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے کیا ہے باہر سے سفر سے آنے والے مسافروں کی انتظار کرو جوتم نے (چاند کے دوٹکڑے ہوتے) دیکھا ہے اگر تو انہوں نے بھی دیکھا ہوا تو پھر یہ حقیقت ہے (جادو نہیں) اور اگر انہوں نے نہ دیکھا ہوا جوتم نے دیکھا ہے تو پھر یہ جادو ہے جوتم پر کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اہل مکہ نے ہر جہت سے آنے والے مسافروں سے پوچھا سب نے کہا ہم نے (چاند دوٹکڑے ہوتے) دیکھا ہے۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص194، الاعتقاد جلد نمبر 1 ص287 مختصر تاریخ دمشق جلد نمبر 1 ص177، حجۃ اللہ علی العلمین ص396، دلائل النبوت ابونعیم ص166، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص249، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص273، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص209، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 3 ص359)

تیسری روایت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فِیْ قَوْلِہٖ (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) قَالَ ابْنُ

عَبّاسٍ اِجْتَمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنْھُمُ الْوَلِیْدُبْنُ الْمُغِیْرَۃَ وَاَبُوْ جَھْلٍ بْنُ ھَشَّامٍ وَالْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ وَالْعَاصُ بْنُ ھِشَامٍ وَالْاَسْوَ دُبْنُ عَبْدِ یَغُوْثٍ وَالْاَسْوَدُبْنُ الْمُطَلِبِ بْنِ اَسَدِبْنِ اَلْعُزّیٰ وَزَمْعَۃُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَالنَّضْرُبْنُ الْحَارِثِ وَنُظَرَا ؤُھُمْ کَثِیْرٌ فَقَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَشُقَّ لَنَاالْقَمَرَ فِرْقَتَیْنِ نِصْفًا عَلٰی اَبِیْ قُبَیْسٍ وَنِصْفًا عَلٰی قُعَیْقَعَانِ فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنْ فَعَلْتُ تُؤْمِنُوْا؟ قَالُوْا نَعَمْ وَکَانَتْ لَیْلَۃٌ بَدْرٌ فَسَاَلَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَ اَنْ یَّعْطِیَہٖ مَاسَاَ لُوْا فَاَمْسَی الْقَمَرُ قَدْسَلَبَ نِصْفًا عَلٰی اَبِیْ قُبَیْسٍ وَنِصْفًا عَلٰی قُعَیْقَعَانِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یُنَادِیْ یَااَبَا سَلْمَۃَ بْنِ عَبْدِالْاَ سَدِوَالْاَرْقَمِ بْنِ الْاَرْقَمِ اِشْھَدُوْا۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد خداوندی اِقْتَـرَبَـتِ السَّـاعَةُ وَانْشَـقَّ الْـقَـمَـرُ کے متعلق فرماتے ہیں مشرکین مکہ اکٹھے ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان میں ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ھشام، عاص بن وائل، عاص بن ھشام اسود بن عبدیغوث، اسود بن مطلب بن اسد بن عزیٰ، زمعہ بن اسود، نضر بن حارث اور ان جیسے بے شمار مشرک شامل تھے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو (ہمیں یہ معجزہ دکھائیں کہ) چاند دوٹکڑے ہو آدھا حصہ چاند کا کوہ ابوقبیس کے پاس سے اور آدھا کوہ قیقعان کے پاس سے نظر آئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اگر میں یہ کردوں تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اور وہ رات چودھویں کے چاند کی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ جو یہ کہتے ہیں مجھے اس کی توفیق عطا فرمادے چاند رات کو داخل ہو چکا تھا (اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا کہ دوٹکڑے ہوکر) آدھا انتہائی سرعت کے ساتھ کوہ ابوقبیس پر اور آدھا کوہ قیقعان پر ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دے کر فرمایا اے ابوسلمہ بن عبیدالاسد اور ارقم بن ارقم گواہ ہو جاؤ۔

(سیرت نبویہ ابن کثیر ص171، دلائل النبوت ابونعیم ص166، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص432، حجۃ اللہ علی العلمین ص397، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص356، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص273)

<u>چاند کا دوٹکڑے ہونا کثیر صحیح احادیث سے ثابت ہے:</u>

چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے وقوع پذیر ہوا اور یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام نے اسے روایت کیا ہے مثلاً سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ اس کے راوی ہیں ان کا شمار متواتر احادیث مبارکہ میں ہوتا ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیرہ نبویہ ابن کثیر ص 172 میں فرماتے ہیں۔ وَالْقَمَرُ حِیْنَ اِنْشَقَّ لَمْ یُزَاهِلِ السَّمَاءَ غَیْرَاَنَّهٗ حِیْنَ اَشَارَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنْشَقَّ عَنْ اِشَارَتِهٖ فَصَارَفِرْ قَتَیْنِ فَصَارَتْ وَاحِدَةٌ حَتّٰی صَارَتْ مِنْ وَّرَاءِ حِراءَ وَنَظَرُوْ اِلَی الْجُبَلِ بِیْنَ هٰذِهٖ كَمَا اَخْبَرَ بِذٰلِكَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّهٗ شَاهِدٌ ذٰلِكَ۔ جب چاند دو ٹکڑے ہوا تو آسمان سے کچھ زائل نہیں ہوا ماسوائے اس کے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا یہاں تک کہ اس کا ایک حصہ جبل حرا سے گذرا اور کفار مکہ نے پہاڑ کو ان دو حصوں کے درمیان دیکھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں خبر دی کہ وہ اس وقت وہاں موجود تھے۔ اور وہ اس کے گواہ ہیں۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر حصہ نمبر 29 ص 30 زیر آیۃ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ فرماتے ہیں انشقاق قمر کی حدیث مبارکہ کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولینا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا
برق انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینہ مہ میں نشان سوختہ

انگلیوں مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بَیْنَ یَدَیْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا

مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلاَّ مَافِیْ رَکْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یَدَهٗ فِی الرَّکْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِیْلَ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْکُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّاخَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن صحابہ کرام کو پیاس لگ گئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا پھر صحابہ کرام اس طرف متوجہ ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہیں ہے صرف یہی پانی ہے جو آپ کے ڈول میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس ڈول میں رکھا تو آپ کی انگلیوں مبارک سے پانی چشموں کی طرح پھوٹ پڑا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے انہوں نے فرمایا ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں کافی ہوتا مگر ہم پندرہ سو تھے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 505، مشکوٰۃ شریف ص 532، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 429، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 90، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 4 ص 383، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 253، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 292، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 366، دلائل النبوت ابونعیم ص 242، حجۃ اللہ علی العلمین ص 624، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 42، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 406، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 14)

دوسری روایت:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِاِنَآءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَآءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثِمِائَةٍ اَوْزُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ مقام زوراء میں تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں اپنا دست اقدس رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا قوم نے وضو کرلیا حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے پوچھا تم کتنے تھے تو انہوں نے کہا تین سو یا تین سو کے قریب۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 504، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 254، مشکوٰۃ شریف ص 537، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 291، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 252، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 278، خصائص کبری جلد نمبر 2 ص 68، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 97، حجۃ اللہ علی العلمین ص 625، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 141)

تیسری روایت:

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی الله تعالیٰ عنهما قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فِیْ غُزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم یَاجَابِرُ نَادِبِوَضُوْءٍ فَقُلْتُ اَلَا وَضُوْءُ اَلَاوَ ضُوْءُ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم مَاوَجَدْتُّ فِی الرَّكْبِ مِنْ قَطْرَةٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَبْرُ دُلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم اَلْمَاءَ فَقَالَ لِیْ اِنْطَلِقْ اِلٰی فَلَانِ الْاَنْصَارِیِّ فَانْظُرْ فِیْ اَشْجَابِهٖ مِنْ شَیْءٍ فَانْطَلَقْتُ اِلَیْهِ فَنَظَرْتُ فِیْهَا فَلَمْ اَجِدْ فِیْهَا اِلَّاقَطْرَةً فِیْ عَزْلَاءِ شَجْبٍ یَابِسَةٍ مِمَّا لَوْ اَتٰی اَفْرِغُهٗ لَشَرِبَهٗ وَاحِدٌ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم فَاَخْبَرْتُهٗ قَالَ اِذْهَبْ فَأْتِنِیْ بِهٖ فَاَتَیْتُهٗ بِهٖ فَاَخَذَهٗ بِیَدِهٖ فَجَعَلَ یَتَكَلَّمُ بِشَیْءٍ لَاَدْرِیْ مَاهُوَ وَیَغْمِزُهٗ بِیَدِهٖ ثُمَّ اَعْطَانِیْهِ فَقَالَ یَاجَابِرُ نَادِبِجُفْنَةِ الرَّكْبِ فَقُلْتُ یَاجَفْنَةَ الرَّكْبِ فَاَتَیْتُ بِهَا تَحْمِلُ فَوَضَعْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم بِیَدِهٖ هٰكَذَا فَبَسَطَّهَا فِی الْجَفْنَةِ وَفَرَّقَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ وَضَعَهَا فِیْ قَعْرِا الْجَفْنَةِ وَقَالَ خُذْیَا جَابِرُ فَصَبَّ عَلَیَّ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَرَاَیْتُ الْمَآءَ یَفُوْرُمِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَفَارَتِ الْجَفْنَةُ وَفَارَتْ حَتّٰی امْتَلَأَتْ فَقَالَ یَاجَابِرُ نَادِمَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِمَآءٍ فَاَتَی النَّاسُ فَاسْتَقَوْا حَتّٰی رَوَوْا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم یَدَهٗ مِنَ الْجَفْنَةِ وَهِیَ مَلْاَٰی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں غزوہ ذات الرقاع میں ہم حضور نبی کریم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر! پانی کے لئے آواز دو میں نے کارواں میں پانی

کے لئے صدا لگائی کہ کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ (مجھے کسی طرف سے بھی جواب نہ آیا تو) میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کارواں میں کسی کے پاس پانی کا ایک قطرہ تک نہیں ہے۔ ایک انصاری صحابی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا فلاں صحابی کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا ان کے برتن میں کچھ پانی ہے میں اس صحابی کے پاس گیا میں نے ان کا مشکیزہ دیکھا مجھے اس کی تہہ میں پانی کا قطرہ نظر آیا۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ ہی قطرہ پانی ہی میرے پاس لے آ چنانچہ میں وہی قطرہ پانی لے کر ہی حاضر خدمت ہوگیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس قطرہ پانی کو اپنے دست اقدس پر رکھا اور کچھ پڑھا میں نہیں جانتا کہ آپ نے کیا پڑھا پھر وہ مجھے عطا فرمایا اور فرمایا اے جابر! ان قافلہ والوں سے پوچھ کہ کیا کسی کے پاس بڑا پیالہ ہے میں نے کارواں والوں سے پوچھا کہ کیا کسی کے پاس بڑا پیالہ ہے؟ مجھے ان سے ایک پیالہ مل گیا میں وہ لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس پیالہ میں رکھا اور اپنی انگلیوں مبارک کو پھیلایا اور مجھے فرمایا اے جابر وہ پانی کا قطرہ میرے ہاتھ پر رکھ دے اور صدا لگا کہ اہل قافلہ میں سے جسے بھی پانی کی ضرورت ہے وہ آ کر لے جائے۔ تمام لوگ آئے سب نے پانی سیر ہو کر پیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے سے اپنا دست اقدس علیحدہ کیا تو وہ پیالہ اب بھی پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ (مسلم شریف جلد نمبر 2 ص426، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص 451، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 6 ص143، حجۃ اللہ علی العلمین ص623، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص293، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص10)

انگلیوں مبارک سے جاری پانی سے صحابہ کرام نے وضو کیا:

چوتھی روایت:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنه قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ یَجِدُوْ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم بَوَضُوْئِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم

فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ وَاَمَرَالنَّاسَ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا مِنْهُ فَرَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا عصر کی نماز کا وقت قریب آچکا تھا لوگوں نے وضو کرنے کے لئے پانی تلاش کیا مگر نہ پاسکے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک برتن میں پانی پیش کیا گیا سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دست اقدس رکھا اور لوگوں کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم فرمایا پھر میں نے دیکھا کہ پانی محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انگلیوں مبارک کے نیچے سے (چشمے کی طرح) پھوٹ رہا تھا سب لوگوں نے وضو کرلیا یہاں تک کہ قافلے کے آخری شخص نے بھی وضو کرلیا۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 504، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 253، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 94، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 140، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 173، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص 447، حجۃ اللہ علی العلمین ص 624، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 68)

پانچویں روایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مسعودٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فُضْلَةً مِنْ مَّاءٍ فَجَآؤُا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ تعالیٰ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کیا کرتے تھے تم انہیں خوف کی چیز کہتے ہو ہم ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ پانی کم ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو۔ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا پھر فرمایا آؤ برکت والے پاک پانی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکت پر میں نے پانی کو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور بیشک ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص505، مشکوٰۃ شریف ص538، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص56 ، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص447، سنن دارمی جلد نمبر 1 ص15، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص428، دلائل النبوت ابونعیم ص242، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص70، حجۃ اللہ علی العلمین ص626، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 6 ص146)

چھٹی روایت:

عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی اَنْصَارِیْ رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ کُنَّامَعَ النَّبِیّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فِیْ سَفَرٍ فَاَصَابَنَا عَطْشٌ فَشَکَوْنَا اِلَیْهِ فَامَرَبِرَکْوَةٍ فَحُضِرَتْ فَوَضَعَ عَلَیْهَا نِطْعًا وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَی النِّطْعِ وَقَالَ هَلْ مِنْ مَّاءٍ فَاُتِیَ بِمَآءٍ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْاِدْوَاةِ صَبِّ الْمَاءَ عَلٰی کَفِّیْ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰهَ فَفَعَلَ قَالَ اَبُوْ لَیْلٰی فَلَقَدْ رَأیْتُ الْمَآءَ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم حَتّٰی رَوَ الْقَوْمُ وَسَقُوْارِ کَابَهُمْ۔

حضرت ابولیلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک سفر میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہمیں پیاس نے آلیا ہم نے اس کی شکایت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک مشکیزہ لانے کا حکم فرمایا مشکیزہ خدمت اقدس میں پیش کیا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر چمڑے کا ایک ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر اپنا دست اقدس رکھا پھر فرمایا کیا تھوڑا سا پانی میسر ہے؟ پانی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن والے سے (جس کے برتن میں تھوڑا سا پانی تھا) فرمایا بسم اللہ پڑھ کر میرے ہاتھ پر یہ پانی انڈیل دے اس نے ایسے ہی کیا حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ پانی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ تمام صحابہ کرام نے وہ پانی خود بھی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی سیراب کیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص626، مجمع الزوائد جلد نمبر 1 ص320، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص450، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص70)

مبارک انگلیوں سے بھی چشمہ پانی جاری اور کنواں بھی لبالب بھر گیا:

ساتویں روایت:

عَنْ زِيَادِبْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائی اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَنَزَلَ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرَ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَیَّ فَقَالَ ھَلْ مِنْ مَّاءٍ یَااَخَاصَدَاءٍ؟ فَقُلْتُ لَا اِلَّا شَیْءٌ قَلِیْلٌ لَایَکْفِیْکَ فَقَالَ اِجْعَلْهُ فِیْ اِنَاءٍ ثُمَّ اءْتِنِیْ بِهٖ فَفَعَلْتُ فَوَضَعَ کَفَّهٗ فِی الْمَاءِ فَرَأَیْتُ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِهٖ عَیْنًا تَفُوْرُ فَقَالَ نَادِ فِیْ اَصْحَابِیْ مَنْ کَانَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الْمَآءِ فَنَادَیْتُ فِیْهِمْ فَاَخَذَ مَنْ اَرَادَ مِنْهُمْ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ لَنَا بِئْرًا اِذَا کَانَ الشِّتَاءُ وَسِعَنَا مَاءُ ھَاوَاجْتَمَعْنَا عَلَیْهَا وَاِذَا کَانَ الصَّیْفُ قَلَّ مَاؤُھَا فَتَفَرَّقْنَا عَلٰی مِیَاهٍ حَوْلَنَا وَقَدْ اَسْلَمْنَا وَکُلُّ مَنْ حَوْلَنَا لَنَا عَدُوٌّ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا فِیْ بِئْرِنَا اَنْ یَّسَعَنَا مَاؤُھَا فَنَجْتَمِعُ عَلَیْهَا وَلَانَتَفَرَّقُ فَدَعَا بِسَبْعِ حَصِیَّاتٍ فَعَرَکَهُنَّ فِیْ یَدِهٖ وَدَعَا فِیْهِنَّ ثُمَّ قَالَ اِذْھَبُوْا بِهٰذِهِ الْحَصِیَّاتِ فَاِذَا اَتَیْتُمُ الْبِئْرَ فَاَلْقُوْا وَاحِدَةً وَاحِدَةً وَاذْکُرِاسْمُ اللّٰہِ قَالَ الصُّدائیْ فَفَعَلْنَا مَا قَالَ لَنَا فَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نَنْظُرَ اِلٰی قَعْرِھَا یَعْنِی الْبِئْرَ۔

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے طلوع فجر کے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اترے اور قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو مجھے فرمایا اے صدائی بھائی کیا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا صرف تھوڑا سا پانی ہے وہ آپ کے لئے ناکافی ہوگا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے ایک برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آ (تعمیل حکم میں میں نے ایسے ہی کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی لایا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں ہاتھ ڈالا آپ کی دوانگلیوں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا ارشاد فرمایا صحابہ میں سے جسے بھی پانی کی ضرورت ہو اسے بلا لو چنانچہ صحابہ کرام میں سے جسے پانی کی ضرورت تھی اس نے لے لیا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں ایک کنواں ہے جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہوجاتا ہے لہٰذا ہم اردگرد کے پانیوں پر پھیل جاتے ہیں اب ہم مسلمان ہوچکے ہیں (اور ہمارے مسلمان ہونے کی وجہ سے) ہمارے اطراف کے تمام لوگ ہمارے دشمن ہوچکے ہیں آپ ہمارے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں کہ وہ ہمارے اس کنوئیں میں پانی کو وسعت عطا فرمادے تاکہ ہم سب لوگ (ہمارا سارا قبیلہ) وہیں اکٹھے ہی رہیں اور (پانی کی خاطر) ہم میں جدائی نہ ہو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے سات کنکریاں منگوائیں ان کنکریوں کو اپنے دست اقدس میں لے کر ملتے رہے اوران میں دعا بھی فرمائی پھر ارشاد فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ جب اس کنوئیں پر پہنچ جاؤ تو بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کنکری اس میں ڈالتے جانا حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم نے ارشاد مطابق عمل کیا تو اس کے بعد ہم میں سے کسی کی طاقت نہیں تھی کہ (اس کنوئیں میں پانی کی کثرت کی وجہ سے) اس کنوئیں کی نچلی تہہ دیکھ سکے۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 69، دلائل النبوت ابونعیم ص 246، حجۃ اللہ علی العلمین ص 628، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص 288، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص 457-448، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 98، الکبیر للطبرانی جلد نمبر 5 ص 262، مسند ابی اسامہ جلد نمبر 2 ص 626، دلائل النبوت الاصبہانی جلد نمبر 1 ص 33، دلائل النبوت للفریابی جلد نمبر 1 ص 72، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 150)

مبارک انگلیوں سے جاری پانی سے صحابہ نے وضو کیا

آٹھویں روایت:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم دَعَا بِاِنَآءٍ مِنْ مَّآءٍ فَاُتِیَ بِقَدْحٍ رَحْرَاحَ فِیْهِ شَیْءٌ مِنْ مَّآءٍ فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ فِیْهِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی الْمَاءِ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ بَیْنَ السَّبْعِیْنَ اِلَی الثَّمَانِیْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی والا برتن طلب فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک کھلے منہ والا پیالہ پیش کیا گیا جس میں کچھ پانی تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنی مبارک انگلیاں رکھیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ رہے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس پانی سے وضو کرنے والوں کو اندازہ لگایا ستر اسی کے درمیان تھے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 33، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 253، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص 95، حجۃ اللہ علی العلمین

ص624، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 67)

نویں روایت:

پیالے کے تھوڑے سے پانی میں مبارک انگلیوں سے جاری پانی:

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فِیْ بَعْضِ مَخَارِجِهٖ وَمَعَهٗ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَانْطَلَقُوْا یَسِیْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ یَجِدُوْا مَآءً یَتَوَضَّؤُوْنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدْحٍ مِنْ مَّاءٍ یَّسِیْرٍ فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ عَلَی الْقَدْرِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا تَوَضَّؤُوْا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰی بَلَغُوْا فِیْمَا یُرِیْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَکَانُوْا سَبْعِیْنَ اَوْنَحْوَهٗ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض سفر میں تشریف لے گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے کچھ اصحاب بھی تھے وہ چلے جارہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا ان لوگوں کے پاس اتنا پانی نہیں تھا جس سے وہ وضو کرسکیں ان میں سے ایک صاحب گئے اور ایک پیالہ لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پیالہ لے لیا اور وضو فرمایا پھر اپنی چار انگلیوں کو پھیلا کر پیالہ میں رکھا پھر فرمایا چلو وضو کرو تو پوری قوم نے وضو کیا یہاں تک کہ سب نے وضو کرلیا یہ سب لوگ ستر یا اسّی کے قریب قریب تھے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص505، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 4 ص96، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 6 ص140، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص448، دلائل النبوت ابونعیم ص 241)

عورت کے مشکیزے سے سب نے پیا اور اپنے برتن بھر لئے مگر اس میں پانی کم نہ ہوا:

دسویں روایت:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ کُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاشْتَکٰی اِلَیْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا کَانَ یُسَمِّیْهِ اَبُوْرَجَآءَ وَنَسِیَهٗ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِیًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِیَا الْمَآءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّیَا اِمْرَاَةً بَیْنَ مَزَادَتَیْنِ اَوْسَطِیْحَتَیْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَآءَ بِهَا اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاسْتَنْزِلُوْهَا عَنْ بَعِیْرِهَا وَدَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِیْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمُزَادَتَیْنِ وَنُوْدِیَ فِی النَّاسِ اِسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ

فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰی رَوِیْنَا فَمَلَأْنَا کُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاَنَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِّنْهَا حِیْنَ ابْتُدِئَ ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیاس کی شکایت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (سواری سے نیچے) اترے اور فلاں کو بلایا (جسے بلایا) حضرت ابورجاء اس شخص کا نام لیتے تھے مگر عوف اس کا نام بھول گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (اس شخص کے ساتھ) حضرت علی کو بھی بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو۔ وہ دونوں چل پڑے تو ان کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان تھی وہ دونوں اس عورت کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے آئے اسے اس کے اونٹ سے اتارا (واضح ہو دوسری روایت کے مطابق وہ عورت ان کے ساتھ آنے پر رضا مند نہ تھی بڑی مشکل سے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آنے پر رضا مند کیا گیا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن منگایا پھر ان مشکیزوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا اور لوگوں کو آواز دی گئی کہ پانی پی لو سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا ہم چالیس آدمی تھے سب ہی پانی سے سیر ہو گئے ہمارے پاس جو برتن اور مشکیزے تھے وہ بھی ہم نے بھر لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم جب ہم نے اس کے مشکیزے سے پانی لینا بند کیا تو ہمارے خیال میں اس عورت کے مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے تھے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص504، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص260، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص285، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص429، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص147، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص461، حجۃ اللہ علی العلمین ص629، مشکوٰۃ شریف ص533، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص112، دلائل النبوت ابونعیم ص245، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص72)

وہ عورت بھی مسلمان ہوگئی اور اس کی ساری بستی مسلمان ہوگئی:

دوسری روایت:

دوسری روایت میں ہے کہ جب اس عورت کے مشکیزے سے پانی لے لیا اور اس کے پانی میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تو پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تجھے علم

ہونا چاہیے کہ ہم نے تجھ سے کچھ نہیں لیا یہ تو ہمارے رب کریم نے ہمیں پلایا ہے (کیونکہ اس کے مشکیزے تو اسی طرح بھرے ہوئے تھے) پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا هَاتُوا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ فَجَمَعْنَا لَهَا مِنْ كَسْرٍ وَّتَمْرٍ وَصُرَّ لَهَا صُرَّةٍ فَقَالَ لَهَا اِذْ هَبِىْ فَاطْعِمِىْ هٰذَا عِيَالَكَ وَاعْلَمِىْ اِنَّالَمْ نَرْزَامِنْ مَّائِكِ شَيْئًا فَلَمَّا اَتَتْ اَهْلَهَا قَالَتْ لَقَدْ لَقِيْتُ اَسْحَرَ الْبَشَرِ اَوْاِنَّهٗ كَمَا زَعَمَ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَاللّٰهُ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْءَةِ فَاَسْلَمَتْ وَاَسْلَمُوْا۔ (پھر ہمیں فرمایا) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آ ؤ ہم بہت سے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں لے آئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو ایک تھیلی میں باندھ کر اس عورت کے حوالے کیا اور اسے فرمایا یہ لے جا اپنے بچوں کو کھلانا اور یہ سمجھ لے کہ ہم نے تیرے پانی سے ذرہ بھر بھی کمی نہیں کی وہ عورت جب اپنے گھر پہنچ گئی تو اس نے (اپنے لوگوں سے) کہا میں آج ایسے انسان سے مل کر آئی ہوں جو یا تو سب سے بڑا جادوگر ہے یا اپنے دعویٰ کے مطابق سچا نبی ہے آج اس کے ہاتھ پر ایسی ایسی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عورت کے باعث اس ساری بستی کو ہدایت عطا فرما دی وہ عورت خود بھی مسلمان ہوئی اور اسکی بستی والے بھی سارے مسلمان ہو گئے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 504، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 260، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 112، دلائل النبوت ابونعیم ص 245، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 72، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص 285، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص 429، البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر 6 ص 147، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص 461، حجۃ اللہ علی العلمین ص 629)

تھوڑا سا پانی دست اقدس سے انڈیلا تو سارے لشکر نے سیر ہو کر پی لیا:

گیارھویں روایت:

عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَآءَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَايَلْوِىْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَ الَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ قَالَ اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَ الشَّمْسُ فِىْ ظَهْرِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوْا

فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَأَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فِيْهَا شَيْئٌ مِّنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوْءً دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْئٌ مِنْ مَّآءٍ ثُمَّ قَالَ اِحْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاتَكَ فَسَيَكُوْنَ لَهَا نَبَاءٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّا لنَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْئٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَاهُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَأَةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ اَبُوْ قَتَادَةَ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُاَنْ رَّئَ النَّاسُ مَآءً فِي الْمِيْضَأَةِ تَكَابُوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَابَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ اِشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسُ الْمَآءَ جَآمِّيْنَ رِوَاءً۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا تو ارشاد فرمایا تم رات بھر اور کل تک چلتے رہو گے اور انشاء اللہ کل پانی پر پہنچو گے لوگ اس طرح چل رہے تھے کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں دیتا تھا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ جب رات آدھی گذر گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم راستہ سے ہٹ گئے اور اپنا سر مبارک رکھا پھر فرمایا ہماری نماز کی حفاظت کرنا سب سے پہلے نیند سے جو بیدار ہوئے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کو دھوپ لگ رہی تھی فرمایا سوار ہو جاؤ چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چل پڑے یہاں تک کہ سورج بلند ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سواری سے اترے پھر وضو کا برتن منگایا برتن میرے ساتھ تھا جس میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا ہلکا وضو عام وضوؤں سے کم برتن میں کچھ پانی باقی رہ گیا فرمایا اسے ہمارے لئے سنبھال کر رکھنا کہ اس سے عنقریب بہت قابل حکایت معجزہ ظاہر ہوگا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے اذان کہی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر فجر کے

فرض ادا فرمائے اور سوار ہو گئے ہم بھی سوار ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑے تو ہم لوگوں تک اس وقت پہنچے جب دن کافی چڑھ گیا اور ہر چیز گرم ہوگئی۔ لوگ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم ہلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پر ہلاکت نہیں آئے گی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کا برتن منگایا تو آپ (اپنے دست اقدس سے) پانی انڈیلنے لگے اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو پلانے لگے ابھی دیر نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے تب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اپنے اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے حضرت قتادہ فرماتے ہیں پھر لوگوں نے ایسے ہی کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انڈیلنے لگے اور میں پلانے لگا حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر انڈیلا اور مجھے فرمایا اب تو پی لے میں نے عرض کیا جب تک آپ نہ پی لیں میں نہیں پیوں گا تو ارشاد فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے پیا پھر پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیا لوگ پانی پر پہنچے خوب سیر ہو کر راحت یافتہ۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص259، مشکوۃ شریف ص538، حجۃ اللہ علی العلمین ص630، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص115، دلائل النبوت ابونعیم ص243، مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص242، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص74، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص148، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص454، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص289)

مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے جسے تیس ہزار مجاہدین اور ان کی سواریوں نے سیر ہو کر پیا:

بارھویں روایت:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رات ہمسفر تھے کہ سب پر غنودگی طاری ہوگئی (یہ غزوہ تبوک سے واپسی کا سفر تھا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو قتادہ! سونہ جانا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے آپ کی رضا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مطابق ہم سب اپنی سواریوں سے اتر کر زمین پر لیٹ گئے میرے پاس ایک برتن تھا جس میں پانی تھا اور پانی پینے کا ایک پیالہ بھی تھا لیٹتے ہی ہماری تو آنکھ لگ گئی اور ہم سو گئے آنکھ اس وقت کھلی جب سورج چڑھ

آیا سورج کی حرارت نے ہمیں بیدار کردیا ہم نے بڑی حسرت سے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن افسوس ہماری صبح کی نماز فوت ہوگئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم شیطان کو اسی طرح برافروختہ کریں گے جس طرح اس نے ہمیں غضبناک کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں جو پانی تھا اس سے وضو کیا کچھ پانی اس سے بچ رہا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابوقتادہ! اِحْتَفِظْ بِمَا فِی الْاَدَاوَاتِ وَالرَّقِیَّۃِ فَاِنَّ لَھَا شَانًا اے ابوقتادہ! برتن اور پیالے میں جو پانی ہے اسے سنبھال کر رکھنا ان دونوں برتنوں کی خاص شان ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع آفتاب کے بعد ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور نماز میں سورہ مائدہ کی تلاوت فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اگر لوگ ابوبکر وعمر کی بات مانتے تو ہدایت پاتے یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ جب لشکر نے آرام کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے رائے دی کہ ہم چشمہ کے قریب اتر کر آرام کریں لیکن دوسرے لوگوں نے وہاں اترنے سے انکار کردیا اور کچھ مسافت طے کرنے کے بعد ایسے جنگل میں اترے جہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر لشکر کے پیچھے روانہ ہوئے اور زوال آفتاب تک ہم لشکر کے ساتھ مل گئے اہل لشکر کی حالت بڑی خستہ تھی پیاس کی شدت اور سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نڈھال تھے ان کی اور ان کی سواریوں کے جانوروں کی گردنیں جھک گئی تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو حضرت ابوقتادہ کو فرمایا وہ پانی والا برتن لے آؤ وہ لے کر آئے تو اس برتن کا پانی پیالہ میں انڈیل دیا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیاں اس پیالے میں رکھ دیں ان مبارک انگلیوں سے پانی بہنے لگ گیا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے پانی کے چشمے ابل رہے ہیں لوگ جن کی پیاس کے باعث حالت نازک تھی دوڑے آئے اور پانی پینے لگے یہاں تک کہ سب مجاہدین نے سیر ہوکر پانی پی لیا ان کے علاوہ ان کی سواریوں نے بھی پیا اور وہ سیراب ہوگئیں پانی پھر بھی بچ گیا راوی فرماتے ہیں وَکَانَ فِی الْعَسْکَرِ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفُ بَعِیْرٍ وَالنَّاسُ ثَلَاثُوْنَ اَلْفًا وَالْخَیْلُ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفُ فَرَسٍ فَذٰلِکَ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِحْتَفِظْ بِالرَّکْوَۃِ وَالْاِدَاوَۃِ۔ کہ اس وقت لشکر میں بارہ ہزار اونٹ تھے تیس ہزار مجاہدین اسلام تھے اور بارہ ہزار گھوڑے تھے (جنھوں نے وہ پانی سیر ہوکر پیا اور اس مبارک پانی سے سیراب ہوئے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

اس ارشاد مبارک کہ اے ابوقتادہ اس پیالے اور برتن کو سنبھال کر رکھنا اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص464، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص196، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص626، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص284، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص456)

چار مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے:

تیرھویں روایت:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِلٰی قُبَاءَ فَاُتِیَ مِنْ بَعْضِ بُیُوْتِہِمْ بِقَدْحٍ صَغِیْرٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فَلَمْ یَسَعْہُ الْقَدْحُ فَاَدْخَلَ اَصَابِعَہُ الْاَرْبَعَ وَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَدْخُلَ اِبْہَامَہٗ ثُمَّ قَالَ لِلْقَوْمِ ھَلُمُّوْا اِلَی الشَّرَابِ قَالَ اَنَسٌ بَصَرَ عَیْنِیْ یَنْبَعُ الْمَآءُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ فَلَمْ یَزِلِ الْقَوْمُ یَرُدُّوْنَ الْقَدْحَ حَتّٰی رَوَوْا مِنْہُ جَمِیْعًا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبا کی طرف تشریف لے گئے وہاں کسی گھر سے ایک چھوٹا سا پیالہ لایا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس پیالہ میں اپنا دست اقدس رکھا (پیالہ چونکہ چھوٹا تھا اس لئے) اس میں سارا دست اقدس رکھنے کی گنجائش نہ تھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنی چار مبارک انگلیاں رکھیں انگوٹھا اندر نہ جا سکا پھر لوگوں سے فرمایا آؤ پانی کی جانب آؤ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری آنکھوں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی پھوٹ رہا تھا صحابہ کرام (پانی پینے کے لئے) اس پیالے کی طرف آتے رہے حتی کہ سب اس سے سیر ہو گئے۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص68، حجۃ اللہ علی العلمین ص624، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص282)

انگلیوں سے پانی جاری ہونا صرف حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے:

انگلیوں سے پانی جاری ہونا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور معجزات میں سے ایک مشہور معجزہ ہے جو بڑی کثیر سندوں کے ساتھ روایت ہوا ہے جس سے تواتر معنوی کا قطعی علم حاصل ہوتا ہے ان احادیث کو صحابہ کرام کی بڑی جماعت نے روایت کیا ہے، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابولیلیٰ، حضرت ابورافع، حضرت عبداللہ بن حطب، حضرت حبان اور حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل

القدر صحابہ کرام نے انہیں روایت کیا ہے۔ اور یہ معجزہ ایک دو صحابہ کے سامنے نہیں بلکہ صحابہ کرام کے بہت بڑے اجتماع مثلاً غزوہ تبوک کے سفر میں تیس ہزار کے لشکر کا انگلیوں سے نکلا ہوا پانی پینا اور حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ کا پانی پینا اور ان روایات کو کسی صحابی کی طرف سے نہ جھٹلایا جانا گویا سب صحابہ کرام کی طرف سے تصدیق ہے۔ بخاری و مسلم میں بھی انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی روایت موجود ہے اور یہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے کسی اور نبی سے یہ ثابت نہیں ہے۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے پتھر سے پانی کا نکلنا ثابت ہے بیشک یہ بھی بہت بڑا معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا اس سے کہیں بڑا معجزہ ہے کیونکہ پتھروں سے تو پانی کے چشمے جاری ہوتے رہتے ہیں یہ معمول کی بات ہے مگر انگلیوں سے پانی کسی سے کبھی بھی کہیں جاری نہ ہوا یہ صرف شان حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے۔

بے مثل زبان اقدس کی شان

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

جس زبان اقدس کی شان مالک کائنات رب العلمین بیان فرمائے اس بے مثل زبان اقدس کی شان کتنی بلند وارفع واعلیٰ ہوگی دوسرا کوئی اس کی نعت کیا بیان کرے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بولنا رب کائنات کا بولنا ہے کیونکہ خود مالک کائنات کا ارشاد ہے کہ وہ تو اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں صرف وہی بولتے ہیں جو ہماری طرف سے وحی کی جاتی ہے۔

ابولہب کے بیٹے کے متعلق زبان اقدس سے جو نکلا وہی ہوا:

عَنْ هَبَّارِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ اَبُوْلَهَبٍ وَابْنُهٗ عُتْبَةُ قَدْ تَجَهَّزَا اِلَى الشَّامِ وَتَجَهَّزْتُ مَعَهُمَا فَقَالَ ابْنُ اَبِىْ لَهَبٍ وَاللّٰهِ لَاَنْطَلِقَنَّ اِلٰى مُحَمَّدٍ فَلَاُوْذِيَنَّهٗ فِىْ رَبِّهٖ فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى مُحَمَّدًا صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فَقَالَ يَامُحَمَّدُ هُوَيَكْفُرُ بِالَّذِىْ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْهُ اَىْ بُنَىَّ مَاقُلْتَ لَهٗ؟ وَمَا قَالَ لَكَ؟ فَاَخْبَرَهٗ قَالَ اَىْ بُنَىَّ وَاللّٰهِ مَاآمَنَ عَلَيْكَ دَعْوَةَ مُحَمَّدًا قَدْدَعَا عَلٰى اِبْنِىْ دَعْوَةً وَاللّٰهِ مَاآمَنُهَا عَلَيْهِ فَاَجْمِعُوْا

مَتَاعَكُمْ اِلٰی هٰذِهِ الصَّوْمَعَةِ ثُمَّ اَفْرِشُوْا اِلاِبْنِیْ عَلَیْهِ ثُمَّ اِفْرِشُوْا حَوْلَهٗ فَفَعَلْنَا وَبَاتَ هُوَ فَوْقَ الْمَتَاعِ وَنَحْنُ حَوْلَهٗ فَجَآءَ الْاَسَدُ فَشَمَّ وُجُوْهَنَا فَلَمَّا لَمْ یَجِدْ مَایُرِیْدُ تَقْبِضُ ثُمَّ وَثَبَ فَاِذَا هُوَ فَوْقَ الْمَتَاعِ فَشَمَّ وَجْهَهٗ ثُمَّ هَزَمَهٗ هَزْمَةً فَفَضَخَ رَأْسَهٗ وَانْطَلَقَ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ قَدْوَاللّٰهِ عَرَفْتُ مَاکَانَ لِیَنْفَلِتَ مِنْ دَعْوَةِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت ھبار بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے ملک شام سامان لے جانے کی تیاری کی میں نے بھی ان کے ساتھ سامان لے جانے کی تیاری کی ابولہب کے بیٹے عتبہ نے کہا میں ضرور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور انہیں ان کے پروردگار کے متعلق ایذا رسانی کروں گا چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی والے رب کا منکر ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا اَللّٰھُمَّ ابْعَثْ عَلَیْهِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِكَ اے اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس گستاخ کی طرف بھیج دے عتبہ لوٹ آیا اس کے باپ ابولہب نے اسے کہا اے میرے بیٹے تو نے (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو) کیا کہا اور انہوں نے تجھے کیا کہا؟ عتبہ نے باپ کو سب کچھ بتا دیا (یہ سنتے ہی ابولہب لرز گیا) کہا اے میرے بیٹے! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بدعا سے بچنا بہت مشکل ہے پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے ہم مقام سراۃ پر ٹھہرے اور وہ شیروں کا مسکن تھا۔ ابولہب نے ہمیں کہا تم میری عمر کو بھی جانتے ہو اور میرے حقوق کو بھی پہچانتے ہو یہ بھی تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے بیٹے کے حق میں بددعا کی ہے میں اس دعا سے پریشان ہوں امن وسکون سے نہیں ہوں تم یوں کرو کہ اپنے سامان کو اس گرجا کے پاس رکھو اور میرے بیٹے کے لئے اس پر فرش بچھا دو اور اس کے چاروں طرف تم سب اپنے بستر ے بچھا لو۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا ابولہب کا بیٹا سامان پر لگے بستر پر سویا اور ہم اس کے چاروں طرف تھے۔ رات کے وقت ایک شیر آ گیا اس نے ہم سب کے منہ کو سونگھا مگر ہم میں سے اسے وہ نہ ملا جس کا وہ ارادہ رکھتا تھا (جو اس کے مقصد ومطلب کا تھا) پھر اس نے اپنے آپ کو سکیڑا اور چھلانگ لگا کر سامان کے اوپر چلا گیا اس نے وہاں ابولہب کے بیٹے کا منہ بھی سونگھا (اسے پتہ چل گیا کہ یہی وہ گستاخ ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے) اور اسے چبا ڈالا اس کا سر چورا چورا کر دیا اور چلا گیا۔ ابولہب کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے کہا بخدا میں جانتا تھا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی دعا رائیگاں نہیں جائے گی۔

(مستدرک جلد نمبر 3 ص142، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص216، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص244، دلائل النبوت ابونعیم ص271، حجۃ اللہ علی العلمین ص593، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص286، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص413، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص625، الکبیر للطبرانی جلد نمبر 22 ص435، مجمع الزاوائد جلد نمبر 6 ص19)

زبان اقدس سے دعا نکلی بادل امڈ آئے ہفتہ بھر بارش رہی پھر دعا نکلی تو رک گئی:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَبَیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَخْطُبُ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اِعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَمَانَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزْعَةٌ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَاوَضَعَهَا حَتّٰی ثَارَالسَّحَابُ اَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْمَطَرَیَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِهٖ فَمُطِرْنَا یَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِوَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتّٰی الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَقَامَ ذٰلِكَ الْاِعْرَابِیُّ اَوْغَیْرُهٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرَقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِهٖ اِلٰی نَاحِیَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَجَرَتْ وَصَارَتِ الْمَدِیْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِیْ قَنَاةٌ شَهْرًا وَلَمْ یَجِیْءُ اَحَدٌ مِنْ نَّاحِیَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجُوْدِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب جمعہ کے دن خطبہ جمعہ پڑھ رہے تھے تو ایک دیہاتی کھڑا ہوگیا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مال برباد ہوگیا اور بچے بھوکے ہوگئے آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے اپنے دست اقدس اٹھائے بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہمیں آسمان پر نظر نہیں آتا تھا (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (ابھی دعا سے) ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر سے نیچے نہ اترے کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک پر بارش ٹپکتی دیکھی ہم پر اس دن بھی بارش ہوتی رہی اس سے اگلے دن بھی اور

اس سے اگلے دن بھی حتّٰی کہ اگلے جمعہ تک ہوتی رہی (اگلے جمعہ کے وقت) وہی دیہاتی یا اور کوئی کھڑا ہوگیا عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ہمارے لئے دعا فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے دست اقدس بلند فرمائے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے اللہ! ہم پر نہ برسا ہمارے اردگرد برسا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست اقدس سے بادل کے جس گوشہ کی طرف بھی اشارہ فرماتے وہ پھٹ جاتا مدینہ منورہ مثل تالاب ہوگیا اور قنات وادی ایک ماہ تک بہتی رہی جس طرف سے بھی کوئی آیا اس نے بارش کی ہی خبر دی۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 127، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 314، مشکوٰۃ شریف ص 536، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 121، سبل الھدیٰ والرساد جلد نمبر 9 ص 440، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 6 ص 134، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 275، حجۃ اللہ علی العلمین ص 633، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص 594)

دعا کے لئے دست اقدس اٹھنے کی دیر تھی کہ کالی گھٹائیں چھا گئیں اور موسلادھار بارش برسنے لگی:

غزوہ تبوک کے لئے مجاہدین اسلام روانہ ہوئے تو شدید گرمی کا موسم تھا اور ایک طویل وعریض صحرا سامنے تھا جسے عبور کرنا تھا وہاں پانی کا ایک قطرہ بھی دستیاب نہیں تھا پیاس کی شدت کے باعث مسلمانوں کی حالت بڑی نازک تھی اپنی جانوں کو بچانے کے لئے وہ اپنے اونٹوں کو جن کی سواری ان کے لئے اشد ضروری تھی ذبح کرنے پر مجبور ہوئے ان کے معدوں اور آنتوں سے چند گھونٹ پانی مل جاتا تو اس سے وہ اپنے ہونٹوں اور حلق کو تر کرکے وقت گذارتے۔ جب پانی کی نایابی اور پیاس کی شدت کے باعث مجاہدین کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کو ہمیشہ شرف عطا فرماتا ہے اگر آپ بارش کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی شرف قبولیت سے نوازے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ میں بارگاہ الٰہی میں بارش کے لئے دعا کروں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ پسند ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں دست اقدس دعا کے لئے بلند فرمائے دعا کے لئے اٹھے ہوئے دست اقدس ابھی واپس نیچے نہیں ہوئے تھے کہ آسمان پر کالی گھنگھور گھٹائیں چھا گئیں اور موسلادھار بارش شروع ہوگئی مجاہدین نے اپنے مشکیزے اور برتن بھر لئے اور خوب سیر ہوکر خود بھی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا صحابہ کرام

فرماتے ہیں کہ جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو آگے زمین خشک تھی جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے صرف وہاں بارش تھی بارش صرف اسی علاقہ تک محدود رہی جہاں مجاہدین اسلام کے خیمے نصب تھے۔

منافق منافق ہی رہے کیونکہ بارش گندگی میں پھول نہیں اگاتی:

غزوہ تبوک کے اس سفر میں مجاہدین اسلام صحابہ کرام کے ساتھ چند منافق بھی تھے پیاس کے اس مشکل ترین وقت میں جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے موسلا دھار بارش برسنے پر پانی کی جل تھل ہوگئی تو صحابہ کرام نے ان منافقین سے کہا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ وارفع شان دیکھی کہ دعا کے لئے دست اقدس اٹھنے کی دیر تھی کہ آسمان پر کالی گھنگھور گھٹائیں اڈکر آ گئیں اور اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگ گیا صحابہ کرام کا تو اس کہنے سے مقصد یہ تھا کہ ان کے دلوں سے منافقت نکل جائے اور ان کے دل نور ایمان سے منور ہو جائیں انہیں معلوم ہو جائے کہ بارگاہ الٰہی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کتنی بلند ارفع واعلیٰ ہے مگر خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ارشاد خداوندی برحق ہے بارش سے باغوں میں پھول کھلتے ہیں گندگی کے ڈھیر پر نہیں ان منافقین کے دل بھی اسی طرز پر تھے ایسا عدیم المثال معجزہ بھی ان کے گمراہی سے سیاہ دلوں پر اثر انداز نہ ہوا لہٰذا ایک منافق نے کہا فلاں ستارہ آسمان پر طلوع ہوا ہے لہٰذا یہ بارش اس کی وجہ سے ہوئی ہے جبکہ دوسرے منافق نے کہا یہ بارش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ یہ تو قدرتی طور پر بادل آیا اور بارش ہوگئی۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص 440، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص 134، حجۃ اللہ علی العلمین ص 631، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 189، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 458، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص 605)

زبان اقدس سے دعا نکلی تو حضرت عمر آغوش اسلام میں آ گئے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف با ایمان ہونے کے تین دن بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ اَوْبِعَمْرِوبْنِ هِشَامٍ۔ اے اللہ ان دو آدمیوں عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے اس سے دین کو عزت عطا فرما۔ دوسری روایت میں دعا کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعَمْرِبْنِ هِشَامٍ اَوْبِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ۔ اے اللہ اسلام کو عزت عطا فرما عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے ذریعے یا عمر بن

خطاب کے ذریعے۔ تیسری روایت میں دعا کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ اَیِّدِالْاِسْلَامَ بِعُمَرَ اے اللہ عمر کو اسلام سے نواز کر اسلام کی مدد فرما۔

اِدھر دعا ہوئی اُدھر مسبب الاسباب ذات باری تعالیٰ نے اس کے اسباب پیدا فرمادیئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف باسلام ہوگئے ہوا یہ کہ آیۂ مبارکہ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ آخر دو آیتوں تک نازل ہوئی تو ابوجہل نے کہا اے معشر قریش! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے دین میں طعن کرتا ہے تمہارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے تمہارے آباؤ اجداد کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیتا ہے اور یہ سب کچھ تمہارے معبودوں اور آباؤ اجداد کے ساتھ کرتا ہے۔ یہ بات غیرت ومرد سے بعید ہے کہ ہم اپنے کان بہرے کرلیں اور ہر بار اسے چھوڑ دیں تم میں سے جو شخص بھی اسے قتل کرے گا میں اسے سرخ رنگ کے سو اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی دوں گا قریش میں سے چھبیس سال کی عمر کے نوجوان ابوجہل کے بھانجے حضرت عمر باہر نکلے تلوار گلے میں حمائل کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی غرض سے چل پڑے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو شہید نہ کرلوں نکلے تو اسی عزم بالجزم سے تھے مگر راستے میں عدی خاندان کے نُعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوگئی نُعیم مسلمان ہوچکے تھے مگر حالات کے تحت اپنے ایمان کو خفیہ رکھا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تیور کو دیکھ کر بھانپ لیا کہ ارادہ خطرناک ہے پوچھ لیا عمر! کدھر کا ارادہ ہے حضرت عمر نے بڑی رعونت سے جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو شہید کرنے چلا ہوں نعیم نے کہا ادھر بعد میں جانا پہلے اپنے گھر کی خبر لو تیری بہن فاطمہ اور تیرا بہنوئی سعید بن زید اس نبی کا کلمہ پڑھ چکے ہیں انہوں نے ان کی اطاعت اختیار کرلی ہے۔

دوسری روایت میں سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی غرض سے چل پڑے تو لَقِیَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِی زُھْرَۃَ فَقَالَ لَهٗ اَیْنَ تَعْمِدُ یَاعُمَرُ؟ فَقَالَ اُرِیْدُ اَنْ اَقْتُلَ مُحَمَّدًا قَالَ وَکَیْفَ تَأمَنُ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَبَنِیْ زُھْرَۃَ وَقَدْقَتَلْتَ مُحَمَّدًا۔ قَالَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مَا آرَاكَ اِلَّا قَدْصَبُوْتَ وَتَرَکْتَ دِیْنَكَ الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْهِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلَی الْعَجَبِ اِنَّ خَتَنَكَ وَاُخْتَكَ قَدْ صَبَوَا وَتَرَكَا دِیْنَاكَ الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْهِ۔ تو انہیں بنوزہرہ کا ایک شخص ملا اس نے پوچھا عمر کیا ارادے ہیں؟ حضرت عمر نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو شہید کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس نے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کو شہید کر کے بنو ھاشم اور بنو زھرہ قبیلوں سے تو کیسے بچے گا؟ حضرت عمر نے اسے کہا معلوم ہوتا ہے تو نے بھی اپنا دین چھوڑ دیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اس نے کہا عمر! میں تجھے اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز خبر دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ تیری بہن فاطمہ اور تمہارا داماد (سعید بن زید) بھی تیرے دین کو چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چکرا کر رہ گئے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہ یہ کیا اسلام میرے گھر میں داخل ہو چکا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جانے کی بجائے حضرت عمر نے اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا رخ کیا جب بہنوئی کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو اندر کسی کلام کے پڑھے جانے کی آواز سنائی دی حضرت عمر نے کواڑ کے ساتھ کان لگا کر اسے سننے کی کوشش کی۔ پھر زور سے دروازے پر دستک دی اندر سے آواز آئی کون ہو؟

حضرت عمر نے کڑک کر جواب دیا خطاب کا بیٹا عمر ہوں دروازہ کھولو اہل خانہ نے حضرت عمر کی آواز سنی تو سہم گئے جن اوراق پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی تھیں جلدی سے انہیں سنبھال کر رکھ دیا۔ ہمشیرہ نے جا کر دروازہ کھولا حضرت عمر فرماتے ہیں حضرت خباب بن ارت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس وقت ان کے گھر موجود تھے میری آواز سن کر وہ گھر میں ہی کہیں چھپ گئے۔ میں بہن کے گھر میں داخل ہو گیا میں نے ان سے پوچھا تم آہستہ آہستہ کیا باتیں کر رہے تھے انہوں نے کہا ہم ویسے ہی بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے جبکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ وہ سورۃ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم صابی ہو گئے ہو (جو مسلمان ہو جاتا تھا اسے یہ لوگ صابی کہتے تھے) بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عمر! اگر حق بات تمہارے دین کے علاوہ دوسرے دین میں ہو تو پھر کیا کرو گے؟ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اپنے بہنوئی پر حملہ آور ہوئے انہیں خوب مارا حضرت عمر فاروق کی بہن اپنے خاوند کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں تو حضرت عمر نے انہیں ایک گھونسا مارا جس سے ان کا چہرہ زخمی ہو گیا اور سر پر مارا تو سر سے بھی خون جاری ہو گیا حضرت عمر نے اپنے بہنوئی کو مار کر لہولہان کر دیا جب حضرت عمر تشدد میں حد سے متجاوز ہو گئے تو بہن نے نڈر ہو کر کڑک کر کہا بھائی جان! تو ہمیں جتنا مار سکتا ہے مار لے مگر یہ بات ذہن نشین کر لے کہ تو ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے تو کر سکتا ہے مگر ہمارے دل سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محو نہیں کر سکتا جن دلوں میں ایمان واسلام کی جلاء روشن ہو چکی ہے وہ اب بجھ نہیں سکتی۔ میاں محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

جس دل اندر عشق سمانا پھر نہیں اس جانا
بھانویں سوہنے ملن ہزاراں پر اساں نہیں یار وٹاؤنا

بہن کو خون میں لت پت دیکھ کر اور اس کے ایمان کی پختگی کے تحت جرأت مندانہ جواب سے حضرت عمر کا دل پسیج گیا کہا میری بہن! جو تم پڑھ رہی تھیں مجھے وہ صحیفہ دکھاؤ۔ بہن نے جرأت و بیبا کی سے کہا بھائی جان! تم مشرک ہو اور بوجہ شرک تم نجس ہو جبکہ وہ کلام الٰہی ہے جسے نجس چھو نہیں سکتے اگر تمہیں اب اس کے دیکھنے پڑھنے کا شوق پیدا ہو ہی گیا ہے تو پہلے غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرو پھر وہ صحیفہ تمہیں دے دیا جائے گا حضرت عمر نے غسل کیا بہن نے وہ اوراق انہیں تھما دیئے ان پر سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی حضرت عمر نے ابھی چند آیات ہی تلاوت کی تھیں کہ اس کی تاثیر سے سنگ خارہ سے بھی سخت تر دل پانی پانی ہو گیا آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی بے چینی سے کہا جلدی کرو مجھے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں لے چلو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں میں اب اپنی بگڑی سنوارنا چاہتا ہوں شاعر نے نقشہ کھینچا کہ حضرت عمر نے کہا۔

حق سچ دے سودے جتھے ہین ملدے مینوں اوس بازار تے لے چلو
مارن آیا ساں گھروں میں بڑا پاپی مینوں مار دے ماردے لے چلو
اوس امین سرکار دے پیش پھڑ کے وانگ مجرم بدکار دے لے چلو
جتھوں چُنے نے تساں ایہہ پھل نوری اندر اوس گلزار دے لے چلو
متاں عمر دی عمر برباد ہووے جتھے عمر سنوار دے لے چلو
دائم پڑھاں کلمہ حضور دا میں ڈاڈھے شوق دیدار دے لے چلو

حضرت عمر میں یہ اچانک تبدیلی خود بخود نہیں ہو رہی تھی بلکہ یہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی قبولیت کا شرف تھا جو عمر کو حضرت عمر بنا رہی تھی جو حضرت عمر کو جہنم سے کھینچ کر جنت میں لا رہی تھی دراصل یہ اس مقبول دعا کی کمند تھی جو عمر جیسے سخت دشمن اسلام کو کشاں کشاں محبوب خدا محبوب کائنات رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شرف انسانیت دلانے لا رہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنے جاں نثاروں کے ساتھ ارقم میں تشریف فرما تھے حضرت عمر نیاز مندی کے حصول کے لئے وہاں حاضر ہوئے دروازہ بند تھا دروازہ پر دستک دی۔ کواڑ کے سوراخ سے باہر جھانکا گیا تو معلوم ہوا کہ باہر عمر گلے میں ننگی تلوار حمائل کیئے کھڑے ہیں صحابہ کرام شش و پنج میں پڑ گئے کہ دروازہ کھولیں یا نہ کھولیں۔

سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے انہوں نے فرمایا ڈرنے کی ضرورت نہیں دروازہ کھول دو اگر عمر صحیح نیت سے آیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے گا تو ہم بھی اسے مرحبا کہیں گے اگر محسوس ہوا کہ اس کی نیت میں گڑ بڑ ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑا کر رکھ دیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی بات نہیں دروازہ کھول دو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگر اس کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اسے ہدایت عطا فرمادے گا۔ فرمان اقدس کے تحت دروازہ کھول دیا گیا حضرت عمر کو دو صحابہ نے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو صحابہ کرام نے چھوڑ دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمر کی چادر کو پکڑ کر اسے زور سے جھٹکا دیا اور فرمایا۔ اَسْلِمْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَلْبَهٗ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الدِّيْنَ بِعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَللّٰهُمَّ اُخْرُجْ مَافِيْ صَدْرِ عُمَرَ مِنْ غِلٍّ وَاَبْدِلْهُ اِيْمَانًا۔ اے ابن خطاب! اسلام قبول کر لے اے اللہ! اس کے دل کو نور ھدایت سے معمور فرمادے اے اللہ عمر بن خطاب کو ہدایت پر سرفراز فرمادے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے سبب اسلام کو غلبہ عطا فرمادے۔ اے اللہ! عمر کے دل سے اسلام کی عداوت نکال دے اور اسے ایمان سے تبدیل فرمادے۔ فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جِئْتُكَ لِاُوْمِنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَبِمَاجَاءَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ قَالَ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تَكْبِيْرَةً فَعَرَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ اَنَّ عُمَرَ قَدْاَسْلَمَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرط مسرت سے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا جس سے گھر والوں کو معلوم ہو گیا کہ عمر نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ صحابہ کرام نے بھی خوشی ومسرت سے اتنا زوردار نعرہ لگایا کہ مکہ مکرمہ کی گلیاں اور فضائیں اس نعرہ سے گونج اٹھیں۔ (سیرت نبویہ ابن کثیر ص145، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر3 ص301، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر2 ص370، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ اول ص215، سیرت حلبیہ جلد نمبر1 ص470، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص219، حجۃ اللہ علی العلمین ص572، دلائل النبوت امام بیہقی جلد

نمبر 2 ص 159، دلائل النبوت ابونعیم ص 141، معارج النبوت جلد نمبر 2 ص 292، طبقات ابن سعد جلد نمبر 3 ص 267، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 65، مستدرک جلد نمبر 4 ص 569، اللسان جلد نمبر 4 ص 542)

شجاعت حضرت حیدر کرار اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

غزوہ خندق کے موقع پر جب مشرکین عرب کے گروہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر دفاع کے لئے خندق کھود لی مشرکین عرب کے لشکر کو خندق کے باہر ہی ڈیرہ لگانا پڑا خندق عبور کرنا ان کے بس کا روگ نہ تھا مگر ان میں عمرو بن عبدود بھی تھا جو عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھا اس نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر ایک جگہ سے خندق عبور کر لی اور مسلمانوں کو دعوت مبارزت دی سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ کھڑے ہوئے اور کہا اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے میں جاتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ عمرو ہے سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے عرض کی اگرچہ عمرو ہے اجازت عطا فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت بھی عطا فرمائی ساتھ ہی اپنی تلوار ذوالفقار عطا فرمائی اپنی زرہ پہنائی اور انہیں عمامہ مبارک پہنایا اور دعاؤں سے نواز کر مقابلہ کے لئے بھیجا۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنْهُ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا اَخِيْ وَابْنُ عَمِّيْ فَلَا تَذَرْنِيْ فَرداً وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔

دعا یہ فرمائی اے میرے مالک! عمرو پر حضرت علی کی مدد فرما یہ میرا بھائی ہے میرا چچا زاد ہے تو مجھے تنہا نہ چھوڑ تو بہترین وارث ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عمامہ شریف آسمان کی طرف بلند فرمایا اور عرض کی اے میرے رب! غزوہ بدر کے دن تو نے مجھ سے عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیا غزوۂ احد کے دن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے لیا یہ میرا بھائی علی ہے یہ میرا چچا زاد ہے مجھے تنہا نہ چھوڑ تو بہترین وارث ہے۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَفَعَ عَمَامَتَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اِلٰهِيْ اَخَذْتَ عُبَيْدَةَ مِنِّيْ يَوْمَ بَدْرٍ وَحَمْزَةَ يَوْمَ اُحُدٍ وَهٰذَا عَلِيٌّ اَخِيْ وَابْنُ عَمِّيْ فَلَا تَذَرْنِيْ فَرْداً وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 574، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 427، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص 383، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص 378)

حضرت حیدر کرار اور عمرو بن عبدود کی جنگ کا انجام:

کافر کی للکار سن کر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شیر سیدنا حیدر کرار حضرت علی

کرم اللہ وجھہ اپنی تلوار لہراتے ہوئے عمرو بن عبدود کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اسے فرمایا اے عبدود کے بیٹے میں نے سنا ہے کہ تو نے یہ عہد کیا ہوا کہ کوئی بھی قریشی اگر تجھ سے دو چیزوں کا مطالبہ کرے گا تو ان دو میں سے ایک تو اسے ضرور دے گا اس نے بڑی نخوت سے کہا ہاں میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے اسے فرمایا تو پھر سن اَدْعُوْكَ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَاِلَى الْاِسْلَامِ میں تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور دین اسلام اپنانے کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو بن عبدود نے کہا لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ۔ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے فرمایا اِنِّيْ اَدْعُوْكَ اِلَى الْبِرَازِ پھر میں تجھے دعوت مبارزت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا مَنْ اَنْتَ؟ آپ کون ہیں؟ سیدنا حیدر کرار نے فرمایا اَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ میں ابوطالب کا بیٹا علی ہوں عمرو نے کہا فَوَاللّٰهِ مَا اَحَبُّ اَنْ اَقْتُلَكَ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تجھے قتل کروں (کیونکہ تیرے والد ابوطالب کے ساتھ میرے بڑے دوستانہ مراسم ہیں اس لئے مجھے یہ پسند نہیں کہ میری تلوار سے میرے دوست کا بیٹا گھائل ہو) سیدنا حضرت حیدر کرار نے فرمایا لٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ اَحَبُّ اَنْ اَقْتُلَكَ۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم مجھے یہ بہت پسند ہے کہ میں تجھے اپنی تلوار سے فی النار کروں (کیونکہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے یہاں کوئی اور تعلق کام نہیں آتا۔ فَحَمِيَ عَمْرٌو۔ سیدنا حضرت حیدر کرار سے یہ سن کر ملعون غضبناک ہو گیا (گویا کہ غصے سے دیوانہ ہو گیا) فَاقْتَحَمَ عَنْ فَرَسِهٖ فَعَقَرَهٗ اس ملعون نے اپنے گھوڑے کی پشت سے نیچے چھلانگ لگا دی اور اپنے گھوڑے کی کونچوں کو کاٹ دیا اور سیدنا حیدر کرار سے پنجہ آزمائی کے لئے آگے بڑھا۔ دونوں نے اپنی شجاعت ومہارت کے جوہر دکھائے۔ ادھر محبوب خدا محبوب کائنات سید الانبیاء والمرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اشکبار چشمان مبارک سے اپنے جاں نثار عم زاد سیدنا حضرت حیدر کرار کی کامیابی کے لئے اپنے مہربان رب کی بارگاہ میں فریاد کناں ہو گئے اُدھر وہ دونوں پے در پے حملے کرنے کے لئے ایک دوسرے پر جھپٹ رہے تھے ان کی اس باہمی جنگ سے اتنا گرد وغبار اڑ رہا تھا کہ دونوں اس میں یوں چھپ گئے کہ کسی کو نظر ہی نہیں آرہے تھے صرف تلواروں کے ٹکرانے سے ان کی تلواروں کی جھنکار ہی سنائی دے رہی تھی۔ اسی اثنا میں سیدنا حضرت حیدر کرار کی تلوار صاعقہ بن کر چمکی عمرو کے فولادی خود اور اس کی زرہ کو چیرتی ہوئی اس ملعون کے جسم کو دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین پر آ گری جب غبار چھٹا تو سب نظروں نے دیکھا کہ شیر خدا اس کافر کی چھاتی پر سوار ہو کر اس کا سرتن سے جدا کر رہا ہے یہی ضرب حیدری تھی جس نے

کفر کولرزہ براندام کردیا ان کے چھکے چھوٹ گئے اور ان کے تمام منصوبوں پر پانی پھر گیا۔(حجۃ اللہ علی العلمین ص574، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص383، مستدرک جلد نمبر 3 ص254، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص340، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص427، ضیاء النبی جلد نمبر 4 ص42)

حضرت حیدر کرار نے فرمایا میں تمام اہل مدینہ کو مغلوب کر سکتا تھا:

فِیْ تَفْسِیرِ الْفَخِرِ اَنَّہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ لِعَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھُہٗ بَعْدَ قَتْلِہٖ لِعَمْرِوبْنِ عَبْدِ وُدٍّ کَیْفَ وَجَدْتَّ نَفْسَکَ مَعَہٗ یَاعَلِیُّ؟ قَالَ وَجَدْتُّہٗ لَوْکَانَ اَھَلُ الْمَدِیْنَۃِ کُلُّھُمْ فِیْ جَانِبٍ وَّاَنَا فِیْ جَانِبٍ لَقَدَرْتُ عَلَیْھِمْ۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ جب سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے عمرو کو قتل کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے پوچھا تم نے اس کے ساتھ اپنے آپ کو کیسا پایا سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ اگر تمام اہل مدینہ ایک طرف ہوتے اور میں دوسری طرف ہوتا تو میں ان پر غالب آ سکتا تھا۔ (سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص428، حجۃ اللہ علی العلمین ص574)

دعائے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت علی کو نہ سردی لگتی تھی نہ گرمی:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجھہ شدید گرمی میں بھی کھردری اونی قبا زیب تن فرمایا کرتے تھے لیکن گرمی کی کوئی پروانہ نہ ہوتی تھی اور سخت سردی میں دو ہلکے کپڑے پہن لیا کرتے تھے انہیں سردی بھی نہیں لگتی تھی۔ ان سے اس کے متعلق جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا میں یہ علم ایسے شخص کو عطا فرماؤں گا جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح فرمائے گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا اور جھنڈا عطا فرمایا پھر بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّوَالْبَرْدَ فَمَا وَجَدْتُّ بَعْدَ ذٰلِکَ بَرْدًا وَّلَا حَرًّا اے اللہ! علی کو گرمی اور سردی سے بچا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کے بعد میں نے کبھی گرمی یا سردی محسوس نہیں کی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص497، مسند امام احمد جلد نمبر 1

ص168، حجۃ اللہ علی العلمین ص574، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر4 ص161، سیرت حلبیہ جلد نمبر3 ص395، خصائص کبریٰ جلد نمبر1 ص418، مقدمہ ابن ماجہ جلد نمبر1 ص43، الاوسط للطبرانی جلد نمبر2 ص38، مسند بزار جلد نمبر2 ص135، مجمع الزوائد جلد نمبر9 ص122، المختارۃ للضیاء جلد نمبر2 ص274، مدارج النبوت جلد نمبر2 ص335)

حضرت حذیفہ کو دعا کی برکت سے سردی نہ لگی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ احزاب کی رات ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے حالت یہ تھی کہ بہت سخت آندھی اور سخت سردی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ایسا شخص ہے جو قوم کی خبر لائے اسے بروز قیامت میرا ساتھ نصیب ہوگا؟ ہم سب خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری دفعہ پھر یہی فرمایا اور پھر تیسری دفعہ بھی یہی ارشاد فرمایا اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا حذیفہ! تم جاؤ اور جا کر قوم (کفار) کی خبر لے کر آؤ چنانچہ میں ایسی حالت میں گیا گویا کہ میں حمام میں سے گذر رہا ہوں (سردی میرے نزدیک تک بھی نہ تھی) اور ایسی ہی حالت میں واپس آیا جب میں فارغ ہوا تو مجھے سردی محسوس ہوئی۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا قوم (کفار) میں کوئی خبر ظاہر ہونے والی ہے تم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ ڈر اور سب سے زیادہ سردی محسوس ہوتی تھی جب میں چل پڑا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَمِنْ فَوْقِہٖ وَمِنْ تَحْتِہٖ قَالَ فَوَاللّٰہِ مَاخَلَقَ اللّٰہُ فَزِعًا وَلَا قُرَاءَ فِیْ جَوْفِیْ اِلَّا خَرَجَ مِنْ جَوْفِیْ فَمَا اَجِدُمِنْہُ شَیْئًا۔ اے اللہ! اس کی حفاظت فرما اس کے سامنے سے اس کے پیچھے اس کے دائیں سے اس کے بائیں سے اس کے اوپر سے اور نیچے سے ہر طرف سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! (دعا ہوتے ہی) اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دل سے خوف اور سردی کو یوں نکال دیا کہ مجھے اس سے کچھ محسوس بھی نہیں ہوا۔ میں لشکر میں داخل ہو گیا میں نے کافروں کو دیکھا کہ وہ اپنے لشکر میں کہہ رہے ہیں یہاں سے چلو یہاں

سے چلو یہاں تمہارے لئے ٹھہرنے کا ٹھکانہ نہیں ہے اور میں نے ہوا کو دیکھا جو انتہائی طوفان کی شکل اختیار کئے ہوئے تھی صرف لشکر کفار تک محدود تھی ان کے لشکر سے ایک بالشت بھر بھی باہر نہیں تھی (گویا یہ ہوا کا طوفان بارگاہ الٰہی سے صرف کافروں کے لشکر کو ذلت و رسوائی سے بھگانے کے لئے نازل ہوا تھا) اللہ کی قسم! میں پتھروں کی آواز کفار کے کجاووں اور فرشوں میں سنتا تھا پھر میں وہاں سے واپس ہوا تو مجھے بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے ملے انہوں نے مجھے کہا اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر مطلع کر دو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ان کافروں کے لئے کافی ہوگیا میں فوراً واپس آ گیا۔

(مستدرک جلد نمبر 3 ص253، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص436، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 4 ص310، دلائل النبوت ابونعیم ص298، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص388، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص351، حجۃ اللہ علی العلمین ص578، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص381، مسند ابوعوانۃ جلد نمبر 4 ص320)

اِدھر زبان اقدس سے دعا نکلی اُدھر حضرت ابوھریرہ کی ماں کو ایمان نصیب ہوگیا:

عَنْ اَبِیْ کَثِیْرٍ یَزِیْدَبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِیْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فَدَعَوْتُھَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَااَکْرَہُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَاَنَا اَبْکِیْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَتَاْبٰی عَلَیَّ فَدَعَوْتُھَا الْیَوْمَ فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْکَ مَا اَکْرَہُ فَادْعُ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَللّٰھُمَّ اھْدِاُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِراً بِدَعْوَۃِ نَبِیِّ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا ھُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَکَانَکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَۃَ الْمَآءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَھَا۔ وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِھَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَااَبَا ھُرَیْرَۃَ اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَاَتَیْتُہٗ وَاَنَا اَبْکِیْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَبْشِرْقَدِاسْتَجَابَ اللّٰہُ دَعْوَتَکَ وَھَدٰی اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ خَیْرًا قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یُّحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰی عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیُحَبِّبُهُمْ اِلَیْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حَبِّبْ عُبَیْدَكَ هٰذَا یَعْنِیْ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰی عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَمَا خَلَقَ مُؤْمِنٌ یَسْمَعُ بِیْ وَلَا یَرَانِیْ اِلَّا اَحَبَّنِیْ۔

حضرت ابوکثیر یزید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ (میری والدہ مشرکہ تھیں) میں اسے اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا ایک دن میں نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہہ دی جو مجھے بالکل گوارا نہ تھی میں روتا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا وہ انکار کرتی تھی آج میں نے پھر اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے آپ کے متعلق ایسی بات کہہ دی جو مجھے ناگوار گذری ہے آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمادے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمادے۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا لے کر خوشی خوشی بارگاہ اقدس سے روانہ ہوا جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند تھا۔ میری والدہ نے میری قدموں کی آہٹ سن لی اس نے کہا اے ابوھریرہ ابھی اپنی جگہ ٹھہر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ نے غسل کیا اور قمیض پہنی اور دوپٹہ اوڑھے بغیر جلدی میں باہر آ گئیں۔ دروازہ کھولا اور کہا اے ابوھریرہ! اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

میں خوشی خوشی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس کی طرف لوٹا خوشی سے میرے آنسو چھلک پڑے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بشارت ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے اور ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمادی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کی اور دعائے خیر فرمائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مومنوں کے دلوں میں میری اور میری ماں کی محبت ڈال دے اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! اپنے اس بندے (ابوھریرہ) اور اس کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔ اس کے بعد کوئی مسلمان ایسا پیدا نہیں ہوا جو میرا ذکر سن کر یا مجھے دیکھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 309، مشکوٰۃ شریف ص 535، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 175، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 286، حجۃ اللہ علی العلمین ص 582، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 397)

زبان اقدس سے دعا نکلی تو زمین نے گھوڑے کو اسی وقت چھوڑ دیا:

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَارْ تَحَلْنَا بَعْدَ مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِیْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَیْهِ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰی بَطْنِهَا فِیْ جَلْدٍ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَاکُمَا دَعَوْتُمَا عَلَیَّ فَادْعُوْا لِیْ فَاللّٰهُ لَکُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْکُمَا الطَّلَبَ فَدَعَالَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَنَجَا فَجَعَلَ لَایَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا قَالَ کُفِیْتُمْ مَاهٰهُنَا فَلَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (ہجرت کے موقعہ پر غار ثور سے مدینہ شریف کی طرف جاتے ہوئے ایک مقام سے) ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم آن لئے گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غم نہ کرو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پھر ان کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے۔ میں آپ دونوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ضمان دیتا ہوں کہ میں تم دونوں سے تلاش کرنے والوں کو دور کردوں گا چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ (زمین کی پکڑ سے) نجات پاگئے پھر وہ یہ کرنے لگے کہ جس سے بھی ملتے اسے کہتے تم کفایت کئے گئے ادھر وہ نہیں ہیں جو بھی ملتا اسے واپس کردیتے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 511، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 427، مشکوٰۃ شریف ص 530، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 42، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 356، البدایۃ والنھایہ جلد

نمبر 3 ص453، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص249، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص60، دلائل النبوت ابونعیم ص194، الوفا ابن جوزی حصہ اول ص240، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص249)

سراقہ کا ابوجہل کو جواب

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ کو دعاؤں سے نواز کر واپس جانے کی اجازت عطا فرمادی سراقہ واپس اپنے قبیلہ میں چلا گیا سراقہ بنومدلج قبیلہ کا سردار تھا ماہر شمشیرزن اور تیرافگن تھا سراقہ نے کئی دن تو خاموشی سے گذارے اس واقعہ کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتایا مگر جب قریش کی یہ بدکوششیں نامرادی کی آغوش میں دم توڑ گئیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بصد خیروعافیت کامیاب وکامران مدینہ منورہ پہنچ گئے تو سراقہ نے اس سفر میں پیش آنے والے محیرالعقول واقعات لوگوں کو بتانے شروع کردیئے آہستہ آہستہ یہ باتیں پھیلنا شروع ہوگئیں تو رو سا قریش کو یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ اس واقعہ سے متاثر ہوکر کہیں لوگ اسلام قبول کرنا نہ شروع کردیں چنانچہ ابوجہل نے سراقہ کے قبیلے کو خط لکھا جس میں یہ شعر تحریر کیئے۔

بَنِیْ مُدْلَجٍ اِنِّیْ اَخَافُ سَفِیْھَکُمْ ۔ سُرَاقَۃَ مُسْتَغْوٍ لِنَصْرِ مُحَمَّد

اے بنی مدلج! مجھے تمہارے بیوقوف سراقہ کی باتوں سے شدید خطرہ ہے کہ کہیں وہ لوگوں کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی اعانت پر برانگیختہ نہ کردے۔

عَلَیْکُمْ بِہٖ اَلاَّ یُفَرِّقَ جَمْعَکُمْ۔ فَیُصْبِحَ شَتّٰی بَعْدَ عِزٍّ وَسُؤْدَدٖ

تم اسے قابو میں کرلو کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے اتحاد کو پارہ پارہ کردے اور اس افتراق سے تم لوگ عزت وسیادت کھونے کے بعد منتشر نہ ہوجاؤ۔

سراقہ نے ابوجہل کے خط کے جواب میں یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

اَبَا حَکَمٍ وَاللّٰہِ لَوْکُنْتَ شَاھِدًا۔ لِاَمْرِ جَوَادِیْ اِذْتَسُوْخُ قَوَائِمُہٗ

اے ابوالحکم! (ابوجہل) اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اگر تم اس وقت موجود ہوتے جب میرے گھوڑے کے پاؤں اس پتھریلی زمین میں دھنس رہے تھے۔

عَجِبْتَ وَلَمْ تَشْكُكْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا۔ رَسُوْلٌ وَّبُرْهَانٌ فَمَنْ ذَايُقَاوِمُهٗ

یہ دیکھ کر حیرت میں گم ہو جاتے اور تمہیں اس کے متعلق کوئی شک بھی نہ رہتا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ہیں اس کی دلیل ہیں اوران کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

عَلَيْكَ فَكُفَّ الْقَوْمَ عَنْهُ فَاِنَّنِيْ ۔ اَخَالُ لَنَا يَوْمًا سَتَبْدُوْ مَعَالِمُهٗ

تجھ پر یہ لازم ہے کہ تو اپنی قوم کوان کا مقابلہ کرنے سے روکے کیونکہ میرا خیال ہے کہ جلد ہی وہ دن آنے والا ہے جب ان کی عزت وکامیابی کے نشانات بلند ہو جائیں گے۔

بِاَمْرٍ يَوَدُّ النَّصْرُ فِيْهِ بَالِبِهَا۔ لَوْ اَنَّ جَمِيْعَ النَّاسِ طُرًّا يُّسَالِمُهٗ ۔

اوراس دن سب انصار مدینہ طلب خیر میں یہی تمنا کریں گے کہ اے کاش سب لوگ ان سے دوستی کرلیں۔

(البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 451، دلائل النبوت ابونعیم ص 198)

حضرت عبداللہ بن عباس کیلئے دعا حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَعَالِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو) دین کی سمجھ عطا فرما۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 26، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 306، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 404، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 166، حجۃ اللہ علی العلمین ص 576، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 285، مستدرک جلد نمبر 4 ص 255، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 396)

حدیث شریف نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دَعَا لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ الْحِكْمَةَ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان

(ابن عباس) کے لئے دعا فرمائی اے اللہ! اسے حکمت بھی عطا فرما اور تاویل کا علم بھی عطا فرما۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص285، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص396، حجۃ اللہ علی العلمین ص576، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص166، مستدرک جلد نمبر 4 ص255، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص407، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص285، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص276)

محدثین فرماتے ہیں کہ اسی دعا کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت کے جید عالم ہوئے خصوصاً علم تفسیر میں آپ لاثانی تھے آپ کو رأس المفسرین کا لقب دیا گیا ہے۔

حضرت جریر گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہ سکتے تھے دعا کی برکت سے شاہسوار بن گئے:

عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم اِنِّيْ كِفْلٌ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ قَالَ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَسِرْتُ اِلَيْهَا فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِنْ اَحْمَسَ فَاَتَيْنَاهَا فَحَرَّقْنَا هَانَارًا قَالَ وَكَانَ يُقَالُ لَهَا كَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةِ قَدْ سُيِّرَتْ فِيْهَا نَصَبٌ لَّهُمْ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا تم مجھے ذوالخلصۃ (ذوالخلصہ ایک بت تھا) کی طرف سے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینہ پر اپنا دست اقدس مارا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے ثابت قدم رکھ (پختہ کار بنادے) اور اسے ہدایت یافتہ ورہنما بنادے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے ساتھ بڑے بہادر جنگجو ایک سو پچاس گھوڑ سوار لے کر اس کی طرف گیا۔ ہم نے اسے جلا کر راکھ کردیا فرماتے ہیں اسے کعبہ یمانی کہا جاتا تھا اس میں ان کے لئے بت نصب کیا گیا تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص624، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص306، حجۃ اللہ علی العلمین ص427، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص264، دلائل النبوت ابونعیم ص270، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص291)

حضرت سعد مستجاب الدعوات ہوگئے:

عَنْ قَيْسِ ابْنِ حَازِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ لِسَعْدٍ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَهٗ اِذَا دَعَاكَ فَكَانَ لَايَدْعُوْ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! سعد جب بھی دعا مانگے اس کی دعا کو قبول فرما۔ اس کے بعد سعد جو بھی دعا کرتے وہ قبول ہو جاتی تھی۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 64 مستدرک جلد نمبر 3 ص 570، مسند بزار جلد نمبر 4 ص 54، طبقات کبریٰ ابن سعد جلد نمبر 3 ص 142، افضائل صحابہ امام احمد جلد نمبر 2 ص 750، العلل دارقطنی جلد نمبر 4 ص 377، حجۃ اللہ علی العلمین ص 575، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 280، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 285، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 202)

حضرت سعد بن ابی وقاص کی دعا کی قبولیت کے چند تذکرے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کے بعد حضرت سعد بن ابی قاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات ہوگئے کتب صحاح کے مصنفین نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی بہت سی دعائیں نقل فرمائی ہیں جو مستجاب ہوئیں یہ دعائیں زبان زد عام ہیں ان میں سے کچھ یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی (واضح ہو قادسیہ کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 17ھ میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا آپ وہاں 21ھ تک گورنر رہے وہاں سے چند شر پسند فتنہ باز قسم کے لوگ آپ کے خلاف شکایت لے کر امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ان کی شکایت پر) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمار کو وہاں کا حاکم بنا دیا (ان کی شکایت پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بلایا) شکایت کرنے والوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت سعد نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا یہ لوگ آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! میں انہیں اس طرح نماز پڑھاتا تھا جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ہے اس میں کچھ بھی کمی بیشی نہیں کرتا تھا میں عشاء کی نماز کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا تھا اور آخری دو مختصر پڑھتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے تمہارے متعلق یہی گمان تھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک یا چند آدمیوں کو کوفے شکایت کی تصدیق کے لئے بھیجا جانے والے نے کوفہ کی تمام مساجد میں جا کر لوگوں سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا سب نے حضرت سعد کی خوبیاں اور اچھائیاں ہی بیان کیں مگر بنی عبس کی مسجد میں ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا ابو سعدہ اس کی کنیت تھی کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا میں قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ سعد نہ تو لشکر کے ساتھ جاتے تھے نہ ہی مال برابر تقسیم کرتے تھے اور نہ ہی فیصلے میں انصاف کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا سن میں تجھ پر تین دعائیں کرتا ہوں اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ عَبْدُكَ ھٰذَا کَاذِبًا قَامَ رِعَاءً وَّسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَاَطِلْ فَقْرَهٗ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے محض نام ونمود ودکھلاوے کے لئے کھڑا ہے تو اس کی عمر کو لمبا کر اس کی تنگدستی کو بھی دراز کر اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے اس جھوٹے کو دیکھا بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بھنویں آنکھوں پر گر پڑی تھیں اور راستے میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا تھا ان سے دست درازی کرتا تھا اور کہتا تھا میں فتنہ زدہ بوڑھا ہوں مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 104، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 164، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 280)

سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برا بھلا کہنے والے کو بددعا دی اور وہ انجام کو پہنچ گیا:

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب وشتم کر رہا تھا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بددعا دیتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا یَشْتَمُ وَلِیًّا مِنْ اَوْلِیَاءِكَ فَلَا تَفْرُقُ ھٰذَا الْجَمْعُ حَتّٰی تَرىٰ هُمْ قُدْرَتَكَ۔ اے اللہ! یہ شخص تیرے پیاروں میں سے ایک پیارے کو سب وشتم کر رہا ہے اس مجمع کے بکھرنے سے پہلے پہلے تو اسے اپنی قدرت دکھادے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ ابھی مجمع سے متفرق نہیں ہوئے تھے وہ سر کے بل پتھروں پر گر پڑا اس کا دماغ پھٹ گیا اور مر گیا۔ (خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 280، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 202)

سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو برا کہنے والے کو بددعا اور اس کا انجام:

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کے پاس سے گذرے وہ حضرت علی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں بک رہا تھا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کہا تو انہیں گالیاں دے رہا ہے جن کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو فیصلہ ہونا تھا وہ ہو چکا تو انہیں برا کہنے سے باز آجا ورنہ میں تجھے بددعا دے دوں گا اس نے حضرت سعد کے متعلق کہا یہ شخص مجھے ایسے ڈرا رہا ہے جیسے یہ نبی ہو کہ جو دعا بھی مانگے گا وہ فوراً قبول ہو جائے گی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے بددعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ یَسُبَّ اَقْوَا مًا قَدْ سَبَقَ لَھُمْ مِنْكَ مَاسَبَقَ فَاجْعَلْهُ الْیَوْمَ نکَالاً۔ اے اللہ! یہ شخص ایسے بندوں کو سب وشتم کر رہا ہے جن کے بارے میں تیرا جو فیصلہ ہونا تھا وہ ہو چکا اے اللہ! اسے آج ہی عبرت کا نشان بنا دے۔ حضرت عامر فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹنی آرہی ہے لوگوں نے اس اونٹنی کو راستہ دے دیا اس اونٹنی نے اس گستاخ کو کچل ڈالا۔ لوگ دوڑتے سعد کے پیچھے گئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابواسحٰق (حضرت سعد کی کنیت تھی) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص202، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص280، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص165، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 1 ص140، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص154)

حضرت انس بن مالک کو دعا سے نوازا تو ان کے مال واولاد میں بے بہا برکت ہوگئی:

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ تَعْنِیْ اَنَسًا قَالَ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِیْمَا رَزَقْتَهٗ۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انس کے لئے دعا فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! انس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور جو نعمت اسے تو عطا فرمائے اس میں برکت عطا فرما۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2 ص938، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص306، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص168، حجۃ اللہ علی العلمین ص577، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص286، ترمذی شریف حصہ دوم ص223)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا برکت کی دوسری روایت:

عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی العالِیَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم؟ قَالَ خَدِمَهٗ عَشَرَ سِنِیْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَکَانَ لَهٗ بُسْتَانٌ یَحْمِلُ فِی السَّنَةِ الْفَاکِهَةَ مَرَّتَیْنِ وَکَانَ فِیْهَا رَیْحَانٌ یَجِیْئُ مِنْهَا رِیْحُ الْمِسْكِ۔

حضرت ابوداؤد نے بیان فرمایا کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا (دعا) سنی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دس سال خدمت کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو باغ تھے (اس دعا کی برکت سے) سال میں وہ باغ دو دفعہ پھل دیتا تھا اور اس میں ریحان تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 169، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 286، حجۃ اللہ علی العلمین ص 578)

سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 397 میں ہے وَمِنْهَا دُعَاءُهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لِاَنَسٍ بِطُوْلِ الْعُمَرِ وَالْوَلَدِ فَکَانَ کَمَا دَعَا فَقَدْ ذُکِرَ اِنَّهٗ عَاشَ فَوْقَ الْمِاَةِ وَاَخْبَرَ عَنْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ اَکْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالاً وَلَمْ یَمُتْ حَتّٰی رَاٰی مِائَةَ وَلَدٍ مِنْ صُلْبِهٖ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان کی لمبی عمر اور کثرت اولاد کی جیسے دعا فرمائی تھی ویسے ہی ہوا ذکر کیا گیا ہے کہ انہوں نے سو سال سے اوپر زندگی گذاری اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے متعلق بتایا کہ وہ تمام انصار سے زیادہ مالدار ہے اور انہوں نے فوت ہونے سے پہلے اپنی پشت سے سو افراد اولاد کے دیکھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دعا نے بہت بڑا امیر ترین تاجر بنا دیا:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَاٰی عَلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَاهٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً عَلٰی وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

عبدالرحمٰن بن عوف پر زرد رنگ کا اثر دیکھا (عرب میں رواج تھا کہ دلہا بیوی کے پاس پہلی رات زرد رنگ کی خوشبو لگا کر جاتا تھا یہ اس کا اثر تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دلہن نے شب عروسی میں جو خوشبو دار رنگ استعمال کیا وہ ان کے کپڑوں میں لگ گیا ہو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دیکھ کر فرمایا ہو) یہ کیا ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے ایک عورت سے کھجور کی ایک گٹھلی برابر سونے کے وزن حق مہر پر نکاح کیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے ولیمہ کرنا خواہ ایک بکری کے ساتھ ہی۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 774، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 478، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 186، حجۃ اللہ علی العلمین ص 575، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 287، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 284)

اس دعا کا اثر:

قَالَ عَبْدُالرحمٰنِ فَلَقَدْ رَأَيْتَنِي لَوْ رَفَعْتُ حَجرًا لَرَجَوْتُ اَنْ اُصِيْبَ تَحْتَهٗ ذَهَبًا اَوْ فِضَّةً۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کی برکت سے مجھے امید ہے کہ اگر میں کوئی پتھر اٹھاؤں تو اس کے نیچے سے بھی سونا یا چاندی نکلے گا۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 187، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 287، حجۃ اللہ علی العلمین ص 575، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 206)

دعا کی برکت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کتنے دولتمند ہوئے:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا برکت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خیر و برکت کے دروازے کھول دیئے آپ جب ہجرت کرکے مدینہ شریف آئے تھے تو کچھ بھی ساتھ نہ لائے تھے لہٰذا آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا روایت میں ہے۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِبْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدٌ اَخِيْ اِنِّيْ اَكْثَرُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ مَالاً فَانْظُرْ شَطْرَ مَالِيْ فَخُذْهُ وَلِيَ اِمْرَ أَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبُهُمَا اِلَيْكَ حَتّٰى اُطَلِّقُهَا لَكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَدَلُّوْهُ عَلَى السُّوْقِ فَاشْتَرىٰ وَبَاعَ وَرَبَحَ وَجَآءَ بِشَيْيءٍ مِنْ اَقِطٍ ثُمَّ لَبِثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّلْبِثَ فَجَآءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم مَهْيَمْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم! تَزَوَّجْتُ اِمْرَأَةً قَالَ فَمَا

اَصْدَقْتَهَا فَقَالَ وَزْنُ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب (ہجرت کر کے) مدینہ منورہ آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کا رشتہ اخوت قائم کر دیا دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن کو کہا اے میرے بھائی! میں مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں تو میرے مال کو دیکھ لے اور اس سے آدھا لے لے اور میری دو بیویاں ہیں ان دو میں سے تجھے جو پسند ہے میں تیرے لئے اسے طلاق دے دیتا ہوں حضرت عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے مال میں بھی برکت عطا فرمائے اور تیری بیویوں میں بھی برکت عطا فرمائے (مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے) آپ مجھے بازار کا راستہ دکھائیں انہوں نے بازار کا راستہ دکھا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں بازار میں خرید وفروخت شروع کر دی اور نفع کمایا اور کچھ پنیر گھی لائے اور جتنی دیر اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا ٹھہرے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں زعفران سے لت پت حاضر ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کیا؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا اس کا حق مہر کیا ہے عرض کی کھجور کی گٹھلی برابر وزن سونا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر ولیمہ کرنا خواہ ایک بکری سے ہو۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 759، ترمذی شریف حصہ دوم ص 15، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 186)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی زندگی میں جو راہ خدا میں دیا اس میں سے کچھ کا تذکرہ:

(1) ایک دن میں تیس غلام آزاد کیے۔

(2) سات سو اونٹوں پر مشتمل قافلہ جن پر سامان خورد ونوش کے علاوہ اور کئی اشیا بھی لدی ہوئی تھیں پلانوں اور سامان سمیت اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں صدقہ خیرات کر دیا۔

(3) ایک دفعہ چالیس ہزار درہم صدقہ خیرات کیے پھر کچھ عرصہ بعد چالیس ہزار دینار صدقہ خیرات کیے۔

(4) ایک دفعہ مجاہدین اسلام کی سواری کے لئے پانچ سو اونٹ راہ خدا میں پیش کیے اور ایک دفعہ پانچ سو گھوڑے راہ خدا میں صدقہ وخیرات کیے۔

(5) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرام کو صدقہ خیرات کی ترغیب دی تو حضرت عبدالرحمٰن

بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار دینار جھولی میں بھر کر لائے اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈھیر کر دیئے اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار دینار درہم تھے ان میں سے چار ہزار اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ آیا ہوں اور چار ہزار خدمت اقدس میں حاضر کئے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعائے برکت سے نوازتے ہوئے فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَفِيْمَا اَمْسَكْتَ۔ جو تو نے راہ خدا میں صدقہ خیرات کیا ہے اور جو تو نے اپنے اہل وعیال کے لئے رکھا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب میں تجھے برکت عطا فرمائے۔

صدقہ خیرات کے لئے جو وصیت فرمائی:

(1) اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار گھوڑے صدقہ خیرات کئے جائیں۔

(2) پچاس ہزار دینار راہ خدا میں صدقہ خیرات کئے جائیں۔

(3) ازواج مطہرات امہات المومنین کے لئے اپنا ایک باغ وصیت فرمایا جو چار لاکھ میں فروخت ہوا۔

(4) وصیت فرمائی کہ وہ صحابہ کرام جنھوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی ان میں سے اب جو بھی بقید حیات ہوں انہیں ہر ایک کو چار سو اشرفیاں دی جائیں اس وقت ایک سو بدری صحابی موجود تھے جن کو چار چار سو اشرفیاں ملیں۔

وقت وصال جو ترکہ چھوڑا:

آپ کے ترکہ میں سونا ایک جگہ جمع تھا اسے وارثوں میں تقسیم کرنے کیلئے کلہاڑوں سے کاٹنا پڑا آپ کی چار بیویاں تھیں ہر ایک کو اسّی اسّی ہزار حصہ میں ملے شریعت مطاہرہ دین اسلام میں فوت ہوجانے والے شخص کی بیوہ کو چاہے ایک ہو یا زیادہ وراثت میں آٹھواں حصہ ملتا ہے آپ کی چار بیویاں تھیں جو بیوہ ہوئیں انہیں وراثت میں آٹھواں حصہ کے مطابق تین لاکھ بیس ہزار ملے اس طرح ان چاروں کو اسّی اسّی ہزار ملے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 206)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تمام دولت وثروت ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا ثمر تھا۔ سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 184 میں ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے راہ خدا میں اتنا صدقہ خیرات کیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں كَانَا خَزَنَتَيْنِ مِنْ خَزَائِنِ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يَنْفِقَانِ فِيْ طَاعَةِ اللهِ یہ دونوں زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے خزانوں میں سے دو خزانے ہیں جو اطاعت الٰہی میں خرچ

کرتے ہیں۔

عروۃ البارقی کو دعا کی برکت سے ہر سو نفع ہی نفع:

عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لَقِیَ جَلَبًا فَاَعْطَاہُ دِیْنَارًا فَقَالَ اِشْتَرِ لَنَا بِہٖ شَاۃً فَانْطَلَقَ فَاشْتَرٰی شَاتَیْنِ بِدِیْنَارٍ فَلَقِیَہٗ رَجُلٌ فَبَاعَہٗ شَاۃً بِدِیْنَارٍ ثُم اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِدِیْنَارٍ وَشَاۃٍ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ صَفْقَۃِ یَمِیْنِکَ قَالَ فَاِنْ کُنْتُ اَقُوْمُ مِنَ الْکُنَاسَۃِ فَمَا اَرْجِعُ اِلٰی اَھْلِیْ حَتّٰی اَرْبَحَ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا۔

حضرت عروۃ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے ایک اجتماع (بازار) میں ملے اور ایک دینار عطا فرمایا کہ اس سے ایک بکری خرید کرلے اس نے اس دینار سے دو بکریاں خرید کرلیں آگے اسے ایک شخص ملا اس نے ان میں سے ایک بکری ایک دینار میں فروخت کردی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک دینار اور بکری پیش کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا سے نوازا فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (اس دعا کی برکت سے) اب اگر میں (کوفہ کے بازار) کناسہ میں کھڑا ہو جاؤں تو چالیس ہزار درہم نفع کمائے بغیر واپس نہ لوٹوں۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص274، حجۃ اللہ علی العلمین ص574)

دوسری روایت:

عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَعْطَاہُ دِیْنَارًا لِّیَشْتَرِیَ لَہٗ شَاۃً اَضْحِیَۃً فَاشْتَرٰی بِہٖ شَاتَیْنِ فَبَاعَ اِحْدٰھُمَا بِدِیْنَارٍ وَاَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِشَاۃٍ وَدِیْنَارٍ فَدَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِالْبَرَکَۃِ فِیْ بَیْعِہٖ فَکَانَ لَوْ اشْتَرَی التُّرَابَ رَبِحَ فِیْہِ۔

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قربانی کی بکری خریدنے کے لئے ایک دینار دیا اس نے اس ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں ان میں سے ایک بکری کو ایک دینار

میں فروخت کر دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بکری اور دینار پیش کر دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خرو ید فروخت کی برکت کی دعا فرمائی (اس دعا کے بعد) اگر میں نے مٹی خرید کر لی تو اس سے بھی نفع حاصل ہوگیا۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 514، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 188، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 17 ص 158، حجۃ اللہ علی العلمین ص 584 سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 207، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص 286، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 288، دلائل النبوت ابونعیم ص 274)

دعا کی برکت سے خاوند بیوی میں نفرت محبت میں بدل گئی:

عَنْ جَابِرٍ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِسُوْقِ النَّبَطِ وَمَعَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فَاَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنِّیْ مَعَ زَوْجٍ لِّیْ فِی الْبَيْتِ مِثْلُ الْمِرْءَةِ وَاَنَا اِمْرَاَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَحَبُّ مَاتُحِبُّ الْمُسْلِمَةُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم عَلَیَّ بِهٖ فَجَآءَتْ بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَاتَقُوْلُ زَوْجَتُكَ هٰذِهٖ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَاجُفَّ رَأْسِیْ مِنَ الْغُسْلِ مِنْهَا بَعْدُ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) وَمَامَرَّةٌ وَّاحِدَةٌ فِی الشَّهْرِ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَتُبْغِضِيْهِ؟ قَالَتْ نَعَمْ وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَدْنِيَا اِلَیَّ رُؤُوْسَكُمَا فَوَضَعَا جَبْهَتَيْهِمَا عَلٰی وَجْهِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا وَحَبِّبْ اَحَدَهُمَا اِلٰی صَاحِبِهٖ ثُمَّ مَرَّ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بَعْدَ ذٰلِكَ بِاَيَّامٍ بِهِمَا وَكَانَ زَوْجُ الْمَرْءَةِ خَرَازًا فَاِذَاهِیْ تَحْمِلُ اَدَمًا عَلٰی رَقَبَتِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم يَاعُمَرُ اَلَيْسَتْ صَاحِبَتُنَا الَّتِیْ قَالَتْ فَسَمِعَتْ صَوْتَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَرَمَتْ بِالْاَدَمِ ثُمَّ قَبَّلَتْ رِجْلَ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ثُمَّ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم كَيْفَ اَنْتِ وَزَوْجُكِ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ مَافِی الدُّنْيَا وَلَدٌ وَلَا وَالِدٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) قَالَ عُمَرُ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کے ہمراہ (مدینہ منورہ کے) بازار نبط میں سے گذر رہے تھے کہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک بیوی کی طرح رہتی ہوں میں ایک مسلمان عورت ہوں اور میں وہی کچھ چاہتی ہوں جو ایک مسلمان عورت چاہتی ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اپنے خاوند کو میرے پاس لے آو وہ اسے لے آئی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا یہ تیری بیوی کیا کہتی ہے اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس عورت سے جماع کی وجہ سے غسل کا پانی ابھی تک میرے سر سے خشک نہیں ہوا اس عورت نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مہینے میں صرف ایک دفعہ نہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تو خاوند سے نفرت کرتی ہے؟ اس نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو شان نبوت سے سرفراز فرما کر مکرم بنایا ہے ایسے ہی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب کرو تو انہوں نے اپنی پیشانیاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کردیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا وَحَبِّبْ اَحَدُهُمَا اِلَى الْاٰخِرِ۔ اے اللہ! تبارک وتعالیٰ ان دونوں کے درمیان محبت پیدا فرما اور ان دونوں کو آپس میں ایک دوسرے کا متوالا کردے۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ دنوں کے بعد پھر ان کے پاس سے گذر ہوا اس عورت کا خاوند موچی کے پیشے سے تعلق رکھتا تھا۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہی عورت اپنی گردن پر چمڑا اٹھائے (اپنے خاوند کے پاس) آرہی ہے،حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! کیا یہ وہی عورت نہیں ہے جس نے چند دن پہلے ہمیں یہ کچھ کہا تھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز اس عورت کے کانوں میں پڑ گئی اس نے چمڑا وہیں پھینک دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدمبوسی کی۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تیرا اور تیرے خاوند کا کیا حال ہے اس نے کہا اللہ

تبارک وتعالیٰ کی قسم! جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی دنیا میں کوئی بھی بچہ یا باپ مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص273، حجۃ اللہ علی العلمین ص592، خصائص کبریٰ جلد نمبر2 ص291، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر10 ص210، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر6 ص196)

ثعلبہ بن حاطب کا دعا پر اصرار اور اس کا انجام:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ثعلبہ بن حاطب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے مال وثروت عطا فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَیْحَكَ قَلِیْلٌ تُطِیْقُ شُکْرَهٗ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرٍ لَاتُطِیْقُهٗ۔ تجھ پر ہلاکت ہوا ے ثعلبہ! قلیل مال جس کا تو شکرادا کر سکے اس کثیر مال سے بدر جہا بہتر ہے جس کا شکرادا کرنے سے تو قاصر رہے لیکن اس نے اصرار کیا کہ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے ضرور دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے کثیر دولت عطا فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا ثعلبہ! کیا تو میری طرح نہیں ہونا چاہتا کہ میں اگر چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ رواں ہوجاتے (مگر میں نے فقر کو اختیار کیا ہے) مگر ثعلبہ نے پھر بھی اصرار کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے دولت واولاد کی فراوانی عطا فرمائے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے کثرت سے مال عطا فرمایا تو میں اس مال سے ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ حضور نبی کریم رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔ رحمت مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعا فرمانا تھا کہ اس کے لئے رزق کے دروازے کھل گئے اس نے ایک بکری خریدی دعا کی برکت سے اس ایک سے بکریوں کا ریوڑ بن گیا ریوڑ اتنا بڑھا کہ مدینہ منورہ میں ان کے لئے جگہ تنگ ہوگئی اس نے اس مال کی خاطر مدینہ منورہ سے بسیرا باہر کھلی جگہ پر کرلیا اب اس کا معمول ہوگیا کہ وہ دن کی نمازیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کرتا مگر رات کو وہیں اپنے مال کے پاس ہی رہتا اس کا مال اور زیادہ بڑھ گیا تو وہ جگہ بھی تنگ پڑ گئی تو اسے مدینہ شریف سے دور جا کر مال کے ساتھ بسیرا

کرنا پڑا اب وہ نہ دن کی نمازیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کرتا نہ رات کی صرف جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے آتا۔

پھر مال میں اس سے بھی زیادہ کثرت ہوگئی تو اس کے ہاتھ سے جمعہ بھی گیا اب وہ جمعہ سمیت کسی بھی نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوتا بلکہ کسی جنازے میں بھی شرکت نہ کرتا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَيْحَكَ ثَعْلَبَةُ بِنْ حَاطِبِ ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہوگیا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے زکوٰۃ کا فرمان آ گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمان الٰہی کے تحت زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل بھیجے لہٰذا اس کی طرف بھی زکوٰۃ کے لئے دو عامل بھیجے جنہیں ساتھ گرامی نامہ بھی لکھ کر دیا اور اونٹوں اور بکریوں کا نصاب زکوٰۃ بھی لکھ کر ان کے حوالے کیا وہ دونوں ثعلبہ کے پاس گئے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا اس نے کہا مجھے کوئی دستاویز دکھاؤ جس سے مجھے معلوم ہو کہ واقعی یہ حکم ہے انہوں نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نامہ دکھایا اس نے حکم نامہ دیکھ کر کہا صدقہ نہیں یہ تو جزیہ معلوم ہوتا ہے اور میں جزیہ کیسے ادا کرسکتا ہوں اچھا چلو یوں کرو کہ تم دونوں ابھی جاؤ مجھے غور کرنے کا موقعہ دو تم سب سے فارغ ہو کر بعد میں میرے پاس آنا وہ فارغ ہو کر دوبارہ اس کے پاس گئے تو پھر بھی اس نے یہی کہا کہ یہ تو جزیہ ہے مجھے سوچنے کا موقع دو وہ اس سے یہ جواب لے کر واپس چلے گئے۔

وہ واپس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمادیا کہ ثعلبہ ہلاک ہوگیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس وقت یہ آیۃ مبارک نازل فرمائی وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ اور ان میں سے کچھ وہ ہیں۔ جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا تو ہم کھلے دِل سے راہ خدا میں صدقہ خیرات دیں گے اور ہم ضرور ضرور نیکوں لوگوں سے ہوجائیں گے اور جب اس نے انہیں عطا فرمادیا تو پھر وہ بخیلی کرنے لگے اور ساتھ ہی روگردانی بھی کرنے لگے اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں (پ ع) ثعلبہ کو جب ان آیات کا علم ہوا تو وہ اپنے حصہ کی زکوٰۃ لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مال لینے سے صاف انکار فرمادیا فرمایا إِنَّ اللّٰهَ مَنَعَنِيْ اَنْ اَقْبَلَ مِنْكَ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے تجھ سے صدقہ وصول کرنے سے منع فرمادیا ہے ثعلبہ رونے

لگ گیا اپنے سر پر خاک ڈالنے لگ گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا یہ تیرا اپنا ہی عمل ہے میں نے تجھے حکم دیا تھا لیکن تو نے میری اطاعت نہیں کی وہ مال لے کر واپس چلا گیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں زکوٰۃ کا مال لے کر دینے کے لئے آیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی لینے سے انکار فرما دیا کہ جس کا مال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وصول نہیں فرمایا میں کیسے وصول کر سکتا ہوں یہ مال لے کر واپس چلا گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں دینے کے لئے مال لایا مگر انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس سے زکوٰۃ کا مال لینے سے انکار کر دیا حتّٰی کہ ان کے دورِ خلافت میں یہ ہلاک ہو گیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 211، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 407، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 220، حجۃ اللہ علی العلمین ص 583، تفسیر روح البیان جلد نمبر 3 ص 469، روح المعانی جلد نمبر 6 ص 143، تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 2 ص 381)

حضرت ضمرہ گھمسان کی جنگ میں دشمن کی صفوں میں گھس جاتے مگر دعا کی برکت سے انہیں خراش تک بھی نہ آتی:

عَنْ ضَمْرَةَ بِنِ ثَعْلَبَةَ الْبَھْزِیُ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ لِیْ بِالشَّھَادَۃِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَۃَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَعَمَّرَ زَمَانًا مِنْ دَھْرِہٖ وَکَانَ یَحْمِلُ عَلَی الْقَوْمِ حَتّٰی یُخْرِقَ الصَّفَّ ثُمَّ یَعُوْدُ۔

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ البھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! میں مشرکین کی تلواروں پر ابن ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں اس دعا مبارک کے بعد حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بھر مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرتے رہے۔ (گھمسان کی جنگ میں) ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل جاتے پھر پلٹ کر واپس آ جاتے (مگر انہیں خراش تک نہ آتی)۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص 584، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 204، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 284)

دعا کی برکت سے حضرت نابغہ کے دانت سو سال سے زائد عمر میں بھی صحیح وسلامت رہے:

حضرت یعلیٰ بن اشدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نابغہ بن جعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شعر سنایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شعر بڑا پسند آیا۔

بَلَغْنَا السَّمَآءَ مَجْدَنَا وَثَرَآءَ نَا۔ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا فَوْقَ ذٰلِكَ مَظْهَرًا

ہم نے اپنی عظمت اور بھلائی آسمان تک پہنچا دی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس سے بھی اوپر ہماری عظمت کا مظہر ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ مظہر آسمانوں سے اوپر کہاں ہوگا؟ میں نے عرض کیا جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں کیوں نہیں انشاء اللہ تعالیٰ پھر میں نے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اشعار سنائے۔

وَلَا خَيْرَ فِيْ حِلْمٍ اِذَا لَمْ تَكُنْ لَّهٗ ۔ بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَةً اَنْ يُّكَدِرَا

اور بردباری میں کوئی خوبی نہیں جب اس سے پہلے وہ امور نہ ہوں جو آئینہ حلم کو داغدار ہونے سے پہلے بچاتے ہیں۔

وَلَا خَيْرُ فِيْ جَهْلٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ ۔ حَلِيْمٌ اِذَا مَاأَوْرَ دَالْاَمْرَ اَصْدَرَا

اور لاعلمی میں کوئی خوبی نہیں جو وہ ایسے بردبار شخص میں نہ ہو کہ جب وہ کسی مصیبت کو ذہن میں لائے تو اسے فوراً نکال دے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے خوب اشعار کہے اللہ تبارک وتعالیٰ تیرا چہرہ سلامت رکھے حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو سال سے زائد عمر میں دیکھا اس وقت تک ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا ان کے دانت تمام لوگوں کے دانتوں سے حسین ترین تھے انہوں نے ایک سو اسی یا دو سو تیس سال عمر پائی۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص273، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص282، حجۃ اللہ علی العلمین ص587، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص199، مسند ابن ابی اسامہ جلد نمبر 2 ص844، معجم الصحابہ لابن قانع جلد نمبر 2 ص354، طبقات المحدثین الانصاری جلد نمبر 1 ص274، الجرح والتعدیل جلد نمبر 9 ص303، ضیاء النبی جلد نمبر 5 ص793)

سائل کے لئے زبان اقدس سے کبھی نہ نکلی:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَاسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ لَا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ حضور نے فرمایا ہو نہیں۔ (بخاری شریف جلد نمبر 2 ص892، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص261، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص259، مشکوٰۃ شریف ص519، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص99)

مجدد ملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں نے ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شاہ بطحہ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

زبان اقدس سے دعا نکلی غروب ہوا سورج واپس پلٹ آیا:

عَنْ اَسْمَآءَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم صَلَّی الظُّهْرَ بِالصَّحْبَاءِ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلِيًّا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فِي حَاجَةٍ فَرَفَعَ وَقَدْ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم الْعَصْرِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم رَأْسَهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ فَنَامَ فَلَمْ يُحَرِّكُهُ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ فَسَأَلَهٗ أَصَلَّيْتَ؟ قَالَ لَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا اِحْتَبَسَ بِنَفْسِهٖ عَلٰى نَبِيِّهٖ فَرُدِّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ كَيْ يُصَلِّيَ قَالَتْ اَسْمَآءُ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتّٰى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَالْاَرْضِ وَقَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ غَابَتِ الشَّمْسُ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صہباء کے مقام پر نماز ظہر ادا فرمائی پھر سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کسی کام کے لئے بھیجا حضرت حیدر کرار جب واپس آئے تو نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حیدر کرار کی گود میں سر مبارک رکھا اور سو گئے سورج غروب ہو گیا سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جگانے کی جسارت نہ کی غروب آفتاب کے بعد محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے نماز عصر ادا کرلی ہے؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی نہیں پڑھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اے اللہ! تیرے بندے علی نے اپنے آپ کو تیرے نبی کی خدمت میں محبوس کردیا اب سورج کو واپس لوٹا دے تاکہ یہ نماز عصر ادا کرلے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اس دعا کے بعد سورج طلوع ہوا اس کی دھوپ پہاڑوں کی چوٹیوں اور زمین پر ظاہر ہوگئی حضرت حیدر کرار اٹھے وضو فرمایا اور نماز عصر ادا فرمائی پھر سورج غروب ہوگیا یہ واقعہ صہباء کے مقام پر پیش آیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص434، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 6 ص123، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص76، حجۃ اللہ علی العلمین ص396، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص349، الشفاء قاضی عیاض حصہ اوّل ص258)

کفار مکہ کا بارش کی دعا کے لئے مدینہ منورہ خدمت اقدس میں وفد بھیجنا رحمۃ العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعا فرمانا:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ لَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مِنَ النَّاسِ اِدْبَارًا قَالَ اَللّٰھُمَّ سَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَخَذَتْھُمْ سَنَۃٌ حَتّٰی اَکَلُوا الْمَیْتَۃَ وَالْجُلُوْدَ وَالْعِظَامَ فَجَآءَہٗ اَبُوْسُفْیَانَ وَنَاسٌ مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ فَقَالُوْا یَامُحَمَّدُ اِنَّکَ تَزْعَمُ اَنَّکَ بُعِثْتَ رَحْمَۃً وَاِنَّ قَوْمَکَ قَدْ ھَلَکُوْا فَادْعُ اللّٰہَ لَھُمْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَسُقُوا الْغَیْثَ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ سَبْعًا فَشَکَا النَّاسُ کَثْرَۃَ الْمَطَرِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَانْحَدَرَتِ السَّحَابَۃُ عَنْ رَّاْسِہٖ فَسُقِیَ النَّاسُ حَوْلَھُمْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب لوگوں (اہل مکہ) کی اسلام سے روگردانی دیکھی تو بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائی اے اللہ! تبارک وتعالیٰ ان پر اس قدر سخت قحط نازل فرما جس قدر تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل فرمایا تھا پھر قریش مکہ پر اس قدر قحط نازل ہوا کہ وہ مردار، چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہوگئے۔ ابوسفیان اور قریش مکہ کے دوسرے لوگ (مدینہ منورہ میں)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے جبکہ آپ کی قوم (قحط سالی کی وجہ سے) ہلاک ہو رہی ہے آپ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا رحمت فرما دی باران رحمت اُمڈ کر آیا مسلسل سات دن تک بارش ہوتی رہی جب لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اے اللہ! تبارک وتعالیٰ ہم پر بارش نہ برسانا ہمارے گردونواح میں برسا اس دعا کے فوراً بعد ان کے سر سے بادل ہٹ گیا گردونواح میں بارش برستی رہی ان پر آسمان صاف ہو گیا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص139، حجۃ اللہ علی العلمین ص595، دلائل النبوت ابونعیم ص266، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص236، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 3 ص352، مسند ابویعلیٰ جلد نمبر 9 ص78)

دوسری روایت:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَبُوْسُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَسْتَغِیْثُ مِنَ الْجُوْعِ لِاَنَّھُمْ لَمْ یَجِدُوْا شَیْئًا حَتّٰی اَکَلُوْا الْعِلْھِزَّ بِالدَّمِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَقَدْ اَخَذْنَا ھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ) (سورۃ المؤمنون آیۃ نمبر 76) قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی فَرَّجَ عَنْھُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب (مدینہ منورہ میں) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا بھوک کے خاتمے کے لئے فریاد کی کیونکہ خوراک کے لئے ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی وہ گندگی کھانے پر مجبور ہو گئے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیۃ مبارکہ نازل فرمائی وَلَقَدْ اَخَذْنَا ھُمْ الخ۔ اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب سے پھر بھی وہ اپنے رب کی بارگاہ میں نہ جھکے اور نہ ہی وہ عاجزی وزاری سے توبہ کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے اس عذاب کو رفع فرما دیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص595، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص238، مستدرک جلد نمبر 2 ص428، صحیح ابن

حبان جلد نمبر 3 ص 247، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 11 ص 370، مجمع الزوائد جلد نمبر 7 ص 73)

اللہ کرے معاویہ کا پیٹ نہ بھرے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی الله تعالیٰ عنهما قَالَ کُنْتُ اَلْعَبُ مَعَ الصِّبْیَانِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فَتَوَارَیْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَآءَ فَحَطَانِیْ حَطَاطًا وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَیَأْکُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِیْ اِذْهَبْ فَادْعُ لِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ فَجِئْتُ هُوَیَأْکُلُ فَقَالَ لَااَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آ کر میرے شانوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا جا میرے لئے معاویہ کو بلا کر لے آ میں نے واپس آ کر عرض کیا وہ کھانا کھا رہے ہیں آپ نے پھر مجھ سے فرمایا جا معاویہ کو بلا کر لے آ میں نے پھر واپس آ کر عرض کیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کرے معاویہ کا پیٹ نہ بھرے۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 333، حجۃ اللہ علی العلمین ص 577، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 293، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 215)

سیدنا حضرت حیدر کرار کے لئے دعا:

عَنْ عَلِیٍّ کرم الله وجهه قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اِلَی الْیَمَنِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم تُبْعَثُنِیْ وَاَنَاشَابٌّ اَقْضِیْ بَیْنَهُمْ وَلَا اَدْرِیْ مَالْقَضَاءُ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ مَاشَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ۔

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے یمن کا قاضی (جج) بنا کر بھیج رہے ہیں جب کہ میں جوان ہوں فیصلے کرنے نہیں جانتا (مجھے معلوم ہی نہیں کہ فیصلے کیسے کئے جاتے ہیں) حضور نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس مارا اور دعا فرمائی اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے دل کو (فیصلے کرنے کی) ہدایت نصیب فرما اور اس کی زبان کو استقامت عطا فرما حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم ہے! جو دانے کو پھاڑتا ہے میں نے اس دعا کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی تردد محسوس نہیں کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 7 ص 495، حجۃ اللہ علی العلمین ص 574)

سیدۃ النساء سیدۃ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے دعا:

عَنْ عِمْرَانِ بْنِ حَصِیْنٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِذْاَقْبَلَتْ فَاطِمَۃُ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وَقَفَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَنَظَرَ اِلَیْھَا وَقَدْ ذَھَبَ الدَّمُ مِنْ وَّجْھِھَا وَغَلَبَتِ الصُّفْرَۃُ عَلٰی وَجْھِھَا مِنْ شِدَّۃِ الْجُوْعِ فَنَظَرَ اِلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ اُدْنِیْ یَافَاطِمَۃُ ثُمَّ اُدْنِیْ یَا فَاطِمَۃُ فَدَنَتْ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَرَفَعَ یَدَہٗ فَوَضَعَھَا عَلٰی صَدْرِھَا فِیْ مَوْضَعِ الْقَلَادَۃِ وَفَرَّجَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ ثُمَّ قَالَ مُشْبِعَ الْجَاعَۃِ وَرَافِعَ الْوَضِیْعَۃِ اِرْفَعْ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ قَالَ عِمْرَانُ فَنَظَرْتُ اِلَیْھَا وَقَدْذَھَبَتِ الصُّفْرَۃُ مِنْ وَّجْھِھَا وَغَلَبَ الدَّمُ کَمَا کَانَتِ الصُّفْرَۃُ غَلَبَتْ عَلَی الدَّمِ قَالَ عِمْرَانُ فَلَقِیْتُھَا بَعْدُ فَسَأَلْتُھَا فَقَالَتْ مَاجِعْتُ بَعْدَذٰلِکَ یَاعِمْرَانُ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر سیدۃ النساء سیدۃ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے لخت جگر کا چہرہ مبارک مرجھایا ہوا ہے چہرہ مبارک پر خون کی سرخی کی بجائے زردی نے ڈیرہ لگایا ہوا ہے (بھوک کے باعث چہرہ مبارک پر نقاہت کے آثار نمایاں ہیں) تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا فاطمہ! میرے قریب ہو جا اور زیادہ قریب ہو جا سیدۃ النساء ارشاد مطابق قریب ہو گئیں اور بالکل قریب سامنے کھڑی ہو گئیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صاحبزادی صاحبہ کے سینے پر اس جگہ دست اقدس رکھا جہاں گلے کا ہار لٹکتا رہتا ہے اور انگلیاں پھیلا دیں پھر بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! بھوکوں کے سیر

کرنے والے گرے ہوؤں کو اٹھانے والے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ کو بھوکا نہ رکھ۔

عمران کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر زردی کی جگہ خون جھلک رہا تھا اس کے بعد میں ان سے ملا تو انہوں نے بتایا کہ اس دعا کے بعد مجھے کبھی بھوک نہ لگی (یہ واقعہ پردے کے احکام سے پہلے کا ہے۔)

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 92، دلائل النبوت ابونعیم ص 275، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص 286، الاوسط لطبرانی جلد نمبر 4 ص 210، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص 203)

دعا کی برکت سے صحابہ کرام کو سردی محسوس نہ ہوئی:

عَنْ بِلَالٍ قَالَ اَذَّنْتُ فِیْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَلَمْ یَرَ فِی الْمَسْجِدِ اَحَدًا فَقَالَ اَیْنَ النَّاسُ یَابِلَالُ؟ قُلْتُ مَنَعَهُمُ الْبَرْدُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنْهُمُ الْبَرْدَ فَرَأَیْتُهُمْ یَتَرَوَّحُوْنَ۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سرد رات کو صبح کی اذان کہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نماز کے لئے) تشریف لائے دیکھا کہ مسجد میں کوئی بھی نہیں ہے فرمایا بلال نمازی کہاں گئے؟ میں نے عرض کی انہیں سردی نے روک رکھا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اے اللہ! ان سے سردی کو رفع فرما دے پھر میں نے انہیں دیکھا کہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلے آ رہے ہیں (کہ ان پر سردی کا کوئی اثر ہی نہیں ہے) (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 192، دلائل النبوت ابونعیم ص 276، مسند بزاز جلد نمبر 4 ص 195، مسند شاشی جلد نمبر 2 ص 352، الکامل ابن عدی جلد نمبر 1 ص 346، مجمع الزوائد جلد نمبر 1 ص 318، سیرت حلبیہ جلد نمبر 3 ص 395، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 214،

دعا کی برکت سے حضرت ابوقرصافہ کی بکریاں توانا اور شیر دار ہوگئیں)

حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کا سبب بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں یتیم لڑکا تھا والدہ اور خالہ کی زیر کفالت تھا تاہم میرا زیادہ میلان خالہ کی طرف تھا۔ میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھے کہا کرتی تھی میرے بیٹے تو نے اس شخص (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بالکل نہیں پھٹکنا اگر تو اس کے پاس گیا تو وہ تجھے گمراہ کر کے رکھ دے گا اور تجھے اپنے باپ دادا کے دین سے برگشتہ کر دے گا خالہ کی اس نصیحت نے

مجھے متذبذب کردیا کہ آخر وہ کون سی بات ہے جس سے میری خالہ مجھے اتنا دور رکھنے کی سرتوڑ کوشش کررہی ہے آخر میں معلوم تو کروں چنانچہ میں بکریاں لے کر گھر سے نکلتا بکریاں چراگاہ میں لے جا کر چھوڑ دیتا اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آجاتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھتا آپ کی گفتگو سے مستفیض ہوتا اور رات کو کمزور اور خشک دودھ سے تھنوں والی بکریاں لے کر واپس گھر چلا جاتا۔

ایک دن میری خالہ نے مجھ سے کہا کیا بات ہے تیری بکریاں دن بدن خشک کیوں ہوتی جارہی ہیں؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا اگلے دن میں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات پہلے جیسے ہی تھے البتہ اس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو ہجرت کے متعلق حکم فرمارہے تھے اور اسلام کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا بھی فرمارہے تھے کیونکہ جب تک جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہ ہوگی پھر میں اپنی بکریاں لے کر شام کو واپس اپنے گھر آ گیا اس سے اگلے دن میں بکریاں پھر چراگاہ میں چھوڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مشرف با اسلام ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی اور ساتھ ہی بکریوں کے لاغر ہونے سے متعلق عرض کی اور اس معاملہ میں خالہ کی باز پرس بھی گوش گذار کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بکریاں میرے پاس لے آ میں بکریاں لے کر حاضر ہوگیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان بکریوں کے اوپر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے تھنوں پر بھی ساتھ برکت کے دعا بھی فرمائی دست اقدس پھرنے اور دعا کی برکت سے بکریاں فربہ بھی ہوگئیں اور ان کے تھن دودھ سے بھی بھر گئے۔

میں وہ بکریاں جب گھر لے کر گیا تو میری خالہ انہیں دیکھ کر خوشی وحیرت واستعجاب میں ڈوب گئی۔ مسرت وشادمانی سے مجھے کہا بیٹا! آج کون سی ایسی چراگاہ میں انہیں لے کر گئے ہو آج تو ان کا رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے میں نے کہا خالہ جان! میں آج تیرے سامنے حقیقت کا پردہ چاک کرتا ہوں اور تجھے اصل حقیقت سے روشناس کرتا ہوں پھر میں نے اپنی امی جان اور خالہ کو واضح طور پر بتا دیا کہ میں کئی دن سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کی شرف یابی حاصل کرتا رہا ہوں اور اس حاضری کی برکت سے شرف ایمان سے بہرہ ور ہوگیا ہوں اور میرے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان بکریوں کی پیٹھوں اور تھنوں پر اپنا دست اقدس پھیرا ہے ان بکریوں میں خیرو

برکت کا یہ انقلاب جو آپ دیکھ رہی ہیں اسی دست اقدس کی برکت کا کرشمہ ہے ورنہ چراگاہ تو وہی تھی جہاں روزانہ چرا کرتی تھیں۔ میری والدہ اور خالہ نے کہا بیٹا! ہمیں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے چل تاکہ ہم بھی ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں چنانچہ میں اپنی امی جان اور خالہ کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص270)

عمرو بن اخطب کے لئے حسن کی دعا:

عَنْ عَمْرِوْبْنِ اَخْطَبٍ قَالَ اِسْتَسْقٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَاَتَیْتُہٗ بِجُمْجُمَۃٍ وَفِیْھَا مَاءٌ وَفِیْھَا شَعْرَۃٌ فَرَفَعْتُھَا فَنَا وَلْتُہٗ فَنَظَرَ اِلَیَّ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ قَالَ فَرَاَیْتُہٗ ھُوَ اِبْنُ ثَلَاثٍ وَّتِسْعِیْنَ سَنَۃً وَمَا فِیْ رَأْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ شَعْرَۃٌ بَیْضَاءَ۔

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پانی طلب فرمایا میں لکڑی کا ایک پیالہ لے کر حاضر ہوا جس میں پانی بھی تھا اور اس میں چند بال بھی تھے میں نے وہ بال نکال دیئے اور پانی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف نظر شفقت فرمائی اور بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ اے اللہ! تبارک وتعالیٰ اسے حسن و جمال عطا فرما حدیث مبارکہ کے راوی حضرت ابونہیک ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عمرو بن اخطب کو دیکھا جب کہ وہ ترانوے سال کی عمر میں تھے کہ ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا (دعا کی برکت سے ترانوے سال کی عمر میں بھی جوانی والا حسن برقرار تھا)

(دلائل النبوت ابونعیم ص272، مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص295، ترمذی شریف حصہ دوم ص203، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص180، صحیح ابن حبان جلد نمبر 6 ص132، المختارہ للضیاء جلد نمبر 4 ص198، الکبیر لطبرانی جلد نمبر 17 ص28، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص378)

نماز میں بال سنوارنے والے کے لئے بددعا:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رَجُلًا سَاجِدًا وَھُوَ یَقُوْلُ لِشَعْرِہٖ ھٰکَذَا یَکُفُّہٗ عَنِ التُّرَابِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ قَبِّحْ شَعْرَہٗ قَالَ فَسَقَطَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سجدے

میں دیکھا جو اپنے بالوں کو ہاتھوں سے زمین سے اٹھائے ہوئے تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ قَبِّحْ شَعْرَہٗ اے اللہ! تبارک وتعالیٰ اس کے بال بدنما کردے چنانچہ اسکے سر سے بال گر گئے (گنجا ہوگیا)۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص268، خصائص کبریٰ جلد نمبر2 ص293، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 215)

بنوسلامان کے لئے بارش کی دعا فرمائی تو اسی وقت جل تھل ہوگیا:

حضرت واقدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ بنوسلامان کا وفد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں شوال 10ء میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا آج کل تمہارا علاقہ کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کی ہمارا علاقہ ان دنوں سخت قحط سالی کی زد میں ہے آپ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے علاقہ میں بارانِ رحمت نازل فرمائے تاکہ ہم اپنے وطن میں ہی مقیم رہیں خشک سالی کے باعث ہمیں کہیں اور جگہ نہ جانا پڑ جائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان پر بارانِ رحمت نازل فرما! انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا کے ساتھ اپنے دست اقدس بھی بارگاہ الٰہی میں بلند فرمائیں کہ اس سے ہمیں کثرت خیر وبرکت کی پرزور امید ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی گفتگو سن کر مسکرا پڑے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے حتّٰی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نمودار ہوگئی۔

وہ لوگ کہتے ہیں پھر ہم یہاں تین دن تک ٹھہرے رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کا لطف اٹھاتے رہے پھر ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے ہمیں وداع فرمایا اور عطیات سے نوازا چنانچہ ہم میں سے ہر ایک کو پانچ اوقیہ غلہ (ازجنس گندم یا کھجور) دیا گیا ہم نے عرض کیا یہ کتنا پاکیزہ عطیہ ہے پھر ہم اپنے وطن پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں اسی وقت بارش ہوئی تھی جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص 268، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 293، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص215، سیرت نبویہ زینی دحلان جلد نمبر 3 ص46 خاتم النبین جلد نمبر 2 ص50-11)

زبان اقدس سے نکلا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی پھر وہی ہوا:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلاً كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَارْتَدَّعَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ الْاَرْضَ لَاتُقْبِلُهُ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهُ اَتَى الْاَرْضَ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَاشَانُ هٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کاتب وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین سے مل گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے متعلق فرمایا اسے زمین قبول نہیں کرے گی مجھے ابوطلحہ نے خبر دی کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ فوت ہوا تھا ہم نے اسے زمین سے باہر پھینکا ہوا پایا تو ہم نے لوگوں سے پوچھا اس میت کا کیا حال ہے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ زمین میں دفن کیا مگر اسے زمین نے قبول نہیں کیا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 511، مشکوٰۃ شریف ص 535)

وہ بددعا کے لائق کیوں ہوا:

وہ شخص پہلے نصرانی تھا مسلمان ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا تو کاتب وحی بن گیا مگر پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جاملا وہ مشرکین کو کہتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوتی تھی بلکہ میں جو بتاتا تھا اسے ہی وحی کر کے لکھ لیا جاتا تھا۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی پھر ویسے ہی ہوا اس سے معلوم ہوا کہ زمین بھی ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے تابع ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا زمین نے اس کے ساتھ ویسے ہی سلوک کیا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر 11 ص 188)

محلم بن جثامہ کو بھی قبر نے قبول نہ کیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محلم بن جثامہ کو مجاہدین کے ایک دستے کے ساتھ بھیجا اس دستے کے امیر حضرت عامر بن الاضبط تھے جب یہ دستہ وادی کے دامن میں پہنچا تو محلم نے مجاہدین کے امیر حضرت عامر کو دھوکے سے شہید کر دیا اور فرار ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق بددعا فرمائی کہ اسے زمین قبول نہیں

کرے گی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس بددعا کے سات دن بعد وہ مرگیا لوگوں نے قبر کھود کر جب اسے زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا لوگوں نے اسے کئی بار دفنایا مگر ہر دفعہ زمین اسے باہر پھینک دیتی آخر لوگوں نے تنگ آ کر ایک الگ کھائی میں اسے پھینک کر اوپر پتھر جوڑ دیئے جب اس کی یہ حالت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ذکر کی گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے بھی زیادہ بدکردار لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اسے تمہارے لئے عبرت بنانا چاہتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص599، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص222، سیرۃ نبویہ ابن کثیر ص394، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص454)

زبان اقدس سے کہا اللہ! تو دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوہ غطفان میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے کہ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ یُقَالُ لَہٗ غَوْرَثُ بن الحَارِثِ حَتّٰی قَامَ عَلٰی رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بِاالسَّیْفِ فَقَالَ مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ؟ قَالَ اللّٰہ! قَالَ فَسَقَطَ السَّیْفُ مِنْ یَّدِہٖ قَالَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ قَالَ کُنْ خَیْرُ آخِذٍ قَالَ تَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟ قَالَ لَاوَلٰکِنْ اُعَاھِدُکَ عَلٰی اَنْ لَّآ اُقَاتِلُکَ وَلَا اَکُوْنُ مَعَ قَوْمٍ یُقَاتِلُوْنَکَ فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ فَاَتٰی اَصْحَابَہٗ وَقَالَ جِئْتُکُمْ مِنْ عِنْدِ خَیْرِ النَّاسِ۔ ان میں سے غورث بن حارث نام والا شخص آیا (بعض روایات میں ہے کہ ایک اعرابی آیا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہا اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ! یہ سنتے ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ تلوار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑ لی اور اسے فرمایا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا آپ تلوار پکڑنے والے بہت اچھے اور افضل ہیں اچھے پکڑنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بغیر کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں؟ (کیا تو ایمان سے مشرف ہوتا ہے) اس نے کہا نہیں ہاں البتہ میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ نہ تو میں آپ سے جنگ کروں گا اور نہ آپ سے جنگ کرنے والی قوم کا ساتھ دوں گا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جانے دیا وہ اپنے ساتھیوں کے پاس

پہنچا تو اس نے انہیں کہا میں اس شخص کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں جو سب لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص 294، صحیح ابن حبان جلد نمبر 7 ص 138، مستدرک جلد نمبر 3 ص 251، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 479، مسند ابویعلیٰ جلد نمبر 3 ص 312، مدارج النبوت جلد نمبر 2 ص 265، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 369)

دوسری روایت:

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاةِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهٗ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا قَالَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْمَوَادِيْ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ رَجُلًا اَتَانِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِيْ فَلَمْ اَشْعُرْ اِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ لِيْ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُ قَالَ فَشَامَ السَّيْفُ فَهَا هُوَذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک جنگ میں گئے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ایسی وادی میں دیکھا جس میں کانٹے دار درخت بہت تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے اترے اور اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ پر اپنی تلوار لٹکا دی اور لوگ وادی کے دوسرے درختوں کے نیچے سائے کی طلب میں بکھر گئے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص میرے پاس آیا در آں حالیکہ میں سویا ہوا تھا اس نے میری تلوار پکڑ لی میں اچانک بیدار ہوا تو وہ میرے سر پر کھڑا ہوا تھا مجھے صرف اس وقت احساس ہوا جب اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اس نے مجھے کہا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! اس نے پھر دوبارہ مجھے کہا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد اس نے تلوار نیام میں کر لی اور وہ شخص یہ بیٹھا ہوا ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کچھ

تعرض نہیں کیا۔ (مسلم شریف جلد نمبر 2 ص255، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 4 ص270، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص294، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص176)

تیسری روایت:

حضرت سنان بن ابی سنان دولی اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ اَنَّهٗ غَزَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاةِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِاالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اِنِّي هٰذَا اِخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ وَرَوٰى مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فَشَامَ السَّيْفُ فَهَا هُوَذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں نجد کی طرف جہاد کیا جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے لوٹے تو ہم بھی ساتھ ہی لوٹے قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوگیا جس میں کانٹے دار درخت بہت تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں اتر پڑے صحابہ کرام منتشر ہوکر درختوں کے سائے میں چلے گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور اس میں اپنی تلوار کو لٹکا دیا ابھی ہم سوئے ہی تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں آواز دینے لگے ہم نے دیکھا کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ اس اعرابی نے میری تلوار (اتار کر) نیام سے باہر کرلی۔ میں اچانک بیدا ہوگیا یہ مجھ پر تلوار سونت کر کھڑا تھا اس نے مجھے کہا اب مجھ سے تجھے کون بچائے گا؟ اب مجھ سے تجھے کون بچائے گا؟ (دو دفعہ کہا) میں نے تین دفعہ کہا اللہ اللہ اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کچھ نہ کہا اور وہ اعرابی آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ موسیٰ بن اسماعیل نے ابراھیم بن سعد سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی وہ یہ بیٹھا ہوا ہے اسے سزا نہیں دی۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 408، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 255، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص 292، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 5 ص 176، البدایہ والنھایہ جلد نمبر 4 ص 270، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 370، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 404)

زبان اقدس سے نکلا کہ قافلہ بدھ کو پہنچے گا سورج اسے سچ ثابت کرنے کا پابند ہو گیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف سے واپسی پر جب کفار مکہ کو اس کا ذکر کیا تو انہوں نے پہلے تو صریحاً اسے ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ بات عقل سے ہی ماوراء ہے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام اس پر بھی سر تسلیم خم کر چکے ہیں تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے طرح طرح کے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے مقصد صرف جھٹلانا تھا وہ محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس سے بے بہرہ تھے انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ جن کی خاطر ساری کائنات معرض وجود میں آئی ہے انہیں کون جھٹلا سکتا ہے اور ان کی تنقیص شان اس قادر مطلق کو کب گوارا ہے پہلے تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ یہ بتائیں مسجد اقصیٰ کے دروازے کتنے ہیں اور کس کس سمت میں ہیں اس کی کھڑکیوں کی تعداد کیا ہے ان کا محل وقوع کیا ہے محراب کہاں ہے اور اس کی وضع قطع کیسی ہے ان کی سوچ تھی کہ لاعلمی ظاہر ہونے پر ہم ان پر جھوٹ بولنے کا طوفان برپا کر دیں گے مگر اس قادر قیوم نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے بیت المقدس کو لا کھڑا کیا کہ یہ کفار مکہ جو پوچھتے جائیں آپ دیکھ کر وہ بتلاتے جائیں چنانچہ ایسے ہی ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سب کچھ صحیح بتا دیا۔

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ یہ بات تو نہ بنی ان کے عالی شان منصوبے پر پانی پھر گیا تو انہوں نے لاجواب ہو کر پینترا بدلا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے جس راستہ پر آپ نے یہ سفر کیا ہے۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ وہ جانتے تھے کہ دو ماہ کا سفر انہوں نے رات کے تھوڑے سے حصہ میں کیا ہے کہ رات سونے کے وقت تک بھی ادھر ہمارے پاس تھے اور صبح بھی ہمارے پاس تو اتنا طویل سفر رات کے تھوڑے سے حصہ میں کس تیز رفتاری سے کیا ہو گا اور وہ بھی اندھیری رات میں کہ چاند کی ستائیسویں رات تھی تو ایسی صورت میں انہیں قافلوں کا کیا پتہ ہو گا لہٰذا یہ لاعلمی ظاہر کریں گے اور ہم خوشی سے تالیاں بجائیں گے ناچیں گے کہ دیکھو جھوٹ ظاہر ہو گیا۔

مگر ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سب کچھ بتا کر ان کے اس سارے منصوبے پر بھی پانی پھیر دیا ارشاد فرمایا جب میں فلاں وادی سے گذرا تو فلاں قبیلہ کا قافلہ وہاں سے گذر رہا تھا میرے براق کی آہٹ پا کر انکی سواری کے جانور گھبرا گئے اور ان کا ایک اونٹ مہار تڑا کر بھاگ گیا میں نے ان کو آواز دے کر بتایا کہ ان کا اونٹ وہاں کھڑا ہے یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب میں بیت المقدس کی طرف جا رہا تھا جب میں وہاں سے واپس لوٹا تو بنی فلاں کے قافلہ کے پاس سے گذر ہوا وہ سب محو خواب تھے ان کے ایک برتن میں پانی تھا جس پر ڈھکنا تھا میں نے وہ ڈھکنا اٹھایا اور اس سے پانی پیا اور پھر ڈھکنا رکھ دیا۔

فرمایا پھر میرا ایک اور قافلے کے پاس سے گذر ہوا براق کی آہٹ سے ان کے اونٹ بھی بدک گئے ایک سرخ رنگ کا اونٹ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس پر جو بوریاں لدی تھیں ان پر سفید نشانات لگے تھے۔ بنی فلاں کا قافلہ مجھے فلاں جگہ پر ملا ان میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں لدی تھیں ایک کا رنگ سیاہ دوسری کا رنگ سفید تھا۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کے جانور بھی بدک گئے اور ایک اونٹ گر پڑا ان کا بھی ایک اونٹ گم ہوگیا میں نے انہیں بتایا کہ تمہارا اونٹ فلاں جگہ ہے میں نے انہیں سلام دیا انہوں نے میری آواز پہچان لی کہنے لگے کہ یہ آواز محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ اتنا کچھ پوچھنے اور ان کے شافی جواب پر مطمئن ہو جاتے اور اسلام کے دامن سے وابستہ ہو جاتے مگر انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک اور سوال کر دیا کہنے لگے۔ فَمَتٰی یَجِیْءُ ہمارا فلاں قافلہ کب یہاں پہنچے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ نہ فرمایا کہ مجھے کیا معلوم کہ انہوں نے کب آنا ہے یہ تو قافلے والوں کے چلنے اور راستے میں ٹھہرنے پر منحصر ہے کہ وہ راستے میں کتنا اور کس رفتار سے چلتے ہیں اور کتنا ٹھہرتے ہیں قربان جائیں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں پر جو سب بے مثل و بے مثال ہیں بغیر تردد تشکک کے ارشاد فرمایا۔

یَوْمُ الْاَرْبَعَا یعنی بدھ کے دن تک وہ قافلہ یہاں پہنچ جائے گا۔

قریش مکہ اس قافلے کی آمد کا شدت سے انتظار کرنے لگ گئے ان پر انتظار کی ایک ایک گھڑی کٹھن گذر رہی تھی وہ چاہتے تھے کہ بدھ کا سورج غروب ہو جائے اور وہ قافلہ نہ پہنچے تا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کر سکیں آخر خدا کر کے بدھ کا دن آ گیا سارے قریش مکہ گھروں سے نکل کر اس قافلے کی آمد کیلئے منتظر بیٹھ گئے دن کافی گذر گیا کہ قافلہ نہ پہنچا کفار کے دل بلیوں اچھل رہے تھے انہیں امید لگ رہی تھی کہ یہ سنہری موقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی تکذیب کرنے کا ہاتھ لگا ہے لیکن اس مالک کائنات کو یہ کب گوارا تھا کہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب ہو فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ اَشْرَفَتْ قُرَيْشٌ يَنْظُرُوْنَ وَقَدْوَلَّى النَّهَارَ وَلَمْ يَجِيْءُ فَدَعَا النَّبِيُّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم فَزِيْدَ لَهُ فِي النَّهَارِ سَاعَةٌ وَحَبَسَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ۔ جب بدھ کا دن آ گیا قریش پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے دیکھتے تھے کہ قافلہ کب آتا ہے دن غروب ہونے کو تھا جب کہ قافلہ ابھی آیا نہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی تو آپ کے لئے دن کا وقت بڑھا دیا گیا سورج کو قافلے کے آنے تک غروب ہونے سے روک لیا گیا لہٰذا جو آدمی مغرب کی طرف منہ کر کے سورج کے غروب ہونے کا انتظار کر رہا تھا اس نے بلند آواز سے اعلان کیا قَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ کہ لو سورج غروب ہو گیا اسی وقت دوسرے شخص نے بلند آواز سے اعلان کیا قَدْقَدِمَتِ الْعِيْرُ وہ دیکھو قافلہ بھی آ گیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص434، البدایۃ والنھایۃ جلد نمبر 3 ص342، سیرت نبویہ ابن کثیر ص166، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص251، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص538، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص296، حجۃ اللہ علی العلمین ص398، مدارج النبوت جلد نمبر 1 ص265)

حضرت ام سلیم اور حضرت ابوطلحہ کے لئے دعا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله تعالىٰ عنه يَقُوْلُ اشْتَكٰى بْنُ لِاَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَاَتِ امْرَاَتُهٗ اِنَّهٗ قَدْمَاتَ هَيَّاَتْ شَيْئًا وَّنَحَّتْهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَآءَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَاَ نَفْسُهٗ وَاَرْجُوْاَنْ يَّكُوْنَ قَدِاسْتَرَاحَ وَظَنَّ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا اَصْبَحَ اِغْتَسَلَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَعْلَمَتْهُ اَنَّهٗ قَدْمَاتَ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم ثُمَّ اَخْبَرَا النَّبِيَّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم بِمَا كَانَ مِنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّبَارِكَ لَهُمَا فِيْ لَيْلَتِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَاَيْتُ تِسْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْقَرَءَ الْقُرْآنَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بیٹے بیمار ہو گئے پھر فوت ہو گئے (جب وہ فوت ہوئے) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت گھر پر نہ تھے کہیں باہر گئے

ہوئے تھے جب ان کی بیوی نے دیکھا کہ بیٹا فوت ہوگیا ہے تو اس نے کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو گھر کے ایک کنارے علیحدہ کر دیا حضرت ابوطلحہ جب گھر آئے تو پوچھا بچے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ وہ پر سکون ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ اب آرام پاچکا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ بیوی سچ بول رہی ہے وہ سوئے جب صبح ہوئی غسل کیا جب باہر جانے کا ارادہ کیا تو ان کی اہلیہ نے انہیں بتایا کہ بیٹا تو فوت ہو چکا ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہ سب کچھ بتایا جو انہیں بیوی کی طرف سے پیش آیا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تم دونوں کو اس رات میں برکت عطا فرمادے گا (واضح ہوا انہوں نے رات کو جماع بھی کیا تھا جیسا کہ دوسری روایت سے واضح ہے اور اس روایت میں اغْتَسَلَ کے لفظ سے واضح ہے) سفیان نے کہا انصار کے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کے نو بیٹے تھے سب قرآن مجید کے قاری وعالم تھے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 173، حجۃ اللہ علی العلمین ص 580، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 290، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 208، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 171، مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 11 ص 139، مسند ابن حمید جلد نمبر 1 ص 372)

دوسری روایت:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِّاَبِیْ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا لَاتُحَدِّثُوْا اَبَاطَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰی اَكُوْنَ اَنَا اُحَدِثُهٗ قَالَ فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْهِ عَشَاءً فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَقَالَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ اَحْسَنَ مَاكَانَ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا فَلَمَّا رَاَتْ اَنَّهٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ یَااَبَا طَلْحَةَ اَرَاَیْتَ لَوْاَنَّ قَوْمًا ایعَارُوْ عَارِیَتَهُمْ اَهْلَ بَیْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِیَتَهُمْ اَلَهُمْ اَنْ یَّمْنَعُوْ هُمْ قَالَ لَاقَالَتْ فَاحْتَسِبِ بْنَكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ تَرَكْتِنِیْ حَتّٰی تَلَطَّخْتُ ثُمَّ اَخْبَرْتِنِیْ بِابْنِیْ فَانْطَلَقَ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِیْ غَابِرِ لَیْلَتِكُمَا قَالَ فَحَمَلَتْ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت ابوطلحہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے افراد سے کہا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے بیٹے کے فوت ہونے کی خبر تم نے اس وقت تک نہیں دینی جب تک میں نہ انہیں بتاؤں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو حضرت ام سلیم نے انہیں شام کا کھانا پیش کیا انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے سے زیادہ اچھا بناؤ سنگھار کیا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے عمل ازدواج کیا حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ وہ کھانے سے سیر ہو گئے ہیں اور اپنی جنسی خواہش بھی پوری کر لی ہے تو پھر کہا اے ابوطلحہ! یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کسی کو عاریتاً کوئی چیز دیں اور پھر وہ اپنی چیز واپس لے لیں تو کیا وہ ان کو منع کر سکتے ہیں؟ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا نہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا پھر تم اپنے بیٹے کے متعلق یہی گمان کر لو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر غصے میں آئے اور کہا تو نے میرے بیٹے کے متعلق مجھے خبر ہی نہیں دی اور میں (جنسی عمل سے) آلودہ ہو گیا پھر انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی خبر دی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری اس گزاری ہوئی رات میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہو گئیں۔

(مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 300، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 289، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 171، حجۃ اللہ علی العلمین ص 580، مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 11 ص 139، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص 138)

یہودی کے لئے دعا:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ یَهُوْدِیًّا اَخَذَ مِنْ لِحْیَةِ النَّبِیِّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ فَاسْوَدَّتْ لِحْیَتُهٗ بَعْدَ مَا كَانَتْ بَیْضَاء۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ایک یہودی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک سے کچھ پکڑا فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کے لئے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ اے اللہ اسے حسن و جمال عطا فرما (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے) اس یہودی کی داڑھی سفید سے سیاہ ہو گئی۔ (یعنی بڑھاپا جو حسن کو ماند کرتا ہے وہ اس سے زائل ہو گیا جوانی لوٹ آئی) (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 179، مراسیل ابوداؤد جلد نمبر 1 ص 339، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 6 ص 105، مصنف عبدالرزاق جلد

نمبر 10 ص 392، سبل الهدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص 207)

دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 179 میں ہے کہ وہ یہودی نوّے سال تک زندہ رہا مگر اس پر بڑھاپا نہ آیا اور یہ بھی روایت ہے کہ اِنَّ یَھُوْدِیًّا حَلَبَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ فَاسْوَدَ شَعْرُہٗ۔ بیشک ایک یہودی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دودھ دوہا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے حسن وجمال کی دعا فرمائی اے اللہ! اسے حسن وجمال عطا فرما تو اس کے سفید بال سیاہ ہو گئے۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 179)

چھینک کے جواب میں یہودی کو مسلمان ہونے کی دعا دی تو اسے ایمان نصیب ہو گیا:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ کَانَ یَھُوْدِیٌّ بَیْنَ یَدِی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جَالِسًا فَعَطَسَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ لَہُ الْیَھُوْدِیُّ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ھَدَاکَ اللّٰہُ فَاَسْلَمَ۔

حضرت انس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھینک آئی تو اس یہودی نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہ اے اللہ ان پر رحم فرما تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دعا دیتے ہوئے فرمایا ھَدَاکَ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے تو اسے ایمان نصیب ہو گیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ (دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 177، میزان الاعتدال جلد نمبر 6 ص 208، المجروحین الابن حبان جلد نمبر 2 ص 267، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص 284)

حضرت عکاشہ کے حق میں دعا:

عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ یَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْجَنَّۃَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْءُ وُجُوْھُھُمْ اِضَاءَۃَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مَحْصِنِ الْاَسْدِیُ یَرْفَعُ نَمِرَۃً عَلَیْہِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ۔

حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ابوھریرۃ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے حضرت ابوھریرہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر سمیٹتے ہوئے اٹھے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اے اللہ اسے ان لوگوں میں سے کردے پھر انصار میں سے ایک اور شخص اٹھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا عکاشہ تجھ سے سبقت لے گئے

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 969، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 136، مشکوٰۃ شریف ص 452، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص 306)

حضرت ابوبکر صدیق کا امت کے لئے دعا کرانا کہ بغیر حساب کتاب تمام امت جنت میں چلی جائے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ اَرْبَعَ مِائَۃِ اَلْفٍ بِلَا حِسَابٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ زِدْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَھٰکَذَا فَحَثَ بِکَفَّیْہِ و جَمَعَھُمَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ زِدْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ قَالَ وَھٰکَذَا فَقَالَ عُمَرُ دَعْنَا یَا اَبَابَکْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَمَا عَلَیْکَ اَنْ یَّدْخُلَنَا اللّٰہُ کُلَّنَا الْجَنَّۃَ؟ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِنْ شَاءَ یَّدْخُلَ خَلْقَہُ الْجَنَّۃَ بِکَفٍّ وَّاحِدٍ فَعَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم صَدَقَ عُمَرُ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے چار لاکھ کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں (بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والوں کو) اور زیادہ کیجئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور اس طرح اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ ملائے ان کا لپ (بُک) بھرا (دونوں ہاتھوں کو ملا کر لپ (بُک) بھر کر بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح میری امت سے بھر کر بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اور زیادہ کیجئے فرمایا اور ایسے (پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو ملا کر بُک بھر کر فرمایا ایسے اور) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں چھوڑو بھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تمہارا کیا حرج ہے کہ ہم سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ (بغیر حساب کے) جنت میں داخل فرمادے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو ایک مٹھی میں ہی ساری خلقت کو جنت میں داخل کر دے وہ کرسکتا ہے تب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمر نے سچ کہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص294)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عمر فاروق کا عقیدہ اور ہم اہل سنت:

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے جو ادا ہوگیا وہی ہوجائے گا کہ یہ زبان اقدس وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى والی شان کی حامل ہے لہٰذا اس زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات فیصلہ الٰہی ہوگا اسی لئے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ چار لاکھ تعداد تو بہت تھوڑی ہے کہ امت بہت بڑی ہے لہٰذا ہمیں زیادہ کیجئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جواباً یہ نہیں فرمایا کہ اے ابوبکر میں کیا کرسکتا ہوں میں اس معاملہ میں کچھ نہیں کرسکتا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یار غار کی استدعا پر اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے لپ (بُک) بنا کر فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے میری امت اور جنت میں بغیر حساب کے داخل فرمادے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوبارہ عرض کرنے پر فرمایا ایسے ہی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ ابوبکر جانے دے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو ایک مٹھی میں ہی ساری خلقت کو جنت میں داخل کرسکتا ہے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا ہے وہ فیصلہ ہوچکا مگر وہ ذات قادر مطلق یہ بھی چاہتا ہے کہ بروز قیامت میرے

محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان شفاعت کی جلوہ گری بھی ہو۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کے حوالہ سے اس سے اوپر والی حدیث مبارکہ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمیوں کا وہ گروہ ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے تو حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے ان سے کردے اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جو ادھر زبان اقدس سے ادا ہوجائے گا وہی فیصلہ الٰہی ہوگا اور ان کے حق میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب دعا فرمادی تو ایک اور صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے بھی یہ دعا فرمادیں تو معلوم ہوا کہ اس صحابی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ دعا کے صدقے حضرت عکاشہ تو ان سے ہوگئے میں بھی دعا کرا کے ان سے ہوجاؤں تو معلوم ہوا کہ سب صحابہ کرام کا ہی یہی عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو فرمادیں گے وہی تقدیر الٰہی ہوجائے گی۔

الحمدللہ! آج ہم اہل سنت وجماعت کا بالکل یہی عقیدہ ہے۔

کہ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

کہ محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

اگر ہاں کردیتا تو ہر سال حج فرض ہوجاتا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَقَالَ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحَجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْقُلْتُ نَعَمْ لَوَ جَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَاتَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُوَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَآءِ هِمْ فَاِذَا اَمَرْ تُکُمْ بِشَیْئٍ فَأْتُوْامِنْهُ مَاسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْئٍ فَدَعُوْهُ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا تو ارشاد فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ یہی کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (حج) ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا مجھے چھوڑے رہو جس میں میں تمہیں آزادی دوں کیونکہ تم سے اگلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ پوچھ گچھ اور زیادہ جھگڑنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے لہٰذا میں تمہیں جس چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے کر گزرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم شریف جلد نمبر 1 ص452، ترمذی شریف حصہ اول ص100، ابن ماجہ ص213، نسائی شریف جلد نمبر 2 ص1، مشکوٰۃ شریف ص221، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 5 ص8)

اختیار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا یہ ہے اختیار محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعنی پوچھنے والے کے جواب میں پورا جواب تو کیا صرف ہاں ہی کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا رب کائنات رب العلمین نے تو حکم فرمایا کہ لوگوں پر استطاعت کے تحت حج فرض ہے اس سے تو بظاہر یہی مترشح ہوتا تھا کہ استطاعت ہو تو ہر سال حج فرض ہے اسی لئے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ تو پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا ہی فرض ہو جاتا کہ ادھر زبان اقدس سے لفظ ہاں صادر ہوتا ادھر ہر سال حج فرض ہو جاتا۔

حضرت خیثمہ کو دعائے شہادت دی تو وہ شہید ہو گئے:

غزوۂ احد کے موقعہ پر حضرت ابوسعد خیثمہ بن ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں غزوہ بدر میں شرکت سے محروم رہا بخدا مجھے اس غزوہ میں بھی شامل ہونے کا از حد اشتیاق تھا میں نے اور میرے بیٹے نے اس معاملہ میں قرعہ اندازی کی تو قرعہ میرے بیٹے کے نام نکلا اس لئے غزوہ بدر میں اس نے شرکت کی اور وہ درجہ شہادت پر سرفراز کیا گیا کل رات خواب میں میں نے اپنے بیٹے کو دیکھا وہ بہترین عمدہ حالت میں تھا وہ جنت کے باغوں اور نہروں کی سیر کر رہا تھا اس نے مجھے کہا ابا جان! اَلْحِقْ بِنَا تُرَا فِقُنَافِی الْجَنَّةِ وَقَدْ وَجَدْتُّ مَاوَعَدَنِیْ رَبِّیْ حَقًّا آؤ ہم سے مل جاؤ جنت میں ایک ساتھ رہیں گے

میں نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا ہے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اب بہت زیادہ بے چین ہوں میں چاہتا ہوں کہ اب جلد از جلد اس کے پاس پہنچ جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی شرف شہادت سے نواز دے اور جنت میں اس کی معیت نصیب فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محب صادق کی خواہش کے مطابق دعا فرمائی جو قبولیت سے نوازی گئی اور اسے احد کی جنگ میں ہی خلعت شہادت ارزانی ہوئی۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 4 ص219، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 3 ص196، المغازی للواقدی جلد نمبر 1 ص212، زادالمعاد لابن قیم جلد نمبر 3 ص180)

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی کے لئے دعا:

کعبہ معظمہ کی وجہ سے بھی اہل عرب کے لئے مکہ مکرمہ عبادت وعقیدت کا مرکز تھا کہ لوگ عمرہ وحج کے لئے مکہ مکرمہ آتے اور تجارتی لحاظ سے بھی مرکز تھا باہر سے جو لوگ مکہ مکرمہ آتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں پیغام الٰہی پہنچاتے جو مشرکین مکہ کو بڑا شاق گذرتا تھا وہ ہر ممکن کوشش کرتے کہ یہ پیام ان تک نہ پہنچے وہ ان آنے والے لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بدظن کرنے کے لئے کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کاہن کہتے کبھی ساحر اور کبھی شاعر انہیں سمجھاتے کہ نہ تو ان سے ملاقات کریں اور نہ ہی ان کی بات سنیں اس طرح اپنی دانست میں وہ سمجھتے تھے کہ ہم اسلام کی ترقی اس کے پھلنے پھولنے کے آگے مضبوط بند باندھ دیں گے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ پیارا دین دین اسلام وہ دین ہے کہ جس کی شان ہی یہ ہے کہ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔

کفار مکہ کی یہ کاوشیں الٹا اسلام کی اشاعت کا سبب بن گئیں جن لوگوں کو یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات اور گفتگو سے منع کرتے قدرتی طور پر ان کے دلوں میں اس کے اسباب جاننے کی خواہش پیدا ہو جاتی ان کے دلوں میں تجسس پیدا ہوتا کہ آخر وہ کون سی ایسی طلسماتی شخصیت ہے جن کے خلاف قریش مکہ کو اتنا زور لگانا پڑ رہا ہے انہیں دیکھیں تو سہی ان سے بات کر کے معلوم تو کریں کہ اصل حقیقت کیا ہے اس طرح ان لوگوں کو اسلام کے بنیادی عقائد انقلابی تعلیمات اور دلکش خصوصیات کا پتہ چلتا۔ نیز اس دین حق کے داعی اکمل کی دلنواز سیرت اور آلام ومصائب کے ہجوم میں اس کے معتقدین کی حیرت انگیز استقامت اور صبر کی داستانیں بھی سننے کا موقع ملتا توفیق الٰہی جن کی دستگیری فرماتی انہیں تو ایمان نصیب ہو جاتا مگر جو ایمان نہ لاتے وہ بھی اتنے متاثر ہو کر واپس لوٹتے کہ اپنے وطن پہنچ کر اپنے سب لوگوں کو اس

نئی دینی تحریک اور اس کے حیرت انگیز عقائد کا تذکرہ ضرور کرتے اس طرح اسلام کی تشہیر کا کام خود بخود انجام پذیر ہونے لگا لہٰذا مکہ مکرمہ میں باہر سے آنے والا ہر نووارد بڑی بے تابی سے اسلام کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا یہ اپنے قبیلے دوس کے سردار تھے اور بہت زیادہ صلاحیتوں اور خوبیوں کے حامل تھے اس لئے ان کا سارا قبیلہ دل وجان سے ان پر فدا تھا ان کے اشارۂ ابرو پر وہ سب کچھ لٹانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے وہ عقل مند اور معاملہ فہم ہونے کے ساتھ ساتھ قادر الکلام اور شاعر بھی تھے حضرت طفیل کے اشعار اور قصائد کو سن کر عرب کے فصحاء و بلغاء سر دھنتے تھے۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ آئے کفار مکہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے ان کی بہت زیادہ آؤ بھگت کی ان کی خاطر مدارات میں کوئی کسر نہ رہنے دی وہ جدھر جاتے ساتھ ساتھ رہتے ان کے ساتھ ہر وقت چپٹے رہتے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی یہ سرگذشت بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہین کہ میں جب عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ پہنچا تو رؤساء مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف مجھے بھڑکانا شروع کر دیا ناصح مشفق کی حیثیت سے انہوں نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا۔ یَاطُفَیْلُ! اِنَّکَ قَدِمْتَ بِلَادَنَا وَھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بَیْنَ اَظْھُرِنَا قَدْ اَعْضَلَ بِنَا قَدْ فَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَشَتَّتَ اَمْرَنَا وَاِنَّمَا قَوْلُہٗ کَالسِّحْرِ یُفَرِّقُ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ اَبِیْہِ وَبَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ اَخِیْہِ وَبَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ زَوْجَتِہٖ وَاِنَّا نَخْشٰی عَلَیْکَ وَعَلٰی قَوْمِکَ مَاقَدْدَخَلَ عَلَیْنَا فَلَا تُکَلِّمْہُ وَلَا تَسْمَعَنَّ مِنْہُ شَیْئًا۔ اے طفیل! آپ ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں ہمارے یہاں ایک ایسا شخص ہے جس نے ہمیں بڑی سخت مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے اس نے ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے ہمارے حالات کو بھی اس نے پراگندہ کر رکھا ہے اس کی گفتگو میں بلا کا جادو کا اثر ہے اس نے بیٹے کو باپ سے جدا کر دیا ہے بھائی کو بھائی سے اور خاوند بیوی میں بھی تفریق پیدا کر دی ہے ہمیں یہ فکر دامن گیر ہے کہ کہیں تم اور تمہاری قوم بھی اس مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے جس کا ہم شکار ہیں اس لئے ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اس کے ساتھ نہ تو گفتگو کرنا اور نہ ہی اس کی کوئی بات سننا۔

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بار بار مجھے یہی نصیحتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی یہ بات

میرے دِل میں گھر کر گئی اور میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ میں نہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھوں گا اور نہ ان کی بات سنوں گا یہاں تک کہ جب میں بیت اللہ شریف جانے لگتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں بے خبری میں ہی ان کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑ جائے مگر ہوا یہ کہ ایک دن میں کعبہ معظّمہ گیا وہاں اچانک میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ معظّمہ کے سامنے نماز ادا فرما رہے ہیں میں ان کے نزدیک جا کر کھڑا ہوگیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے نہ چاہتے ہوئے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک میرے کانوں میں پڑ گئی اس دلآویز کلام کا سننا تھا کہ میرے دِل کی کایا پلٹ گئی میں نے اپنے آپ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا وَاثُکْلَ اُمِّیْ! وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَرَجُلٌ لَبِیْبٌ شَاعِرٌ مَایَخْفٰی عَلَیَّ الْحَسَنُ مِنَ الْقَبِیْحِ وَمَا یَمْنَعُنِیْ اَنْ اَسْمَعَ مِنْ ھٰذَا الرَّجُلِ؟ مَایَقُوْلُ فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ یَأْتِیْ بِهٖ حَسَنًا قَبِلْتُهٗ وَاِنْ کَانَ قَبِیْحًا تَرَکْتُهٗ قَالَ فَمَکَثْتُ حَتّٰی انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِلٰی بَیْتِهٖ فَاتَّبَعْتُهٗ حَتّٰی اِذَا دَخَلَ بَیْتَهٗ دَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ یَامُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ قَالُوْالِیْ کَذَاوَکَذَا۔ میری ماں کے بچے مریں قسم ہے مالک کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ کی! میں ایک عقلمند آدمی بھی ہوں اور شاعر بھی کلام کے حسن وقبیح کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہوں اس شخص کی گفتگو سننے سے مجھے روکنے والا کون ہے؟ اگر اس شخص نے کوئی اچھی بات کہی تو قبول کرلوں گا اور اگر کوئی قبیح بات کہی تو اسے مسترد کردوں گا حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں رک گیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نماز سے فراغت کے بعد) اپنے گھر کی طرف لوٹے میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر داخل ہوئے تو میں بھی آپ کے پیچھے داخل ہوگیا میں نے عرض کیا یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی قوم نے آپ کے متعلق یہ یہ باتیں میرے گوش گذار کی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! وہ مجھے آپ کے امر سے اتنا ڈراتے رہے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ مبادا کہیں مجھے آپ کا کلام سنائی نہ دے جائے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا کہ میں آپ کے کلام سے مستفیض نہ ہوں آج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلنواز مسحورکن شیریں آواز نے میرے کانوں کے پردوں سے گذر کر میرے دل کی کائنات کو بدل کر رکھ دیا ہے میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اپنی دعوت حق کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے احکام اسلام کے

متعلق ارشاد فرمایا اور قرآن مجید کی تلاوت بھی فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم! اس سے زیادہ دلکش اور اثر آفرین کلام میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنا تھا اور نہ ہی اس دین سے بہتر آج تک کوئی دین میرے علم وذہن میں آیا میرے دل نے اس دعوت حق کی عظمت وسچائی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر اسلام کی بیعت کی اور کلمہ شہادت پڑھ کر دولت ایمان سے سرفراز ہو گیا پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ سب لوگ میرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ میں اب یہاں سے واپس اپنے گھر اپنی قوم کی طرف لوٹ رہا ہوں میں واپس جا کر اپنے اہل وعیال اور اپنی قوم کو دعوت اسلام دوں گا آپ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے کوئی ایسی نشانی عطا فرمادے جو تبلیغ کے اس کام میں وہ میرے لئے معاون ومددگار ہو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهٗ آيَةً اے اللہ اسے کوئی نشانی عطا فرمادے۔

قَالَ فَخَرَجْتُ اِلٰى قَوْمِىْ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةٍ تُطْلِعُنِىْ عَلَى الْحَاضِرِ وَقَعَ نُوْرٌ بَيْنَ عَيْنَىَّ مِثْلُ الْمِصْبَاحِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ فِىْ غَيْرِ وَجْهِىْ اِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّظُنُّوْا اَنَّهَا مُثْلَةٌ وَقَعَتْ فِىْ وَجْهِىْ لِفِرَاقِىْ دِيْنِهِمْ قَالَ فَتَحَوَّلَ فَوَقَعَ فِىْ رَأْسِ سَوْطِىْ فَجَعَلَ الْحَاضِرُ يَتَرَاءَوْنَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِىْ سَوْطِىْ كَالْقِنْدِيْلِ الْمُعَلَّقِ۔

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (دولت ایمان اور نعمت یقین سے مالا مال ہو کر مکہ مکرمہ سے) اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا جس وادی کے دامن میں میری قوم رہائش پذیر تھی جب میں اس وادی کے اونچے ٹیلے پر پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان نور چمکنے لگ گیا جیسے کسی نے چراغ روشن کر دیا میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے اللہ! اس نور کو میرے چہرے سے ہٹا کر کہیں اور منتقل فرمادے اس سے مجھے یہ خوف لاحق ہے کہ لوگ گمان کریں گے کہ چونکہ اس نے (بت پرستی چھوڑ کر) ہمارا دین بدل لیا ہے اس لئے اس کے چہرے پر دین بدلنے کی سزا میں) برص کا داغ ظاہر ہو گیا ہے۔ (دعا فوراً قبول ہو گئی اور اسی وقت) نور میرے چہرے سے ہٹ کر میری لاٹھی کے کنارے پر جگمگانے لگا میرا سارا قبیلہ میری لاٹھی کے سرے پر اس جگمگاتے نور کو دیکھ رہا تھا کہ جیسے قندیل معلق ہے میں اپنے گھر پہنچ گیا گھر میں رات بسر کی صبح سویرے میرے بوڑھے باپ مجھے ملنے کے لئے آئے تو میں نے کہا ابا جان! میرا اور آپ کا تعلق آج سے ختم ہو چکا ہے آپ یہاں

نہ ٹھہریں۔

میرے والد نے مجھ سے پوچھا بیٹا! کیا بات ہے یہ تبدیلی کیسی؟

میں نے کہا ابا جان! میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا شرف حاصل کرلیا ہے ان کی غلامی اختیار کرلی ہے باپ نے کہا بیٹا! جو دین تو نے قبول کیا ہے میں بھی اسی دین کو قبول کرتا ہوں میں نے کہا جائیں غسل کریں پاک کپڑے پہنیں پھر میرے پاس تشریف لائیں اس دین کی تعلیم جو مجھے دی گئی پھر میں وہ آپ کو دوں گا چنانچہ میرے والد گھر گئے غسل کیا پاک کپڑے پہنے اور واپس میرے پاس تشریف لائے میں نے انہیں کلمہ شہادت پڑھایا اور دین اسلام کے احکام سے آگاہ کیا۔ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میری بیوی میرے پاس آئی میں نے اسے بھی یہی کہا کہ اب میرا تیرا کوئی تعلق نہیں لہٰذا تو یہاں سے چلی جا۔ بیوی نے مجھے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں اس ناراضگی کا سبب کیا ہے؟ کم از کم مجھے کچھ معلوم تو ہونا چاہیے میں نے اسے کہا میں مسلمان ہو چکا ہوں میں نے دین اسلام اپنا لیا ہے لہٰذا اسلام نے میرے اور تیرے درمیان جدائی کردی ہے تو اب میری بیوی نہیں رہی بیوی نے کہا سرتاج! جو دین آپ نے قبول کیا ہے میں بھی اسی دین کو اختیار کرتی ہوں۔

میں نے اسے کہا اگر ایسی بات ہے تو پھر تو ذوشریٰ کی چراگاہ میں جا وہاں چشمہ پر غسل کر پھر میرے پاس آ (ذوشریٰ قبیلہ دوس کے بت کا نام تھا اردگرد کا علاقہ اس کے لئے وقف تھا وہاں پہاڑی سے ایک چھوٹی سی آبشار آکر گرتی تھی میں نے بیوی کو وہاں سے غسل کرنے کے لئے کہا) بیوی نے وہاں جانے سے پہلے ایک خدشے کا اظہار کیا اس نے کہا بِـاَبِـیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَتَـخْشٰی عَلَی الصِّبْیَةِ مِنْ ذِالشَّرٰیٰ شَیْئًا قَالَ قُلْتُ لَااَنَا ضَامِنٌ لِّذٰلِكَ فَذَهَبَتْ فَاغْتَسَلَتْ ثُمَّ جَآءَ تْ فَعَرَضْتُ عَلَیْهَا الْاِسْلَامَ فَاَسْلَمَتْ۔ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا ذی شریٰ بت سے تجھے اپنے بچوں کے متعلق خوف نہیں آتا۔ (کیا تجھے یہ خوف نہیں کہ یہ بت جسے ہم چھوڑ کر اسلام کے دامن سے وابستہ ہورہے ہیں کہیں یہ ہمارے بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچادیں) حضرت طفیل بن عمر والدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کہا میرے دِل میں بالکل ایسا خدشہ نہیں ہے اور تو پریشان نہ ہو میں اس چیز کا ضامن ہوں (یہ بت وغیرہ ہمارے بچوں کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے) پس وہ گئی غسل کرکے آگئی میں نے اسے اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہوگئی۔

پھر دوس قبیلے کو اسلام پیش کیا:

حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنے قبیلہ دوس کو دعوت اسلام دی مگر وہ اس طرف مائل نہ ہوئے اپنے جہالت وگمراہی کے پرانے بت پرستی والے عقیدے پر ہی جمے رہے میں ان سے مایوس ہو کر مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اس کے لئے بھرپور کوششیں بھی کیں مگر ان کی دنیا سے محبت لھو ولھب سے ان کا شغف انہیں اسلام کی طرف مائل نہیں ہونے دیتا رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے اپنے دست اقدس دراز فرمائے اور عرض کی اَللّٰھُمَّ اِھْدِ دَوْسًا اے اللہ! تبارک وتعالیٰ قبیلہ دوس کو ہدایت عطا فرما دے دعا کے بعد مجھے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اِرْجِعْ اِلٰی قَوْمِكَ فَادْعُھُمْ وَارْفُقْ بِھِمْ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ بِاَرْضِ دَوْسٍ اَدْعُوْھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ حَتّٰی ھَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اِلَی الْمَدِیْنَۃِ وَمَضٰی بَدْرٌ وَّاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ ثُمَّ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِمَنْ اَسْلَمَ مَعِیَ مِنْ قَوْمِیْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِخَیْبَرَ حَتّٰی نَزَلْتُ الْمَدِیْنَۃَ بِسَبْعِیْنَ اَوْثَمَانِیْنَ بَیْتًا مِنْ دَوْسٍ ثُمَّ لَحِقْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِخَیْبَرَ فَاَسْھَمَ لَنَا مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ لَمْ اَزَلْ مَعَ رَسُوْلِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی اِذَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ مَکَّۃَ۔ اپنی قوم کی طرف لوٹ جا انہیں نرمی اور محبت سے اسلام کی دعوت دو حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ارض دوس میں بڑی تندہی سے قوم کو اسلام کی طرف راغب کرنے لگ گیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں رونق فروز ہو گئے۔ بدر، احد اور خندق کے معرکے بھی انجام پذیر ہو گئے ان کے بعد اپنی قوم کے ان لوگوں کو جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ یہ ہمارا قافلہ دوس قبیلے کے ستر اسی گھرانوں پر مشتمل تھا ہم مدینہ منورہ پہنچے جب کہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی مہم سر کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہوئے تھے ہم بھی پیچھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملنے کے لئے خیبر پہنچ گئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری دلنوازی کے لئے مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا (حضرت طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے دوسرے لوگ تو شرف نیاز حاصل کرنے کے بعد واپس وطن لوٹ گئے مگر) حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی رہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا اور

اس پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا کعبہ معظمہ جو بتوں کا مرکز بنا ہوا تھا اسے ان نجاستوں سے پاک کر دیا گیا اور وہاں صرف خداوحدہ لاشریک کی عبادت کی جانے لگی حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حکم ہو تو میں ذوالکفلین بت کو جا کر نذر آتش کر دوں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی میں اجازت لے کر ذوالکفلین بت کے پاس پہنچا اسے آگ لگا کر راکھ بنا دیا وہ آگ میں جل کر خاکستر ہو رہا تھا اور اس کا پرانا پجاری (حضرت طفیل) جواب ساقی کوثر کے مے خانہ سے توحید کی شراب طہور سے سیراب تھا وہ یہ شعر الاپ رہا تھا۔

یَاذَا الْکَفَیْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِ کَا۔

مِیْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِیْلَادِکَ۔ اِنِّیْ حَشَیْتُ النَّارَ فِیْ فُوَادِکَ

اے ذوالکفلین میں تیرے پجاریوں سے نہیں ہوں۔ ہماری تاریخ پیدائش تیری تاریخ پیدائش سے بہت پہلے کی ہے میں نے تیرے دِل میں آگ جھونک دی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص 581، سیرت نبویہ ابن ھشام حصہ اوّل ص 236، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 6 ص 336، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 513، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 5 ص 275، دلائل النبوت اصبہانی جلد نمبر 1 ص 212)

دعا اقدس کی برکت سے حضرت ابی بن کعب کے سینے سے جاہلیت کا شک جاتا رہا:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان دونوں میں قرأت کا اختلاف تھا ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید پڑھا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کی قرأت کو سنا اور فرمایا تم دونوں نے عمدہ قرأت کی ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے میرے دِل میں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ شک اور تردد پیدا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الشَّیْطَانُ قَالَ فَارْفَضَّیْتُ عَرَقًا وَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ فَرَقًا۔ اے اللہ! اس سے شیطان کو دور فرما میں اس وقت پسینے سے شرابور ہو گیا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص163، حجۃ اللہ علی العلمین ص580، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص205، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص285، الاحادیث المختارہ للضیاء جلد نمبر 3 ص380، سنن کبریٰ للنسائی جلد نمبر 6 ص171)

دعا کی برکت سے حضرت ثابت بن یزید کا پاؤں ٹھیک ہوگیا:

عَنِ ابْنِ عَائِذٍ قَالَ ثَابِتُ ابْنُ یَزِیْدَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ رِجْلِیْ عَرْجَاءَ لَاتَمَسُّ الْاَرْضَ قَالَ فَدَعَالِیْ فَبَرِئَتْ حَتّٰی اسْتَوَتْ مِثْلَ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاؤں میں لنگڑا پن ہے جس کی وجہ سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگتا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمائی حتی کہ میرا پاؤں بالکل ٹھیک ہوگیا دوسرا جو صحیح تھا بالکل اس کی مثل ہوگیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص580، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص283، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 10 ص204)

آل یاسر کو جنت کے وعدہ کی خوشخبری:

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَرَّ بِعَمَّارٍ وَاَھْلِہٖ وَھُمْ یُعَذَّبُوْنَ فَقَالَ اَبْشِرُوْا آلَ عَمَّارٍ اَوْ آلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّۃَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے اہل خانہ کے پاس سے گزرے وہ اس وقت (کفار مکہ کے ہاتھوں) اذیتیں دیئے جارہے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اے آل عمار یا آل یاسر (راوی کو شک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آل عمار فرمایا یا آل یاسر) تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص208، مستدرک جلد نمبر 4 ص99، طبقات کبریٰ ابن سعد جلد نمبر 3 ص249، الاوسط لطبرانی جلد نمبر 2 ص141، مجمع الزوائد جلد نمبر 9 ص293، سیرت نبویہ ابن کثیر ص130، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص279)

کفار مکہ کے سات افراد پر بددعا:

عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ وَاَبُوْجَھْلٍ وَاَصْحَابٌ لَّہٗ جُلُوْسٌ وَقَدْنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِالْاَمْسِ فَقَالَ اَبُوْجَھْلٍ اَیُّکُمْ یَقُوْمُ اِلٰی سَلَاجَزُوْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَیَاْخُذُہٗ فَیَضَعُہٗ فِیْ کَتِفَیْ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَی الْقَوْمِ فَاَخَذَہٗ فَلَمَّا سَجَدَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَضَعَ بَیْنَ کَتِفَیْہِ قَالَ فَاسْتَضْحَکُوْا وَجَعَلَ بَعْضُھُمْ یَمِیْلُ عَلٰی بَعْضٍ وَاَنَا قَائِمٌ اَنْظُرُ لَوْکَانَتْ لِیْ مَنَعَۃٌ طَرَحْتُہٗ عَنْ ظَھْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَالنَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سَاجِدٌ مَایَرْفَعُ رَاْسَہٗ حَتّٰی اَنْطَلَقَ اِنْسَانٌ فَاطِمَۃَ فَجَآءَتْ وَھِیَ جُوَیْرِیَۃٌ فَطَرَحَتْہُ عَنْہُ ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَیْھِمْ تَشْتِمُھُمْ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صَلَاتَہٗ رَفَعَ صَوْتَہٗ ثُمَّ دَعَا عَلَیْھِمْ وَکَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا سَمِعُوْا صَوْتَہٗ ذَھَبَ عَنْھُمُ الضِّحْکَ وَخَافُوْا دَعْوَتَہٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ وَعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَشَیْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ وَالْوَلِیْدِبْنِ عُقْبَۃَ وَاُمَیَّۃَ بْنِ خَلْفٍ وَعُقْبَۃَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَذَکَرَ السَّابِعَ وَلَمْ اَحْفَظْہُ فَوَالَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْنَ سَمّٰی صَرْعٰی یَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَی الْقَلِیْبِ قَلِیْبِ بَدْرٍ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ اَلْوَلِیْدُ بْنُ عُقْبَۃَ غَلَطٌ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور اس کے ساتھ (وہاں) بیٹھے ہوئے تھے اس سے ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح کی گئی تھی ابوجہل نے (ساتھیوں سے) کہا تم میں سے کون بنی فلاں کے محلّہ سے اونٹنی کی اوجھری لائے گا؟ اور جب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سجدہ میں جائیں تو اسے ان کے کندھوں پر رکھ دے تو قوم کا سب سے بدبخت شخص (عقبہ بن معیط) اٹھا (اوجھری لے آیا) اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے اس اوجھری کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر رکھ دیا پھر وہ آپس میں اس طرح ہنسنے لگے کہ ہنسی کے مارے ایک دوسرے

پر گر پڑتے تھے میں کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کاش مجھ میں اتنی طاقت ہوتی کہ میں اس اوجھری کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت سے اٹھا کر پھینک دیتا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں ہی رہے سجدے سے اپنا سر نہیں اٹھایا حتّٰی کہ ایک شخص نے سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جا کر بتایا سیدۃ النساء آ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک سے وہ اوجھری دور کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ ان کفار کو برا بھلا بھی کہتی تھیں جبکہ آپ ابھی اس وقت تک کم سن تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی نماز مکمل فرمائی تو بلند آواز سے ان کے خلاف دعا کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب بھی دعا فرماتے تو تین دفعہ دعا فرمایا کرتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اے اللہ! قریش پر گرفت فرما جب قریش نے آپ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی کا فور ہوگئی اور وہ آپ کی دعا سے خوف زدہ ہوگئے۔ (یہ مسلم شریف کی حدیث ہے بخاری شریف میں ہے قَالَ اَللّٰھُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْھِمْ اِذْ دَعَا عَلَیْھِمْ قَالَ وَکَانُوْا یَرَوْنَ اِنَّ الدَّعْوَۃَ فِیْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَۃٌ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تین دفعہ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر بددعا فرمائی۔ تو یہ ان پر شاق ہوئی ان کا اعتقاد یہ تھا کہ اس شہر میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے) پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (نام لے کر بددعا فرمائی) اے اللہ ابوجہل بن ھشام کی گرفت فرما اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کی گرفت فرما راوی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں شخص کا بھی نام لیا تھا لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہا (دوسری روایت میں ساتواں نام عمارۃ بن ولید مذکور ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے جنگ بدر کے دن دیکھا کہ جن کا نام لے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گرفت کی دعا فرمائی تھی وہ سب کے سب بدر کے کنوئیں میں اوندھے پڑے تھے ابواسحاق فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں راوی نے ولید بن عقبہ کے نام میں غلطی کی ہے۔ واضح ہو صحیح نام ولید بن عتبہ ہے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 38، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص 116، نسائی شریف جلد نمبر 1 ص 58، مسند امام احمد جلد نمبر 1 ص 575، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 243، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 248، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 414، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 437)

بے مثل حبیب کے بے مثل قدم مبارک

قدم مبارک کی برکت سے یثرب یثرب نہ رہا مدینہ طیبہ ہوگیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ سریف تشریف آوری سے پہلے یہ مدینہ منورہ نہیں تھا بلکہ یہ یثرب تھا یہ وباؤں کی سرزمین تھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس بارے میں فرمان موجود ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان اس دعا سے ظاہر ہے اَللّٰھُمَّ الْعَنْ شَیْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ وَاُمَیَّةَ بْنَ خَلْفٍ کَمَا اَخْرَجُوْنَا مِنْ اَرْضِنَا اِلٰی اَرْضِ الْوَبَآءِ۔ اے اللہ! شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت بھیج جنہوں نے ہمیں ہماری سرزمین سے نکال کر وبا کی زمین میں کردیا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس بارے میں قول ملاحظہ فرمائیں قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَھِیَ اَوْبَاءُ اَرْضِ اللّٰهِ قَالَتْ فَکَانَتْ بُطْحَانُ یَجْرِیْ نَجْلاً یَعْنِیْ مَاءً ا اٰجِناً۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہم جب مدینے آئے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ساری زمین سے زیادہ وبازدہ تھی اور فرمایا کہ بطحان نالے سے بدبودار پانی بہتا تھا۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 253، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص 421، سبل الھدی والرشاد جلد نمبر 3 ص 297، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص 500، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 115، سیرت نبویہ ابن کثیر ص 224)

مدینہ منورہ کو اب یثرب کہنا گناہ کہنے والا رب سے معافی مانگے:

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنھما اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَةَ بِیَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ھِیَ طَابَةٌ ھِیَ طَابَةٌ ھِیَ طَابَةٌ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ شریف کو یثرب کہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرے یہ طابہ ہے یہ طابہ ہے یہ طابہ ہے (طابہ بمعنی پاکیزہ) (مسند امام احمد جلد نمبر 4 ص 293، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 2 ص 296، سیرت حلبیہ جلد نمبر 2 ص 80، مجمع الزوائد جلد نمبر 3 ص 303، درمنثور جلد نمبر 5 ص 188)

دوسری روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا مَنْ قَالَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ھِیَ طَیْبَةٌ ھِیَ طَیْبَةٌ ھِیَ طَیْبَةٌ کہ جو مدینہ طیبہ کو یثرب کہے وہ تین دفعہ استغفار کرلے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے۔

تیسری روایت:

عَنِ ابْنِ عباسٍ رضی الله تعالیٰ عنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قَالَ لَاتَدْعُوْهَا یَثْرِبَ فَاِنَّهَا طَیْبَةٌ یَعْنِی الْمَدِیْنَةَ ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ طیبہ کو یثرب نہ کہو بیشک وہ طیبہ ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص296، درمنثور جلد نمبر 5 ص188)

محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہا شافعیہ، مالکیہ کے حوالے سے اپنی کتاب سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر3 ص296، میں رقمطراز ہیں مَنْ سَمَّی الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبُ کُتِبَتْ عَلَیْهِ خَطِیْئَةٌ کہ جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے گا اس کے اعمال نامہ میں گناہ لکھ دیا جائے گا فرماتے ہیں کہ یثرب کا لفظ یا تو ثرب سے ماخوذ ہے جس کا معنی فساد ہے اور یا تثریب سے اور اس کا معنی ہے گناھوں کا مواخدہ کرنا چونکہ اس کے دونوں معنی پسندیدہ نہیں ہیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام بدل دیا اور اس کا نام مدینہ طیبہ رکھا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اچھے ناموں کو پسند فرماتے تھے اور قرآن مجید میں جو اس کا نام یثرب ذکر ہوا ہے وہ منافقین کے قول کے حکایت کے باعث ہے۔

اس جہالت سے بچیں اور مدینہ طیبہ کو یثرب کبھی نہ کہیں:

عوام اہلسنت جو اپنے محبوب پیغمبر رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت میں سرشار ہیں بعض اوقات کم علمی کے باعث نعتیہ اشعار میں مدینہ منورہ کو یثرب کہہ اور لکھ دیا جاتا ہے جو سراسر گناہ ہے کومحسوس نہیں کرتے جیسے شاہ مدینہ والی نعت کو بڑے شوق سے سنتے ہیں اس میں یثرب کے والی کا جملہ بڑا ہی غلط ہے ایسی نعت کو نہ تو پڑھنا چاہیے نہ ہی سننا چاہیئے۔

شہر شاہ خوباں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ:

محبوب کائنات رحمۃ اللعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک لگنے سے یثرب مدینہ طیبہ ہو گیا یثرب نہ رہا ایسے کیوں نہ ہوتا یہ وہ قدم مبارک تھے جن کے زمین پر لگنے سے ساری روئے زمین ہی مسجد وطھور بن گئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء کرام کی تشریف آوری روئے زمین پر ہوئی مگر کسی کے لئے بھی یہ مسجد وطھور نہ بنی مگر ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا پر تشریف لائے تو وہی زمین مسجد وطھور بن گئی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمادیا جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا یعنی ساری روئے زمین میرے لئے (میری ساری امت) کے لئے مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے۔

تو جو روئے زمین ایک لاکھ کئی ہزار نبیوں کی تشریف آوری پر مسجد وطہور نہ بن سکی وہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر طہور ومسجد بن گئی تو یثرب تشریف آوری پر یثرب کیسے رہ جاتا وہ بھی یثرب سے بدل کر مدینہ طیبہ بن گیا جو آفات وبلیات کی آماجگاہ تھی وہ زمین مظہر جمال وجلال الٰہی کے قدم ناز کو بوسہ دینے کی سعادت کے باعث عشاق باصفا کی آنکھوں کا سرمہ بن گئی اس کی خاک خاک شفا بن گئی۔ گلستان مدینہ سے گذر کر جانے والا بادنسیم کا ہر جھونکا مردہ دلوں کو حیات نو پژمردہ روحوں کا تازگی اور نشاط بانٹنے والا بن گیا حالانکہ اس سے پہلے اس کی آب وہوا وفضا صحت کے لحاظ سے بڑی مضر تھی مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک لگتے ہی اس کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا جس کا پانی خوش ذائقہ نہ تھا ہوا بھی مضر تھی اس میں خوشگوار تغیر وتبدل روپزیر ہوگیا وہاں کلام الٰہی کا نزول ہونے لگ گیا فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنا جانا ہوگیا وہ شہر مدینۃ الرسول ہوگیا اس کی مسجد مسجد نبوی شریف ہوگئی جس میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب عطا ہوتا ہے اس کا کچھ حصہ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ہوگیا سب نبیوں رسولوں کے سردار محبوب کائنات محبوب خدا رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مسکن ہوگیا اور جو مبارک جگہ مسکن بنی وہ جگہ کعبہ معظّمہ، عرش اعظم اور کرسی سے افضل ہے۔

قبر انور کی وہ جگہ جہاں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں وہ کعبہ، عرش کرسی سے افضل ہے:

امام محمد بن یوسف صالحی الشامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب سبل الہدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 315 میں فرماتے ہیں لَقَلَ اَبو الْوَلِيْدَ الْبَاجِیْ وَالْقَاضِیْ عياض وَغَيْرُ هُمَا الْاِجْمَاعَ عَلٰى تَفْضِيْلِ مَاضَمَّ الْاَعْضَاءَ الشَّرِيْفَةَ حَتّٰى عَلَى الْكَعْبَةِ۔ ابوالولید الباجی قاضی عیاض اور دیگر علماء نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ قبر مبارک جو جسد اطہر کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہے وہ کعبہ معظّمہ سے افضل ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن ابی عمر البشکری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کی توثیق کی ہے وہ اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں۔

جَزَمَ الْجَمِيْعُ بِاَنَّ خَيْرَ الْاَرْضِ مَا ـ قَدْ حَاطَ ذَاتَ الْمُصْطَفٰى وَحَوَاهَا

سب علماء نے اس کی تصدیق کی ہے کہ زمین کا وہ حصہ سب سے افضل ہے جو ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

وَنَعَمْ لَقَدْ صَدَقُوْ بِسَاكِنِهَا عَلَتْ ۔ كَاالنَّفْسِ حِيْنَ زَكَتْ زَاكَا مَاوَاهَا

بیشک ایسا ہی ہے اور ان لوگوں نے سچ کہا ہے اپنے سکونت کرنے والے سے ہی اس قطعہ زمین کا درجہ بلند ہوا ہے جس طرح نفس جب پاکیزہ ہوتا ہے تو اس کا مسکن بھی پاکیزہ ہوتا ہے۔

آگے سبل الھدیٰ والرشاد کے اسی صفحہ نمبر 315 پر لکھتے ہیں۔

بَلْ نَقَلَ الْقَاضِیْ تَاجُ الدِّیْنِ السُّبْكِیْ عَنْ ابْنِ عَقِیْلِ الْحَنْبَلِیْ اَنَّهَا اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَجَزَمَ بِذٰلِكَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَزِیْنِ الْبُحَیْرِ الشَّافِعِیْ اَحَدُ السَّادَةِ الْعُلَمَاءِ الْاَوْلِیَاءِ فَقَالَ فِیْ قَصِیْدَتِهٖ۔

بلکہ قاضی تاج الدّین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ جگہ (قبرانور کا وہ حصہ جہاں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمائیں) عرش سے بھی افضل ہے ابوعبداللہ محمد بن رزین البحیر ی الشافعی نے اس کی تائید وتوثیق کی ہے یہ ابوعبداللہ زمرہ علماء اولیاء کے سرداروں میں سے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے قصیدے میں کہا۔

وَلَا شَكَّ اَنَّ الْقَبْرَ اَشْرَفُ مَوْضِعٍ ۔ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّبْعِ السَّمٰوٰتِ طُرَّةً

اس میں کوئی شک نہیں کہ قبر مبارک کی جگہ ساری زمین اور سات آسمانوں سے اشرف ہے۔

وَاَشْرَفُ مِنْ عَرْشِ الْمَلِیْكِ وَلَیْسَ فِیْ ۔ مَقَالِیْ خِلَافٌ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِیْقَةِ

بلکہ مالک الملک کے عرش سے بھی یہ جگہ افضل ہے اور جو میں نے کہا ہے اس میں اہل حقیقت کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 322 پر رقمطراز ہیں عَنِ **الْعَبْدَیْ مِنَ الْمَالِكِیَّةِ اَنَّ الْمَشْیَ لِزِیَارَةِ قَبْرِ النَّبِیِّ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **اَفْضَلُ مِنَ الْكَعْبَةِ** علماء مالکیہ کے ایک عالم العبدی فرماتے ہیں کہ کعبہ معظّمہ کی زیارت کے لئے پیدل چل کر جانے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور کی زیارت کے لئے پیدل چل کر جانا افضل ہے۔

اور سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 317 پر رقمطراز ہیں **فَاِنَّ الْقَبْرَ الشَّرِیْفَ یَنْزِلُ عَلَیْهِ مِنَ الرَّحْمَةِ**

وَالرِّضْوَانِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْمَحَبَّةِ وَلِسَاكِنِهٖ مَاتَقْصِرُ الْعُقُوْلُ عَنْ اِدْرَاكِهٖ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِمَكَانٍ غَيْرِهٖ فَكَيْفَ لَايَكُوْنُ اَفْضَلُ الْاَمَاكِنِ؟ پس بے شک قبر شریف پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں اور رضا کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے بھی حاضری کے لئے نازل ہوتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں اس کے لئے اور اس کے ساکنین کے لئے ایسی محبت ہے جس کا ادراک کرنے سے عقول قاصر ہیں اور ایسا کسی اور جگہ کے لئے نہیں ہے پس یہ جگہیں کیونکر افضل نہ ہوں۔

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث کا عقیدہ کہ قبر انور کی جگہ کعبہ سے بھی افضل ہے اور عرش وکرسی سے بھی:

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اپنی کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 130 میں لکھتے ہیں جب قبہ خضراء پر نظر پڑے تو عظمت وہیبت اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علوشان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک قُبّہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے انبیاء علیہم السلام کی سردار ہے فرشتوں سے افضل ہے۔ قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے جو حصہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے۔ وہ کعبہ سے افضل ہے عرش سے افضل ہے کرسی سے افضل ہے حتّٰی کہ آسمانوں اور زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔

روضہ انور پر حاضری کے آداب علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث کے قلم سے:

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اپنی کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 134-133 پر لکھتے ہیں دیوار سے تین چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے اور نگاہ نیچی رہنا چاہیے اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں۔ یہ خیال کرے کہ چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علوشان اور علومرتبت کا استحضار پوری طرح سے دل میں رہے ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز وانکسار ہونا چاہیے اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ایسی شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس کا ارادہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا جس شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا تجربہ اور واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں اس لئے جتنا زیادہ ادب ہو سکے دریغ نہ کرے اور یہ سمجھے گویا میں زندگی

میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اس لئے کہ امت کے حالات مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔

نیز فضائل حج کے صفحہ نمبر 128-127 پر لکھتے ہیں جب مدینہ طیبہ کی دیواروں پر نظر پڑ جائے اور اس کے معطر باغ نظر آنے لگیں جو بیئرعلی کے بعد سے نظر آنے لگتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ سواری سے نیچے اتر جائے اور روتا ہوا ننگے پاؤں چلے جب ہم نے اس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے نشانات دیکھے جس نے نشانات کے پہچاننے کے واسطے نہ ہمارے پاس دِل چھوڑا نہ عقل چھوڑی تو ہم اپنی سواریوں سے اتر گئے اور اکرام میں پیدل چلنے لگے اس لئے کہ اس کی شان سے یہ بات بہت بعید تھی کہ اس کے پاس سوار ہو کر جائیں پہلے امراء وزراء کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ذوالحلیفہ سے جو تقریباً چھ میل ہے پیدل چلنے لگتے تھے اور حق یہ ہے کہ اس جگہ پاؤں کی بجائے سر کے بل بھی چلے تو اس جگہ کے حق کا کوئی حصہ بھی ادا نہیں ہوسکتا۔

لَوْ جِئْتُكُمْ قَاصِدًا اَسْعٰى عَلٰى بَصَرِیْ ۔ لَمْ اَقْضِ حَقًّا وَاَیُّ الْحَقِّ اَدَّیْتُ

اگر میں تمہاری خدمت میں پاؤں کی بجائے آنکھوں سے چل کر آتا تب بھی میں حق ادا نہ کرسکتا تھا اور میں نے اے آقا! آپ کا اور ہی کون سا حق ادا کیا جو یہی ادا کرتا۔

جب مدینہ پاک میں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منزل کے آثار نظر آنے لگتے ہیں تو انہوں نے محبت کو بھڑکا دیا اور جب وہاں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے شفا ہوگئی کہ اب نہ کسی قسم کا مرض ہے نہ تکلیف۔

(فضائل حج مصنف شیخ الحدیث مولانا زکریا ص128-127)

امام اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

عرب کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

مدینہ طیبہ میں تشریف آوری سے یہ شہر طاعون اور دجال سے محفوظ ہوگیا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلَائِكَةٌ یَحْرُسُوْنَهَا لَایَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مدینہ منورہ میں داخل ہونے والے راستوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتے مقرر کردیئے ہیں جو ان کی نگہبانی کرتے ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں گے۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 252، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 464، مشکوٰۃ شریف ص 240، ترمذی شریف حصہ دوم ص 48، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 303)

مدینہ شریف سے محبت مکہ شریف سے بھی زیادہ:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْاَشَدَّوَصَحِّحِهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَا عِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِا الْجُحْفَةَ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ طیبہ ہمیں ایسا پیارا کردے جیسے مکہ پیارا تھا یا اس سے بھی زیادہ اور اسے صحت بخش بنادے اور اس کے صاع اور مد میں ہمیں برکت عطا فرمادے اور یہاں کے بخار کو جحفہ میں منتقل فرمادے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 253، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 463، مشکوٰۃ شریف ص 239، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 298)

حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی کہ اے اللہ! مدینہ طیبہ ہمیں ایسا پیارا کردے جیسے مکہ معظمہ یا اس سے بھی زیادہ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مبارکہ کا ہی یہ اثر ہے کہ مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ زیادہ پیارا ہے اور مدینہ منورہ کی آب وہوا بہت ہی صحت بخش ہے اور وہاں کی خاک خاک شفا ہے وہاں کی روزی میں بڑی برکت ہے۔

مدینہ منورہ میں موت شہادت سے افضل ہے:

عَنْ يَّحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم كَانَ جَالِسًا وَّقَبْرٌ يُّحْفَرُ فِي الْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم بِئْسَمَا قُلْتَ قَالَ الرَّجُلَ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْهٰذَا اِنَّمَا اَرَدْتُّ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لَامِثْلَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَاعَلَی الْاَرْضِ بُقْعَةٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ بِهَا مِنْهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

حضرت یحیٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرماتے تھے اور مدینہ منورہ میں قبر کھودی جارہی تھی کہ ایک شخص نے قبر میں جھانک کر کہا یہ مومن کا بڑا برا ٹھکانہ ہے (اس کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ مومن پر جس قدر تکالیف آتی ہیں ان سب میں قبر کی وحشت ودہشت زیادہ سخت ہے) تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ غلط کہا ہے اس شخص نے کہا میرے کہنے کا یہ مقصد نہ تھا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں شہادت میری مراد تھی (یعنی میرا یہ بات کہنے سے مقصد یہ تھا کہ اگر یہ شخص میدان جنگ میں شہید ہوتا اور اسے دفن بھی میسر نہ ہوتا تو اسے بستر پر مرنے اور دفن ہونے سے بہتر ہوتا) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (یہاں مدینہ منورہ میں دفن) اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں شہادت بھی اس کے برابر نہیں زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں مجھے اپنی قبر کا ہونا اس جگہ سے زیادہ پیارا ہوتا تین دفعہ فرمایا (یعنی مدینہ منورہ میں فوت ہونا یہاں دفن ہونا دوسری جگہ شہید ہونے سے بھی افضل ہے۔ (موطا امام مالک، مشکوٰۃ شریف ص241)

اللہ تبارک وتعالیٰ کو مدینہ منورہ سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِلَادِ اِلَیَّ فَاَسْكِنِّیْ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَیْكَ فَاَسْكَنَهُ اللّٰهُ الْمَدِیْنَةَ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اے اللہ! تمام شہروں سے جو مجھے سب سے زیادہ پیارا شہر تھا تو نے اس سے مجھے نکالا اب مجھے اس شہر میں سکونت عطا فرما جو تجھے سب شہروں سے زیادہ پیارا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سکونت مدینہ شریف میں عطا فرمائی۔

(دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 2 ص382، مستدرک جلد نمبر 3 ص228، کشف الخفا جلد نمبر 1 ص213)

مدینہ منورہ سے وبا نکال دی گئی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله تعالیٰ عنهما فِیْ رُؤْیَا النَّبِیِّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فِی الْمَدِیْنَةِ رَاَیْتُ اِمْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی نَزَلَتْ مَهْیَعَةَ فَتَاَ وَّالْتُهَا اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِیْنَةِ نُقِلَ مَهْیَعَةَ وَهِیَ الْجُحْفَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کے متعلق روایت ہے جو خواب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف کے متعلق دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک کالی عورت دیکھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے کہ مدینہ منورہ سے نکل گئی حتّٰی کہ مہیعہ میں اتر گئی۔ میں نے اس کے تعبیر یہ کی مدینہ منورہ کی وبا مھیعہ کی طرف منتقل ہوگئی ہے مہیعہ جحفہ کا نام ہے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص1042، مشکوٰۃ شریف ص239، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص298، ابن ماجہ ص289، ترمذی شریف حصہ دوم ص53)

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں دگنی برکت:

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرْكَةِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! تو نے جو برکت مکہ مکرمہ کو عطا فرمائی اس سے دوگنا برکت مدینہ منورہ کو عطا فرما۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص253، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص462 مشکوٰۃ شریف ص240، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص299)

مدینہ شریف کی برکت کے لئے دوسری روایت:

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ كرم الله وجهه اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ دَعَا لِاَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرْكَةِ وَاَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنَا اَدْعُوْالِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ اَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِیْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ مِثْلَ مَابَارَكْتَ لِاَهْلِ مَكَّةَ وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرْكَةِ بَرْكَتَیْنِ۔

سیدنا حضرت حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ

الٰہی میں عرض کی اے اللہ! تیرے بندے اور تیرے خلیل (حضرت) ابراھیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اہل مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما جس قدر تو نے اہل مکہ کو برکت عطا فرمائی اور اس برکت کے ساتھ دو مزید برکتوں کا اضافہ فرما۔ (ترمذی شریف حصہ دوم ص 231، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 299، مجمع الزوائد جلد نمبر 3 ص 308)

مدینہ شریف کی برکت کے لئے تیسری روایت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَأَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَآءُوْبِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِیْنَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ قَالَ ثُمَّ یَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِیْدٍ وَیُعْطِیْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ (اہل مدینہ) جب (باغوں میں) پہلا پھل دیکھتے تو اسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پھل کو لے کر بارگاہ الٰہی میں دعا فرماتے اے اللہ! ہمارے لئے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے لئے مدینہ طیبہ میں بھی برکت عطا فرما ہمارے لئے ہمارے صاع میں برکت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے مد میں برکت عطا فرما اے اللہ! بیشک (حضرت) ابراھیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے انہوں نے تجھ سے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تیری بارگاہ میں مدینہ طیبہ کے لئے دعا کرتا ہوں جس طرح ابراھیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی اور اس کی مثل اس کے ساتھ اور حضرت ابوھریرہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پھر سب چھوٹے بچوں کو بلاتے اور وہ پھل انہیں دے دیتے۔

(مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 462، مشکوٰۃ شریف ص 239، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 299)

مدینہ شریف کی برکت کے لئے چوتھی روایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِیْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَادَعَا اِبْرَاهِيْمُ لِمَكَّةَ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک (حضرت) ابراھیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا اور بے شک میں مدینہ منورہ کو حرم بناتا ہوں اور اس کے پیمانوں اور وزنوں کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں جیسے کہ (حضرت) ابراھیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ (مسلم شریف جلد نمبر 3 ص463، ابن ماجہ ص232، مشکوٰۃ شریف ص239، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص299)

ہو سکے تو موت مدینہ منورہ میں آئے کہ مدینہ شریف میں مرنے والے کی شفاعت حضور فرمائیں گے:

عَنِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنھما قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِها۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ طیبہ میں مر سکے تو اسے چاہیے کہ وہ وہاں ہی مرے کیونکہ میں مدینہ منورہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی شریف حصہ دوم ص231، ابن ماجہ ص232، صحیح ابن حبان جلد نمبر 1 ص270، مشکوٰۃ شریف ص240، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص306)

حضرت عمر کی دعا کہ موت مدینہ منورہ میں آئے:

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قِتَالاً فِیْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ الٰہی میں دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! مجھے اپنے راہ میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر دے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص253، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص307)

سب جگہوں سے افضل مدینہ منورہ میں رہنا:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِیْ زُھَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم يَقُوْلُ

يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْنَ يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْنَ يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب یمن فتح ہوگا تو ایک قوم دوڑتی ہوئی خوشی خوشی آئے گی اور اپنے بال بچوں اور اپنے خدام کو (مدینہ منورہ سے) وہاں لے جائے گی (وہاں کے عیش آرام وخوشحالی سے متاثر ہوکر) حالانکہ اگر وہ سمجھتے تو مدینہ طیبہ ان کے لئے بہتر تھا اور شام فتح ہوگا تو ایک قوم خوشی خوشی دوڑتی آئے گی اور اپنے گھر والوں اور خدام کو وہاں لے جائے گی حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر تھا اور عراق فتح ہوگا تو ایک قوم خوشی خوشی آئے گی اور اپنے بال بچوں اور خدام کو (مدینہ منورہ سے) وہاں لے جائے گی حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص 252، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 465، مشکوٰۃ شریف ص 239، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 306، صحیح ابن حبان جلد نمبر 1 ص 271)

حضور نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میری قبر مدینہ طیبہ میں ہو:

عَنْ يَّحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَاعَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا مِنْهَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں مجھے اپنی قبر کا ہونا اس جگہ (مدینہ طیبہ) سے زیادہ پیارا ہوتا۔ یعنی مدینہ منورہ میں قبر ہونا مجھے سب جگہوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص 241،، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص 307)

مدینہ شریف نظر آنے پر مدینہ منورہ پہنچنے میں جلدی فرماتے:

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَآبَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے۔ مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری کو تیز فرماتے اگر گھوڑے پر ہوتے تو اسے ایڑی لگاتے مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے (جلدی کرتے) (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص253، مشکوۃ شریف ص240)

مدینہ طیبہ گناہوں سے پاک کردیتا ہے:

عَنْ زَیْدِبْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِنَّھَا اَیِ الْمَدِیْنَۃَ طَیِّبَۃٌ تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْفِضَّۃِ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ مدینہ طیبہ ہے یہ (مومن کے) گناہوں کو ایسے دور کردیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی سے میل کھوٹ کو دور کردیتی ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص308)

لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ یہ مدینہ ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُمِرْتُ بِقَرْیَۃٍ تَاْکُلُ الْقُرَیٰ یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبَ وَھِیَ الْمَدِیْنَۃُ تَنْفِی النَّاسَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدَ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی بستی کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں کو کھاجائے گی (کھا جانے کے معنی یہ ہیں کہ یہاں کے لوگ تمام ملکوں کو فتح کریں گے اوران کے مال وخزانے مدینہ منورہ میں پہنچ جائیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ شام فارس اور روم کے خزانے مدینہ منورہ پہنچے یا یہاں کے باشندے پہلے بھی دوسروں پر غالب آتے رہے کہ پہلے مدینہ منورہ میں قوم عمالقہ رہی تو وہ بہت مما لک پر غالب آگئی پھر یہاں یہودی آباد ہوئے تو وہ قوم عمالقہ پر غالب آگئے) لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ یہ مدینہ ہے لوگوں کو ایسے صاف کردے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص252، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص464، مشکوۃ شریف ص239، البدایۃ والنھایہ جلد نمبر 3 ص476، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص308)

(صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خبیث وہاں مرکر دفن ہوبھی جائے تو فرشتے اسے وہاں سے نکال کر کسی اور جگہ دفن کردیتے ہیں اور اگر کوئی وہاں مدینہ منورہ کا رہنے والا عاشق کسی اور جگہ فوت ہوجائے تو اسے وہاں سے نکال کر مدینہ

منورہ لے جاتے ہیں۔)

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال مدینہ شریف آئے تو انہیں بخار ہو گیا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے پہلے یہ شہر مختلف وبائی بیماریوں کی آماجگاہ تھا اس کا پانی بدمزہ اور بدبودار تھا جس سے صحابہ کرام مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گئے فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق ان کے غلام حضرت عامر بن فہرہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک ہی مکان میں رہائش پذیر تھے یہ تینوں بخار میں مبتلا ہو گئے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی عیادت کے لئے اجازت طلب کی آپ نے اجازت عطا فرمادی میں ان کی عیادت کے لئے ان کے پاس گئی اور یہ واقعہ ہم پر پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے میں نے وہاں انہیں شدید قسم کے بخار میں مبتلا دیکھا سب سے پہلے میں اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئی۔ میں نے انہیں کہا ابا جان کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا۔

كُلُّ اِمْرِئٍ مُصْبِحٌ فِيْ اَهْلِهٖ ۔ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ہر آدمی اپنے اہل خانہ کے پاس صبح کرتا ہے اور اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ موت اس کے قریب ہے۔

یہ سن کر میں نے کہا کہ والد ماجد پر غشی کی حالت طاری ہوگئی پھر میں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا حال پوچھا انہوں نے کہا۔

لَقَدْ وَجَدْتُّ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهٖ ۔ كَالثَّوْرِ يَحْمِيْ جِلْدَهٗ بِرَوْقِهٖ

ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا ہے اور بیل اپنے سینگ سے اپنی جلد کی حفاظت کرتا ہے۔

میں نے اس سے سمجھ لیا کہ عامر بھی بے ہوشی میں بول رہے ہیں۔

ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بخار جب اتر جاتا تو وہ مکان کے صحن میں آکر لیٹ جاتے پھر بلند آواز سے یہ شعر پڑھتے۔

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۔ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ

اے کاش کبھی وہ وقت بھی آئے کہ میں وادی میں رات بسر کروں گا اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل کے خوشبودار

گھاس ہوں گے۔

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ فَجَنَّةٍ ۔ هَلْ يَبْدُوْنَ لِيْ شَامَةٌ وَّيطُفَيْلُ

کیا کبھی ایسا ہوگا کہ میں جُنّہ کے چشمے پروارد ہوں گا کیا میں ایسی جگہ اتروں گا جہاں شامہ اورطفیل کی پہاڑیاں نظر آ رہی ہوں گی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے سارا ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَافِي صَاعِهَا وَمُدِّ هَا ثُم انْقُلْ وَبَاءَ هَا اِلٰى مَهْيَعَةٍ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔

اے اللہ! مدینہ منورہ کو ہمیں اس طرح محبوب بنا دے جس طرح مکہ مکرمہ کو تو نے ہمارے لئے محبوب بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے اور اس کی آب وہوا کو صحت بخش بنا دے اور اس کے پیانوں اور وزنوں میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس کی وباء کو جحفہ کی طرف منتقل فرما۔ (بخاری شریف جلد نمبر 1 ص253، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص463، البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر 3 ص500، صحیح ابن حبان جلد نمبر 1 ص268، مشکوٰۃ شریف ص239، سبل الھدیٰ والرساد جلد نمبر 3 ص297)

مدینہ منورہ کی خاک خاک شفا ہے اور اس کا گرد وغبار بھی شفا ہے:

میں یہاں علمائے دیو بند کے شیخ الحدیث مولٰینا محمد زکریا کی کتاب فضائل حج سے اقتباس پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔ عَنْ عَائِشَةَ رضى الله تعالىٰ عنها اَنَّ النَّبِىَّ صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقِهٖ بَعْضِنَا يَشْفِيْ سَقِيْمَنَا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مریض کے لئے فرمایا کرتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يَشْفِيْ سَقِيْمَنَا۔

ف: اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ مل کر ہمارے بیمار کو شفا دیتی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم وغیرہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرتے امام نووی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انگلی کو لب لگا کر زمین پر لگاتے تا کہ اس کو مٹی

لگ جائے اور یہ دعا پڑھتے پھر اس کو اس جگہ لگا دیتے جو ماؤف ہے۔ بعض علماء نے اس کو عام کہا وہ ہر جگہ کی مٹی کے متعلق ایسا ہی کہتے ہیں اور اسکی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وطن کی مٹی کو مزاج سے مناسبت میں خاص دخل ہوتا ہے جیسا کہ حافظ نے فتح الباری میں اس کو وضاحت سے نقل کیا ہے اور بعض علماء نے اس کو مدینہ پاک کی مٹی کے ساتھ خاص بتایا ہے علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب لدنیہ میں مدینہ پاک کی خصوصیت میں لکھا ہے کہ اس کا غبار جذام اور برص کیلئے خصوصیت سے شفا ہے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ نہ تو کوئی طبی چیز ہے نہ عقلی چیز ہے لیکن منکر کو نفع نہیں دیتی علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض لوگوں کے حالات بھی لکھے ہیں جن کو برص کی بیماری تھی اور مدینہ پاک کی مٹی ملنے سے وہ اچھے ہوگئے علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں بلکہ ہر مرض کے لئے شفا ہے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ قبیلہ بنوالحارث کے پاس گئے وہ لوگ بیمار تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے؟ کہنے لگے حضور! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ بخار میں مبتلا ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس توصعیب موجود ہے (یہ مدینہ منورہ کی خاص جگہ کا نام ہے جو وادی بطحان میں ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضور صعیب کو کیا کریں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی مٹی لے کر پانی میں ڈال کر اس پر یہ پڑھ کر لب ڈالو (بِسْمِ اللّٰهِ تُرابُ اَرْضِنَا بِرِيْقِ بَعْضِنَا شِفَاءٌ لِّمَرِيْضِنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا) ان حضرات نے اس کا استعمال کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے بخار جاتا رہا۔

اس واقعہ کو نقل کرنے والے ایک روای کہتے ہیں کہ لوگوں کو اس جگہ سے مٹی اٹھانے کی وجہ سے وہاں گڑھا پڑ گیا بہت سے لوگوں نے اس کا تجربہ کیا علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ جگہ اب تک بھی موجود ہے لوگ اس کے مٹی بیماروں کے واسطے لاتے ہیں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کا غبار کوڑھ کی بیماری کے لئے شفا ہے۔ (زرقانی)

مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں کہ اس ناکارہ کا تجربہ تو یہاں تک ہے کہ مدینہ طیبہ کی مٹی اس دعا کے ساتھ طاعون کی گلٹی تک کے لئے بھی نافع ہوتی ہے اور وفاء الوفا میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی مٹی میں ہر بیماری کا علاج ہے۔

(فضائل حج مصنف علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ص187-188)

اہل مدینہ کو ظلماً ایذا پہنچانے والوں پر لعنت خدا:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلاَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله وسلم قَالَ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلاً۔

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اہل مدینہ کو از راہ ظلم خوف زدہ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے خوف زدہ کرے گا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت ہوگی اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ عذاب پھیرے گا اور نہ کوئی معاوضہ قبول کرے گا۔ (مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص773، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 3 ص312، معجم الاوسط جلد نمبر 2 ص379، صحیح ابن حبان جلد نمبر 6 ص20، مجمع الزوائد جلد نمبر 3 ص659)

دوسری روایت:

عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يسارٍ رضی الله تعالیٰ عنه اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اَلْمَدِيْنَةُ مُهَاجِرِیْ وَفِيْهَا مَضْجَعِیْ وَمِنْهَا مَبْعَثِیْ حَقِيْقٌ عَلٰى اُمَّتِیْ حِفْظَ جِيْرَانِیْ مَااجْتَنِبُوا الْكَبَائِرَ وَمَنْ حَفِظَهُمْ كُنْتُ لَهٗ شهيدًا وَّشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يَحْفَظْهُمْ سُقِیَ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ ۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اسی میں میری قبر انور ہوگی قیامت کے روز میں یہیں سے اٹھوں گا میرے پڑوسیوں کی حفاظت میری اُمت پر لازم ہے جب تک یہ کبیرہ گناہوں سے بچے رہیں جو شخص ان کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور جوان کی حفاظت نہیں کرے گا اس کو دوزخیوں کی پیپ اور خون پلایا جائے گا۔ (سبل الھدیٰ جلد نمبر 3 ص312)

یزید اور یزیدیوں کے جہنمی اور لعنتی ہونے کے لئے یہی کافی ہے:

اوپر کی حدیث مبارکہ میں ہم نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اقدس پڑھا کہ جو اہل مدینہ کو خوف زدہ کرے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اس سے اگلی حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو اہل مدینہ کی حفاظت نہ کرے اسے دوزخیوں کی پیپ اور خون پلایا جائے گا یزید اور یزیدیوں نے جو اہل مدینہ پر ظلم وستم ڈھائے اور مسجد نبوی شریف کی جو بے حرمتی کی اگر واقعہ کربلا نہ بھی ہوتو ان کے جہنمی اور لعنتی ہونے کے لئے تو یہی کافی تھا ان کے ایسے مظالم پڑھنے اور سننے کے بعد بھی جس کے دل میں یزید اور یزیدیوں کے متعلق ہمدردی اور محبت ہو اور جو اسے مومن سمجھے اس کا اپنا ایمان منافقت سے عبارت ہے۔

قبر انور (روضہ اقدس) کی حاضری اور زیارت:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥ (پ5 ع6) اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور تمہارے حضور حاضر ہو کر اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو تو بہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔

اس آیۃ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے گنہگار بندوں کو گناہ کی بخشش کے لئے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر حاضر ہو کر رب کریم سے گناہوں کی معافی طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے یعنی اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس کی حاضری کا راستہ دکھایا ہے اور اس میں یہ بھی قید نہیں لگائی کہ صرف ان کی زندگی میں آئیں پھر وصال کے بعد نہ آئیں قرآن مجید کے احکام سب مومنوں کے لئے ہیں اور قیامت تک کے لئے ہیں لہٰذا بحکم الٰہی قیامت تک جو بھی مومن جب بھی در اقدس پر حاضر ہوگا رحمت الٰہی سے جھولیاں بھر بھر کر لے جائے گا یہ فیض کرم الٰہی سے جاری تھا جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا بندہ ناچیز اس سلسلے میں یہاں ایک واقعہ ذکر کرتا ہے اگرچہ اس واقعہ کو تفسیر مدارک اور تفسیر خزائن میں بھی ذکر کیا گیا ہے مگر بندہ یہاں اس حوالہ کے بجائے علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب فضائل حج کے حوالہ سے یہاں تحریر کرتا ہے انہوں نے کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 123-122 پر تاریخ ابن عساکر اور ابن جوزی کی کتاب مثیر العزم اور شفاء الاسقام اور مواھب کے حوالہ سے یہ واقعہ تحریر کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے:

محمد بن عبداللہ بن عمرو عتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا حاضری کے بعد وہیں ایک جگہ بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا یَاخَیْرَ الرُّسُلِ (اے سب رسولوں کی بہترین ذات) اللہ جل شانہ نے آپ پر قرآن شریف نازل فرمایا وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْكَ فَاسْتَغْفَرُو االلّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُو االلّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا o اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کرلیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور آ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے اپنے گناہوں کے معافی مانگتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تبارک وتعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے اے اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور اس میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور یہ شعر پڑھے۔

یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِاالقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل گئی۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ۔ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے اس میں جود ہے اس میں کرم ہے اس کے بعد انہوں نے استغفار کی اور چلے گئے حضرت عتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری ذرا آنکھ لگ گئی میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کئے ہیں مگر امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو اور شعر نقل کئے ہیں جو یہ ہیں۔

اَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ ۔ عَلَى الصِّرَاطِ اِذَا مَازُلَّتِ الْقَدَمُ

آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم امیدوار ہیں جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَا حِبَاكَ لَآ اَنْسَا هُمَا اَبَدًا ۔ مِنِّی السَّلَامُ عَلَيْکُمْ مَاجَرَی الْقَلَمُ

اور آپ کے دو ساتھیوں کو میں کبھی بھی بھلا نہیں سکتا میری طرف سے تم سب پر سلام ہوتا رہے جب تک کہ دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے یعنی قیامت تک۔ (کتاب فضائل حج ص123-122 مصنف مولانا محمد زکریا)

بندہ نے فضائل حج کتاب سے حرف بحرف لکھ دیا ہے اپنی طرف سے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی اس سے واضح کرنا یہ مقصود تھا کہ علماء دیوبند کے شیخ الحدیث کا یہی عقیدہ تھا کہ صرف ظاہری زندگی میں ہی نہیں بلکہ بعداز وصال بھی فیض کا یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور یہ قیامت تک رہے گا۔ یہی شیخ الحدیث اپنی اسی کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 134 پر لکھتے ہیں۔ ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز وانکسار ہونا چاہیے اس لئے کہ آپ کی ذات ایسی شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے جس نے آپ کے در کا ارادہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا جس شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا تجربہ اور واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں اس لئے جتنا زیادہ ادب ہو سکے دریغ نہ کرے اور سمجھے گویا میں زندگی میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اس لئے کہ امت کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔

نیز اسی کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 120 پر لکھتے ہیں کہ سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ یہ لوگ جو حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کرتے ہیں آپ کو ان کا علم ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ہوتا ہے اور میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (فضائل حج ص120 بحوالہ (اخراجہ سعید بن منصور کذافی الاتحاف) بندہ نے یہاں دیگر کتب کے علاوہ مثلاً تفسیر مدارک تفسیر خزائن یا تاریخ ابن عساکر وغیرہ کی بجائے صرف علمائے دیوبند کے شیخ! الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب فضائل حج کے حوالہ سے لکھا ہے تاکہ ان کے شاگرد حضرات یا عقیدہ تمند حضرات کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ان کے بزرگوں کے کیا عقائد تھے وہ حضرات ہمارے انہیں عقائد پر ہمیں شرک کے فتوں سے نوازتے ہیں حقیقتاً یہی عقائد شرک نہیں عین توحید ورسالت پر ایمان ہے۔

قبرانور (روضہ اقدس) کی زیارت کا فائدہ احادیث مبارکہ کی رو سے:

حدیث شریف نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسے اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ (سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 5 ص535، مشکوٰۃ شریف ص241، الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص800، الکامل الابن عدی جلد نمبر 2 ص382، دارقطنی جلد نمبر 3 ص333، وفاء الوفا حصہ نمبر 4 ص171، شفاء السقام ص20، معجم الکبیر لطبرانی جلد نمبر 12 ص310، الشفا حصہ دوم ص87)

حدیث شریف نمبر 2:

عَنْ رَّجُلٍ مِنْ آلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَکَنَ الْمَدِیْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَا ئِهَا کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِالْحَرَ مَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

آل خطاب کے ایک مرد سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قصداً میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو مدینہ منورہ میں رہے اور یہاں کی تکالیف پر صبر کرے میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا اور جو دونوں حرم سے کسی حرم میں فوت ہو جائے وہ قیامت کے دن امن والوں سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ص 240، وفاء الوفا حصہ نمبر 4 ص173، شرح الشفا للقاری جلد نمبر 2 ص150، شفاء السقام ص31 محدثین نے مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ جو شخص گھر سے مدینہ منورہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت سے جائے اسے اور کوئی کام نہ ہو نہ تجارتی نہ کوئی دنیاوی اور نہ ہی نام ونمود غرض ہو مسجد نبوی کی زیارت جنت البقیع، مسجد قبا شھداء احد یہ سب حاضریاں اسی کے تابع ہوں اصل مقصود حاضری بارگاہ عالی ہو۔

اس مفہوم کی تصدیق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے اسے درج ذیل نمبر 3 میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف نمبر 3:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا یُھِمُّہٗ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی سفارش کروں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد نمبر 12 ص 225، وفاء الوفا حصہ نمبر 4 ص170، شفاء السقام ص16، مجمع الزوائد جلد نمبر 1 ص 237، درمنثور جلد نمبر 4 ص2)

اس حدیث مبارکہ کے تحت فضائل حج ص114 میں مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں دنیا میں کون ایسا شخص ہوگا کہ جس کو محشر کے حولناک منظر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو اور کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمادیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمہ ضروری ہے۔

ردالمحتار جلد نمبر 4 ص54 میں ہے قَالَ ابْنُ الْھَمَّامِ وَالْاَوْلٰی فِیْمَا یَقَعُ عِنْدَا الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ تَجْرِیْدُ النِّیَۃِ لِزِیَارَۃِ قَبْرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ یَحْصِلُ لَہٗ اِذَا قَدِمَ زِیَارَۃُ الْمَسْجِدِ اَوْیَسْتَمْنِعُ فَضْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ مَرَّۃٍ اُخْرٰی یَنْوِیْھَا فِیْھَا لِاَنَّ فِیْ ذٰلِکَ زِیَادَۃُ تَعْظِیْمِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَاِجْلَالِہٖ وَیُوَافِقُہٗ ظَاھِرٌ مَاذَکَرْنَاہُ مِنْ قَوْلِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃً اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الخ وَنَقَلَ الرَّحْمَتِیْ عَنِ الْعَارِفِ الْمُلَّا جَامِیْ اِنَّہٗ اَفْرَالزِیَارَۃَ عَنِ الْحَجِّ حَتّٰی لَایَکُوْنَ لَہٗ مَقْصِدٌ غِیْرُھَا فِیْ سَفَرِہٖ۔ حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو فقہائے حنفیہ سے ہیں) فرماتے ہیں کہ بندہ ضعیف کے نزدیک تو افضل یہی ہے کہ پہلی دفعہ تو صرف اور صرف قبر انور کی زیارت کی نیت سے حاضری دے ہاں اگر مقدر یاوری کرے اور دوسری دفعہ حاضری کا موقع نصیب ہو تو پھر ساتھ مسجد نبوی شریف کی زیارت بھی کرلے کیونکہ اسی میں محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واجلال کا اظہار زیادہ ہے اور اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کی بھی موافقت ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا

لَاتَحْمِلُهٗ حَاجَةً اِلاَّ زِيَارَتِيْ كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ شَفِيْعًا لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ جو میری زیارت کے لئے آئے کہ اسے کوئی اور کام نہ ہو صرف مقصد میری زیارت ہی ہو تو مجھ پر یہ حق یہ ہے کہ بروز قیامت میں اس کی شفاعت کروں۔ عارف ملا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ محض زیارت حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے سفر کیا اس میں حج کو بھی شامل نہ کیا کہ محض زیارت کی نیت ہی ہو۔ یہ ساری بحث اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ سفر برائے زیارت کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 114 پر لکھنے کے بعد علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں (محبّت کی بات تو یہی ہے)

جس نے میری قبر انور کی زیارت اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے:

حدیث شریف نمبر 4:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبر (انور) کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (الشفا قاضی عیاض حصہ دوم ص 87، الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص 800، سنن دارقطنی جلد نمبر 3 ص 334، الکامل لابن عدی جلد نمبر 6 ص 350، وفاء الوفا جلد نمبر 4 ص 168، شرح الشفا جلد نمبر 2 ص 150، شفاء السقام ص 2، شعب الایمان للبیہقی جلد نمبر 3 ص 490، نوادرالاصول جلد نمبر 2 ص 67، فضائل حج محمد زکریا ص 113)

حدیث شریف نمبر 5:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی پس اس نے مجھ سے جفا کی۔ (وفا الوفا جلد نمبر 4 ص 172، شرح الشفا جلد نمبر 2 ص 151-150، شفاء السقام ص 27، الکامل فی ضعفاء الرجال جلد نمبر 8 ص 248،

فضائل حج محمد زکریا ص116)

جو طاقت ہوتے زیارت کو نہ آیا اس کا کوئی عذر قبول نہیں:

حدیث شریف نمبر6:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ زَارَنِیْ مَیْتًا فَکَاَنَّمَا۔ زَارَنِیْ حَیًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ لَہٗ سَعَۃٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ فَلَیْسَ لَہٗ عُذْرٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی میری امت میں سے جس کسی کے پاس وسعت وطاقت ہو پھر بھی وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کے لئے کوئی عذر نہیں۔

(شفاء السقام ص37، وفاء الوفا جلد نمبر4 ص175)

جو مدینہ منورہ حضور کی زیارت کے لئے جائے قیامت کے دن اس کیلئے شفاعت واجب جو حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہو:

حدیث شریف نمبر7:

عَنْ بِکْرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ مَنْ اَتَی الْمَدِیْنَۃَ زائرًاِلَیَّ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ مَّاتَ فِیْ اَحَدِالْحَرَمَیْنِ بُعِثَ آمِنًا۔

حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں میری زیارت کے لئے حاضر ہوا قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور جو شخص دونوں حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہوگیا وہ قیامت کے دن محفوظ

مامون اٹھایا جائے گا۔ (وفاء الوفا جلد نمبر 4 ص173)

جو (مومن) بھی حرم مدینہ یا حرم مکہ میں فوت ہوگیا وہ قیامت کو محفوظ و مامون اٹھایا جائے گا:

حدیث شریف نمبر 8:

عَنْ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ مَّاتَ بِاَحَدِالْحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو دونوں حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہوگیا (حرم مدینہ وحرم مکہ) وہ قیامت کے دن محفوظ و مامون اٹھایا جائے گا۔

(سنن دارقطنی جلد نمبر 3 ص334، وفاء الوفا جلد نمبر 4 ص174، شفاء السقام ص33)

حضرت حیدر کرار نے فرمایا جس نے قبر انور کی زیارت کی وہ بروز قیامت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوسی ہوگا:

حدیث شریف نمبر 9:

عَنْ عَلِیٍّ کرم اللہ وجھہ قَالَ مَنْ سَاَلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَلدرجۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ زَارَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کَانَ فِیْ جَوَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے ہے فرماتے ہیں جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درجہ اور وسیلہ طلب کیا اس کے لئے قیامت کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حلال ہوگئی اور جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا

پڑوسی ہوگا۔ (وفاءالوفا حصہ نمبر 4 ص176)

جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی وہ قیامت میں آپ کا ہمسایہ ہوگا:

حدیث شریف نمبر 10:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قَالَ مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا وَشَهِيْدًا وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ زَارَنِیْ فِی الْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كَانَ فِیْ جِوَارِیْ وَكُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ثواب کی نیت سے مدینہ منورہ میں میری زیارت کرے تو میں اس کے لئے شفیع بھی ہوں گا اور گواہ بھی اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ثواب کے طور پر مدینہ شریف میں میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا اور میں اس اس کے لئے شفیع ہوگا۔

(الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص801، الشفا قاضی عیاض حصہ دوم ص87، شفاء السقام ص36، درمنثور جلد نمبر 2 ص55، شرح الشفا جلد نمبر 2 ص150، وفاء الوفا حصہ نمبر 4 ص174، فضائل حج محمد زکریا ص117)

حضور نے فرمایا جو حج کرے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج لکھے جاتے ہیں:

حدیث شریف نمبر 11:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ حَجَّ اِلٰی مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ كُتِبَتْ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔ (وفاء الوفا جلد نمبر 4 ص175، فضائل حج ص117، محمد زکریا بحوالہ الاتحاف)

حضرت حیدر کرار سے حدیث زیارۃ:

حدیث شریف نمبر 12:

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری قبر (انور) کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر (انور) کی زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

(وفاء الوفا حصہ نمبر 4 ص176)

روضہ اقدس کی زیارت سنت ہے واجب ہے:

ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور (روضہ اقدس) کی زیارت مستحب بھی ہے سنت بھی ہے اور واجب بھی یہ ہر مومن کی استعداد کار پر ہے۔

سب سے پہلے تو اس کا فیصلہ قرآن مجید سے حاصل کرتے ہیں کہ ہر مومن کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ مقدس و پیاری کتاب باعث ایمان وحرف آخر ہے پھر فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے لئے باعث ایمان وحرف آخر ہے ہے اس کے بعد صحابہ کرام کا عمل وفرمان ہمارے لئے مشعل راہ ہے اسے ملاحظہ کریں گے اس کے بعد آئمہ مجتہدین اور صلحائے امت کے اقوال وافعال کا ذکر ہوگا۔

(1) فرمان الٰہی قرآن مجید میں ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اور جب یہ گناہ کر بیٹھیں تو اے محبوب آپ کے پاس آجائیں پس اللہ تبارک وتعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کریں اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔ اس آیۃ مبارکہ میں تین حکم ہیں۔ (۱) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری۔ (۲) وہاں حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا۔ (۳) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر ان کی سفارش فرمانا۔ اور یہ حکم تا قیامت مسلمانوں کے لئے ہے کیونکہ قرآن مجید کے احکامات قیامت

تک مسلمانوں کے لئے ہیں چنانچہ وفاء الوفا حصہ چہارم ص185 میں ہے یہ آیۃ مبارکہ دَالَّةٌ عَلَى الْحِثِّ بِالْمَجِيْءِ اِلَى الرَّسُوْلِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَقَدْ حَصَلَ اِسْتِغْفَارُهٗ جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِقَوْلِهٖ تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ فَاِذَا وَجَدَ مَجِيْئُهُمْ فَاِسْتِغْفَارُهُمْ تَكْمَلَتِ الْاُمُوْرُ الثَّلَاثَةُ الْمُوْجَبَةُ لِتَوْبَةِ اللّٰهِ وَلِرَحْمَتِهٖ وَقَوْلُهٗ (وَسْتَغْفَرَ لَهُمْ) مَعْطُوْفٌ عَلٰى قَوْلِهٖ (جَآءُوْكَ) الخ (یہ آیۃ مبارکہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْ)لوگوں کوحضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے اور وہاں استغفار کرنے کے لئے ابھارنے پر دلالت کرتی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے لئے سفارش کرنے پر دال کرتی ہے اور یہ رتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر منقطع نہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تمام مومنوں کے لئے استغفار تو حاصل ہو چکا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق وَاَسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ وَلِلْمُؤْمِنٰتِ علامہ نورالدین علی بن احمد یہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں جب مومن کا حضور کی بارگاہ اقدس میں آنا بھی ہوگیا اور وہاں حاضر ہوکر بارگاہ الٰہی سے مغفرت بھی طلب کرلی اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے لئے استغفار بھی ہوگیا تو پھر تینوں امور جو بارگاہ الٰہی میں توبہ اور اس کی رحمت کے حصول کا سبب ہیں حاصل ہو گئے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مقام (امت کے لئے استغفار) آپ کے وصال سے منقطع نہیں ہوا اور واستغفرلھم اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان جَآءُوْكَ پر معطوف ہے آگے اسی جگہ پر فرماتے ہیں لَا نُسَلِّمُ اَنَّهٗ لَايَسْتَغْفِرُ بَعْدَ الْمَوْتِ لِمَا سَبَقَ مِنْ حَيَاتِهٖ وَمِنْ اِسْتِغْفَارِهٖ لِاُمَّتِهٖ بَعْدَالْمَوْتِ عِنْدَ عِرْضِ اَعْمَالِهِمْ عَلَيْهِ۔

ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصال کے بعد امت کے لئے استغفار نہیں کرتے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وصال کے بعد حیات مبارکہ اور امت کے لئے استغفار جب کہ امت کے اعمال آپ کی بارگاہ اقدس میں پیش ہوتے ہیں کا ذکر پہلے اسی کتاب میں گذر چکا ہے۔

(وفاء الوفا حصہ چہارم ص185، شفاء السقام ص81)

قبرانور کی زیارت سنت ہے واجب ہے:

شفا شریف میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں وَزِيَارَةُ قَبْرِهٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مُجْمَعٌ عَلَيْهَا وَفَضِيْلَةٌ مُرَغَّبٌ فِيْهَا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور

کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے اور اس کی فضیلت پسندیدہ چیز ہے۔

(شفا شریف قاضی عیاض مالکی حصہ دوم ص 87 اور شرح الشفا میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حنفی ہیں لکھتے ہیں فِیْ حُکْمِ زِیَارَۃِ قَبْرِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَفَضِیْلَۃٌ مَنْ زَارَہٗ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَکَیْفَ یُسَلِّمُ وَیَدْعُوْ وَزِیَارَۃُ قَبْرِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ سُنَّۃٌ مِنْ سُنَنِ الْمُسْلِمِیْنَ مُجْمَعٌ وَیُرْوِیٰ مُجْتَمَعٌ علیھا اَیْ مُجْتَمَعٌ عَلٰی کَوْنِھَا سُنَّۃٌ وَمِمَّنْ اَدْعٰی الْاِجْمَاع النووی وابن الْھَمَامِ بَلْ قِیْلَ اِنَّھَا وَاجِبَۃٌ وَفَضِیْلَۃٌ مُرَغَّبٌ فِیْھَا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارۃ کا یہ حکم ہے کہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (کی قبر انور) کی زیارت کرے اور آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے اور وہ کیسے سلام عرض کرے اور دعا مانگے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے اور یہ بھی روایت کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارۃ سنت ہونے پر سب کا اجتماع ہے اور امام نووی اور ابن ھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھما فرماتے ہیں کہ اس پر ساری امت کا اجماع ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ زیارت واجب ہے اور پسندیدہ فضیلت ہے۔

(شرح الشفا جلد نمبر 2 ص 150-149)

اور شفاء السقام کے صفحہ نمبر 63 پر ہے کہ قاضی ابوالطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا حج اور عمرہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنا مستحب ہے اسی طرح شیخ محاملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجرید میں لکھا کہ حاجی کے لئے مستحب ہے کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے۔

شفاء السقام کے صفحہ نمبر 65-64 پر شیخ الامام المحدث حضرت تقی الدین السبکی شافعی رحمۃ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں وَقَالَ الرویانی یَسْتَحِبُّ اِذَا فَرَغَ مِنْ حَجِّہٖ اَنْ یَّزُوْرَ قَبْرَالنَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَاِجْمَاعُ سَائِرِ الْعُلَمَاءِ عَلَیْہِ وَالْھَنْفِیَۃُ قَالُوْا اِنَّ زِیَارَۃَ قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنْ اَفْضَلِ الْمَنْدُوْبَاتِ وَالْمُسْتَحبَّاتِ بَلْ تَقَرَّبُ مِنْ دَرْجَۃِ الْوَاجِبَاتِ مِمَّنْ صَرحَ بِذٰلِکَ مِنْھُمْ اَبُوْ مَنْصُوْرِبْنِ المکرمِ الْکِرْمانِیْ فِیْ مَنَاسِکِہٖ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَحْمُوْدِبْنِ بَلْدَجِیْ فِیْ شرحِ الْمُخْتَارِ وَفِیْ فَتَاوٰیٰ اَبِی اللَّیْثِ سَمَرْقَنْدِیْ فِیْ بَابِ اَدَاءِ الْحَجِّ.....وَکَذٰلِکَ نَصَّ عَلَیْہِ الْحَنَابِلَۃِ اَیْضًا۔ امام رویانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جب حج سے فارغ

ہو جائے تو مستحب ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے سب علماء کا اس پر اجماع ہے احناف کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت مستحبات میں سب سے زیادہ افضل بلکہ درجہ وجوب سے قریب تر ہے ان میں سے ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی مناسک میں اور عبداللہ بن محمود نے شرح مختار میں اور فتاویٰ ابواللیث سمرقندی باب اداء الحج میں اس کی تصریح کی ہے حنبلی حضرات نے بھی اس طرح اس پر نص کی ہے۔ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام کے ص 67 پر ہے وَفِیْ کِتَابِ تَھْذِیْبِ المالِبِ لِعَبْدِ الْحَقِّ الصَّقْلِیْ عَنِ الشَّیْخِ اَبِیْ عِمْرَانَ الْمَالِکِیْ اِنَّ زِیَارَۃَ قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وَاجِبَۃٌ ۔ اور عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تہذیب الْمَطَالِب میں شیخ ابو عمران المالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت واجب ہے۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مثیر العزم الساکن الیٰ اشرف الاماکن میں باقاعدہ زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر باب باندھا ہے اور اس میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر اور سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے احادیث بیان کی ہیں اسی طرح امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ کے ص 800 پر فِیْ فَضْلِ قَبْرِہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کی احادیث مبارکہ بیان کی ہیں اور ان احادیث میں مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ بھی لکھی ہے۔

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث سے قبر انور کی زیارت کے متعلق بیان:

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا اپنی کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 112-111 پر لکھتے ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو مشہور عالم فقیہہ محدث حنفی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ چند حضرات کے علاوہ جن کا خلاف کچھ معتبر نہیں باالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں ہے اور افضل ترین عبادات میں ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پر امید وسیلہ ہے اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے۔ بلکہ بعض علمائے نے واجب کہا ہے اس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو اس کا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے وہاں قیام کے ارادہ سے چلنا مکہ مکرمہ میں قیام کے ارادہ سے چلنے

سے افضل ہے یعنی حج کی وجہ سے چلنا تو دوسری بات ہے اس کے علاوہ مدینہ پاک کی طرف چلنا افضل ہے۔

درمختار میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت مندوب ہے بلکہ بعض علماء نے اس شخص کے حق میں جس میں وسعت ہو واجب کہا علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ خیر رملی شافعی نے ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس قول کو نقل کیا ہے۔

یقیناً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى وَبِعَدَدِ مَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى کے جتنے احسانات امت پر ہیں اور جو توقعات مرنے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہیں ان کے لحاظ سے وسعت اور طاقت کے بعد بھی حاضری نہ نصیب ہو بے حد محرومی ہے اور معمولی اعذار سے اس سعادت عظمیٰ سے محرومی انتہائی قساوت اور جفا ہے اگرچہ بعض علماء نے بعض روایات کی بنا پر بجائے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے مسجد کی زیارت کی نیت کو ضروری بتایا ہے لیکن آئمہ اربعہ (چاروں اماموں) کے سب مذاہب اس پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کا ارادہ بھی مستحب ہے۔ حنفیہ کی معتبر کتاب سے مُلا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت اوپر نقل کر چکا ہوں۔

شافعیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقتداء امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو چاہیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت اہم ترین قربات میں سے ہے اور کامیاب مساعی سے ہے۔

انوار ساطعیہ میں مالکیہ کے مذہب میں لکھا ہے ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت سنت ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور مرغوب ہے اور اللہ جل شانہ کے یہاں قربت پیدا کرنے میں بہت اونچی چیز ہے اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شفاء میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے بلکہ بعض علماء مالکیہ نے تو واجب فرما دیا جیسا کہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب میں ابو عمران فارسی کا قول نقل کیا ہے۔

مغنی جو فقہ حنابلہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے اس نے گویا زندگی میں میری زیارت کی اور ایک حدیث میں

ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اور شرح کبیر میں جو مذھب حنابلۃ کی اہم کتاب ہے لکھا ہے کہ جب حج سے فارغ ہوجائے تو مستحب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کی قبر کی زیارت کرے اس کے بعد وہی احادیث ذکر کیں جو مغنی میں گذریں۔

دلیل الطالب جو فقہ حنبلی کا مشہور متن ہے اس میں حج کے احکام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو ساتھیوں کی قبر کی زیارت مسنون ہے اس کے شارح نیل المارب میں لکھتے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی مستحب ہے اس لئے کہ حاجی حج کے بعد بغیر سفر کے ان کی زیارت کیسے کرسکتا ہے۔

اسی طرح روض المربع فقہ حنبلی میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے کہ جیسا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی ان سب سے معلوم ہوا کہ آئمہ اربعہ (چاروں اماموں) کا متفقہ مسئلہ ہے اس لئے بعض علماء نے اسے اجماعی مسئلہ بتایا جیسا کہ شروع میں گذرا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی متعدد روایات میں اس کی ترغیب واقع ہوئی ہے۔

زیارۃ قبور بافرمان حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

عَنْ بُرَیْدَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارۃ کیا کرو۔ (مسلم شریف جلد نمبر 1 ص 234، ترمذی شریف حصہ اوّل ص 125، نسائی شریف جلد نمبر 1 ص 286، مشکوٰۃ شریف ص 154، ابن ماجہ ص 114، سنن کبریٰ للبیہقی جلد نمبر 4 ص 284، مصنف ابن ابی شیبہ جلد نمبر 3 ص 223)

جب عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم ہے تو قبرانور کی زیارت بدرجہ اولیٰ حکم میں شامل ہے:

حافظ ابوموسےٰ اصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب آداب زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں کہ زیارۃ قبور کے حکم کی احادیث مبارکہ حضرت بریدہ، حضرت انس، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود، حضرت ابوھریرہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سید القبور ہے وہ بھی لامحالہ قبروں کی زیارت کے عموم میں داخل ہے اور اس کی زیارت بھی عام حکم میں شامل ہے۔ (شفاء السقام ص82)

اگر ذہن میں کجروی نہ ہو اور ذھن ہدایت صراط مستقیم پر ہو تو بہرحال عقل اس بات کا متقاضی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمادیا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو اور یہ حدیث صحاح ستہ کی کتب میں موجود ہے تو کیا اس میں معاذ اللہ! یہ ہے کہ میری قبرانور کی زیارت نہ کرنا باقی سب کی کرو حاشا وکلا قطعاً نہیں تو جب قبور کی زیارت کا حکم آ گیا تو اس حکم میں عام مسلمانوں کی قبور بھی شامل ہیں اور اولیاء کرام کی قبور بھی شامل ہیں سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبرانور بھی شامل ہے کوئی اس حکم سے خارج نہیں بلکہ اگر اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زبانی نہیں دلی محبت ہے تو دل سے تو یہی آواز آتی ہے۔

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش ۔ خدایا ایں کرم باردگر کن

اور عشاق کا اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کے وقت آنسوؤں کی برسات لگی ہوتی ہے اور دِل سے یہی درد بھری آہ نکلتی ہے کہ اے مالک کائنات دوبارہ جلد یہاں حاضری نصیب ہو معلوم نہیں وہ کون سے مسلمان ہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دراقدس کی حاضری کو خلاف شرع سمجھتے ہیں معلوم نہیں ان کی شریعت کیا ہے۔

قبرانور کی زیارت کے لئے سفر کرنا عین سعادت اور باعث ثواب ہے:

قبرانور کی زیارت کے لئے سفر کرنا حضور کا فرمان ہے صحابہ کرام کی سنت ہے تابعین کی سنت ہے اولیائے کرام کا طریقہ ہے اجماع امت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو (یہ حدیث مبارکہ صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہے) جب ہمیں اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبروں کی زیارت کیا کرو تو زیارت کے لئے جانا تو پڑے گا بندہ عاجز نے اپنی کتاب عطائے حبیب جلد دوم ص 157 پر اس کا شافی

جواب دیا ہے وہاں سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: کیا قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے؟

جواب: جب ہمیں قبروں کی زیارت کا حکم ہے تو قبریں تو ہمارے پاس چل کر نہیں آئیں گی ہم ہی چل کر جائیں گے جو قبروں کی زیارت کے لئے چل کر جانے کو اور سفر کرنے کو ناجائز وحرام کہتے ہیں وہی بتادیں کہ پھر زیارت کیسے کریں کیونکہ قبرستان گھروں میں تو ہیں نہیں کہ گھر بیٹھے بٹھائے ہی زیارت کرلیں۔

سوال: کیا قبروں کی زیارت سے نفع یا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: جب پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کا حکم دیا ہے تو لازم ہے کہ فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ بے فائدہ کام کا حکم تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں دیتے۔ (عطائے حبیب جلد نمبر 2 ص 157)

سیدنا حضرت بلال کا زیارت کے لئے سفر کرنا:

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح بیت المقدس کے بعد روانہ ہوئے اور جابیہ کی طرف گئے تو سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گذارش کی کہ انہیں شام ہی رہنے کی اجازت دے دیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دے دی۔

ایک روز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے بلال! یہ کیا ظلم وجفا ہے کیا یہ وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کے لئے آؤ؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیند سے بیدار ہوئے تو ان پر بہت خوف اور رنج طاری تھا فوراً اونٹ پر سوار ہوکر شام سے مدینہ منورہ پہنچے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر پہنچ کر رونا اور اس پر چہرے کو رگڑنا شروع کردیا اتنے میں سیدنا حضرت امام حسن وسیدنا حضرت امام حسین علیہما السلام آگئے ان کو دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سینے سے چمٹا لیا اور پیار کرنا شروع کردیا ان دونوں نے کہا اے بلال! ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں وہ اذان سناؤ جو آپ ہمارے نانا جان کے لئے دیا کرتے تھے اس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دینے کے لئے تیار ہوگئے اذان دینے

کے لئے مسجد نبوی شریف کی چھت پر اس جگہ گئے جہاں کھڑے ہو کر وہ اذان دیا کرتے تھے اذان کے شروع میں اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو جیسے مدینہ شریف میں بھونچال آ گیا جب اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو اس میں جیسے شدت آ گئی جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا تو مدینہ منورہ کے مرد بچے اور عورتیں روتے ڈھاڑیں مارتے گھروں سے باہر نکل آئے کہنے لگے کیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوبارہ تشریف آوری ہوگئی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دن کے علاوہ مدینہ منورہ میں اس دن سے زیادہ آہ وبکا نہیں سنی گئی تھی۔

(وفاء الوفا جلد نمبر 4 ص 182 ، شفاء السقام ص 53، فضائل حج ص 121 مصنف مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث علمائے دیوبند)

مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث علمائے دیوبند اپنی کتاب فضائل حج کے صفحہ نمبر 121 پر لکھتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضرات سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے سفر ثابت ہے نیز لکھتے ہیں کہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفر شام سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے عمدہ سندوں سے ثابت ہے جو متعدد روایات میں مذکور ہے۔

علامہ تقی الدین السبکی شافعی کا حضرت بلال کے سفر کی وضاحت:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر پر استدلال محض خواب کی بات سے نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سفر سے ہے جو سفر انہوں نے محض زیارت کے لئے شام سے مدینہ شریف کا کیا خصوصاً جبکہ ان کا یہ سفر کا عمل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت اور بکثرت صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا ہے۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ سارا قصہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب ان سے مخفی رہا ہو نیز جبکہ یہ ثابت ہے کہ شیطان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھیس میں کبھی کسی کے خواب میں نہیں آ سکتا اور یہ خواب جو کسی شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل سفر کا موکد ہے۔

(شفاء السقام ص 54، وفاء الوفا حصہ نمبر 4 ص 182، علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے بھی اپنی

کتاب فضائل حج کے ص122 پر یہی لکھا ہے کہ یہاں استدلال اس خواب سے نہیں بلکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر سے ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب کو قبر انور کی زیارت کیلئے شام سے مدینہ شریف جانے کی دعوت دی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیت المقدس والوں سے صلح کر لی تو حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ایمان لانے سے بہت زیادہ خوش ہوئے اور ان سے فرمایا کیا تمہاری خواہش نہیں کہ میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضری دو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے متمتع ہو؟ انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین میں ضرور ایسا کروں گا اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت مدینہ شریف پہنچے سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام پیش کیا۔

(شفاء السقام ص56، وفاء الوفا حصہ چہارم ص183، فتوح الشام ص446، فضائل حج ص122)

حضرت عمر بن عبد العزیز مستقل طور پر مدینہ شریف حاضری کے لئے قاصد بھیجا کرتے تھے:

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستقل طور پر شام سے اونٹ سوار قاصد بھیجا کرتے تھے تاکہ قبر اطہر پر ان کا سلام پہنچائیں۔ (وفا الوفا حصہ نمبر 4 ص 183، شفاء السقام ص 155، فضائل حج ص122)

صحابہ و تابعین کے زمانہ میں حضرت بلال کا سفر اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے قاصد کا سفر محض زیارت کیلئے:

امام ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم نے فرمایا فَسَفَرُ بِلَالٍ فِیْ زَمَنِ صَدْرِ الصَّحَابَةِ وَرَسُوْلُ عُمَرَبْنِ عَبْدِالْعَزِیْزِ فِیْ زَمَنِ صَدْرِ التَّابِعِیْنَ مِنَ الشَّامِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَمْ یَکُنْ اِلاَّ لِزِّیَارَةِ وَالسَّلَامِ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَلَمْ یَکُنِ الْبَاعِثُ عَلَی السَّفَرِ غَیْرُ ذٰلِكَ لَامِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَلَا مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ لَامِنْ قَصْدِ الْمَسْجِدِ وَلَامِنْ غَیْرِہٖ۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفر شام سے اور تابعین کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قاصد کا سفر محض حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت اور سلام کے لئے تھا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہ دینی تھا نہ دنیاوی تھا اور نہ ہی مسجد نبوی شریف کی نیت سے تھا اور نہ ہی اس کے

علاوہ کسی اور زیارت کا۔ (شفاء السقام ص55)

صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے والی حدیث مبارکہ کو بہانہ بنا کر قبرانور کی زیارت کے سفر کو ناجائز کہنا:

حدیث شریف میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی الله تعالیٰ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم لَاتَشُدُّ الرِّحَالِ اِلاّیٰ اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہ سفر کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور یہ میری مسجد۔ اس حدیث مبارکہ کو بہانہ بنا کر بعض لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کے سفر کو ناجائز وممنوع قرار دیا ہے اور لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ مدینہ منورہ صرف مسجد نبوی کی زیارت کے ارادہ سے جائیں روضہ اقدس کی زیارت کے ارادہ سے نہ جائیں۔

ہمارے بزرگوں نے تو اپنی کتب میں اس کا بڑا مدلل جواب دیا ہے مگر میں یہاں ان کی بجائے علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب فضائل حج سے اقتباس پیش کرتا ہوں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ان کے بزرگوں نے کیا لکھا ہے۔ وہ فضائل حج کے صفحہ نمبر 120 پر لکھتے ہیں۔ چونکہ اس حدیث شریف میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کے سفر کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے بعض علماء نے اس سے دلیل پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کے ارادہ سے سفر کی ممانعت فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس نیت سے سفر نہ کرے البتہ وہاں پہنچنے کے بعد مزار مبارک کی زیارت میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے ارادہ سے سفر نہ کرے اس لئے کہ تین مساجد تو بہت اہمیت رکھتی ہیں اس کے علاوہ اور مساجد میں کوئی خاص خصوصیت نہیں۔

جمہور کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس مضمون کی بعض روایات میں خود تصریح موجود ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے بجز ان تین مساجد کے یہ صاف اور واضح ہے۔ (فضائل حج ص120)

آگے فضائل حج کے ص121 پر لکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضرات سے قبر اطہر کی زیارت کیلئے سفر ثابت ہے۔ نیز آگے اسی کتاب کے ص124 پر رقمطراز ہیں اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حج کے لئے مخلوق جاتی ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہوں

گے جو اعذار کی وجہ سے مدینہ طیبہ حاضر نہ ہوتے ہوں اگر ان حضرات کی یہ حاضری روضہ اطہر کی زیارت کے لئے نہیں ہے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے جانا ہے تو ان میں سے دسواں بیسواں حصہ مسجد اقصٰی کی زیارت کے لئے بھی جایا کرتا کہ وہ بھی تین مساجد میں ہے اس لئے جن علماء نے اس کو اجماعی مسئلہ رکھا ہے وہ بے محل نہیں ہے آٹھویں فصل کے شروع میں چاروں آئمہ کی فقہ کی کتابوں کی عبارتیں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات اس کے استحباب پر متفق ہیں بلکہ فقہ حنبلی کی کتاب دلیل الطالب میں قبر شریف کی زیارت کو سنت لکھا ہے اور مسجد نبوی میں نماز کو مستحب لکھا ہے۔

(فضائل حج ص124)

روضہ اقدس کی زیارت کے لئے سفر کے مبارک ہونے کا اجمالی خاکہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے گناہوں کی معافی کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر جانے کا فرمایا ارشاد ہوا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ گناہ کر بیٹھیں تو آپ کے پاس آ جائیں یہ نہیں فرمایا کہ کعبہ معظمہ آ جائیں یہ نہیں فرمایا کہ مسجد نبوی شریف آ جائیں بلکہ فرمایا جَآءُوْكَ کہ اے محبوب آپ کے پاس آ جائیں جب خود مالک کائنات فرما رہا ہے کہ میرے محبوب کے پاس جائیں تو پھر دنیا کے جس گوشے میں بھی کوئی مسلمان ہے وہ سفر کر کے ہی جائے گا اور اس کا یہ سفر فرمان الٰہی کے مطابق ہوگا اور اپنے رب کریم کے فرمان پر عمل پیرا ہو کر سفر کرے گا تو ثواب کا حقدار بھی ہوگا تو یقیناً یہ سفر مبارک اور باعث ثواب ہوگا اور قران مجید کے احکامات قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے ہیں۔

(2) سیدنا حضرت بلال کا شام سے سفر صرف اور صرف محض زیارت کے لئے تھا اس میں کوئی اور ارادہ نہیں تھا اور وہ بھی فرمان محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحت تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بلایا۔

(3) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت کعب احبار کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ جانے کو کہنا اور پھر انہیں شام سے اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے کر آنا۔

حضرت بلال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ فعل اور اس پر صحابہ کرام کا اعتراض نہ کرنا اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ کے تحت قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے راہ ہدایت ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جسے رب کریم ہدایت سے نوازے ورنہ عقل تو ہزار ٹھوکریں کھاتی ہے اور علم بھی حجاب بن جاتا ہے۔

نیز سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العلمین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی پر غور کریں جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِراً لَایُھِمُّہٗ اِلاَّ زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے اور اس کے علاوہ کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ اس کی سفارش کروں۔ یہ حدیث مبارکہ اوپر گذر چکی ہے حوالہ جات وہیں ملاحظہ کریں یہاں مقصد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو صرف میری زیارت کو آئے اس کی اور کوئی نیت نہ ہو۔ تو لازم ہے کہ جو بھی آئے گا سفر کرکے ہی آئے گا خواہ ایک میل کا سفر کرکے آئے یا دس ہزار کلومیٹر کا سفر کرکے آئے اور اس کا صلہ شفاعت ارشاد فرمایا اب واضح ہے کہ محبوب کائنات محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود سفر کرکے آنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

اور دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّداً کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ کہ جو شخص ارادہ کرکے میری زیارت کرے وہ قیامت مین میرا پڑوسی ہوگا۔ یہ حدیث مبارکہ بھی اوپر گذر چکی ہے۔

واضح ہو یہ دونوں حدیثیں علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے بھی اپنی کتاب فضائل حج میں رقم کی ہیں۔

اس حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں متعدد روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص ارادہ کرکے میری زیارت کرلے وہ قیامت میں میرا پڑوسی ہے ارادہ کرکے کا مطلب یہ ہے کہ محض اسی ارادہ سے آیا ہو یہ نہ ہو کہ سفر تو کسی دنیاوی غرض سے تھا راستہ چلتے زیارت بھی کرلی۔ (فضائل حج ص116)

شھدائے احد کی زیارت کے لئے جانا اور جنت البقیع میں جانا

شفاء السقام ص 101 میں ہے فَقَدْ ثَبَتَ خُرُوْجُ النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مِنَ الْمَدِیْنَۃِ لِزِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ وَاِذَا جَازَ الْخُرُوْجُ اِلَی الْقَرِیْبِ جَازَ اِلَی الْبَعِیْدِ فَمَا وَرَدَ فِیْ ذٰلِکَ خُرُوْجُہٗ اِلَی الْبَقِیْعِ کَمَا ھُوَ ثَابِتٌ فِی الصَّحِیْحِ وَخُرُوْجُہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لِقُبُوْرِ الشُّھَدَاءِ رَوٰی اَبُوْدَاؤدَ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نُرِیْدُ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ۔ حضرت تقی الدین السبکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ منورہ سے باہر زیارت قبور کے لئے تشریف لے جانا ثابت ہے (جیسے جنت البقیع کے قبرستان میں تسریف لے جانا یا شھدائے احد کی قبروں کی زیارت کے

لئے مقام احد پر تشریف لے جانا) جب قریب کی جگہ کی طرف چل کر جانا جائز ہے تو پھر دور کی جگہ کی طرف جانا بھی جائز ہے اور جیسے کہ اس بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جنت البقیع کی طرف تشریف لے جانا صحیح (بخاری) سے ثابت ہے اور شھداء کی قبور کی زیارت کے لئے بھی تشریف لے جانا ثابت ہے ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم شہیدوں کی قبروں کی زیارت کی نیت سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ (شفاء السقام ص101)

قدم مبارک کی برکت سے حضرت جابر کا سارا قرض ادا ہوگیا:

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ تُوُفِّیَ اَبِیْ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰی غُرَمَآئِہٖ اَنْ یَّاْخُذُوْا التَّمْرَ بِمَا عَلَیْہِ فَاَبَوْا فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِیْ اُسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَیْنًا كَثِیْرًا وَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ فَقَالَ لِیْ اِذْهَبْ فَبَیْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰی نَاحِیَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَیْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِیْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰی مَا یَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَیْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِیْ اَصْحَابَكَ فَمَازَالَ یَكِیْلُ لَهُمْ حَتّٰی اَدَّی اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِیْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰی اَنْ یُّؤَدِّیَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِیْ وَلَا اَرْجِعَ اِلٰی اِخْوَاتِیْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَیَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰی اَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ وہ اپنے قرض کے عوض موجودہ کھجوریں لے لیں (باغ سے جتنی کھجوریں اس وقت حاصل ہوئی ہیں قرض کے بدلے صرف وہی حاصل کرلیں انہیں پر اکتفا کریں بقیہ قرض معاف کردیں اس لئے کہ قرضہ بہت زیادہ تھا اور کھجوریں اس کے مقابل بہت تھوڑی تھیں) انہوں نے انکار کردیا (قرض خواہ سارے یہودی سود خور تھے سود خور اور وہ بھی یہودی بھلا ان میں ایسی مروت کیسے آسکتی تھی لہٰذا انہوں نے انکار کردیا) میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ حضور! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد احد کی جنگ میں شہادت پاگئے تھے وہ بہت قرض چھوڑ گئے تھے میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو دیکھیں (کہ شاید آپ کو دیکھ کر حیا کر جائیں اور ان کی

تنی ہوئی گردنیں خم کھا جائیں) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ ہر قسم کی کھجوروں کا علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگادو۔ میں نے یہ کردیا پھر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا جب قرض خواہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ اس گھڑی مجھ پر بھڑک اٹھے (انہوں نے سمجھا کہ شاید حضور کو سفارش کے لئے بلایا گیا ہے) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں ایسی حالت میں دیکھا تو کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے گرد تین دفعہ گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا اپنے قرض خواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ پھر ان سب قرض خواہوں کیلئے کھجوریں ناپ کراتے رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے باپ کا سارا قرضہ ادا کردیا (ایک ڈھیر سے ہی سارا قرضہ ادا ہوگیا دوسرے ڈھیروں تک نوبت ہی نہ آئی) میں اس پر راضی تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے والد کا قرض ادا کردے بیشک میں اپنی بہنوں کو کھجور کا ایک دانہ تک نہ پہنچاؤں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے یہاں تک کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس ڈھیر پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے گویا اس میں سے کھجور کا ایک دانہ بھی کم نہیں ہوا تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 2 ص 580، مشکوٰۃ شریف ص536، حجۃ اللہ علی العلمین ص615 خصائص کبریٰ جلد نمبر2 ص87، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر6 ص180، دلائل النبوت ابونعیم ص260، مسند امام احمد جلد نمبر3 ص407، صحیح ابن حبان جلد نمبر4 ص307، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص260، الفتح لابن حجر جلد نمبر5 ص413، شرح الشفا جلد نمبر1 ص613)

گھوڑے پر سوار ہوئے تو گھوڑا تیز رفتار ہوگیا:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَزِعُوْا مَرَّۃً فَرَکِبَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَۃَ بَطِیْئًا وَکَانَ یَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَکُمْ ھٰذَا بَحْراً فَکَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ لَایُجَارٰی وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْم۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ گھبرا گئے (مدینہ منورہ میں شور مچ گیا کہ دشمن آ گیا انہیں خیال ہوا کہ شاید شامی فوج مدینہ منورہ پر حملہ آور ہورہی ہے اس خیال سے یکدم گھبراہٹ ہوگئی) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سست رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے وہ اڑیل بھی تھا (یعنی وہ

گھوڑا انتہائی سست رفتار بھی تھا اور اڑیل بھی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب لوٹتے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا پھر اس کے بعد وہ گھوڑا مقابلہ نہیں کیا جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کبھی پیچھے نہ رہا۔

ف: وہ گھوڑا دریا کی طرح تیز رفتار بھی ہوگیا اور سبک رفتار بھی کہ سوار کو اس کی رفتار سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی معلوم ہوا کہ جس پر ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک پہنچ جائے وہ سست بھی تیز ہو جاتا ہے اور یہ فیض اس گھوڑے پر وقتی طور پر نہ تھا بلکہ دائمی ہوا کہ آئندہ تاحیات وہ گھوڑا کبھی کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہا سب سے آگے ہی رہتا تھا۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص426، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص260، مشکوٰۃ شریف ص536، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص191، سبل الہدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص14، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص106، الوفا ابن جوزی حصہ دوم ص443، الشفا قاضی عیاض حصہ اوّل ص288، جواہر البحار جلد نمبر 3 ص136)

اونٹ کی تھکاوٹ دور ہوگئی:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَاَنَا عَلٰی نَاضِحٍ قَدْاَعْیٰ فَلَا یَكَادُ یَسِیْرُ فَتَلَاحَقَ بِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ مَالِبَعِیْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَیٰ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَیْنَ یَدَیِ الْاِبِلَ قُدَّامَهَا یَسِیْرُ فَقَالَ لِیْ كَیْفَ تَرَی بَعِیْرُكَ قُلْتُ بِخَیْرٍ قَدْاَصَابَتْهُ بَرْكَتُكَ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد کیا میں اونٹ پر تھا جو تھک گیا تھا لہٰذا وہ چلنے کا نام نہ لیتا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے ملے تو فرمایا تیرے اونٹ کو کیا ہوا ہے میں نے عرض کیا تھک گیا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس کے لئے دعا کی تو وہ دوسرے اونٹوں سے آگے چلنے لگا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اپنے اونٹ کو کیسے پاتے ہو میں نے عرض کی خیریت سے ہے اسے آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص375، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص36، مسند امام احمد جلد نمبر 3 ص389، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص132، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص515، مشکوٰۃ شریف ص536، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص97)

قدم مبارک کی ٹھوکر لگی تو پہاڑ پرسکون ہوگیا:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِہِمْ فَضَرَبَہٗ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَّشَہِیْدَانِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جبل احد پر چڑھے تو پہاڑ لرزا ٹھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پاؤں مبارک سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اے احد ساکن ہو جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(بخاری شریف جلد نمبر 1 ص521، مسلم شریف جلد نمبر 2 ص290، مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص284 مشکوٰۃ شریف ص563، سبل الھدیٰ والرشاد جلد نمبر 9 ص506، الوفا ابن جوزی حصہ اوّل ص300، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 6 ص304، دلائل النبوت ابونعیم ص257، خصائص کبریٰ جلد نمبر 2 ص129، الشفا قاضی عیاض حصہ اول ص270 مصنف عبدالرزاق جلد نمبر 11 ص229، مسند ابویعلیٰ جلد نمبر 13 ص509، مسند ابن حمید جلد نمبر 1 ص166، مسند رویانی جلد نمبر 2 ص213)

قلب مبارک

رب کائنات رب العلمین نے فرمایا فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ پس بے شک اس (جبرائیل علیہ السلام) نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے آپ کے قلب (دل) مبارک پر قرآن مجید کو نازل کیا ہے۔ (پ1 ع12)

اس آیۃ مبارکہ میں ذکر ہے کہ قرآن مجید کو آپ کے دِل پر نازل کیا ہے اب دوسرے مقام پر قرآن مجید کی شان پڑھیں ارشاد خداوندی ہے لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ط اور اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے خوف سے جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا۔

(پ28ع6)

ان دونوں آیات سے واضح ہوا کہ جس کلام الٰہی کے نزول کو اتنے بلند وبالا وسخت پہاڑ برداشت نہ کرسکتے تھے اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک نے برداشت کیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیۃ مبارکہ غَیْرُ اُوْلِی الضَّرَرِ نازل ہوئی تو اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر لیٹے ہوئے تھے مجھے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میری ران ٹکرے ٹکڑے ہوجائے گی اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر نزول وحی کے وقت اونٹنی پر سوار ہوتے تو اونٹنی شدت بوجھ سے بیٹھ جاتی بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر درمیان میں مہبط وحی کی وساطت نہ ہوتی تو ران اور اونٹنی کیا چیز ہے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتے یہ تو سیدالانبیاء والمرسلین محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک ہی تھا جس نے اسے اٹھالیا۔ اور کیوں نہ ہوتا اس مالک کائنات قادر مطلق کا ارشاد ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ (اے محبوب) کیا آپ کی خاطر ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کردیا۔ (پ30 سورہ الم نشرح)

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں شرح صدر کا مفہوم ہے نور الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے طمانینت کا حاصل ہوجانا اور علامہ سید محمد آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں الشرح اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے نیز فرماتے ہیں شرح صدر کا یہ مفہوم بھی لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوت قدسیہ اور انور الہیہ سے اس طرح موید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے اور گوناگوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے جب کسی کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کرسکتی اس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہوجاتے ہیں.......... یعنی آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کردیا کہ غیب وشہادت کے دونوں جہاں اس میں سما گئے ہیں استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہوگئیں ہیں۔ علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوت نہیں خلق کی بہبودی کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت الٰہی میں استغراق سے رکاوٹ نہیں۔

علمائے دیوبند کے شیخ التفسیر والحدیث کا شرح صدر کا مفہوم بیان کرنا:

علمائے دیوبند کے شیخ الحدیث والتفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیۃ مبارکہ کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

اس میں علوم ومعارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا۔

ساری حیاۃ طیبہ اس آیت کی آئینہ دار ہے

شیخ طریقت پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضیاء القرآن میں اس آیۃ مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ساری زندگی اس آیت کی آئینہ دار ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس بلند حوصلگی اور اولوالعزمی سے فرائض نبوت کو ادا کیا جس صبر اور شکر کے ساتھ اس راہ میں آنے والی مشکلات کو برداشت کیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے شرح صدر کے بغیر ممکن نہ تھا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے علم کے نور سے منور فرمایا اس کو بھی شرح صدر کی برکت کے بغیر اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرح صدر کی دعا کی:

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرح صدر کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کی قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ٥ عرض کی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے۔ اس سے کلیم اور حبیب کی شان کا فرق بھی واضح ہوگیا کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام جس شرح صدر کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعا کررہے ہیں قادر مطلق ومہربان رب نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مانگنے کے بغیر ہی عطا فرمادیا اور اس کا اعلان بھی فرمادیا۔

سب جہانوں کے لئے قلب مبارک میں رحمت:

رب کائنات رب العلمین رحمٰن ورحیم قادر مطلق نے ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ٥ (پ 17 ع 7) یعنی اے محبوب پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے دوسرے مقام پر اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں ارشاد فرمایا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ٥ (پ 11 ع 5) یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی۔

واضح ہو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنوں پر رؤف بھی ہیں اور رحیم بھی مگر سب جہانوں کے لئے رحمت ہیں رحمت کا تعلق دل سے ہے رحم کا معنی دل کا نرم ہونا کسی پر مہربانی کرنا احسان کرنا ترس کھانا، شفقت کرنا، رحم دِل ہونا۔ اس مالک کائنات نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعلمین فرما کر ہم پر واضح فرمادیا کہ میرے

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دِل میں سب جہانوں کی سب چیزوں کے لئے شفقت ہے ان پر میرے نبی کی مہربانی ہے ان کے لئے دِل میں ترس ہے اسی لئے حیوانوں نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں فریادیں کیں اور درخت بھی سلام کے لئے حاضر ہوئے تو جو دل ساری کائنات کے لئے اپنے اندر شفقت ومحبت رکھتا ہو اس کی مثل کون ہوسکتا ہے اور اس کی کما حقہ شان کون بیان کرسکتا ہے قادر مطلق مالک کائنات رب العلمین نے فرمایا مَاکَذَبَ الْفُوادُمَارَاٰی۔ جو (چشم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے) دیکھا دل نے اسے جھٹلایا نہیں۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَایَرٰیo۔ جوانہوں نے دیکھا کیا تم اس پر ان سے جھگڑتے ہو۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰیo اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیدار الٰہی کیا اپنے چشمان مبارک سے دیدار الٰہی کیا تو ان کے دل نے اسے جھٹلایا نہیں یعنی اس کی تکذیب نہیں کی بلکہ تصدیق کی تو جس دِل نے دیدار الٰہی کی تصدیق کی اس بے مثل قلب مبارک کی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں:

عَنْ عَآئِشَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یَاعَآئِشَةُ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیْ جِبَالُ الذَّھَبِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص 521، سیرت حلبیہ جلد نمبر 1 ص 437، کنز العمال جلد نمبر 7 ص 73، الشفاء قاضی عیاض حصہ اوّل ص 124، شرح الشفا جلد نمبر 1 ص 315)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے وہی کردے قران مجید کی آیات سے بھی یہی واضح ہے قرآن مجید میں ہے فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَكَ شَطْرَا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط۔ ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں اب پھیرلو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ (پ 2 ع 1) فرمان الٰہی واضح کررہا ہے کہ کعبہ معظّمہ کی تبدیلی محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلی چاہت پر ہوئی تَرْضٰھَا کا لفظ یہی واضح کررہا ہے اور ارشاد خداوندی ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ

فَتَرضٰی۔ (پ30 سورۃ والضحٰی) عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کی بخشش اور مغفرت کا خیال ہر وقت مضطرب رکھتا تھا ان تفسکرات اور اضطرابات کو یہ فرما کر دور کر دیا کہ آپ کا رب اپنے لطف وکرم کا وہ مینہ برسائے گا کہ آپ کا قلب مبارک مسرور ہو جائے گا۔ بخاری ومسلم کی شفاعت کے ذکر کے تحت حدیث مبارک سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ کہ آپ جو مانگیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی سے بھی یہی واضح ہے۔

آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَاعَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَايَنَامُ قَلْبِيْ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ وتر کی نماز سے پہلے سورہے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔

(بخاری شریف جلد 1 ص154، مسلم شریف جلد نمبر 1 ص274، مسند امام احمد جلد نمبر 5 ص482، الوفا ابن جوزی ص626، جواھر البحار جلد نمبر 2 ص13، صحیح ابن حبان جلد نمبر 4 ص49، دلائل النبوت امام بیہقی جلد نمبر 1 ص295، کنز العمال جلد نمبر 11 ص183، خصائص کبریٰ جلد نمبر 1 ص118)

الحمد للہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کے صدقے کتاب جــآء نــا مـن اللّــٰه الحبیب بے مثل حبیب کی پہلی جلد آج بتاریخ 22 ذوالحجہ 1438ھ بمطابق 14 ستمبر 2017ء بروز جمعرات مکمل ہوئی اس رحیم وکرم مہربان رب سے امید واثق ہے کہ اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے شرف قبولیت سے نوازے گا۔

خادم العلماء والاولیا

محمد یار نقشبندی